فتاویٰ فیض الرسول

تصنیف

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی

سابق صدر شعبہ افتاء دار العلوم اہل سنت فیض الرسول

شبیر برادرز

۴۰-بی، اردو بازار، لاہور

دارالافتاء فیض الرسول براؤں شریف سے جاری شدہ ۱۰۱۲ فتاوی کا مستند ذخیرہ

فتاوی فیض الرسول

تصنیف

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی

سابق صدر شعبہ افتاء دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول

بسعی و اہتمام

مفکر ملت حضرت علامہ صاحبزادہ غلام عبدالقادر علوی

خلف رشید حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ

مہتمم دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

شبیر برادرز۔ ۴۰۔ بی اردو بازار۔ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ـــــــــــــــــ فتاویٰ فیض الرسول

نام مصنّف ـــــــــــــــــ فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

بسعی و اہتمام ـــــــــــــــــ مفکر ملت صاحبزادہ علامہ غلام عبد القادر علوی
(خلف رشید شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ)

کتابت ـــــــــــــــــ مولوی غلام نبی بستوی، رفیع احمد بستوی

ناشر شبیر برادرز ۴۰ بی اردو بازار لاہور

تصحیح کتابت ـــــــــــــــــ مولوی محمد ہارون باندوی (فاضل فیض الرسول)
مولوی ابرار احمد (متعلم فیض الرسول)

کل صفحات ـــــــــــــــــ ۷۷۶

سن طباعت ـــــــــــــــــ سنہ ۱۴۱۲ھ سنہ ۱۹۹۲ء

قیمت . . . =/350 روپے

Marfat.com

۷۸۶
۹۲

انتساب

شُعَیبُ الاَولِیاء

شیخ المشائخ حضور سیدنا شاہ محمد یار علی صاحب

قبلہ لقدرضی المولیٰ عنہ

۸۷ مجر ۱۳

بانی دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف کے نام جن کی شخصیت اتباع شریعت کی ایسی آئینہ دار تھی کہ تقریباً پچاس سال تک آپ نے سفر و حضر میں نماز باجماعت حتیٰ کہ تکبیر اولیٰ کی پابندی کا اہتمام فرمایا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پہ گہرباری کرے
حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے

Marfat.com

مرکزی دار العلوم اہلسنت فیض الرسول اپنی قابل قدر پیشکش

فتاویٰ فیض الرسول کی اشاعت پر

عاشق محبوب کبریا مجدد مائۃ ماضیہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

و

قطب وقت حضرت سیدنا شاہ عبد اللطیف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان ستھن شریف ضلع سلطانپور

(مرشد اجازت حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ) کی بارگاہِ عظمت میں خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے۔

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے لئے ان دو بزرگوں کا خواب میں اشارہ ہی دار العلوم فیض الرسول کے قیام کا محرک بنا اور فیض الرسول کی جملہ علمی، دینی تبلیغی اور اشاعتی خدمات حقیقۃً انھیں بزرگوں کے روحانی فیوض ہیں۔

Marfat.com

فتاویٰ فیض الرسول

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی

کے علاوہ اور بھی جن اساتذہ وافاضل دار العلوم فیض الرسول کے تراسی (۸۳) فتاوے

اس جلد میں شامل ہیں

شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲	حضرت علامہ بدر الدین احمد صاحب رضوی ۴۴	حضرت علامہ محمد یونس صاحب نعیمی ۲	حضرت علامہ محمد صابر القادری نسیم بستوی ۱	حضرت علامہ قاری علی حسن صاحب نعیمی اشرفی ۱
حضرت علامہ صاحبزادہ غلام عبد القادر علوی ۲	حضرت علامہ محمد قدرت اللہ صاحب رضوی ۳	حضرت علامہ جمیل احمد صاحب شمیم بستوی یار علوی ۱	حضرت علامہ محمد محسن صاحب چشتی ۱	حضرت مولانا جمال احمد خاں رضوی ۱
حضرت مولانا نور محمد صاحب قادری ۲	حضرت مولانا محمد الیاس صاحب سالک بارہ بنکوی ۱	حضرت مولانا قاری خلق اللہ صاحب ۱	حضرت مولانا غلام غوث صاحب ۲	حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب رضوی ۲
حضرت مولانا انوار احمد صاحب قادری ۱	حضرت مولانا عبد الجبار صاحب اشرفی ۱	حضرت مولانا رحیم الدین صاحب رضوی ۳	حضرت مولانا امام بخش صاحب ۱	۵

Marfat.com

اکابر اہلسنت کے تاثرات

سربراہ خانوادۂ رضویہ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند شہزادۂ اعلیحضرت حضرت علامہ مصطفٰے رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ بریلی شریف

سربراہ خانوادۂ اشرفیہ شیخ المشائخ حضرت علامہ سید مختار اشرف صاحب قبلہ مدظلہ سجادہ نشین سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ

سربراہ خانوادۂ برکاتیہ سید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفٰے صاحب قبلہ علیہ الرحمہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف

حضرت بابرکت محب سنیت مخلص مبلغ مذہب اہلسنت مسلک امام اہلسنت اعلیحضرت علیہ الرحمہ جناب شاہ یار علی صاحب دام بالمواہب وحضرت مدرسین اساطین دین وجمیع اراکین خدام ملت وطلبۂ علوم شریعت سلمہم ربہم وصانہم عن الشرور والفتنہ وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر حضرت شاہ صاحب کی کرم فرمائیوں، ان کے صاحبزادہ بلند اقبال کی عنایتوں اور مدرسین واراکین وطلبۂ خدام مدرسہ فیض الرسول کی محبتوں کی یاد کو دل کی گہرائیوں میں لئے ہوئے وطن پہونچا فیض الرسول کو دیکھکر معلوم ہوا کہ واقعی یہ فیض الرسول ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم مولیٰ عزوجل اسے روز افزوں ترقیاں بخشے اور اس کے فیوض کو عام تر فرمائے۔ دل بہت مسرور رہا تعلیم اچھی تربیت بہتر سنیت کی تبلیغ رضویت کی اشاعت سنیت کی ترویج کا جذبہ فیض الرسول میں پایا کہیں نہ پایا۔ اس فقیر کا اعزاز واکرام نسبت اعلیحضرت کے سبب فرمایا جو اس کی حیثیت سے کہیں زیادہ تھا اور پھر یہ کہ بعض نے فرمایا کہ ہم کچھ خدمت نہ کر سکے طلبہ سے جو عہد لیکر داخل کیا جاتا ہے بعد فراغ وہ عہد سند میں لکھا ہوتا ہے جو طالب علم اہل جلسہ کو سنا کر اس پر گواہ کرلیتا ہے یہ ایسی بے مثال چیز ہے جو اور سنی مدارس تو اور خود میں اس ضروری امر کی طرف توجہ نہ کر سکا تھا اس سے فقیر بہت زیادہ متاثر ہوا اور جگہ جگہ اس کا فقیر نے ذکر کیا شاہ صاحب اور مدرسین کو ہر جگہ دعا کیساتھ یاد کیا والسلام

یہ حسن اتفاق ہے کہ اراکین مدرسہ دار العلوم فیض الرسول کے دعوت نامہ پر فقیر حاضر ہوا اور بخاری شریف کا امتحان لیا طلبہ کی استعداد دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ عالم ہوکر عالم کو فیض پہونچائیں گے اور تعلیمی خدمات کی بھی ماشاء اللہ صلاحیت ہے مدرسہ کا حسن انتظام ومدرسین وطلباء کی مہمان نوازی قابل قدر ہیں۔ مولیٰ سبحانہٗ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس چمن مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس طرح پھول کھلتے رہیں جو اپنے خوشبو سے عالم کو مہکائیں اور یہ ادارہ ہمیشہ سبز وشاداب رہے۔

آمین یا مجیب السائلین

میں نے دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کی مقدس فضا میں ڈیڑھ دو روز حاضر رہ کر جو تاثرات قبول کئے زبان قلم اون سے قاصر ہے خلاصہ یہ کہ حقیقی معنی میں یہ دار العلوم گہوارۂ شریعت و طریقت ہے اور ایک ایسا تربیت خانہ ہے جہاں نہ صرف اعلیٰ درجے کی تعلیم علوم دینی ہوتی ہے بلکہ طلبہ کی روحوں کو مزکی ومصفیٰ بھی کیا جاتا ہے خالص سنیت کی ترویج و اشاعت بہ مسلک حضور سید اعلیحضرت علامہ فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز جاری و ساری ہے اور یہ سب فیض ہے ایک مرد حق آگاہ طریقت دستگاہ پیر روشن ضمیر حضرت شیخ المشائخ جناب شاہ یار علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے انفاس طیبہ کا۔ فقیر بہ صمیم قلب دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی مزید عطا فرمائے اور یہ مبارک ادارہ علم وعرفان کا ایک ایسا منارۂ نور ثابت ہو جس کی تابانیاں ودرخشانیاں اطراف واکناف میں منور ومجلّیٰ فرما دے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

تحریر۔ محمد منشا تابش قصوری

فتاویٰ فیض الرسول کا ظہور

برصغیر پاک و ہند میں علماء حنفیہ نے فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت میں مثالی کارنامے انجام دیئے ہیں جن کا احاطہ کار دارد! فتاویٰ عالمگیری کو ہی لیجئے جو عرب و عجم میں فتاویٰ ہندیہ کے نام سے معروف ہے علماء اہلسنت کا یہ ایسا عظیم کارنامہ ہے جسے ہندوستان کے درویش صفت بادشاہ اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالےٰ کی سرپرستی میں مرتب فرمایا۔ پھر ہر دور کے اہلِ علم و فضل نے اسے حرز جاں بنایا۔

فتاویٰ ہندیہ کے بعد امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمہ اللہ تعالےٰ نے فتاویٰ رضویہ عطا فرمایا جو اپنے دور میں آسمان فقاہت پر آفتاب بن کر چمکے۔ فتاویٰ رضویہ حجازی سائز تک بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جس سے متبحر علماء ہی استفادہ کر سکتے ہیں عوام خواص کی آسانی کے لئے رضا فاؤنڈیشن لاہور کے تحت علماء کی ایک جماعت جدید دور کے تقاضے کے مطابق ایڈٹ کرنے کے ساتھ ساتھ عربی و فارسی عبارت کے ترجمہ کرانے میں مصروف ہے چھ جلدیں تخریج و حوالہ جات سے مزین ہو چکی ہیں نیز فتویٰ رضویہ کی پہلی جلد کو چہار حصوں میں شائع کیا جارہا ہے جدید طباعت و کتابت سے آراستہ دو جلدیں چھپ چکی ہیں تیسری اور چوتھی جلد زیر کتابت ہے کام کی رفتار کے پیش نظر امید واثق ہے کہ چند سال تک فتاویٰ رضویہ جدید پوری آب و تاب سے منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز

اسی طرح فتاویٰ مسعودی، فتاویٰ مظہری، فتاویٰ مصطفویہ، فتاویٰ امجدی، بہار شریعت، فتاویٰ نظامیہ، فتاویٰ نعیمیہ، فتاویٰ نوریہ اور فتاویٰ فیض الرسول کتب فقہ حنفیہ میں نہایت خوبصورت اضافہ ہے۔

فتاویٰ نوریہ: فقیہ اعظم پاکستان مولانا الحاج ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی قادری رحمہ اللہ تعالےٰ بانی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کی وہ عظیم تصنیف ہے جو تقریباً پانچ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی چھ جلدوں میں محیط ہے جدید و قدیم مسائل کو ادلۂ شرعیہ سے اس طرح حل فرمایا ہے کہ اگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ دیکھ پاتے تو یقیناً تحسین و توثیق فرماتے فتاویٰ رضویہ کے بعد فتاویٰ نوریہ کو سب سے بڑا اور اہم فتاویٰ قرار دیا جا سکتا ہے۔ الحمد للہ نہایت خوبصورت انداز میں مکمل شائع ہو چکا ہے۔

فتاویٰ فیض الرسول فقیہ بھارت حضرت مولانا علامہ الحاج جلال الدین احمد امجدی مدظلہ کی ایک بڑی تصنیف ہے جو حال ہی میں پاکستان پہنچی۔ یہ ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو یو۔پی کی شہرۂ آفاق درسگاہ

Marfat.com

دار العلوم فیض الرسول، براؤں شریف سے جاری ہوتے رہے اور وقتاً فوقتاً ماہنامہ فیض الرسول کی زینت بنے۔ جن پر علماء اہلِ سنت نے اعتماد کیا۔

حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی مدظلہٗ دار العلوم فیض الرسول میں تدریسی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ امین دار الافتاء بھی ہیں۔ پاک و ہند میں آپ کی ذات اپنی گرانقدر تصانیف کے باعث دینی و علمی حلقوں میں خوب متعارف ہے۔ موصوف مسلک کی ترویج و ترقی کے لئے بے پناہ درد اور محبت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی ہر تصنیف کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے انوار الحدیث، خطباتِ محرم، عجائب الفقہ، تعظیم نبی، انوار شریعت علم اور علماء وغیرہ کتب آپ کے وہ زندہ و جاوید علمی شاہکار ہیں جو بار بار شائع ہو رہے ہیں۔ آپ کی بعض کتابیں شبیر برادرز نہایت سلیقہ سے چھاپ رہے ہیں۔ اب فتاویٰ فیض الرسول جلد اول، دوم کی اشاعت کا شرف بھی حاصل کر رہے ہیں۔

راقم الحروف محترم جناب شبیر احمد صاحب اور ان کے رفقاء کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے جو گاہے گاہے علماء اہلِ سنت کی کتابوں کو زیور طباعت سے آراستہ کرتے رہتے ہیں۔ دار العلوم فیض الرسول سے احقر کو جو روحانی تعلق حاصل ہے علماء فیض الرسول سے قطعاً پوشیدہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علامہ مولانا صاجزادہ غلام عبد القادر علوی دامت برکاتہم نے فتاویٰ کی تقدیم میں یاد فرمایا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ دار العلوم مذکور کے جملہ روحانی و جسمانی متعلقین کو خصوصی برکات و انعامات سے بہرہ ور کرے اور فتاویٰ فیض الرسول کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔ امین ثم امین بجاہ سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ و صحبہ اجمعین

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ پاکستان

۱۵، ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

—·:·—

Marfat.com

شعیب الاولیاء اور امام احمد رضا

ایک معلوماتی افزا تحقیقی جائزہ

صاحبزادہ علامہ عبدالقادر علوی مہتمم دارالعلوم فیض الرسول

مجدد دین وملت شہریارِ علم وہدایت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت اپنی خدمات کے ساتھ اپنوں کے علاوہ اغیار کے حلقہ میں بھی محتاج تعارف نہیں آپ کے فکر ونظر کے فیضان سے مسلمانوں کے قلوب میں عشقِ رسول کے تحفظ وبقا اور اسلامی شعور کی صالحیت پر جو حیرت انگیز تاریخی اثرات مرتب ہوئے ہیں اس سے انکار قطعاً ممکن نہیں جماعتِ اسلامی کے بانی جناب ابو الاعلیٰ مودودی کا اعلیٰ حضرت کی دینی خدمت اور علم وفضل کا اعتراف الفضل ماشھدت بہ الاعداء کی منہ بولتی تصویر ہے یاد رہے کہ یہ وہی مودودی صاحب ہیں جن کی بے سروپا تنقید سے مقدس شخصیتیں بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔ مودودی صاحب لکھتے ہیں

"مولانا احمد رضا خان صاحب کے علم وفضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے۔ فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی نظر رکھتے تھے ان کی اس فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔

(مقالاتِ یومِ رضا حصہ دوم مطبوعہ لاہور)

امام اہلسنت کا ایک خاص وصف عشقِ رسول ہے ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عشقِ رسالت پناہی میں ڈوبا ہوا ہے۔ کوئی بھی ادارہ یا انجمن، فرد ہو یا جماعت، کسی کی تحریر ہو یا تقریر اگر وہ منصب رسول اور جذبۂ عشقِ رسول سے متصادم نظر آئی تو امام کا شمشیر براں صفت قلم مجاہدانہ انداز میں مخالفین کی سرکوبی کرتے ہوئے یہ اعلان کرتا ہوا نظر آتا ہے ؎

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

اعلیٰ حضرت کے سلسلے میں ممتاز عالمِ دین وشیخِ طریقت جسٹس پیر کرم شاہ ازہری کا یہ تبصرہ بڑا برمحل ہے کہ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی زندگی کے یہ چند سال جن کا گوشہ گوشہ علم وعمل کے نور سے منور ہے جن کا لمحہ لمحہ ذکرِ خدا اور یادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معمور ہے جو دو ہزار تالیفات کی تصنیف سے مشرف ہے جو پند وموعظت اور ذکر وارشاد کی محفلوں سے گونج رہا ہے جو پھیلا تو کائنات کی

Marfat.com

پنہائیوں کو شرسار کرتا گیا اور جو سٹا تو عشقِ مصطفےٰ بن کر رہ گیا
یہی آپ کا ایمان تھا کہ جب حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جان و ایمان اور روح و دین ہے اس کے پرچار میں آپ نے
اپنی ساری عمر صرف کر دی اس کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں
اور قابلیتیں وقف کر دیں۔

(مقالات یوم رضا دوم مطبوعہ لاہور)

امام اہلسنت کی عشقِ رسول میں سرشاری اور اس میں انفرادیت کی سبب سے اب جہاں بھی عشقِ رسول کی بزم آراستہ ہوگی یا عاشقانِ رسول کی انجمن سجی ہوگی انہیں ضرور یاد کیا جائے گا۔ کیونکہ بقول ملک شیر محمد خاں اعوان آف کالا باغ۔

احمد رضا خاں کسی فرد کا نام نہیں۔ تقدیس رسالت کی تحریک کا نام تھا۔ عامۃ المسلمین کے زندہ ضمیر کا تھا۔ عشقِ مصطفےٰ میں ڈوب کر دھڑکنے پاک و بابرکت اور پرسوز دل کا نام تھا اور جب تک یہ سب چیزیں زندہ رہیں گی احمد رضا خاں کا نام زندہ رہے گا اس نام کو خدائے قدوس نے سورج کی کرنوں کے ساتھ آسمان کی وسیع البسط چھاتی پر ہمیشہ کے لئے ثبت کر دیا ہے اور اب حادثات حیات کا بیداد جھونکا اور زمانے کی کوئی سنگ دل ٹھوکر اسے مٹا نہیں سکتی۔ (محاسن کنز الایمان مطبوعہ لاہور)

فاضل بریلوی کی رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے بے پناہ شیفتگی و وارفتگی اور والہانہ و بیکراں جذبۂ عشق کا کرشمہ ہی تو ہے کہ یکساں طریقے پر اپنوں نے، بیگانوں نے حتیٰ کہ ان کے شدید ترین مخالفوں نے بھی ان کے "عاشقِ رسول" ہونے کا اعتراف واقعہ کیا ہے۔

ان کی بابرکت شخصیت حبِ نبوی اور عشقِ مصطفوی کا اس طرح سمبل اور علامت بن چکی ہے کہ ان کے نام سے منسوب ہونا تو بڑی بات ہے ان کے شہر سے منسوب ہو جانا ہی عاشق رسول ہونے کا اظہار ہے۔ دنیائے سنیت کی مسلمہ بزرگ شخصیت شعیب الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا شاہ محمد یار علی العلوی الہاشمی لقدرضی المولیٰ عنہ بانی دار العلوم اہلسنت فیض الرسول ۱۳۸۷ھ جو اپنے تقویٰ و طہارت عشق و وجدان کی لطافت، اتباع سنت، دین پر استقامت۔ ۵۰ سال تک تکبیر اولیٰ تک نہ چھوٹنے پانے کے التزام کے ساتھ نماز باجماعت پر مداومت کے سبب اہلسنت کے عوام و خواص کے مرجع عقیدت ہیں سچے عاشق رسول اور بادۂ حب نبی سے سرشار تھے۔ حیات مقدسہ کا ایک ایک لمحہ یاد خدا اور رسول کی نذر اور اشاعت اسلام و سنیت کے لئے وقف تھا امام اہلسنت اور شعیب الاولیاء میں عشقِ رسول وہ قدر مشترک تھا جس نے حضرت شعیب الاولیاء کے دل میں امام اہلسنت کے تئیں بے پناہ محبت و عقیدت پیدا کر دی کہ اپنی زندگی کے ہر موڑ پر چاہے عقیدت مندوں کا ہجوم ہو یا تخلیہ، خلوت ہو یا جلوت، تنہائی ہو یا انجمن امام اہلسنت سے شدید وابستگی کا اظہار کرتے اور اپنے خلفاء متوسلین و مریدین کو مسلک اعلیٰحضرت پر چلنے کی تاکید فرماتے رہے اور بعد وفات آپ کے قبۂ مزار کے دروازہ پر نصب سنگ مرمر کی تختی پر آپ کے نام کے ساتھ "شیدائے سرکار اعلیٰحضرت" کی عبارت فاضل بریلوی کی مقدس ذات کے ساتھ بے پناہ

Marfat.com

وابستگی کا اعلان ہے آپ نے اپنے صاحبزادہ گرامی و جانشین پیر طریقت حضرت مولانا الحاج محمد صدیق احمد صاحب قبلہ کو اجازت و خلافت دیتے ہوئے انھیں اس بات کی پرزور تاکید کی ہے کہ مسلک امام احمد رضا رضی اللہ عنہ پر خود چلیں اور اپنے مریدین کو اس پر پابندی کا درس دیں۔ یاد رہے کہ موصوف کو حضور مفتئ اعظم ہند و شیر بیشۂ اہل سنت علیہما الرحمہ نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا ہے ــ اسی طرح مجھ بے بضاعت و ناسزاوار کو حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے سلسلہ کی اجازت مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ دی ہے۔

"آنعزیز کو سلسلۂ عالیہ قادریہ محبوبیہ و چشتیہ لطیفیہ کی اجازت و خلافت دیتا ہے کہ جو مرد یا عورت ان کے پاس توبہ و بیعت کے لئے حاضر ہو اس سے توبہ لے کر ان مبارک سلسلوں میں داخل کریں اور مسلک اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے مطابق اسلام و سنیت کا متبع بنائیں۔

خلافت نامہ کے اخیر میں ذمہ داریوں کی نشاندہی اور سنی مسلمانوں کو وہابیوں دیوبندیوں وغیرہ فرق باطلہ سے بچانے کی تاکید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ "اور ہر انے مذہب اہلسنت پر جس کی تجدید و احیاء اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تحریرات مبارکہ تصانیف مقدسہ میں کی ہے خود مضبوطی سے قائم رہیں اور سنی مسلمانوں کو عموماً اور اپنے متوسلین و معتقدین کو خصوصاً اس پر قائم رہنے کی تاکید شدید رکھیں گذشتہ صفحات میں جیسا کہ ذکر کیا گیا حضرت

شعیب الاولیاء بحیثیت ایک شیخ طریقت اپنے حلقہ ارادت و عقیدت میں اشاعت مذہب اہلسنت و ترویج مسلک اعلیٰحضرت کے لئے بھرپور جدوجہد فرماتے رہے مگر صرف اسی پر آپ نے قناعت نہ کی بلکہ اس سلسلے میں بھرپور سرگرمی لانے اور ٹھوس و مضبوط انداز میں مثبت تعمیری پیش رفت کے لئے ایک دینی ادارہ قائم کرنے کا ارادہ فرمایا جس کے قیام کی داستان بھی بڑی عجیب و غریب ہے۔ حضرت شعیب الاولیاء نے خواب میں دیکھا کہ "خانقاہ کا وہ حصہ جہاں آج مکتب فیض الرسول ہے حضرت شاہ عبداللطیف علیہ الرحمہ سقف شریف مرشد اجازت حضرت شعیب الاولیاء اور امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دونوں حضرات تشریف فرما ہیں کچھ طلبہ پڑھنے کے لئے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں دونوں بزرگ ایک دوسرے کو اشارہ فرما رہے ہیں کہ آپ ان بچوں کو پڑھائیں" بیدار ہونے کے بعد حضرت نے اسے ان مقدس روحوں کی جانب سے اپنے لئے براؤں شریف میں ایک دینی مدرسہ کے قیام کا حکم سمجھا اور خواب کی جزئیات سمٹ کر جب تعبیر بنیں تو براؤں شریف کی اس آبادی میں جہاں مشکل سے چند آدمی قرآن شریف پڑھنے والے تھے حیرت سے لوگ ایک ابتدائی دینی مدرسہ دیکھ رہے تھے جس کا نام حضرت نے "فیض الرسول" رکھا۔ ابتداء میں مکتب کی شکل میں قائم ہونے والا یہ مدرسہ دیکھتے ہی دیکھتے چند برسوں میں دارالعلوم بن گیا۔ طلبہ دور دراز سے کھنچنے لگے اور آج اس کی مرکزیت کا یہ عالم

Marfat.com

ہے کہ ورجنوں دار العلوم اس کی شاخ کی حیثیت سے بھارت کے مختلف حصوں میں دینی وعلمی خدمت انجام دے رہے ہیں اور خود دار العلوم فیض الرسول میں افریقہ، نیپال اور ہندوستان کے اکثر صوبہ جات کے سیکڑوں تشنگانِ علوم تقریباً دو درجن ذہین، مستند با صلاحیت اساتذہ کے زیر تدریس ٹھوس تعلیم اور بے دین جماعتوں سے نمٹنے کے لئے مجاہدانہ تربیت حاصل کر رہے ہیں برصغیر میں مسلک اعلیحضرت کے نمائندہ چند بڑے اداروں میں اس کا نمایاں مقام ہے اور طلبہ کی تربیت میں تو اس کی انفرادیت نازین المدارس ضرب المثل بن چکی ہے۔ اشاعتی محاذ پر باطل جماعتوں کی جانب سے پھیلائے گئے باطل نظریات کے دفاع کے لئے حضرت علیہ الرحمہ کی حقیقی روحانی سرپرستی میں آپ کی حیات مبارکہ کے اخیر برسوں میں یعنی محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق جون ۱۹۶۵ء میں مسلک رضویت کے آرگن کی حیثیت سے "ماھنامہ فیض الرسول" کا اجرا عمل میں آیا جس کے بارے میں پہلے صفحہ پر "مذہب اہلسنت کا ترجمان ومسلک رضویت کا نقیب" شائع ہونا اس کی مخصوص صحافتی روش کا مظہر ہے۔

الحمدللہ اس کے حلقہ قارئین کی وسعت چار براعظموں ایشیا، امریکہ، یورپ وافریقہ پر محیط ہے۔ حضرت شعیب الاولیاء کو مسلک اعلیحضرت سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا جس کا اظہار ان کے کردار کے مختلف گوشوں سے ہوتا ہے۔ آپ نے خانقاہ یار علویہ کو مسلمانان ہمعقیدہ امام احمد رضا کے نام وقف کرتے ہوئے قانونی طور پر رجسٹری کر دی ہے۔ اور رجسٹری کی دفعہ نمبر ۳ میں سجادہ نشینی کے لئے یہ ضابطہ مقرر فرمایا ہے۔

"خانقاہ کی سجادہ نشینی کا اہل وہ شخص قرار پاسکتا ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا ہمعقیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ مستند عالم باعمل ہو انتظامی امور میں بیدار مغز اور ہوشیار ہو۔ انتہیٰ بقدر الضرورۃ

اس کی دفعہ نمبر ۹ میں خانقاہ کے داخلی وخارجی امور کے لئے ایک کمیٹی بنام مجلس عاملہ تشکیل دے کر اس کے ارکان نامزد کئے گئے ہیں پھر رجسٹری کی دفعہ نمبر ۱۰ میں تحریر ہے کہ

میرے مقرر کردہ سجادہ نشین یا آئندہ سجادہ نشیں میں اگر معاذ اللہ کوئی مذہبی خرابی پیدا ہو جائے تو اس سجادہ نشین کو مجلس عاملہ معزول کر دے اور خانقاہ کا انتظام اپنے ہاتھ لے کر دفعہ نمبر ۳ کے مطابق کسی سجادہ نشین کا تقرر کرائے۔

اس پوری تفصیل میں قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ بعض حالات میں جس مجلس عاملہ کو خانقاہ کے متولی وسجادہ نشین اور ناظم اعلیٰ دار العلوم فیض الرسول پر بھی بالادستی حاصل ہے اس کے ارکان کی مذہبی حیثیت کے بارے میں حضرت نے کیا ضابطہ مقرر فرمایا ہے؟ مسلک رضویت کے پیروکار رجسٹری کی دفعہ ۱۲ پڑھیں اور شعیب الاولیاء کی فاضل بریلوی کے ساتھ والہانہ محبت پر وجد کریں۔ ملاحظہ ہو دفعہ نمبر ۱۲

ارکان مجلس عاملہ کے لئے اعلیحضرت امام احمد رضا کا

Marfat.com

ہمعقیدہ ہونا ضروری ہے ورنہ وہ منصب رکنیت سے خارج ہے"

اعلیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی ظاہری حیات میں ملاقات بھی نہیں ہوئی اور آپ مشرباً رضوی یعنی سلسلۂ رضویہ میں بیعت بھی نہ تھے مگر آپ نے اپنی ذات کو امام اہلسنت کے مسلک کے مطابق مذہب اسلام و سنیت میں اس درجہ گم کردیا تھا کہ جب پہلی بار براؤں شریف ذوالقعدہ ۱۳۸۹ھ کے جلسۂ دستار فضیلت میں افتخار سلف و قار خلف تاجدار اہلسنت مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خان قدس سرہٗ العزیز تشریف لائے اور بچشم خود حضرت علیہ الرحمہ کی سرکردگی میں دارالعلوم کی خدمات ملاحظہ فرمائیں بوقت دستار بندی فارغ طلبہ کے اس عہد و اقرار کو سنا جس میں بمطابق تشریحات فاضل بریلوی خدمت سنیت کا اعتراف اور حسب تصریحات تصانیف امام اہلسنت بالخصوص حسام الحرمین، مذاہب باطلہ سے بیزار اور دور و نفور رہنے کا اقرار بھی شامل تھا جو اب تک معمول ہے تو غایت درجہ متاثر و مسرور ہوئے اور اپنے تاثرات پر مشتمل مندرجہ ذیل مکتوب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے نام بریلی شریف سے ارسال فرمایا۔ مکتوب میں خط کشیدہ حوصلہ افزا جملے جہاں سرکار مفتیٔ اعظم کی وسیع النظری کا مظہر ہیں وہیں آج کل کچھ بڑوں کی روش کو دیکھتے ہوئے نہایت حیرت انگیز بھی۔

حضرت بابرکت محب سنیت مخلص مبلغ مذہب اہلسنت مسلک امام اہل سنت اعلیحضرت علیہ الرحمہ جناب شاہ یار علی صاحب دام بالمواہب و حضرات مدرسین اساطین دین و جمیع اراکین خدام ملت و طلبۂ علوم شریعت سلمہم ربہم وصانہم عن الشرور والفتنہ

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر حضرت شاہ صاحب کی کرم فرمائیوں، ان کے صاحبزادہ بلند اقبال کی عنایتوں اور مدرسین و اراکین و طلبہ و خدام مدرسہ فیض الرسول کی محبتوں کی یاد کو دل کی گہرائیوں میں لئے ہوئے وطن پہونچا۔ فیض الرسول کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ واقعی یہ فیض الرسول ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔ مولیٰ عزوجل اسے روز افزوں ترقیاں بخشے اور اس کے فیوض کو عام تر فرمائے۔ دل بہت مسرور ہوا تعلیم اچھی تربیت بہتر سنیت کی تبلیغ، رضویت کی اشاعت، سنت کی ترویج کا جو جذبہ فیض الرسول میں پایا کہیں نہ پایا۔ اس فقیر کا اعزاز و اکرام نسبت اعلیحضرت کے سبب فرمایا جو اس کی حیثیت سے کہیں زیادہ تھا اور پھر یہ کہ بعض نے فرمایا کہ ہم کچھ خدمت نہ کر سکے۔ طلبہ سے جو عہد لے کر داخل کیا جاتا ہے بعد فراغ وہ عہد سند میں لکھا ہوتا ہے جو طالب علم اہل جلسہ کو سنا کر اس پر گواہ کرلیتا ہے یہ ایسی بے مثال چیز ہے جو اور سنی مدارس تو اور خود مرکز اس ضروری امر کی طرف توجہ نہ کر سکا تھا اس سے فقیر بہت زیادہ متاثر ہوا اور جگہ جگہ اس کا فقیر نے ذکر کیا شاہ صاحب اور مدرسین کو ہر جگہ دعا کے ساتھ یاد کیا والسلام۔

Marfat.com

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ ۱۵؍ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ

(ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف شمارہ اگست ۱۹۶۱ء)

جب حضرت شعیب الاولیاء غالباً ۱۳۸۶ھ کے عرس رضوی کے موقع پر براؤں شریف سے بریلی شریف پہونچے تو حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ نے اپنے ایک نیازمند ماسٹر شفیق صاحب کے ہاں خصوصی طور پر قیام کا انتظام کروایا خانقاہِ رضویہ کے ذمہ داران کی خصوصی توجہ حضرت شاہ صاحب کے قیام وغیرہ کے سلسلہ میں دیکھ کر وہاں لوگوں کو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہو گیا تھا کہ وہ کون صاحب ہیں جن کے لئے حضور مفتیٔ اعظم اتنی توجہ و منتظمین عرس اتنا اہتمام کر رہے ہیں یہ باتیں مجھے دارالعلوم فیض الرسول کے سابق شیخ المعقولات حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب نے بتلائیں۔ جو ان دنوں بریلی شریف میں مدرس تھے۔ راقم سطور اس سفر میں (بی الکریم) حضرت شعیب الاولیاء کے ہمراہ تھا اور کمسن تھا۔ حضور مفتیٔ اعظم نے موصوف کا اس سفر میں بڑا اعزاز فرمایا۔ قل کے موقع پر ایک تخت پر اپنے بغل بٹھلایا۔ تخت پر ان دونوں حضرات گرامی کے بیٹھنے کے بعد مقرر یا منقبت خواں کے علاوہ کی گنجائش نہ تھی یاد رہے کہ اس وقت قل کی تقریب آستانہ رضویہ کے اوپر والے ہال میں ہوا کرتی تھی اس موقع پر میں نے قل سے چند منٹ پہلے شہزادۂ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں یاد کی ہوئی ایک تقریر عربی زبان میں کی جس کا عنوان تھا "الامام احمد رضا"، حضور مفتیٔ اعظم سن کر بیحد مسرور ہوئے تحسین فرمائی۔ اور حوصلہ افزائی کے طور پر اکیس ۲۱ روپے بطور انعام عنایت فرمائے۔ حضرت کی اس عطا کے بعد میری عقیدت کا یہ فیصلہ ہے کہ اس سلسلہ میں کسی دنیادار کا محتاج نہ ہوں گا۔ حضرت شعیب الاولیاء سے نسبی تعلق کی بنا پر سرکار مفتیٔ اعظم اس سفر میں اور بعد میں بھی جہاں کہیں اس نیازمند کو شرف ملاقات نصیب ہوا اور اپنی غایت شفقت اور دعاؤں سے ذرہ نوازی فرمائی۔ بد مذہبیت کے مقابلہ میں سنیت کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حضرت علیہ الرحمہ نے حصہ لیا چاہے وہ کانپور کی سنی کانفرنس ہو یا بمبئی میں جلوس غوثیہ کی قیادت ہو یا سنی جمعیۃ العلماء کانفرنس کی پرچم کشائی ملاذکی مناظرہ بھدرسہ ہو یا مناظرۂ ڈبراؤ سونہٹیا وغیرہ ہر ایک میں امتیازی شان سے شریک رہتے۔ مناظرہ بھدرسہ کے مقدمہ میں حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے اپنی جیب خاص سے کافی رقم صرف کی اور ناشر مسلک رضویت مظہر اعلیٰحضرت شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب لکھنوی علیہ الرحمہ کی ایسی ملدہی اور دلجوئی فرمائی جس کے وہ ہمیشہ معترف رہے انھیں لے کر بستی، گونڈہ، گورکھپور، فیض آباد وغیرہ اضلاع اور نیپال کی ترائی کے مواضعات میں وعظ و تقریر کروائی بہت سے ایسے مقامات جہاں کے لوگ اپنے طور پر جلسے کے انتظامات کے متحمل نہ ہوئے حضرت شعیب الاولیاء خود اپنے اخراجات سے نظر فرماتے جس کے سبب مسلمانوں کی کثیر آبادی نئی نئی گمراہیوں سے محفوظ ہو گئی اور انھیں عشق رسول اور اسلام و سنیت کی دولت ملی۔ خدمت دینی کے اسی جذبہ سے متاثر ہو کر حضرت شیر بیشۂ سنت۔ حضرت شعیب الاولیاء

Marfat.com

کے ساتھ باوجود معاصرت کے عقیدت و نیازمندی کا تعلق رکھتے تھے۔ مسلک رضویت کے وفادار و پیروکار کو ٹوٹ کر چاہنا اور اپنی نوازش کرنا جس شیر اہلسنت کا طرۂ امتیاز ہو اس انداز کا ان کا تعلق حضرت شعیب الاولیاء کے ساتھ ہوتا جو علمبردار رضویت تھے۔ حیرت کی بات نہیں اس تعلق کا مشاہدہ کرنے والے کثیر تعداد میں لوگ آج بھی موجود ہیں اور حضرت علیہ الرحمہ کے نام آئے ہوئے شیر بیشۂ سنت کے مکتوبات اس کا بین ثبوت ہیں بطور نمونہ ہم ایک خط کی تلخیص پیش کر رہے ہیں جو مظہر اعلیحضرت نے فیض آباد سے روانہ کیا تھا جس پر فیض آباد کے ڈاکخانہ کی مہر ۲ مئی ۱۹۴۸ء کی لگی ہوئی ہے اور چنیا جو اس وقت براؤں شریف کا پوسٹ آفس تھا ۳ جولائی کی مہر ثبت ہے یہ خط مقدمہ بھدرسہ سے ہی متعلق ہے ۔

انشاء اللہ تعالیٰ مجوزہ سوانح شعیب الاولیاء میں ان خطوط اور دیگر اکابر کے تاثرات کی تحریروں کا عکس پیش کیا جائے گا۔

قارئین کرام تحریر کا اندازِ عقیدت ملاحظہ کریں اور محرر کی عظمت دھیان میں رکھ کر اس کے مرکزِ عقیدت کی عظمت کا اندازہ لگائیں ۔

مخدومی و محترمی حامئ اسلام و سنیت ہادئ شریعت مرشدِ طریقت گلِ گلزار قادریت شمع بزم چشتیت گلبن چمنستان لطیفیت مولانا شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ ادامہ المولیٰ تعالیٰ بالفیوض والمواہب آمین بحرمۃ حبیبہ سید المرسلین صلی المولیٰ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین

وعلینا وعلیکم وعلیٰ سائر اہل السنۃ بعدد کل تائب وآئب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے مزاج مبارک کی ناسازی سے بہت پریشان ہوں خدا و رسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آپ کو بہت جلد شفاء تام و صحت کاملہ عطا فرمائیں اور ہم سب اہل سنت کے سروں پر بخیر و عافیت و صحت و سلامت و فرحت و مسرت سایہ گستر رکھیں آپ کی مبارک دعاؤں کی برکت ہے مستغیث نمبر اول عبدالمجید خاں خبیث تو ہیضے میں مبتلا ہو کر اپنے مقر کو پہنچا اور کارڈ کا مقدمہ خارج ہو گیا۔ وہیڑوں دیو کے بندوں تذلہم الواحد القہار واہلکم کے چہرے کالے اور مسلمانان اہلسنت کے منہ اجالے اور اسلام و سنیت کے بول بالے ہوئے۔ فلوجہ ربنا الکریم الحمد وعلیٰ حبیبہ وآلہ الصلاۃ والسلام مجسٹریٹ نے برسر اجلاس کہدیا ہے کہ یکم دوم سوم جولائی ۱۹۴۸ء کو بحث سنوں گا ۴ جولائی ۱۹۴۸ء کو فیصلہ سنا دوں گا اب آپ اپنے خاص اوقات میں دعا فرمائیں خدا و رسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس مقدمے میں مجھ گنہگار سگ بارگاہِ نبوی سیہ کار بندہ سرکار قادری خطا کار گدائے کوئے رضوی کو جملہ وہابی دیوبندی مستغیثوں اور تمام بدمذہب بددین لامذہب بیدین پر کامل فتح مبین اور مکمل نصرتِ قاہرہ پوری ظفرِ عظیم عطا فرما کر ہمیشہ کے لئے وہابیت و دیوبندیت اور رہر

Marfat.com

بدمذہبی بے دینی کا منہ کالا اور اسلام وسنیت کا بول بالا اور میرا اور میری امداد واعانت کرنے والے جملہ سنی بھائیوں سلمہم ربہم کا دارین میں چہرہ اجالا فرمائیں آمین۔

(تلخیص مکتوب شیر بیشۂ اہلسنت بنام شعیب الاولیاء)

ان اکابر کے علاوہ دیگر علماء و مشائخ مثلاً حضور مفتی اعظم ہند و حضور سید العلماء و حضور حافظ ملت و حضور مجاہد ملت علیہم الرحمہ و حضور محمد میاں سرکار کلاں دامت فیوضہم وغیرہ نے بھی حضور شعیب الاولیاء کی خدمت سنیت کا اعتراف فرمایا ہے یہ حضرات اس خصوص کی بناء پر بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے رہتے اور انہوں نے اپنے تاثرات تحریری شکل میں بھی ظاہر کئے ہیں پروردگار عالم فیضان مسلک اعلیحضرت کو عام وتام فرمائے اور سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی، حضور شعیب الاولیاء، حضور مفتی اعظم و دیگر اکابرین اہل سنت علیہم الرحمہ کی قبروں پر رحمت و نور کا ساون و بھادوں . . برسائے آمین

ابر رحمت ان کے مرقد پہ گہر باری کرے
حشر میں شانِ کریمی ناز برداری کرے

حیاتِ شعیب الاولیاء ایک مختصر جائزہ

صاحبزادہ غلام عبد القادر رضا صاحب چشتی

اسم گرامی	محمد یار علی	عمر شریف	اسی سال
لقب	شعیب الاولیاء شیخ المشائخ	اسم گرامی والد محترم	فجر علی
مولد و مسکن	براؤں شریف	حسب و نسب	علوی سادات
سن ولادت	سنہ ۱۳۰۷ھ		براؤں شریف میں مورث اعلیٰ کی آمد سنہ ۱۸۵۷ء

مشائخ کرام	حضرت محبوب علی علیہ الرحمہ (سلسلۂ قادریہ) ڈھلمو شریف فیض آباد
"	حضرت شاہ عبد اللطیف علیہ الرحمہ (سلسلۂ چشتیہ) ستھن شریف
"	حضرت سیدشاہ عبد الشکور علیہ الرحمہ (سلسلۂ سہروردیہ) جھونسی شریف
خلفاء	مجاہد سنیت حضرت مولانا الحاج شاہ محمد صدیق احمد رضا صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ یار علویہ
"	حضرت صوفی شاہ عبد المتین رضا صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ ڈھلمو شریف
"	صاحبزادہ حضرت علامہ غلام عبد القادر رضا صاحب قبلہ علوی، مہتمم فیض الرسول براؤں شریف
اولاد	۷ لڑکے ۴ لڑکیاں
گورنمنٹی ملازمت	پرائمری اسکول سکندرپور ضلع بستی جولائی سنہ ۱۹۱۶ء
"	شہرت گڈھ ضلع بستی سنہ ۱۹۱۷ء

غیر منقسم ہند و پاک کے بزرگان دین کے مزارات پہ حاضری کے سفر کا آغاز سنہ ۱۹۲۸ء

آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کانفرنس بمبئی میں شرکت سنہ ۱۹۶۳ء

زیارت حرمین طیبین ۳ مرتبہ

آپکی سرپرستی میں ماہنامہ فیض الرسول کا اجراء، ماہ محرم سنہ ۱۳۸۵ھ مطابق جون سنہ ۱۹۶۵ء

دار العلوم فیض الرسول کی نشاۃ اولیٰ سنہ ۱۳۵۶ھ

" " نشاۃ ثانیہ سنہ ۱۳۷۵ھ

سفر رنگون سنہ ۱۹۲۵ء

اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں استفتاء،

وصال پر ملال ۲۲ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۷ھ مطابق ۴ مئی سنہ ۱۹۶۷ء شب جمعرات ایک بجکر پندرہ منٹ۔ مزار پر انوار براؤں شریف جو زیارت گاہ خلائق ہے

Marfat.com

فہرست مضامین فتاویٰ فیض الرسول

کتاب العقائد

عقیدے کا بیان

فہرست مضامین	صفحہ
اللہ تعالیٰ کی قدرت کیا صرف ممکنات سے متعلق ہے؟	۱
کیا مشرکین کی بخشش تحت قدرت باری تعالیٰ ہے؟	۲
اللہ تعالیٰ کے لئے اوپر والا بولنا کیسا ہے؟	″
کیا خدا کو حاضر ناظر کہنا کفر ہے؟	۳
کیا بات چیت کرنے والوں کے بیچ میں خدا موجود ہوتا ہے؟	″
کیا اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہہ سکتے ہیں؟	۴
اللہ و رسول ایک ہیں چاہے اس کہنے سے میں کافر کیوں نہ ہو جاؤں۔ ایسا کہنے والے کا حکم رضا بالکفر ہے۔	″
خدا کو جھوٹی قرار دینے والے کا حکم؟	۵
آپ لوگ اپنی عبادت سے اللہ کا پیٹ بھریں گے۔ یہ کہنا کیسا ہے	۶
تقدیر کیا ہے؟ تقدیر میں کیا کیا لکھا ہے؟	″
کیا چوری وغیرہ کرنا سب اللہ کی طرف سے ہے؟	″
کیا تقدیر بدل سکتی ہے؟	۷
اللہ اچھی بری تقدیر کیوں بنا دیتا ہے؟	″
آیت میثاق میں ثم جاءکم رسول الخ کا مطلب کیا ہے؟	″
کیا حضور کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا عقلاً ممکن ہے؟	۹
کیا محال تحت قدرت باری تعالیٰ ہوتا ہے؟	″
بسط البنان دیکھنے کے بعد تکفیر میں تامل۔ کیا حکم ہے؟	۱۰
کیا حضور کے جسم سے لگا ہوا حصہ کعبہ سے افضل ہے؟	۱۱
کیا انبیائے کرام سے گناہ کبیرہ کا صدور ہوا ہے؟	″

فہرست مضامین	صفحہ
کیا کفار مکہ نے حضور کے جسم پر اوجھڑی ڈالا تھا؟	۱۲
کیا قبل نبوت حضور کی نبوی زندگی نہ تھی؟	۱۳
خدا و رسول چاہیں گے تو کام ہو جائے گا۔ یہ کہنا کیسا؟	۱۴
کیا نبی ولی جو چاہیں کر ڈالیں؟	۱۹
کیا رسول کو ہر بات معلوم ہے؟	۲۲
رسول اور فرشتوں میں بھی عیب ہے۔ کہنا کیسا؟	۲۳
حضور کو عالم الغیب اور قیوم کہنا کیسا ہے؟	۲۴
عبدالمطلب توحید پرست تو کعبہ میں ۳۶۰ بت کیوں؟	۲۵
حضرت آدم کی گندم خوری کو خطائے ایزدی کہنا کیسا؟	″
قرآن افضل ہے یا صاحب قرآن؟	۲۶
کیا حضور علیہ السلام بشر ہیں؟	″
کیا حضور کے جسم کا سایہ نہیں پڑتا تھا؟	۲۷
والی عاد اخاہم ہودا آیت میں اخ سے کیا مراد؟	″
حدیث اول ما خلق اللہ نوری کا راوی کون؟	″
کیا لفظ نوری لغوی اور اصطلاحی دو معنی رکھتا ہے؟	″
حضرت اسمٰعیل کے ساتھ حضرت اسحٰق کا ذکر کیوں نہیں کیا جاتا؟	۳۲
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی ہوئی یا حضرت اسحٰق علیہ السلام کی؟ اس پر دس روشن دلیلیں۔	۳۳
حضرت خضر نبی تھے یا ولی؟ اگر ولی تھے تو ان کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پریشان ہونے کا سبب کیا ہے؟	۳۸
اللہ قیامت کے دن مردوں کو زندہ نہیں کرے گا۔ کہنا کیسا؟	۳۹
جو حضرت عیسیٰ کے نزول اور حضرت امام مہدی کے ظہور کو نہ مانے اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۴۰
قبر میں مردہ حضور کو کیسے پہچانے گا جبکہ کبھی دیکھا نہیں۔	″
کیا پیر کی شکل میں حضور تشریف لائیں گے؟	″
کیا نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ کی درمیانی مدت کو بھی قیامت کہیں گے؟	۴۱
اسے قیامت نہ ماننے والے کے لئے حکم؟	۴۲

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
دیوبندیوں کے اکابر کو اولیاء سمجھنا کیسا ہے؟	۴۲
بانیٔ تبلیغی جماعت کے عقائد کیسے تھے؟	۴۳
تبلیغی جماعت کے اجتماع میں بیٹھنا اور اس کے ساتھ گشت کرنا کیسا	״
صحیح العقیدہ سنی کو رضاخانی کہہ کر مشرک قرار دینا کیسا؟	۴۴
مودودی جماعت و جماعت اسلامی ہند میں کیا فرق ہے؟	۴۵
ابن تیمیہ کون تھا اور اس کے خیالات کیسے تھے؟	۴۶
جو کہے سب فرقے حق پر ہیں۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۴۸
غنیۃ الطالبین کے ۷۲ فرقوں میں وہابی وغیرہ نام کیوں نہیں؟	۴۹
جو اپنی لڑکی کو وہابی کے یہاں بیاہے اس سے رشتہ کرنا کیسا؟	״
داڑھی کا قرآن میں ثبوت نہیں، حدیث پر شک ہے۔ کہنا کیسا؟	۵۰
محمود کون تھا؟ جس نے امام حسین کو باغی قرار دیا تھا۔	۵۱
نہ ہندو ہوں نہ مسلم نہ عیسائی نہ کافر یہ کہنا کیسا؟	۵۲
محمد عبدالوہاب نجدی کو مصلح ماننے والا کیسا؟	״
عرب میں کافر ہو سکتے ہیں یا نہیں؟	۵۳
نجدی وہابی اہلسنت کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں۔	۵۴
نجدیوں نے حرمین طیبین میں مزاروں کو توڑ دیا۔ اور مسجدوں کو ڈھا دیا۔	״
عرب میں اصحاب مسیلمہ اور مانعین زکاۃ مرتد ہوئے۔	۵۵
مرتد ابوطاہر قرملی کا مکہ معظمہ پر قبضہ۔	۵۶
مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ۔	״
سید احمد رائے بریلوی صحیح العقیدہ یا فاسد العقیدہ؟	۵۷
رائے بریلوی کے سلسلہ میں بیعت ہونا کیسا ہے؟	״
اہل ہنود کو مشرک نہ ماننے والا کیسا ہے؟	۵۸
مشرکین عرب خدا کو مانتے تھے مگر مشرک تھے۔	۶۰
کیا قبر میں سوال و جواب زندہ کرنے کے بعد ہوگا؟	۶۱
عبادت، شرک اور بدعت کسے کہتے ہیں؟	״
شرک تین طرح کا ہوتا ہے۔	۶۲
بدعت کی کئی قسمیں ہیں۔	۶۳
تاجر کو بہشتی زیور بیچنا کیسا ہے؟	״
حدیث انا اغنی الشرکاء الخ کا مطلب۔	۶۴
شرک و بدعت کسے کہتے ہیں؟ اور ان کی قسمیں۔	۶۶

فہرست مضامین	صفحہ
کیا افطار روزہ کی مروجہ دعا بدعت ہے؟	۶۸
جو اپنے کو امام مہدی کہے وہ کیا ہے؟	״
امام مہدی حضور کے خاندان سے ہوں گے اور ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔	۶۹
مرتدوں اور بدمذہبوں کا بائیکاٹ کرو۔	۷۰
رائی برابر ایمان والا کس کو کہا جائے گا؟	״
بچی کے اغل بغل کے بال داڑھی میں شامل ہیں یا نہیں؟	۷۱
حضور کی گستاخی کرنے والا کافر و مرتد ہے۔	۷۲
کیا کافروں کو کافر کہنا صرف مفتیوں کا کام ہے؟	״
زید کہتا ہے نہ بریلوی بنو نہ وہابی صرف محمدی بنو۔	۷۳
بریلوی بننے سے روکنا محمدی بننے سے روکنا ہے۔	״
زید نے کہا اپنے ٹاٹ میں نہیں ملایا تو میں کرسٹین ہو جاؤں گا۔	״
اکرام الدین نے کہا میں قرآن کو نہیں مانتا۔	۷۴
اہلسنت و جماعت کے عقائد کیسے ہیں؟	۷۵
دیوبندی وہابی کے عقائد کیسے ہیں؟	״
اہلسنت کی مسجدوں میں گمراہوں کو آنے سے روکنا کیسا؟	״
حفظ الایمان، تحذیر الناس اور براہین قاطعہ کے کفریات۔	۷۶
محمد بن عبدالوہاب اہلسنت کو مشرک سمجھتا تھا۔	۷۷
نجدیوں نے حرمین طیبین کے مزاروں کو توڑ دیا	״
نجدی حکومت نے صحابہ کی قبروں پر پختہ سڑک بنادی۔	״
وہابیوں نے سید محبوب کی قبر پر پیشاب کیا۔	۷۸
حضرت امیر معاویہ صحابی ہیں یا نہیں؟	״
شمع نیازی مرتد اور راشد الخیری کی کتابیں نہ پڑھیں۔	۸۰
یزید کافر ہے یا مسلمان؟	״
کیا عالم دین ہونے کے لئے سادات کی مہر ضروری ہے؟	۸۱
زید کہتا ہے بادشاہ عالمگیر کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا کفر ہے۔	״
عالمگیر قابل گردن زدنی ہے۔	״
زید عالمگیر کے جہنمی ہونے پر قرآن کی آیت پیش کرتا ہے۔	״
حضرت صدیق اکبر کو حضرت علی سے افضل کیوں قرار دیا گیا۔	۸۴
اہل فترت کی تین قسمیں ہیں۔	۸۵
حضرت صدیق اکبر کی بچپن میں بت شکنی۔	۸۶

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
شیعوں کے جلسہ میں سنی مولوی شریک ہوا تو خلفائے ثلاثہ کو برا کہنے والا کافر ہے۔	۸۹
فتویٰ متعلق باغ فدک	۹۰
حضور نے باغ فدک حضرت فاطمہ کو نہیں دیا تھا۔	۹۱
حضور علیہ السلام نے کوئی وراثت نہیں چھوڑی۔	۹۳
انبیائے کرام کسی کو مال کا وارث نہیں بناتے۔	۹۴
حضرت ابو بکر نے حضرت فاطمہ زہرا کو نہیں ستایا۔	۹۸
حضرت سیدہ حضرت ابو بکر سے ناراض نہیں تھیں۔	۱۰۱
حضرت ابو بکر نے حضرت سیدہ کو اپنی پوری جائداد پیش کی	۱۰۳
فتویٰ متعلق حدیث قرطاس	۱۰۴
پہلی روایت	۱۰۵
دوسری روایت۔ اجمالی جواب	۱۰۶
حضور کے قول کو حضرت عمر نے رد نہیں کیا۔	۱۰۷
حضور کی طرف حضرت عمر نے ہذیان کی نسبت نہیں کی۔	۱۱۱
حضور کی آواز پر کسی نے آواز اونچی نہیں کی۔	۱۱۴
مسلمانوں کی حق تلفی نہیں ہوئی۔	۱۱۵
کیا حضور کا ہر قول وحی الٰہی نہیں ہے؟ ایک شبہہ کا جواب۔	۱۲۰
حضور کے ہر قول کو وحی الٰہی ماننا ظاہر کے خلاف ہے۔	۱۲۱
ایک جاہل نام نہاد عالم کی تقریر۔	۱۲۳
شریعت وریعت اپنے پاس رکھو کہنا کیسا ہے؟	۱۲۴
بکر نے کہا میں اللہ سے بھی بڑھ کر ہوں۔	۱۲۵
کیا یزید جنتی ہو سکتا ہے؟	//
کیا امام حسین کے قتل کی بنا پر یزید گنہگار رہا؟	//
کیا یزید کو برا کہنا چاہیئے؟	//
یزید کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا فتویٰ۔	۱۲۶
گھوڑے کی شکل کا دلدل اٹھانا کیسا ہے؟	۱۲۷
رسول پاک کے دفن وکفن کو بھول گئے کہنا کیسا؟	//
کفن ودفن کی سب سے زیادہ ذمہ داری حضرت علی پر کہ یہ گھر والوں ہی سے متعلق ہوتا ہے۔	۱۲۸

فہرست مضامین	صفحہ
حضور نے اپنے والدین کو صحابیت سے مشرف فرمانے کیلئے ان کو زندہ فرما کر کلمہ پڑھایا۔	۱۲۹
ولی کسے کہتے ہیں؟	//
کیا شراب فروشوں سے خاص تعلق رکھنے والا اور اپنی تصویر کھنچانے والا ولی ہو سکتا ہے؟	//
جو ہر چیز کو اپنے عقل کے کانٹے پر تولتا ہے وہ ایک دن قرآن کا انکار کر بیٹھتا ہے۔	۱۳۱
حضرت ابو ہریرہ کا روزانہ بارہ ہزار رکعت پڑھنا کرامت ہے	//
حضرت عمر کے خط سے دریائے نیل جاری ہوا۔	//
فاروق اعظم نے اپنی آواز نہاوند پہنچا دی جو دو ماہ کے راستہ پر ہے۔	//
حضرت آصف بن برخیا نے بلقیس کے تخت کو پلک جھپکتے یمن سے ملک شام پہنچا دیا جو دو ماہ کے راستہ پر تھا۔	//
جو عقل میں آئے صرف اس کو ماننا عقل کو پوجنا ہے۔	۱۳۲
قرآن وحدیث کو ماننے کا مطلب کیا ہے؟	//
کیا معراج کی رات حضور علیہ السلام کا حضرت غوث پاک کے کندھے پر قدم رکھنے کی روایت صحیح ہے؟	//
کیا جان بوجھ کر جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے؟	۱۳۳
کافر ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔ یہ عقیدہ کفر ہے۔	//
بدمذہبوں کے اسٹیج پر پیشاب نہ کروں گا کہنا کیسا؟	۱۳۴
خدا حضور کی عبادت کرتا ہے۔ یہ کہنے والا مرتد ہو گیا۔	//
ہندؤں کا مذہب اچھا ہے۔ یہ کہنے والا کیسا؟	۱۳۵
میں آریہ سماج ہو جاؤں گا یہ کہنے والا بے دین ہو گیا۔	//
بلاوجہ شرعی عالم دین کی توہین کرنے والے پر کفر کا اندیشہ ہے	۱۳۶
عالم دین ہونے کے سبب اس کی توہین کفر ہے۔	//
حضور علیہ السلام کے نام صلعم، ص، عم لکھنا کیسا ہے؟	۱۳۷
صحابہ اور اولیاء اللہ کے نام کے ساتھ رض، رح لکھنا کیسا؟	//
کیا چاند پر انسان کی رہائش ممکن ہے؟	//
ایک مسلمان نے پوجا کا سارا سامان دیا تو؟	۱۳۸
کیا چمار کی لڑکی لانے سے گھر والے اسلام سے نکل گئے؟	//
کیا ایسا کرنے والوں پر کفارہ لازم ہے؟	//

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
چمار کی لڑکی کو مسلمان کرنے کا طریقہ کیا ہے ؟	۱۳۹
کیا دیہات میں کافرہ کو مسلمان کرکے عقد میں لانا جائز ہے ؟	〃
جو علماء کی بات مانے گا وہ سیدھے جہنم میں جائے گا کہنا کیسا ہے	〃
مسلمان پر شراب یا خنزیر کا تیل ڈالا گیا تو ؟	۱۴۰
کفر کی چار قسمیں ہیں جن میں سے ایک کفر نفاق ہے ۔	۱۴۱
کفر نفاق کسے کہتے ہیں ۔	〃
منافق کی چار خصلتیں ہیں ۔	〃
منافق کی دو قسمیں ہیں ۔ اعتقادی اور عملی	〃
منافق اعتقادی کون ہے ؟	〃
منافق اعتقادی کافروں کی بدترین قسم ہے ۔	〃
منافق عملی کون ہے ؟	۱۴۲
کسی کو منافق کہا تو کیا حکم ہے ؟	〃
کسی مسئلہ میں متعدد احتمالات کفر کے ہوں اور ایک کفر کا نہ ہو تو ؟	〃
منافق کا لفظ عموماً عملی کے معنی میں بولا جاتا ہے ۔	〃
نسبت سے شے ممتاز ہوا کرتی ہے ۔ ایک تمثیل ۔	۱۴۳
کامل ایمان والا کون ہے ؟	〃
حضور علیہ السلام کی تعظیم شرک نہیں ۔	۱۴۴
صحابۂ کرام نے حضور علیہ السلام کی تعظیم کی ہے ۔	〃
مرتد کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے ؟	۱۴۶
سارے انبیائے کرام علیہم السلام معصوم ہیں ۔	۱۴۷
واستغفر لذنبك اور اس معنی کی دوسری آیات کریمہ کا مطلب	〃
علامہ امام رازی اور دیگر مفسرین کی توجیہات ۔	〃
اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا بے مثال جواب ۔	۱۵۱
غنیۃ الطالبین میں حنفیہ کو گمراہ فرقوں سے شمار کیا ہے ۔	۱۵۲
غنیۃ الطالبین میں الحاق ہے ۔ امام ابن حجر کی تحقیق ۔	۱۵۵
غنیۃ الطالبین میں اشعریہ کو بھی گمراہ در گمراہ گر لکھا ہے ۔	〃
غنیۃ الطالبین میں بعض اصحاب حنفیہ کو گمراہ قرار دیا ہے ۔	〃
بعض حنفیہ معتزلی تھے جیسے صاحب کشاف و صاحب قنیہ وغیرہ	〃
آج کل بھی بہت سے گمراہ حنفی کہلاتے ہیں ۔	〃
اگر کوئی خدائے تعالیٰ کو گالی دے تو ؟	۱۵۶

فہرست مضامین	صفحہ
کتاب الطہارۃ	۱۶۱
وضو اور غسل کا بیان	〃
عورتیں سر کا مسح کس طرح کریں ؟	〃
سر کے مسح کا دو طریقہ مستحب ہے ۔	〃
چلو میں پانی لے کر کہنیوں تک بہانا کیسا ہے ؟	۱۶۲
تین چلو پانی لینا سنت ہے یا نہیں ؟	〃
تبرید مقصود ہو تو اسراف نہیں ۔	〃
کیا جنازہ کے وضو سے ظہر کی نماز جائز ہے ؟	۱۶۳
کس نماز جنازہ کے تیمم سے دوسری نماز جائز نہیں ؟	〃
وضو کے بعد منھ میں پاخانہ کی بدبو محسوس ہو تو کیا کریں ؟	〃
غیر کے نابالغ بچے سے پانی بھروا کر وضو وغیرہ کرنا کیسا ہے ؟	۱۶۴
نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں ۔	〃
باریک کیڑا مقعد سے نکلنے پر وضو ٹوٹ گیا یا نہیں ؟	۱۶۵
عضو کٹنا اور خون نہ بہنا ناقض وضو ہے یا نہیں ؟	〃
نجس کپڑا پہن کر غسل کرنا کیسا ہے ؟	۱۶۶
ہمبستری کے بعد غسل کیوں واجب ہوتا ہے ؟	۱۶۷
دخول ہو مگر کپڑا حائل ہوا اور انزال نہ ہو تو کیا حکم ہے ؟	۱۶۸
دخول حشفہ انزال کے قائم مقام ہے ۔	〃
ہاتھ سے منی نکالی تو غسل واجب اور یاد ہوتے ہوئے ایسا	۱۶۹
کیا تو روزہ فاسد ۔	〃
کنویں کا بیان	〃
کافر یا ناپاک مسلمان کنویں میں اترا تو کیا حکم ہے ؟	〃
ناپاک آدمی کے غسل کی چھینٹیں کنویں میں گریں تو ؟	〃
حالت نفاس میں عورت کنویں میں گر کر مر گئی تو ؟	۱۷۰
سوتے والا کنواں کیسے پاک کیا جائے ؟	〃
تیمم کا بیان	〃
غسل کی حاجت ہو اور فجر کا وقت تنگ ہو تو تیمم جائز ہے ؟	۱۷۱

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
گوبر کی لیپی ہوئی زمین سے تیمم کرنا کیسا ہے ؟	۱۷۱
معذور کا بیان	"
قطرہ قطرہ پیشاب ہر وقت آتا ہے نماز کیسے پڑھے ؟	۱۷۲
وزنی چیز اٹھانے سے پیشاب نکل آتا ہے تو نماز کیسے پڑھے ؟	"
نجس کپڑے کے ساتھ نماز ہوجانے کی ایک صورت ۔	۱۷۳
بچہ کا پیشاب صاف کئے بغیر نماز پڑھی تو کیا حکم ہے ؟	"
باب الاوقات	۱۷۴
نماز کے وقتوں کا بیان	"
سردی اور گرمی میں عشاء کی نماز کب مستحب ہے ؟	۱۷۵
صبح صادق کے بعد صلاۃ الاولیاء پڑھنا کیسا ہے ؟	۱۷۷
کسی کے انتظار میں نماز مغرب کی تاخیر درست ہے یا نہیں ؟	"
سوجانے سے عشا کا وقت ختم ہوجاتا ہے یا نہیں ؟	"
جہاں شفق ابیض غروب نہیں ہوتی وہاں عشاء کب پڑھی جائے	۱۷۸
باب الاذان والاقامۃ	۱۸۰
اذان اور اقامت کا بیان	"
اذان واقامت سے پہلے درود شریف پڑھنا کیسا ہے ؟	"
عام مسلمانوں میں بہت سی بدعتیں رائج ہیں ۔	۱۸۱
خطبہ کی اذان داخل مسجد کہنا بدعت ہے ۔	"
عورت کو اذان دینا کیسا ہے ؟	۱۸۲
نابالغ کی اذان درست ہے یا نہیں ؟	"
انوار الحدیث میں ہے کہ فاسق کی اذان کا اعادہ کرے اور فتاویٰ مصطفویہ میں ہے کہ اس کی اذان کا اعادہ نہیں ۔ تو تطبیق کی صورت کیا ہے ؟	۱۸۳
اذان کے بعد مسجد سے نکلنا جائز ہے یا نہیں ؟	۱۸۵
تکبیر کے وقت بات کرنا کیسا ہے ؟	"
شروع اقامت سے کھڑا ہو یا حی علی الصلوٰۃ پر ؟	"
کیا حضور علیہ السلام نے کبھی اذان پڑھی ہے ؟	۱۸۷

فہرست مضامین	صفحہ
اذان واقامت کے درمیان صلاۃ پکارنا جائز ہے یا نہیں ؟	۱۸۸
صلاۃ پکارنے والے مؤذن کو نکال دینا کیسا ہے ؟	"
کیا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا رواجی ہے ؟	۱۹۰
حدیث اذا استویتا فکبر کا مطلب کیا ہے ؟	۱۹۲
شروع تکبیر سے مقتدی کھڑے ہوں یا حی علی الصلوٰۃ پر ؟	۱۹۴
خطبہ کی اذان حضرت عثمان غنی کے زمانہ میں کہاں ہوتی تھی ؟	۱۹۵
اذان خطبہ مسجد کے باہر کب مسنون ہوئی ؟	"
تثویب سلاطین کے لئے تھی اب جواز کی کیا صورت ہے ؟	"
امام قد قامت الصلوٰۃ پر نماز شروع کر دے اور مقتدی حی	"
علی الفلاح پر کھڑے ہوں تو ان کو تکبیر اولیٰ کیسے ملے گی ؟	۱۹۶
خطبہ کی اذان منبر کے پاس خلاف سنت بدعت سیئہ ہے ۔	۱۹۷
فقہائے کرام کی عبارات میں بین یدیہ کا مطلب ؟	"
ہشام کا خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دلوانا ثابت نہیں ۔	۱۹۸
ظالم ہشام نے حضرت امام حسین کے پوتے حضرت زید کو سولی پر	۱۹۹
لٹکایا اور برسوں لاش اسی پر لٹکتی رہی دفن نہیں ہونے دیا ۔	"
ایک دیوبندی ندوی کے فتویٰ پر بحث ۔	۲۰۱
خطبہ کی اذان منبر کے پاس ہونا کیسا ہے ؟	۲۰۳
بکر خارج مسجد خطبہ کی اذان کو بدعت کہتا ہے تو ؟	"
باہر اذان دینے میں خطیب روبرو دیوار حائل ہو تو کیا کرے ؟	۲۰۴
حی علی الفلاح پر کھڑا ہو ۔ فقہی معتمد کتابوں کا حوالہ ۔	۲۰۵
حضور اور صحابہ کے زمانوں میں خطبہ کی اذان کہاں ہوتی تھی ؟	۲۰۶
خطبہ کی اذان اور پنج وقتی اذان کہاں دی جائے ؟	"
خطبہ کی اذان مسجد کے اندر جائز ہے یا نہیں ؟	"
خطبہ کی اذان از روئے شرع کہاں ہو ؟	۲۰۷
حضور کے زمانہ میں خطبہ کی اذان کہاں ہوتی تھی ؟	"
خارج مسجد والی حدیث منسوخ ہے یا نہیں ؟	۲۰۸
حضور علیہ السلام کی سنت کو رائج کرنا کیسا ہے ؟	"
خطبہ کی اذان میں کونسا طریقہ مسنون ہے ؟	۲۱۱
اذان خطبہ خارج مسجد کے سبب اختلاف کی ذمہ داری کس پر ؟	۲۱۳
خطبہ کی اذان مسجد کے اندر کہنا کیسا ہے ؟	۲۱۴
خطبہ میں اردو اشعار پڑھنا کیسا ہے ؟	"

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
تکبیر کے وقت کھڑا رہنا کیسا ہے؟	۲۱۴
اذان خطبہ خارج مسجد ہونے کا امام مخالف ہو تو کیا کریں؟	۲۱۶
کیا پہلے اذان خطبہ خارج ہونے کو کوئی نہیں جانتا تھا؟	۲۱۷
حدیث شریف سے خطبہ کی اذان کہاں ہونا ثابت ہے؟	۲۱۸
جو مسجد کے اندر اذان خطبہ ہونے پر اصرار کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۲۱۹
منبر کے پاس خطبہ کی اذان کا موجد کون ہے؟	۲۲۰
خطبہ کی اذان داخل مسجد ہو یا خارج مسجد؟	۲۲۱
زید کہتا ہے کہ درمختار عالمگیری میں اذان خطبہ خطیب کے رو برو ہونے کو لکھا ہے فتاوی رضویہ بہار شریعت نئی کتابیں ہیں۔	۲۲۲
اذان میں حضور کا نام سن کر انگوٹھا چومنا کیسا ہے؟	۲۲۳
ترجمہ عالمگیری میں ہے اذان خطبہ خطیب کے سامنے ہو۔ کیا مطلب ہے؟	۲۲۵
اذان و اقامت کے درمیان صلاۃ پڑھنا کیسا ہے؟	"
قبروں پر بعد دفن میت اذان دینا کیسا ہے؟	۲۲۶
مؤذن کے ساتھ لوگوں کا اخلاق کیسا ہونا چاہئے؟	۲۲۷
فاسق اگرچہ عالم ہو اس کی اذان دوبارہ کہی جائے۔	۲۲۸
جو حضرت علی سے تثویب کی مخالفت مروی ہے اس کا مطلب کیا ہے؟	۲۲۹

باب شروط الصلوٰۃ

نماز کی شرطوں کا بیان

فہرست مضامین	صفحہ
بایک لنگی یا ایک دوپٹہ سے نماز ہوگی یا نہیں؟	۲۳۴
نیت میں ظہر کی بجائے لفظ عصر نکل گیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟	"
جو نیت امام کی وہ نیت ہماری۔ اس طرح نیت کرے تو؟	"
اللہ اکبر یا اکبر یا اکبار کہنا کیسا ہے؟	۲۳۵
کیا جلتی ہوئی قرین پر نماز ہو جائے گی؟	"
محراب یا دری میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟	۲۳۶
رکوع، سجود اور قعدہ میں بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟	۲۳۸
سنت غیر مؤکدہ کی تیسری رکعت ثنا سے شروع کرے۔	۲۳۹

فرائض نماز

فہرست مضامین	صفحہ
فرائض نماز	۲۴۰
کیا عورتوں کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے؟	"
قرآن آہستہ پڑھنے کی ادنیٰ مقدار کیا ہے؟	۲۴۱
ظہر فرض کی تین رکعتوں کو جہری پڑھا تو کیا حکم ہے؟	"
ایک آیت شروع کر کے بھول گیا پھر دوسری پڑھی تو کیا حکم ہے؟	۲۴۲
نماز میں قرآن پڑھا معنی فاسد ہوگئے پھر خود بخود ٹھیک کر لیا تو؟	"
چھوٹی رکعت میں مقتدی سورت ملائے کہ نہیں؟	۲۴۳
اگر ولا الضالین کے ضاد کو قصداً ظا پڑھے تو کیا حکم ہے؟	"
امام الحمد کو الھمد یا اکبر کو اکبار کہے تو کیا حکم ہے؟	۲۴۴
میکروفون سے تبیینہ ہو تو دور والوں کو قرآن سننا فرض ہے کہ نہیں؟	۲۴۵
قرآن خوانی میں سب لوگوں کا بلند آواز سے قرآن پڑھنا کیسا؟	۲۴۸
قرآن پاک بلند آواز سے پڑھنا کیسا ہے؟	۲۴۹
سورۂ یٰسین و سورۂ ملک کے فضائل و برکات کیا ہیں؟	"
بیوی کو غیر مرد کے ساتھ بوس و کنار کرتے دیکھا تو مار کر نکالنے سے کیا وہ نکاح سے نکل گئی اور اس کے نفقہ کا کیا حکم ہے؟	"
کیا روزہ دار جسم میں تیل کی مالش کر سکتا ہے؟	"
بیٹھ کر نماز پڑھے تو رکوع میں کتنا جھکے؟	۲۵۰
سجدہ میں پاؤں زمین سے اٹھے رہے یا صرف انگلیوں کا سرا لگا تو؟	"
سجدہ میں اگر ناک زمین سے نہ لگے تو کیا حکم ہے؟	۲۵۱
قعدہ کے درود میں حضور کے نام کے ساتھ سینا پڑھنا کیسا؟	"
کیا امام نیت میں مقتدیوں کے ساتھ۔ کہے	۲۵۲
حضور کی ولادت ۹ ربیع الاول کو یا ۱۲ کو؟	"
لنگوٹ باندھ کر امامت کرنا کیسا؟	"

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
کیا درود ابراہیمی میں لفظ سیدنا کا اضافہ کرسکتا ہے ؟	۲۵۲
بعد نماز بلند آواز سے کھڑے ہوکر صلاۃ وسلام پڑھنا کیسا ؟	۲۵۴
ظہر کا آخری قعدہ بھول کر پانچویں کا سجدہ کرلیا تو سب رکعتیں	
نفل کیسے ہوگئیں جبکہ نفل کا ہر قعدہ فرض ہے۔	۲۵۵
اگر رکوع یا ایک سجدہ بھول گیا اور قعدہ میں یاد آیا تو ؟	۲۵۷
بابُ الامامَۃ	۲۵۹
امامت کا بیان	״
داڑھی منڈوں کو داڑھی منڈے کی اقتدا جائز ہے کہ نہیں ؟	״
کیا شافعی کی اقتدا میں حنفی کی نماز درست ہے ؟	۲۶۰
داڑھی حد شرع سے کم رکھنے والے کی اقتدا درست ہے یا نہیں ؟	״
بغیر داڑھی کا امام نماز پڑھاتا ہے تو یہ درست ہے یا نہیں ؟	״
بینک کا نفع کھانے والے کی امامت کیسی ؟	۲۶۲
ظہر کی پہلی رکعت سنت پڑھے بغیر امامت کرنا کیسا ہے ؟	״
توبہ کی دعوت میں شریک ہونے والے کی امامت کیسی ہے ؟	۲۶۳
غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے والے اور بیوی کے ساتھ	
بدسلوکی کرنے والے کو امام بنانا کیسا ہے ؟	۲۶۴
قرات میں الفاظ کی ادائگی نہیں ہوتی اور زکوٰۃ کی فرضیت میں	
حیلہ کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں ؟	۲۶۵
جو مسلمانوں میں پھوٹ ڈالے اس کے لئے کیا حکم ہے ؟	۲۶۶
قبر کے اوپر اگربتی جلا سکتے ہیں یا نہیں ؟	״
امام حسین علیہ السلام بولنا جائز ہے یا نہیں ؟	״
امام کیسا ہونا چاہیے ؟	۲۶۷
بعد نماز فجر لاؤڈ اسپیکر پر سلام پڑھنا کیسا ؟	״
حضور علیہ السلام کے نام پر صؔ لکھنا کیسا ہے ؟	۲۶۸
کسی دوسرے کا نام محمد ہو اس پر مؔ لکھنا کیسا ہے ؟	״
نسبندی کرانے والے کی امامت کا حکم کیا ہے ؟	״
نماز پڑھانے کی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں ؟	۲۶۹
نہ مہر دیا نہ بخشوایا تو ایسے کو امام بنانا کیسا ہے ؟	״
طلاق سے پہلے مہر مطلق ادائگی پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔	״

فہرست مضامین	صفحہ
جو زکوٰۃ وفطرہ لے، داڑھی منڈائے اور اس کی بیوی بازار میں	۲۶۹
دوکان پر بیٹھے تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں ؟	״
بلاوجہ شرعی امامت سے الگ کرنا گناہ ہے۔	۲۷۱
زنا کا الزام لگانے والا ۸۰ دُرّے مارے جانے کا مستحق ہے	۲۷۲
امام کو نوکر کہنا اس کی توہین ہے۔	״
امام کی برائی کرنے والا اسکے پیچھے نماز پڑھے تو کیا حکم ہے؟	״
گھڑی کی زنجیر دھاتوں کی بنی ہوئی پہن کر نماز پڑھنا کیسا؟	״
سجدہ میں جس امام کی انگلیوں کا پیٹ نہ لگے تو؟	۲۷۳
جس امام کے کرتے کا بٹن کھلا رہے اس کی امامت کیسی؟	״
جو امام قمیص کی آستین کا بٹن نہ لگائے تو ؟	״
اگر امام دیوبندیوں سلام ودرود سلام کرے تو ؟	״
مرد کو داڑھی منڈانا حرام اور ایسے کی امامت جائز نہیں۔	۲۷۵
داڑھی کے ایک مشت کا وجوب حدیث سے ثابت ہے۔	״
نماز میں ادھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے ؟	۲۷۶
سجدہ میں جاتے ہوئے کپڑا سمیٹنا کیسا ہے ؟	״
اگر امام کو پیدائشی طور پر داڑھی نہ ہو تو ؟	״
تراویح پڑھنا سنت مگر فاسق کے پیچھے پڑھنے کے بعد دوبارہ	״
پڑھنا واجب۔	״
امامت کے لئے شادی شدہ ہونا شرط نہیں۔	״
روڈ کی دوسری جانب نئی مسجد بنانا کیسا ہے ؟	״
بخوشی نسبندی کرانے والے کی امامت کیسی ؟	״
امام کو معزول کرنا جائز ہے یا نہیں ؟	۲۷۷
صلح سے مکرنے والے مجرم ہیں یا نہیں ؟	״
مسجد میں دوبارہ نماز جمعہ قائم کرنا کیسا ہے ؟	״
کسی امام کے پیچھے مقتدی کی طبیعت کراہت کرے تو ؟	״
امام پر زنا کا الزام لگانے والے کے لئے کیا حکم ہے ؟	۲۷۸
جس کا عقیدہ مشکوک ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ؟	۲۸۰
بلاوجہ شرعی امامت سے ہٹانا کیسا ہے ؟	۲۸۱
مرض جھولہ اور فالج والے کی امامت کیسی ؟	״
نسبندی کرانے والے کی امامت اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا	
کیسا ؟	۲۸۳

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
سینہ تک بال رکھنے والے کی امامت کیسی؟	۲۸۴
داڑھی نہ رکھنے والے حفاظ کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا؟	"
چھوٹے آدمی کی امامت جائز ہے یا نہیں؟	۲۸۵
اگر امام سودخور سے کراہت نہ رکھے تو؟	"
امام کے گھر والے بغیر نکاح عورت رکھنے والے کے گھر آئیں	"
جائیں تو؟	"
کیا حضور کا بول و براز کسی نے دیکھا ہے یا پاک ہے؟	"
توسلی کا نکاح پڑھنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟	۲۸۶
کیا دیوبندی عقیدہ والوں کے پیچھے نماز ہوجائے گی؟	۲۸۷
جمعہ اور عیدین کی امامت کے فیصلہ کا حق کس کو ہے؟	۲۸۸
جہاں جمعہ کی نماز جائز ہے وہاں عیدین کی نماز جائز ہے۔	۲۹۰
سب سے زیادہ مستحق امامت کون ہے؟	"
شہر کی جس مسجد میں جمعہ قائم ہو تو شرعاً وہ بھی جامع مسجد ہے	"
اگر امام پیشوایان وہابیہ کی تعریف کرے تو؟	۲۹۱
بدمذہب کی امامت کے بعد جماعت ثانیہ جائز ہے کہ نہیں؟	"
اور ایسی جماعت ثانیہ کے لئے اذان و اقامت کا کیا حکم ہے؟	"
نابالغوں کی امامت بالغ کرسکتا ہے یا نہیں؟	۲۹۲
لڑکی کو بدچلنی سے بقدر قدرت نہ روکنے والا دیوث اور	۲۹۳
اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔	"
داڑھی کٹوانے والا فاسق معلن اسے امام بنانا گناہ۔	"
فارغین ندوۃ العلماء کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں۔	۲۹۴
جو توبہ پر قائم ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے	۲۹۵
کیا سینما دیکھنے والا امامت کرسکتا ہے؟	"
تارک نماز کی امامت کیسی ہے؟	"
کیا داڑھی منڈا ان پڑھ کی امامت کرسکتا ہے؟	۲۹۶
درزی اور کلال امامت کرسکتے ہیں یا نہیں؟	"
عالم مستحق امامت ہے یا حافظ قرآن؟	"
افتراق بین المسلمین کرنے والے کی امامت کیسی؟	۲۹۷
نسبندی کرانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟	۲۹۸
جمعہ واجب ہے یا فرض؟	"
جس کے پیچھے اکثر لوگ نہ پڑھیں اس کی امامت؟	"

فہرست مضامین	صفحہ
چھوٹے امام کو الگ کردیا تو جمعہ کے لئے اس سے اجازت کی	۲۹۹
ضرورت نہیں۔	"
چین والی گھڑی باندھ کر نماز پڑھنا کیسا؟	"
غلط نکاح کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟	"
مطلقہ بیوی سے تعلق ناجائز رکھنے والی کی امامت کیسی؟	۳۰۰
مداہن فی الدین کی امامت درست نہیں؟	۳۰۱
نسبندی کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟	"
فاسق معلق کے پیچھے فاسق کی نماز جائز ہے کہ نہیں؟	"
بغیر داڑھی والے بالغ کی امامت کیسی؟	۳۰۲
کیا ترک جماعت کا عادی امام ہوسکتا ہے اگرچہ تہجد گذار ہو۔	"
اکثر نماز قضا کرنے والا فاسق ہے اس کی امامت ناجائز۔	۳۰۳
کیا ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے والے کی اقتدا درست ہے؟	"
جس کی عورت دوکان پر بیٹھتی ہو اس کی امامت کیسی؟	۳۰۴
ولد الزنا کی امامت کیسی؟	۳۰۵
سنی مسجد کے لئے سنی امام ہونا ضروری ہے کہ نہیں؟	"
سنی کسے کہتے ہیں؟	۳۰۶
دیوبندی کے ساتھ نکاح پڑھانے والے کی امامت کیسی؟	۳۰۷
بازار میں بیٹھنے والے کی امامت کیسی؟	"
حد شرع سے کم داڑھی رکھنے والے کی امامت؟	"
کیا فاسق وفاجر کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے؟	"
جس کے بچے اور بہو بلا حجاب باہر جائیں اس کی امامت؟	"
سمدھن کو گالی دینے والے کی امامت؟	"
زناکار، خائن اور سودخور کی امامت کیسی؟	۳۰۸
دیوبندی کے پیچھے نماز جائز ہے کہ نہیں؟	۳۰۹
حد شرع سے کم داڑھی رکھنے والے کی امامت درست ہے کہ	۳۱۰
نہیں؟	"
کیا فاسق کی اقتدا کرے پھر اعادہ کرے؟	۳۱۱
جو امام سجدہ میں انگلیوں کا پیٹ زمین سے نہ لگائے تو؟	"
جو قرات بہت آہستہ کرے، عورتوں کو پردہ میں نہ رکھے	۳۱۲
اور وہابی سے رشتہ کرے اس کی امامت کیسی؟	"
ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے والے حافظ کا تراویح پڑھانا کیسا؟	۳۱۳

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
جو بیوی کو پردہ میں نہ رکھے اور سودی قرض لے اس کی امامت؟	۳۱۳
جو داڑھی ایک مشت سے کم رکھے اس کی امامت کیسی؟	۳۱۵
گناہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔	۳۱۶
اصرار کا ادنیٰ درجہ کیا ہے؟	〃
ایک آنکھ والے حافظ کی امامت کیسی؟	〃
کیا امام کو امامت کی نیت کرنا ضروری ہے؟	۳۱۷
۶ ماہ کا حمل وضع کرنے والے کی امامت کیسی؟	〃
بیوی کی نسبندی کرانے والے کی امامت؟	〃
عنین کی امامت درست ہے یا نہیں؟	۳۱۸
جس کی زبان لقوہ سے مارگئی ہو اس کی امامت؟	〃
عید کی نماز دیوبندی امام پڑھائے تو کیا کریں؟	〃
جس کو داڑھی نہیں ہوتی یعنی ہوتی اس کی امامت؟	۳۱۹
جو شخص ہارمونیم کے ساتھ ڈھول بجائے اس کی امامت؟	〃
جو طلاق لئے بغیر لڑکی دوسری جگہ بھیجے اس کی امامت کیسی؟	۳۲۰
جس کی کولھی میں فریکچر ہوگیا اس کی امامت کیسی؟	〃
ناچ دیکھنے والے کے پیچھے نماز ناجائز۔	۳۲۱
جو امام سودی قرض لے کر لڑکے کو عرب بھیجے اس کی امامت؟	〃
جو کچہری میں وکیل کا محرر ہو اس کی امامت کیسی؟	۳۲۲
جس کی شادی نہ ہوئی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟	۳۲۳
کیا جس کی داڑھی کم ہو وہ امامت کر سکتا ہے؟	〃
جو کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۳۲۴
جو شرعی حصہ نہ دے اس کی امامت کا حکم؟	〃
غیر قاری کے پیچھے قاری کی نماز ہوگی یا نہیں؟	۳۲۵
قاری کسے کہتے ہیں؟	〃
جو امام نہ جانکاری میں وہابی کے ساتھ نکاح پڑھے۔	〃
جان بوجھ کر وہابی کے ساتھ نکاح پڑھنے والے کی امامت؟	〃
کیا فلم دیکھنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے؟	۳۲۶
گمراہ کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔	〃
مسجد قرار دینے سے مسجد ہوگئی اگرچہ مسجد جیسی عمارت نہ ہو۔	۳۲۷
جو مسجد برباد کرنے کی کوشش کرے اس کی امامت؟	〃
جو دیوبندیوں میں دیوبندی اور سنیوں میں سنی بنے اس کی امامت	〃

فہرست مضامین	صفحہ
سولہ سال والے حافظ کی امامت جائز ہے کہ نہیں؟	۳۲۸
خنثیٰ کسے کہتے ہیں؟ اس کی امامت کا حکم کیا ہے؟	〃
جو بھائی کی شادی وہابی کی لڑکی سے کرے اس کی امامت؟	۳۲۹
جو ہر مذہب والے کے یہاں کھائے پیئے اس کی امامت؟	۳۳۰
فاسق کو امام بنانا گناہ ہے؟	۳۳۲
جو امام اشرف علی کا مترجم قرآن رکھے۔ اس کی امامت؟	〃
جو پہلے اپنے کو شیخ کہتا رہا اور اب سید کہنے لگا اس کی امامت	۳۳۳
جو تجارت کرے دوکان پر بیٹھے اس کی امامت؟	۳۳۴
جو مرتد کے ساتھ نکاح پڑھائے اس کی اقتدا کرنا کیسا؟	۳۳۵
باب الجماعت	۳۳۶
جماعت کا بیان	〃
ظہر کی جماعت کے لئے کم سے کم کتنے مقتدی ضروری ہیں؟	〃
امام کو چھ شرائط کا جامع ہونا لازم۔	〃
جماعت امام معین ہی کی درست ہے۔	۳۳۷
اگر درمیان صف کوئی سنت پڑھ رہا ہے تو؟	〃
بالغ کی صف پوری نابالغ کی خالی۔ آنے والا بالغ کہاں کھڑا ہو	〃
سنی مسجد میں غیر مقلد جماعت میں شریک ہوں تو؟	۳۳۸
بطریق مسنون جماعت کے بعد دوسری جماعت کرنا کیسا؟	۳۳۹
بعد نماز دعائے ثانیہ میں فاتحہ پڑھنا کیسا؟	〃
جامع مسجد گذرگاہ عام پر ہو تو جماعت ثانیہ قائم کرنا کیسا؟	۳۴۱
تہجد یا صلوٰۃ التسبیح جماعت سے پڑھنا کیسا؟	۳۴۲
گھر پر نماز بلا عذر شرعی ہوگی یا نہیں؟	〃
گھر پر نماز پڑھنے کے عذر شرعی کیا ہیں؟	〃
کن عذروں کی بنا پر گھر نماز پڑھ سکتے ہیں؟	۳۴۳
نماز میں امام کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟	〃
مقتدی جماعت میں داہنے شریک ہو یا بائیں؟	۳۴۴
وہابی صف میں کھڑا ہو تو وہ منقطع ہوگی یا نہیں؟	۳۴۵
وہابی کو نکالنے میں فتنہ کا ڈر ہو تو کیا کرے؟	〃
کیا مسجد میں جگہ نہ ہو تو باقی لوگ چھت پر پڑھیں؟	۳۴۶
امام جلد باز ہے کہ مقتدی ثنا نہیں پڑھ پاتا تو؟	〃

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
قریب والی مسجد چھوڑ کر دور کی مسجد میں جانا کیسا؟	۳۴۶
دیہات میں بعد جمعہ ظہر کی جماعت قائم کرنا کیسا؟	۳۴۷
پالن کی تقریر سنیوں کے لئے زہر قاتل۔	۳۴۸
پالن کی تقریر سننے والے کو مسجد سے نکالنا کیسا؟	〃
چوتھی رکعت میں شامل ہوا تو ایک کے بعد قعدہ کرے یا دوسری کے بعد؟	۳۴۸
امام داہنی طرف سلام پھیر رہا ہے تو مقتدی شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟	۳۴۹
بَاب مایفسد الصّلوٰۃ	۳۵۰
مفسدات نماز کا بیان	〃
نستعین کو نستاعین پڑھے تو کیا حکم ہے؟	〃
کیا جسم کو بار بار کھجلانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟	〃
کیا قراءۃ کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا واجب ہے؟	۳۵۱
سورۂ فتح کی آخری آیت شروع کیا اور فی الانجیل پر رکوع کیا تو؟	۳۵۱
آیت غلط پڑھ کر چھوڑ دیا اور سجدۂ سہو کیا تو کیا حکم ہے؟	۳۵۲
کیا پیر کے پکارنے پر مرید نماز توڑ دے؟	〃
حالت نماز میں مرد نے عورت کا یا عورت نے مرد کا بوسہ لیا تو؟	۳۵۵
لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا جائز ہے یا نہیں؟	۳۵۶
لاؤڈ اسپیکر پر قرآن کی تلاوت جائز ہے۔	۳۵۷
لاؤڈ سپیکر ۔۔۔ ین کی نماز ہوگی یا نہیں؟	۳۵۸
کیا مکبرین کے مانند لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے؟	〃
لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہٖ متکلم کی آواز نہیں۔ چار ماہر سائنسدانوں کا فیصلہ اصل انگریزی عبارتوں کے ساتھ۔	۳۶۴
قرآن و حدیث اور فقہ کے مقابلہ میں نجدیوں کے فعل سے استدلال غلط۔	۳۶۷
مکروہات الصلوٰۃ	۳۶۹
نماز کے مکروہات کا بیان	〃
عمامہ کے بیچ میں ٹوپی کھلی رہے تو کیا حکم ہے؟	〃

فہرست مضامین	صفحہ
پینٹ و بوشرٹ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟	۳۷۰
الٹے مصلے پر نماز پڑھائی تو کیا حکم ہے؟	〃
اگر داہنے پاؤں کا انگوٹھا اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو؟	〃
کیا امام کے سامنے محراب میں جالی لگانا درست نہیں؟	۳۷۱
دیوار میں جگہ نکال کر منبر بنانا کیسا ہے؟	〃
اوجھڑی پچونی کھانے کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟	〃
اگر چین والی گھڑی پہننا جائز نہیں تو ڈائل اور کیس کے جواز کی کیا وجہ ہے؟	۳۷۲
حالت نماز میں کرتے کا اوپر والا بٹن کھلا رہا تو کیا حکم ہے؟	۳۷۲
سینہ کا بٹن کھلا رہا تو نماز ہوئی یا نہیں؟	〃
سردی میں مسجد کا دروازہ بند کر کے نماز پڑھنا کیسا؟	۳۷۳
کندھے سے چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا؟	۳۷۴
چشمہ لگائے ہوئے سجدہ کرنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟	〃
عورتیں تانبہ پیتل کے زیورات پہن کر نماز پڑھیں تو؟	۳۷۵
نفل اور تراویح کا بیان	〃
کیا ظہر، مغرب اور عشا کے بعد نفل پڑھنا ضروری ہے؟	۳۷۶
فرض کی جماعت چھوٹ گئی تو تراویح اور وتر میں شامل ہو؟	〃
احادیث سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے۔	〃
شارحین حدیث کے اقوال سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت	۳۷۷
بیس رکعت تراویح پر صحابہ کا اجماع ہے۔	〃
بیس رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے۔	۳۷۸
بیس رکعت تراویح امام شافعی کا بھی مسلک ہے۔	۳۷۹
بیس رکعت تراویح کی حکمت۔	〃
بھول کر تراویح تین رکعت پڑھا دے اور سجدہ سہو کر لے تو	۳۸۰
تراویح کے بارے میں کتاب حقیقۃ الفقہ کے سب حوالے غلط ہیں جو غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے۔	۳۸۱
قضا نماز کا بیان	۳۸۲
چھ یا اس سے زیادہ نمازیں قضا ہوں تو کیا حکم ہے؟	۳۸۳
پانچ یا اس سے کم قضا ہو تو پہلے وقتیہ پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟	〃

فہرست مضامین	صفحہ
باب سجود السہو	۳۸۳
سجدۂ سہو کا بیان	″
امام کے بے ضرورت سجدۂ سہو سے مسبوق کی نماز فاسد۔	۳۸۴
امام قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑے ہونے کے قریب ہوا پھر لقمہ دیا گیا تو قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑے ہونے کے بعد جن مقتدیوں نے لقمہ دیا ان کی نماز نہیں ہوئی۔ اور جو التحیات پڑھ کر کھڑا ہوا وہ نماز دوبارہ پڑھے۔	۳۸۵
کیا عیدین کی نماز میں سجدۂ سہو نہیں ہے؟	″
امام دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا تو لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز فاسد۔ اور امام لوٹے تو سب کی فاسد۔	۳۸۶
امام قعدۂ اولیٰ بھول کر قیام کے قریب ہو گیا اور مقتدی کے لقمہ سے بیٹھ گیا تو؟	″
مذکورہ صورت میں اگر نہیں بیٹھا اور آخر میں سجدہ سہو کیا تو امام و مقتدی کی نماز کا کیا حکم ہے؟	″
سجدۂ سہو نہیں تھا پھر بھی کر لیا تو کیا حکم ہے؟	″
قعدۂ اخیرہ چھوڑ کر کھڑا ہو پھر بیٹھ جائے کیا حکم ہے؟	۳۸۹
پہلی رکعت میں الم ترکیف دوسری میں سبحان ربك الاعلیٰ پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہوا کہ نہیں؟	″
عیدین کی نماز میں غلطی ہو جائے تو سجدۂ سہو ہے کہ نہیں؟	″
امام بھول کر قعدۂ اخیرہ میں کھڑا ہو گیا تو مقتدی کیا کریں؟	۳۹۰
عید کی دوسری رکعت میں تیسری تکبیر چھوڑ کر رکوع میں چلا جائے تو نہ لوٹے۔	″
مذکورہ صورت میں لقمہ دینے والے کی نماز گئی اور امام نے لقمہ لیا تو سب کی نماز گئی۔	″
باب فی سجدۃ التلاوۃ	۳۹۱
سجدۂ تلاوت کا بیان	″
آیت سجدہ سے طالب علم اور معلم پر سجدہ واجب ہوگا؟	″
کیا طالب علم اور معلم کو بلا وضو قرآن پڑھنا اور چھونا جائز ہے؟	″
سجدۂ تلاوت بیٹھ کر کیا جائے یا کھڑے ہو کر؟	۳۹۲

فہرست مضامین	صفحہ
باب صلوٰۃ المسافر	۳۹۳
نماز مسافر کا بیان	″
حاجی ۳ ذوالحجہ کو مکہ معظمہ پہنچے تو مسافر ہے اگرچہ پندرہ دن قیام کی نیت کرے۔ جو اس حالت میں قصر نہ کرے اس پر توبہ لازم۔	″
وطن سے ۷۰ میل پر قیام ہے کبھی کبھی وطن جاتا ہے۔ وطن اقامت اور وطن اصلی میں قصر کرے گا کہ نہیں؟	۳۹۴
زید وطن سے دور رہتا ہے کبھی ۸/۱۰ میل کا اور کبھی ۲۰ میل کا سفر کرتا ہے۔ کن صورتوں میں قصر کرے؟	″
جہاں والدین رہتے ہیں وہاں جانے پر قصر ہے کہ نہیں؟	۳۹۵
مسافر امام نے سجدۂ سہو کیا مگر مقیم مقتدی نے نہیں کیا تو؟	″
آخری رکعت میں شامل ہوا تو باقی تین رکعتوں میں کیا پڑھے	۳۹۶
مقیم مقتدی آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھے یا نہیں؟	″
مکہ اور مدینہ کی نماز میں کیا فرق ہے؟	″
کیا سلطانپور سے چھاؤنی پھر وہاں سے اکبرپور جانے میں قصر ہے؟	۳۹۷
الہ آباد سے ۱۲ کلومیٹر پر وطن اصلی ہے اور الہ آباد وطن اقامت۔ ٹکٹ چیک کرنے کی ڈیوٹی ہے کن صورتوں میں قصر کرے؟	۳۹۸
باب صلوٰۃ الجمعہ	۳۹۹
نماز جمعہ کا بیان	۴۰۱
کیا دیہات میں جمعہ کی نماز نہیں ہے؟	″
عورتیں عید کی نماز گھر پڑھتی ہیں یہ کیسا ہے؟	″
شہر کسے کہتے ہیں؟	″
کیا گاؤں میں جمعہ کی نماز جائز ہے؟	۴۰۲
جہاں کچہری نہ حاکم وہاں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے؟	″
موضع اور قصبہ میں کیا فرق ہے؟	″
قصبہ میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟	۴۰۳
"جمعہ میں خود شریک نہ ہوں" کا مطلب کیا ہے؟	۴۰۴

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
ہمارے مذہب کا کیا مطلب ہے ؟	۴۰۴
شہر چھوڑ کر گاؤں میں جمعہ پڑھنے جائیں تو ؟	″
گاؤں میں اگر صرف ظہر کی نماز پڑھیں تو ؟	۴۰۵
گاؤں میں عیدگاہ کی بجائے مدرسہ اسلامیہ بنوائیں تو ؟	″
امام دیہات میں جمعہ کس طرح پڑھائے ؟	۴۰۶
کیا دیہات میں جمعہ پڑھنے سے ظہر کی نماز ساقط ہو جاتی ہے	″
اگر ظہر نہ ساقط ہو تو اسے کس طرح پڑھیں ؟	″
دیہات میں جمعہ کی نماز ہے یا نہیں ؟	″
جو عالم دیہات میں جمعہ نہ پڑھے اور نہ پڑھائے تو ؟	″
جو عالم دیہات میں جمعہ برابر پڑھے اور پڑھائے تو ؟	″
دیہات میں قبل الجمعہ اور بعد الجمعہ کی نیت سے سنتیں پڑھنا کیسا ؟	۴۰۷
کیا جمعہ کا خطبہ لکڑی کے منبر پر نا جائز ہے ؟	″
خطبہ زبانی پڑھنا سنت ہے یا دیکھ کر ؟	″
خطبہ میں اردو اشعار پڑھنا کیسا ہے ؟	۴۰۸
اگر اردو نہیں پڑھنا چاہیئے تو لکھا کیوں گیا ؟	″
خطبہ عربی میں پڑھے یا عربی اردو ملا کر ؟	″
اردو میں خطبہ پڑھنا سنت متوارثہ کے خلاف ہے ۔	۴۰۹
صحابہ نے باوصف قدرت کہیں دوسری زبان میں نہ پڑھا	″
دیوبندیوں کے نزدیک بھی خطبہ عربی ہی میں ہو ۔	۴۱۰
اذان خطبے سے پہلے جس زبان میں چاہیں تقریر کریں ۔	″
غیر عربی میں خطبہ امام اعظم کے نزدیک کس معنی میں جائز ہے ؟	۴۱۱
خطبہ کی اصل ذکر الٰہی ہے ۔	″
خطبہ کی اصل وعظ و نصیحت نہیں ۔	۴۱۲
خطبہ کا سمجھنا ضروری نہیں ۔	″
اسلام عالمگیر مذہب ہے اس لئے عربی ہی میں خطبہ ہو غیر عربی میں خطبہ بدعت ہے ۔	۴۱۳
اذان خطبہ حضور اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں کہاں ہوئی تھی ؟	۴۱۴
کیا فقہ کی معتبر کتابوں میں اندر پڑھنا مکروہ لکھا ہے ؟	″
مسلمانوں کو حدیث و فقہ پر عمل کرنا چاہیئے یا رسم و رواج پر ؟	″

فہرست مضامین	صفحہ
پھلواری شریف کے ایک جھوٹے فتویٰ پر گفتگو ۔	۴۱۵
بین یدی الخطیب سے کیا مراد ہے ؟	″
منبر کے پاس اذان پڑھنا بدعت سیئہ ہے ۔	۴۱۶
حدیث شریف سے بعد اقامت بھی صفوں کی درستگی کا اہتمام ثابت ہے ۔	۴۱۷
خطبہ کے وقت پنکھا استعمال کرنا کیسا ہے ؟	″
کیا خطبہ جمعہ بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے ؟	″
خطبہ کے وقت چندہ مانگنا کیسا ہے ؟	۴۱۸
دیہات میں بعد نماز جمعہ ظہر جماعت سے پڑھنا کیسا ہے ؟	″
کیا شہر میں بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر پڑھنے کا حکم ہے ؟	۴۱۹
خطبہ میں خلیفہ اول کے باپ کا نام کیوں نہیں لیا جاتا ؟	۴۲۰
صرف بائیں ہاتھ سے پانی پینا شیطان کا کام ہے ۔	۴۲۱
آج کل بہت جاہل عالم و فاضل کی سند رکھتے ہیں ۔	″
میں شرع ورع کچھ نہیں جانتا کلمۂ کفر ہے ۔	″
صحت جمعہ کے لئے مصر یا فنائے مصر شرط ہے ۔	″
دیہاتوں میں جمعہ کے دن بھی ظہر جماعت سے پڑھنا ضروری ہے ۔	″
قبل خطبہ خطیب کے سامنے آیت درود وغیرہ پڑھنا کیسا ہے ؟	۴۲۲
دعائے ثانیہ کی ممانعت نہیں ۔	۴۲۳
بعد نماز مصافحہ کرنا جائز ہے ۔	″
سنت کا بند کرنے والا سخت گنہگار	″
بَابُ العِیدَین	۴۲۴
عیدین کا بیان	″
کیا عورتوں پر جمعہ و عیدین واجب ہے ؟	″
عورتوں کو عیدگاہ کی حاضری جائز نہیں ؟	۴۲۵
عورتوں کو عیدگاہ جانے سے سختی کے ساتھ روکا جائے ۔	″
امام ڈھول بجاتے ہوئے عیدگاہ تک جائے تو ؟	۴۲۶
عیدگاہ کے راستہ میں تکبیر کہیں ۔	″
کیا عورتوں کو عیدین کی نماز جائز ہے ؟	″
جو ایک دن عید کی نماز پڑھ لیا وہ دوسرے دن عید کی نماز پڑھا سکتا ہے ؟	۴۲۷

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
چھت پر عیدین کی نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟	۴۲۷
کچھ روزے جس کے قضا ہو جائیں اس کے پیچھے عید کی نماز کیسی؟	〃
عید کی پہلی رکعت میں قرارت سے پہلے تکبیر زوائد بھول گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا تو کیا حکم ہے؟	۴۲۸
پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تکبیر زوائد کہا تو؟	۴۲۹
ایک عیدگاہ میں ایک ہی دن عید کی نماز دو اماموں نے پڑھائی تو؟	۴۳۰
تکبیرات عیدین کے بارے میں ایک استفتاء بصورت فتویٰ	۴۳۱
کتاب الجنائز	۴۳۷
کفن اور نماز جنازہ وغیرہ کا بیان	〃
مرد عورت اور نابالغ کا کفن کتنا ہونا چاہیئے؟	〃
کفن پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟	〃
تہبند کی مقدار چوٹی سے قدم تک ہے۔	〃
کفن کا کپڑا کتنا لمبا چوڑا ہونا چاہیئے؟	۴۳۸
کیا نماز جنازہ میں سلام پھیرتے وقت ہاتھ کھول دے؟	〃
تیجہ میں جو چنے پڑھے جاتے ہیں وہ کیا کیے جائیں؟	۴۳۹
شادی کی طرح میت کا کھانا بدعت سیئہ ہے۔	〃
عوام مسلمین کے جہلم کا کھانا اغنیا کو مناسب نہیں۔	〃
بیوی کے جنازہ کو شوہر کندھا دے سکتا ہے یا نہیں؟	۴۴۰
ہر مسلمان کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ فرض کفایہ۔	〃
صلح کلی کی نماز جنازہ وہابی کے پیچھے پڑھی تو؟	۴۴۱
جو وہابی کے یہاں آتا جاتا رہا وہ مر گیا تو؟	〃
میت کا ہاتھ سینہ پر رکھنا کیسا ہے؟	۴۴۲
نماز جمعہ اور جنازہ کی نیت کے الفاظ کیا ہیں؟	〃
عصر کی نماز کے بعد جنازہ پڑھنا جائز ہے۔	۴۴۳
پاگل کی نماز جنازہ میں بالغ کی دعا پڑھی جائے یا نابالغ کی؟	〃
نماز جنازہ میں رفع یدین کیا جائے تو ہوگی یا نہیں؟	۴۴۴
مسجد میں نماز جنازہ مکروہ تحریمی ناجائز اور گناہ۔	۴۴۵
مکروہ تحریمی استحقاق جہنم کا سبب ہونے میں مثل حرام ہے۔	〃
جنازہ کی نماز عیدگاہ میں جائز ہے۔	۴۴۶

فہرست مضامین	صفحہ
عام مسجدوں میں جنازہ پڑھیں گے گنہگار ہوں گے۔	۴۴۶
کیا مذہب حنفی میں غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے؟	۴۴۷
ذوالفقار بھٹو کی غائبانہ جنازہ پڑھوائی تو؟	〃
کیا خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے؟	۴۴۸
قبر کے پہلے پھاوڑے کی مٹی میت کے ساتھ رکھنا کیسا؟	〃
کنکریوں پر سورۂ قل پڑھکر قبر میں رکھنا کیسا؟	〃
قبر کی دو قسمیں ہیں۔ اور لحد سنت ہے۔	۴۴۹
قبر کی دوسری قسم شق یعنی صندوقی ہے۔	۴۵۰
صندوقی قبر منع ہے مگر نرم زمین میں حرج نہیں۔	〃
حدیث شریف میں ہے قبروں کو گہری کرو۔	۴۵۱
قبر آدمی کے سینہ تک گہری ہو بہتر ہے قد کے برابر ہو۔	〃
صندوقی قبر کی صورت یہ ہے کہ بیچ میں ایک گڈھا کھود لیا جائے	۴۵۲
کسی کے خاص قبرستان میں جبراً دفن ہونا کیسا؟	۴۵۳
کیا دفن کے چند روز بعد لحد کی لکڑیاں ہٹائی جا سکتی ہیں؟	۴۵۴
دفن کے بعد اذان کا ثبوت کس کتاب سے ہے؟	۴۵۵
قبر پر اذان بدعتِ حسنہ میں سے ہے۔	〃
کیا حضور علیہ السلام کے مزار پر چادر پھول ڈالے جاتے ہیں؟	〃
یا ان کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟	〃
کیا عورتیں اولیاء اللہ کے مزار پر جا سکتی ہیں؟	۴۵۶
فتح سنگھ کی قبر پر منت ماننے والے، شیرینی چڑھانے والے، چادر اڑھانے اور فاتحہ کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟	〃
کیا ایصال ثواب کے لئے ارادہ کافی ہے یا زبان سے کہنا لازم ہے	۴۵۷
سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اور بخش دے تو کیا حکم ہے؟	〃
جو سید نہ ہوں اور اپنے کو سید کہیں تو کیا حکم ہے؟	۴۵۸
سادات کو قربانی کا گوشت لینا اور چالیسواں وغیرہ کی دعوت کھانا کیسا؟	〃
تیجہ میں فقراء کے علاوہ دوسروں کا شریک ہونا کیسا؟	۴۵۹
فقیروں کا کھانا الگ بنوایا جائے اور رشتہ داروں کا الگ تو؟	〃
تیجہ کے میلاد شریف کی شیرینی کا کیا حکم ہے؟	〃
تیجہ کا کھانا منتظمین کا کھانا کیسا؟	〃
کیا تیجہ اور چالیسواں میں رشتہ داروں کی دعوت ممنوع ہے؟	۴۶۰

Marfat.com

صفحہ	فہرست مضامین
۴۶۱	میت کی دعوت دی جائے مگر دعوت کا لفظ نہ استعمال کیا جائے تو؟
″	تعلقات کی بنا پر میت کا کھانا مجبوراً کھلائیں تو؟
″	صرف فقراء کا کھانا فاتحہ کرایا جائے تو کیا حکم ہے؟
″	کھانے والے کھانا سے زیادہ غلہ دیں تو؟
	ثواب پانے کے لئے پابند شرع ہونا ضروری نہیں مسلمان ہونا
۴۶۳	ضروری ہے۔
″	کیا قبرستان میں مدرسہ بنانا جائز ہے؟
″	قبرستان کی ملکیت کو مدرسہ کی ملکیت میں لانا جائز نہیں؟
۴۶۴	پرانے قبرستان پر لیٹر ڈال کر عیدگاہ کی توسیع جائز ہے؟
″	قبروں کے اوپر مدرسہ تعمیر کرنا حرام ہے۔
۴۶۵	بیچ میں قبریں ہیں مدرسہ اور عیدگاہ کیسے بنائیں؟
″	کیا قبرستان کے مد کا روپیہ عیدگاہ میں خرچ کرنا جائز ہے؟
۴۶۶	ایک مسجد کا فرش وغیرہ دوسری کو دینا کیسا؟
″	مسجد میں روپیہ دینے کے بعد اسے واپس لینا کیسا؟
″	قبروں پر لگی ہوئی گھاسوں کو جلانا کیسا؟
	قبروں پر عمارت بنوائی جاسکتی ہے یا نہیں اور اس پر کاشت
″	کی جاسکتی ہے یا نہیں؟
	قبروں کو کھدوا کر اس پر مکان بنوانا کیسا ہے؟ اور ایسا کرنے
۴۶۷	والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟
۴۶۸	قبرستان کے درختوں کا مالک کون ہے؟
۴۶۹	زمین موقوفہ میں درخت لگایا تو وہ درخت کس کا ہے؟
۴۷۰	قبرستان کے بدلے میں گورنمنٹ دوسری جگہ دے تو؟
۴۷۱	مراقبہ میں قبر ظاہر ہوئی تو کیا حکم ہے؟
″	ایسی قبر کے عرس میں علما کا جانا کیسا؟
۴۷۲	قبرستان کے درخت کاٹ کر اس کی مرمت میں لگانا کیسا؟
″	ہر جائز امور کی تفصیل کتابوں میں نہیں۔
۴۷۲	کسی کے خصوص قبرستان میں عام لوگوں کا دفن کرنا کیسا؟
۴۷۳	کیا قبرستان کے پودوں کی شاخوں کو کاٹنا جائز ہے؟

کتاب الزکاۃ

صفحہ	
۴۷۴	**کتاب الزکاۃ**
″	**زکاۃ کا بیان**

صفحہ	فہرست مضامین
	بینک، ڈاکخانہ، زمین میں گاڑے ہوئے روپئے اور زیورات
۴۷۳	پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟
″	زکوٰۃ نہ دینے والے پر قرآن و حدیث میں وعیدیں کیا آئی ہیں؟
۴۷۵	کیا نوٹ و پیسے تجارت کے لئے ہوں تو زکاۃ واجب نہیں؟
	٥٠٠ روپیہ کا مال تجارت۔ ٦٦½ روپیہ قیمت کا سونا۔ ١٦٥
۴۷۷	روپیہ کی چاندی اور ۳۳ روپیہ نقد کی زکاۃ کتنی؟
″	دینار کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور ان کی قیمت کیا ہے؟
	سونا کو چاندی میں ملانے سے نصاب پورا ہو تو زکوٰۃ واجب
۴۷۸	٦٠ تولہ چاندی کی تین سال بعد زکوٰۃ کیسے ادا کرے؟
″	واپس کرنے کی شرط پر فقیر کو زکاۃ دی تو؟
۴۷۹	پروی ڈنڈ فنڈ پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یا نہیں؟
″	کیا فکس ڈپازٹ پر زکوٰۃ واجب ہے؟
۴۸۰	اُدھار رقم کی زکاۃ کس طرح ادا کرے؟
″	کیا جہاں اسلامی حکومت ہو وہیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟
″	گیہوں دھان میں چالیسواں دیں تو؟
۴۸۱	فکس ڈپازٹ کی زکوٰۃ کس طرح ادا کرے؟
″	سونا چاندی نہ ہو تو کتنے نوٹ پر زکاۃ واجب ہوگی؟
۴۸۲	عشری اور خراجی زمین کسے کہتے ہیں؟
	ہمارے یہاں کی پیداوار میں دسواں نکالنا واجب ہے یا
″	بیسواں؟
۴۸۳	کیا غلہ میں عشر نکالنا مثل زکوٰۃ کے فرض ہے؟
۴۸۴	بٹائی دینے والے پر عشر بقدر حصہ واجب ہوتا ہے۔
″	مزدوری منہانہ ہوگی۔ کل پیداوار کا عشر واجب ہوگا۔
″	کیا تمکہ کی پیداوار میں زکوٰۃ نکالنا واجب ہے؟
″	کیا عشر بغیر حیلۂ شرعی مدارس میں خرچ ہو سکتا ہے؟
۴۸۵	بٹائی کی صورت میں عشر دونوں پر واجب ہے۔
″	زکاۃ، صدقۂ فطر اور حرم قربا کی بہن، پھوپھی اور تکیہ دار
″	کو دے تو؟
″	بٹائی کی صورت میں عشر ہر ایک پر بقدر حصہ واجب۔
۴۹۶	کیا زکوٰۃ کے مصارف وہی مدارس ہیں جو یتیم خانہ ہیں؟
″	خدا و رسول نے مصارف زکوٰۃ میں یتیم کو شامل نہیں فرمایا

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
کیا زکوٰۃ کا پیسہ کسی صورت سے مسجد میں لگانا جائز ہے؟	۴۸۶
کیا چرم قربانی، صدقۂ فطر اور زکوٰۃ کی رقم مدرسین کی تنخواہ پر صرف کی جا سکتی ہے؟	۴۸۷
زکوٰۃ کے پیسے کو تبلیغ کی ٹیکسی پر خرچ کرنا جائز نہیں۔	۴۸۸
زکوٰۃ کو قوم کی ملکیت ٹھہرانا جائز نہیں۔	"
جماعت کے صدر کو تقسیم زکوٰۃ کا وکیل بنانا جائز ہے۔	"
تقسیم زکوٰۃ کے وکیل کا کسی کو قرض دینا جائز نہیں۔	"
زکوٰۃ کا مال بذریعۂ جماعت قرض دینے کا طریقہ۔	۴۸۹
زکوٰۃ کی رقم دیئے بغیر اسے قرض میں مجرا کرنا جائز نہیں۔	"
کیا زکوٰۃ کی رقم مدرسین کی تنخواہ پر خرچ کی جا سکتی ہے؟	"
کیا زکوٰۃ کی رقم بغیر حیلۂ شرعی مدرسین کی تنخواہ پر صرف کر سکتے ہیں؟	۴۹۰
حیلۂ شرعی کی صورت۔	"
زکوٰۃ کی ادائگی کے لئے تملیک شرط ہے۔	"
کیسے مدارس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔	"
کیا سوتیلی ماں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟	۴۹۱
کس صورت میں مہتمم مدرسہ کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔	"
زکوٰۃ وصدقۂ فطر مسجد کی ضرورت نہیں خرچ کر سکتے؟	۴۹۲
زکوٰۃ مسجد پر خرچ کرنے کی صورت۔	"
یتیمہ کا سرپرست یتیمہ کو زکوٰۃ کب دے سکتا ہے؟	"
نابالغ سے حیلۂ شرعی کرنا صحیح نہیں۔	"
زکاۃ کو تعمیر مدرسہ یا مدرسین کی تنخواہ پر صرف کرنا جائز نہیں	۴۹۳
ان امور میں زکاۃ صرف کرنے کا طریقہ۔	"
چرم قربانی بغیر حیلۂ شرعی مدرسہ میں صرف کر سکتے ہیں۔	"
زکوٰۃ وصدقۂ فطر مدرسہ میں خرچ کرنے کی صورت۔	"
بیت المال کی رقم تبلیغ پر خرچ کرنے کی جائز اور ناجائز صورتیں	۴۹۴
جس مدرسہ میں زکاۃ کی رقم جمع ہو اس کے مطبخ سے مدرسین کو کھانا دینا جائز ہے یا نہیں؟	"
کیا زکوٰۃ سے یتیم خانہ کے بچوں کو کپڑے دے سکتے ہیں؟	۴۹۵
زکوٰۃ کی رقم سے مدرسہ زیر تعمیر ہے اور کچھ سامان ہے تو اب تملیک کیسے ہو؟	"

فہرست مضامین	صفحہ
صدقہ وغیرہ کی رقم سے دینی کتابیں خریدنا کیسا؟	۴۹۶
طالب علم صدقۂ واجبہ کب اپنے مصرف میں لا سکتا ہے؟	"
زکوٰۃ کو بیت المال میں دے کر قوم کی ملکیت ٹھہرانا جائز نہیں؟	۴۹۷
ناظم بیت المال کو تقسیم زکوٰۃ کا وکیل بنانا جائز ہے۔	"
زکوٰۃ کا مال بذریعۂ بیت المال قرض دینے کی صورت۔	"
کیا زکوٰۃ کی رقم مردہ کے کفن پر خرچ کر سکتے ہیں؟	"
نادار طالب علم پر زکاۃ خرچ کرنا جائز ہے؟	۴۹۸
فطرہ، صدقہ، چرم قربانی اور زکوٰۃ کا روپیہ کن مدوں پر خرچ کیا جائے؟	"
	۴۹۹
صدقۂ فطر اور چرم قربانی سے کتابیں منگانا کیسا؟	۵۰۰
کیا ہندوستان کے کفار حربی ہیں؟ ان کو صدقہ دینا کیسا ہے؟	۵۰۱
کفار کی تین قسمیں ہیں؟ ذمی، مستامن اور حربی۔	"
جس حلال مال کی صحیح زکوٰۃ نکال دی جائے وہ محفوظ رہے گا؟	۵۰۲
کفر سے توبہ کا طریقہ۔	"
پیشگی زکوٰۃ نکالنا جائز ہے یا نہیں؟	"
غلہ کے عشر کا نصاب کیا ہے؟ کتنی پیداوار پر عشر واجب ہوگا؟	۵۰۳
سبزیوں میں زکوٰۃ وعشر ہے یا نہیں؟	"
کیا مٹھی کا چاول مسجد میں صرف کر سکتے ہیں؟	۵۰۴
کیا صدقۂ فطر وغیرہ مسجد میں لگا سکتے ہیں؟	"
کیا زکوٰۃ وفطرہ کی رقم محرم کے تعزیہ اور باجا میں لگا سکتے ہیں؟	"
بھیک مانگنا کیسا ہے؟	۵۰۵
کیا بھیک مانگنے والوں کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی؟	"
بابُ صدقۃ الفطر — صدقۂ فطر کا بیان	۵۰۶
صدقۂ فطر کس پر واجب ہوتا ہے؟	"
زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے نصاب میں کیا فرق ہے؟	"
کیا جاندارات کو جو بچہ پیدا ہوا اس کی طرف سے بھی صدقۂ فطر ہے؟	۵۰۷
کیا جو روزہ نہ رکھے اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے؟	"
کیا زید صدقۂ فطر پونے دو سیر اعلان کرنے سے فاسق ہوگیا؟	"
صاع کی اعلیٰ تحقیق۔	۵۰۸

Marfat.com

فہرست مضامین

فہرست مضامین	صفحہ
اگر عید کے دن صدقۂ فطر نہیں ادا کیا اور زیادہ دن گذر گیا تو؟	۵۱۰
کیا عید کا دن آنے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا جائز ہے؟	"
دھان چاول صدقۂ فطر میں کتنا دے؟	۵۱۱
اہلسنت وجماعت کے علاوہ دوسرے کو چندہ دینا کیسا؟	"
زید بمبئی ہے بچے وطن میں تو صدقہ میں قیمت کہاں کی لگائے؟	"
زیور وطن میں ہے تو زکوٰۃ میں کہاں کی قیمت لگائے؟	"
کتابُ الصّوم	۵۱۲
روزہ کا بیان	"
کیا روزہ کی نیت رات سے کرنا ضروری ہے؟	"
بغیر سحری کے روزہ رکھنا کیسا ہے؟	۵۱۳
اذان شروع ہو تو روزہ افطار کریں یا اذان کے بعد؟	"
کیا رمضان کی راتوں میں ہمبستری کرنا جائز ہے؟	۵۱۴
ناپاکی کی حالت میں میاں بیوی روزہ رہے تو روزہ ہوا کہ نہیں؟	"
رمضان میں لوگ کھلم کھلا کھاتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟	۵۱۵
دو دفعہ کا روزہ رکھنا کیسا ہے؟	"
۲۹ر شعبان کو عصر کے وقت چاند دکھائی دیا تو؟	۵۱۶
افطار کی دعا افطار سے پہلے پڑھے یا بعد میں؟	"
انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟	"
بہار شریعت کی عبارت میں عمل اور حقنہ کا کیا مطلب؟	۵۱۸
رویت ہلال کے بارے میں پھلواری کے ایک فتویٰ کا رد	۵۱۹
چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرو (حدیث)	۵۲۲
ریڈیو کی خبر پر عید کرنا جائز نہیں۔	"
حکم شرع پر عمل کرنے کے سبب امام سے رنجش رکھنا گناہ۔	"
کیا مفتی کی تحریر و مہر پر روزہ توڑنا جائز ہے؟	۵۲۴
جو روزہ توڑ دیے ان کے لئے کیا حکم ہے؟	"
ایک مقام پر شعبان و رمضان دونوں کا چاند ۲۹ر کا نہیں ہوا مگر بعد میں ثبوت ملا کہ دونوں ۲۹ر کو ہوا تو کیا حکم ہے؟	۵۲۵
ابر و غبار ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو (حدیث شریف)	"
تار ٹیلیفون کی خبر پر ۲۹ر کا چاند ماننا جائز نہیں۔	۵۲۶
ریڈیو کی خبر پر ۹ر ذی الحجہ کو ۱۰ مان کر قربانی کیا نہ ہوئی۔	"
کیا ریڈیو ٹیلی ویژن وغیرہ کی خبر معتبر ہے؟	۵۲۶
کیا ایجادات نو سے فائدہ نہ اٹھانا قدامت پسندی ہے۔	۵۲۷
ریڈیو کی خبر پر عید کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟	"
تیس روزے پورے کر کے عید کی بعد میں ۲۹ر کا چاند ثابت ہوا تو؟	۵۲۸
کیا داڑھی منڈانے والوں کی شہادت رویت ہلال کو کافی ہے؟	"
کیا اختلاف مطالع احناف کے نزدیک معتبر ہے؟	"
کیا دہلی کے اعلان پر عید کر لینا جائز ہے؟	۵۲۹
۲۹ر کو چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ر دن پورا کرنا ضروری ہے۔	۵۳۰
اگر ریڈیو کی خبر پر رمضان کا روزہ رکھ لے تو؟	"
ریڈیو کی خبر پر امام نے عید کی نماز پڑھا دی تو؟	"
بغیر ثبوت شرعی عید کی نماز پڑھنے والوں پر توبہ بہر صورت ہے اگر توبہ نہ کریں تو ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔	۵۳۱
کیا امام حسن کے بچپن سے ۲۹ر کا مہینہ بھی ہونے لگا؟	"
کب رمضان کے چاند کے لئے ایک عادل یا مستور الحال کی خبر معتبر ہے؟	۵۳۲
ریڈیو یا اخبار سے رویت کا اعلان کرنے والا غلطی پر ہے۔	۵۳۳
اعلان رویت کے حدود شہر اور حوالی شہر ہیں۔	"
ریڈیو کی خبر پر شہر اور اس کے مضافات کے علاوہ روزہ اور عید جائز نہیں۔	"
بَابُ الاعتکاف	"
اعتکاف کا بیان	۵۳۴
جمعہ پڑھانے دوسری مسجد میں گیا تو اعتکاف فاسد۔	"
معتکف بیڑی سگریٹ پینے کے لئے فنائے مسجد میں نکل سکتا ہے	۵۳۵
اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں؟	"
کتابُ الحج	۵۳۶
حج کا بیان	"
وجوب حج کی شرطوں میں ایک شرط امن طریق بھی ہے۔	"
غلبۂ سلامتی کے ساتھ خوف کے غالب نہ ہونے کا بھی اعتبار کیا جائے گا	"

Marfat.com

صفحہ	فہرست مضامین
	حج کرنے میں بعض کو قید و بند ہو یا کچھ قتل ہوں تو یہ مانع وجوب
۵۳۷	حج نہیں؟
〃	حج کے سبب اگر اکثر حجاج قتل ہوں تو فرض نہ ہوگا۔
〃	حج کے لئے رشوت دینا پڑے تب بھی جانا واجب۔
〃	کیا حج میں بیوی کو ساتھ لے جانا ضروری ہے؟
〃	کیا عورت شوہر کے پھوپھا کے ساتھ حج کے لئے جا سکتی ہے؟
۵۳۸	جن روپیوں کی زکوٰۃ نہ نکالی اور ان سے حج کیا تو؟
〃	آٹھ ممبروں کو قرعہ اندازی سے حج کے لئے جانا جائز ہے؟
۵۳۹	عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے حج کے لئے جانا حرام ہے۔
〃	جو حج کے لئے جائے اور گھر پر قربانی ہو تو حج کی قربانی واجب
〃	ہوگی یا نہیں؟
۵۴۰	کیا حج بدل کرانے سے بری الذمہ ہو جائے گا؟
۵۴۱	کیا تمتع کرنے والا احرام حج سے پہلے عمرے کر سکتا ہے؟
۵۴۲	حجر اسود کیا چیز ہے؟ اور وہ کہاں سے آیا؟
〃	کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ بیت اللہ آدم علیہ السلام کی قبر ہے اس
〃	لئے کہ اللہ نے ان کو اسی مٹی سے بنایا تھا جہاں کعبہ ہے۔
۵۴۴	حضور کے روضۂ مبارکہ کا بوسہ لینا اور اس کا طواف کرنا کیسا ہے
۵۴۵	کیا حج کرنے سے سبھی گناہ کبیرہ وصغیرہ معاف ہو جاتے ہیں؟
۵۴۶	ادائگی حج کے ایام کی تنخواہ کا مستحق نہیں۔
۵۴۷	**كتاب النكاح**
〃	**نکاح کا بیان**
〃	نکاح کرنا سنت ہے یا فرض؟
〃	ایک شادی طے ہو جانے کے بعد لالچ میں دوسری طے کر لی تو؟
۵۴۸	کیا نکاح میں دولہا کو کلمہ پڑھانا ضروری ہے؟
۵۵۰	نکاح پڑھانے کا غلط طریقہ عام طور پر رائج ہے۔
〃	نکاح پڑھانے کا صحیح طریقہ۔
۵۵۱	عام طور پر نکاح فضولی ہوتا ہے جو اجازت پر موقوف ہوتا ہے
۵۵۲	باپ نہ معلوم ہو تو اس کی جگہ پر ماں کا نام لیا جائے۔
〃	غیر مقلد کا پڑھایا ہوا نکاح ہوا کہ نہیں؟
۵۵۳	نکاح میں سوتیلے باپ کا نام لیا گیا تو؟

صفحہ	فہرست مضامین
۵۵۳	نکاح خواں نے لڑکا اور اس کے باپ کا نام نہیں لیا تو؟
〃	اللہ و رسول قبول فرمائے۔ نکاح میں کہلوانا کیسا؟
۵۵۴	حضرت یوسف کا حضرت زلیخا سے نکاح ہوا دو بچے پیدا ہوئے۔
۵۵۷	گواہوں نے ایجاب وقبول کے الفاظ نہ سنے تو نکاح نہ ہوا۔
〃	فاسقوں کی گواہی سے نکاح ہوا یا نہیں؟
۵۵۹	کیا غائبانہ نکاح درست ہے؟
〃	نابالغ دولہا سے قبول کرایا تو؟
۵۶۰	ٹیلی فون کے ذریعہ نکاح پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟
۵۶۱	باپ کی بجائے پرورش کرنے والے کا نام نکاح میں لیا تو؟
〃	گواہوں کے سامنے کہا تو میری ہو جا عورت نے کہا ہو گئی تو؟
〃	صفر میں ۱۳ تاریخ تک اور ربیع الاول میں ۱۲ تک نکاح کرنا کیسا
۵۶۲	کیا محرم میں شادی بیاہ کرنا جائز ہے؟
〃	شادی شدہ عورت کا نکاح پڑھنا حرام۔
〃	فعل حرام کے سبب عورت نکاح سے نہیں نکلتی۔
	شادی شدہ عورت کا دوسرا نکاح پڑھانا زناکاری کا دروازہ
۵۶۳	کھولنا ہے۔
۵۶۴	دوسرا نکاح پڑھانے کے لئے پہلی بیوی سے اجازت ضروری نہیں
〃	قاضی منکوحہ کا نکاح دوسرے سے پڑھا دے تو؟
〃	میاں بیوی کی شرعی حد کیا ہے؟
۵۶۶	چند اصول فقہ
۵۶۷	**فصل فی المحرمات**
〃	**محرمات کا بیان**
〃	سوتیلی ماں سے نکاح کرنا بہر صورت حرام ہے۔
۵۶۸	بہو سے نکاح کرنا حرام قطعی ہے۔
〃	بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہے۔
۵۶۹	حقیقی بیٹا کی بیوی سے نکاح کرنا کیسا؟
۵۷۰	سالی سے پہلی بیوی کے لڑکے کا نکاح جائز۔
〃	کیا مطلقہ کی بیٹی سے پہلی بیوی کے پوتے کا نکاح ہو سکتا ہے؟
〃	ممانی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟
۵۷۱	کیا مطلقہ کی لڑکیوں کے ساتھ اپنے لڑکے کا نکاح جائز ہے؟

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
کیا بیوی کے لڑکا کی بیوی سے نکاح جائز ہے؟	۵۷۲	مدخولہ بیوی کی لڑکی نکاح کرنا حرام ہے۔	۵۸۳
چچازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔	"	کیا دادا کی مزنیہ کی لڑکی سے بیٹے کا نکاح کرنا جائز ہے؟	۵۸۴
باپ کی چچازاد بہن سے نکاح جائز ہے۔	"	بہو کا بیان ہے کہ خسر ہاتھ پکڑ کر کوٹھری میں لے گیا تو؟	"
بھانجے کے بیٹا سے اپنی لڑکی کا نکاح کرنا کیسا ہے؟	۵۷۳	باپ نے بیٹے کی بیوی سے زنا کیا تو کیا حکم ہے؟	"
کیا ممانی سے نکاح کر سکتا ہے جبکہ دوسرے ماموں کی لڑکی	"	خسر نے بہو کو شہوت سے بوسہ لیا تو کیا حکم ہے؟	"
بھابی ہو؟	"	شوہر پر بہو سے زنا کا الزام لگائے تو کیا حکم ہے؟	۵۸۵
چچا کی مطلقہ بیوی سے نکاح کرنا کیسا؟	"	شوہر تسلیم کرلے کہ باپ نے بہو سے زنا کیا تو وہ حرام ہو گئی اس	
مطلقہ بیوی کے بیٹا سے پوتی کا نکاح کرنا کیسا؟	۵۷۴	سے متارکہ کرے۔	"
کیا داماد کے بیٹا سے لڑکی کا نکاح جائز ہے؟	۵۷۵	بہو کا بیان کہ خسر نے میرے ساتھ زنا کرنا چاہا۔	"
بیوی کے بیٹا سے لڑکی کا نکاح کرنا کیسا؟	"	باپ کی مزنیہ سے نکاح کرنا کیسا؟	۵۸۶
داماد کے بھتیجہ سے لڑکی کا نکاح کرنا کیسا؟	۵۷۶	کیا سالی سے زنا کے سبب بیوی حرام ہو گئی؟	۵۸۷
کیا مطلقہ بیوی کی لڑکی سے پوتے کا نکاح جائز ہے؟	"	کیا باپ سے زنا کے بعد بیوی کو رکھ سکتا ہے؟	"
کیا ممانی سے نکاح کرنا جائز ہے؟	"	غیر مدخولہ بیوی کی ماں سے نکاح کرنا کیسا ہے؟	۵۸۸
سوتیلی ماں کی حقیقی بہن سے نکاح جائز ہے۔	۵۷۷	بیٹا کی بیوی سے جماع کیا تو کیا حکم ہے؟	"
نواسی کا نکاح بھتیجہ سے جائز ہے کہ نہیں؟	"	شہوت کے ساتھ بیٹا کی بیوی کا ہاتھ پکڑا تو کیا حکم ہے؟	"
کیا چچازاد بھائی کے ساتھ لڑکی کا نکاح جائز ہے؟	"	اگر بیٹا کی بیوی کو شہوت کے ساتھ چھوا تو کیا حکم ہے؟	"
سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح ہو سکتا ہے۔	۵۷۸	بیوی کا بیان کوئی چیز نہیں جب تک کہ شوہر یقین نہ کرے۔	۵۸۹
ایک عورت جو چچی لگتی ہے اس سے نکاح کرنا کیسا؟	"	بہو بیان کرے کہ حمل خسر کا ہے تو کیا حکم ہے؟	۵۹۰
کیا بھابی سے نکاح کرنا جائز ہے؟	"	مزنیہ کی سب لڑکیاں حرام ہیں۔	۵۹۱
بھانجے کے بیٹا سے لڑکی کا عقد کرنا کیسا؟	"	کب پھوپھا سے نکاح کرنا جائز ہے؟	"
چچا کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کیسا؟	۵۷۹	بہو کا بیان کہ حمل خسر کا ہے اور خسر کا بیان کہ خدمت لی ہے تو؟	۵۹۲
کیا میری خالہ اور چچیری مامی سے نکاح جائز ہے۔	"	مزنیہ کی بیٹی کو نکاح میں نہیں لا سکتا۔	"
ماں کی خالہ زاد بہن سے نکاح کرنا کیسا؟	"	ایک بہن نکاح میں ہے دوسری سے نکاح کرنا کیسا ہے؟	۵۹۳
عورت کا بیان کہ حمل میرے خسر کا ہے تو کب وہ اپنے شوہر		جس بات پر آدمی متہم ہو منع ہے۔	"
پر حرام ہو گئی؟	۵۸۰	مسلمانوں کو فتنہ میں ڈالنا حرام ہے۔	"
باپ سے زنا کے سبب شوہر نے طلاق دیدی اور پھر نکاح کرکے		دو سگی بہنوں کو بیک وقت رکھنا حرام ہے۔	۵۹۴
رکھ لیا تو؟	۵۸۱	بیوی کہتی ہے میری بہن سے نکاح کر لو تو کیا حکم ہے؟	"
بہو نے خسر سے زنا کیا تو اپنے شوہر کے لائق رہ گئی یا نہیں؟	"	عدت گذرنے سے پہلے مطلقہ کی بہن سے نکاح جائز نہیں۔	۵۹۵
اپنی خوشدامن ساس سے زنا کیا تو؟	۵۸۲	مطلقہ بیوی سے ناجائز تعلق رکھنے والے کا بائیکاٹ کریں۔	"
اپنی ساس کو غلط نگاہ سے دیکھے تو کیا حکم ہے؟	"	دو بیویوں کی دو لڑکیوں کو ایک کے ساتھ عقد کیا تو؟	"
اپنی ساس کو بوسہ لے تو کیا حکم ہے؟	"	بیوی کی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا کیسا؟	۵۹۶

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ
ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری سے نکاح کرنا کیسا؟	۵۹۵	وہابی کے ساتھ نکاح پڑھنے ولے مولوی کا کیا حکم ہے؟	
طلاق دے تو عدت گذرنے کے بعد دوسری بہن سے نکاح کرسکتا ہے	۵۹۶	باپ وہابی اور لڑکا اپنے کو سنی بتائے تو؟	۶۰۹
بیوی اور اس کی بہو کو ایک ساتھ رکھنا جائز۔	۵۹۷	جان بوجھ کر اپنی لڑکی کا عقد بدمذہب سے کردیا تو؟	″
دو عورتوں کو جمع کرنے کے بارے میں قاعدہ کلیہ۔	۵۹۸	جو مرتد کو کافر نہ مانے وہ خود کافر ہے۔	۶۱۰
علاتی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے۔	″	جسے اپنے وہابی ہونے کا اقرار ہو وہ وہابی ہے۔	۶۱۱
بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی ہمشیرہ سے نکاح حرام ہے۔	۵۹۹	سنی لڑکا کی پرورش وہابی کے یہاں ہوئی تو؟	۶۱۳
پھوپھی کی موت کے بعد پھوپھا سے نکاح کرنا کیسا؟	″	وہابی نے نکاح کیا پھر تین دن بعد طلاق دینے پر دوسرے	″
ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری سے نکاح حرام۔	۶۰۰	نے نکاح کرلیا تو؟	
بیوی کی عدت گذرنے کے بعد اس کی بہن سے نکاح کرسکتا	″	دباؤ ڈال کر وہابی کے ساتھ نکاح کردیا تو کیا حکم ہے؟	
ہے۔	″	جو تبلیغی جماعت کا حامی ہو اس کے ساتھ نکاح کرنا کیسا؟	۶۱۴
الکتاب کالخطاب۔ تحریر کلام کے مثل ہے۔	″	میں بیوی کو نہیں لاؤنگا۔ اس سے طلاق پڑی یا نہیں؟	۶۱۵
مطلقہ کو بچوں کی پرورش کا حق کب تک ہے؟	۶۰۱	جن کے والدین مرتد ہوں ان کا نکاح پڑھنا کیسا؟	″
مطلقہ دودھ پلانے کی اجرت وصول کرسکتی ہے۔	″	عیسائی عورت سے نکاح کرنا کیسا ہے؟	۶۱۶
ظالم کا ساتھ دینے والا کیسا ہے؟	″	عیسائی عورت سے مسلمان کے بغیر نکاح کرنا کیسا؟	۶۱۷
مطلقہ کی عدت تین مہینہ تیرہ دن غلط ہے۔	″	شادی شدہ کافرہ عورت سے بعد اسلام نکاح کرنا کیسا؟	″
ایک بہن کو طلاق دے کر عدت میں دوسری سے نکاح کرلیا تو؟	۶۰۲	جو لڑکا غیر مسلم کے نطفہ سے ہو اور اپنی مسلمہ والدہ کے ساتھ	۶۱۸
مفوضہ طلاق و عدت کے بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔	۶۰۳	رہے تو مسلمان لڑکی سے اس کا نکاح کرنا کیسا؟	″
کیا دوسرا نکاح کرنے کے لئے بدمذہب سے طلاق کی ضرورت		کافرہ عورت مسلمان ہو کر مرے تو اسے مسلم قبرستان میں دفن	۶۱۹
ہے؟	″	کرنا کیسا؟	″
کیا وہابی وغیرہ سے نکاح کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟	۶۰۴	کسی گنہگار سے جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں۔	″
کیا وہابی کا پڑھایا ہوا نکاح ہو جاتا ہے؟	۶۰۵	نو مسلمہ منکوحہ کو نکاح سے پہلے کا حمل ہو تو؟	″
وکیل کا مسلمان ہونا شرط نہیں۔	″	چمارن کی مسلمان نواسی سے نکاح کرنا کیسا؟	۶۲۰
ناواقفی میں سنی لڑکی کا نکاح شیعہ کے ساتھ ہوگیا تو؟	″	کنواری عورت کے کنوارے مرد سے زنا کی سزا سو دُرّے۔	″
تبرائی رافضی مرتد ہیں اور تفضیلی گمراہ۔	۶۰۶	بادشاہ اسلام نہ ہو تو شرعی حد کون قائم کرے؟	۶۲۱
کیا سنی مرد کا نکاح وہابیہ عورت سے منعقد ہو جاتا ہے؟	″	شرعی حد ممکن نہ ہو تو زانی و زانیہ کا بائیکاٹ کریں۔	۶۲۲
کیا سنی لڑکی وہابی شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسرا نکاح کرسکتی ہے؟	۶۰۷	زنا کی زیادہ ذمہ دار عورت ہے۔	″
غیر مقلد سے نکاح منعقد نہ ہوا۔	۶۰۸	زانی زانیہ کا آپس میں نکاح ضروری نہیں	۶۲۳
کیا مسلمان بنا کر کافرہ عورت سے نکاح جائز ہے؟	″	بائیکاٹ کی میعاد کیا ہے؟	″
کافرہ کو مسلمان کرنے کا طریقہ کیا ہے؟	″	توبہ کے بعد زانیہ کا نکاح پڑھنا کیسا؟	″
ایک مولوی نے وہابی کے ساتھ نکاح پڑھا دیا تو؟	″	ہندہ فرار ہو کر دوسرے کے پاس رہی پھر شوہر کے پاس	۶۲۴
کیا دوسری شادی کے لئے وہابی سے طلاق کی ضرورت ہے؟	۶۰۹	آئی تو؟	۶۲۵

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
نکاح کے بعد بیوہ عورت کو حمل ظاہر ہوا تو؟	۶۲۵
چار سالہ بیوہ سے نکاح کیا پھر حمل ظاہر ہوا تو؟	۶۲۶
ایسی عورت کو ایام حمل میں طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟	"
ایسی عورت کے عدت کا خرچ اور مہر واجب ہے کہ نہیں؟	"
پہلے شوہر نے طلاق دی دوسرا مر گیا تیسرے کے ساتھ بے نکاح رہی اب چوتھے سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو؟	۶۲۷
زانیہ جبکہ حاملہ ہو تو اس سے نکاح کرنا کیسا؟	"
بیوہ بھاوج سے نکاح کیا پھر طلاق دی۔ چار سال بعد حالت حمل میں اس سے نکاح کرنا کیسا؟	۶۲۸
بعد نکاح معلوم ہوا کہ حالت حمل میں نکاح ہوا تو؟	"
حالت حمل میں طلاق ہوئی بعد وضع حمل نکاح کیا پھر پہلے شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو کیا حکم ہے؟	"
رخصتی سے پہلے طلاق ہوئی پھر ناجائز حمل میں نکاح کیا تو؟	۶۲۹
بیوہ حاملہ عورت سے نکاح کرنا کیسا؟	"
حالت حمل میں طلاق دی تو قبل وضع حمل نکاح کرنا کیسا؟	"
اور نکاح خواں کے لئے کیا حکم ہے؟	۶۳۱
جس کا ناجائز حمل تھا اسی سے نکاح ہوا تو؟	"
اگر کوئی عورت دو مرد رکھے تو کیا حکم ہے؟	"
زید کی بیوی سے اس کے بھائی نے ہمبستری کی تو؟	۶۳۲
بیوی کو میکے میں چھوڑ رکھا طلاق کے لئے روپیہ مانگتا ہے عورت نے دوسرا نکاح کر لیا تو کیا حکم ہے؟	"
اگر شوہر طلاق نہ دے تو عورت کیا کرے؟	"
منکوحہ کا نکاح کر دیا تو عورت اور نکاح خواں کا حکم؟	۶۳۳
نہ عورت کو لے جانا چاہتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے تو؟	"
بعد طلاق عدت گذرنے سے پہلے نکاح کیا پھر ایک کافر کے ساتھ رہی اب نکاح کرنا چاہتی ہے تو؟	۶۳۴
نکاح فاسد کے لئے بھی بعد تفریق یا متارکہ عدت لازم ہے۔	"
اعمال صالحہ قبول توبہ میں معاون ہوتے ہیں۔	"
ہندہ کو بغیر نکاح تیس سال سے رکھے ہے کیا اس کے بچوں کی شادی میں مسلمان شریک ہو سکتے ہیں؟	۶۳۵
بعد طلاق دوسرے مرد کے پاس عدت گذاری تو نکاح کرنا کیسا؟	۶۳۶

فہرست مضامین	صفحہ
بغیر نکاح دوسرے کو لڑکی سپرد کرنے والے کا حکم؟	۶۳۷
زید ہندہ کو بمبئی سے لایا اور اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو؟	"
شادی شدہ لڑکی کو بغیر نکاح دوسرے کے ساتھ کر دیا تو؟	۳۸
بیوہ نے دوسرا نکاح کیا پھر بغیر طلاق تیسرا نکاح کیا تو؟	"
ایسا نکاح پڑھانے والے کا کیا حکم ہے؟	"
بعد نکاح شوہر پاکستان چلا گیا تو عورت نکاح فسخ کر سکتی ہے؟	۶۳۹
شوہر نہ رکھنے پر راضی ہے اور نہ طلاق دیتا ہے تو؟	۶۴۰
منکوحہ کو دوسرے کے یہاں جو بچے پیدا ہوئے ان سے نکاح کرنا کیسا؟	۶۴۱
عورت بھاگ گئی تھی پھر شوہر اسے رکھنا چاہتا ہے تو؟	"
عورت بدیسی ہے کہتی ہے شوہر مر گیا اس سے نکاح کرنا کیسا؟	"
ہندہ دو شوہروں پر رہتی تھی اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۶۴۲
ہندہ نے قبل طلاق نکاح کیا تو ہوا کہ نہیں؟	"
بذریعہ خط طلاق معتبر ہوگا کہ نہیں؟	۶۴۳
ہندہ جس کے ساتھ رہی اس سے نکاح پڑھانے کی صورت؟	"
منکوحہ لڑکی کو دوسرے کے یہاں بھیج دیا تو؟	۶۴۴
دوسرے کی عورت کو بطور بیوی رکھ لیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟	"
منکوحہ کا طلاق حاصل کئے بغیر دوسرے سے نکاح کرنا کیسا؟	۶۴۵
ہندہ منکوحہ بغیر طلاق بکر کے گھر چلی گئی تو؟	"
بکر کے گھر کسی نے سنیت میں مدد ملنے کے لئے کھا لیا تو؟	۶۴۶
بائیکاٹ کرنے میں کیا مصلحت ہے؟	"
ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ پڑھنے والے کے لئے کیا حکم؟	"
بہشتی زیور کو معتبر ماننا کیسا ہے؟	"
زید ایک عورت کہیں سے لایا اس کا بیان ہے کہ میرا نکاح نہیں ہوا ہے تو؟	۶۴۷
طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کر دیا تو؟	۶۴۸
اگر شوہر طلاق نہ دے تو عورت کیا کرے؟	"
کیا کفر کر کے نکاح سے باہر ہو سکتی ہے؟	"
کفر کرنے کا مشورہ دینا کفر ہے۔	"
الرضا بالکفر کفر	"
ہندہ غیر مطلقہ کو بکر جو رکھے ہے تو کیا حکم ہے؟	۶۴۹

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
شوہر طلاق نہ دے تو عورت کیا کرے؟	۶۴۹
شوہر نے ہمبستری سے پہلے متفرق الفاظ میں تین طلاق دی پھر دوسرے سے نکاح کیا اس نے بھی قبل ہمبستری طلاق دی۔ پھر تیسرے سے نکاح کیا اس نے ایک رات بعد طلاق دی۔ اب پہلے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟	۶۴۹
عورت رخصتی سے پہلے فرار ہوگئی۔ اب شوہر نہ لے جاتا ہے نہ طلاق دیتا ہے تو؟	۶۵۰
شوہر نہ طلاق دیتا ہے نہ لے جاتا ہے۔ عورت خودکشی پر آمادہ ہے تو کیا حکم ہے؟	"
مطلقہ ہندہ کا نکاح عدت گذرنے سے پہلے ہوا تو؟	۶۵۱
عورتوں کی عدت۔	"
عدت تین مہینہ تیرہ دن غلط ہے۔	"
تین بار طلاق دے کر ہر بار بغیر حلالہ نکاح کیا تو؟	۶۵۲
دوسرے کی بیوی بھگا لایا اس نے طلاق دی۔ ۱۲/۱۳ دن بعد نکاح کر لیا تو کیا حکم ہے؟	"
نکاح پڑھانے والے کے لئے کیا حکم ہے؟	۶۵۳
دوبارہ نکاح کرے تو کتنی عدت ہے؟	"
نکاح عدت کے اندر ہوا تو نکاح خواں، گواہ اور وکیل کے لئے کیا حکم ہے؟ نکاح خواں مسجد کا امام ہے۔	"
نسبندی کرائے ہوئے امام کے پیچھے نماز اور اس کا پڑھایا نکاح کیسا؟	۶۵۴
شوہر طلاق نہیں دیتا کیا والدین کی اجازت سے وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟	"
ہندہ منکوحہ نے فرار ہو کر دوسرا نکاح کر لیا۔ شوہر کا زیور دینے کو تیار نہیں۔ اس کا بھائی وہابی ہونے کا الزام لگا کر کہتا ہے نکاح صحیح ہو گیا تو کیا حکم ہے؟	۶۵۵
منکوحہ ہندہ سے قبل طلاق جو نکاح کیا تھا اس پر اعتماد کرنا کیسا؟	"
نکاح پڑھانے والے پر کیا لازم ہے؟	۶۵۶
دوسرا نکاح کب کر سکتا ہے؟ عدت کی تفصیل۔	"
مطلقہ عورت کی عدت تین مہینہ تیرہ دن غلط ہے۔	۶۵۷، "

فہرست مضامین	صفحہ
ہندہ منکوحہ کا نکاح اس کے والد نے دوسرا کر دیا تو نکاح خواں وغیرہ کے لئے کیا حکم ہے؟	۶۵۷
لاوارث عورت سے نکاح کرنا کیسا؟	۶۵۸
نکاح کے جواز کی ایک صورت۔	۶۵۹
ہندہ کے بیان پر کہ میرا شوہر مر گیا ہے نکاح کر دیا تو؟	"
جس نے ولی بن کر شوہر کے مرنے کی جھوٹی گواہی دی تھی اس کا حکم؟	"
شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسرا نکاح کر لیا تو؟	۶۶۰
منکوحہ کا بغیر طلاق دوسرا نکاح کرنا کیسا؟ اور ایسا نکاح پڑھانے والے کی امامت کیسی؟	۶۶۱
بیوہ عورت کا جس سے تعلق ہے اس سے نکاح کرنا کیسا؟	۶۶۲
ایک عورت نامعلوم مقام سے آئی ہے اور کہتی ہے میرا شوہر مر گیا تو؟	"
طلاق کے بعد لڑکا پیدا ہوا شوہر پھر اسی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو؟	۶۶۳
دوسرے کی منکوحہ کو رکھے ہوئے تھا پھر شوہر کو مرتد کہہ کر نکاح کر لیا تو؟	"
ایسا نکاح پڑھنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟	"
حالت حمل میں طلاق لے کر دوسرے سے نکاح کر لیا۔ بچہ پیدا ہونے پر دوسرے شوہر نے گھر سے نکال دیا تو اس سے طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں؟	۶۶۵
شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسرا نکاح کر دیا تو؟	"
ہندہ نے رخصتی سے پہلے دوسرا پھر تیسرا شوہر کر لیا۔ تو تیسرے شوہر کی طلاق کے بعد چوتھے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟	۶۶۶
طلاق کی عدت کے اکیسویں دن نکاح کر لیا تو؟	۶۶۷
بیوہ نے دوسرا نکاح کیا پھر طلاق کے بغیر تیسرا کر لیا تو؟	۶۶۸
کیا پاگل کی بیوی کا نکاح طلاق کے بغیر دوسرا ہو سکتا ہے؟	۶۶۹
دماغ کی درستگی کے بعد خسر لڑکی بھیجنے سے انکار کرے تو؟	"
منکوحہ نے دوسرا نکاح کر لیا۔ شوہر اپنی لڑکی پانے پر طلاق دینے کو کہتا ہے تو؟	۶۷۰

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
ماں مبتلائے فسق ہو تو لڑکی کی پرورش کا حق نانی کو ہے	۶۷۰
ناجائز حمل میں نکاح صحیح ہو گیا	۶۷۱
طلاق کے بغیر دوسرا نکاح ناجائز شوہر نہ طلاق دے اور نہ لے جائے تو؟	"
کیا فرنگی محل کا فتویٰ صحیح ہے کہ شوہر بمبئی ہے تو عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟	۶۷۲
بھائی کی موت کے بعد اس کی بیوی کو بغیر نکاح رکھ لیا تو؟	۶۷۳
بیوہ عورت کی عدت	"
باب الولی والکفوٗ	
ولی اور کفو کا بیان	
باپ دادا کا کیا ہوا نکاح کب لازم ہو جاتا ہے؟	۶۷۴
ولی نے بالغہ لڑکی کا نکاح بغیر اذن کیا۔ صبح شوہر کے مرض کی خبر پا کر لڑکی نے انکار کر دیا تو؟	۶۷۵
یتیمہ کا نکاح اس کے باپ نے بغیر اذن کیا۔ رخصت ہو کر گئی اور تیسرے دن طلاق لے لی پھر ایک ماہ بعد دوسرا نکاح کیا تو؟	"
عاقلہ بالغہ کا نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے۔	۶۷۶
باپ اور بھائی کی موجودگی میں ماموں نے نکاح کر دیا تو؟	۶۷۷
نام نہاد عدالت منصفی کا نکاح فسخ کرنا بیکار ہے۔	"
نابالغہ کا فضولی نکاح باپ نے جائز کر دیا تو نافذ ہو گیا۔	"
تحصیل سے طلاق حاصل کرنا فضول ہے۔	۶۷۸
نابالغہ کا نکاح نانا نے غیر کفو سے کر دیا تو؟	"
نابالغہ لڑکی مطلقہ ماں کے پاس ہے۔ کیا اس کے نکاح کے لئے باپ کی اجازت ضروری ہے؟	۶۷۹
ماں نے نابالغہ لڑکی کا نکاح کیا اور باپ نے خط کے ذریعہ انکار کر دیا تو؟	"
باپ طلاق لئے بغیر دوسری جگہ کر سکتا ہے یا نہیں؟	"
ہندہ کی شادی پانچ سال کی عمر میں ہوئی اب بالغ ہو کر جانے سے انکار کرتی ہے تو کیا حکم ہے؟	"
لڑکی کب نکاح فسخ کر سکتی ہے؟	۶۸۰
کیا باپ کے مرنے پر نابالغہ لڑکیوں کی ولیہ ماں ہے؟	"
اولیاء کی ترتیب۔	۶۸۱

فہرست مضامین	صفحہ
لڑکی نے مہر ۱۲۵ بتایا باپ نے ۲۵ پر نکاح کر دیا تو؟	۶۸۲
کیا نابالغہ بالغ ہونے کے بعد باپ کا کیا ہوا نکاح فسخ کر سکتی ہے؟	"
نابالغہ کا نکاح اس کی ماں نے وہابی سے کر دیا تو؟	۶۸۳
حالت نابالغی میں باپ کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جاتا ہے۔	۶۸۴
وطی اور خلوت سے پہلے طلاق دی تو عدت نہیں۔	"
کیا چچا کے ہوتے ہوئے ماں اپنی ولایت سے نکاح کر سکتی ہے؟	۶۸۵
بیوہ عورت غیر مسلم سے ناجائز تعلق رکھے تو؟	"
نابالغہ کے شوہر نے اپنے ختنہ پر باندھا اس لئے وہ شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرے تو؟	"
والدین نے کم سنی میں نکاح کر دیا اب لڑکی انکار کرے تو؟	۶۸۶
کیا ۱۱ سال کی لڑکی اور چار ۴ سال کے لڑکا کی شادی جائز ہے؟	"
کیا ایسا نکاح بالغ ہونے کے بعد لڑکی فسخ کر سکتی ہے؟	۶۸۷
کیا والدین بلا طلاق دوسری جگہ اس کا عقد کر سکتے ہیں؟	"
کب سید اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح پٹھان سے کر سکتا ہے؟	۶۸۸
نانا نے نکاح کیا باپ نے بمبئی سے اس کو رد کر دیا تو؟	"
ڈاکو قتل کرنے کی دھمکی دے کر اپنے ساتھ نکاح کر لیا تو؟	۶۸۹
چور، بدمعاش اور ڈاکو شریف لڑکی کا کفو نہیں۔	۶۹۰
زید ہندہ کو لے کر فرار ہو گیا اور پھر نکاح کر لیا تو؟	"
نابالغہ لڑکی کا نکاح وہابی نے پڑھ دیا تو؟	۶۹۱
یتیم لڑکی کا نکاح چچا نے کر دیا ماں دوسرا کرنا چاہتی ہے تو؟	۶۹۲
نابالغہ کا نکاح باپ کی اجازت سے دوسرے نے کیا تو؟	۶۹۳
باپ نے نابالغہ کے نکاح کا دوسرے کو مالک بنا دیا تھا مگر اب انکار کرتا ہے تو؟	"
بہنوئی نے بالغہ سالی کا نکاح زبردستی کر دیا تو؟	۶۹۴
باپ کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح بھائی نے کر دیا تو؟	۶۹۵
کیا بالغ ہونے کے بعد باپ کا کیا نکاح لڑکی فسخ کر سکتی ہے؟	۶۹۶
نابالغہ لڑکی کا نکاح سوتیلے باپ نے کر دیا تو؟	"
کب نابالغہ بالغ ہونے پر نکاح فسخ کر سکتی ہے؟	۶۹۷
والد اور بھائی نہ ہوں تو نابالغہ کا ولی کون ہوگا؟	"
کب نابالغہ کے باپ کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جاتا ہے؟	۶۹۸
نابالغہ کا نکاح باپ کی موجودگی میں چچا نے کر دیا تو؟	"

Marfat.com

فہرست مضامین	صفحہ
باپ نے نکاح کیا لڑکی بالغ ہوکر انکار کرے تو؟	۶۹۹
بالغہ لڑکی کا نکاح باپ نے بلا اجازت بوڑھے سے کردیا تو؟	"
چچازاد بھائی کی موجودگی میں ماں نے نکاح کردیا تو؟	۷۰۰
جو عورت کو ناجائز طور پر رکھے اس کا حکم؟	۷۰۱
نانا اور نانی کے کئے ہوئے نکاح کو باپ نے آکر رد کردیا تو؟	"
نابالغہ لڑکی کا نکاح خالو نے زبردستی کردیا تو؟	"
ماں اور بھائی نے نکاح کردیا جبکہ باپ راضی نہیں تو؟	۷۰۲
چودہ سال کی لڑکی کا نکاح باپ نے کردیا اور وہ راضی نہیں تو؟	۷۰۳
باپ نے بمبئی سے آکر نانا کے کئے ہوئے نکاح کو رد کردیا تو؟	"
والدہ اور ماموں نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کردیا تو؟	۷۰۴
بیوہ کی لڑکی کا نکاح اس کے چچا کی اجازت کے بغیر کردیا تو؟	"
کنجڑا (مسلم نسل) پٹھان کا کفو ہے یا نہیں؟	۷۰۵
نابالغہ لڑکی کا نکاح نانا نے کردیا تو لازم ہوا یا نہیں؟	۷۰۶
دادا کے بھائیوں کی موجودگی میں والدہ نے نکاح کردیا تو؟	۷۰۷
نابالغہ کا نکاح سوتیلے باپ نے کردیا تھا پھر بالغ ہونے کے بعد	
ایک صاحب نے دوسرا نکاح پڑھ دیا تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟	۷۰۰
سیدہ بالغہ ولی کی رضا کے بغیر اپنا نکاح پٹھان سے کرے تو؟	۷۰۹
نابالغہ سیدانی کا نکاح اس کا ولی پٹھان سے کرے تو؟	"
باب المہر	۷۱۲
مہر کا بیان	"
مہر کم سے کم کتنے کا ہو سکتا ہے؟	"
بالغ نے نابالغہ کو طلاق دی تو مہر کا کیا حکم ہے؟	"
تنہائی سے پہلے بالغ نے بالغہ کو طلاق دی تو مہر کتنا؟	"
اگر عورت نافرمان ہو تو مہر پائے گی یا نہیں؟	۷۱۳
شوہر نے طلاق دی مگر عدت کا خرچ اور مہر نہیں دیا کہتا ہے کہ جب سب دیں گے تو ہم بھی دیں گے۔ ایسے شخص کا حکم؟	"
والدین لڑکی کا طلاق لینے پر بضد ہیں۔ اس صورت میں اگر شوہر طلاق دے تو مہر دینا واجب ہوگا یا نہیں؟ اور جہیز کی واپسی لازم ہوگی یا نہیں؟ گود کے بچہ کی پرورش و اخراجات کا حق کس پر ہے؟	۷۱۴
طلاق ابغض مباحات میں سے ہے۔	"

فہرست مضامین	صفحہ
رخصتی سے پہلے طلاق دیدی تو کتنا مہر دینا واجب ہے؟	۷۱۵
مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟	"
عورت سے اگر مہر معاف کرائے اور وہ معاف کردے تو؟	۷۱۶
کتاب الرضاع	۷۱۷
دودھ کے رشتہ کا بیان	"
رضاعی ماموں بھانجی کا نکاح حرام	"
رضاعی دادی کی پوتی سے نکاح جائز نہیں۔	"
نسبی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح حلال ہے۔	۷۱۸
پستان سے دودھ نکال کر پلایا تب بھی رضاعت ثابت۔	"
رضاعی ماں کی کسی لڑکی سے نکاح جائز نہیں۔	۷۱۹
رضاعی باپ کی نواسی سے نکاح حرام ہے۔	۷۲۰
رضاعی ماں کی پوتیوں سے نکاح جائز نہیں۔	"
مدت رضاع کتنی ہے؟	۷۲۱
رضاعی پھوپھی سے نکاح حرام۔	"
شک کی صورت میں قضاءً رضاعت ثابت نہیں ہوتی احتیاطاً ثابت ہوتی ہے۔	۷۲۲
رضاعی ماں کی کسی لڑکی سے نکاح جائز نہیں۔	۷۲۳
رضاعی ماں کی نواسی سے نکاح حرام ہے۔	"
ماں کی رضاعی بیٹی سے نکاح جائز نہیں۔	۷۲۴
رضاعی ماں کی نواسی سے نکاح حرام ہے۔	"
لڑکی پر رضاعی ماں کے سب لڑکے حرام ہیں۔	۷۲۵
ماں کی رضاعی لڑکی سے نکاح حرام لیکن اگر لوگوں نے کردیا تو؟	۷۲۶
رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح جائز۔	"
رضاعی بھانجی سے نکاح حرام ہے۔	"
رضاعی ماں کی کسی لڑکی سے نکاح جائز نہیں۔	۷۲۸
عورت اپنے بھائی کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟	"
ایک جسکی پینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے کہ نہیں؟	"
رضاعی بہن کی نسبی بہن سے نکاح جائز۔	۷۳۰
پستان منہ میں ڈال دیا تو رضاعت ثابت ہوئی کہ نہیں؟	"

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب العقائد

عقیدے کا بیان

مسئلہ: از جلال شکور کپا ونڈر برڈپور۔ ضلع بستی

قرآن پاک میں ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تو جھوٹ بولنا، زنا کرنا، چوری کرنا، شراب پینا اور شادی وغیرہ کرنا بھی ایک شی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ ان چیزوں پر بھی قادر ہے؟

الجواب: جھوٹ بولنا، زنا کرنا، چوری کرنا اور شراب پینا عیب ہے اور ہر عیب خدائے تعالیٰ کے لئے محال ہے ممکن نہیں اور خدائے تعالیٰ کی قدرت صرف ممکنات کو شامل ہے نہ کہ محالات کو تفسیر جلالین میں ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَاءَہٗ قَدِیْرٌ یعنی اللہ تعالیٰ ہر اس شی پر قادر ہے جس کو وہ چاہتا ہے۔ صاوی میں ہے کہ شاءہ سے مراد ارادہ ہے اور ذات باری تعالیٰ کے ارادہ اور قدرت صرف ممکنات سے متعلق ہوتے ہیں نہ کہ محالات سے اور قدیر قدرت سے مشتق ہے جو خدائے تعالیٰ کی صفت ازلیہ قائم بذاتہ ہے اور ایجاداً و اعداماً ممکنات سے متعلق ہوتی ہے۔ صاوی کی عبارت یہ ہے شاءہ ای ارادہ والارادۃ لاتتعلق الا بالممکن فکذا القدرۃ قولہ قدیر من القدرۃ وھی صفۃ ازلیۃ قائمۃ بذاتہ تعالیٰ تتعلق بالممکنات ایجاداً و اعداماً اھ ملخصاً اور تفسیر جمل میں ہے ای من شانہ ان یشاءہ وذٰلک ھو الممکن اھ یعنی شاءہ سے مراد یہ ہے کہ جس کا چاہنا اس کی شان کو زیبا ہو اور وہ صرف ممکن ہے اور شرح عقائد جلالی میں ہے الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ کسائر وجوہ النقص علیہ تعالیٰ کالجھل والعجز۔ یعنی جھوٹ بولنا عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے تو اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکنات سے نہیں نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل جیسے تمام اسباب عیب مثلاً جہل اور عجز سب خدائے تعالیٰ کے لئے محال ہیں اور صلاحیت قدرت سے خارج ہیں اور علامہ کمال الدین قدسی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں۔ لاخلاف بین الاشعریۃ وغیرھم فی ان کل ما کان وصف نقص

Marfat.com

فالباری تعالیٰ عنہ منزہ وھو محال علیہ تعالیٰ اھ یعنی اشاعرہ اور غیر اشاعرہ کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ ہر وہ چیز جو صفت عیب ہے۔ باری تعالیٰ اس سے پاک ہے اور وہ خدائے تعالیٰ پر محال ہے ممکن نہیں ۔ لہٰذا شادی کرنا تو یہ بھی محال ہے۔ خدائے تعالیٰ کو شادی پر قادر ماننے سے کئی خدا کا ممکن ہونا لازم آتا ہے اس لئے کہ جب شادی کرنے پر قادر ہوگا تو استقرار حمل و تولید ولد پر بھی قادر ہوگا اور خدا کا بچہ خدا ہی ہوگا۔ قرآن مجید پارہ ۲۵ رکوع ۱۳ میں ہے۔ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ (یعنی تم فرماؤ کہ اگر رحمٰن کے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے (اس کا) پوجنے والا ہوں تو قطعاً دو بلکہ کئی خدا کا ممکن ہونا لازم آیا کہ قدرت خدا کی انتہا نہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ و رسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: از محمد نعمان قادری دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ ضلع بستی

مشرکین کی بخشش تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یا نہیں؟

الجواب: بیشک مغفرت مشرکین تحت قدرت باری تعالیٰ ہے شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین میں ہے انفقت الامۃ ان اللہ تعالیٰ لا یغفر عن الکفر قطعاً وان جاز عقلا (بحوالہ سبحٰن السبوح ص۶۷) لیکن ان کی مغفرت کا وقوع محال ہے لقولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ حاصل یہ ہے کہ مغفرت مشرکین عقلاً ممکن بالذات اور شرعاً محال بالغیر ہے وھو تعالیٰ اعلم صلی المولیٰ جل وعلا علی حبیبہ وسلم۔

کتبہ
غلام جیلانی
مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف
۱۹ رجب المرجب ۱۳۹۳ھ

مسئلہ: از محمد حفیظ اللہ نعیمی دارالعلوم فاروقیہ مدھ نگر پوسٹ دھوائی ضلع گونڈہ

اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے اوپر والا بولنا کیسا ہے؟ اس جملہ سے جہت کا ثبوت ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی یہ جملہ بول کر بلند و بالا اور برتری کے معنی میں استعمال کرے تو اس کی تاویل مسموع ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: خدائے تعالیٰ کی ذات کے لئے اوپر والا بولنا کفر ہے کہ اس لفظ سے اس کے لئے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور اس کی ذات جہت سے پاک ہے جیسا کہ حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں اذا لم یکن فی مکان لم یکن فی جھۃ لا علو ولا سفل ولا غیرھما (شرح عقائد نسفی ص۳۳) اور حضرت علامہ ابن نجیم

Marfat.com

مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں یکفر بوصفہ تعالیٰ بالفوق او بالتحت اھ تلخیصاً بحر الرائق جلد پنجم ص۱۲۰ لیکن اگر کوئی شخص یہ جملہ بلندی برتری کے معنی میں استعمال کرے تو قائل پر حکم کفر نہ کریں گے مگر اس قول کو برا ہی کہیں گے اور قائل کو اس سے روکیں گے۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: از عبد الحفیظ کانپور

۱۔ ہم لوگوں کا عقیدہ ہے کہ خدا حاضر وناظر ہے۔ تو یہ درست ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ عقیدہ رکھنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؟

۲۔ جب لوگ ایک جگہ بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں تو ان کے درمیان خدا موجود ہوتا ہے یہ کہنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــ (۱) اگر حاضر وناظر بمعنی شہید وبصیر اعتقاد رکھتے ہیں۔ یعنی ہر موجود اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے اور وہ ہر موجود کو دیکھتا ہے تو یہ عقیدہ حق ہے مگر اس عقیدہ کی تعبیر لفظ حاضر وناظر سے کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں حاضر وناظر کا لفظ استعمال کرنا نہیں چاہئے لیکن اگر پھر بھی کوئی شخص اس لفظ کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بولے تو وہ کفر نہ ہوگا جیسا کہ درمختار مع شامی جلد سوم ص۳۰۰ میں ہے یا حاضر یا ناظر لیس بکفر وھو اعلم۔

(۲) جب لوگ ایک جگہ بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں تو ان کے درمیان خدا موجود ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہنا چاہئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ عقائد نسفی میں ہے۔ لا یتمکن فی مکان اس کے تحت شرح عقائد نسفی میں ص۳۳ پر ہے اذا لم یکن فی مکان لم یکن فی جھۃ لا علو ولا سفل ولا غیرھما اور وہ جو پارہ ۲۸، رکوع ۲ میں ہے مایکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم تو اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مشاہدہ فرماتا ہے اور ان کے راز ول کو جانتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے درمیان خدائے تعالیٰ موجود ہوتا ہے تفسیر جلالین میں ہے ھو رابعھم بعلمہ اور علامہ صاوی نے فرمایا قولہ بعلمہ ای وسمعہ وبصرہ ومتعلق بھم قدرتہ وارادتہ اھ۔ اور تفسیر مدارک میں اس آیت کریمہ کے تحت ہے یعلم مایتناجون بہ ولا یخفیٰ علیہ ماھم وقد تعالیٰ عن المکان علوا کبیرا اھ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ:۔ از محمد قدرت اللہ خاں معرفت مولانا محمد فاروق خاں چھوٹی مسجد مکان ۱۱۴ گلی ۱ جونا رسالہ اندور (ایم۔ پی)

اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: حاضر و ناظر خدائے تعالیٰ کے اسمائے توقیفیہ میں سے نہیں ہیں اور ان الفاظ کے بعض معانی شان الوہیت کے خلاف ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر نہیں کہنا چاہیے لیکن اگر کسی نے کہا تو کفر نہیں۔ درمختار مع شامی جلد سوم ص۳۹۲ میں ہے یا حاضر یا ناظر لیس بکفر اس عبارت کے تحت ردالمحتار میں ہے فان الحضور بمعنی العلم شائع (کما قال اللہ تعالیٰ) ما یکون من نجویٰ ثلاثۃ الا ھو رابعھم۔ والنظر بمعنی الرویۃ (کما قال تعالیٰ) الم یعلم بان اللہ یری۔ فالمعنی یا عالم یا من یری بزازیہ۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۲۱ رجب ۱۳۹۹ھ

مسئلہ:۔ از یاد علی وارثی ہندا ول ضلع بستی

زید نے دیوبندیوں کی ایک کتاب میں لکھا ہوا دیکھا کہ اللہ و رسول ایک نہیں۔ یہ دیکھ کر زید نے کہا میں یہ نہیں مان سکتا کیوں کہ میری سمجھ میں اللہ و رسول ایک ہیں چاہے میں اس کہنے سے کافر ہی کیوں نہ ہو جاؤں۔ لیکن میں تو یہی جانتا ہوں کہ اللہ و رسول ایک ہیں۔ یہ سنکر عمرو نے کہا زید تمہیں اس طرح نہیں کہنا چاہیے مجھے خوف ہے کہ کہیں تمہارا یہ کہنا واقعی کفر نہ ہو جائے اور تم کافر نہ ہو جاؤ۔ عمرو کی باتیں سنکر زید بہت نادم ہوا اور فوراً اپنے قول سے توبہ بھی کرلی لیکن پھر بھی بہت پشیمان و خوفزدہ ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کا یہ کہنا کیسا ہے؟ زید اس کہنے سے گنہگار ہوا۔ یا واقعی زید کا یہ کہنا کفر ہے۔ بصورت دیگر زید کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا پڑے گا یا صرف توبہ کرلینا ہی کافی ہوگا۔

الجواب: اگر زید نے یہ کہا کہ اللہ و رسول ایک ہیں اور مراد یہ تھی کہ باعتبار ذات ایک ہیں تو یہ کفر ہے اور اگر مراد یہ تھی کہ باعتبار اطاعت ایک ہیں کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور اللہ کی اطاعت رسول کی اطاعت ہے تو کفر نہیں مگر ایسے کلمات سے جو موہم شرک یا کفر ہوں احتراز واجب ہے اور یہ کہنا کہ چاہے میں اس کہنے سے کافر ہی کیوں نہ ہو جاؤں چونکہ اس میں کفر کے ساتھ اپنی رضا ظاہر کر رہا ہے۔ لہٰذا یہ بھی کفر ہے فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ مصر جلد ثانی ص۲۳۵ میں ہے من یرضی بکفر نفسہ فقد کفر یعنی جو شخص اپنے کفر پر راضی ہو تو وہ کافر ہوگیا۔ لہٰذا زید توبہ کے ساتھ تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی کرے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ: از مولوی خلیل احمد۔ بیرگی۔ گریڈیہہ (بہار)

میں بموضع بیرگی امامت اور بچوں کی دینی تعلیم کا کام انجام دیتا ہوں ایک روز رمضان شریف کے ماہ میں جمعہ کے دن نماز سے قبل ان اللہ مع الصابرین کی روشنی میں تقریر کرتے ہوئے آگے بڑھا یہاں تک کہ جمعہ کا خطبہ اور جمعہ کی فرض نماز جماعت کے ساتھ میں نے پڑھایا۔ اسی روز عصر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد میرے ہی موضع کے تین طالب علم نوجوان شخصوں نے مجھ پر اعتراض کیا کہ آیت مذکورہ کا ترجمہ کرتے ہوئے تقریر کے درمیان آپ نے یہ کہا ہے کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور صبر کرنے والے گنہگار انسان جب جہنم میں جائیں گے تو خدا بھی اس انسان کے ساتھ جہنم میں جائے گا جبکہ میں نے اپنی تقریر کے درمیان کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا ہے جس میں خدا کو جہنمی قرار دیا ہو اور میرے اس قول پر میرے مقتدی میں سے صرف ایک شخص میری بات کی تصدیق کرتا ہے باقی عوام کو کچھ یاد نہیں کہ میں نے کیا کہا ہے۔ لہٰذا آپ حضور والا سے گذارش ہے کہ تین شخصوں کے کہنے کے مطابق اور میں ایک مقتدی کے کہنے کے مطابق از روئے شرع کس حکم کے سزاوار ہیں۔ بینوا توجروا۔

نوٹ۔ خدا کو جہنمی قرار دینے والے کا عقد باقی رہا یا نہیں؟

الجواب: اگر آپ نے یہ جملہ نہیں کہا ہے کہ "صبر کرنے والے گنہگار انسان جب جہنم میں جائیں گے تو خدا بھی اس انسان کے ساتھ جہنم میں جائے گا" مگر طلبہ اس جملہ کو آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں تو وہ سخت گنہگار ہیں توبہ کریں۔ اور اگر طلبہ نے اس جملہ کو بطور معارضہ پیش کیا کہ جب اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے تو کیا صبر کرنے والے گنہگار انسان جب جہنم میں جائیں گے تو خدا بھی اس انسان کے ساتھ جہنم میں جائے گا تو انھوں نے اپنی جہالت سے معیت مکانی سمجھ کر معارضہ پیش کیا حالانکہ معیت سے مراد معیت بالعون والنصر ہے جو متقین، محسنین اور صابرین کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ تفسیروں میں مذکور ہے المعیۃ بالعون والنصر وھذہ خاصۃ بالمتقین والمحسنین والصابرین۔ اور یا تو ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ نے معیت کے معنی کی تشریح نہیں کی جو عوام کے لئے ضروری تھی بہرحال اس انداز کی گفتگو سے احتراز لازم ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

جواب نوٹ: استفتاء کی عبارت سے ظاہر یہ ہے کہ کسی نے خدائے تعالیٰ کو جہنمی نہیں قرار دیا ہے لیکن اگر کوئی خدائے تعالیٰ کو جہنمی قرار دے نعوذ باللہ من ذلک تو اس کا نکاح ضرور ٹوٹ جائے گا کہ یہ صریح کفر ہے۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۱۵ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

Marfat.com

مسئلہ ۔ از محمد اختر حسین نوری نیپالی متعلم جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔ اعظم گڑھ

زید مدرسہ کا مدرس اور مسجد کا امام ہے میلاد پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنے کے لئے مدعو کئے گئے دوران تقریر میں انھوں نے جملہ (اگر آپ لوگ اپنی عبادت سے اللہ تعالیٰ کا پیٹ بھرتے گا تو اللہ تعالیٰ آپ کا پیٹ بھی بھرے گا) استعمال کیا بکر اس میلاد پاک میں موجود تھا انھوں نے اس جملہ پر متنبہ کیا اور کہا کہ آپ نے بہت گندہ جملہ کو استعمال کیا ہے جس سے توبہ لازم ہوتا ہے لہٰذا آپ توبہ کریں۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ آپے سے باہر ہوگیا اور تاویل کرنی شروع کر دی کہ ہم پیٹ سے مراد عبادت لیتے ہیں۔ بکر نے کہا صریح کے اندر تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ آپ توبہ کریں مگر وہ توبہ کرنے سے انکار کرتے رہے اور اکڑ رہے کہ میرا یہ جملہ صریح صحیح ہے اور درست ہے۔ بکر نے کہا آپ کے اس جملہ سے پروردگار عالم کا حدوث ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ پروردگار عالم کی ذات ازلی اور ابدی ہے اور جمیع عوارض جو انسان کے لئے ہوتے ہیں ان سبھوں سے وہ پاک ومنزہ ہے۔ لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ فریقین میں سے کون حق پر ہے۔ اور جو باطل پہ ہے منجانب شریعت ان پہ کیا حکم وارد ہوتا ہے۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

زید کا جملۂ مذکورہ کفر ہے اور اس کی یہ تاویل کہ ہم پیٹ بول کر عبادت مراد لیتے ہیں شرعاً مطرود ومردود ہے۔ لہٰذا زید پر توبہ وتجدید ایمان لازم وضروری ہے۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

مسئلہ ۔ از شاکر علی مدرس مدرسہ غوثیہ سکھوئیا پوسٹ مڑلا ضلع بستی

(۱) تقدیر کیا ہے؟ (۲) تقدیر کو اللہ تعالیٰ نے جو بری یا بھلی پیدا فرمائی تو اس میں کیا کیا لکھا رہتا ہے؟ (۳) کیا چوری کرنا، زنا کرنا، قتل کرنا، کسی کا گھر جلانا، کسی سے محبت کرنا وغیرہم یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے؟ (۴) کیا تقدیر بدل سکتی ہے؟ یعنی جو چیز قسمت میں نہیں لکھی ہے وہ کوشش کرنے پر مل سکتی ہے؟ (۵) جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے پیدا ہوتے ہی کیوں اللہ اچھی اور بری تقدیر بنا دیتا ہے جبکہ وہ اچھی اور بری باتیں پہچانتے کی عقل نہیں رکھتا ہے۔

الجواب ۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے موافق ہر بھلائی برائی کو مقدر فرمادیا ہے اسے تقدیر کہتے ہیں وھو تعالیٰ اعلم (۲) انسان کو جو کچھ نفع نقصان پہونچنے والا اور وہ جو کچھ اچھائی برائی کرنے والا تھا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے یہ نہیں کہ جیسا لکھ دیا گیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا

Marfat.com

معدا گیا د ہو تعالیٰ اعلم (۳) چوری وزنا وغیرہ انسان اپنے اختیار سے کرتا ہے اور اس فعل کے کرنے کی قدرت منجانب اللہ ہوتی ہے اسی لئے اس فعل پر انسان سے مواخذہ ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ انسان نہ تو مجبور محض ہے اور نہ مختار کل (۴) تقدیر کی تین قسمیں ہیں۔ مبرم حقیقی۔ معلق محض اور معلق شبیہ بہ مبرم۔ ان میں مبرم حقیقی کا بدلنا ناممکن ہے اور معلق محض اکثر اولیاء کرام کی دعاؤں سے ٹل جاتی ہے اور معلق شبیہ بہ مبرم تک صرف خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ ایک چیز کا کسی انسان کے لئے نہ ملنا اگر مبرم حقیقی میں سے ہے تو کوشش کرنے پر نہیں مل سکتی ہے اور اگر قضائے مبرم حقیقی نہ ہو تو ذکر واذکار یا بزرگوں کی دعاؤں سے مل سکتی ہے اور آنے والی بلا ٹل سکتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ان الدعاء یرد القضاء یعنی بیشک دعا قضاء (تقدیر) کو ٹال دیتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۵) انسان پیدا ہونے کے بعد جو کچھ نیکی و بدی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پیدا ہونے سے بہت پہلے ازل ہی میں اپنے علم سے وہ سب کچھ لکھ چکا ہے تقدیر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سبب ہلاکت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے تو اوروں کی کیا حقیقت ہے؟ تقدیر حق ہے اس کے انکار کرنے والے کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس امت کا مجوس بتایا ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۳ شعبان ۱۳۸۲ھ

مسئلہ ۔ از محمد حنیف رضوی خطیب سنی کھاڑی مسجد کرلا ممبئی

تیسرے پارہ کی آیت کریمہ میثاق واذ اخذ اللہ میثاق النبیین میں ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم کا کیا مطلب ہے جبکہ ہمارے رسول سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب انبیائے کرام کے بعد تشریف لانے والے تھے؟ مفصل اطمینان بخش جواب سے نوازیں۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب آیت کریمہ کے معنی میں مفسرین کرام کا اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کے لئے سب انبیاء سے عہد لیا گیا کہ اگر تمہارے پاس محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائیں تو تم ان پر ضرور ایمان لانا یہی قول حضرت علی، ابن عباس، قتادہ اور سدی کا بھی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (تفسیر کبیر) اور یہ عہد حضور کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے علی سبیل الفرض ہے اگرچہ حضور سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے تھے اور علی سبیل الفرض کی مثالیں قرآن کریم میں بہت ہیں مثلاً پ ۲۴ رکوع ۵ میں ہے لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ یعنی اگر تو نے اللہ کا شریک ٹھہرایا

Marfat.com

تو ضرور تیرا سب عمل برباد ہو جائے گا۔ حالانکہ کوئی نبی خدائے تعالیٰ کا شریک کسی کو ہرگز نہیں ٹھہرا سکتا اور ملائکہ کے بارے میں فرمایا وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ (پ ۱۷ ع ۲) یعنی جو ان میں سے کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دیں گے۔ حالانکہ ان کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے خود فرمایا وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ (پ ۱۷ ع ۲) یعنی ملائکہ اس کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ پ ۲۵ ع ۲ میں فرمایا قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ۔ یعنی تم فرماؤ اگر رحمٰن کے لئے لڑکا ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ کی ذات باپ ہونے سے پاک ہے جیسا کہ سورۂ اخلاص میں فرمایا لَمْ يَلِدْ۔ لہذا جس طرح یہ سب علیٰ سبیل الفرض ہیں ایسے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سب انبیائے کرام کے ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد بھی علیٰ سبیل الفرض ہے (تفسیر کبیر) اور بعض کا قول یہ ہے کہ سب انبیائے کرام سے ایک دوسرے کے بارے میں عہد لیا گیا۔ اس صورت میں ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ الخ کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر نبی سے اس بات کا عہد لیا گیا کہ اگر تم کسی نبی کا زمانہ پاؤ تو ان کی تصدیق کرو اور ان کی مدد کرو۔ اور اگر کوئی نبی تمہارے زمانہ میں نہ ہو تو اپنی امت کو آنے والے نبی پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کی تاکید کرو۔ یہ قول حضرت سعید بن جبیر، حسن اور طاؤس کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تفسیر کبیر، تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر صاوی میں اسی قول کو مقدم کیا۔ اور تفسیر روح البیان میں صرف اسی قول کو بیان کیا۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ آیت میثاق میں نبی سے مراد امت ہے جیسا کہ آیت کریمہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ میں نبی سے مراد امت ہے تو اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ امتیوں سے عہد لیا گیا کہ آنے والے رسول پر تم ضرور ایمان لانا (تفسیر کبیر) اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ آیت کریمہ میں مضاف کا حذف ہے تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی اولاد بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ جب تمہارے پاس تمہاری کتاب کی تصدیق کرنے والا رسول آئے تم اس پر ضرور ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا (تفسیر کبیر، تفسیر مدارک) اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ انبیائے کرام اور ان کی امت سب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا گیا مگر ذکر صرف انبیائے کرام کا اس لئے ہوا کہ انبیاء کا عہد ان کی امت کا عہد ہے کہ متبوع کا عہد تابع کا عہد ہوتا ہے (تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل) اور بعض لوگوں کا قول یہ ہے کہ انبیائے کرام اپنی امتوں سے عہد لیتے تھے کہ جب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو ان کے اوپر ضرور ایمان لانا اور ان کی ضرور مدد کرنا۔ تفسیر کبیر اور تفسیر خازن میں ہے کہ یہ قول اکثر مفسرین کا ہے مگر قول اول قوی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں دنیا میں کوئی نبی و رسول نہیں آیا مگر خدائے تعالیٰ نے ان سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد لیا اور پیغمبر نے اپنی قوم سے عہد لیا کہ اگر تم ان کا زمانہ پاؤ تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا (تفسیر خازن) وھو تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۸ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

مسئلہ :۔ محمد یوسف بنارسی ۹۳/۱۴ بیچ باغ کانپور

(۱) زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا وجود عقلاً ممکن ہے لیکن چونکہ شریعت مطہرہ نے حضور کا خاتم النبیین ہونا بتا دیا لہذا اب حضور کے بعد کسی نبی کا ہونا شرعاً محال ہے برائے کرم شریعت کی روشنی میں بیان کیجئے کہ زید کا قول کہاں تک صحیح ہے اور اگر غلط ہے تو زید کا از روئے شرع کیا حکم ہے؟ جواب مدلل ومفصل مع حوالہ عبارات کتب معتبرہ عنایت فرمائیں۔

(۲) زید کہتا ہے کہ محال تحت قدرت باری تعالیٰ ہوتا ہے کیونکہ وہ ممکن بالذات اور محال بالغیر ہوتا ہے دلیل میں کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کو جن کا کفر قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور وہ قطعی کافر ہیں جنت میں داخل کرنے پر قادر ہے لیکن وہ ایسا کرے گا نہیں کیونکہ ایسا نہ کرنے کی قرآن نے خبر دی ہے لیکن تحت قدرت داخل ہے۔ اور بکر اس کے خلاف کا قائل ہے۔ از روئے شرع کس کا قول صحیح اور قابل عمل ہے اور کس کا قول غلط اور باطل ہے اور اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔ جواب مدلل ومفصل مع حوالہ عبارات کتب معتبرہ مرحمت فرمائیں۔

(۳) زید عالم دین ہے اور مفتی بھی از یں قبل ان علمائے دیوبند کو جن کو حسام الحرمین میں ان کی کفری عقائد کی بنا پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متحقق وثابت کرتے ہوئے ان پر فتویٰ کفر دیا ہے جس کے صحیح ہونے پر جمیع علمائے اہلسنت کا اتفاق ہے خود بھی کافر کہا کرتا تھا مگر اب یہ کہتا ہے کہ جب سے میں نے بسط البنان دیکھی ہے بر بنائے احتیاط کافر کہنے میں تامل کرتا ہوں دریں صورت زید کے لئے از روئے شرع کیا حکم ہے براہ کرم سوالات مذکورہ بالا کا جواب مدلل ومفصل عنایت فرما کر مشکور فرمائیں اور عند اللہ ماجور رہوں۔

الجواب :۔ (۱) بیشک سرکار اقدس آخر الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا شرعاً محال اور عقلاً ممکن بالذات ہے۔ اما الاول فلورود النص ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین واما الثانی فلان خلق نبی بعد نبینا علیہ التحیۃ والثناء من المقدورات الالہیۃ وکل مقدور الٰہی ممکن۔ لیکن سرکار اقدس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا خاتم الانبیاء پیدا ہونا محال بالذات ہے۔ لان ختم النبوۃ وصف لایقبل الاشتراک عقلا ولایکون موصوفہ الا واحد اوھو نبینا رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم اسی لئے وصف ختم نبوت میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ومثل محال بالذات ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علی نبینا وسلم۔ اس آیت کریمہ کے نزول سے قبل سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا دو طرح ممکن تھا ایک بطور امکان وقوعی۔ دوسرے بطور امکان ذاتی۔ ورود آیت کریمہ نے صرف امکان وقوعی ختم کیا امکان ذاتی ختم نہیں کیا۔ صورت مسئولہ میں چونکہ زید نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے وجود کو محال شرعی مانتے ہوئے اس کے وجود کو ممکن کہا ہے اس لئے اس کا قول صحیح ہے کیونکہ وہ صرف امکان ذاتی کا قائل ہے امکان وقوعی کا قائل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جمہور اہل سنت کے نزدیک جنت میں کفار کا داخلہ شرعاً محال اور عقلاً ممکن بالذات ہے۔ اور صاحب عمدہ امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی علیہ الرحمہ وغیرہ بعض علماء کے نزدیک عقلاً بھی محال ہے شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین میں ہے انفقت الائمۃ ان اللہ تعالیٰ لایعفوعن الکفر قطعا وان جاز عقلا ومنع بعضھم الجواز العقلی ایضا لامخالف لحکمۃ التفرقۃ بین من احسن غایۃ الاحسان واساء غایۃ الاساءۃ وضعفہ ظاہر (سبحن السبوح مطبوعہ لاہور ص۸۲) امام ابن الہمام علیہ الرحمہ مسایرہ میں فرماتے ہیں صاحب العمدۃ اختار ان العفوعن الکفر لایجوز عقلا (سبحن السبوح ص۹۷) مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ جمیع اہل سنت اس امر پر متفق ہیں کہ جنت میں کفار کا داخلہ ممتنع شرعی ہے۔ ہاں اختلاف جواز عقلی اور عدم جواز عقلی میں ہے جمہور اہل سنت جواز عقلی کے قائل ہیں اور امام ابوالبرکات نسفی وغیرہ بعض علماء امتناع عقلی کے قائل ہیں۔ صورت مسئولہ میں زید کا قول قوی مطابق جمہور ہے اور بکر کا قول ضعیف موافق مسلک صاحب عمدہ وغیرہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرفعلی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کی عبارات کفریہ التزامیہ متعینہ کی صفائی میں بسط البنان لکھی جس نے تھانوی صاحب کے کفر پر رجسٹری کر دی معلوم ہوتا ہے کہ زید جو عالم اور مفتی بھی ہے اس نے بسط البنان کے مغالطہ وفریب کا پردہ چاک کرنے والے رسالہ وقعات السنان مصنفہ حضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا شاہزادہ سرکار اعلیٰ حضرت نہیں دیکھا۔ اس مبارک رسالہ میں شاہزادۂ اعلیٰحضرت نے بسط البنان کا ایسا علمی رد تحریر فرمایا جس کا جواب نہ تو خود تھانوی صاحب دے سکے نہ آج تک ان کا کوئی حامی مولوی دے سکا۔ تعجب ہے کہ زید خود عالم دین اور مفتی بھی ہے اور اس کے سامنے حفظ الایمان ص کہ وہ عبارت ہے جو اپنے کفری معنی میں متعین ہے اور جس میں تھانوی صاحب نے صاحب وعلمک مالم تکن تعلم سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صریح گالی دی ہے اور سرکار کی شان میں کھلی توہین کی ہے

Marfat.com

تو پھر بسط البنان دیکھنے کے بعد زید کے نزدیک حفظ الایمان کی گالی اور توہین کیونکر مدح وتعظیم بن گئی الحاصل چونکہ تھانوی کی حفظ الایمان والی کفری عبارت معنی میں متعین ہے اور صریح متعین کفری قول کے قائل کے بارے میں ائمہ فتوی کا ارشاد ہے کہ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اس لئے زید تکفیر تھانوی سے امتناع کے باعث بحکم شریعت اسلامیہ خود کافر ہوگیا اس پر توبہ تجدید ایمان فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۹ر شعبان ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: از سید محمد اختر چشتی آستانہ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف۔ ضلع اٹاوہ (یوپی)

کیا یہ عقیدہ حق ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے زمین کا جو حصہ لگا ہوا ہے وہ کعبہ شریف سے افضل ہے۔

الجواب: سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم انور سے زمین کا جو حصہ لگا ہوا ہے وہ کعبہ شریف سے بلکہ عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔ بیشک یہ عقیدہ حق ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ تربت اطہر یعنی وہ زمین کہ جسم انور سے متصل ہے کعبہ شریف بلکہ عرش سے بھی افضل ہے (فتاوی رضویہ جلد چہارم ص۶۸۷) اور درمختار مع شامی جلد دوم ص۲۵۷ میں ہے۔

ماضم اعضاءہ علیہ الصلاۃ والسلام فانہ افضل مطلقا حتی من الکعبۃ والعرش والکرسی اھ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: از قطب الدین قادری زیتون پورہ مومن پورہ بھیونڈی ضلع تھانہ (مہاراشٹر)

(۱) زید خود کو عالم دین کہتا ہے اور ایک مسجد کا خطیب وامام بھی ہے۔ اس نے کہا کہ انبیائے کرام سے گناہ کبیرہ کا صدور ہوا ہے اور یہ بات اسلامی معتقدات کے عین مطابق ہے۔

(۲) تاریخ اسلام کی روایات میں ایک بات یہ ملتی ہے کہ کفار مکہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو اذیتیں دیں ان میں آپ پر کوڑا کرکٹ ڈالنا حالت نماز میں اوجھڑی ڈالنا بھی ثابت ہے مگر زید کہتا ہے کہ یہ سلوک عام مومنین کے ساتھ ہوا ہے۔

(۳) زید کہتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں منصب نبوت پر سرفراز ہوئے۔

Marfat.com

دریافت یہ ہے کہ ماقبل نبوت زندگی کیا نبوی زندگی نہ تھی جبکہ اس سلسلے میں ایک حدیث بھی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اس وقت نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام آب وگل کی منزلیں طے کر رہے تھے ـــــ براہ کرم ان سوالوں کے جواب قرآن وحدیث وسلف صالحین کے معتقدات کی روشنی میں دیں اور زید کی حیثیت وحکم شرعیہ سے آگاہ فرمائیں۔ اور بیشک اللہ ہی بہترین اجر دینے والا ہے حق واضح کرنے والوں کو۔

الجواب ۱۔ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے گناہ کبیرہ کا صدور ہرگز نہیں ہوا کہ وہ سب معصوم ہیں ان سے گناہ کبیرہ کے صدور کو اسلامی معتقدات کے عین مطابق بتانا شریعت مطہرہ پر افترا اور جھوٹ ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت ملا علی قاری علیہما الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں الانبیاء علیہم السلام کلھم منزھون ای معصومون عن الصغائر والکبائر یعنی جملہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام صغیرہ اور کبیرہ سب گناہوں سے منزہ اور معصوم ہیں۔ (شرح فقہ اکبر ص۷۶) اور حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ الانبیاء معصومون یعنی انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام معصوم ہیں (شرح عقائد نسفی) اور علامہ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لئے حفظ الٰہی کا وعدہ ہولیا جس کے سبب ان سے صدور گناہ محال ہے۔ انبیاء علیہم السلام شرک وکفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعث نفرت ہو جیسے کذب وخیانت اور جہل وغیرہ صفات ذمیمہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمداً صغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔ انتہی ملخصاً بہار شریعت حصہ اول ص۱۴ اور اسی حصہ کے ص۲۲، ۲۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوت قرآن اور روایت حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے۔ انتہی بحروفہ۔ لہٰذا زید پر علانیہ توبہ واستغفار کرنا لازم ہے اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کو امامت سے معزول کر دیں اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۲) کفار مکہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو اذیتیں پہونچائیں ہیں ان میں بحالت نماز جسم اقدس پر اوجھڑی ڈالنا حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری شریف جلد اول ص۴۵۲ میں ہے۔ عن عبد اللہ قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساجد وحولہ ناس من قریش من المشرکین اذ جاءہ عقبۃ بن ابی معیط بسلا جزور فقذفہ علی ظہر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یرفع راسہ حتی

Marfat.com

جاءت فاطمة فاخذت من ظهره ودعت على من صنع ذلك یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت سجدہ میں تھے اور مشرکین قریش ان کے قریب میں تھے کہ عقبہ بن ابو معیط نے اوجھڑی لاکر حضور کی پیٹھ پر ڈالدی۔ تو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں انہوں نے اوجھڑی کو آپ کی پشت مبارک سے ہٹا دیا اور اس کو برا بھلا کہا۔ اور عام مومنین پر کوڑا کرکٹ ڈالنے کا واقعہ کسی کتاب میں میری نگاہ سے نہیں گذرا۔ وھو اعلم و علمہ اتم۔

(۳) چالیس سال کی عمر میں منصب نبوت پر سرفراز ہوئے اگر اس کا مطلب یہ ہے تو صحیح ہے کہ چالیس سال کی عمر میں تبلیغ کا حکم ہوا تو حضور نے اعلان نبوت فرمایا۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ چالیس سال کی عمر سے پہلے وہ نبی نہیں تھے اور اس سے پہلے کی زندگی نبوی زندگی نہ تھی تو غلط ہے۔ حدیث شریف میں ہے عن العرباض بن ساریۃ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال انی عبد اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ (مشکوۃ شریف ص۵۱۳) حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ "حاصل ایں معنی آنچہ مشہور ست بر زبانہا بلفظ کنت نبیا وادم بین الماء والطین ودر روایتے کتبت نبیا از کتابت یعنی نوشتہ شدم من پیغمبر و حال آں کہ آدم میان آب و گل بود یعنی مخلوق نہ شدہ بود۔ ایں جای گویند کہ از سبق نبوت آنحضرت چہ مراد ست اگر علم و تقدیر الٰہی ست نبوت ہمہ انبیاء را شامل ست و اگر بالفعل ست آں خود در دنیا خواہد بود۔ جوابش آنست کہ مراد اظہار نبوت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیش از وجود عنصری وے در ملائکہ و ارواح چنانکہ وارد شدہ است کتاب اسم شریف او بر عرش و آسمانہا و قصور بہشت و غرفہ ہائے آں و در سینہ ہائے حور العین و برگہائے درختان جنت و درخت طوبی و برابروہا و چشمہائے فرشتگاں۔ و بعضے عرفا گفتہ اند روح شریف وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی بود در عالم ارواح کہ تربیت ارواح می کرد۔ یعنی اس حدیث شریف کے معنی کا حاصل وہ ہے جو کنت نبیا وآدم بین الماء والطین کے لفظ سے لوگوں کے زبانوں پر مشہور ہے اور ایک روایت میں کتبت نبیا ہے۔ یعنی میں اس وقت نبی لکھا گیا جب حضرت آدم علیہ السلام آب و گل کے درمیان تھے۔ یعنی پیدا نہیں کئے گئے تھے۔ اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور کے پہلے نبی ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اگر یہ مطلب ہے کہ ان کا نبی ہونا مقدر ہو چکا تھا اور وہ علم الٰہی میں پہلے ہی سے نبی تھے تو ایسی نبوت تو تمام انبیائے کرام کو شامل ہے کہ ہر ایک کا نبی ہونا مقدر ہو چکا تھا۔ اور سب علم الٰہی میں پہلے ہی سے نبی تھے اور اگر بالفعل نبی ہو راد ہے۔

Marfat.com

تو دنیا ہی میں ہوں گے۔ تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مطلب ملائکہ اور ارواح میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود عنصری سے پہلے ان کی نبوت کا ظاہر کرنا ہے جیساکہ وارد ہے کہ عرش، ساتوں آسمان، جنت کے محلات اس کے دریچوں، حورالعین کے سینوں، جنت کے درخت اور درخت طوبیٰ کے پتوں اور فرشتوں کی آنکھوں اور ان کے ابروں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم شریف لکھا ہوا تھا۔ اور بعض بزرگان دین نے فرمایا کہ حضور کی روح شریف عالم ارواح میں نبی تھی جو ارواح کی تربیت کرتی تھی (اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۴۴۲) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ قالوا یارسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ (ای ثبت۔ مرقاۃ) قال وآدم بین الروح والجسد۔ یعنی صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہوئی تو حضور نے فرمایا آدم علیہ السلام جب روح اور جسم کے درمیان تھے (مشکوٰۃ) ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے ہی نبی تھے۔ اور ان کے نبی ہونے کو خدائے تعالیٰ نے عرش اعظم وغیرہ پر ان کا نام لکھ کر پہلے ہی ظاہر فرمادیا تھا —— یہ تینوں سوال اگر ایک ہی شخص کے بارے میں ہیں تو وہ جاہل نہیں تو گمراہ ہے اور گمراہ نہیں تو جاہل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۱۷ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مسئلہ:۔ از محمد بشیر قادری چشتی یار علوی ڈفلڈ ہوا ضلع گونڈہ

زید نے عوام لوگوں میں یہ پھیلایا۔ خدا اور رسول چاہے گا تو یہ کام ہو جائے گا یا کرونگا یا مقدمہ میرا فتح ہو جائے گا تو ایسا نہیں کہنا چاہئے۔ خدا چاہے گا تو ہو جائے ایسا کہنا چاہئے خدا میں رسول کو نہیں شریک کرنا چاہئے کیونکہ دلیل قرآن میں ثابت ہے کہ وحدانیت میں رسول کو شریک نہیں کرنا چاہئے اور لوگ رسول کی تعریف اتنا کر دیتے ہیں کہ خدا سے بھی رسول کا مرتبہ بڑھا دیتے ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ للہ ما فی السموات وما فی الارض خدا نے زمین آسمان میں جتنا چیز ہے سب خدا نے پیدا کیا ہے اور جو کرنا ہوتا ہے وہ خدا ہی کرتا ہے اور کسی نبی ولی کو اختیار نہیں ہے جو چاہیں نبی ولی کر ڈالیں سب خدا ہی کرتا ہے اور کرے گا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ مکہ کے کچھ لوگوں نے رسول سے سوال کیا کہ یہ بتادو تو آپ نے کہا کہ کل بتادونگا۔ اس پر سولہ دن تک وحی نہیں لایا۔ سولہ دن کے بعد آیات ولا تقولن لشئی انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ آیا اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا۔ اے رسول جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرو یا بتانے کا ارادہ کرو تو انشاء اللہ کہہ لیا کرو کہ خدا چاہے گا۔

Marfat.com

تو بتادونگا یا کروں گا۔ اگر رسول کو معلوم ہوتا تو فوراً بتادیتے یہ نہ کہتے کہ کل بتادوں گا۔ تیسری دلیل حدیث شریف سے یہ ہے۔ صحابی نے رسول سے کہا کہ حضور اگر آپ حکم دو تو ہم لوگ یہ کریں تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے اللہ کے شریک نہ کرو میں غیر اللہ ہوں۔ اللہ کی وحدانیت میں مجھے شریک نہ کرو۔ تو یہ ثابت ہوا خدا میں رسول کو شریک نہیں کرنا چاہئے اور لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ خدا اور رسول چاہے گا تو یہ کام کروں گا یا ہو جائے گا ایسا کہنا شرک ہوگا۔ اور اگر رسول کو شامل کرنا ہوتا تو انشاء الرسول بھی قرآن میں آتا اور انشاء اللہ ہی کے آیات میں آتا لیکن قرآن میں انشاء الرسول نہیں آیا۔

(۴) اور بکر میلاد شریف میں ختم صلاۃ وسلام کے بعد یہ شعر پڑھتا ہے۔ اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول۔ لو سلام اب تو ہمارا ہو قبول۔ عمرو کا کہنا ہے کہ وحدانیت کے آڑ میں رسالت کی توہین ہے۔ بکر یہ کہتا ہے کہ توہین نہیں ہے بلکہ تعریف ہے تو قرآن شریف وحدیث شریف کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔ عین مہربانی ہوگی۔ نیز قرآن شریف اور حدیث شریف سے زید کے اوپر حکم کیا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب ـ نمبر ایک۔ بیشک مشیئت حقیقیہ ذاتیہ مستقلہ صرف اللہ جل جلالہ وعم مجدہ کے لئے ہے اور مشیئت عطائیہ تابعہ لمشیئۃ اللہ تعالیٰ رب العزت جل جلالہ نے اپنے عباد (بندوں) کو عطا فرمائی ہے پھر چونکہ تمام بندگان الٰہی میں سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے افضل واعلیٰ بلند وبالا رب العالمین جل جلالہ کے خلیفۂ اعظم ونائب اکبر ہیں اس لئے سرکار کی مشیئت کو اللہ تعالیٰ نے پورے کائنات عالم میں دخل عظیم عطا فرمایا ہے۔ امام طبرانی معجم کبیر میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے راوی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر الشمس فتاخرت ساعۃ من نہار۔ یعنی سرکار مصطفےٰ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمان پر چلتے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے ٹھہر جا وہ فوراً ٹھہر گیا۔ (معجم کبیر للطبرانی بحوالہ الامن والعلی ص۹۹) دیکھو دنیا کے کل جاہ وجلال والے بادشاہ اور حکمت ودانش والے تمام سائنس داں اپنا سارا زور لگادیں مگر سورج کی رفتار ایک سکنڈ کے لئے بند نہیں ہوسکتی۔ لیکن قربان جاؤ اللہ کے خلیفۂ اعظم پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ آپ نے اپنے رب جل جلالہ وعلا مجدہ کی عطا فرمودہ مشیئت سے کروڑوں میل کی دوری پر چلتے سورج کو ٹھہرادیا۔ فالحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین۔ بخاری شریف کے شارح مشہور محدث حضرت امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی کتاب مواہب لدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

الا بابی من کان ملکا وسیدا　　وآدم بین الماء والطین واقف
اذا رام امرا لایکون خلافه　　ولیس لذلک الامر فی الکون صارف

یعنی خبردار میرے باپ قربان ان (پیارے مصطفےٰ) پر جو بادشاہ اور سردار ہیں اس وقت سے کہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام ابھی آب وگل۔ پانی اور مٹی کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ کریں اس کے خلاف نہیں ہوتا تمام جہاں میں کوئی ان کے حکم کا پھیرنے والا نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحوالہ الامن العلی ص۱۰۱ اور محمد رسول اللہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نائب اور خادم سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی نسبت امت مرحومہ کا جو اعتقاد ہے وہ حضرت شاہ محدث دہلوی کے صاحبزادے اور امام الوہابیہ کے چچا اور دادا پیر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے قلم سے۔ حضرت موصوف اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ کلکتہ ص۳۹۶ میں لکھتے ہیں۔ حضرت امیر وذریت طاہرہ را تمام امت برمثال پیران ومرشداں می پرستد وامور تکوینیہ را بایشاں وابستہ می دانند۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے شہزادگان کو امت کے سارے لوگ پیروں اور مرشدوں کی طرح بہت مانتے ہیں اور کاروبار عالم کو ان کے دامنوں سے وابستہ جانتے ہیں۔ اور سنیئے شہزادۂ رسول سرکار غوث اعظم جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدۂ مبارکہ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔ ولو القیت سری فوق میت لقام بقدرۃ المولیٰ تعالیٰ۔ یعنی اگر میں اپنا راز کسی مردہ پر ڈال دوں تو قدرت الٰہی سے وہ ضرور زندہ ہو جائے گا۔ بخاری، مسلم، نسائی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ائمہ حدیث نے یہ صحیح جلیل حدیث روایت کی ہے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں۔ ما اری ربک الا یسارع فی ہواک یعنی یا رسول اللہ میں یہی دیکھتی ہوں کہ رب العزۃ جل جلالہ حضور کی چاہت پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔ سبحان اللہ کیسی پیاری چاہت ہے۔ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور کیسی مبارک مشیئت ہے پیارے نبی کی کہ خود رب العلمین جل جلالہ جلد سے جلد اسے قبول واجابت کا سہرا عطا فرماتا ہے۔ بس اسی مشیئت عطائیہ مبارکہ کے باعث مسلمان حضرات نام الٰہی جل جلالہ کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ملا کر یوں کہہ دیا کرتے ہیں کہ اللہ و رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا۔ شرع کے نزدیک ایسا کہنا ہرگز شرک نہیں۔ امام الوہابیہ ملا اسماعیل اور دیگر وہابیہ کی یہ دھاندلی ہے کہ یہ لوگ اس کہنے کو شرک قرار دیتے ہیں۔ ہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے اعتقاد میں چونکہ اللہ رب العزۃ کی مشیئت ذاتی مستقل ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشیئت عطائی تابع ہے اس لئے ہماری بولی میں

Marfat.com

کوئی ایسا لفظ ضرور ہونا چاہئے جس سے سننے والے کو مشیئت ذاتی مستقل اور مشیئت عطائی تابع کے درمیان فرق واضح رہا کرے۔ لہٰذا مذکورہ بالا جملوں کو یوں استعمال کیا جائے ما اگر اللہ پھر رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا جیسا کہ ہمارے علماء اہل سنت بولتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثم شاء رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ امام ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے خواب میں ایک کتابی (یہودی یا نصرانی) سے ملاقات کی اس کتابی نے کہا کہ تم لوگ کیا ہی اچھی قوم ہو اگر شرک نہ کرتے۔ تم لوگ کہا کرتے ہو ماشاء اللہ وشاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو چاہے اللہ پھر جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا یہ خواب سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ سرکار نے فرمایا سنتے ہو خدا کی قسم واقعی تمہاری اس بات پر مجھے خیال گذرتا تھا کہ کفار مخالفین مسلمانوں پر شرک کا الزام اٹھائیں گے چنانچہ خواب میں ایک کتابی نے شرک کا اتہام جڑ ہی دیا۔ اچھا اب یوں کہا کرو۔ ماشاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ وطبرانی وبیہقی وغیرہ نے بھی روایت کی ہے۔ بحوالہ الامن العلی صفحہ ۱۶۲

اس حدیث کریم سے صاف واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام کے درمیان یہ جملہ کہ اللہ و رسول چاہیں تو فلاں کام ہو جائے گا خوب رواں دواں تھا لیکن چونکہ یہودی کافر صحابہ کرام پر شرک کی تہمت لگاتے تھے اس لئے سرکار نے اس کے بجائے یوں بولنا سکھایا کہ اللہ پھر رسول چاہیں تو فلاں کام ہو جائے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دونوں جملے جائز اور شرک سے پاک ہیں۔ لیکن چونکہ صحابہ کے زمانہ میں یہودی اور ہمارے زمانہ میں وہابی پہلا جملہ بولنے پر طعنہ دیتے تھے اور دیتے ہیں اس لئے ہمیں سرکار کے سکھانے کے مطابق ہمیشہ دوسرا جملہ یعنی اللہ پھر رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا بولنا چاہئے کہ دوسرا جملہ طریقۂ ادب سے زیادہ میل کھاتا ہے۔ یہ خوب واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کے ساتھ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ملا کر بولنا ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ دیکھو قرآن شریف میں رب العزت جل جلالہ فرماتا ہے۔ وما نقموآ الا ان اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ۔ اور ان کو کیا برا لگا یہی نہ کہ ان کو دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی تو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وما ینقم ابن جمیل الا انہ کان فقیرا فاغناہ اللہ ورسولہ۔ یعنی ابن جمیل کو کیا برا لگ رہا ہے یہی نہ کہ وہ پہلے مفلس محتاج کنگال تھا پھر اللہ و رسول نے اسے مالدار بنا دیا۔ دیکھو قرآن وحدیث میں دولت مند بنانے کی نسبت ایک ساتھ اللہ و رسول کی طرف کی گئی ہے۔ اگرچہ وہابیوں کے جھوٹے مذہب میں ایسی نسبت جائز نہیں بلکہ شرک ہے مگر شریعت اسلامیہ میں

Marfat.com

قطعی جائز اور حق ہے کیونکہ اغناء (محتاجوں کو مالدار بنا دینا) کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف مانی جائے گی اور اس سے مراد اغناء حقیقی ذاتی مستقل ہوگی۔ اور جب حضور کی طرف مانی جائے گی تو اس سے مراد اغناء عطائی تابع ہوگی۔
اب زید سے پوچھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ غنی بنا دینے میں رسول کو بھی ملایا تو شرک ہوا یا نہیں اور خدا کی وحدانیت کے خلاف ہوا یا نہیں۔ اگر کہے شرک ہوا تو وہ کھلم کھلا کافر اور دیو کا بندہ ہو گیا اور اگر کہے کہ شرک نہیں تو اس سے کہو کہ اللہ و رسول چاہیں یہ بولنا کیونکر شرک ہے؟ یہ حقیقت پوست برکندہ ہے کہ وہابیوں کے بڑے بڑے ملا شان الٰہی کے پہچان سے قطعی جاہل ہیں اور نرے بزاخفش ہیں۔ ان کو ت، و، ح، ی، د کے صرف پانچ حروف رٹا دیئے گئے ہیں باقی اس کے معنی اور مفہوم کی انھیں بالکل خبر نہیں ان کو یہ پتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس غیر متناہی ہے اس کی صفات کی گنتی غیر متناہی ہے اس کی ہر یہاں تک کہ گھاس کے صرف ایک تنکے کے بارے میں اس کا جو علم ہے وہ بھی غیر متناہی ہے اس کی قدرت غیر متناہی ملاؤں کو رب العلمین جل جلالہٗ کی پہچان نصیب نہیں۔ اس لئے سنی مسلمان علما بیان کرتے ہیں کہ اللہ پاک کی تعلیم کی بدولت سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام ماکان ومایکون (جو کچھ ہوا اور قیامت تک جو کچھ ہوتا رہے گا) کا علم حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ساری کائنات کا غیب جاننے پر قابو دیا ہے کہ پیارے نبی جب چاہیں زمین آسمان، عرش کرسی، لوح وقلم کا غیب دریافت کرلیں تو بس وہابی ملا فوراً شور مچاتے ہیں کہ دیکھو لوگو رسول کو خدا کے برابر کر دیا۔ اور جب سنی علما سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں کہ تمام ماکان ومایکون کا علم پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم عظیم کا ایک قطرہ ہے تو اتنا سنتے ہی وہابی ملا کو غشی آجاتی ہے اور بدحواسی کے عالم میں وہ جل اٹھتے ہیں کہ ارے لوگو سنیوں نے تو رسول کا مرتبہ خدا سے بھی بڑھا دیا۔ معاذ اللہ رب العلمین بات یہ ہے کہ وہابی حضرات جس خدا کی جھوٹی توحید کا ڈھنڈھورا پیٹتے ہیں۔ وہ ان کے نزدیک گھٹیا درجہ کا ہے تو جب سنی حضرات اپنے سچے خدا کے سچے رسول کا مرتبہ بے پایاں بیان کرتے ہیں تو وہابیوں کو اپنا وہمی خدا گھٹیا اور چھوٹا نظر آنے لگتا ہے۔ اسی لئے وہ شور مچاتے اور بطور اعتراض کہتے ہیں کہ رسول کا مرتبہ خدا سے بڑھا دیا۔ او ظالم وہابیو! خدائے تعالیٰ کا علم غیر متناہی اور رسول پاک کا علم متناہی ہے اور خدا سے رسول کا مرتبہ کیسے بڑھ سکتا ہے او توحید کے جھوٹے بجاریو! تم ایسے کو کیوں خدا مانتے ہو جو مسلمانوں کے سچے رسول کے مرتبہ کے سامنے گھٹیا درجہ رکھتا ہے۔ تم اس ذات واجب الوجود کو خدا مانو جو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خالق ومالک ہے جس نے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے جہان کے لئے رحمت بنایا اور سارے جہاں والوں کو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محتاج اور نیازمند

Marfat.com

قرار دیا جس نے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا علم عظیم عطا فرمایا کہ جس کی وسعت کے سامنے ساری کائنات جمیع ماکان ومایکون کا علم ایک قطرہ ہے۔ جو وحدہ لاشریک لہٗ ہے جس کی کسی شان کسی صفت میں کوئی شریک نہیں۔ جس کا علم غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہے جس کا صرف وہ علم جو ایک ذرہ کے بارے میں ہے وہ بھی غیر متناہی ہے اور بھاری ہے۔ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس علم عظیم پر جو کروڑوں سمندروں کی وسعت سے لاکھوں درجہ بڑا ہے اور اتنا بڑا ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی شخص اس کی گہرائی اور پھیلاؤ کو ناپ نہیں سکتا۔ اگر مسلمان بن کر دنیا سے جانا چاہتے ہو تو وہابیت سے توبہ کر کے خدائے تعالیٰ پر اس طرح ایمان لاؤ جس طرح سنی مسلمان اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیا اب بھی سنیوں پر رسول پاک کو خدائے تعالیٰ سے بڑھا دینے کا اتہام رکھو گے، ہیہات ہیہات مولیٰ تعالیٰ تمہیں توبہ کی دولت عطا فرمائے۔

جواب نمبر دوم:۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وللہ ما فی السموات وما فی الارض ۔ یعنی آسمان وزمین کی ساری چیزوں کا (اکیلا مستقل) مالک اللہ ہی ہے۔ دوسری جگہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء۔ یعنی (اے پیارے مصطفےٰ بارگاہ الٰہی میں) عرض کرو اے اللہ ملک کے (مستقل) مالک تو جسے چاہتا ہے ملک عطا فرماتا ہے۔ قرآن شریف میں تیسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۔ یعنی تیرے رب کی عطا پر کوئی روک نہیں۔ چوتھی جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ ۔ یعنی اور لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جن پر چاہے قابو اور قبضہ دیتا ہے۔ پانچویں جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَقَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۔ یعنی کہا اس شخص (آصف بن برخیا) نے جس کے پاس کتاب الٰہی کا علم تھا کہ (اے حضرت سلیمان علیہ السلام) میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے تخت (بلقیس، کو یمن سے یہاں) آپ کی خدمت میں لاؤں گا پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت اپنے پاس حاضر پایا تو فرمایا کہ یہ میرے رب کا کرم ہے۔ ——————

حضور پر نور سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّهَبِ۔ (مشکوٰۃ شریف) یعنی اگر میں چاہوں تو میرے ارد گرد سونے کے کئی پہاڑ چلیں۔ سرکار غوث اعظم جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدۂ غوثیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

وولانی علی الاقطاب جمعا   فحکمی نافذ فی کل حال

Marfat.com

فلو القیت سری فی بحار لصار الکل غورا فی الزوال

فلو القیت سری فوق میت لقام بقدرۃ المولیٰ تعالیٰ

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام قطبوں پر حاکم اور ان کا والی بنایا ہے اس لئے میرا حکم ہر حال میں جاری اور نافذ ہے۔ پھر میں اگر اپنا راز سمندروں میں ڈال دوں تو ضرور سب کے سب خشک ہو کر ختم ہو جائیں گے اور اگر میں اپنا راز کسی مردہ پر ڈال دوں تو ضرور وہ قدرت الٰہی جل جلالہٗ سے زندہ ہو جائے گا۔

اب مذکورہ بالا آیات مقدسہ اور اقوال مبارکہ کے نتائج سنئے۔ پہلی آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر چیز کا تنہا مستقل مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ مالکیت ذاتی استقلالی ہے اس کا غیر خدا کے لئے ہونا محال ہے اور جو غیر کے لئے مانے وہ مشرک اور کافر ہے۔ دوسری آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور مالک بناتا ہے پھر بندوں کی یہ ملکیت تابع اور عطائی ہے۔ تیسری آیت کریمہ سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کو چاہے پوری زمین عطا فرما کر اس کا مالک بنا دے یا سارے آسمان کی حکومت دیدے یا جس بندہ کو چاہے زمین و آسمان کی سلطنت عطا فرما کر اس کو دونوں جہاں کا مالک بنا دے کیونکہ اس کی عطا کے لئے نہ کوئی حد ہے کہ اس کے بعد عطا نہیں فرما سکتا اور نہ عطا فرمانے میں اس کے لئے کچھ مجبوری ہے کیونکہ اس کی شان ہے۔ ان اللہ علی کل شئی قدیرۃ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ چوتھی آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو اختیار و اقتدار عطا فرمایا ہے۔ پانچویں آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا اقتدار عظیم عطا فرمایا تھا کہ انھوں نے ایک سکنڈ سے بھی کم مدت میں حضرت بلقیس کا شاہی بھاری بھرکم تخت یمن سے لاکر ملک شام میں حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے دربار میں موجود کر دیا۔ اور خود دربار سے ایک منٹ کے لئے بھی غائب نہیں ہوئے۔ مشکوۃ شریف سے نقل کردہ حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اقتدار و اختیار عطا فرمایا ہے کہ سرکار زمین کی تہ سے سونے کے بہت سے پہاڑ نکال کر ان کو اپنے ساتھ ساتھ چلائیں۔

قصیدہ غوثیہ سے اشعار مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام جہاں کے اقطاب کا والی بنایا ہے کہ سرکار غوث اعظم جس کو چاہیں قطبیت کی کرسی پر بٹھائیں۔ اور جس کو چاہیں قطبیت کے تخت سے اتار کر نیچے کر دیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے سرکار غوث اعظم کو متصرف بنایا ہے کہ سرکار جو کچھ چاہیں زمین و آسمان میں تصرف کریں اور جس مردے کو چاہیں باذن الٰہی زندہ

Marfat.com

کر دیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور اولیاء کو بہت کچھ اختیار عطا فرمایا ہے۔ ان حضرات نے باذن الٰہی جو چاہا کیا اور آئندہ جو چاہیں گے کریں گے۔ کوس کی کائیں اور کاؤں سے ان حضرات کا اختیار سلب نہیں قرار پا سکتا۔ وہابیوں میں نہ کوئی ولی ہوا اور نہ ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی اندھی عقیدت کے باعث عام دیوبندی وہابیوں نے اپنے گرو ملا رشید احمد کو بہت بڑا ولی تسلیم کیا ہے۔ اب سنو وہابی حضرات ملا گنگوہی جی کے بارے میں کیا لکھتے ہیں۔ ہندوستانی وہابیوں کے شیخ الہنود محمود الحسن دیوبندی صاحب گنگوہی جی کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

۱۔ مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا ——— اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

۲۔ نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا ——— اس کا جو حکم تھا تھا سیف قضائے مبرم

پہلے شعر میں حضرت سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں بدتمیزی کرنے کے ساتھ ساتھ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ گنگوہی ملا نے بہت سے مردے زندہ کئے لیکن مردہ کو زندہ کرنا یہ ایک ایسا تصرف ہے جو وہابی دھرم میں غیر خدا کو حاصل نہیں لہٰذا وہابی جواب دیں کہ خدا کا تصرف گنگوہی کے لئے ماننا شرک ہے یا نہیں؟ اور گنگوہی کا اس طرح تعریف کرنے والا مشرک ہو گیا یا نہیں؟ اور سنو خدائے تعالیٰ کے حکم اور فیصلے کو قضائے مبرم کہتے ہیں۔

اور دوسرے شعر میں گنگوہی کے حکم کو قضائے مبرم کہا گیا ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ وہابی لوگ اپنے گرو ملا گنگوہی کو یا تو خدا مانتے ہیں یا خدا کا شریک سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ رب العالمین۔ اب خود گنگوہی جی کا حال سنو!

دیوبندیوں کے مولانا عاشق الٰہی میرٹھی اپنی تصنیف تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۸۰ میں گنگوہی جی کا انگریزوں کے بارے میں جو اعتقاد تھا اس کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں (گنگوہی) جب حقیقت میں (انگریز) سرکار کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام (بغاوت) سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر (میں گنگوہی جان سے) مارا بھی گیا تو سرکار (انگیز) مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔ معاذ اللہ رب العالمین۔ او بدنصیب وہابیو عبرت پکڑو اور آنکھیں کھولو دیکھو جھوٹی توحید کا علم بردار اعظم جب انگیز گورنمنٹ سے بغاوت کے الزام میں گرفتار ہوا تو اس کو یہ سبق یاد نہیں رہ گیا کہ خدائے تعالیٰ ہی مالک و مختار ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے وہی جو چاہے کرے بلکہ وہ انگریزوں کو سرکار مالک و مختار مان رہا ہے اور اپنی جان کا مالک انگریزوں کو قرار دے رہا ہے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس کا عقیدہ ہے کہ انگریز جو چاہیں کریں یعنی گنگوہی کو مار ڈالیں یا زندہ رکھیں۔ وہ مالک و مختار ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ سب وہابی مل کر جواب دیں کہ انگریزوں کو اپنی جان کا مالک و مختار ماننا یہ عقیدہ شرک ہے یا نہیں؟ اور گنگوہی مشرک ہوا یا نہیں؟ لاؤ تم لوگ ایسی کوڑی جس سے گنگوہی کا گلا کفر و شرک

Marfat.com

کے شکنجے سے باہر آجائے۔

جواب نمبر سوم :۔ اللہ تعالیٰ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔ وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما۔ یعنی اے پیارے مصطفےٰ تمہیں جو باتیں معلوم نہ تھیں اللہ نے ان سب کا علم تمہیں عطا فرمایا اور تم پر اللہ کا فضل بہت بڑا ہے ترمذی شریف میں سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ فتجلی لی کل شیٔ وعرفت یعنی (اللہ تعالیٰ کے اپنے دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھنے کے بعد) میرے لئے (کائنات کی) ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز الگ الگ پہچان لی۔ مسلم شریف جلد ثانی میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فاخبر بما کان وبما هو کائن الی یوم القیامة فاعلمنا احفظنا۔ یعنی سرکار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم حاضرین مجلس کو ان تمام چیزوں سے جو ہو چکیں اور ان تمام باتوں سے جو قیامت تک ہوتی رہیں گی۔ سب سے آگاہ فرمادیا اب ہم لوگوں میں بہت بڑا عالم وہ ہے جس کو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے واقعات بہت زیادہ یاد ہوں۔ اس حدیث شریف میں کھلے طور پر ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہ تعلیم الٰہی جمیع ماکان ومایکون کے عالم ہیں۔ اور حضور نے صحابہ کو بھی ماکان ومایکون سے آگاہ فرمایا پھر ماکان ومایکون کی تکمیل تعلیم سے پہلے اگر حضور کے علم فلاں واقعہ نہ ہو تو اب تکمیل تعلیم کے بعد حضور کے علم کی نفی اور نفی ثابت کرنے کے لئے اس فلاں واقعہ کو پیش کرنا کھلی ہوئی شیطانیت اور دیو کی بندگی ہے پھر کسی چیز کو بنانے کے لئے تو خود اس چیز کا علم لازم ہے لیکن کسی چیز کو جاننے کے لئے تو خود بنانا ہرگز لازم نہیں کفار مکہ نے بارہا پوچھا کہ قیامت کب آئے گی مگر اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا تو کیا کوئی ملعون دیو کا بندہ یہ کہہ سکتا ہے کہ قیامت کا وقت خدائے تعالیٰ کو معلوم نہ تھا۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من ذلك۔ لیکن بھینس جیسا موٹا دماغ رکھنے والے وہابی یہی جملہ ہمیشہ دہراتے رہتے ہیں کہ رسول کو فلاں بات معلوم نہیں اگر معلوم ہوتی تو فوراً بتادیتے۔ اچھا وہابیو ہم فیصلہ کئے دیتے ہیں تم پتھر جیسے مجبور اور جاہل کو اپنا رسول مانو اور ہم تو اس کو رسول مانتے ہیں جو ساری کائنات میں سب سے زیادہ با اختیار ہے اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے سارے عالم کے غیبوں کو شہادت بنا دیا ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انھیں — اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے

جواب نمبر چہارم :۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ اطیعوا الله واطیعوا الرسول یعنی حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو

Marfat.com

رسول کا۔ دوسری جگہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔ یعنی پیارے مصطفےٰ تمہارے رب کی قسم وہ لوگ ہرگز مومن قرار نہیں پائیں گے جب تک اپنے آپس کے نزاعی معاملات میں تمہیں حاکم نہ مان لیں۔ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے حکم دینے اور چلانے کے لئے بھیجا ہی ہے۔ پھر وہابی کیوں دن دوپہر زندہ مکھیاں نگل رہا ہے جو اس نے یہ بک دیا کہ معاذ اللہ صحابی سے شرک کرنے کی اجازت مانگی تو حضور نے جواب دیا کہ مجھے اللہ کا شریک نہ بناؤ۔ کیا وہابیوں کے نزدیک حضور سے حکم مانگنا بھی شرک ہے۔ او اندھے وہابی! کسی کام کے جائز ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ اس کا جائز ہونا صراحۃً قرآن میں بھی بیان کیا گیا ہو۔ بیشک قرآن مجید میں اغناھم اللہ ورسولہ آیا ہے شرع کے نزدیک جو شان اغناء کی ہے وہی شان مشیئت کی بھی ہے تو اگر اغناء الٰہی کے ساتھ اغناء رسول کا ذکر شامل کرنا شرک نہیں تو مشیئت الٰہی کے ساتھ مشیئت رسول کا ذکر ملانا بھی ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ قرآن مجید میں ان شاء الرسول کا کلمہ نہیں آیا لیکن حدیث شریف میں تو آیا ہے۔ ماشاء اللہ ثم ماشاء اللہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہم اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بفضلہ تعالیٰ سمجھا سکتے ہیں لیکن دیو کے بندوں کو ایمان کی واقعی باتیں سمجھنے کے لئے دل ہی نہیں ملا۔ اس لئے ہم ان کو کس طرح سمجھائیں بس خدائے تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمائے کہ وہابی قرآن اور حدیث کی بات سمجھ سکیں۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

جواب نمبر پنجم:۔ بکر کا کہنا ٹھیک ہے مذکورہ بالا شعر میں رسالت کی کوئی توہین نہیں عمرو سے اس کے بیان کی وضاحت طلب کی جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ بدرالدین احمد القادری الرضوی

۱۶ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

مسئلہ:۔ از مجید اللہ کپتان گنج ضلع بستی

بکر نے بازار سے سامان خریدا اور اس کو لے کر گھر آیا اور گھر پر خالد سے ملاقات ہوئی تو خالد نے بکر سے کہا کہ یہ سامان خراب اور عیب دار ہے تو بکر نے کہا عیب کس کے اندر نہیں ہے عیب تو اللہ جل مجدہ کے علاوہ سب کے اندر ہے تو اس پر خالد نے کہا کہ کیا عیب رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اندر بھی ہے۔ تو بکر نے کہا ہاں پھر خالد نے کہا کیا فرشتوں کے اندر بھی ہے؟ تو بکر نے کہا کہ ہاں۔ فرشتوں کے اندر بھی ہے! پھر بکر کے اس کہنے پر خالد نے کہا کہ توبہ کرو۔ تو بکر نے کہا کہ میں تو برابر توبہ کرتا رہتا ہوں ایسے توبہ کرنے سے کیا فائدہ۔ تو مذکورہ

Marfat.com

صورت میں بکر اسلام سے خارج ہوا یا نہیں اور اس پر توبہ اور تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کا ذبیحہ کھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب۔ صورت مستفسرہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ملائکہ میں عیب مان کر کافر و مرتد ہو گیا۔ لہذا بکر پر علانیہ توبہ و استغفار کرنا نیز تجدید ایمان اور بیوی والا ہو تو پھر سے نکاح کرنا فرض ہے۔ اگر خدا نخواستہ وہ ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور نہ اس کا ذبیحہ کھائیں اس لئے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور ایسے کا ذبیحہ کھانا حرام و ناجائز ہے اور خالد بھی توبہ کرے اس لئے کہ اسی کے غلط سوال نے بکر کو کفر تک پہونچایا ہے۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الجواب صحیح
بدر الدین احمد القادری الرضوی

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی
۳؍ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

مسئلہ: از حافظ سید جاوید حسین نوری معرفت حافظ عبد الحفیظ قادری رضوی مکان ۹۱/۱۴۹ کانپور

زید و عمر میں اس بات پر گفتگو ہوئی کہ حضور مظہر خدا ہیں اللہ عالم الغیب ہے حضور بھی عالم الغیب۔ اللہ حی و قیوم ہے حضور بھی حی و قیوم ہیں و بعطائے الٰہی تو بکر نے کہا کہ بندے پر عالم الغیب کا یا حی و قیوم کا اطلاق جائز نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم غیب یعنی غیب داں ضرور ہیں اسی طرح قیوم نہیں قیم ضرور ہیں وغیرہ وغیرہ ان مسائل کو واضح طور پر تحریر فرمائیں۔

الجواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم غیب یعنی غیب داں ضرور ہیں لیکن عالم الغیب کا اطلاق حضور پر جائز نہیں۔ ھکذا قال العلماء لاھل السنۃ والجماعۃ اور بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ حی یعنی زندہ ہیں حدیث شریف میں ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق (مشکوٰۃ) مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قیوم کہنا جائز نہیں کہ یہ خدائے تعالیٰ کے اسمائے خاصہ سے ہے جیسے رحمٰن۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲۳؍ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ

Marfat.com

مسئلہ: ڈاکٹر شمشیر احمد انصاری محلہ کریم الدین پور گھوسی ضلع اعظم گڑھ

سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب توحید پرست تھے یا نہیں؟ اگر توحید پرست تھے تو خانۂ کعبہ کی کلیدان کے ہاتھوں میں ہوتے ہوئے خانۂ کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بت کیسے رکھے ہوئے تھے؟ جبکہ ان کو پورا اختیار تھا چاہتے تو رکھتے یا نکال دیتے۔ اور ان کی توحید پرستی واقعۂ ابرہہ سے ثابت ہے۔

الجواب: سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب توحید پرست تھے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے رسالہ مبارکہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام میں واضح دلائل کے ساتھ افادہ فرمایا ہے لیکن انھوں نے خانۂ کعبہ کو بتوں سے پاک نہیں کیا اس لئے کہ پورا عرب بتوں کی عبادت اور ان کی محبت میں غرق تھا یہاں تک کہ حضرت عبد المطلب کا خاندان بھی۔ تو اس صورت میں بتوں کی مخالفت کرنا اور خانۂ کعبہ سے ان کو نکالنا پورے عرب سے اعلان جنگ کے مترادف ہوتا جو ان کی طاقت سے باہر تھا۔ ھذا ما ظھرلی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۱۵ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: از غلام مرتضیٰ سیوانی۔ متعلم دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

ایک وہابی عالم ہے اور بکر ایک سنی عالم ہے اور وہ دونوں ایک مجلس عام میں مجتمع ہیں اور ان کے درمیان بحث شروع ہوگئی حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ السلام کے گندم خوری کے معاملے میں تو دوران بحث زید نے کہا کہ آدم علیہ السلام کا گندم کھانا یہ ان کی لغزش ہے تو بکر نے جواب میں کہا کہ نہیں نہیں جناب والا یہ حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش نہیں کہی جائے گی اس لئے کہ انبیائے کرام سے لغزش وغلطی ہونا محال ہے پھر زید نے اعتراض کیا کہ آخر اس کو کیا کہا جائے تو بکر نے کہا کہ خطائے ایزدی تو زید نے کہا مولانا بکر صاحب! سمجھ کر بول رہے ہیں تو بکر نے کہا کہ ہاں میں سمجھتا ہوں اس میں اضافت مقلوبی ہے لہٰذا حضور والا سے گزارش ہے کہ زید و بکر پر شریعت کے کیا احکام جاری ہوں گے۔ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حضرت آدم علیہ السلام کے گندم کھانے کو خطائے ایزدی کہنا کفر ہے بکر پر توبہ، تجدید ایمان لازم ہے۔ بیوی والا ہو تو تجدید نکاح کرے اور مرید ہو تو تجدید بیعت کرے۔ اور لفظ خطائے ایزدی میں اضافت مقلوبی نہیں ہے بلکہ ترکیب وصفی ہے یعنی خطائے موصوف اور ایزدی صفت

Marfat.com

ہے جیسے کہ عصائے موسوی میں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۸ ذی القعدہ ۱۳۹۷ھ

مسئلہ: از محمد مصلح الدین قادری نیپالی مدرس دارالعلوم جبل پور (ایم۔ پی)

قرآن افضل ہے یا صاحب قرآن؟ مفضول اور مفضول علیہ میں سے ہر ایک کی شرعی وعقلی علت بیان فرمائیں۔

الجواب: قرآن افضل ہے اس لئے کہ وہ کلام الٰہی ہے مخلوق نہیں ہے بلکہ قدیم بالذات ہے شرح فقہ اکبر ص۳۸ میں ہے کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق بل قدیم بالذات اور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔ ھٰذا ماعندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: از محمد مصطفیٰ ناگا پار ضلع بستی

زید کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام بشر ہیں۔ اس لئے کہ ان کے ابوین بشر تھے؟

الجواب: حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانی بشریت سے کسی مومن کو انکار نہیں لیکن بشریت کی آڑ لے کر یہ کہنا کہ وہ ہم جیسے بشر تھے گستاخی اور بے ادبی ہے۔ حضور کا فرمانا انا بشر مثلکم تواضع اور انکسار کے طور پر ہے۔ وہابیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے تواضع کے طور پر احقر الناس رشید احمد لکھا ہے۔ احقر الناس کے معنی ہیں لوگوں میں ذلیل، کمینہ تو کیا کوئی دیوبندی یا وہابی یہ کہہ سکتا ہے کہ مولانا رشید احمد احقر الناس اور کمینہ تھے۔ کوئی وہابی ہرگز نہیں کہہ سکتا بلکہ کہنے والے کو جواب دے گا کہ ہمارے پیشوا نے یہ کلام بطور انکسار استعمال کیا ہے۔ اس مثال کی روشنی میں ہم اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بطور تواضع کے فرمایا ہے۔ انا بشر مثلکم۔ لہٰذا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے پیغمبر کو اپنے جیسا بشر کہے۔ اللہ ورسولہ اعلم

کتبہ بدر الدین احمد رضوی

۹ جمادی الاخریٰ ۷۷ھ

مسئلہ: از رفاقت خاں مؤذن جامع مسجد شاہ آباد ہردوئی

نبی اکرم حضور سید عالم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا سایہ نہیں پڑتا تھا یہ روایت

Marfat.com

صحیح ہے یا اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے اس کے بارے میں اہل سنت والجماعت نے کوئی کتاب تصنیف کی ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب بعون الملک العزیز الغفار الوھاب۔ بیشک حضور پر نور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا سایہ نہیں پڑتا تھا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ لم یکن لہ ظل لا فی الشمس ولا فی القمر یعنی سورج اور چاند کی روشنی میں حضور کا سایہ نہیں پڑتا تھا لیکن بعض لوگوں کا اس مسئلہ میں ضرور اختلاف ہے لیکن سایہ نہ ہونے کے دلائل قوی ہیں اس مسئلہ میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ ھدی الحیران فی نفی الفئ عن سید الاکوان اور علامہ ارشد القادری دام فیوضہم الجاری نے جسم بے سایہ تحریر فرمایا ہے وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۳ر محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: از محمد مصطفیٰ بھٹلی ضلع بستی

(۱) واذکر اخا عاد اذ انذر قومہ بالاحقاف الخ پ ۲۶ رکوع ۳ سورۃ ہود والی عاد اخاھم ھودا۔ والی ثمود اخاھم صلحا۔ والی مدین اخاھم شعیبا۔ ان آیتوں میں لفظ اخ سے کیا مراد ہے نیز حدیث پاک میں پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد لفظ اخ سے امت میں سے کسی کو یا سب کو کہیں ملتا ہے وہ عبارت کیا ہے اور راوی کون ہے؟

(۲) اول ماخلق اللہ نوری۔ انا نبی والادم بین الماء والطین۔ لولاک لما خلقت الافلاک یہ تینوں ٹکڑے کیسے ہیں اور روایت اور سند کے اعتبار سے راوی ان تینوں کے کون سے لوگ ہیں اگر روایت صحیح ہے تو کوئی ان میں حدیث قدسی بھی ہے۔ نیز پھر لفظ نور کا معنی کیا ہے ساتھ ہی مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ ایک بات اور بھی ہے وہ یہ کہ اللہ کا نور، فرشتوں کا نور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور۔ یہ تینوں کیا معنی رکھتے ہیں۔ اگر حضور پاک کا نور مان لیا جائے تو یہ مجسم ہے یا غیر مجسم اس طرح مان لینے میں کوئی تنقیص تو نہیں لازم آتی یہ چند باتیں بحث و جنگ جدال کے لئے نہیں پوچھی جا رہی ہیں بلکہ کبھی اس طرح کے لوگوں سے جو اپنے کو وہابی دیوبندی کہتے ہیں اور حضور پاک کی شان میں بے ادبی کرتے ہیں۔ ملاقات ہو جانے پر اپنا خیال ظاہر کرنے کے لئے اور بس مجھے صحیح باتوں کی تلاش ہے۔

نوٹ:- نور کا لفظی اور اصطلاحی دو طرح کا معنی ہے اور صرف لفظی یا صرف اصطلاحی۔

Marfat.com

الجواب (۱) آیات مذکورہ میں "اخ" سے مراد "ہم قوم" ہے۔ حضرت امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت فرمائی جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کے بعد پیدا ہونے والے بعض مخلصین مسلمانوں کو ازراہ کرم لفظ اخوان سے یاد فرمایا ہے۔ راوی حدیث سے منقول کلمات یہ ہیں۔ واخواننا الذین لم یاتوا بعد (ملاحظہ ہو مسلم شریف جلد اول ص۱۲۷) واضح ہو کہ وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہنا لکھنا اور کتابوں میں چھاپنا جائز ہے۔ بلکہ ملا رشید احمد گنگوہی نے تو فتاوی رشیدیہ میں اپنی طرف سے ایک حدیث گڑھ کر پیش کر دی ہے جیسا کہ وہ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں۔ چونکہ حدیث میں آپ (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ مجھکو بھائی کہو بایں رعایت تقویت الایمان میں اس لفظ کو لکھا ہے (فتاوی رشیدیہ کامل ص۸۵ مطبوعہ کراچی پاکستان) الالعنۃ اللہ علی الظلمین۔ یہ مقام عبرت ہے کہ جب وہابیوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت ورفعت گھٹانے اور حضور کو اپنا بھائی بنانے کے لئے کوئی ثبوت نہ مل سکا تو ان کے پیشوا گنگوہی نے اپنے جی سے ایک حدیث گڑھ کر اپنے فتاوی میں لکھ دی تاکہ وہابیت کے پجاریوں کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ جب خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دے دیا کہ مجھ کو بھائی کہو تو ہم لوگ ضرور حضور کو اپنا بھائی کہیں گے (معاذ اللہ تعالیٰ) واضح ہو کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بعض انبیائے کرام کی بعثت کا ذکر فرماتے ہوئے ان کو ان کی قوموں کا اخ قرار دیا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ والی عاد اخاھم ھودا۔ یعنی قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے ہم نسب اور ہمقوم ہود کو بھیجا تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ الصلاۃ والسلام کا نسب ظاہر کرنے کے لئے اخ کا کلمہ استعمال فرمایا ہے۔ یوں ہی مسلم شریف کی حدیث میں ہے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی شفقت کاملہ کا اظہار کرتے ہوئے بعض مخلص مسلمانوں کو لفظ اخوان سے یاد فرمایا ہے۔ سرکار اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت کریم و مہربان ہیں۔ بطور تواضع جس کلمہ کو چاہیں اپنے حق میں استعمال فرمائیں۔ خود ملا رشید احمد گنگوہی ہی نے براہین قاطعہ میں اپنے آپ کو احقر الناس لکھا ہے پھر کیا گنگوہی کے کسی گستاخ شاگرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ یوں کہے کہ ہمارے مولانا گنگوہی صاحب احقر الناس تھے۔ اگر حق حاصل نہیں ہے تو کیوں جبکہ خود گنگوہی ہی نے اپنے آپ کو احقر الناس لکھا ہے تو ان کو احقر الناس کیوں نہ کہا جائے۔ اس جگہ گنگوہی کے ماننے والے یہی کہیں گے کہ حضرت مولانا گنگوہی صاحب نے چونکہ بطور تواضع اپنے آپ کو احقر الناس لکھا ہے اس لئے دوسرا کوئی شخص اس کلمے کو ان کے حق میں نہیں بول سکتا پھر مسلمانوں کی طرف سے بھی یہی جواب ہے یہ سرکار افضل المرسلین

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعلیمِ امت کو بطور تواضع کلمۂ اخوان سے یاد فرمایا ہے اس لئے وہابی دیوبندی ملحد و زندیق کو ہرگز ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ حدیث شریف کی آڑ لے کر سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا بھائی بنائے۔

(۲) وہابیوں کے مشہور و معروف ادارہ "کتب خانہ رشیدیہ دہلی" سے مولوی محمد ابراہیم دہلوی وہابی کی کتاب احسن المواعظ چھپوا کر شائع کی ہے۔ اسی کتاب مذکور کے صـ۲ میں مولوی محمد ابراہیم دہلوی نے بحوالہ المواہب اللدنیہ زرقانی شرح مواہب تاریخ الخمیس۔ تاریخ انس الجلیل لکھا ہے۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری۔ یعنی سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے وہابیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی ہی نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کراچی صـ۱۵۷ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حدیثیں (یعنی اول ما خلق اللہ نوری اور لولاک لما خلقت الافلاک) کتب صحاح میں موجود نہیں ہیں مگر شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اول ما خلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی۔ علامہ فاسی مغربی کی تصنیف مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے۔ قد قال الاشعری انہ تعالیٰ نور لیس کالانوار والروح النبویۃ القدسیۃ من لمعۃ نورہ والملٰئکۃ شرر تلک الانوار وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شئ یعنی سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نور ہے نہ اور نوروں کے مانند اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس اسی نور کی تابش ہے اور فرشتے ان نوروں کے پھول ہیں ــــ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ واضح ہو کہ حدیث اول خلق اللہ نوری کے موید وہ حدیث شریف ہے جس کو سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد اور امام بخاری اور امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے استاذ الاساتذہ حافظ الحدیث عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنی تصنیف میں سیدنا جابر بن سیدنا عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ــــ قال قلت یارسول اللہ بابی انت امی اخبرنی عن اول شئ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یاجابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ (الحدیث بطولہ) یعنی سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان مجھے حضور بتادیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز بنائی۔ حضور نے فرمایا اے جابر!

Marfat.com

بیشک تمام مخلوقات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ اس حدیث عبد الرزاق کو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بنحوہ روایت کی ہے۔ بالجملہ حدیث اول ما خلق اللہ نوری اکابر علماء کی تصانیف میں بلا نکیر شائع وذائع ہے۔ اس حدیث کو علماء متقدمین ومتاخرین کے درمیان قبول تام کا منصب جلیل حاصل ہے۔ علماء وہابیہ نے بھی اس حدیث کو تسلیم کیا ہے۔ اور تلقی علماء بالقبول وہ شئی عظیم ہے۔ جس کے بعد کسی سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔ نور عرف عام میں ایک کیفیت کا نام ہے کہ نگاہ پہلے اسے ادراک کرتی ہے اور اس کے واسطے سے دوسری اشیاء دیدنی کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھنا چاہئے کہ نور ضیاء، روشنی، چمک، جھلک، اجالا کو کہتے ہیں۔ علامہ سید شریف جرجانی اپنی کتاب التعریفات میں لکھتے ہیں۔ النور کیفیۃ تدرکھا الباصرۃ اولا وبواسطتھا المبصرات نور بایں معنی ایک عرض حادث ہے محققین کے نزدیک نور کی یہ تعریف ہے۔ الظاہر بنفسہ والمظہر لغیرہ کما ذکرہ الامام حجۃ الاسلام الغزالی ثم العلامۃ الزرقانی فی شرح المواھب۔ یعنی نور وہ کہ خود ظاہر ہو اور دوسروں کا مظہر۔ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے۔ اللہ نور السموات والارض دوسری جگہ قرآن مجید کا ارشاد ہے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین۔ اس آیت کریمہ میں نور سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر جلالین مطبوعہ کراچی ص۹ قرآن مجید نے جس طرح ذات الٰہی جل جلالہ کے لئے رحیم کا کلمہ استعمال کیا اور وبالمومنین رؤف رحیم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بھی نور کا کلمہ استعمال کیا یونہی اللہ تعالیٰ کے لئے نور کا کلمہ آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بھی نور کا کلمہ استعمال ہوا ہے۔ پھر جس طرح رحیم بمعنی ذات الٰہی خالق ازلی، ابدی ہے اور رحیم بمعنی ذات رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوق حادث ہے۔ یونہی نور بمعنی ذات قدوس سبوح غیر مخلوق ہے اور نور بمعنی ذات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوق حادث ہے۔

(الف) "اللہ کا نور" یہ فقرہ جب اضافت بیانیہ کے معنی میں ہو تو نور سے مراد خود ذات الٰہی ہے جو کہ نور حقیقی ازلی، ابدی ہے اور اگر یہ فقرہ اضافت بمعنی لام ہو تو نور سے مراد حسب استعمال متعدد چیزیں ہو سکتی ہیں مثلاً جلوہ تجلی، دین اسلام، کتاب الٰہی، شرائع، دین وغیرہ۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور" یہ فقرہ بھی جب اضافت بیانیہ کے طور پر ہوگا تو نور سے مراد خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں گے جیسا کہ اول ما خلق اللہ نوری اور ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک میں نوری اور نور نبیک سے مراد خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور جب یہ فقرہ اضافت لامیہ

Marfat.com

کے معنی میں ہو تو اس وقت نور سے مراد چمک، دمک، روشنی ہے۔
(ج) فرشتوں کا نور" اس فقرہ میں نور سے مراد چمک، روشنی ہے۔ نور محمدی صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تک عالم امر میں جلوہ گر رہا اس وقت وہ جوہر منیر مجسم تھا پھر جب باذن الٰہی عالم شہادت کی طرف تشریف آوری کی تیاری ہوئی تو لباس بشریت سے متمثل ہوا اور نور مجسم بن کر رونق افروز ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں اور نہ صرف نور بلکہ منیر بھی ہیں اور جو انکار کرے اور کہے کہ حضور منیر نہیں ہیں وہ کافر مرتد ہے ملحد و زندیق ہے۔ قرآن عظیم کا منکر ہے اس لئے کہ قرآن مجید نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں سراجاً منیرًا کا اعلان کیا ہے۔ ظلمت جہالت سے جن کا ذہن ملوث و مشحون ہے ان کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور ماننے سے تنقیص لازم آتی ہوگی لیکن وہ لوگ جس کا قلب نور ایمان سے روشن ہے ان کے نزدیک حضور کو نور ماننے میں حضور کی شان وعظمت کا اعتراف ہے۔ وللہ الحمد اولاً و آخراً۔ قولہ۔ انا نبی والادم بین الماء والطین۔ یہ حدیث تصانیف علماء میں انا اور الآدم (معروف باللام) کے ساتھ مستعمل نہیں ہے بلکہ یوں مذکور ہے کنت نبیا وادم بین الماء والطین۔ حضرت امام ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کو قوی قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو موضوعات کبیر مطبوعہ مجتبائی دہلی ص۵۴ اور حضرت ملا علی قاری نے حدیث مذکور کی شاہد میں یہ حدیث پیش کی ہے۔ کنت نبیا وادم بین الروح والجسد اس حدیث کو امام احمد اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت یسرۃ الضخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو موضوعات کبیر ص۵۴ لولاک لما خلقت الافلاک یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ناقدین حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہاں اس کا معنی دوسری معتبر حدیث سے ضرور ثابت ہے چنانچہ دیلمی نے حدیث لولاک بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً یوں نقل کی ہے اتانی جبریل فقال ان اللہ یقول لولاک ماخلقت الجنۃ ولولاک ماخلقت النار۔ یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے جبریل نے حاضر ہو کر عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے پیارے رسول) اگر تم نہ ہوتے جنت کو نہ بناتا اور اگر تم نہ ہوتے میں دوزخ کو نہ بناتا۔ اور ابن عساکر نے بروایت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طویل حدیث نقل فرمائی جس کے آخر میں یہ ہے لولاک ماخلقت الدنیا یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے پیارے نبی! اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا جس حدیث کا متن قول ربانی اور ارشاد الٰہی ہو اسے حدیث قدسی کہتے ہیں۔ دیلمی اور ابن عساکر کی تخریج کردہ دونوں روایات حدیث قدسی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

استکتہٗ عبدالرحمن المعروف بعلی حسن النعیمی الاشرفی

Marfat.com

مسئلہ:۔ از عبداللہ رفیق کانپور

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں یا نہیں؟ اگر اسحٰق علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں تو عام لوگ اپنے مضمون اور بیان میں حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے ساتھ ان کا ذکر کیوں نہیں کرتے کیا وہ نبی نہیں تھے اور کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی کی۔ اور قربانی کس کی ہوئی؟ اہل کتاب حضرت اسحٰق علیہ السلام کی قربانی بتاتے ہیں۔ لہٰذا اس مسئلہ کو دلیلوں کے ساتھ تحریر فرمائیں کرم ہوگا؟

الجواب:۔ بیشک حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق علیہما السلام دونوں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے ساتھ حضرت اسحٰق علیہ السلام کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی نے ان کے ساتھ اپنے کسی مضمون و بیان میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کا ذکر نہ کیا تو عدم ذکر اس بات پر محمول نہ کیا جائے گا کہ صاحب مضمون و بیان کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کے نبی ہونے پر ایمان نہیں یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا صاحبزادہ ہونا اسے تسلیم نہیں بلکہ جمہور علماء کے نزدیک چونکہ قربانی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ہوئی۔ ذبیح اللہ یہی ہیں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کعبہ معظمہ کی تعمیر انھوں نے کی آب زمزم ان کے قدم مبارک کے نیچے جاری ہوا مکہ معظمہ ان کے سبب آباد ہوا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے نبی سید الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی نسل پاک سے پیدا ہوئے۔ یہ تمام یادگاریں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی سے متعلق ہیں کہ مسلمان روزانہ پانچ وقت ان کے بنائے ہوئے کعبہ کی طرف متوجہ ہوکر نماز پڑھتا ہے۔ ان کی قربانی کے سبب بے شمار جانوروں کی ہر سال قربانی کرتا ہے۔ لاکھوں مسلمان ہر سال مکہ شریف میں حاضر ہوکر ان کے بنائے ہوئے کعبہ معظمہ کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کرتے اور طواف کرتے ہیں۔ صفا و مروہ کے درمیان ان کے لئے پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سعی کرنے کے سبب سعی کرتے ہیں۔ ان کی قربان گاہ منٰی میں ٹھہرتے اور قربانی کرتے ہیں۔ ان کے لئے جاری شدہ آب زمزم کو پیتے ہیں اور سارے دنیا کے گوشے گوشے میں اسے پہونچاتے ہیں ان وجوہات کے سبب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر زیادہ ہونا فطری امر ہے جس سے کوئی عقل سلیم رکھنے والا انکار نہیں کر سکتا۔ برخلاف اس کے حضرت اسحٰق علیہ السلام سے کوئی خاص واقعہ متعلق نہیں اور اسلام میں ان کی کوئی یادگار نہیں اس لئے ان کا چرچا کم ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور قربانی کس کی ہوئی بیشک یہ مسئلہ اہل کتاب اور اہل اسلام کے درمیان مختلف فیہ ہے یہود و نصاریٰ اور کچھ اہل اسلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبیح اللہ نہیں تسلیم کرتے بلکہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح اللہ ٹھہراتے ہیں۔ لیکن جمہور اہل اسلام کے نزدیک قربانی کا واقعہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی سے متعلق ہے نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام سے جس کی تفصیل قرآن کریم میں اس طرح مذکور ہے وقال انی ذاھب الیٰ ربی سیھدین رب ھب لی من الصٰلحین، فبشرنٰہ بغلٰم حلیم، فلما بلغ معہ السعی قال یبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحك فانظر ماذا تریٰ قال یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصّٰبرین۔ فلما اسلما وتلہ للجبین ونادینٰہ ان یّٰابراھیم قد صدقت الرؤیا۔ انا کذٰلك نجزی المحسنین۔ ان ھٰذا لھو البلٰؤا المبین وفدینٰہ بذبح عظیم۔ وترکنا علیہ فی الاٰخرین سلٰم علیٰ ابراھیم کذٰلك نجزی المحسنین انہ من عبادنا المومنین وبشرنٰہ باسحٰق نبیا من الصّٰلحین ۰ (سورۂ الصّٰفّٰت پارہ ۲۳ رکوع ۷) اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا۔ الٰہی مجھے لائق اولاد دے تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہوگیا۔ کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کا حکم ہوتا ہے۔ خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا (اس وقت کا حال نہ پوچھ) اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک یہ روشن جانچ تھی۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دیکر اسے بچالیا۔ اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی۔ سلام ہو ابراہیم پر۔ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔ بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں۔ اور ہم نے اسے خوشخبری دی اسحٰق کی کہ غیب کی خبریں بتانے والا نبی ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں۔

ان آیات طیبات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وہ صاحبزادے جو دعا سے پیدا ہوئے وہی ذبیح اللہ ہوئے مگر ان کا نام مذکور نہیں۔ البتہ واقعہ کی تفصیل کے بعد حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بشارت ہے اس لئے کچھ اہل اسلام بھی حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح اللہ قرار دیتے ہیں لیکن جمہور اہل اسلام جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبیح اللہ مانتے ہیں ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انا ابن الذبیحین یعنی میں دو ذبیح کا بیٹا ہوں صححہ ابن الجوزی

Marfat.com

اور ایک اعرابی نے حضور کو یا ابن الذبیحین کہہ کر پکارا تو حضور نے تبسم فرمایا۔ اخرجہ الحاکم۔ جب لوگوں نے حضور سے ابن الذبیحین کی وجہ دریافت کی تو حضور نے فرمایا کہ ایک ذبیح تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں جو ہمارے آبائے کرام میں سے ہیں۔ اور دوسرے ذبیح ہمارے باپ حضرت عبداللہ ہیں کہ جب حضرت عبدالمطلب نذر پوری کرنے کے لئے انھیں ذبح کرنے چلے تو سو اونٹ کے فدیہ سے ان کی جان بچی اس طرح میں ابن الذبیحین ہوں۔ (تفسیر کبیر) معلوم ہوا کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام۔

(۲) حضرت اصمعی نے حضرت ابوعمرو بن العلا سے دریافت کیا کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں یا حضرت اسحٰق علیہ السلام؟ تو انھوں نے فرمایا اے اصمعی! تمہاری عقل کہاں ہے؟ حضرت اسحٰق علیہ السلام مکہ میں کب تھے وہ تو ملک شام میں تھے۔ مکہ معظمہ میں تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی تھے۔ انھوں نے اپنے باپ کے ساتھ کعبہ معظمہ کی تعمیر کی اور قربان گاہ مکہ ہی میں ہے۔ (تفسیر کبیر و معالم التنزیل) ثابت ہوا کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی ہیں۔

(۳) قال اللہ تعالیٰ اسمٰعیل وادریس وذاالکفل کل من الصٰبرین (پارہ ۱۷۔ رکوع ۶) خدائے تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو صابر فرمایا کہ انھوں نے ذبح پر صبر کیا اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کو کہیں صابر نہ فرمایا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں انہ کان صادق الوعد (پارہ ۱۶۔ رکوع ۷) یعنی وہ وعدہ کے سچے ہیں کہ انھوں نے ذبح پر صبر کرنے کا جو اپنے باپ سے وعدہ کیا تھا اس کو پورا فرمایا۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام۔

(۴) قال اللہ تعالیٰ فبشرناھا باسحٰق ومن وراء اسحٰق یعقوب (پارہ ۱۲۔ رکوع ۷) اس آیت کریمہ میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ولادت کی بشارت کے ساتھ ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بھی خبر دی گئی ہے تو اگر حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بارے میں ذبح کا حکم مانا جائے تو دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو ذبح کا حکم حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہوا یا بعد میں اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ذبح کا حکم مانا جائے تو صحیح نہیں۔ اس لئے کہ جب ان کی ولادت کی خبر پہلے دی جا چکی ہے تو بیٹے کی پیدائش سے پہلے باپ کے ذبح کا حکم دینا وعدۂ الٰہی کے خلاف ہوگا جو باطل ہے۔ اور اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کے بعد ان کے باپ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے لئے ذبح کا حکم مانا جائے تو یہ بھی باطل ہے اس لئے کہ آیت کریمہ فلما بلغ معہ السعی قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک (پارہ ۲۳۔ رکوع ۷) سے معلوم ہوا کہ ذبح کا واقعہ بیٹے کی کم عمری میں ہوا۔

Marfat.com

لہٰذا حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح اللہ ٹھہرانا صحیح نہیں۔

(۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ سے دعا کی رب ھب لی من الصّٰلحین (پارہ ۲۳۔رکوع ۷) یعنی اے میرے پروردگار مجھے نیک اور صالح اولاد عطا فرما۔ جس سے معلوم ہوا کہ دعا کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے کہ طلب حاصل محال ہے۔ اگر دعا کے وقت کوئی اولاد ہوتی تو یوں دعا فرماتے کہ پروردگار مجھے دوسری اولاد عطا فرما۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ دعا پہلے بیٹے کے لئے تھی اور سب مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام سے پہلے پیدا ہوئے (تفسیر کبیر) اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں صاحبزادوں کی پیدائش پر خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر پہلے کیا اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کا ذکر بعد میں۔ سورۂ ابراہیم میں ہے۔ الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمٰعیل واسحٰق (پارہ ۱۳۔ رکوع ۱۸) تفسیر جلالین میں ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس وقت پیدا ہوئے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۹۹ سال تھی اور جب آپ کی عمر ۱۱۲ سال ہوئی تو حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے اور تفسیر خازن ومعالم التنزیل میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب آپ کی عمر ۹۹ سال ہوئی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور ۱۱۲ سال کی عمر پر حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر جب ۱۱۷ برس کی ہوئی تو ان کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بشارت دی گئی۔

اور تفسیر کبیر میں ہے بعض لوگوں کے نزدیک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ۹۹ سال اور حضرت اسحٰق علیہ السلام ۱۱۲ سال کی عمر میں پیدا ہوئے اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۶۴ برس ہوئی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش ۹۰ سال کی عمر میں ہوئی۔ اور حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام ایک سو سترہ سال کی عمر کے بعد ہی پیدا ہوئے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ان اقوال کے مابین سال کی تعین میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن سب اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پہلے پیدا ہوئے یعنی ان کی ولادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ہوئی بلکہ اسی لئے ان کا نام اسمٰعیل پڑا۔ جیسا کہ تفسیر خازن ومعالم التنزیل میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اولاد کی دعا کرتے تھے اور کہتے تھے اسمع یا ایل یعنی اے خدا تعالیٰ سن لے۔ اس لئے کہ ایل سریانی زبان میں خدائے تعالیٰ کو کہتے ہیں تو جب خدائے تعالیٰ نے ان کی دعا سن لی اور صاحبزادے پیدا ہوئے تو ان کا نام وہی دعا کا جملہ اسمع یا ایل

Marfat.com

رکھا گیا جو کثرت استعمال سے اسمٰعیل ہو گیا۔

اور توارات میں ہے کہ حضرت اسمٰعیل دعوت ابراہیم ہیں۔ یعنی حضرت ابراہیم کی دعا سے پیدا ہوئے اسی بنا پر خدا نے ان کا نام اسمٰعیل رکھا کیونکہ عبرانی زبان میں اسمٰعیل دو لفظوں سے بنا ہے۔ اسمع اور ایل۔ اسمع کے معنی سننا اور ایل کے معنی خدا (تکوین اصحاح ۱۵۔۱۷۔۱۸)۔

ان حوالوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ قرآن کریم کی آیات مبارکہ رب ھب لی من الصّٰلحین فبشرناہ بغلم حلیم۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے متعلق ہیں پھر متصلاً فلما بلغ معی السعی سے واقعۂ ذبح کا بیان اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پہلوٹے ہیں اور قربانی کے وقت اکلوتے بھی اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے مطابق آپ حضرت اسحٰق علیہ السلام سے تیرہ سال بڑے تھے اور دوسری روایتوں کے لحاظ سے اٹھارہ یا چھبیس سال بڑے تھے۔ توارات میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس بیٹے کی قربانی کا حکم ہوا تھا اس کے بارے میں تصریح تھی کہ وہ اکلوتا ہو اور محبوب ہو۔ (تکوین اصحاح ۲۲۔ آیت ۱۲)

(۶) حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بشارت سورۂ "حجر" میں غلم علیم کے ساتھ ارشاد ہے انا نبشرك بغلم علیم (پارہ ۱۴ رکوع ۴) یعنی ہم آپ کو علم والے بچے کی بشارت دیتے ہیں۔ اور سورہ "ذاریات" میں ہے کہ فرشتوں نے ان کی ولادت کی بشارت غلم علیم کے ساتھ دی۔ ارشاد ہے۔ وبشروہ بغلم علیم (پارہ ۲۶ رکوع آخر) یعنی فرشتوں نے انھیں علم والے بچے کی بشارت دی مگر جس بچے کی قربانی ہوئی اس کی بشارت غلم حلیم کے ساتھ ہے۔ ارشاد ہے فبشرناہ بغلم حلیم (پارہ ۲۳ رکوع ۷)، یعنی ہم نے اس کو متحمل مزاج بچے کی بشارت دی۔

معلوم ہوا کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام صفت علم سے متصف ہوئے اور دوسرے صاحبزادے جن کی قربانی ہوئی وہ صفت حلم سے متصف ہوئے۔ لہٰذا حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح اللہ ٹھہرانا صحیح نہیں۔

(۷) سورۂ "الصّٰفّٰت" کی آیات میں واقعہ ذبح سے پہلے فرمایا فبشرناہ بغلم حلیم پھر بعد میں فرمایا وبشرناہ باسحٰق نبیا من الصلحین یعنی دوسری آیت کا پہلی آیت پر عطف ہے اور معطوف و معطوف علیہ میں مغایرت ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ ذبح کا واقعہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے غیر یعنی دوسرے صاحبزادے

Marfat.com

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے متعلق ہے۔

(۸) جو مینڈھا کہ فدیہ میں ذبح کیا گیا تھا اس کی سینگ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کے قبضہ میں تھی جو کعبہ میں لٹکائی ہوئی تھی۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں یزیدی حملہ سے جل گئی اس کے بارے میں اخبار کثیرہ ہیں (تفسیر کبیر) حضرت شعبی نے فرمایا کہ مینڈھا کی سینگ ہم نے کعبہ میں لٹکی ہوئی دیکھی۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ ابتدائے اسلام میں مینڈھا کا سر اپنی دونوں سینگوں کے ساتھ کعبہ میں لٹکا ہوا تھا۔ جو سوکھا ہوا تھا (تفسیر خازن و معالم التنزیل)

معلوم ہوا کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور حضرت اسحٰق علیہ السلام ذبیح اللہ ہوتے تو مینڈھا کی سینگ ملک شام میں ان کی اولاد بنی اسرائیل کے قبضہ میں ہوتی۔

(۹) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل اور ان کی ملت کے متبعین میں قربانی کی متعدد یادگاریں آجتک پائی جا رہی ہیں۔ توراۃ میں ہے کہ جو بچہ خدا کی نذر کر دیا جاتا اس کے سر کے بال چھوڑ دئے جاتے پھر معبد کے پاس مونڈے جاتے تھے (قضاۃ اصحاح ۱۳۔۱۴) تو مسلمان حج و عمرہ کا احرام باندھتے ہی بال کے مونڈنے کترنے اور اکھاڑنے سے رک جاتا ہے پھر حج و عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد ہی مونڈاتا یا کترواتا ہے۔

اور توراۃ میں ہے کہ جب خدا نے حضرت ابراہیم کو قربانی کا حکم دینا چاہا تو پکارا اے ابراہیم! تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ میں حاضر ہوں (تکوین اصحاح ۲۲ آیت ۱) تو مسلمان حج یا عمرہ کا احرام باندھتے ہی پکارتا رہتا ہے لبیک لبیک یعنی میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔

اور صاحبزادے کے بدلے جانور ذبح ہوا تو حج قران و تمتع کرنے والوں پر اور چند شرطوں کے ساتھ ہر صاحب استطاعت مسلمان پر ہر سال قربانی واجب کی گئی۔ حدیث شریف میں ہے سنۃ ابیکم ابراھیم۔ یعنی قربانی تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے (احمد ابن ماجہ)

قربانی کی یہ تمام یادگاریں مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں نہ کہ بنی اسرائیل میں۔ اگر حضرت اسحٰق علیہ السلام کی قربانی ہوئی ہوتی تو اس کی یادگاریں بنی اسرائیل میں ضرور پائی جاتیں۔ معلوم ہوا کہ ذبیح اللہ حضرت اسحٰق علیہ السلام نہیں ہیں۔ ذبح کا واقعہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی سے متعلق ہے۔ اور بنی اسرائیل صرف بغض و عناد سے ان کے ذبیح ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

Marfat.com

(۱۰) خدائے تعالیٰ نے واقعۂ ذبح میں فرمایا فلما اسلما یعنی تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھ دی۔ اسلما کا مصدر اسلام ہے جس کے معنی فرمانبردار ہونا۔ کسی کی بات ماننا۔ تو ذبح کا حکم دونوں کے مان لینے کو خدائے تعالیٰ نے اسلما سے تعبیر فرمایا یعنی ان دونوں کو مسلم قرار دیا۔ پھر اس عظیم کارنامہ کے صلہ میں ان کے وارثین ومتبعین کا نام مسلمان رکھا کہ اعزازی نام نسلاً بعد نسل چلتا رہتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے ھُوَ سَمّٰکُمُ المسلمین من قبل وفی ھذا (پارہ ۱۷۔ آخری آیت) تفسیر جلالین میں ہے ای قبل ھذا الکتاب وفی ھذا القرآن تو آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ خدائے تعالیٰ نے اس کتاب سے پہلے اور اس قرآن میں تمہارا نام مسلمان رکھا۔

لہٰذا قربانی کے اعزاز میں ملا ہوا خطاب مسلمان جن کے وارثین ومتبعین کا ہو وہی ذبیح اللہ ہیں اور وہ ذبیح اللہ نہیں ہیں کہ جن کے وارثین ومتبعین اپنے کو بنی اسرائیل اور یہود ونصاریٰ وغیرہ دوسرے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

تلک عشرۃ کاملۃ منصف مزاج کے لئے یہ دس دلیلیں کافی ہیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۴ ؍ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مسئلہ:۔ از شمشیر احمد انصاری محلہ کریم الدین پور گھوسی۔ ضلع اعظم گڈھ

حضرت خضر علیہ السلام ولی تھے یا نبی؟ اگر ولی تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام منصب نبوت پر فائز ہوتے ہوئے ان کے سامنے کیسے پریشان تھے جبکہ امتی اپنے نبی کا محتاج ہوا کرتا ہے۔ یا پھر دوسرے موسیٰ تھے جو نبی نہ تھے؟ اور اگر جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام مراد ہیں تو ایک ولی کے سامنے نبی کے پریشان ہونے کا کیا سبب ہے؟ بالتفصیل جواب سے بحوالہ کتب مطلع فرمائیں۔

باسمہ تعالیٰ والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب حضرت خضر علیہ السلام ولی تھے یا نبی؟ اس میں مفسرین کرام کا بڑا اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے کہا وہ اکثر کے نزدیک نبی نہیں تھے جیسا کہ تفسیر خازن و معالم التنزیل میں آیت کریمہ اتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما کے تحت ہے لم یکن الخضر نبیا عند اکثر اھل العلم اور تفسیر جلالین میں ہے اتیناہ رحمۃ من عندنا نبوۃ فی قول وولایۃ

Marfat.com

فی الخضر وعلیہ اکثر العلماء مگر حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ اکثر کے نزدیک نبی ہیں اور علامہ سلیمان جمل لکھتے ہیں صحیح یہ ہے کہ وہ نبی ہیں جیسا کہ تفسیر کبیر جلد خامس ص۵۱۴ میں ہے قال الاکثرون ان ذلک العبد کان نبیا اور تفسیر جمل میں ہے۔ اختلف فی الخضر اھو نبی اورسول او ملک او ولی والصحیح انہ نبی اور خضر علیہ السلام نبی ہوں یا غیر نبی بہر صورت بعض علوم میں وہ ایک نبی سے بڑھ سکتے ہیں اس لئے کہ جن علوم پر نبوت موقوف نہیں ان علوم میں نبی سے بڑھ کر غیر نبی ہو سکتا ہے جیسا کہ حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یجوز ان یکون غیر النبی فوق النبی فی علوم لاتتوقف علیہا نبوتہ (تفسیر کبیر جلد پنجم ص۵۱۵) اور بعض علوم جو حضرت خضر علیہ السلام کو حاصل تھے اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے نہیں جانتے تھے مگر جو علوم کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھے حضرت خضر علیہ السلام بھی اس سے واقف نہیں تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا یاموسیٰ انی علی علم من علم اللہ علمنیہ لاتعلمہ انت وانت علی علم من علم اللہ علمک اللہ لا اعلم۔ (بخاری شریف جلد ثانی ص۶۸۸) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے سامنے پریشان نہیں تھے بلکہ متعجب تھے اور اس کی وجہ علم الاسرار سے عدم وقوف ہے۔ ھٰذا ما عندی وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۵ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ:۔ از عبدالرزاق موضع کسوار پوسٹ دلدلہ ضلع بستی

زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے لیکن قیامت کے دن مردوں کو زندہ نہ کرے گا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونا یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن مردوں کو زندہ نہ کرے گا کفر ہے کہ قرآن کریم کی بہت سی آیتوں کا انکار ہے۔ پارہ ۱۸، سورۂ مومنون کے پہلے رکوع میں ہے ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون اور پارہ ۲۳، سورۂ یٰسٓ کے آخری رکوع میں ہے قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ اور پارہ ۲۴، سورۂ زمر کے ساتویں رکوع میں ہے ثم نفخ فیہ اخریٰ فاذا ھم قیام ینظرون اور پارہ ۳۰، سورۂ نبا کے پہلے رکوع میں ہے یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا۔ رئیس الفقہا ملا جیون رحمۃ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ اعتقادہٗ واجب منکرہ کافر۔ یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا عقیدہ واجب ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۴۳۳) اور بہار شریعت حصہ اول میں ہے "جو کہے صرف روحیں اٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے وہ بھی کافر ہے۔ لہٰذا شخص مذکور پر اس کفری عقیدہ سے توبہ کرنا فرض ہے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب لوگ اس کا اسلامی بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۴، شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

مسئلہ:۔ از جمال الدین موضع کودر پوسٹ دھرگی ضلع ہزاری باغ (بہار)

قیامت کے آثار میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے منارے پر اتریں گے اور امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے اور شادی بھی فرمائیں گے اور اولاد بھی ہوگی۔ اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور میں دفن ہوں گے۔ زید کہتا ہے کہ اس پر میرا ایمان ہے اور بکر کہتا ہے کہ میں ان باتوں کو نہیں مانتا۔ تو زید کا قول احادیث کریمہ سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور بکر کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب:۔ زید کا قول احادیث کریمہ معتبرہ سے ثابت ہے اور بکر جو مذکورہ باتوں کو نہیں مانتا وہ گمراہ ہے اس پر توبہ لازم ہے وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۷، شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ

مسئلہ:۔ از عبد الرحمٰن قادری موضع پڑولی پوسٹ ٹھوٹی باری۔ ضلع گورکھپور

مردہ قبر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے پہچانے گا جبکہ کبھی دیکھا نہیں اور سلسلۂ چشتیہ والوں کا کہنا ہے کہ اپنے پیر کی شکل میں حضور تشریف لائیں گے۔ اور جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے لہٰذا وہ جہنمی یقینی ہے تو اس میں کیا اصل ہے؟

الجواب:۔ مردہ جبکہ مومن ہوگا تو بتوفیق الٰہی وہ قبر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچان لے گا اگرچہ اس نے کبھی دیکھا نہیں ہے۔ اور اگر کافر ہے تو نہیں پہچان سکے گا اگرچہ اس نے دیکھا ہو۔ اور یہ کہنا غلط ہے کہ قبر میں حضور اپنے پیر کی شکل میں تشریف لائیں گے۔ ایسی بات کوئی جاہل کہہ سکتا ہے۔ سلسلۂ چشتیہ کا کوئی ذمہ دار بزرگ ایسی بات ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ اور بیشک جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان

Marfat.com

ہے ایسا ہی اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے ارشادات سے ثابت ہے۔ عوارف المعارف میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں روی عن ابی یزید انہ قال من لم یکن لہ استاذ فامامہ الشیطٰن۔ یعنی حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے۔ لیکن مرشد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مرشد عام کہ کلام اللہ وکلام الرسول وکلام ائمہ شریعت وطریقت وکلام علمائے دین اہل رشد وہدایت ہے۔ اسی سلسلۂ صحیحہ پر عوام کا ہادی کلام علماء، علماء کا رہنما کلام ائمہ، کلام ائمہ کا مرشد کلام رسول اور کلام رسول کا پیشوا کلام اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ دوسرے مرشد خاص کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ، صحیح الاعمال، جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔ لہٰذا جو شخص کسی مرشد خاص کا مرید نہیں ہے اس کا مرشد مرشد عام ہے اگر وہ علمائے کرام واولیائے عظام کا سچے دل سے معتقد ہے تو نہ وہ بے پیرا ہے نہ اس کا پیر شیطان۔ حضرت ابوالحسن نورالملۃ والدین علی قدس سرہٗ بہجۃ الاسرار شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہوگا فرمایا۔ من انتمیٰ الی وتسمی لی قبلہ اللہ تعالیٰ وتاب علیہ ان کان علی سبیل مکروہ وھو من جملۃ اصحابی وان ربی عزوجل وعدنی ان یدخل اصحابی واھل مذھبی وکل محب لی فی الجنۃ یعنی جو اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا۔ اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور بیشک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں، ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ ھذا خلاصۃ ماقال الامام احمد رضا البریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی فی فتاواہ۔ وھو اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۶؍ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: از۔ عبدالرزاق موضع کسوار پوسٹ دلدلہ ضلع بستی (یوپی)

(۱) روح کا منکر کیسا ہے؟

(۲) نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ کے درمیان جو چالیس سال کی مدت ہوگی کیا اسے بھی قیامت کا کہیں گے؟ اور اگر کہتے ہیں تو اس چالیس سالہ مدت کو قیامت کا دن نہ ماننے والا از روئے شرع کیسا ہے؟

Marfat.com

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ روح کہ جس سے انسان زندہ رہتا ہے اس کا منکر گمراہ و بدمذہب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قل الروح من امر ربی۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) لفظ قیامت مصدر ہے جس کے لغوی معنی کھڑے ہونے کے ہیں اور چونکہ محشر کے دن مردے زندہ ہو کر کھڑے ہوں گے اس لئے اسے قیامت کا دن کہتے ہیں۔ غیاث اللغات میں ہے قیامت بکسر اول مصدر ست بمعنی قائم شدن وقیامت معروف را قیامت ہمیں سبب گویند کہ دراں وقت مردگاں زندہ شدہ قیام خواہند کرد۔ اور چونکہ قیامت بمعنی مصیبت بھی مستعمل ہے اس لئے نفخۂ اولیٰ کو بھی قیامت کہتے ہیں۔ بہار شریعت حصہ اول ص۳۲ میں ہے "جب قیام قیامت کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی جو لوگوں کے بغلوں کے نیچے سے گذرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے۔ اور انھیں پر قیامت قائم ہوگی"۔ اور اسی کتاب کے اسی حصہ ص۲۸ پر ہے "جسم اگرچہ گل جائے جل جائے خاک ہو جائے مگر اس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے وہ مورد عذاب و ثواب ہوں گے اور انھیں پر روز قیامت دوبارہ ترکیب جسم فرمائی جائے گی"۔ معلوم ہوا کہ نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ اور ان دونوں کے درمیان سب قیامت ہے درمیانی مدت کو قیامت نہ ماننے والا جاہل ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۶ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ از شاہ محمد قادری امام مسجد ماماری پوسٹ ومقام چپلون رتناگیری (مہاراشٹرا)

امداد اللہ مہاجر مکی، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، بانی مدرسہ دیوبند، خلیل احمد انبیٹھی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان، حسین احمد اجودھیاباشی، مرتضیٰ حسن دربھنگی، خواجہ حسن نظامی، الیاس احمد کاندھلوی بانی تبلیغی جماعت اور مولانا ابوالکلام آزاد۔ ان سب کے عقائد کیسے تھے۔ ان لوگوں کو اکابر اولیا سمجھنا کیسا ہے؟ ان سب کو مسلمان جاننا یا جاننے والوں کو مسلمان جاننا کیسا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں اور اقوال بزرگاں سے ثابت کریں۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ ہمارے علم میں حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا کوئی کفر اور گمراہی ثابت نہیں۔ بلکہ وہابی دیوبندی اگر حاجی صاحب کے "فیصلہ ہفت مسئلہ" کو مان لیں تو سنی اور وہابی کے درمیان کئی اختلافی مسئلہ کا خاتمہ ہو جائے۔ رہے مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی

Marfat.com

اور خلیل احمد انبیٹھی تو یہ لوگ اپنی عبارات کفریہ قطعیہ مندرجہ حفظ الایمان ص۸ تحذیر الناس ص۳، ۱۴، ۲۸ اور براہین قاطعہ ص۵۱ کی بنا پر مطابق فتویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کافر و مرتد ہیں اس طرح کہ جو ان کی کفریات پر یقینی اطلاع پانے کے باوجود انھیں مسلمان سمجھے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی مسلمان نہیں۔ اور اسمٰعیل دہلوی کی چونکہ توبہ مشہور ہے اس لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اسے کافر کہنے سے کف لسان کیا ہے۔ اور حسین احمد ایودھیا باشی، مرتضیٰ حسن دربھنگی، حسن نظامی، الیاس کاندھلوی اور ابو الکلام آزاد یہ سب عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ رکھتے تھے اس لئے ان میں سے بعض کے لئے کفریات ثابت ہیں اور بعض اگر کافر و مرتد نہیں تو کم از کم گمراہ ضرور ہیں جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے ان سب کو صحیح مسلمان جاننے والا جاہل نہیں تو گمراہ ہے اور گمراہ نہیں تو جاہل ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ : عزیز احمد بیگ رضوی خطیب مسجد اعظم بنگالی اسٹریٹ ویرو جیٹ کرناٹک

(۱) مولینا الیاس صاحب کاندھلوی کے عقائد کیسے تھے اور انھوں نے جو جماعت بنائی اور نام تبلیغی جماعت رکھا اس جماعت کا قیام کیسا ہے۔ اس جماعت کے چلے کو جانا اور اس جماعت کے اجتماع میں بیٹھنا ان کے ساتھ گشت کرنا کیسا ہے۔ جبکہ اس اجتماع میں وہ کتاب جس کا نام تبلیغی نصاب ہے جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں نقل کی گئی ہیں پڑھتے ہیں۔ اس کے سننے کے لئے بیٹھنے میں کیا حرج ہے۔ شان رسالت میں گستاخی اسمٰعیل دہلوی اشرف علی تھانوی وغیرہم نے کی۔ مولانا الیاس صاحب کی ذات توہین رسول سے بری ہے ان کی جماعت کا کام صرف کلمہ نماز کی تبلیغ ہے۔ جبکہ سرکار نے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا حکم ہر مسلمان کے لئے فرمایا ہے اس جماعت میں شرکت صحیح ہے یا نہیں۔ تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(۲) ایک صحیح العقیدہ سنی امام کو رضا خانی کہہ کر قبر پرست ہونے کا الزام لگانا مشرک قرار دینا اور اس کے پیچھے نماز نہ ہونے کا فتویٰ کیسا ہے؟

الجواب : اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

(۱) مولوی الیاس کے عقائد وہی تھے جو مولوی اشرف علی تھانوی کے تھے اور مولوی اشرف علی تھانوی کے عقائد کفری تھے جیسا کہ ان کی کتاب حفظ الایمان ص۸ سے ظاہر ہے جس کے سبب مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ اور ہند و پاکستان وغیرہ کے سیکڑوں علمائے کرام ومفتیان عظام نے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں مولوی اشرف علی تھانوی کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا اور تحریر فرمایا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اور مولوی الیاس کاندھلوی

Marfat.com

کی تبلیغی جماعت کا مقصد چونکہ اشرف علی تھانوی اور رشید احمد گنگوہی وغیرہ کی کفری تعلیم کی نشرواشاعت اور مسلمانان اہلسنت کو وہابی بنانا ہے اس لئے اس کا قیام ناجائز ہے تبلیغی جماعت کے چلے کو جانا۔ اس کے اجتماع میں بیٹھنا اور ان کے ساتھ گشت کرنا جائز نہیں کہ دین و ایمان کے لئے زہر قاتل ہے۔ اور تبلیغی نصاب جو اجتماع میں پڑھا جاتا ہے اگرچہ اس کی سب باتیں غلط نہیں ہیں کہ اس میں قرآن مجید کی آیتیں اور حدیثیں بھی ہیں۔ مگر بدمذہب و گمراہ سے قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنا بھی جائز نہیں۔ مسلم شریف کی حدیث ہے انظروا عمن تاخذون دینکم یعنی جس سے اپنے دین کا علم حاصل کرو سے دیکھ لو کہ گمراہ و بدمذہب تو نہیں ہیں۔ مشکوٰۃ شریف ص ۳۷) مولوی الیاس کاندھلوی کی ذات اگرچہ بظاہر توہین رسول سے بری ہے لیکن جب وہ مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ توہین رسول کرنے والوں کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور ان کی تائید کرتے ہیں تو وہ بھی مجرم ہیں۔ صرف ظاہر میں ان کی جماعت کا کام کلمہ و نماز کی تبلیغ ہے حقیقت میں مسلمانان اہلسنت کو وہابی بنانا ہے اس لئے اس جماعت میں شریک ہونا حرام و ناجائز ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) سنی صحیح العقیدہ امام کو رضا خانی کہہ کر قبر پرست و مشرک قرار دینا اور اس کے پیچھے نماز نہ ہونے کا فتویٰ دینا سراسر غلط اور باطل ہے بلکہ کفر ہے کہ سنی صحیح العقیدہ کو بلاوجہ مشرک کہنا خود شرک و کفر میں مبتلا ہونا ہے اس لئے کہ سنی قبر کو پوجتا نہیں ہے بلکہ اس کی زیارت کرتا ہے۔ اور قبروں کی زیارت کا حضور نے خود حکم فرمایا ہے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا یعنی میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں) ان کی زیارت کیا کرو (مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۴) یہاں تک کہ حضور نے فرمایا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے (دار قطنی بیہقی) اسی لئے ساری دنیا کے مسلمان قبر مبارک کی زیارت کرتے ہیں۔ لہذا قبر کی زیارت کرنے والے کو قبر پرست کہہ کر اسے مشرک قرار دینا ساری دنیا کے مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانا ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

مسئلہ :- از۔ تراب علی رضوی جامع مسجد شیموگہ (کرناٹک)

عقائد و خیالات کے اعتبار سے مودودی جماعت و جماعت اسلامی ہند میں کیا فرق ہے؟ اور ایسے عقائد

Marfat.com

والے مسلمان ہیں یا کافر نیز ان کو مساجد کا امام یا مؤذن یا متولی بنانا یا شادی بیاہ کا معاملہ کرنا قاضی نکاح بنانا۔ ان کی مجالس و اجتماعات میں شریک ہونا ان کی کتابیں پڑھنا پڑھانا ان کے ساتھ سلام و کلام کھانا پینا دوستی و محبت کا رشتہ قائم کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اللھم ہدایۃ الحق والصواب مودودی جماعت اور جماعت اسلامی ہند میں کوئی فرق نہیں کہ عقائد و خیالات کے اعتبار سے یہ دونوں جماعتیں ایک ہیں علمائے اہلسنت نے تفہیمات وغیرہ کی کفری عبارتوں کے سبب اس جماعت کے بانی ابو الاعلیٰ مودودی کو کافر قرار دیا ہے جس کی تفصیل مفتی محبوب علی خاں علیہ الرحمہ کے رسالہ "مودودی عقائد معروف کفریات" میں ہے لہذا جو لوگ مودودی کی کفری عبارتوں پر یقینی اطلاع پاکر بھی اسے مسلمان جانتے ہوں وہ بھی اسی کے حکم میں ہیں۔ اور جن لوگوں کو مودودی کفریات کی یقینی اطلاع نہیں مگر ان کا طریقہ کار مودودیوں اور وہابیوں کی طرح ہے وہ گمراہ اور بدمذہب ہیں۔ ان کو مساجد کا امام بنانا یا مؤذن و متولی بنانا ان کے ساتھ شادی بیاہ کا معاملہ کرنا، ان سے نکاح پڑھوانا۔ ان کی مجالس و اجتماعات میں شرکت کرنا۔ ان کی کتابیں پڑھنا پڑھانا۔ ان سے کسی قسم کا اسلامی تعلق رکھنا شرعاً ناجائز ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کا بائیکاٹ کریں۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین (پارہ ۷، رکوع ۱۴) اس آیت کریمہ کے تحت حضرت ملا جیون علیہ الرحمہ تفسیرات احمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں ان القوم الظلمین یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع اھ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحواھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم یعنی بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اگر مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں۔ ان سے ملاقات ہو تو ان سے سلام نہ کرو۔ ان کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے ساتھ نہ پانی پیو۔ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ۔ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھو (مسلم شریف) اور اس حدیث کو ابو داؤد نے حضرت ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے حضرت جابر سے اور عقیل و ابن حبان نے حضرت انس سے بھی روایت کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ وھو تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۹ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

Marfat.com

مسئلہ:۔ از۔ محمد طاہر پاشاہ بنکاپور (کرناٹک)

بعض لوگ ابن تیمیہ کی بہت تعریف کرتے ہیں تو ابن تیمیہ کون تھا اور اس کے خیالات کیسے تھے؟ بینوا توجروا

الجواب: بعون المولیٰ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ۔ جو لوگ ابن تیمیہ کی بہت تعریف کرتے ہیں یا تو وہ لوگ گمراہ و بدمذہب ہیں اور یا تو انھیں ابن تیمیہ کے بارے میں صحیح معلومات نہیں کہ وہ گمراہ و بدمذہب آدمی تھا اس نے بہت سے مسائل میں خرق اجماع کیا اور دین میں بہت سے فتنے پیدا کئے جیسا کہ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے۔ اعلم انہ خالف الناس فی مسائل نبہ علیھا التاج السبکی وغیرہ۔ فمما خرق فیہ الاجماع قولہ ان طلاق الحائض لایقع وکذا الطلاق فی طہر جامع فیہ۔ وان الصلاۃ اذا ترکت عمدًا لایجب قضاءھا۔ وان الحائض یباح لھا الطواف بالبیت ولاکفارۃ علیھا۔ وان الطلاق الثلاث یرد الی واحدۃ۔ وان المائعات لاتنجس بموت حیوان فیھا کالفارۃ۔ وان الجنب یصلی تطوعہ باللیل ولایؤخرہ الی ان یغتسل قبل الفجر وان کان بالبلد۔ وان مخالف الاجماع لایکفر ولایفسق۔ وان ربنا محل الحوادث۔ وقولہ بالجسمیۃ والجھۃ والانتقال وانہ بقدر العرش لااصغر ولااکبر۔ وقال ان النار تفنی۔ وان الانبیاء غیر معصومین وان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاجاہ لہ ولایتوسل بہ۔ وان انشاء السفر الیہ بسبب الزیارۃ معصیۃ لاتقصر الصلاۃ فیہ وسیحرم ذلک یوم الحاجۃ ملسۃ الی شفاعتہ اھ تلخیصا۔ یعنی ابن تیمیہ نے بہت سے مسائل میں علمائے حق کی مخالفت کی ہے جس کی نشاندہی حضرت امام تاج الدین سبکی وغیرہ نے کی ہے۔ تو جن مسائل میں اس نے خرق اجماع کیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔ حالت حیض میں اور جس طہر میں ہمبستری کی ہے طلاق نہیں واقع ہوتی اور نماز اگر قصدًا چھوڑ دی جائے تو اس کی قضا واجب نہیں۔ اور بحالت حیض میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنا جائز ہے اور کوئی کفارہ نہیں اور تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔ اور تیل وغیرہ پتلی چیزیں چوہا وغیرہ کے مرنے سے نجس نہیں ہوتیں اور بعد ہمبستری غسل کرنے سے پہلے رات میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ شہر میں ہو اور جو شخص اجماع امت کی مخالفت کرے اسے کافر و فاسق نہیں قرار دیا جائے گا۔ اور خدائے تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے جسم ہونے اور اس کے لئے جہت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا قائل ہے اور کہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بالکل عرش کے برابر ہے نہ اس سے چھوٹا ہے نہ بڑا۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ جہنم فنا ہو جائے گی۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

کا کوئی مرتبہ نہیں ہے ان کو وسیلہ نہ بنایا جائے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا گناہ ہے ایسے سفر میں نماز کی قصر جائز نہیں جو شخص ایسا کرے گا وہ حضور کی شفاعت سے محروم رہے گا نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات۔

انھیں عقائد کی بنیاد پر جب خاتم الفقہا والمحدثین حضرت شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ذکر کیا گیا کہ ابن تیمیہ نے متاخرین صوفیہ پر اعتراض کیا ہے تو انھوں نے فرمایا۔ ابن تیمیہ عبد خذلہ واضلہ واعماہ واصمہ واذلہ۔ وبذلک صرح الائمۃ الذین بینوا فساد احوالہ وکذب اقوالہ ومن اراد ذلک فعلیہ بمطالعۃ کلام الامام المجتہد المتفق علی امامتہ وجلالتہ وبلوغ مرتبۃ الاجتہاد ابی الحسن السبکی وولدالتاج والشیخ الامام العزبن جماعۃ واھل عصرھم وغیرھم من الشافعیۃ والمالکیۃ والحنفیۃ۔ ولم یقصر اعتراضہ علی متاخری الصوفیۃ بل اعتراض علی مثل عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ والحاصل ان لایقام لکلامہ وزن بل یرمی فی کل وعر وحزن ویعتقد فیہ انہ مبتدع ضال ومضل جاھل غال۔ عاملہ اللہ بعدلہ واجارنا من مثل طریقتہ وعقیدتہ وفعلہ آمین اھ) یعنی ابن تیمیہ ایسا شخص ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسے نامراد کر دیا اور گمراہ فرما دیا اور اس کی بصارت وسماعت کو سلب فرمالیا اور اس کو ذلت کے گڈھے میں گرادیا۔ اور ان باتوں کی تصریح ان اماموں نے فرمائی ہے جنھوں نے اس کے احوال کے فساد اور اس کے اقوال کے جھوٹ کا پول کھولا ہے۔ جو شخص ان باتوں کا تفصیلی علم حاصل کرنا چاہے اسے لازم ہے کہ وہ اس امام کے کلام کا مطالعہ کرے۔ جن کی امامت وجلالت پر سب علمائے کرام کا اتفاق ہے اور جو مرتبہ اجتہاد پر فائز ہیں یعنی حضرت ابوالحسن سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت تاج الدین سبکی کے فرزند اور حضرت شیخ امام عز الدین بن جماعہ اور ان کے ہمعصر شافعی، مالکی اور حنفی علماء کی کتابوں کو پڑھے اور ابن تیمیہ کے اعتراضات فقط متاخرین صوفیہ ہی پر نہیں بلکہ وہ تو اس قدر حد سے بڑھ گیا کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب اور امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسی مقدس ذاتوں کو بھی اپنے اعتراضات کا نشانہ بنا ڈالا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابن تیمیہ کی بکواسوں کا کوئی وزن نہیں بلکہ وہ اس قابل ہیں کہ گڈھوں اور کوؤں میں پھینک دی جائیں۔ اور ابن تیمیہ کے بارے میں یہی اعتقاد رکھا جائے کہ وہ بدعتی، گمراہ۔ دوسروں کو گمراہ کرنے والا۔ جاہل اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس سے انتقام لے اور ہم سب لوگوں کو اس کی راہ اور اس کے عقائد سے اپنی پناہ میں

Marfat.com

رکھے۔ آمین (فتاوی حدیثیہ) اور عارف باللہ حضرت شیخ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں ابن تیمیہ من الحنابلہ وقد رد علیہ ائمۃ مذہبہ حتی قال العلماء انہ الضال المضل اھ۔ یعنی ابن تیمیہ حنبلی کہلاتا تھا۔ حالانکہ اس مذہب کے اماموں نے بھی اس کا رد کیا ہے۔ یہانتک کہ علماء نے فرمایا کہ وہ گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ (صاوی جلد اول ص ۹۶) وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۲ر شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

مسئلہ:۔ از فقیر ابوالقمر غلام رضوی قادری غفرلہ موتی گنج گونڈہ

عمرو جو کہ روزہ نماز کا پابند ہو بزرگان دین کا فاتحہ قیام وسلام کا بھی قائل ہو۔ لیکن دیوبندی وہابی وغیرہ کے پیچھے نماز پڑھتا ہو اور یہ کہتا ہو سب فرقے حق پر ہیں کسی کو بھی برا نہیں کہنا چاہئے ہمارے دین نے کسی کو بھی برا کہنے کو نہیں کہا تو کیا عمرو حق پر ہے عمرو کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: عمرو باطل پر ہے اس لئے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ستفترق امتی ثلثا وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ یعنی عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ باقی سب جہنمی ہوں گے۔ لہٰذا عمرو کا یہ کہنا کہ سب حق پر ہیں گمراہی ہے۔ اور اگر دیوبندی وہابی کے عقائد کفریہ پر یقینی اطلاع پانے کے باوجود انھیں حق پر سمجھتا ہے اور مسلمان جان کر ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو بمطابق فتاوی حسام الحرمین کافر ہے۔ نماز کا پابند ہونا۔ بزرگان دین کا فاتحہ دلانا اور قیام و سلام وغیرہ کا قائل ہونا اسے کافر ہونے سے نہیں بچائے گا۔ اور عمرو نے جو یہ کہا کہ ہمارے دین نے کسی کو بھی برا کہنے کو نہیں کہا ہے تو وہابیوں کا خود ساختہ دین ضرور بُرے کو برا کہنے سے روکتا ہے۔ لیکن مذہب اسلام کافر کو کافر کہنے اور سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخوں کو برا کہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ میں کافروں کو کافر کہنے کا حکم دیا۔ اور ابولہب، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش نے جب حضور کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کی تو حضور نے انھیں کوئی جواب نہ دیا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی برائی میں آیت کریمہ نازل فرمائی جس سے ثابت ہوا کہ ہمیں کوئی برا کہے اور ہماری شان میں گستاخی کرے تو جواب نہ دینا سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور اگر حضور کی شان میں بے ادبی کرے تو اسے سختی کے ساتھ جواب دینا اور برا کہنا طریقۂ الٰہیہ ہے بحمدہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

ہم اہلسنت وجماعت سنت رسول اور سنت الہیہ دونوں پر عمل کرتے ہیں کہ ہمیں کوئی برا کہتا ہے تو ہم خاموش رہتے ہیں لیکن جب سرکار کی شان میں توہین کرتا ہے تو اسے منہ توڑ جواب دیتے ہیں لیکن قوم وہابیہ خذلھم اللہ تعالیٰ اس کے بالکل برعکس کرتے ہیں یعنی انہیں کوئی گالی دیتا ہے تو وہ بھی اسے گالی دیتے ہیں اور لڑنے جھگڑنے کو تیار ہوتے ہیں لیکن جب سرکار کی شان میں کوئی گستاخی کرتا ہے تو خاموش رہتے ہیں بلکہ گستاخی کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں اور جواب دینے والے کو جھگڑالو فسادی قرار دیتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ انہیں سمجھے اور مذہب حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۲۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

مسئلہ: از رعب علی القادری۔ پیرولی بازار۔ ضلع گورکھپور

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی سب ناری۔ اور غنیۃ الطالبین میں ان ۷۲ گمراہ فرقوں کا ذکر ہے لیکن ان میں قادیانی اور وہابی وغیرہ کا کہیں نام نہیں جس سے زید یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ زمانۂ موجودہ کے تمام فرقے فرضی ہیں۔ گمراہ نہیں تو اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد حق ہے اور غنیۃ الطالبین میں ۷۲ گمراہ فرقوں کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ بھی صحیح ہے لیکن زید کا اس سے نتیجۂ مذکور نکالنا گمراہی ہے حقیقت یہ ہے کہ زمانۂ موجودہ کے تمام گمراہ فرقے قادیانی، چکڑالوی اور وہابی وغیرہ ہر ایک ان بہتر فرقوں میں سے کسی ایک کی شاخ ہیں اور ۷۲ اصل ہیں بلکہ قیامت تک جتنے گمراہ فرقے پیدا ہوں گے سب کے سب انہی اصلوں کی شاخ اور فرع ہوں گے۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ: صاحبزادہ خاں موضع شیوہروا پوسٹ بھدوکھر بازار ضلع بستی

زید کا اقرار ہے کہ میں مذہب اہل سنت ہی کو حق جانتا ہوں اور مانتا ہوں اس کے سوا جتنے مذاہب ہیں سب ناحق اور ان کے پیروکار گمراہ بددین اور کافر ہیں۔ آج سے تقریباً دس سال پہلے اپنی لڑکی کی شادی وہابی کے ساتھ کر دی تھی آج وہ اس کو بھیج رہا ہے مگر اس کا اقرار اب بھی یہ ہے کہ میں سنی ہوں اور وہابی

Marfat.com

کافر ہے۔ عرض خدمت یہ ہے کہ آیا ایسی صورت میں زید کی جو دوسری لڑکی غیر منکوحہ ہے اس کی شادی بکر اپنے لڑکے کے ساتھ کرسکتا ہے یا نہیں؟ بکر کا عقیدہ مع اپنے گھر کے سنی ہے۔ زید کے بھائی اور باپ سبھی سنی ہیں۔ اور ان کی کوشش یہ ہے کہ زید کی دوسری لڑکی کو بکر ہی کے یہاں کی جائے۔ زید کی دوسری لڑکی کے ساتھ اگر شادی نہیں ہوسکتی ہے تو کیا زید کافر ہے یا گمراہ جواب سے ممنون کرم فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب برصحت اقوال مستفتی زید نہ کافر ہے نہ گمراہ بلکہ پکا دنیادار شدید فاسق معلن ہے۔ زید کی لڑکی کا بکر کے لڑکے کے ساتھ اگرچہ نکاح جائز ہے لیکن تحفظ دینداری کے خاطر بہتر نہیں کیونکہ آگے چل کر اس رشتہ سے بکر کے تصلب کے لئے خطرہ ہے لیکن اگر حالات اس قسم کے ہوں کہ زید کی لڑکی کو اپنے گھر لا کر وہابی کے گھر جانے سے بچاتا ہے اور اس رشتہ کے قیام سے اپنے دین پر کسی طرح کی آنچ آنے کا اندیشہ نہیں تو اس صورت حال کے پیش نظر زید کی لڑکی کو نکاح کرا کر اپنے گھر لانا ہی مناسب ہے۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الجواب صحیح
غلام جیلانی قادری حنفی

ک بدرالدین احمد قادری رضوی
۳۰ محرم ۱۳۹۱ھ

مسئلہ: از عبدالغنی موضع ڈوگراہوا مظفرپور (بہار)

ایک شخص داڑھی منڈاتا ہے اور پاجامہ ٹخنہ کے نیچے استعمال کرتا ہے جب کچھ کہا جاتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ قرآن میں ثبوت نہیں پاتے ہیں اور حدیث پر شک ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے آیت کریمہ اور حدیث شریف سے ثبوت لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحی میں ملاحظہ کریں۔ ٹخنہ سے نیچے پاجامہ کا استعمال اگر تکبر کی وجہ سے ہو تو حرام ہے اور نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور اگر تکبر کی وجہ سے نہ ہو تو مکروہ تنزیہی اور نماز خلاف اولیٰ ہوگی فتاویٰ عالمگیری میں ہے اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیھۃ بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۴۴۸۔ شخص مذکور سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ تم یا تو قرآن مجید سے ثبوت لاؤ کہ داڑھی منڈانا جائز ہے۔ ورنہ داڑھی منڈانا بند کرو۔ حیرت ہے کہ وہ جاہل بے ادب داڑھی منڈانے کا ثبوت قرآن کریم میں پایا گیا اور داڑھی رکھنے کا ثبوت اس نے قرآن حکیم میں نہیں پایا۔ حاصل گفتگو یہ ہے کہ اس شخص پر توبہ فرض ہے اور حکم شرع کے سامنے جھک جانا لازم ہے اگر توبہ نہیں کرتا تو مسلمان اس سے اسلامی

Marfat.com

تعلقات منقطع کرلیں۔ جو احادیث مبارکہ داڑھی رکھنے کے بارے میں علمائے اہلسنت نے بیان فرمائی ہیں ان پر شک کرنے والا غیر مقلد گمراہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ: بدرالدین احمد القادری الرضوی

۱۹ر من ذی القعدہ ۱۳۸۶ھ

مسئلہ:۔ از عزیز احمد بیگ رضوی خطیب مسجد جگالی اسٹریٹ وراج پیٹ۔ کرناٹک

مولانا ابو الوفا صاحب فصیحی غازیپوری نے اپنے مسدس میں لکھا ہے۔

ایک لکھتا ہے کہ برحق تھا یزیدی لشکر — باغی ومفسد وغدار تھے ابن حیدر
عظمت دین کو رسوا کیا کوفہ جاکر — خودکشی کا ہے یہ اقدام بانداز دگر

بات تو جب تھی کہ لکھ دیتا تو یہ اے محمود
کربلا ہی کہیں دنیا میں نہیں ہے موجود

دریافت کرنا یہ ہے کہ محمود کون ہے؟ کس جماعت سے اس کا تعلق ہے؟ اور کس کتاب میں اس نے یہ جملے لکھے ہیں؟ اور علمائے حق کا ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ محمود عباسی امروہہ ضلع مراد آباد کا رہنے والا ہے جو تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلا گیا ہے۔ اس نے ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام تھا۔ "خلافت معاویہ ویزید" اسی کتاب میں محمود نے یزید کو امیرالمؤمنین اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغی قرار دیا تھا۔ جب مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا تو حکومت نے اس کتاب کو ضبط کرلیا اور اس کی نشرواشاعت کو جرم قرار دیا۔ اسی لئے اب وہ کتاب کہیں دستیاب نہیں ہوتی۔ محمود علمائے حق کے نزدیک گمراہ و بدمذہب ہے۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۱۰ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ محمد ایوب قادری گونڈوی۔ نوری مسجد جنکشن بریلی شریف

زید کا اس شعر کے مطابق عقیدہ ہے اور زید کہتا ہے کہ میرے مرشد گرامی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے اور لوگوں کو بیعت کرتے تھے میں ان کی خانقاہ کا سجادہ نشین ہوں اور میرے مرشد گرامی نے مجھے خلافت عطا فرمائی ہے۔ میرے مرشد گرامی یہ شعر پڑھتے تھے اور عقیدہ بھی رکھتے تھے اس لئے میں بھی وہی شعر پڑھتا ہوں اور میرا بھی

Marfat.com

عقیدہ ہے وہ شعر یہ ہے۔

نہ ہندو ہوں نہ مسلم نہ عیسائی نہ کافر ہوں
ہوں خادم اپنے مرشد کا مرا مذہب محبت ہے

دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ شعر کیسا ہے اور اس کے مطابق عقیدہ رکھنے والے کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ فتاوی عالمگیری جلد دوم احکام المرتدین میں ہے من شك فی ایمانه وقال انا مومن انشاء الله فهو كافر اھ۔ اور بہار شریعت حصۂ نہم بیان مرتدین میں ہے کہ "جس شخص کو اپنے ایمان میں شک ہو یعنی کہتا ہے کہ مجھے اپنے مومن ہونے کا یقین نہیں یا کہتا ہے معلوم نہیں میں مومن ہوں یا کافر تو وہ کافر ہے اھ" ان عبارتوں سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جب اپنے ایمان میں شک کرنے والا کافر ہے تو جو شخص یہ کہے کہ میں مسلم نہیں ہوں وہ بدرجۂ اولی کافر ہے بعد میں یہ کہنا کہ میں کافر نہیں اسے کچھ فائدہ نہ دے گا۔ لہذا شعر مذکور کفری ہے۔ مرید ہو یا سجادہ نشین کوئی بھی ہو اس کے مطابق عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔ اس پر توبہ تجدید ایمان فرض ہے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی
۷ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مسئلہ:۔ از چاند علی رضوی سنی نورانی مسجد سودیا نگر۔ وکرولی بمبئی ۸۳

زید کہتا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے سب مسلمانوں کو کفر و ضلالت سے نکالا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے مسلمانوں کو کفر و ضلالت سے نکالا ہے وہ اگر جاہل نہیں تو گمراہ اور گمراہ گر ہے۔ مسلمان اس کی بات سننے سے سخت پرہیز کریں۔ صحیح یہ ہے کہ اس نجدی خبیث نے مسلمانوں کو کفر و ضلالت سے نکالا نہیں ہے بلکہ کفر و ضلالت میں مبتلا کیا ہے۔ انبیائے کرام و بزرگان دین کی شان میں سخت توہین کی ہیں۔ اس کے متبعین نے حرمین طیبین میں بے انتہا مظالم ڈھائے ہیں وہ صرف اپنے کو مسلمان سمجھتے ہیں باقی سب مسلمانوں کو مشرک سمجھتے ہیں اسی لئے علمائے اہلسنت وجماعت اور ائمۂ علماء کے قتل کرنے کو جائز ٹھہراتے ہیں۔ جیسا کہ دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد ٹانڈوی سابق صدر المدرسین دیوبند اپنی کتاب الشہاب الثاقب ص۴۲ پر لکھتے ہیں کہ "محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداء

Marfat.com

تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات فاسدہ اور عقائد باطلہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہلسنت و جماعت سے قتل و قتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا رہا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصًا اور اہل حجاز کو عمومًا اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کے فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے ——— پھر یہی دیوبند کے شیخ الاسلام اپنی اسی کتاب الشہاب الثاقب کے ص۴۳ پر لکھتے ہیں کہ "محمد بن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال و جائز ہے بلکہ واجب ہے اور علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ اتباع عبد الوھاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون و استباحوا بذلک قتل اھل السنۃ وقتل علمائھم (شامی جلد سوم مطبوعہ دیوبند ص۳۰۹) وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

۲۰ ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:- محمد محی الدین محلہ باغیچہ التفات گنج ضلع فیض آباد

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں کوئی کافر نہ ہوگا اور نہ کافروں کی حکومت ہوگی۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ شیطان اس بات سے مایوس ہوچکا ہے کہ عرب کے لوگ اس کو پوجیں۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ آج ملک عرب خصوصًا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں نجدی وہابی کی حکومت ہے جسے اہل سنت و جماعت مسلمان نہیں مانتے۔ تو اس صورت میں حدیث شریف کا مطلب کیا ہے؟ اطمینان بخش مفصل جواب تحریر فرماکر ہم اہلسنت و جماعت کو مطمئن فرمائیں۔

لک الحمد یا اللہ والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الجواب ——— بعون الملک العزیز الوھاب نجدی وہابی وہ قوم ہے جو صرف اپنے کو مسلمان سمجھتی ہے اور جو لوگ ان کے فاسد اعتقادات کی موافقت نہیں کرتے انھیں کافر و مشرک کہتی ہے۔

Marfat.com

اسی لئے وہ لوگ اہلسنت وجماعت کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں اور علمائے اہلسنت کے خون کو حلال ٹھہراتے ہیں جیساکہ خاتم المحققین حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم یعنی عبدالوہاب کے ماننے والے نجد سے نکلے اور مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ پر قبضہ کرلیا وہ لوگ اپنا مذہب حنبلی بتاتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ صرف وہی لوگ مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کی مخالفت کریں وہ کافر ومشرک ہیں۔ اسی سبب سے وہ لوگ اہلسنت اور ان کے علماء کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں (شامی مطبوعہ دیوبند ص۳۰۹ ج ۳) اور دیوبندیوں کے مولانا حسین احمد ٹانڈوی سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں " محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہلسنت والجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہونچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے (الشہاب الثاقب ص۴۲) اور اسی کتاب کے ص۴۳ پر لکھتے ہیں کہ " محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل اسلام وتمام مسلمانان دیار مشرک وکافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال وجائز بلکہ واجب ہے "۔ اسی وجہ سے وہابیوں نے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں بے انتہا مظالم ڈھائے یہانتک کہ جنت البقیع مدینہ شریف کے قبرستان میں حضرت عثمان غنی، حضرت دائی حلیمہ۔ حضور کی صاحبزادی بی بی فاطمہ۔ حضرت امام حسن۔ حضور کی ازواج مطہرات اور بہت سے جلیل القدر صحابہ وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات کو ہتھوڑوں اور پھاوڑوں سے توڑا اور کھود کر پھینک دیا اور مکہ معظمہ میں بھی جنت المعلیٰ قبرستان میں ام المومنین حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک کے گنبد کو توڑ دیا اور عالی شان مزار کو کھود کر پھینک دیا۔ بیچ قبرستان سے صحابہ کرام کی قبروں پر پختہ سڑک بنادی۔ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار کے اوپر پکی سڑک بنادی۔ اور یہانتک کہ مسجدیں جو بنص قرآن

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی ہیں جیسا کہ پ۲۹ سورۂ جن میں ہے۔ وان المسجد للّٰہ وہابیوں نے انھیں بھی گرا دیا۔ مسجد شجرہ جہاں درخت نے حضور کے سچے نبی ہونے کی گواہی دی تھی اسے کھود کر پھینک دیا اور غار ثور غار حرا کے مبارک پہاڑوں کی مسجدوں کو بھی ڈھا دیا اور اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گنبد خضرا کے توڑنے کا پروگرام بنا رہی ہے۔

حضرت سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "وہابی جب مسجدوں اور قبروں کو مکہ معظمہ میں توڑ رہے تھے تو بڑی ڈینگیں مارتے تھے۔ ڈھول بجا بجا کر گانا گاتے تھے اور صاحب قرآن کو گالیاں دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اس ظالم قوم وہابی نے بعض قبروں پر پیشاب بھی کیا۔ (خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام جلد ثانی ص۲۲۸)

سوال میں مشکوٰۃ شریف کی جس حدیث کا ذکر کیا گیا ہے اس کے اصلی الفاظ یہ ہیں۔ ان الشیطان قد ایس من ان یعبدہ المصلون فی جزیرۃ العرب ولکن فی التحریش بینھم۔ اس حدیث شریف کا ترجمہ مشکوٰۃ مترجم وہابی مطبوعہ کراچی جلد اول ص۲۳ میں یوں ہے۔ "شیطان اس امر سے مایوس ہو گیا ہے کہ مصلی (مومن) جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کریں (یعنی بت پرستی میں بتلا رہیں) اور اسی وجہ سے وہ ان کے درمیان لڑائی جھگڑا پیدا کیا کرتا ہے۔ انتہیٰ بالفاظہ۔ وہابی کے اس ترجمہ سے واضح ہو گیا کہ شیطان کی عبادت کا مطلب ہے بت پرستی میں بتلا رہنا یعنی جزیرۂ عرب کے مسلمان بت پرستی میں بتلا رہیں ایسا نہ ہوگا۔ اور محدث کبیر حضرت شیخ عبدالحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "طیبی گفتہ مراد مصلین مومنانند و مراد بعبادت شیطان عبادت اصنام واگرچہ اصحاب مسلیمہ ومانعی الزکاۃ براہ ارتداد رفتند اما عبادت اصنام نہ کردند۔" یعنی علامہ طیبی نے فرمایا کہ مصلیوں سے مومنین مراد ہیں اور شیطان کی عبادت سے بتوں کی پوجا مراد ہے اور اگرچہ مسیلمہ کے مرید اور مانعین زکاۃ مرتد ہوئے لیکن ان لوگوں نے بتوں کی پوجا نہیں کی (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۸۳) اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ معنی الحدیث ایس من ان یعود احد من المومنین الی عبادۃ الصنم ویرتد الی شرکہ فی جزیرۃ العرب ولا یرد علی ذلک ارتداد اصحاب مسیلمۃ ومانعی الزکاۃ وغیرھم ممن ارتدوا بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لانھم لم یعبدوا الصنم یعنی حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ جزیرۂ عرب میں کوئی مومن بت پرستی کی طرف لوٹ کر شرک نہ کرے گا۔ اور اس پر اصحاب مسیلمہ اور مانعین زکاۃ وغیرہ کے مرتد ہونے کا اعتراض نہ پڑے گا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہوتے تھے اس لئے کہ ان مرتدوں نے بتوں کی پوجا نہیں تھی (مرقاۃ جلد اول ص۱۱۸) اور اسی طرح مشکوٰۃ شریف ص۱۹

Marfat.com

میں حدیث مذکور کے حاشیہ پر لمعات سے بھی ہے۔

ان شروح و حواشی کے حوالہ جات سے حدیث شریف کا مطلب بالکل واضح اور متعین ہوگیا کہ مخبر صادق حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اب عرب کے مسلمان اپنے دین سے پھر کر بت پرستی نہ کریں گے۔ لہٰذا جزیرۂ عرب کے لوگوں کا کسی وقت مرتد ہو جانا یا اس پر کسی زمانہ میں مرتدوں کی حکومت قائم ہو جانا حدیث شریف کے خلاف اور منافی نہیں جیسا کہ حضور سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ کے فوراً بعد مسیلمہ کذاب اس کے متبعین اور مانعین زکاۃ جزیرۂ عرب ہی میں مرتد ہوئے اور ۳۱۷ھ میں عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانہ میں مرتد ابوطاہر قرمطی کے فتنہ کے سبب حج بند ہوگیا۔ اس نے خاص حج کے زمانہ میں مکہ معظمہ پر غلبہ حاصل کیا مسجد حرام کے اندر ہزاروں حاجیوں کو قتل کر ڈالا اور مقدس پتھر حجر اسود پر اپنا گرز مار کر اس کو توڑ ڈالا پھر اس کو اکھاڑ کر اپنے دار السلطنت ہجر میں لے گیا۔ یہاں تک کہ بیس برس تک کعبہ معظمہ سے حجر اسود جدا رہا۔ پھر عباسی خلیفہ مطیع کے زمانہ میں جب قرامطہ مغلوب ہو گئے تو حجر اسود پھر ہجر سے لا کر کعبہ معظمہ کی دیوار کے کونے میں بدستور سابق جوڑ دیا گیا۔ ان ساری تفصیلات کو حضرت علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ قال محمد بن الربیع بن سلیمان کنت بمکۃ سنۃ القرامطۃ فصعد رجل لقطع المیزاب وانا اراہ فعیل صبری وقلت ربی ما احملک فسقط الرجل علی دماغہ فمات وصعد القرمطی المنبر وھو یقول انا باللہ وباللہ انا اخلق الخلق وافنیھم انا یعنی محمد بن ربیع بن سلیمان نے بیان کیا کہ میں فتنۂ قرامطہ کے سال مکہ شریف میں موجود تھا۔ میں نے دیکھا کہ ان میں کا ایک آدمی کعبہ معظمہ کے پرنالے کو اکھاڑنے کے لئے اس کی چھت پر چڑھ گیا۔ میں نے یہ منظر دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا میں نے کہا اے میرے پروردگار تو کیا ہی حلیم ہے۔ اسی وقت وہ شخص سر کے بل زمین پر گر پڑا اور مر گیا اور ابوطاہر قرمطی مسجد حرام کے منبر پر چڑھ کر کہنے لگا کہ میں خدا کی قسم۔ خدا کی قسم میں مخلوق کو پیدا بھی کرتا ہوں اور ان کو فنا بھی کرتا ہوں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین جلد ثانی ص ۸۲۹) اور پھر خلیفہ مستعصم باللہ کے دور ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ رہا اسی زمانہ میں مسجد نبوی میں ایسی بھیانک آگ لگ گئی کہ مسجد اور اس کی زیب و زینت کا سارا سامان جل کر راکھ ہو گیا۔ حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگ کے اس واقعہ کو لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ ان الاستعلاء علی المسجد والمدینۃ کان فی ذلک الزمان للشیعۃ وکان القاضی والخطیب منھم حتی ذکر ابن فرحون ان اھل السنۃ لم یکن احد منھم یتظاھر بقراءۃ کتب اھل السنۃ

Marfat.com

یعنی اس زمانہ میں مسجد نبوی اور مدینہ شریف پر رافضیوں کا قبضہ تھا قاضی شہر اور مسجد نبوی کے امام وخطیب سب روافض ہی تھے۔ یہاں تک کہ ابن فرحون کا بیان ہے کہ کوئی شخص مدینہ منورہ میں اہل سنت وجماعت کی کتابوں کو علانیہ نہیں پڑھ سکتا تھا۔ (وفاء الوفاء جلد اول صـ ۴۲۹)

ان شواہد سے ظاہر ہوگیا کہ زمانہ موجودہ یا آئندہ میں اگر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر مرتدوں کا تسلط ہو تو یہ کوئی نئی بات نہ ہوگی کہ پہلے زمانہ میں بھی اس مقدس سرزمین پر مرتدوں اور بدمذہبوں کا کئی کئی سال تک قبضہ وتسلط رہا پھر جب خدائے تعالیٰ نے چاہا تو حرم کو ان کے قبضہ وتسلط سے پاک فرمایا۔ ھذا ماظھر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۴ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: از حفیظ الدین رضوی اتردریاپور ضلع مالدہ۔ بنگال

حضرت مولانا فضل رسول عثمانی بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ۱۲۶۵ھ میں ایک کتاب سیف الجبار تحریر فرمائی جس میں حضرت ممدوح نے پیشوائے وہابیہ ملا اسمٰعیل دہلوی کی گمراہیوں کو بے نقاب فرمایا ہے اور اس کے ساتھ سید احمد بریلوی کے کچھ حالات بیان کئے ہیں جس سے واضح ہے کہ سید احمد بریلوی صاحب ملا اسمٰعیل دہلوی کی اشاعت گمراہی سے متفق وراضی تھے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ سید احمد رائے بریلوی کو صحیح العقیدہ سنی مانا جائے یا فاسد العقید گمراہ قرار دیا جائے۔ اور یہ کہ سید احمد رائے بریلوی صاحب کے سلسلۂ بیعت میں مرید ہونا جائز ہے یا نہیں۔ اور جو لوگ رائے بریلوی صاحب کے سلسلہ میں مرید ہیں وہ اپنی بیعت باقی رکھیں یا توڑ دیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنی مسلمانوں کے ایک بہت ہی معزز قابل اعتماد عالم دین ہیں۔ واقعی حضرت نے ملاجی اسمٰعیل دہلوی کے مکروفریب بیان کرنے کے ضمن میں سید احمد رائے بریلوی کے بھی کچھ مختصر حالات ذکر فرمائے ہیں جن سے واضح ہے کہ رائے بریلوی صاحب مذکور صحیح العقیدہ سنی نہ تھے۔ لہٰذا رائے بریلوی کے سلسلہ بیعت میں مرید ہونا درست نہیں۔ اور جو لوگ رائے بریلوی صاحب کے سلسلے میں بیعت ہوگئے ہیں وہ بیعت کو ختم کرکے کسی دوسرے قابل بیعت سنی پیر سے مرید ہوجائیں۔ جناب مولانا فضل احمد صاحب لدھیانوی اپنی کتاب

Marfat.com

انوار آفتاب صداقت مطبوعہ لاہور ۱۹۲۳ء میں زیر عنوان ۔ وہابیوں کے تاریخی حالات ، جناب سید احمد رائے بریلوی کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پھر (رائے بریلوی صاحب) پیری مریدی کے طریق سے اپنے گروہ کو تقویت دینے لگے اور ملکی جرگوں کو اپنے مریدوں میں داخل کرتے رہے مگر ان کی عادت جبلی سے خلیفہ (سید احمد) کو علم نہ تھا۔ ایک گروہ عظیم کے بھروسے پر جو لاکھ آدمیوں سے زائد تھا مطمئن ہو کر اپنے مشیروں کو صلاح سے خطاب امیر المومنین قبول کیا اپنی خلافت شرعی کی کاروائی شروع کر دی اور شاہ بخارا اور امیر کابل کو اپنی استعانت کے بارے میں مراسلے روانہ کئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کو دعوت اسلام کا پیغام دیا۔ امرار نامدار و علمائے لاہور کو مطلع کیا کہ (مجھ سید احمد) امیر المومنین سے بیعت حاصل کرو۔ جب کوئی امیر مسلمان اور عالم پنجاب کا ان کی طرف متوجہ نہ ہوا تب انھوں نے ان کی تکفیر کا فتویٰ جاری کیا۔ اس فتوائے تکفیر کے اجراء سے تمام ملک پنجاب کے امیر اور علماء ناراض ہو گئے اور جواب لکھے کہ تم (سید احمد) وہابی مذہب ہو تم سے بیعت کرنا روا نہیں۔ (انتہیٰ)

اس بیان سے واضح ہوا کہ رائے بریلوی صاحب کے معاصر پنجاب کے تمام علمائے کرام رائے بریلوی صاحب کو سنی صحیح العقیدہ نہیں مانتے تھے بلکہ ان کو وہابی سمجھتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الکریم اعلم بالصواب۔

کتبہ بدر الدین احمد الصدیقی الرضوی

من اساتذہ دار العلوم فیض الرسول الواقعۃ فی براؤں شریف من اعمال بستی فی یوپی لاثنا عشر من ربیع الغوث سنۃ اربع وتسعین وثلثمائۃ والف من الھجریۃ المقدسۃ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم علیٰ اول خلق اللہ وافضل خلق اللہ واکبر خلق اللہ واعلم خلق اللہ واکرم خلق اللہ واسمع خلق اللہ وانفع خلق اللہ وابصر خلق اللہ واحسن خلق اللہ سیدنا محمد رسول اللہ وعلیٰ الہ واصحابہ وازواجہ واصولہ وفروعہ وابنہ الغوث الاعظم الجیلانی الیغدادی اجمعین وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

مسئلہ:۔ از محمد سلیم الدین (بی۔ اے) مکان ۱۴۸/۳ سی ٹیورجی روڈ گلبرگہ (کرناٹک)

زید کہتا ہے کہ اہل ہنود قطعی مشرک نہیں ہیں کہ ان کا پتھروں کے آگے سر جھکانا اور انھیں پوجنا بالکل ہماری عبادت کے عین مطابق ہے اس لئے کہ ان کے ذہنوں میں تصور صرف خدا کا ہوتا ہے دیوی اور دیوتا وغیرہ تو صرف بھگوان کے اوتار ہیں اس طرح خدا کی ذات میں کسی اور کو وہ شریک نہیں کرتے تو اس کے بارے میں قرآن و حدیث سے جواب تحریر فرمائیں اور شخص مذکور کے متعلق شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں؟

Marfat.com

الجواب بعون الملک الوھاب۔ زید کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ اہل ہنود قطعی مشرک نہیں ہیں۔ اس لئے کہ آدمی تین طرح سے مشرک ہوتا ہے۔ ایک تو خدائے تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ماننے سے دوسرے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خالق تسلیم کرنے سے اور تیسرے خدائے تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت کرنے یا اسے مستحق عبادت سمجھنے سے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "شرک سہ قسم ست در وجود و در خالقیت و در عبادت" (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۷۲) اور حضرت علامہ سعدالدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ الاشراك هو اثبات الشرك فى الالوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس او بمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الاصنام۔ (شرح عقائد نسفی ص۶۱) لہذا اہل ہنود بتوں کو پوجنے یا ان کو مستحق عبادت سمجھنے کے سبب قطعی مشرک ہیں ان کے ذہنوں میں خدا کا تصور ہونا انھیں مشرک ہونے سے نہیں بچا سکتا کہ اسی قسم کا عقیدہ اکثر مشرکین عرب کا بھی تھا کہ وہ بھی خدائے تعالیٰ کو مانتے تھے مگر بتوں کی پوجا کے سبب مشرک تھے جیسا کہ پ۱۳ رکوع ۶ میں ہے۔ وما يؤمن اكثرهم بالله وهم مشركون یعنی ان میں کے اکثر اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے ہی کی حالت میں مشرک ہیں۔ تفسیر جلالین میں ہے وما يؤمن اكثرهم بالله حيث يقرون بانه الخالق الرزاق الا وهم مشركون بعبادة الاصنام۔ یعنی ان میں کے اکثر اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے تھے اس طرح سے کہ ان کو خدا کے خالق و رزاق ہونے کا اقرار تھا مگر بتوں کی عبادت کے سبب وہ مشرک تھے۔

اور تفسیر خازن میں اسی آیت کریمہ کے تحت ہے۔ یعنی ان من ايمانهم انهم اذا سئلوا من خلق السموات والارض قالوا الله واذا قيل لهم من ينزل المطر قالوا الله وهم مع ذلك يعبدون الاصنام وفى رواية ابن عباس انهم يقرون ان الله خالقهم فذلك ايمانهم وهم يعبدون غيره فذلك شركهم۔ یعنی جب مشرکین عرب سے پوچھا جاتا کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا فرمایا تو وہ لوگ کہتے کہ اللہ۔ اور جب ان سے کہا جاتا کہ بارش کون نازل فرماتا ہے تو وہ لوگ کہتے کہ اللہ۔ مگر چونکہ خدائے تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے ساتھ وہ بتوں کی پوجا بھی کرتے تھے اس لئے وہ مشرک تھے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ مشرکین عرب اقرار کرتے تھے کہ ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے یہ تھا ان کا ایمان۔ مگر وہ خدائے تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتے تھے یہ ان کا شرک تھا۔ اور تفسیر مدارک میں اسی آیت کریمہ کے تحت ہے۔ ای وما يؤمن اكثرهم فى اقراره بالله وبانه خلقه وخلق السماوات والارض الا وهو مشرك بعبادة الوثن الجمهور

Marfat.com

علی انھا نزلت فی المشرکین ۔ یعنی مشرکین عرب میں سے اکثر کو اللہ تعالیٰ پر ایمان کا اقرار تھا اور اس بات کا بھی اعتراف تھا کہ ان کو اور آسمان و زمین کو خدائے تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے مگر بتوں کی پرستش کے سبب وہ مشرک تھے ۔ اور جمہور مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آیت مذکورہ مشرکین ہی کے بارے میں نازل ہوئی اور تفسیر ابو السعود میں ہے ۔ ومایومن اکثرھم باللہ فی اقرارھم بوجودہ وخالقیتہ الاوھم مشرکون بعبادتھم لغیرہ تعالیٰ ۔ یعنی اکثر مشرکین عرب اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے تھے کہ ان کو خدائے تعالیٰ کے وجود و خالقیت کا اقرار تھا لیکن غیر اللہ کی عبادت کرنے کے سبب وہ مشرک تھے ۔

بلکہ خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود مشرکین عرب کے ایمان کو مختلف آیتوں میں بالتفصیل بیان فرمایا ہے مثلاً پ ۱۱ رکوع ۹ میں ہے ۔ قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون اللہ ۔ یعنی تم فرماؤ کہ آسمان و زمین سے تمہیں روزی کون دیتا ہے؟ یا کان اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے؟ اور تمام کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے؟ تو اب مشرکین عرب کہیں گے کہ اللہ ۔ اور پ۱۸ رکوع ۵ میں ہے قل من رب السموات السبع ورب العرش العظیم سیقولون اللہ یعنی تم فرماؤ کہ عرش عظیم اور ساتوں آسمان کا مالک کون ہے؟ اب مشرکین کہیں گے یہ اللہ کی شان ہے اور پ۲۱ ع ۲ میں ہے ۔ ولئن سالتھم من خلق السموات والارض وسخر الشمس والقمر لیقولن اللہ ۔ یعنی تم اگر ان سے پوچھو کہ آسمان و زمین کس نے پیدا فرمایا اور چاند و سورج کو کس نے کام میں لگایا تو مشرکین ضرور ضرور کہیں گے کہ اللہ نے ۔ پھر اسی پارہ اور اسی رکوع میں ہے ۔ ولئن سالتھم من نزل من السماء ماء فاحیابہ الارض من بعد موتھا لیقولن اللہ ۔ یعنی اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے اتار کر اس سے مردہ زمین میں زندگی پیدا کر دی تو وہ ضرور ضرور کہیں گے کہ اللہ نے ۔ اور پارہ ۲۵ ۔ رکوع ۱۳ میں ہے ۔ ولئن سالتھم من خلقھم لیقولن اللہ ۔ یعنی اگر تم ان سے پوچھو کہ ان کو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور ضرور کہیں گے کہ اللہ نے ان عقائد کے باوجود مشرکین عرب چونکہ بتوں کی پوجا کرتے تھے اس لئے وہ مشرک تھے اسی طرح یہاں کے اہل ہنود بھی اگرچہ خدائے تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر بتوں کی پرستش کے سبب وہ بھی مشرک ہیں اور ان کا پوجنا ہرگز ہماری عبادت کے مطابق نہیں کہ وہ معبودان باطل کو پوجتے ہیں اور ہم صرف معبود برحق کی پرستش کرتے ہیں ۔ اور دیوی دیوتا وغیرہ کو اگرچہ وہ اوتار مانتے ہیں مگر ان کو پوجتے بھی ہیں ۔ اس طرح خدائے تعالیٰ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرنے کے سبب وہ مشرک ہیں ۔ لہذا زید پر لازم ہے کہ وہ اپنے عقیدۂ باطلہ

Marfat.com

سے رجوع کرے اور علانیہ توبہ واستغفار و تجدید ایمان کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس سے دور رہیں ورنہ وہ اوروں کو بھی گمراہ کردے گا۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین (پ ۷ رکوع ۱۴) ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: از محمد رئیس القادری متعلم مدینۃ العلوم بلبھریا دھانے پور ضلع گونڈہ

کیا قبر میں سوال وجواب اور عذاب وثواب مردہ کو زندہ کرنے کے بعد کیا جاتا ہے؟

الجواب: قبر میں سوال وجواب اور عذاب وثواب مردہ کو زندہ کرنے کے بعد کیا جاتا ہے یا کسی دوسرے طریقے سے۔ اس میں اختلاف ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں صرف اس قدر عقیدہ رکھنا کافی ہے کہ مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اور خدائے تعالیٰ مردہ میں ایسی حالت پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ دیکھتا سنتا باتیں کرتا سوال کا جواب دیتا اور عذاب وثواب سے رنج وراحت پاتا ہے۔ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت حصہ اول ص۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اگرچہ روح بدن سے جدا ہوگئی۔ پھر چند سطر کے بعد اسی صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسب مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے۔ مگر کہیں بھی ہو اپنے جسم سے اس کا تعلق بدستور رہتا ہے اھ ملخصا۔ اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں اگر ہمیں قدر بداند کہ پروردگار تعالیٰ در مردہ حالتے پیدا کند کہ بداں چیزے از الم ولذت دریابد در اعتقاد صحیح کفایت است واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص۱۱۴) وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۳ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسئلہ: از حاجی اقبال احمد عیسیٰ نگر ضلع لکھیم پور (یو۔پی)

اصطلاح شریعت اسلامیہ میں عبادت۱۔ شرک۲ اور بدعت۳ کی تعریف کیا ہے؟

الجواب: بعون الملک الوھاب۔ ۱۔ حضرت سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ العبادۃ ھو فعل المکلف علی خلاف ھوی نفسہ تعظیما لربہ یعنی مکلف کا جو فعل اپنی

خواہش نفس کے خلاف اپنے رب کی تعظیم کے لئے ہو اسے عبادت کہتے ہیں (التعریفات ص ۱۲۷) اور حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ العبادة عبارة عن تعظیم الله تعالیٰ واظهار الخشوع له یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی بڑائی کرنے اور اس کے لئے اظہار خشوع کرنے کا نام عبادت ہے۔ (تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۱۱)

۲۔ حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ الاشراك هو اثبات الشريك فی الالوهية بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاصنام۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو بھی واجب الوجود ماننا جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے۔ یا کسی غیر خدا کو لائق عبادت سمجھنا جیسا کہ بت پرستوں کا اعتقاد ہے شرک ہے۔ (شرح عقائد نسفی ص ۶۱) اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ شرک سہ قسم است۔ در وجود و در خالقیت و در عبادت (اشعۃ اللمعات) اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ شرک تین قسم پر ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی واجب الوجود ٹھہرائے۔ دوسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خالق جانے۔ تیسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا اور کسی کی عبادت کرے یا اسے مستحق عبادت جانے۔

۳۔ شارح مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری حدیث شریف کل بدعة ضلالة کے تحت فرماتے ہیں۔ قال النووی البدعة کل شئی عمل علی غیر مثال سبق وفی الشرع احداث مالم یکن فی عهد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وقوله کل بدعة ضلالة عام مخصوص۔ یعنی شارح مسلم حضرت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ایسا کام جس کی مثال زمانۂ سابق میں نہ ہو (لغت میں) اس کو بدعت کہتے ہیں اور شرع میں بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ تھی۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول کل بدعة ضلالة عام مخصوص ہے۔ (یعنی بدعت سے مراد بدعت سیئہ ہے) (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۷۹) واضح ہو کہ بدعت کی کئی قسمیں ہیں۔ جیسا کہ شامی ص ۳۹۳ جلد اول میں ہے۔ قد تکون (ای البدعة) واجبة کنصب الادلة لرد علی اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للکتاب والسنة ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروهة کزخرفة المساجد ومباحة کالتوسع بلذیذ المآکل والمشارب والثیاب کما فی شرح الجامع الصغیر للمناوی عن تهذیب النووی ومثله فی الطریقة المحمدیة للبرکلی اھ یعنی بدعت کبھی واجب ہوتی

Marfat.com

ہے جیسے گمراہ فرقے والوں پر رد کے لئے دلائل قائم کرنا اور علم نحو کا سیکھنا جو قرآن و حدیث سمجھنے میں معاون ہوتا ہے اور بدعت کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے مدرسوں اور مسافر خانوں کی تعمیر کرنا اور ہر وہ نیک کام کرنا جو ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا۔ اور بدعت کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسے مسجدوں کو آراستہ مزین کرنا۔ اور بدعت کبھی مباح ہوتی ہے۔ جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑے کی کشادگی اختیار کرنا جیسا کہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں تہذیب النووی سے منقول ہے اور اس کے مثل برکلی کی کتاب طریقہ محمدیہ میں ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ بدانکہ ہر چہ پیدا شدہ بعد از پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدعت ست و از آنچہ موافق اصول و قواعد سنت اوست و قیاس کردہ شدہ بر آں آنرا بدعت حسنہ گویند و آنچہ مخالف آں باشد بدعت ضلالت گویند و کلیت کل بدعۃ ضلالۃ محمول برین است و بعض بدعتہاست کہ واجب ست چنانچہ تعلم و تعلیم صرف و نحو کہ بداں معرفت آیات و احادیث حاصل گردد۔ و حفظ غرائب کتاب و سنت و دیگر چیزہائے کہ حفظ دین و ملت بر آن موقوف بود و بعض مستحسن و مستحب مثل بنائے رباطہا و مدرسہا۔ و بعض مکروہ مانند نقش و نگار کردن مساجد و مصاحف بقول بعض۔ بعض مباح مثل فراخی در طعامہائے لذیذہ و لباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشد و باعث طغیان و تکبر و مفاخرت نشوند و مباحات دیگر کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبودند چنانکہ بیری و غربال و مانند آں و بعض حرام چنانکہ مذہب اہل بدع و اہوا بر خلاف سنت و جماعت و آنچہ خلفائے راشدین کردہ باشند اگرچہ باں معنی کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبودہ بدعت ست۔ ولیکن از قسم بدعت حسنہ خواہد بود۔ بلکہ در حقیقت سنت ست۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۲۵) وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

۳۰ر شوال ۱۳۸۹ھ

مسئلہ: از محمد خورشید عالم، مدرسہ مسلم جماعت بھوانی پٹنہ۔ ضلع کالاہانڈی (اڑیسہ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان اس فتوی کے بارے میں کہ ایک سنی حافظ صاحب ہیں وہ چھوٹی موٹی کتابوں کی تجارت کرتے ہیں ایک شخص حافظ صاحب سے بہشتی زیور طلب کیا اس کے آرڈر پر حافظ صاحب نے منگا کر دے دیا کیونکہ تاجر کی فطرت ہوتی ہے کہ وہ گاہک کو خوش کرے۔ چند لوگوں نے کہہ دیا کہ آپ حافظ صاحب وہابی ہو گئے۔ وہابی کتاب منگا کر دے دیتے ہیں آپ پر تو یہ تجدید ایمان واجب ہو گیا ہے۔ اب ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا سنی ایمان یا مسئلہ کیا اتنا کمزور ہے کہ صرف ایک کتاب منگانے سے وہابی ہو جاتا ہے یا وہابی دراصل

Marfat.com

وہ ہے جو وہابی عقیدہ دل میں جمائے اور اس پر عمل کرے اور اس کی تبلیغ کرے۔ خلاصہ فرمائیں۔ کیا واقعی حافظ صاحب وہابی ہوگئے اور توبہ تجدید ایمان ان پر لازم ہوگیا؟ مہربانی ہوگی۔

الجواب :- وہابی عقیدہ رکھنے والے ہی کو وہابی کہتے ہیں۔ حافظ صاحب مذکور اگر عقائد اہلسنت کے ماننے والے ہیں تو بہشتی زیور خریدنے اور بیچنے کے سبب وہابی نہیں ہوگئے مگر چونکہ بہشتی زیور گمراہ کن کتاب ہے اس لئے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں حافظ گنہگار ہوئے توبہ کریں اور آئندہ اس قسم کی گمراہ کن کتاب نہ بیچنے کا عہد کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۱۸ر شوال ۱۳۹۸ھ

مسئلہ :- از حافظ امام بخش مدرس دار العلوم آبادانیہ تیغیہ سرکا نہی شریف۔ ضلع مظفر پور (بہار)

سوال (۱) مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۵۶ میں ہے۔ (باب الریاء والسمعہ) قال اللہ تعالیٰ انا اغنی الشرکاء عن الشرک (الی) ترکتہ وشرکہ۔ اس حدیث شریف کا مطلب بیان فرمایا جائے۔

(۲) مذکورہ بالا حدیث میں انا اغنی الشرکاء عن الشرک پر جو حاشیہ ہے اس کا مطلب بھی واضح فرمایا جائے۔

الجواب :- حدیث شریف مسئول عنہ اور اس کا مطلب نیز ترجمہ نیچے لکھا جاتا ہے۔ (قال اللہ تعالیٰ انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ معی غیری ترکتہ وشرکہ) مشکوٰۃ شریف باب الریاء والسمعہ صفحہ ۴۵۴) ترجمہ۔ جو لوگ اپنے ماتحتوں سے شرک کرواتے ہیں معبودیت میں خود کو شریک گردانتے ہیں) اور جو لوگ شریک کرتے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان شرکاء کی نسبت ان مشرکین کے اعمال شرکیہ سے زیادہ غنی (یعنی بے پروا) ہوں لہٰذا ان کو مقبول نہیں بناتا تو) جس نے کوئی عمل کیا جس میں میرے غیر کو شریک کر دیا (خواہ ریاء و سمعہ) ہی کے طور پر کیوں نہ ہو تو میں اس شریک کنندہ کو اور اس کے عمل شرک کو نامقبول بنا کر چھوڑ دیتا ہوں۔

شرکاء کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) قسم اول :- وہ شرکاء ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنے آپ کو بھی شریک سمجھتے ہیں۔ (جو عابد ان کو عبادت میں شریک کرے تو اس کا یہ فعل شرک اکبر ہے۔)

(ب) قسم دوم :- وہ شرکاء ہیں جو عبادت میں اپنی شرکت تو نہیں چاہتے مگر وہ اس کے متمنی اور

Marfat.com

خواہشمند رہتے ہیں۔ کہ عابدین انھیں دکھاسنا کر عبادت کیا کریں۔ یہ بھی ایک قسم کا شریک فی العبادت ہونا ہے۔ لہذا یہ بھی شرکار ہوئے۔ (ایسی ریار والی عبادت شرک اصغر ہے)

انا اغنی الشرکاء میں شرکار سے مراد عام شرکار لئے جائیں تاکہ دونوں قسموں کو شامل ہوجائے اور ترکتہ وشرکہ۔ میں شرک سے مراد شرکت لیا جائے۔ تاکہ شرک اصغر اور شرک اکبر دونوں قسموں کو حاوی ہوجائے۔

فائدہ:۔ مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ مشکوٰۃ شریف کی مذکورہ حدیث کی حاشیہ پر دونوں جگہوں پر ضمیر ھم سے مراد شرکار ہی ہیں۔

دونوں قسموں کے شرکار چونکہ اپنی سربلندی اسی شرکت فی العبادہ سے سمجھتے ہیں اس لئے وہ اس دنیوی اور اپنی مزعومہ عزت افزائی کے لئے اس شرکت کے خواستگار اور محتاج ہوتے ہیں۔ ان کو اس سے غنا اور لاپرواہی بالکل ہی نہیں۔ اس کے برخلاف بندے کی مخلصانہ طاعت وعبادت سے عابدین کی سربلندی اور عزت ہوتی ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کی۔ وہ تو غنی بالذات ہے عزت وفضل میں ہماری طاعت کا محتاج نہیں۔

غنی ذاتش از طاعت جن وانس

بری ذاتش از تہمت ضد وجنس

(۱) اعتراض:۔ حدیث شریف کی مذکورہ بالا توضیح پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ انا اغنی الشرکاء میں اغنی اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مفضل اور شرکار مفضل علیہم ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ شرکت کنندگان عابدین کی طاعت سے اللہ تعالیٰ اور شرکار دونوں کو غنا ہے۔ اللہ عزوجل کو زیادہ اور شرکار کو کم۔ حالانکہ شرکار کو مطلقاً غنا نہیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ اپنی مزعومہ سربلندی کا معیار انھیں اعمال شرکیہ کو سمجھتے ہیں تو یہ لوگ اس کے محتاج ہوئے نہ کہ اس سے مستغنی۔ جب ان میں غنا ہے ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ کو اغنی نہیں کہہ سکتے۔

جواب محشی:۔ مذکورہ بالا اعتراض کا جواب اس طرح دیا ہے کہ علی فرض ان لھم غنی یعنی یہاں شرکار کے لئے فرض غنا ماننے کی صورت میں کلام ہورہا ہے کہ شرکار کے لئے بھی بندوں کے اعمال شرکیہ سے بالفرض غنا تسلیم کرلیا جائے تو بھی ان کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کے لئے زیادتی غنا ہے کہ اس کا غنائے ذاتی ہے اور یہ شرکار ممکن ہیں اور ممکن اپنی ذات اور اپنے وجود اپنے تمام صفات غنا وغیرہ میں محتاج الی الواجب ہوتا ہے۔ اور محتاج کو غنا ملا تو پھر واجب کے غنا کے بالمقابل ادنیٰ اور اقل ہوگا۔ (یہاں سے حاشیہ کا مطلب بھی واضح ہوگیا۔)

کے محمد ادریس حسن غلام جیلانی جہانگیری
۲۵ ذی القعدہ ۱۳۸۶ھ

Marfat.com

مسئلہ:۔ از اللہ بخش پنچیڑ ضلع مدتلام (ایم۔ پی)

شرک اور بدعت کسے کہتے ہیں؟ اور ان کی کتنی قسمیں ہیں؟ بالتفصیل لکھ کر عنداللہ ماجور ہوں؟

الجواب: شرک کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) شرک جلی (۲) شرک خفی۔ عمل میں ریاکاری کرنا شرک ہے اسی کو شرک اصغر بھی کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے الریاء شرك خفی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "ہر عملے کہ بریا کند شرک است۔ غایت آنکہ شرک جلی ست و خفی۔ شرک جلی آشکارا بت پرستی کردن و مرائی کہ برائے غیر خدا عمل می کند نیز بت پرستی می کند لیکن پنہانی۔" (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صـ۲۵) اور شرک جلی جس کو شرک اکبر بھی کہتے ہیں اس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی واجب الوجود ٹھہرانا شرک اکبر ہے جیسے آریہ جو خدائے تعالیٰ کے سوا روح اور مادہ کو بھی واجب الوجود مانتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خالق اور مؤثر بالذات ماننا یہ بھی شرک اکبر ہے جیسے ستارہ پرستوں کا عقیدہ کہ عالم کے تغیرات ستاروں کی تاثیرات سے ہیں اور ستارے مؤثر بالذات ہیں کسی کے محتاج نہیں۔ تیسرے یہ کہ خدائے عزوجل کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا یا اسے مستحق عبادت سمجھنا جیسے بت پرست جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پرستش کا مستحق سمجھتے ہیں یہ بھی شرک اکبر ہے اور جب مطلق شرک بولا جاتا ہے تو اکثر یہی شرک اکبر ہی مراد ہوتا ہے۔ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ "شرک سہ قسم ست در وجود، در خالقیت، در عبادت (اشعۃ اللمعات جلد اول صـ۷۲) اور حضرت علامہ سعدالدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں الاشراك هو اثبات الشريك فی الالوهية بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاصنام۔ (شرح عقائد نسفی صـ۶۱)

اور بدعت وہ اعتقادیا اعمال ہیں جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات ظاہری میں نہ تھے بعد میں ایجاد ہوئے۔ یعنی بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ بدعت اعتقادی اور بدعت عملی۔ بدعت اعتقادی وہ برے عقائد ہیں جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد اسلام میں ایجاد ہوئے جیسے وہابیوں، دیوبندیوں کا یہ عقیدہ کہ خدائے تعالیٰ جھوٹ پر قادر ہے بدعت اعتقادی ہے۔ اور بدعت عملی ہر وہ کام ہے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانۂ پاک کے بعد ایجاد ہوا خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی اور خواہ وہ کام صحابۂ کرام کے زمانہ میں ہو یا ان کے بعد۔ اشعۃ اللمعات جلد اول صـ۱۲۵ میں ہے۔ "بداں کہ ہر چیز پیدا شدہ بعد از پیغمبر علیہ السلام بدعت ست۔"

Marfat.com

یعنی جو چیز حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد پیدا ہوئی وہ بدعت ہے چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی باقاعدہ جماعت مقرر کرنے کے بعد فرمایا نعمۃ البدعۃ ھذہٖ۔ (مشکوٰۃ ص۱۱۵) لیکن عرف عام میں ایجادات صحابہ کو سنت صحابہ کہتے ہیں بدعت نہیں کہتے۔ اشعۃ اللمعات میں ہے "آنچہ خلفائے راشدین کردہ باشند اگرچہ بآں معنی کہ در زماں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبودہ بدعت ست ولیکن قسم بدعت حسنہ خواہد بود۔ بلکہ در حقیقت سنت ست" پھر بدعت عملی کی تین قسمیں ہیں۔ بدعت حسنہ۔ بدعت سیئہ اور بدعت مباحہ۔ بدعت حسنہ وہ بدعت ہے جو قرآن وحدیث کے اصول وقواعد کے مطابق ہو اور انہی پر قیاس کیا گیا ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ اول بدعت واجبہ جیسے قرآن وحدیث سمجھنے کے لئے علم نحو کا سیکھنا اور گمراہ فرقوں پر رد کے لئے دلائل قائم کرنا۔ دوم بدعت مستحبہ جیسے مدرسوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا۔ جیسے محفل میلاد شریف وغیرہ۔ بدعت سیئہ وہ بدعت ہے جو قرآن وحدیث کے اصول وقواعد کے مخالف ہو۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ اول بدعت محرمہ جیسے ہندوستان کی مروجہ تعزیہ داری۔ دوم بدعت مکروہہ جیسے خطبہ کی اذان مسجد کے اندر پڑھنا۔ اور بدعت مباحہ۔ وہ بدعت ہے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ظاہری زمانہ میں نہ ہو اور جس کے کرنے نہ کرنے پر ثواب وعذاب نہ ہو۔ اشعۃ اللمعات میں ہے۔ "آنچہ موافق اصول وقواعد سنت اوست وقیاس کردہ شدہ براں۔ آں را بدعت حسنہ گویند۔ وآنچہ مخالف آں باشد بدعت ضلالت گویند وکلیت کل بدعۃ ضلالۃ محمول برین ست۔ وبعض بدعتہاست کہ واجب ست چنانچہ تعلیم وتعلم صرف ونحو کہ بداں معرفت آیات واحادیث حاصل گردد وحفظ غرائب کتاب وسنت ودیگر چیزہائے کہ حفظ دین وملت براں موقوف بود۔ وبعض مستحسن ومستحب مثل بنائے رباطہا ومدرسہا۔ وبعض مکروہ مانند نقش ونگار کردن مساجد ومصاحف بقول بعض۔ وبعض مباح مثل فراخی در طعامہائے لذیذہ ولباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند وباعث طغیان وتکبر ومفاخرت نشوند ومباحات دیگر کہ در زماں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبودند چنانکہ غربال ومانند آں۔ وبعض حرام چنانکہ مذہب اہل بدع برخلاف سنت وجماعت" اور ردالمحتار جلد اول ص۳۹۳ میں ہے۔ قد تکون (البدعۃ) واجبۃ کنصب الادلۃ للرد علی اھل الفرق الضالۃ وتعلم النحو المفھم للکتاب والسنۃ ومندوبۃ کاحداث نحو الرباط ومدرسۃ وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروھۃ کزخرفۃ المساجد ومباحۃ کالتوسع بلذیذ المآکل والمشارب کما فی شرح الجامع الصغیر للمناوی عن تھذیب النووی ومثلہ فی الطریقۃ

Marfat.com

المحمدیۃ للبرکلی۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ از نظام الدین احمد متعلم دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

حضرت نے اپنے رسالہ آٹھ مسئلے کا محققانہ فیصلہ میں "بدعتوں کے رواج" کے تحت مخالفین پر معارضہ قائم کرتے ہوئے روزہ کے افطار کی دعا اللھم لک صمت وبک اٰمنت وعلیک توکلت وعلی رزقک افطرت۔ کو بھی بدعت لکھا ہے حالانکہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص۶۵۱ پر تحریر فرمایا ہے۔ ابوداؤد عن معاذ بن زھرۃ انہ بلغہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا افطر قال اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افطار کے وقت دعا پڑھتے تھے تو وہ بدعت کیسے ہوئی؟

الجواب محققانہ فیصلہ میں جو لکھا گیا ہے وہ صحیح ہے بیشک اللھم لک صمت وبک اٰمنت وعلیک توکلت وعلی رزقک افطرت ان لفظوں کے ساتھ افطار کی دعا پڑھنا جیسا کہ عام طور پر رائج ہے بے اصل ہے، بدعت ہے اور اس بدعت پر مخالفین کا بھی عمل ہے۔ البتہ حدیث شریف میں جو الفاظ مذکور ہیں یعنی اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت سنت ہے بدعت نہیں۔ امام المحدثین حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں واما اشتھر علی الالسنۃ اللھم لک صمت وبک اٰمنت وعلی رزقک افطرت فزیادۃ وبک اٰمنت لا اصل لھا وان کان معناھا صحیحا وکذا زیادۃ وعلیک توکلت (مرقاۃ جلد ثانی ص۵۱۵) وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ:۔ از رضی احمد حبیبی۔ غلام اصغر حبیبی۔ محمد علی رضوی و دیگر برادران منصوری معرفت محمد علی رضوی سہری ہرپور پوسٹ بڑگاؤں ضلع سلطانپور

محمد عیسیٰ ولد امام بخش منصوری موضع پورے شیو چرن تیواری پوسٹ رہوا لال گنج ضلع پرتاب گڈھ کا رہنے والا ہے۔ معمولی اردو، انگریزی پڑھا ہوا ہے اور وہ اپنے آپ کو اپنے قلم سے حضرت مولانا مفتی اعظم مجدد اعظم امام مہدی اور سید بھی لکھتا ہے حالانکہ وہ منصوری برادری کا ہے۔ محمد عیسیٰ کی عمر تقریباً پچاس سال کی ہے وہ اپنے آپ کو یتیم بھی لکھتا ہے۔ زکوٰۃ، فطرے کی رقم وصول کر کے کھاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ

Marfat.com

میرے مرنے کے بعد میری بیوی کا نکاح دوسرے سے حرام ہے اور میرے مرنے کے بعد نسیم کی والدہ بیرانی بنیں گی۔ نسیم محمد عیسیٰ کے لڑکے کا نام ہے۔ محمد عیسیٰ قلم کاغذ لئے ہر وقت فضول باتیں لکھا کرتا ہے لکھ کر علمائے کرام کے پاس بھیجا کرتا ہے۔ مہر بھی بنوائے ہوئے ہے مہر پر مجدد اعظم کا نشان ہے اپنے خطوط میں علمائے کرام کو کتا۔ سور گدھا، مردود، کافر لکھا کرتا ہے۔ علمائے اہلسنت کی خاص کر توہین کر رہا ہے۔ اور نہ تو نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اوپر سے حکم ہے اگر اس سے کوئی کہتا ہے کہ تم علمائے کرام کے پاس چلو علمائے اہلسنت تمہاری تصدیق کریں تو ہم لوگ بھی مان لیں تو اس پر کہتا ہے کہ مجھے کہیں جانے کی اجازت نہیں ہے میرے پاس خود ان لوگوں کو لاؤ۔ اور جب اس کے پاس کوئی جاتا ہے تو اس کے ڈو بھائی اور لڑکے اور کچھ لوگوں کو بہکا کر اپنے گروپ میں لئے ہوئے ہے انھیں لوگوں کے زور سے وہ مار پیٹ پر آمادہ ہو جاتا ہے اور گالی دینے لگتا ہے۔ کتا، سور، مردود بتاتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کا گروپ بڑھتا جا رہا ہے تو ایسی صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ جو شخص اس طرح کی حرکتیں کرتا ہوا اور دین میں رخنہ اندازی کر رہا ہو ایسا شخص از روئے شرع مومن ہے یا کافر یا فاسق و فاجر اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں اس کی ہر طریقے سے مدد کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تحریر فرمائیں ورنہ مسلمانوں میں قتل و قتال کا سخت اندیشہ ہے۔ فقط بینوا توجروا۔

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ شخص مذکور کے بارے میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں اگر واقعی اس میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں کہ معمولی اردو انگریزی پڑھا ہوا ہے اور اپنے آپ کو مولانا مفتی اعظم اور مجدد اعظم لکھتا ہے تو وہ مکار عیار فریب کار ہے اور اپنے آپ کو امام مہدی لکھتا ہے تو وہ جھوٹا کذاب ہے کہ حدیث شریف میں امام مہدی کے بارے میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ میرے خاندان سے ہوگا اور اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ (ترمذی ابوداؤد)

اور ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ امام مہدی حضور کے خاندان سے ہوں گے۔ ان کا نام حضور کے نام پر ہوگا اور ان کے باپ کا نام حضور کے باپ کے نام پر ہوگا۔ یعنی امام مہدی محمد بن عبداللہ نام کے ہوں گے اور ابوداؤد میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انھوں نے فرمایا سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول المھدی من عترتی من اولاد فاطمۃ۔ یعنی میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مہدی میری عترت سے ہوں گے یعنی اولاد فاطمہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت شیخ عبدالحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص۳۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

بدانکہ احادیث درباب بودن مہدی از اولاد فاطمہ زہرا بحد تواتر رسیدہ۔ اور شخص مذکور منصوری ہو کر اپنے آپ کو سید لکھتا ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت سعد و ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام۔ یعنی جو شخص جانتے ہوئے اپنے باپ کے علاوہ اپنے کو دوسرے کی طرف منسوب کرے تو اس پر جنت حرام ہے۔ اور شخص مذکور پچاس سال کی عمر میں اپنے کو یتیم کہتا ہے تو وہ نرا جاہل ہے کہ یتیم اس نابالغ بچہ کو کہتے ہیں کہ جس کے باپ کا سایہ اس کے سر سے اٹھ جائے۔ لغت کی مشہور کتاب المنجد میں ہے۔ الیتیم من فقد اباہ و لم یبلغ مبلغ الرجال۔ اور تفسیر جلالین میں ہے۔ الیتامی الصغار الا ُلی لا اب لھم اور شخص مذکور جو یہ کہتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری بیوی کا نکاح دوسروں سے حرام ہے۔ تو یہ اس کی بکواس ہے جو آیت کریمہ واحل لکم ما وراء ذالکم۔ کے سراسر خلاف ہے اور بے سبب علمائے اہلسنت کو گالی دیتا ہے اور ان کی توہین کرتا ہے اور ان کو کافر لکھتا ہے تو وہ خود کافر ہے۔ بہار شریعت میں ہے کہ علم دین اور علمائے دین کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالم علم دین ہے کفر ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ یخاف علیہ الکفر اذا شتم عالما او فقیھا من غیر سبب۔ اور نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے کے سبب فاسق و فاجر ہے۔ اور اس کے بارے میں جو یہ کہتا ہے کہ اوپر سے حکم ہوا ہے اگر اس کی یہ مراد ہے کہ میرے اوپر نماز، روزہ فرض نہیں کئے گئے ہیں تو وہ کافر ہے کہ نماز، روزہ کی فرضیت کا انکار سیکڑوں آیات و احادیث متواترہ کا انکار ہے جو صریح کفر ہے غرضیکہ شخص مذکور بعض صورتوں کے لحاظ سے کافر ہے اور کئی لحاظ سے فاسق ہے اور فاجر ہے بدمذہب گمراہ و گمراہ گر ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا اور اس کے ساتھیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں اور اس فتنہ کو دبانے کی حتی الامکان کوشش کریں ورنہ وہ بھی گنہگار رہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ (پارہ ۷، رکوع ۱۴) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم۔ یعنی بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اگر مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں۔ ان سے ملاقات ہو تو ان سے سلام نہ کرو۔ ان کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ۔ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ ملکر

Marfat.com

...لقرطسو۔ (مسلم شریف) اس حدیث کو ابوداؤد نے حضرت ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے حضرت جابر سے اور عقیل ابن ...یمان نے حضرت انس سے بھی روایت کیا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان الناس اذا رأوا منکرا فلم یغیروہ یوشک ان یعمھم بعقابہ۔ یعنی جب لوگ خلاف شرع (خصوصاً بدمذہبی کی) کوئی بات دیکھیں اور اس کو (حتی الامکان) نہ مٹائیں تو عنقریب خدائے تعالیٰ ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۷؍ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

مسئلہ : از انصار نگر۔ ڈوگرہ۔ مظفرپور۔ مرسلہ ڈاکٹر محمد یونس مورخہ ۱۶ اپریل سنہ ۱۹۷۰ء

(۱) جب دیوبندیوں کے کفر پر شبہ کرنے والا کافر ہے تو رائی برابر ایمان والا کس کو کہا جا سکتا ہے؟ نیز اس کی پہچان کیا ہے؟ (۲) حدیث شریف میں وارد ہے کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ بچی کے اغل بغل کے بال داڑھی میں شامل ہے یا نہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شامل نہیں ہیں کیونکہ بہت سے عالم اسے کٹواتے ہیں۔ اگر داڑھی میں شامل ہوتا تو ہرگز ایسا نہ کرتے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شامل ہیں جیسا کہ بہت سے عالموں کے فعل اور بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۱۹۷ سے ثابت ہے کہ بچی کے اغل بغل کا بال کٹانا بدعت ہے اگر قائل آخر کا قول درست ہے تو یہ کس قسم سے ہے؟

الجواب : (۱) امام مذہب حنفی سیدنا قاضی ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں۔ ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ بانت منہ امرأتہ۔ جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ شفا شریف و بزازیہ۔ درر وغرر اور فتاویٰ خیریہ وغیرہا میں ہے۔ اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو شخص اس کے معذب یا کافر ہونے میں شبہ و شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ انھیں احکام شرعیہ کی روشنی میں حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں دوسو اڑسٹھ علماء مکہ معظمہ۔ و مدینہ منورہ۔ ہند، سندھ، بلوچستان

Marfat.com

پنجاب، دکن، کوکن، بنگال اور بہار نے بالاتفاق فتویٰ دیا کہ جو شخص دیوبندیوں کے کفریات مندرجہ حفظ الایمان ص۹ براہین قاطعہ ص۵۱ تحذیر الناس ص۳-۱۴ پر یقینی اطلاع رکھتے ہوئے ان کے کافر ہونے میں شک کرے تو وہ کافر ہے۔

انتہائی ضعیف الایمان مومن اصطلاح شرع میں رائی برابر ایمان والا کہا جاتا ہے لیکن کافر یقینی کے کفر میں شبہہ کرنے والا ضعیف الایمان نہیں رہ جاتا بلکہ وہ مسلوب الایمان ہو جاتا ہے۔ ہمیں کسی متعین رائی برابر ایمان والے کی پہچان حاصل نہیں۔ ہاں اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص رائی برابر بھی ایمان رکھتا ہے وہ ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کی تکذیب نہیں کر سکتا۔ اور اگر کسی ایک بات کی بھی تکذیب کر دے تو وہ بھی دوسرے کافروں کی طرح کافر ہے۔ کیونکہ تکذیب کی صورت میں اب اس کے پاس ایمان ہی نہیں رائی برابر تو بڑی چیز ہے۔

(۲) قائل ثانی کا قول درست ہے یہاں بدعت سے مراد بدعت سیئہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

کتبہ بدر الدین احمد الرضوی

۸ شعبان ۱۳۸۰ھ

مسئلہ :- از عطاء اللہ و ضیاء اللہ و عظیم اللہ قادری چشتی یار علوی موضع سہنیاں کلاں گونڈہ

(۱) ہم لوگ آج تک علمائے دین سے سنکر اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہتے تھے لیکن ایک مولوی صاحب سے ہم لوگوں نے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ میں ثبوت سے کہتا ہوں کہ اسمٰعیل دہلوی کو کافر نہ کہنا چاہئے بلکہ احتیاط کرنا چاہئے۔ آپ لوگ اس کا صحیح جواب دیجئے؟

(۲) ہمارے یہاں کے پیش امام حج کو چلے گئے اور ان کے جانے کے بعد یہاں کے کچھ لوگ ملکر ایک شخص کو نماز پڑھانے کے لئے لائے تو ہم لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ حسام الحرمین کے اندر ہم لوگوں نے دیکھا ہے اور علمائے کرام سے سنا ہے کہ رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی و خلیل احمد انبیٹھی و قاسم نانوتوی اور اسمٰعیل دہلوی ...... آپ کیا کہتے ہیں تب اس نے کہا کہ ہم ان لوگوں کو کچھ برا بھلا نہیں کہیں گے تب ہم لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا الگ پڑھنے لگے تب دوسرے مولوی صاحب نے آکر اعلان کیا کہ آپ لوگ کون ہوتے ہیں پوچھنے والے آپ کو پوچھنے کا کوئی حق نہیں اور اسے بتلانا حق نہیں۔ یہ مفتیوں کا کام ہے یہ صرف مفتی لوگ کہہ سکتے ہیں تو کیا ہم لوگ عقیدہ کے بارے میں کسی سے نہ پوچھیں اور جو بھی آئے اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں یا نہیں اور ان لوگوں کو کافر کہیں یا کہ نہیں؟

(۳) ہم لوگ سنی عقیدہ رکھتے ہیں اور بریلی کے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر چلتے ہیں لیکن

Marfat.com

ایک مولوی نے تقریر میں اعلان کیا کہ تم لوگ بریلوی بنو نہ وہابی نہ دیوبندی اور نہ چودہ صدی کے ملّوں کا کہنا مانو صرف محمدی بنو تو ہم لوگوں کے سمجھ میں نہیں آتا کہ بریلوی بننے سے بھی روکا جاتا ہے اور چودہ صدی کے ملّوں کا کہنا ماننے سے بھی روکا جاتا ہے تو اب ہم لوگ کیا بنیں اور کس کا کہنا مانیں اور بریلوی و محمدی میں کیا فرق ہے جواب بحوالہ کتب ارسال فرمائیں؟

الجواب (۱) اسمٰعیل دہلوی اپنے کفریات مندرجہ تقویۃ الایمان و صراط مستقیم وغیرہا کی بنا پر بحکم فقہائے کرام شرعاً ضرور کافر ہے جو مسلمان اس کو ان کفریات کی وجہ سے کافر کہے گا اس کو منع نہیں کیا جائے گا تفصیل رسالہ صمصام حیدری بر گردن وہابی بیدین بسکوہری میں ملاحظہ ہو۔ واللہ اعلم۔

(۲) عوام کو فتویٰ دینے کا حق تو نہیں ہے لیکن مفتیان اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے فتاوی حقہ سنا دینے کا ضرور حق ہے۔ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ و عرب و عجم کے حضرات علمائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے جب فتویٰ صادر فرمادیا کہ تھانوی و گنگوہی و انبیٹھی و نانوتوی پر ان کے عقائد کفریہ مندرجہ حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس وفتوے فتوی کے سبب شرعاً کافر و مرتد ہیں جو ان کے کفریات مذکورہ پر مطلع ہو کر ان کو کافر کہنے سے زبان روکے وہ بھی شرعاً کافر و مرتد ہے تو عامۂ اہل اسلام کو اس فتویٰ پر عمل کرنا فرض ہے اور اس فتوی کو سنا دینا حق ہے اور دوسرا مولوی اللہ و رسول کے دشمنوں کا حامی ہے ان کے کفریات پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے بحکم شریعت مطہرہ وہ بھی کافر مرتد ہے۔ تفصیل الصوارم الہندیہ میں ملاحظہ ہو۔ واللہ اعلم۔

(۳) بریلی شریف کے فاضل افضل حضور اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دین و مذہب جو ان کی کتابوں سے ظاہر ہے وہ وہی ہے جو خالص دین محمدی ہے جو بریلوی بننے سے روکتا ہے وہ محمدی بننے سے روکتا ہے وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ عندالفقہاء کافر ہے وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

کتبہ بدرالدین احمد القادری الرضوی

۱۲ ربیع الاول ۷۷ھ

مسئلہ: از چھپا پوسٹ میاں بازار ضلع گورکھپور مرسلہ عبدالرب

زید پر زنا کا الزام تھا جلیل احمد نے کہا کہ پنچ نے اگر زید کو اپنے ٹاٹ میں نہیں ملایا تو میں کرسٹین ہو جاؤں گا۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ جلیل عندالشرع مجرم ہے یا نہیں؟

الجواب جلیل اپنے اس قول کہ "میں کرسٹین ہو جاؤں گا" مسلمان

Marfat.com

نہیں رہ گیا بلکہ کافر ہوگیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی جلیل پر لازم ہے کہ پھر سے کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے اور دل سے مانے اور زبان سے اقرار کرے کہ مذہب اسلام سچا اور حق ہے۔ باقی تمام مذاہب اور کرسٹین مذہب باطل اور جھوٹا ہے اور کہے کہ یا اللہ میں توبہ کرتا ہوں۔ اور میری زبان سے جو کلمۂ کفر نکل گیا ہے اس سے بیزار ہوں اور بیوی سے دوبارہ نئے مہر کے ساتھ نکاح کرے وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۴ من جمادی الاخری ۱۳۸۴ھ

مسئلہ:۔ مسئولہ حفیظ اللہ مکان ۱۶/۴۴ع۱ بنارس

قتل اکرام الدین کی بیوی کے ماموں ہیں۔ قتل اور اکرام الدین نے آپس میں مذاق کیا تو قتل نے اکرام الدین سے کہا کہ میں نے تمہاری بیوی کو رکھا ہے۔ کھلایا ہے۔ دیا ہے اور لیا ہے۔ اس پر اکرام الدین نے کہا کہ کیا تم اس کا ثبوت دوگے تو قتل نے کہا ہاں دیں گے لیکن اگر تم ہار گئے تو اس پر اکرام الدین نے کہا کہ ہم اپنی بیوی تمہارے نام کر دیں گے۔ پھر اکرام الدین غصہ کی حالت میں اٹھا بیوی کے پاس آیا اس کو مارا اور اس سے پوچھا کہ کیا قتل تم کو رکھے ہوئے ہے تمہارا خرچہ اور تمہاری ہر خواہش پوری کرتا ہے تو اس کی بیوی نے کہا کہ یہ سب باتیں جھوٹی ہیں اور قرآن مجید ہاتھ میں لے کر قسم کھائی اور کہا یہ سب جھوٹ ہے تو غصہ کی حالت میں اکرام الدین نے کہا کہ میں قرآن کو نہیں مانتا۔ اور پھر کہا جو ہوا سو ہوا بات ختم کرو۔ اس کے بعد اکرام الدین کی بیوی اکرام الدین کے ساتھ ایک ہفتہ تک رہی بعدہ میکے چلی آئی میکے آکر اس نے اپنے والد سے اس کا تذکرہ کیا تو اکرام الدین کے سسر نے قتل سے پوچھا اور وہاں کے پنچ نے بھی پوچھا تو قتل نے کہا کہ میں نے مذاق کے طور پر کہا تھا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان لوگوں کے لئے عند الشرع کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں اکرام الدین یہ جملہ ملعونہ بول کر۔ "کہ میں قرآن نہیں مانتا" کافر و مرتد ہوگیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے باہر ہو کر اس پر حرام ہوگئی۔ اکرام الدین پر فرض ہے کہ وہ اپنے اس کفری جملہ سے توبہ کرے اور از سر نو کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر تجدید ایمان کرے پھر مسلمان ہو جانے کے بعد اگر وہ اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں لانا چاہے تو نئے مہر پر اس کے ساتھ نکاح کرے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اکرام الدین جب تک توبہ و تجدید ایمان نہ کرے اس وقت تک اس سے اسلامی تعلقات منقطع کرلیں۔ توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اکرام الدین کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

Marfat.com

سے اور کہے کہ جو کچھ سرکار مصطفےٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لائے وہ سب حق ہے میں ان سب
کو حق مانتا ہوں۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے۔ میں قرآن مجید کو سراپا حق مانتا ہوں۔ یا اللہ میں اس
کفری جملہ سے توبہ کرتا ہوں اور تجھ سے اپنی غلطی کی معافی مانگتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں اپنے تمام گناہوں سے
خلاف شرع تمام بولیوں سے توبہ کرتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔ یا اللہ یا رحمن یا رحیم میرے تمام گناہوں کو اپنے
محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں بخش دے۔ یا رسول اللہ حضور۔ بارگاہ الٰہی میں میرے تمام گناہوں
کی معافی کے لئے شفاعت فرمادیں۔ صلی اللہ علی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ وسلاما علیک
یا رسول اللہ یا الہ العلمین۔ مجھے اپنے نبی کریم علیہ التحیۃ والثنا کا سچا غلام بنا اور میری توبہ قبول فرما اور
مجھے توبہ پر قائم رکھ۔ آمین۔

جب اکرام الدین سے کلمہ کفر صادر ہوگیا تھا تو اس کی بیوی پر فرض تھا کہ وہ فوراً اکرام الدین سے
علاحدگی کر لیتی لیکن وہ جدا نہ ہوئی اور ایک ہفتہ تک اکرام الدین کے ساتھ رہی اس لئے اس کی بیوی بھی اس
خلاف شرع امر سے توبہ کرے ــــــــ فضل نے ہنسی مذاق کی آڑ میں یہ فتنہ کھڑا کیا اس پر بھی اپنے اس
فتنہ انگیز فعل سے توبہ فرض ہے اگر اکرام الدین مسلمان ہوجانے کے بعد معاذ اللہ بلا تجدید نکاح کے اپنی
بیوی کو اپنی زوجیت میں رکھے تو مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ اس کا بائیکاٹ کریں تاوقتیکہ وہ دوبارہ اس
عورت سے نکاح نہ کرلے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ بدرالدین احمد الرضوی
۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ

مسئلہ: عبد العزیز خاں اشرفی رضوی اتواری ریلوے اسٹیشن کے پاس جنگی ناکہ ۱۵
ناگپور۔ مہاراشٹر

(۱) اہل سنت وجماعت ان کے عقائد کیسے ہیں اس کا جواب شریعت مطہرہ کے مطابق مرحمت فرمائیں
اور ان کا مسلک کونسا ہے؟

(۲) دیوبندی وہابی کے عقائد کیسے ہیں اور ان کا مسلک کس نام سے مشہور ہے اور وہابی کیوں کہا جاتا
ہے؟ شرعی حوالوں سے جواب دیں۔

(۳) جو مسجدیں اہلسنت وجماعت کی ہیں ان میں دیوبندی، الیاسی، جماعت اسلامی، تبلیغی، قادیانی وغیرہم
جماعت کے لوگوں کو نماز پڑھنے تقریر کرنے بلکہ داخل ہونے سے روکنا شرعاً کیسا ہے؟

Marfat.com

الجواب (۱) اہلسنت وجماعت کے عقائد جو ان کی کتابوں سے ظاہر ہیں حق ہیں اور ان کا مسلک وہی ہے جس کی تبلیغ واشاعت حضور سیدنا غوث اعظم شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی بغدادی اور حضور خواجہ غریب نواز سید معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری اور حضرت شیخ محقق عطائے رسول شاہ عبد الحق محدث دہلوی بخاری اور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی وغیرہ پیشوائے دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے وقتوں میں کرتے رہے اور جس کی احیاء وتجدید شیخ الاسلام مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے کی جو آپ کی تصنیفات فتاویٰ رضویہ، حسام الحرمین الکوکبۃ الشہابیہ اور سبحان السبوح وغیرہ سے ظاہر ہے۔

(۲) دیوبندی وہابی کے عقائد کفری ہیں جیسا کہ ان کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھی وغیرہ سے ظاہر ہے مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان ص۸ پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو ثابت کیا پھر بعض علم غیب کے بارے میں یوں لکھا کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے (معاذ اللہ) اور مولوی قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس ص۳ پر لکھا ہے کہ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔" اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب سمجھنا کہ آپ آخری نبی ہیں یہ ناسمجھ اور گنواروں کا خیال ہے۔ پھر اسی کتاب تحذیر الناس ص۲۸ پر لکھا کہ "اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ ص۵۱ پر لکھا کہ "شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے (معاذ اللہ رب العالمین) اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص شیطان وملک الموت کے لئے وسیع علم مانے وہ مومن مسلمان ہے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو وسیع اور زائد ماننے والا مشرک ہے۔ مذکورہ بالا عقیدوں کے علاوہ اور بھی اس گروہ کے کفری

Marfat.com

عقیدے بہت سے ہیں اسی لئے مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، ہند، سندھ، بنگال، پنجاب، برما، مدراس، گجرات، کاٹھیاواڑ بلوچستان، سرحد، دکن اور کوکن وغیرہ کے سیکڑوں علمائے کرام و مفتیان عظام نے ان لوگوں کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے تفصیل کے لئے فتاویٰ حسام الحرمین اور کتاب الصوارم الہندیہ کا مطالعہ کریں۔ اور اس گروہ کا پیشوا محمد بن عبد الوہاب نجدی ہے جو تیرہویں صدی میں ظاہر ہوا وہ عقائد فاسدہ اور خیالات باطلہ رکھتا تھا وہ اور اس کے متبعین اہلسنت و جماعت کو کافر و مشرک سمجھتے تھے جیسا کہ خاتم المحققین حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد و تغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وعلمائهم۔ یعنی عبد الوہاب کے ماننے والے نجد سے نکلے اور مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ پر قبضہ کر لیا وہ لوگ اپنا مذہب حنبلی بتاتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ صرف وہی لوگ مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کی مخالفت کریں وہ کافر و مشرک ہیں۔ اس سبب سے وہ لوگ اہلسنت اور ان کے علماء کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں (شامی جلد سوم مطبوعہ دیوبند ص ۳۰۹) اسی وجہ سے وہابیوں نے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں بے انتہا مظالم ڈھائے کہ ان مقدس مقامات کے کئی ہزار اہلسنت و جماعت اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے یہاں تک کہ جنت البقیع مدینہ شریف کے قبرستان میں حضرت عثمان غنی، حضرت دائی حلیمہ، حضور کی صاحبزادی بی بی فاطمہ، حضرت امام حسن، حضور کی ازواج مطہرات اور بہت سے جلیل القدر صحابہ و صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات کو ہتھوڑوں اور پھاوڑوں سے توڑ اور پھوڑ کر پھینک دیا اور مکہ معظمہ میں بھی جنت المعلیٰ قبرستان میں ام المومنین حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک کے گنبد کو توڑ دیا اور عالیشان مزار کو کھود کر پھینک دیا بیچ قبرستان سے صحابۂ کرام کی قبروں پر پختہ سڑک بنا دی۔ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر و مرشد حضرت عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار پر پکی سڑک بنا دی اور یہاں تک کہ مسجدیں جو بنص قرآن اللہ تعالیٰ کی ہیں جیسا کہ پ ۲۹ سورۂ جن میں ہے۔ وان المسجد للہ وہابیوں نے انھیں بھی گرا دیا مسجد شجرہ جہاں درخت نے حضور کے نبی ہونے کی گواہی دی تھی اسے کھود کر پھینک دیا اور غار ثور و غار حرا کے مبارک پہاڑوں کی مسجدوں کو بھی ڈھا دیا۔ حضرت سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ وهم عند الهدم يرتجزون ويضربون الطبل ويغنون بالغوا في شتم القبور التي هدموها حتى قيل ان

Marfat.com

بعض الناس بال علی قبر السید المحجوب۔ یعنی وہابی جب مسجدوں اور قبروں کو مکہ معظمہ میں توڑ رہے تھے تو بڑی ڈینگیں مارتے تھے۔ ڈھول بجا بجا کر گانا گاتے تھے اور صاحب قبر کو بہت گالیاں دیتے تھے یہاں تک کہ بیان کیا گیا کہ بعض وہابیوں نے حضرت سید محجوب کی قبر پر پیشاب بھی کیا۔ (خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام جلد ثانی ص۲۷۸) تو اب جو لوگ محمد بن عبد الوہاب نجدی کا مذہب اختیار کئے ہوئے ہیں ان کو وہابی کہا جاتا ہے۔

۳، مذکورہ جماعتیں چونکہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان و ایذا پہنچانے والی ہیں اس لئے ان کو مسجدوں میں نماز پڑھنے، تقریر کرنے بلکہ داخل ہونے سے بھی روکنا ضروری ہے درمختار مع شامی جلد اول ص۴۴۴ میں ہے یمنع منہ کل موذ ولو بلسانہ۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۱۵، ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ از محمد اسحق پھریندی گونڈہ

زید کہتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ صحابی ہیں اور بکر کہتا ہے کہ صحابی نہیں ہیں ان کو کیا کہا جائے تاکہ ایمان و عقیدہ خراب نہ ہو جائے؟

الجواب ـــــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل الشان صحابی اور منشی ہیں۔ حدیث کی مشہور و معروف کتاب مشکوٰۃ شریف ہے جس کے آخر میں حضرت محدث شیخ ولی الدین رازی عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث بیان کرنے والے چند صحابہ کی ایک مختصر فہرست شامل کی ہے۔ اسی فہرست میں حرف المیم فصل فی الصحابہ کا ایک عنوان قائم کیا ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ اس فصل میں ان صحابیوں کا بیان ہے جن کے نام کا پہلا حرف میم ہے۔ اس عنوان کے نیچے حضرت محدث ولی الدین تحریر فرماتے ہیں۔ معاویۃ بن ابی سفیان القرشی الاموی کان ھو وابوہ من مسلمۃ الفتح وھو احد الذین کتبوا الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روی عنہ ابن عباس وابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان قریش قبیلۂ بنی امیہ میں سے ہیں۔ آپ اور آپ کے والد ماجد حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما فتح مکہ کے دن مسلمان ہو کر سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہوئے۔ آپ بارگاہ رسالت

Marfat.com

کے منشی بھی تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ سے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں سنی ہیں۔ اس حوالہ سے دن دوپہر کی طرح خوب واضح ہوگیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور حضور کے دربار کے منشی بھی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت امیر معاویہ کو صحابیٔ رسول مان کر ان سے حضور کی حدیث سنی اور قبول کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں صحابہ کے متعلق اعلان فرماتا ہے وکلا وعد اللہ الحسنیٰ (پارہ ۲۷، سورۂ حدید) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام صحابیوں سے جنت کا وعدہ فرمالیا ہے۔ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابیوں کے حقوق بیان کرنے کے سلسلے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علیٰ شرکم۔ (مشکوٰۃ شریف) یعنی اے مسلمانو! جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابیوں کو برا بھلا کہتے ہیں تو ان سے برملا کہہ دو کہ تمہاری بدگوئی پر خدا کی پھٹکار پڑے۔ یہ حقوق تو عام صحابیوں کے ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ایک جلیل القدر فقیہ صحابی ہیں ان کے حقوق تو اور زیادہ ہیں۔ اور ان کی جلالت شان کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ ۴۱ھ میں شہزادہ رسول حضرت سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سارے جہاں کے مسلمانوں کا خلیفہ اور حاکم اعلیٰ بنایا اور خود ان کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور شہزادۂ اصغر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کا خلیفہ ہونا ان کی زندگی بھر تسلیم فرمایا۔ یہ واضح رہے کہ سیدنا سرکار امام حسین وہی ہیں جنھوں نے راہ حق میں شہید ہونا تو منظور فرمایا مگر یزید پلید فاسق فاجر کی باطل خلافت تسلیم نہ فرمائی۔ اب اس کے بعد جو شخص سیدنا امیر معاویہ کی شان میں گستاخی کرے یا آپ کے خلافت کو حق نہ مانے وہ سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کھلا ہوا دشمن اور باغی قرار پائے گا۔ ہندوستان اور پاکستان کے تمام سنی مسلمانوں کی مستند کتاب بہار شریعت حصہ اول ص۷۳ میں ہے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہل خیر و صلاح ہیں اور عادل۔ ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ کیا جائے کسی صحابی کے ساتھ سوئی عقیدت (برا گمان رکھنا) بدمذہبی و گمراہی واستحقاق جہنم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلفا، (حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی) کو مانے اور اپنے کو سنی کہے مثلاً حضرت امیر معاویہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن عاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان میں سے

Marfat.com

کسی کے شان میں گستاخی تبرا ہے اور اس کا قائل رافضی۔

حاصل گفتگو یہ ہے کہ زید کی بات حق ہے اور بکر کی بات جھوٹی اور باطل ہے۔ پھر چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی ہونے سے انکار کرنا یہ ان کے حق میں توہین اور گستاخی ہے اور بکر سے یہ گستاخی ہوئی ہے لہذا بکر کو یہ فتوی دکھا کر اس کو توبہ کرایا جائے اور اگر معاذ اللہ تعالیٰ بکر کے سر پر گمراہی اور رافضیت کا بھوت سوار ہو گیا ہو اور سمجھانے پر وہ نہ مانے تو جمعہ مسجد میں اعلان کر دیا جائے کہ بکر سنی نہیں رہ گیا وہ شہزادۂ رسول سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دشمن ہو گیا ہے اعلان کے بعد مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ بکر کا بائیکاٹ کریں۔ اور اس سے تمام تعلقات اس وقت تک منقطع رکھیں جب تک وہ توبہ کر کے سنی مسلمان نہ ہو جائے۔

مسلمانوں کو سخت ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر وہ اپنے دین و ایمان کا بھلا چاہیں تو شمع نیازی مرتد اور راشد الخیری رافضی گمراہ کی کتابیں ہرگز ہرگز نہ پڑھیں ورنہ شیطان مردود ان کے ایمان اور عقیدہ کو برباد کر کے جہنم میں ڈھکیل دے گا۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الجواب صحیح — فقیر بارگاہ حسنی و حسینی غلام غوث قادری

بدر الدین احمد قادری رضوی — کتبہ

یکم صفر المظفر ۱۳۹۳ھ

مسئلہ:- از بدر عالم بستوی مدرسہ بحر العلوم کھیری باغ مئو ضلع اعظم گڑھ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ناخلف بیٹا یزید کافر ہے یا مسلمان؟

الجواب ـــــــ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدبخت بیٹے یزید کے بارے میں اس امر پر سب ائمۂ اہلسنت کا اتفاق و اجماع ہے کہ وہ فاسق و فاجر اور جری علی الکبائر تھا۔ لیکن اس کو کافر کہنے میں اختلاف فرمایا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے متبعین یزید کو کافر کہتے ہیں۔ اور ہمارے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافر کہنے سے احتیاطاً سکوت فرمایا ہے کہ اس سے فسق و فجور متواتر ہیں مگر کفر متواتر نہیں اور جبکہ احتمال ہو تو کسی کی جانب کبیرہ گناہ کی نسبت جائز نہیں ہے تو بصورت احتمال کافر کہنا کیسے جائز ہوگا۔ ھکذا قال الامام احمد رضا البریلوی رضی عنہ ربہ القوی فی الجزء السادس من الفتاوی الرضویہ اور شرح فقہ اکبر ص۸۸ میں ہے اختلف فی اکفار یزید قیل نعم یعنی لما روی عنہ مایدل علی کفرہ من تحلیل الخمر و من تفوھہ بعد قتل الحسین

Marfat.com

صحابہ انی جازیتھم وما فعلوا باشیاخ قریش وصنادیدھم فی بدر / ای امثال ذلک۔ وقیل لا اذ لم یثبت لنا عنہ تلک الاسباب الموجبۃ ای لکفرہ وحقیقۃ الامر التوقف فیہ ومرجع امرہ الی اللہ سبحانہ اھ ملخصا۔ پھر اسی صفحہ پر دو سطر کے بعد ہے۔ لایخفی ان ایمان یزید محقق ولا یثبت کفرہ بدلیل ظنی فضلا عن دلیل قطعی۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالٰی ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۱، ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ :- محمد عمران قادری رضوی مصطفوی غفرلہ ربہ محلہ منیر خاں پیلی بھیت

یکم جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع عظام دامت برکاتہم العالیہ مسائل ہذا میں

(۱) زید کہتا کہ جس شخص کے پاس اہل سادات کی مہر نہ ہو وہ عالم نہیں ہو سکتا۔ یونہی جس کے پاس اہل سادات کی مہر نہ ہو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا عالم دین اور خلیفہ ہونے کے لئے اہل سادات کی مہر ہو یا ان کی اجازت ہو کیا زید کا قول صحیح ہے؟

(۲) زید کہتا ہے کہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر کو رضی اللہ تعالٰی عنہ کہنا کفر ہے اور جو کہے وہ کافر ہے؟

(۳) حضرت منصور رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پھانسی کا فتویٰ دینے والے مع عالمگیر کے قابل گردن زدنی ہیں اور سب جہنمی ہیں جہنم میں جائیں گے۔ سب کو توبہ کرنا چاہئے اور جو حضرت عالمگیر کو جنتی کہے وہ توبہ کرے؟

(۴) زید یہ بھی کہتا ہے کہ عالمگیر عالم دین نہ تھا بلکہ ایک دنیاوی حاکم تھا اور حکمراں تھا۔ اس کو عالم دین کہنا جائز نہیں؟

(۵) حضرت عالمگیر کو جہنمی کہنے پر یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ قرآن میں ہے ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما۔ یعنی قتل مومن عمدًا (قصدًا) کفر ہے۔ اور جو مومن کو قتل کرے وہ بحکم قرآن کافر اور جہنمی ہے اور عالمگیر نے اپنے بھائی کو قصدًا قتل کیا اس لئے وہ کافر اور جہنمی ہے اور اپنے باپ کو بھی قید کیا اور ان پر ظلم کیا اس لئے وہ ظالم وجابر بھی ہے کیا زید کا قول صحیح ہے۔ اگر نہیں تو زید کے اس دلیل کا جو اس نے قرآن سے پیش کیا ہے کیا جواب ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ (۱) زید جاہل محض

اور اس کا قول غلط ہے عالم دین ہونے کے لئے عقائد دینیہ و احکام شرعیہ سے واقفیت ضروری ہے اور یونہی کسی شخص کا خلیفہ ہونے کے لئے جامع شرائط بیعت شیخ کی اجازت ضروری ہے۔ ان دونوں امور میں بحیثیت سیادت نسب حضرات سادات کرام کی مہر و اجازت کو کوئی دخل نہیں۔

(۲) یہ زید صرف جاہل ہی نہیں بلکہ جری اور بیباک اور شریعت مطہرہ سے بالکل بے لگام معلوم ہوتا ہے۔ اس نے حضرت عالمگیر علیہ الرحمۃ والرضوان کے حق میں کلمۂ ترضی استعمال کرنے والوں کو کافر کہہ کر اپنے اوپر کفر لازم کر لیا اس پر توبہ تجدید ایمان اور کسی جامع شرائط بیعت پیر سے مرید ہو تو تجدید بیعت اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح فرض ہے اور جن مسلمانوں کے سامنے یہ کلمۂ خبیث بول کر انھیں ایذا پہونچائی ہے ان سے معافی مانگنا لازم ہے۔ زید اگر توبہ وغیرہ امور انجام دینے کے بجائے اپنی بے لگامی پر قائم رہے تو مسلمانوں پر فرض ہے اور اہم فرض ہے کہ اس سے سارے اسلامی تعلقات منقطع رکھیں۔

(۳) ان جملوں کو بک کر زید فاسق موذی ہوگیا اس پر توبہ فرض ہے جن مسلمانوں کے سامنے یہ جملے بول کر زید نے انھیں ایذا پہونچائی ان سے معافی مانگنا اس پر لازم ہے۔

(۴) حضرت محی الدین عالمگیر اورنگ زیب علیہ الرحمۃ والرضوان سلطان اسلام ہونے کے ساتھ حافظ قرآن عالم دین عادل متقی پرہیزگار تھے جن کی نگرانی میں فتاویٰ عالمگیری جیسی عظیم و جلیل ضخیم کتاب مرتب ہوئی وہ عالم دین نہ ہوگا تو پھر عالم دین کون ہوگا۔

(۵) عمداً مومن کا قتل سخت ترین گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق و مستحق عذاب نار ضرور ہے لیکن کافر نہیں اہلسنت کی مستند و متداول کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے والکبیرۃ لاتخرج المومن عن الایمان آیت کریمہ میں قتل مومن بالعمد پر شدید ترین سزاؤں کی وعید ضرور ہے لیکن قاتل مومن کو کافر نہیں فرمایا۔ اور یہی وجہ ہے کہ مفسرین کرام نے یہاں خلود فی النار سے مدتہائے دراز مراد لیا ہے۔ اگر قاتل مومن شرعا کافر ہو جاتا تو خلود فی النار سے ابدی جہنمی مراد لیتے۔ زید کا یہ قول کہ "جو مومن کو قتل کرے وہ بحکم قرآن کافر اور جہنمی ہے" غلط اور باطل ہے کیونکہ قاتل مومن اشد فاسق اور مستحق جہنم ضرور ہے لیکن کافر نہیں اور یہ بحث تو اس صورت میں ہے کسی کلمہ گو مسلمان کو بلا وجہ شرعی قتل کیا جائے اور اگر شرعی وجہ کے پیش نظر کوئی مسلمان قتل کیا گیا تو قاتل پر کوئی مواخذہ نہیں مثلاً جو لوگ مسلمان ہوتے ہوئے ڈاکہ زنی کرتے ہوں یا بغیر کسی حق شرعی کے بادشاہ اسلام سے بغاوت کرکے ساعی فساد ہیں وہ ضرور قتل کئے جائیں گے اور قتل کرانے والے پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ دارا شکوہ تو بانی فتنہ و ساعی

Marfat.com

فساد ہونے کے ساتھ دشمن شعار دین و مروج الحاد و زندقہ تھا کیونکہ او بمصاحبت ہنود و جوگیاں بے ایمان شدہ بود (ملاحظہ ہو وقائع عالمگیری ص۲۷ مرتبہ سید احمد سنڈیلوی) لہذا دارا کا قتل بر بنائے وجہ شرعی ہے۔ رہا شاہجہاں مرحوم پر ظلم و ستم کا افسانہ تو وہ زید کی من گھڑت کہانی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ والرضوان شعائر اسلام کے پاسباں، مروج شریعت اسلامیہ، دین کے غازی، مجاہد اور مجدد تھے۔ آپ کے زہد و تقوی، حق پرستی، عدل و انصاف، حمایت دین، نکایت مفسدین پر اگر شہادت درکار ہو تو ملاحظہ ہو تفسیرات احمدیہ حضرت مولانا احمد جیون علیہ الرحمۃ والرضوان مصنف نور الانوار حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ والرضوان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ ناصر الشریعۃ القویۃ سالک الطریقۃ المستقیمۃ باسط مهاد العدل والانصاف هادم اساس الجور والاعتساف مروج الشریعۃ الغراء مؤسس الملۃ الحنفیۃ البیضاء صاحب المفاخر صاحب جامع المراتب والمناقب مجو الدر ابی الظفر مربی ذی الفضل الصغیر والکبیر محی الدین اورنگ زیب عالم گیر۔ تفسیرات احمدیہ ص۱۔ فتاوی عالمگیری جلد اول کے خطبہ میں اکابر علمائے اسلام کی متفقہ گواہی ملاحظہ ہو۔ هو المطبوع علی العدل والشجاعۃ والندی والمفطور تفتہ من الزهد والورع والتقوی امیر المومنین ورئیس المسلمین امام الغزاۃ وراس المجاهدین ابو الظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ غازی۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جو بادشاہ اپنے زمانے کے اکابر حاملین شریعت علماء کی نگاہوں میں عادل و منصف متقی و زاہد متورع حامی دین مروج شریعت ہو اس کو ظالم و جابر، کافر و جہنمی کہنا کتنی بڑی بدبختی اور شقاوت ہے اور اگر ملحد جوگیوں اور فرقہ پرست غیر مسلموں سے متاثر ہو کر بیباک شخص یہ کہہ دے کہ حضرت مولانا احمد جیون مصنف نور الانوار اور اکابر علمائے مصنفین فتاوی عالمگیری (معاذ اللہ تعالی) جھوٹے تھے تو قطع نظر اس امر کے کہ ایسا دعوی کرنے والا خود کذاب و مکار، عیار و بہتان طراز ہے۔ مگر اس سے مطالبہ کیا جائے گا کہ تو اگر سچا ہے تو حضرت عالمگیر کے زمانے کے حاملین شریعت علماء کی اس امر پر تو بھی گواہی پیش کر کہ حضرت عالمگیر ظالم و جابر، کافر و جہنمی تھے۔ زید اور اس کے جیسا خیالات فاسدہ رکھنے والے سب لوگ کان کھول کر سن لیں کہ مطالبۂ مذکور قیامت تک پورا نہیں کیا جا سکتا۔ تو اے لوگو! اس جہنم کی آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

بالجملہ زید اگر اپنی آخرت کی بھلائی کا خواہاں ہے تو وہ اپنے ان اقوال باطلہ سے فوراً توبہ کر ڈالے کہ موت کا وقت معلوم نہیں۔ واللہ تعالی ہو الهادی یهدی من یشاء الی صراط مستقیم واللہ تعالی

Marfat.com

و رسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ بدرالدین احمد القادری الرضوی

من اساتذہ فیض الرسول ببراؤں الشریفۃ من اعمال بستی (یوپی)

۲۱ من جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۸۸ھ

مسئلہ:۔ از عطار اللہ سہنیاں کلاں ضلع گونڈہ

زید کہتا ہے کہ حضرت مولائے کائنات جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے تھے اور زمانہ بچپن ہی سے کفر و شرک سے پاک تھے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے کافر تھے اس کے بعد ایمان لائے تو پھر اس صورت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام صحابہ سے افضل کیوں قرار دیا گیا اور کس خوبی سے ان کو خلیفہ اول بنایا گیا۔ فضیلت کے لحاظ سے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول ہونا چاہیے تھا۔ قرآن و حدیث سے حوالہ ملنا چاہیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد سب سے افضل ہونا تمام علماء اہلسنت کے نزدیک مسلم ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی (پ۳۰) یعنی اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ ستھرا ہو۔ (ترجمہ از کنز الایمان) تمام مفسرین کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت کریمہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی اور اتقی یعنی سب سے بڑا متقی و پرہیزگار انھیں کو کہا گیا ہے۔ اور پھر پارہ ۲۶ میں یوں ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت و فضیلت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی و پرہیزگار ہو۔ ان دونوں آیت کریمہ کے ملانے سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں چنانچہ مشہور کتاب شرح عقائد نسفی صـ۱۰ میں ہے۔ افضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی المرتضیٰ۔ یعنی تمام نبیوں کے بعد بشر میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان ذوالنورین پھر حضرت علی مرتضیٰ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور امام جلیل خاتم الحفاظ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاریخ الخلفاء میں فرماتے ہیں۔ اَجْمَعَ اَھْلُ السُّنَّۃِ اَنَّ اَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِیٌّ ثُمَّ سَائِرُ الْعَشَرَۃِ ثُمَّ بَاقِیْ اَھْلِ

Marfat.com

بدر ثم باقی اھل احد ثم باقی اھل البیعۃ ثم باقی الصحابۃ ھکذا حکی الاجماع علیہ ابومنصور البغدادی۔ یعنی علمائے اہلسنت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام امت سے افضل ہیں آپ کے بعد حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی پھر عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل احد پھر باقی اہل بیت پھر باقی تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ابوالمنصور بغدادی نے اجماع اسی طرح نقل کیا ہے روی البخاری عن ابن عمر قال کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ نخیر ابابکر ثم عمر ثم عثمان وزاد الطبرانی فی الکبیر فیعلم بذلک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا ینکرہ یعنی روایت کیا ہے امام بخاری نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل الصحابہ شمار کیا کرتے تھے پھر حضرت عمر کو پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بتلایا کرتے تھے۔ طبرانی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس بات کو جانتے اور ناپسند نہ فرماتے۔ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے۔ اخرج البخاری عن محمد بن علی ابن طالب قال قلت لابی ای الناس خیر بعد رسول اللہ قال ابوبکر قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین۔ یعنی محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر۔ میں نے کہا ان کے بعد؟ فرمایا حضرت عمر ہیں اور میں ڈرا کہ اب حضرت عثمان کو فرمائیں گے۔ میں نے عرض کیا پھر آپ افضل ہیں تو آپ نے (خاکساری کے طور پر) فرمایا کہ میں تو ایک مسلمان ہوں (بخاری) اس کے علاوہ اور بھی حدیثیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت بعد الانبیا متعلق پیش کی جاسکتی ہیں مگر بخوف طوالت اتنے ہی پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے زید کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر کہنا زید کی جہالت ونادانی ہے اس لئے کہ اہل فترت یعنی جنھیں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی دعوت نہ پہونچی تین قسم پر ہیں۔ اول موحد جنھیں ہدایت ازلی نے اس عالمگیر اندھیرے میں بھی راہ توحید دکھائی جیسے قس بن ساعدہ، زید بن عمرو بن نفیل اور زہیر بن ابی سلمہ شاعر مشہور وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم۔ دوم مشرک۔ کہ اپنی جہالتوں اور ضلالتوں سے غیر خدا کو پوجنے لگے جیسے کہ اکثر عرب۔ سوم غافل کہ انہماک فی الدنیا کے سبب انھیں اس مسئلہ سے

Marfat.com

کوئی بحث ہی نہ ہوتی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم دوم وسوم میں سے نہ تھے بلکہ قسم اول کے لوگوں میں سے تھے اس لئے کہ چند برس کی عمر میں ان کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بعد میں صحابی ہوئے زمانہ جاہلیت میں انھیں بت خانہ لے گئے اور بتوں کو دکھا کر فرمایا هٰذہٖ الهتك الشم العلی فاسجد لها یعنی یہ تمہارے بلند و بالا خدا ہیں انھیں سجدہ کرو۔ وہ تو یہ کہہ کر باہر گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قضائے مبرم کی طرح بت کے سامنے تشریف لائے اور بت کی عاجزی و بت پرستوں کی جہالت ظاہر کرنے کے لئے ارشاد فرمایا انی جائع فاطعمنی یعنی میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے۔ وہ کچھ نہ بولا آپ نے پھر کہا انی عار فاکسنی یعنی میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا۔ پھر وہ کچھ نہ بولا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر فرمایا میں تجھے پتھر مارتا ہوں۔ فان کنت الٰها فامنع نفسك یعنی اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا وہ اب بھی خاموش رہا آخر بقوت صدیقی پتھر مارا تو وہ خدائے گمراہاں منہ کے بل گر پڑا۔ آپ کے والد ماجد واپس آرہے تھے یہ ماجرا دیکھ کر کہا اے میرے بچے یہ کیا کیا؟ فرمایا وہی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی والدہ حضرت ام الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو بعد میں صحابیہ ہوئیں) کے پاس لائے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔ انھوں نے فرمایا اس بچے سے کچھ نہ کہو جس رات یہ پیدا ہوئے میرے پاس کوئی نہ تھا میں نے سنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے۔ یا امة الله علی التحقیق ابشری بالولد العتیق اسمه فی السماء الصدیق لمحمد صاحب ورفیق یعنی اے اللہ کی سچی بندی تجھے خوشخبری ہو اس بچے کی اس کا نام آسمان میں صدیق ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یار و رفیق ہے۔ رواه القاضی ابوالحسین احمد بن محمد الزبیدی بسنده فی معالی الفرش الی عوالی العرش۔ اور امام اجل سیدی ابوالحسن علی بن عبدالکافی تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ——

الصواب ان یقال ان الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه لم یثبت عنه حالة کفر بالله تعالیٰ کما ثبت عن غیره ممن اٰمن وهو الذی سمعناه من اشیاخنا ومن یقتدی به وهو الصواب یعنی درست یوں کہنا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے کی حالت ثابت نہیں جیسا کہ دیگر ایمان والوں سے یہ حالت ثابت ہے اور یہ وہ بات ہے جس کو ہم نے پیران عظام اور مقتدایان کرام سے سنی ہے اور یہی درست ہے۔ اور سیدنا امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لم یزل ابوبکر بعین الرضا منه۔ امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔ اختلف الناس فی مراده بهذا الکلام فقیل لم یزل مومنا قبل البعثة وبعدها وهو الصحیح المرتضیٰ یعنی امام ابوالحسن اشعری کے

Marfat.com

مذکورہ بالا کلام کی مراد میں لوگوں نے اختلاف کیا اور کہا گیا مطلب یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلان نبوت سے پہلے اور اس کے بعد مومن تھے اور یہی بات صحیح اور پسندیدہ ہے۔ الحمد للہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موحد ہونا اور شرک و کفر سے پاک رہنا ثابت ہو گیا۔

لیکن زید کو اپنی لاعلمی کی بنا پر یہ شبہہ پیدا ہو سکتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا تو اگر وہ پہلے ہی سے مسلمان تھے تو پھر اسلام قبول کرنے کا کیا مطلب؟ تو اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پارہ الٓم رکوع ۱۶ میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی جب اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا ایمان لاؤ تو آپ نے کہا میں رب العلمین پہ ایمان لایا۔ جب خلیل کبریا علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو اسلام لانے کا حکم ہونا اور ان کا عرض کرنا کہ میں اسلام لایا ان کے ایمان قدیم کا منافی نہ ہوا کیونکہ حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی طرف نبوت کے بعد یا پہلے کبھی بھی کسی وقت ایک آن کے لئے بھی کفر کو ہرگز راہ نہیں تو پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ الفاظ کہ وہ فلاں دن مسلمان ہوئے ان کے اسلام سابق کے ہرگز ہرگز مخالف نہیں۔ پھر یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابتداءً ہی مومن ہونا بمعنی موحد غیر کافر ہے بعدہ قبولیت اسلام بقوانین محمدیہ کے محل میں ہے۔ ولا تعارض فیہ هذا کلہ واضح مبین لمن لہ عقل وتفقہ فی الدین فالحمد للہ رب العالمین۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں حضرات قدیم الاسلام ہیں کہ ایک آن، ایک لمحہ کو ہرگز ہرگز متصف بکفر نہ ہوئے مگر اسلام میثاقی و اسلام فطری کے بعد اسلام توحیدی و اسلام اخص دونوں میں صدیق اکبر کا مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بلند و بالا، ارفع و اعلیٰ ہے اور بعد الانبیاء تمام مسلمانوں سے افضل و خلیفہ اول ہونے کی وجہ یہی ہے کہ مردوں کے اندر اسلام اخص میں ان کا کوئی مقابل نہیں اور اسلام توحیدی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی وہ افضل ہیں اس لئے کہ سیدنا صدیق اکبر کی عمر کا زیادہ حصہ زمانۂ ظلمت و جہالت میں گزرا۔ ابتدائً مدتوں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے دوری رہی۔ اس پر بچپنے کی سمجھ میں ان کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو کہ اس وقت مبتلائے شرک تھے اپنے دین باطل کی تعلیم دینے کے لئے بت خانہ میں لیجا کر سجدۂ بت کی تفہیم کرنا اس کے

Marfat.com

باوجود آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توحید خالص پر قائم رہنا بہت اہم و اعظم ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنکھ کھولی تو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا جمال جہاں آرا دیکھا۔ حضور ہی کی گود میں پرورش پائی حضور ہی کی باتیں سنی حضور ہی کی عادتیں سیکھیں شرک و بت پرستی کی صورت ہی اللہ تعالیٰ نے کبھی نہ دکھائی آٹھ یا دس سال کے ہوئے تو آفتاب رسالت اپنی عالمگیر تابشوں کے ساتھ چمک اٹھا۔ والحمد للہ رب العلمین۔

اور اسلام اخص میں ان کی فضیلت یوں ہے کہ مردوں میں وہ سب سے پہلے اسلام لائے اور فوراً اپنا اسلام سب پر ظاہر کر دیا۔ ہدایتیں فرمائیں۔ کفار سے اذیتیں اٹھائیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت یوں مروی ہے کہ انھوں نے اپنے باپ ابوطالب کے خوف سے ابتداءً اپنے اسلام کو ظاہر نہ فرمایا امام حافظ المحدث خیثمہ بن سلیمان و امام دارقطنی و محب الدین طبری وغیرہم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ان ابابکر سبقنی الی اربع لم اوتھن سبقنی الی افشاء الاسلام وقدم الھجرۃ ومصاحبتہ فی الغار واقام الصلاۃ وانا یومئذ بالشعب یظھر اسلامہ واخفیہ الحدیث۔ یعنی بیشک ابوبکر ان چار باتوں میں مجھ سے بڑھ گئے کہ جو مجھے نہ ملیں (۱) انھوں نے مجھ سے پہلے اسلام کو ظاہر کیا اور (۲) مجھ سے پہلے ہجرت کی حضور علیہ السلام کے یار غار ہوئے (۳) اور نماز قائم کی اس حالت میں کہ میں ان دنوں گھروں میں تھا (۴) وہ اپنا اسلام ظاہر کرتے اور میں چھپاتا تھا۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں اول ذکر اسلم علی بن ابی طالب وھو صبی لم یبلغ الحلم وکان مستخفیا باسلامہ واول رجل عربی بالغ اسلم واظھر اسلامہ ابوبکر بن ابی قحافۃ۔ یعنی پہلا وہ شخص جو بچپنے اور نابالغی کی حالت میں مسلمان ہوا حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ اور پہلا وہ شخص جو حالت بلوغ میں مسلمان ہوا۔ اور اپنے اسلام کو ظاہر کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

لہٰذا احادیث و آثار صحابہ کرام و اقوال ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کافر نہ تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نیز دیگر تمام صحابہ سے ان کا ایمان قوی و اکمل اور ان کا مرتبہ بعد الانبیاء سب سے اعلیٰ و افضل ہے۔ اسی لئے وہی خلیفہ اول بنائے جانے کے بھی مستحق ہوئے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۴ر جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ

Marfat.com

مسئلہ:۔ از خلیل الرحمٰن مظفرپوری متعلم مدرسہ مصباح العلوم مبارکپور۔ اعظم گڈھ

شیعوں کے جلسے میں کوئی سنی مولوی شریک ہوا اور تبرا سنکر خاموش چلا آئے۔ بعض سیاسی یا ذاتی اغراض کے تحت جو کسی شیعہ سے وابستہ رہے تردید نہیں کرتے بلکہ تردید کرنے والے کو یہ کہہ کر باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے کہ شیعہ تو وہابی سے اچھا ہے وہابی تو خدائے وحدہ قدوس کی ذات پر کذب کا امکان عائد کرتا ہے اور شیعہ تو محض خلفائے ثلثہ کو ہی برا کہتا ہے کیا عند الشرع ایسا شخص مجرم ہے بالتفصیل تحریر فرمائیں؟

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب جس طرح وہابیوں دیوبندیوں کے جلسے میں شریک ہو کر ان کے سواد (جتھے) کو بڑھانے والا سنی مولوی فاسق معلن ہے یونہی رافضیوں کے جلسے میں شریک ہو کر ان کی جتھا بڑھانے والا سنی مولوی رافضیوں کے جلسے میں شریک ہو کر تبرا سنے اور خاموش چلا آئے وہ فاسق معلن ہونے کے ساتھ شیطان اخرس بھی ہے اور جو سنی مولوی یہ بکے کہ رافضی تو وہابی سے اچھا ہے وہابی تو خدائے وحدہ قدوس کی ذات پر کذب کا امکان عائد کرتا ہے اور رافضی تو محض خلفائے ثلثہ ہی کو برا کہتا ہے" وہ گمراہ بد دین ہے بلکہ حسب ارشاد کتب فقہیہ اس پر کفر عائد ہوتا ہے جس طرح امکان کذب باری کا عقیدہ کفر ہے یونہی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق وسیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہنا ان پر تبرا کرنا بھی کفر ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ رد الرفضہ ص۹ میں تحریر فرماتے ہیں تیسیر المقاصد شرح وہبانیہ للعلامۃ الشرنبلالی قلمی کتاب السیر میں ہے الرافضی اذا سب ابابکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اولعنہما یکون کافرا وان فضل علیہما علیا لایکفر وھو مبتدع یعنی رافضی اگر شیخین (صدیق اکبر و فاروق اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہے یا ان پر تبرا کرے تو کافر ہو جائے گا۔ اور اگر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ان دونوں حضرات سے افضل کہے تو کافر نہیں گمراہ و بد مذہب ہے (بشرطیکہ صرف تفضیل ہی کا عقیدہ رکھے اور ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا منکر نہ ہو) جب خلفائے ثلثہ میں حضرات شیخین داخل ہیں اور حضرات شیخین کو برا کہنے والا کافر و مرتد ہے تو خلفائے ثلثہ کو برا کہنے والا رافضی بھی حسب فتویٰ کافر ہوگا۔ پھر اس کو وہابی سے اچھا بتانے والا یا تو نرا جاہل ہے یا شدید گمراہ ہے واقعی مرتدوں بد مذہبوں کی صحبت دین و ایمان کے حق میں زہر ہلاہل ہے جبھی تو رافضیوں کی صحبت سے متاثر ہو کر سنی مولوی نے کہا کہ رافضی تو محض خلفائے ثلثہ ہی کو برا کہتا ہے گویا خلفائے ثلثہ کو برا کہنا کوئی بڑی بات نہیں۔ معاذ اللہ رب العالمین۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عموماً اور آج کل

Marfat.com

کے نوعمر ناتجربہ کار سنی مولویوں کو خصوصًا شیطان کے مکر و کید سے بچائے اور مرتدوں بدمذہبوں وہابیوں بیدینوں رافضیوں کے جلسے جلوس میں شریک ہونے سے بچائے اور محفوظ رکھے۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔

الجواب صحیح
غلام جیلانی الاعظمی

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۶؍ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

فتویٰ متعلق باغِ فدک

مسئلہ:۔ از عبدالحق قادری غوثیہ منزل منڈی حویلی پونچھ (جموں کشمیر)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رافضی لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیا تھا جسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں غصب کر لیا اور حضور کا فرمان ہے کہ جس نے فاطمہ کو ستایا اس نے مجھ کو ستایا تو اس حدیث شریف کی روشنی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا حال ہے؟

الجواب بعون الملک العزیز الوہاب۔ بعض حصہ زمین جو کفار نے مغلوب ہو کر بغیر لڑائی کے مسلمانوں کے حوالے کر دیا تھا ان میں سے ایک فدک بھی تھا جس کی آمدنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال ازواج مطہرات وغیرہ پر صرف فرماتے تھے اور تمام بنی ہاشم کو بھی اس کی آمدنی سے کچھ مرحمت فرماتے تھے۔ مہمان اور بادشاہوں کے سفراء کی مہمان نوازی بھی اس آمدنی سے ہوتی تھی۔ اس سے غریبوں اور یتیموں کی امداد بھی فرماتے تھے۔ جہاد کے سامان تلوار، اونٹ اور گھوڑے وغیرہ اس سے خریدے جاتے تھے اور اصحاب صفہ کی حاجتیں بھی اس سے پوری فرماتے تھے۔ ظاہر ہے کہ فدک اور اس قسم کی دوسری زمینوں کی آمدنی مذکورہ بالا تمام مصارف کے مقابلہ میں بہت کم تھی اسی سبب سے بنی ہاشم کا جو وظیفہ حضور نے مقرر فرمادیا تھا وہ زیادہ نہیں تھا اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضور کو حد سے

Marfat.com

زیادہ پیاری تھیں مگر آپ ان کی بھی پوری کفالت نہیں فرماتے تھے جس سے ثابت ہوا کہ اس قسم کی زمینوں کی آمدنی مخصوص مدوں میں حضور صرف فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا مال اسی کی راہ میں خرچ فرماتے تھے آپ نے ان کو ذاتی ملکیت نہیں قرار دیا تھا۔

پھر جب سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے بھی فدک کی آمدنی کو انھیں تمام مدوں میں خرچ کیا جن میں حضور خرچ فرمایا کرتے تھے فدک کی آمدنی خلفائے اربعہ کے زمانہ تک اسی طرح صرف ہوتی رہی۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ سب نے فدک کی آمدنی کو انھیں مدوں میں خرچ کیا جن میں حضور خرچ کیا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد باغ فدک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبضہ میں رہا پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اختیار میں رہا۔ ان کے بعد علی بن حسین اور حسن بن حسن کے ہاتھ آیا۔ ان کے بعد زید بن حسن بن علی برادر حسن بن حسن کے تصرف میں آیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پھر مروان اور مروانیوں کے اختیار میں رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت کا زمانہ آیا تو انھوں نے باغ فدک حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کے قبضہ و تصرف میں دے دیا۔ باغ فدک کی اس تاریخ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ معاملہ کچھ بھی نہ تھا مگر لوگوں نے بلا وجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگا کر ان کو مطعون کیا۔

حضور نے باغ فدک حضرت فاطمہ کو نہیں دیا تھا

یہ کہنا صحیح نہیں کہ باغ فدک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا تھا۔ یہ رافضیوں کا افترا ہے جس کا جواب دینا ہم پر لازم نہیں۔ یعنی اہل سنت کی معتبر کتابوں سے باغ فدک کا دینا ثابت نہیں بلکہ ہماری کتابوں سے حضور کا حضرت سیدہ کو باغ فدک کا نہ دینا ثابت ہے جیسا کہ مشہور و معروف کتاب ابوداؤد شریف کی حدیث ہے۔ عن المغیرۃ قال ان عمر بن عبد العزیز جمع بنی مروان حین استخلف فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت لہ فدک فکان ینفق منہا ویعود منہا علی صغیر بنی ہاشم ویزوج منہا ایمہم وان فاطمۃ سالتہ ان یجعلہا لہا فابی فکانت کذلک فی حیوۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی مضی لسبیلہ فلما ان ولی ابوبکر عمل فیہا بما عمل

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حیوتہ حتی مضیٰ لسبیلہ فلما ان ولی عمر بن الخطاب عمل فیہا بمثل ما عملا حتی مضیٰ لسبیلہ ثم اقطعہا مروان ثم صارت لعمر بن عبد العزیز فرایت امرا منعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاطمۃ لیس لی بحق وانی اشہد کم انی رددتہا علی ما کانت یعنی علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابی بکر وعمر۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا جب زمانہ آیا تو انھوں نے بنی مروان کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کہ فدک رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھا جس کی آمدنی وہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے تھے اور بنی ہاشم کے بچوں کو پہنچاتے تھے اور اس سے مجرد مرد و عورت کا نکاح بھی کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سے سوال کیا کہ فدک ان ہی کے لئے مقرر کر دیں تو حضور نے انکار کر دیا تو ایسے ہی آپ کی زندگی بھر رہا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی پھر جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے فدک میں ویسا ہی کیا جیسا کہ حضور نے کیا تھا یہاں تک کہ وہ بھی رحلت فرما گئے پھر جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے ویسا ہی کیا جیسا کہ حضور اور ابوبکر نے کیا تھا یہاں تک کہ وہ بھی انتقال فرما گئے۔ پھر مروان نے (اپنے دور میں) فدک کو اپنی جاگیر میں لے لیا یہاں تک کہ وہ عمر بن عبد العزیز کی جاگیر بنا۔ پس میں نے دیکھا کہ جس چیز کو حضور نے اپنی بیٹی فاطمہ کو نہیں دیا اس پر میرا حق کیسے ہو سکتا ہے لہٰذا میں آپ لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے فدک کو اسی دستور پر واپس کر دیا جس دستور پر کہ وہ پہلے تھا یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ مبارکہ میں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵۶)

اس حدیث شریف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت سیدہ کو باغ فدک کا نہ دینا واقع طور پر ثابت ہے بلکہ شرح ابن الحدید جو رافضیوں کی معتبر مذہبی کتاب نہج البلاغۃ کی شرح ہے اس میں ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ قال لہا ابوبکر لما طلبت فدک بابی وامی انت الصادقۃ الامینۃ عندی ان کان رسول اللہ عہد الیک عہدا او وعدک وعدا صدقتک وسلمت الیک فقالت لم یعہد الیّ فی ذالک۔ جب فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فدک طلب کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ میرے نزدیک صادقہ امینہ ہیں۔ اگر حضور نے آپ کے لئے فدک کی وصیت کی ہو یا وعدہ کیا ہو تو اسے میں تسلیم کرتا ہوں اور فدک آپ کے حوالے کر دیتا ہوں تو سیدہ نے فرمایا کہ فدک کے معاملہ میں حضور نے میرے لئے کوئی وصیت نہیں فرمائی ہے۔

Marfat.com

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت سیدہ کو باغ فدک دینے کا جو افسانہ بنایا گیا ہے وہ صحیح نہیں اس لئے کہ حضرت سیدہ خود فرما رہی ہیں کہ حضور نے فدک کے لئے میرے بارے میں کوئی وصیت نہیں کی ہے اور نہ وعدہ فرمایا ہے۔ لہٰذا جب حضور نے باغ فدک حضرت سیدہ کو دیا نہیں اور دینے کا وعدہ بھی نہیں فرمایا اور نہ وصیت فرمائی تو پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غصب کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اور اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ کو فدک ہبہ کر دیا تھا۔ تو یہ مسئلہ رافضی وسنی دونوں کے یہاں متفقہ طور پر مسلم ہے کہ ہبہ کی ہوئی چیز پر تاوقتیکہ موہوب لہٗ یعنی جس کو ہبہ کیا گیا ہے اس کا قبضہ وتصرف نہ ہو جائے وہ چیز موہوب لہٗ کی ملک نہیں ہو سکتی اور فدک بالاتفاق حضور کی ظاہری حیات میں کبھی حضرت سیدہ کے قبضہ میں نہیں آیا بلکہ حضور ہی کے اختیار میں رہا اور وہی اس میں مالکانہ تصرف فرماتے رہے۔

حضورؑ نے کوئی وراثت نہیں چھوڑی

اگر یہ کہا جائے کہ حضور نے اپنی ظاہری حیات میں حضرت سیدہ کو فدک نہیں دیا تھا ہم نے یہ تسلیم کر لیا لیکن جب وہ حضور کی صاحبزادی تھیں تو فدک حضرت سیدہ کو وراثت میں ضرور ملنا چاہئے تھا کہ ہر شخص اپنے باپ کی جائداد کا وارث ہوا اور حضرت سیدہ حضور کی وارث نہ ہوں یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہا درجہ کے فیاض تھے جو کچھ آتا تھا سب غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ کچھ اپنے پاس باقی نہیں رکھتے تھے یہاں تک کہ حضور ایک بار نماز عصر پڑھ کر فوراً اٹھے اور نہایت تیزی کے ساتھ گھر تشریف لے گئے پھر علی الفور واپس آگئے لوگوں کو تعجب ہوا تو فرمایا مجھے خیال آیا کہ سونے کی ایک چیز گھر میں پڑی رہ گئی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ رات ہو جائے اور وہ گھر میں پڑی رہ جائے اس لئے میں اسے خیرات کرنے کے لئے کہہ آیا ہوں۔ (رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ ص ۱۶۶)

اور حدیث شریف میں ہے کہ آخری بیماری میں حضور کی ملکیت میں چھ سات اشرفیاں تھیں۔ حضور نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم فرمایا کہ اسے خیرات کر دیں مگر وہ مشغولیت کے سبب خیرات نہ کر سکیں تو حضور نے ان اشرفیوں کو منگا کر خیرات کر دیا اور فرمایا۔ مَاظَنُّ نَبِيِّ اللّٰهِ لَوْلَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهٰذِهٖ عِنْدَهٗ (رواہ احمد مشکوٰۃ ص ۱۶۷) یعنی اللہ کا نبی خدائے تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اشرفیاں اس کے

Marfat.com

قبضہ میں ہوں تو یہ مقام نبوت کے منافی ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد دوم ص۴۸) جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ انھوں نے اپنی ذاتی ملکیت میں کوئی چیز چھوڑی ہی نہیں تو ایسی صورت میں وراثت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اس لئے کہ وراثت اس چیز میں جاری ہوتی ہے جو مورث کی ملکیت ہو اور سرکار اقدس نے ایسا کوئی مال چھوڑا ہی نہیں۔ اور ازواج مطہرات جو اپنے حجروں کی مالک ہوئیں تو وہ بطور میراث ان کو نہیں ملے تھے بلکہ حضور نے اپنی ظاہری حیات میں ایک ایک حجرہ بنوا کر ان کو ہبہ کر دیا تھا اور اسی زمانہ میں ان لوگوں نے اپنے اپنے حجروں پر قبضہ بھی کر لیا تھا اور ہبہ جب قبضہ کے ساتھ ہو تو ملکیت ثابت ہو جاتی ہے جیسے کہ حضور نے حضرت فاطمہ کے لئے بھی گھر بنوا کر ان کے قبضہ میں دے دیا تھا جو ان کی ملکیت تھا اور پھر فدک مال فَیٔ سے تھا اسی لئے محدثین کرام فدک کی حدیث کو باب الفئی میں لاتے ہیں اور فَیٔ کسی کی ملکیت نہیں ہوتا اس کے مصارف کو خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود بیان فرمایا ہے۔ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ. جو فَیٔ دلایا اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے (پ۲۸ ع۴)

اور مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد چہارم ص۳۱۳ پر مغرب سے ہے حکمہ ان یکون لکافۃ المسلمین فَیٔ کا حکم یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے لئے ہے۔ اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "حکم فَیٔ آنست کہ مر عامہ مسلمانان را می باشد و در وے خمس و قسمت نیست و اختیار آں بدست آنحضرت ست۔" فَیٔ کا حکم یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے لئے ہے اس میں خمس و تقسیم نہیں ہے اور اس کی تولیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ہے (اشعۃ ج۳ ص۴۴۱) معلوم ہوا مال فَیٔ وقف ہوتا ہے کسی کی ملکیت نہیں ہوتا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فدک کی آمدنی کو قرآن کی تصریح کے مطابق اپنی ذات پر۔ ازواج مطہرات اور بنی ہاشم پر غریبوں، مسکینوں اور مسافروں پر خرچ فرما دیتے تھے جو اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ فدک کسی کی ملکیت نہیں تھا بلکہ وقف تھا اور مال وقف میں میراث جاری ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

انبیائے کرام کسی کو مال کا وارث نہیں بناتے

اگر فدک کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملکیت مان بھی لی جائے پھر بھی اس میں وراثت نہیں جاری ہوگی بلکہ وہ صدقہ ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

Marfat.com

قال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لانورث ماترکناہ صدقۃ۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے۔ (مشکوٰۃ ص۵۵۰) اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور کے وصال فرما جانے کے بعد ازواج مطہرات نے چاہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ حضور کے مال سے اپنا حصہ تقسیم کروائیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا الیس قد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لانورث ماترکناہ صدقۃ۔ کیا حضور نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ہم کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔ (مسلم شریف جلد دوم ص۹۱) جب حضرت عائشہ نے ازواج مطہرات کو یہ حدیث شریف سنائی تو انھوں نے میراث طلب کرنے کا ارادہ ختم کر دیا۔

حضرت عمرو بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جویریہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے انھوں نے فرمایا۔ ماترک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند موتہ دینارًا ولا درھمًا ولا عبدًا ولا امۃ ولا شیئًا الا بغلتہ البیضاء وسلاحہ وارضا جعلہا صدقۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال کے وقت درہم و دینار غلام و باندی کچھ نہیں چھوڑا مگر ایک سفید خچر، اپنا ہتھیار اور کچھ زمین جس کو حضور نے صدقہ کر دیا تھا۔ (رواہ البخاری مشکوٰۃ ص۵۵۰)

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا یقتسم ورثتی دینارًا ماترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی فھو صدقۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے وارث ایک دینار بھی تقسیم نہیں کریں گے میں جو کچھ چھوڑ جاؤں میری ازواج کے مصارف اور عاملوں کا خرچ نکالنے کے بعد جو بچے وہ صدقہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۰) اور بخاری و مسلم میں حضرت مالک بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجمع صحابہ جن میں حضرت عباس، حضرت عثمان حضرت علی، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام اور سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو قسم دے کر فرمایا۔ کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے۔ تو سب نے اقرار کیا کہ ہاں حضور نے ایسا فرمایا ہے۔ حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ انشدکم باللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض ھل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لانورث ماترکنا صدقۃ قالوا قد قال ذلک فاقبل عمر علی علیؓ وعباس فقال انشدکما باللہ ھل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد قال ذلک قالا نعم۔ حضرت عمر رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو خدائے تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے ہم جو چھوڑیں وہ صدقہ ہے تو ان لوگوں نے کہا بے شک حضور نے ایسا فرمایا ہے پھر وہ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں آپ دونوں کو خدائے تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضور نے ایسا فرمایا ہے تو ان لوگوں نے بھی کہا کہ ہاں حضور نے ایسا فرمایا ہے (بخاری ج ۲ مسلم ج ۲ ص ۹۰) ان احادیث کریمہ کے صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور حضور کا ترکہ خیبر اور فدک وغیرہ ان کے قبضہ میں ہوا اور پھر ان کے بعد حسنین کریمین وغیرہ کے اختیار میں رہا مگر ان میں سے کسی نے ازواج مطہرات حضرت عباس اور ان کی اولاد کو باغ فدک وغیرہ سے حصہ نہ دیا لہٰذا ماننا پڑے گا کہ نبی کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی ورنہ یہ تمام بزرگوار جو رافضیوں کے نزدیک معصوم اور اہلسنت کے نزدیک محفوظ ہیں حضرت عباس اور ازواج مطہرات کی حق تلفی جائز نہ رکھتے۔

ان تمام شواہد سے خوب واضح ہوگیا کہ انبیائے کرام کے ترکہ میں وراثت نہیں جاری ہوتی اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ کو باغ فدک نہیں دیا نہ کہ بغض وعداوت کے سبب جیسا کہ رافضیوں کا الزام ہے اس لئے کہ اگر حضرت سیدہ سے ان کو دشمنی تھی تو ازواج مطہرات کو حضور کے ترکہ سے حصہ پہونچتا تو ان سے اور ان کے باپ بھائی وغیرہ متعلقین سے کیا عداوت تھی کہ ان سب کو محروم المیراث کر دیا جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ ان کی صاحبزادی بھی ازواج مطہرات میں سے تھیں بلکہ حضرت عباس حضور کے چچا اور حضرت ابوبکر کے ابتدائے خلافت سے مشیر و رفیق تھے جن کو تقریباً نصف ترکہ ملتا وہ کس دشمنی کے سبب وراثت سے محروم ہوتے؟ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد رسول لانورث ماترکنا صدقۃ۔ کے سبب حضرت سیدہ کو فدک نہ دیا کہ حدیث پر عمل کرنا ان پر لازم تھا۔ اس لئے کہ کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت سیدہ کو خوش کرنے کے لئے انھیں حدیث کو پس پشت ڈال دینا چاہئے تھا اور ارشاد رسول پر انھیں عمل نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اور جب حضرت ابوبکر صدیق نے حدیث رسول پر عمل کیا تو ان پر الزام کیا ہے جبکہ یہ روایت کہ حضرات انبیا کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے رافضیوں کی معتبر کتابوں سے بھی ثابت ہے جیسا کہ اصول کافی باب العلم والمتعلم میں ہے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارًا ولا درھما ولکن

Marfat.com

اور ثوا العلم فمن اخذہ منہ اخذ بحظ وافر- ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علمائے دین انبیائے کرام کے وارث ہیں اس لئے کہ انبیائے کرام کسی شخص کو درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے تو جس شخص نے علم دین حاصل کیا اس نے بہت کچھ حاصل کیا اور اسی کتاب اصول کافی کے باب صفۃ العلم میں ہے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذٰلک ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشیء منہا فقد اخذ حظا وافرا۔ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ علمائے کرام انبیائے عظام کے وارث ہیں اور یہ اس لئے کہ حضرات انبیائے کرام نے کسی کو درہم و دینار کا وارث نہیں بنایا انھوں نے تو صرف اپنی باتوں کا وارث بنایا تو جس شخص نے ان کی باتوں کو حاصل کر لیا اس نے بہت کچھ حاصل کیا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رافضیوں کے نزدیک معصوم ہیں اور اہلسنت کے نزدیک محفوظ ہیں۔ ان کی روایتوں سے بھی ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی میراث صرف علم شریعت ہی ہے وہ درہم و دینار اور مال و اسباب کا کسی کو وارث نہیں بناتے اور جب یہ بات رافضیوں کی روایات سے بھی ثابت ہے تو پھر سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میراث تقسیم نہ کرنے کے سبب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فدک کے غصب کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اور یہیں سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ وورث سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وغیرہ قرآن و حدیث میں جہاں بھی انبیائے کرام کی وراثت کا ذکر ہے اس سے علم شریعت و نبوت مراد ہے نہ کہ درہم و دینار۔

اور بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ترکہ میں میراث نہ جاری ہوتی تو حضرت ابو بکر حضرت علی کو حضور کی تلوار، زرہ اور دلدل وغیرہ کیوں دیتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی کو حضور کی تلوار وغیرہ کا دینا ہی اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ حضور کے ترکہ میں میراث نہیں۔ اس لئے کہ حضرت علی حضور کے وارث نہ تھے۔ اگر حضور کے ترکہ کے وارث ہوتے تو صرف فاطمہ زہرا، ازواج مطہرات اور حضرت عباس ہوتے نہ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ کا مال وفات کے بعد عامۃ المسلمین کے لئے وقف کا حکم رکھتا ہے اس لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان چیزوں کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زیادہ لائق سمجھا تو ان کے لئے مخصوص کر دیا اور بعض چیزیں حضرت زبیر بن العوام اور حضرت محمد بن مسلمہ انصاری کو بھی دیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ترکہ میں میراث نہیں۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر نے حضرت فاطمہ کو نہیں ستایا رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بیشک جس نے فاطمہ کو ستایا اس نے حضور کو ستایا اور جس نے فاطمہ کو ایذا دی اس نے حضور کو ایذا دی اس مضمون کی حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا اغضبنی وفی روایۃ یریبنی ما اراب‌ھا ویؤذینی ما اذاھا۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے تو جو شخص اس کو غضب میں لایا مجھ کو غضب میں لایا۔ اور ایک روایت میں ہے مجھ کو اضطراب میں ڈالتی ہے جو چیز فاطمہ کو اضطراب میں ڈالتی ہے اور مجھ کو تکلیف دیتی ہے جو چیز اس کو تکلیف دیتی ہے۔ (بخاری۔ مسلم مشکوٰۃ صـ ۵۶۸)

یہ حدیث شریف حق ہے جس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا لیکن یہ سمجھنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ کو ستایا یہ غلط ہے۔ ستانے کا مفہوم کیا ہے؟ جب حضرت سیدہ نے حضرت ابوبکر سے فدک کا مطالبہ کیا تو انھوں نے وہ حدیث شریف سنائی کہ جس کی تصدیق بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ یہاں تک کہ حضرت علی بھی کرتے ہیں تو حضرت سیدہ خاموش ہو گئیں کیا حدیث سنانا اور اس پر عمل کرنا سیدہ فاطمہ کو ستانا ہے؟ کون مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ حدیث پر عمل کر کے مجھکو ستایا گیا اور جب عام مسلمانوں کو حدیث رسول پر عمل کرنے سے تکلیف نہیں پہونچ سکتی تو حضرت فاطمہ زہرا جو حضور کی لخت جگر اور نور نظر ہیں حضور کی حدیث پر عمل کرنے سے کیونکر تکلیف پہونچ سکتی ہے؟ اور اگر یہ بات مان لی جائے کہ حضرت سیدہ کو حدیث رسول پر عمل کرنے کے سبب تکلیف پہونچی جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے تو خود حضرت سیدہ پر الزام آتا ہے کہ ان کو حدیث رسول سے تکلیف پہونچی اور یہ بات سیدہ کی ذات سے ناممکن ہے۔ ہاں بخاری شریف کی بعض روایتوں میں حضرت سیدہ اور حضرت ابوبکر کے سوال وجواب کو نقل کرنے کے بعد حدیث کے راوی نے اپنے خیال کو اس طرح ظاہر کیا ہے۔ فغضبت فاطمۃ وھجرت ابابکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشھر۔ پس حضرت فاطمہ ناراض ہو گئیں اور انھوں نے حضرت ابوبکر کو چھوڑے رکھا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی اور حضرت فاطمہ حضور کے بعد چھ ماہ باحیات رہیں۔ یہاں یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ یہ الفاظ حضرت سیدہ کی زبان سے نہیں نکلے ہیں بلکہ یہ حدیث کے راوی کا اپنا ذاتی خیال ہے جس کو انھوں نے اپنے لفظوں میں بیان کیا ہے یعنی حضرت ابوبکر کی شکایت کسی روایت میں حضرت سیدہ کی زبان سے ثابت نہیں

Marfat.com

ہے نہ کوئی حدیث کا راوی یہ کہتا ہے کہ ہم نے ابوبکر کی شکایت جناب سیدہ سے سنی ہے اور چونکہ ناراضگی دل کا فعل ہے اس لئے جب تک اس کو زبان سے ظاہر نہ کیا جائے دوسرے شخص کو اس کی خبر نہیں ہو سکتی البتہ آثار و قرائن سے دوسرے لوگ قیاس کر سکتے ہیں مگر ایسے قیاس میں غلطی ہو جانے کا بہت امکان ہے جیسے کہ ایک بار بہت سے صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خلوت نشینی سے یہ نتیجہ نکالا کہ حضور نے ازواج مطہرات کو طلاق دیدی ہے مگر جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ طلاق نہیں دی ہے۔ اسی طرح فدک کے معاملہ میں بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت سیدہ کی خاموشی اور ترک کلام سے راوی نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت سیدہ ناراض ہیں حالانکہ یہ بات نہیں کہ ناراضگی ہی ترک کلام کا سبب ہو بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے والد گرامی کی حدیث سنکر وہ مطمئن ہو گئیں اس لئے پھر کبھی انھوں نے حضرت ابوبکر سے فدک کے معاملہ میں گفتگو نہیں کی۔ اور حضرت سیدہ کے ناراض نہ ہونے کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ وہ برابر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گھر کے سارے اخراجات لیتی تھیں اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس حضرت سیدہ کی تیمارداری کرتی تھیں اگر واقعی حضرت سیدہ ناراض ہوتیں تو ان کی اور ان کی بیوی کی خدمات وہ ہرگز قبول نہ فرماتیں اور پھر حضور نے یہ فرمایا مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِی یعنی جو شخص اپنے قول یا فعل سے قصداً فاطمہ کو غضب میں لائے اس کے لئے وعید ہے۔ اس لئے کہ اغضاب کے معنی یہی ہیں اور پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غضب میں لانے اور ایذا پہونچانے کا قصد ہرگز نہیں کیا بلکہ وہ بارہا انعام فدمیں فرماتے رہے یا ابنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احب الی من ان اصل قرابتی۔ قسم ہے خدا کی اے رسول اللہ کی صاحبزادی مجھے اپنی قرابت سے حضور کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی زیادہ محبوب ہے۔ اور اگر حضرت سیدہ کا غضب میں ہونا بمقتضائے بشریت مان بھی لیا جائے تو یہ ان کا اپنا فعل ہے حضرت ابوبکر پر کوئی الزام نہیں اس لئے کہ اغضاب یعنی قصداً غضب میں لانے پر وعید ہے نہ کہ غضب پر۔ ہاں اگر اس لفظ کے ساتھ وعید ہوتی کہ مَنْ غَضِبَتْ عَلَيْهِ غَضِبْتُ عَلَيْهِ یعنی جس پر فاطمہ غصہ ہوں گی تو اس پر میں غصہ ہوں گا۔ تو اس صورت میں البتہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام عائد ہوتا مگر اس طرح کے الزام سے پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نہیں بچ سکتے۔ اس لئے کہ حضرت سیدہ بارہا ان پر غصہ ہوئی ہیں جیسا کہ رافضیوں کے معتبر کتاب جلاء العیون صفحہ ۱۸۶ پر ہے کہ ایک بار حضرت سیدہ زہرا مولیٰ علی سے ناراض ہوئیں تو حسن وحسین اور ام کلثوم کو لے کر اپنے میکہ چلی گئیں بلکہ بعض

Marfat.com

مرتبہ اس قدر غصہ ہوتی تھیں کہ حضرت علی کو سخت وسست بھی کہہ دیا کرتی تھیں جیسا کہ رافضی مذہب کی مشہور کتاب حق الیقین کے صفحہ ۲۳۳ پر ہے کہ حضرت سیدہ نے ایک بار حضرت علی سے ناراض ہو کر یہ جملہ کہہ دیا " مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائباں در خانہ گریختہ ، حمل کے بچہ کی طرح ماں کے پیٹ میں چھپ گئے اور نامرادوں کی طرح گھر میں بیٹھ گئے۔

خلاصہ یہ کہ رافضی اور سنی دونوں کی معتبر کتابوں میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جس سے حضرت سیدہ کا حضرت علی پر ناراض ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن اس کا جواب یہی دیا جائے گا کہ ان کی ناراضگی حضرت علی سے وقتی اور عارضی ہوتی تھی پھر اس کے بعد آپ راضی بھی ہو جاتی تھیں تو ہم کہتے ہیں اول تو حضرت ابوبکر پر حضرت سیدہ کی زبان سے ناراض ہونا ہی ثابت نہیں۔ اور اگر حدیث شریف کے راوی کے خیال کو صحیح مان بھی لیا جائے تو یہ ناراضگی بھی عارضی اور وقتی تھی جیسا کہ رافضی اور سنی دونوں کی روایتوں سے ثابت ہے کہ مطالبہ فدک کے بعد حضرت سیدہ نے حضرت ابوبکر سے بولنا چھوڑ دیا۔ تو آپ نے حضرت علی کو اپنا سفارشی بنایا۔ یہاں تک کہ حضرت زہرا آپ سے راضی ہو گئیں جیسا کہ سنیوں کی کتاب مدارج النبوۃ، کتاب الوفا، بیہقی اور شروح مشکوۃ میں یہ روایت موجود ہے۔ بلکہ محدث کبیر حضرت شیخ عبدالحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطالبہ فدک کے بعد حضرت سیدہ کے گھر گئے اور دھوپ میں ان کے دروازہ پر کھڑے ہوئے یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے راضی ہو گئیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد سوم صفحہ ۴۵۴) اور رافضیوں کی کتاب محجاج السالکین میں ہے۔

ان ابابکر لما رأی ان فاطمۃ انقبضت عنہ وھجرتہ ولم تتکلم بعد ذلک فی امر فدک وکبر ذلک عندہ فاراد استرضاءھا فاتاھا فقال لھا صدقت یا ابنۃ رسول اللہ فیما ادعیت ولکنی رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقسمھا فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یوتی منھا قوتکم والصانعین بھا فقال افعل فیھا کما کان ابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یفعل فیھا فقال ذلک اللہ علی ان افعل فیھا ما کان یفعل ابوک فقالت واللہ لتفعلن فقال واللہ لافعلن فقالت اللھم اشھد فرضیت بذلک واخذت العھد علیہ وکان ابوبکر یعطیھم منھا قوتھم ویقسم الباقی فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل۔ بیشک جب حضرت ابوبکر نے دیکھا کہ فاطمہ مجھ سے تنگ دل ہو گئیں اور چھوڑ دیا اور فدک کے بارے میں بات کرنا ترک کر دیا تو یہ ان پر بہت گراں ہوا انھوں

Marfat.com

نے حضرت سیدہ کو راضی کرنا چاہا تو ان کے پاس گئے اور کہا اے رسول کی صاحبزادی آپ نے جو کچھ دعویٰ کیا تھا سچا تھا لیکن میں نے حضور کو دیکھا کہ وہ فدک کی آمدنی کو فقیروں مسکینوں اور مسافروں کو بانٹ دیتے تھے اسی میں سے آپ کو اور فدک میں کام کرنے والوں کو دیتے تھے تو حضرت سیدہ نے کہا کہ کرو جیسا کہ میرے باپ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے تو حضرت ابوبکر نے کہا قسم ہے خدا کی میں آپ کے واسطے وہ کام کروں گا جو آپ کے والد گرامی کرتے تھے تو حضرت سیدہ نے کہا قسم ہے خدا کی آپ ضرور ویسا ہی کریں گے پھر حضرت ابوبکر نے کہا خدا کی قسم میں ضرور کروں گا تو حضرت سیدہ نے کہا اے خدا تو گواہ ہے پھر حضرت سیدہ راضی ہو گئیں اور حضرت ابوبکر سے عہد لیا اور وہ فدک کی آمدنی سے پہلے حضرت سیدہ وغیرہا کو دیتے تھے پھر باقی فقیروں مسکینوں اور مسافروں کو بانٹ دیتے تھے۔

حضرت سیّدہ حضرت ابوبکر سے ناراض نہیں تھیں

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

رافضی لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت کر دی تھی کہ ابوبکر میرے جنازہ میں شریک نہ ہوں اسی لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ کو رات ہی میں دفن کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ سیدہ ان سے راضی نہیں ہوئی تھیں اور ان لوگوں کے مابین صلح صفائی نہیں ہوئی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہلسنت کی معتبر کتابوں سے یہ ہرگز ثابت نہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا نے یہ وصیت کی تھی کہ حضرت ابوبکر میرے جنازہ میں شریک نہ ہوں۔ یہ رافضیوں کا افترا و بہتان ہے اس لئے کہ وہ ایسی وصیت کیسے کر سکتی تھیں جبکہ نماز جنازہ پڑھانے کا حق بحیثیت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق ہی کو تھا اسی لئے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ کے حاکم مروان بن حکم کو (اور ایک روایت میں سعید بن عاص کو) حضرت امام حسن کا جنازہ پڑھانے سے نہیں روکا اور فرمایا کہ اگر شریعت کا حکم ایسا نہ ہوتا تو میں جنازہ کی نماز تمہیں نہ پڑھانے دیتا۔ (اشعۃ اللمعات جلد سوم ص۴۵۴) اور جب نماز جنازہ پڑھانے کا حق خلیفۃ المسلمین ہی کو تھا تو حضرت سیدہ کسی کی حق تلفی کی وصیت ہرگز نہیں کر سکتیں معلوم ہوا کہ اس قسم کی وصیت کی نسبت حضرت سیدہ کی جانب غلط ہے البتہ انھوں نے مرض الموت میں یہ وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد مجھے بے پردہ مردوں کے سامنے نہ نکالیں اس لئے کہ اس زمانہ میں یہ رسم تھی کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی بے پردہ نکالتے تھے۔

Marfat.com

توحضرت ابوبکر کی بیوی اسماء بنت عمیس نے حضرت سیدہ کے جنازہ کے لئے لکڑیوں کا ایک گہوارہ بنایا جس کو دیکھکر وہ بہت خوش ہوئیں لہذا ان کی وصیت انتہائی شرم وحیا کے سبب سے تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خاص نہ تھی بلکہ عام تھی اسی لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ کو رات ہی میں دفن کر دیا۔ اور سیدہ کے جنازہ میں حضرت ابوبکر صدیق کا شریک نہ ہونا بخاری یا صحاح کی کسی روایت سے ثابت نہیں بلکہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ان کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر صدیق ہی نے پڑھائی جیسا کہ طبقات ابن سعد میں امام شعبی اور امام نخعی سے دو روایتیں مروی ہیں۔

عن الشعبی قال صلی علیها ابوبکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه وعن ابراهیم قال صلی ابوبکر الصدیق علی فاطمة بنت رسول اللّٰہ وکبر علیها اربعًا۔ حضرت امام شعبی اور ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ حضور کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر نے پڑھائی اور نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔ اور اگر جنازہ میں شریک نہ ہونا مان بھی لیا جائے تو اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت علی نے حضرت ابوبکر کو بلانے کے لئے کسی کو نہ بھیجا ہو تو حضرت ابوبکر نے سمجھا ہو کہ اس میں کوئی مصلحت ہے اس لئے شریک نہ ہوئے ہوں۔ اور حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر انتظار میں رہے ہوں کہ ان کو بلایا جائے گا اور حضرت علی نے یہ خیال کیا ہو کہ وہ خود آئیں گے اور رات کا وقت تھا اس لئے ان کی شرکت کے بغیر تجہیز وتکفین کر دی گئی۔ کذا ذکرہ السمهودی فی تاریخ المدینة (اشعۃ اللمعات جلد سوم ص۴۵۴) اور اگر رافضی کسی بات کو نہ مانیں اور جنازہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ حضرت سیدہ کی وصیت ہی کو ٹھہرائیں تو پھر ان کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا کہ سیدہ کی نماز جنازہ صرف سات آدمیوں نے پڑھی جیسا کہ رافضیوں کی معتبر کتاب جلاء العیون میں کلینی سے روایت ہے کہ " از امیر المومنین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ روایت کردہ است کہ ہفت کس بر جنازۂ فاطمہ نماز کردند ابوذر وعمار وحذیفہ وعبد اللہ بن مسعود ومقداد ومن امام ایشاں بودم" امیر المومنین حضرت علی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ صرف سات آدمیوں نے فاطمہ کی نماز جنازہ پڑھی۔ ابوذر، سلمان، عمار، حذیفہ، عبد اللہ بن مسعود، مقداد اور میں ان کا امام تھا۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ صرف سات آدمیوں نے حضرت سیدہ کی نماز جنازہ پڑھی اور مندرجہ ذیل حضرات ان کے جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عقیل بن طالب، حضرت جعفر بن طالب، حضرت قیس بن سعد حضرت ایوب انصاری، حضرت ابو سعید خدری، حضرت سہل بن حنیف، حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت

Marfat.com

براء بن عازب اور حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یہ تیرہ حضرات جن کو رافضی بھی مانتے ہیں اور یہ لوگ نماز جنازہ میں شریک نہ ہوئے ان کے بارے میں وہ کیا کہیں گے؟ کیا حضرت سیدہ ان سے بھی ناراض تھیں کیا انھوں نے یہ بھی وصیت کر دی تھی کہ میرے جنازہ میں امام حسن و امام حسین بھی شریک نہ ہوں جو ان کے لاڈلے اور چہیتے بیٹے تھے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ جنازہ میں شریک ہونے نہ ہونے کو رضامندی یا ناراضگی کی بنیاد بنانا ہی غلط ہے ورنہ حضرات حسنین کے بارے میں بھی کہنا پڑے گا کہ ان حضرات سے سیدہ ناراض تھیں اور جنازہ میں شریک نہ ہونے کے لئے وصیت کر گئی تھیں تو ثابت ہوا کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت سیدہ کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی تو اس کو آپ سے حضرت سیدہ کی ناراضگی کی دلیل ٹھہرانا غلط ہے۔

حضرت ابوبکر نے حضرت سیدہ کو اپنی پوری جائداد پیش کی

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت التجا کے ساتھ اپنی پوری جائداد حضرت سیدہ کو پیش کی جیسا کہ رافضیوں کی معتبر کتاب حق الیقین میں ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فدک کا مطالبہ کیا تو انھوں نے حدیث رسول لا نورث ما ترکناہ صدقۃ کو سنانے کے بعد بہت معذرت کی اور کہا کہ "اموال و احوال خود را از تو مضائقہ نمی کنم آں چہ خواہی بگیر تو سیدۂ امت پدر خودی۔ و شجرۂ طیبہ از برائے فرزنداں خود انکار فضل تو کسے نمی تواند کرد و حکم تو نافذست در اموال من اما در اموال مسلماناں مخالفت گفتۂ پدر تو نمی توانم کرد۔" میرے جملہ اموال و احوال میں آپ کو اختیار ہے آپ جو چاہیں بلا روک ٹوک لے سکتی ہیں آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کی سردار ہیں اور آپ کے فرزندوں کے لئے شجرۂ مبارکہ ہیں آپ کی فضیلت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور آپ کا حکم میرے تمام مالوں میں نافذ ہے لیکن مسلمانوں کے مالوں میں آپ کے والد ماجد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی مخالفت میں نہیں کر سکتا۔ (حق الیقین ملا مجلسی صہ ۲۳۱) رافضیوں کی اس مذہبی کتاب سے خوب واضح ہو گیا کہ حضرت سیدہ حضرت ابوبکر کے نزدیک بہت محترم تھیں وہ حضرت سیدہ کی بہت عزت کرتے تھے۔ ہرگز ہرگز ان کے دل میں حضرت سیدہ کی طرف سے کوئی بغض و عناد نہ تھا صرف حدیث رسول کے سبب فدک ان کے حوالہ نہ کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن ہر طرح کے الزام سے پاک ہے۔

Marfat.com

اور ان پر باغ فدک کے غصب اور حضرت سیدہ کی دشمنی کا الزام لگانا سراسر غلط ہے۔ اس مفصل جواب کا مقصد بحث ومناظرہ نہیں ہے بلکہ اپنے مسلک کی وضاحت اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی واجب الاحترام ہستی پر جو طعن کیا جاتا ہے اس سے مدافعت مقصود ہے۔ خدائے تعالیٰ سب کو ہٹ دھرمی سے بچائے اور حق بات قبول کرنے کی سب کو توفیق رفیق بخشے آمین برحمتك یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲۴ ذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

فتویٰ متعلق حدیث قرطاس

مسئلہ: از محمد قمر الدین قادری چشتی ڈاکخانہ منڈی ضلع پونچھ (جموں کشمیر)

کیا فرماتے ہیں علمائے ملت اسلامیہ اس مسئلہ میں کہ رافضی لوگ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے درد کی شدت میں صحابہ سے فرمایا کہ قلم دوات لاؤ تاکہ میں تم لوگوں کے لئے ایک تحریر لکھ دوں جس سے تم لوگ کبھی گمراہ نہ ہو تو حضرت عمر نے کہا کہ اس وقت حضور کو درد کی شدت ہے وہ ہذیان بول رہے ہیں لکھنے کا سامان لانے کی ضرورت نہیں تمہارے لئے خدا کی کتاب کافی ہے اس بات پر جب صحابہ نے قلم دوات لانے میں اختلاف کیا اور لوگوں کی گفتگو سے شور وغل ہوا تو حضور نے سب کو اپنے پاس سے اٹھا دیا اس واقعہ سے چار اعتراض پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) اول یہ کہ حضرت عمر نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کو رد کر دیا حالانکہ حضور کا قول وحی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ اور وحی کا رد کرنا کفر ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہذیان کی نسبت کی یعنی بہکی بہکی باتیں کرنا اس میں حضور کی توہین ہوئی اس لئے کہ نبی کو کبھی جنون نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی وہ بہکی بہکی باتیں کر سکتا ہے۔

Marfat.com

(۳) تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے لوگوں نے شور وغل کیا اور چلائے جبکہ قرآن حکیم میں ہے کہ جو پیغمبر کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرے گا اس کی سب نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔

(۴) چوتھے یہ کہ لکھنے کا سامان نہ دینے سے مسلمانوں کی حق تلفی ہوئی اگر حضور تحریر لکھ دیتے تو مسلمان گمراہی سے محفوظ ہو جاتے۔

ان اعتراضوں کے مدلل اور مفصل جواب تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

جوابات لکھنے سے پہلے ہم اس واقعہ سے متعلق دو روایتیں درج کرتے ہیں تاکہ اصل واقعہ معلوم ہو جانے کے بعد جوابات کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

پہلی روایت عن سعید بن جبیر قال قال ابن عباس یوم الخمیس اشتد برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجعہ فقال ایتونی بکتف اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہٗ ابداً فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ماشانہ اھجر استفھموہ فذھبوا یردون علیہ فقال دعونی ذرونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ فامرھم بثلث فقال اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم وسکت عن الثالثۃ ۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جمعرات کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو درد زیادہ ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس شانہ کی ہڈی لاؤ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھدوں تاکہ اس کے بعد تم لوگ کبھی نہ بہکو تو لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا اور نبی کے پاس اختلاف مناسب نہیں تو کئی لوگوں نے کہا کہ حضور کا کیا حال ہے کیا جدائی کا وقت قریب آگیا ہے آپ سے دریافت کر لو۔ بعض صحابہ نے لکھنے کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا شروع کیا تو جواب میں آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اس لئے کہ میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے کہ جس کی طرف تم لوگ مجھے بلاتے ہو اور آپ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی اول مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔ دوم ایلچیوں کو انعام دو جیسا کہ میں دیتا تھا۔ یہ کہہ کر تیسری وصیت سے خاموش ہو گئے۔ یا راوی نے کہا کہ میں اس کو بھول گیا۔ (بخاری، مسلم)

Marfat.com

دوسری روایت

عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفی البیت رجال فیہم عمر بن الخطاب قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم القران حسبکم کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختصموا فنھم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومنھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قوموا عنی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ جب حضور کے وصال کا وقت قریب آیا تو حجرۂ مبارکہ میں بہت سے لوگ موجود تھے جن میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تم لوگوں کے لئے ایک تحریر لکھدوں تاکہ اس کے بعد تم نہ بھٹکو تو حضرت عمر نے کہا کہ اس وقت حضور کو بیماری کی تکلیف زیادہ ہے تمہارے پاس قرآن ہے وہی اللہ کی کتاب تمہارے لئے کافی ہے تو حجرہ میں جو لوگ موجود تھے انھوں نے اختلاف کیا۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ حضور کے پاس لکھنے کا سامان رکھدو تاکہ وہ تمہارے لئے تحریر لکھدیں۔ اور بعض لوگ وہی کہتے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ جب لوگوں نے باتیں بڑھادیں اور اختلاف زیادہ پیدا ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ (بخاری ومسلم)

اجمالی جواب

حدیث شریف سے اصل واقعہ کی تفصیل کے بعد اجمالی جواب یہ ہے کہ یہ کام صرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں کیا بلکہ دوسرے صحابہ بھی اس میں شریک ہیں۔ اس لئے کہ جتنے صحابہ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ میں موجود تھے اس معاملہ میں وہ لوگ دو گروہ ہوگئے تھے اور حضرت عباس وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس وقت موجود تھے تو اگر یہ دونوں حضرات لکھنے کا سامان نہ لانے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موافقت کئے تو یہ سارے الزامات ان دونوں حضرات پر بھی عائد ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ لکھنے کا سامان لانے کی تائید میں تھے یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کئے تو اس صورت میں حضور کی بارگاہ میں آواز بلند کرنے اور روکنے والوں کے سبب رک جانے یعنی لکھنے کا سامان حاضر نہ کرنے کا الزام ان دونوں حضرات پر بھی عائد ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے لکھنے کا سامان کیوں نہ پیش کر دیا۔ اور پھر یہ واقعہ جمعرات کا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال دوشنبہ مبارکہ (پیر) کو ہوا تو فرصت کا موقع بہت تھا۔ حضرت عباس وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

انہوں نے اس درمیان میں حضور سے کیوں نہ لکھا لیا۔ اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ان لفظوں کے ساتھ ائتونی بقرطاس یعنی تم لوگ میرے پاس کاغذ لاؤ۔ تو یہ حکم سب حاضرین سے تھا نہ کہ صرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لہٰذا اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حکم فرض یا واجب مانا جائے تو حاضرین میں سے ہر ایک کو گنہ گار تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور اگر فرض و واجب نہ مانا جائے تو ان میں سے کسی پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا اور یہی حق ہے۔ رافضیوں کے سارے اعتراضات باطل و غلط ہیں۔ ہر ایک کے تفصیلی جوابات مفصل ہیں۔

حضور کے قول کو حضرت عمر نے نہیں رد کیا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کو رد کر دیا اس لئے کہ انہوں نے درد کی شدت میں حضور کے آرام و راحت کا خیال کیا کہ حضور محنت و مشقت میں نہ پڑیں اور اسے رد نہیں کہتے۔ ہر شخص اپنے عزیز بیمار کو محنت و مشقت میں پڑنے سے بچاتا ہے خاص کر بزرگ اگر کسی وقت شدت مرض میں مبتلا ہوتا ہے اور حاضرین کے فائدہ کے لئے خود ہی کچھ اٹھانا چاہتا ہے تو کوئی بھی اسے گوارا نہیں کرتا یہی سب لوگوں میں معمول ہے۔ لہٰذا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کے فائدے کے لئے مشقت میں پڑنا چاہتے ہیں کہ خود لکھیں یا لکھائیں بہر حال مضمون بتانا یا خود لکھنا شدت مرض میں تکلیف کا سبب ہوگا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے از راہ محبت گوارہ نہ کیا اور بلحاظ ادب حضور کو خطاب نہ کیا بلکہ اور لوگوں کو کتاب اللہ کے اشارہ سے ثابت کیا کہ حضور کو مشقت میں ڈالنے کی ضرورت نہیں تاکہ حضور کے کان مبارک تک یہ آواز پہونچے اور آپ جان لیں کہ شدت مرض میں ایسی مشقت اٹھانے کی چنداں ضرورت نہیں۔

اور اس معاملہ میں عقلمندوں کے نزدیک حقیقت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باریک بینی ہے جو لائق صد تعریف ہے کہ تقریباً تین ماہ پہلے یہ آیۃ کریمہ نازل ہو چکی تھی۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ۔ آج کے دن میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو تمہارے اوپر تمام کر دیا۔ (پ۶ ع ۵)

Marfat.com

تو اس آیت کریمہ نے نسخ و تبدیل اور دین کے احکام میں کمی بیشی کے دروازے کو بالکل کر کے اس پر مہر لگا دی تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کی اسی آیت کریمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ یعنی اللہ کی کتاب تم کو کافی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر یہ سمجھا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس حالت میں کوئی ایسی نئی بات لکھانے والے ہیں جو پہلے سے کتاب و شریعت میں نہیں آئی ہے تو آیت کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کا جھٹلانا لازم آتا ہے اور یہ ذات اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محال ہے لہٰذا حضور کا مقصد یہ ہے کہ ان احکام کی تاکید فرمائیں جو پہلے مقرر فرما چکے ہیں تو شدت مرض میں حضور کو مشقت اٹھانے کی ضرورت نہیں بہتر ہے کہ وہ آرام فرمائیں ہم کو خدائے تعالیٰ کی کتاب اور اس کی تاکید کافی ہے اور اس بات پر حدیث شریف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جملہ گواہ ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درد کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے وہی اللہ کی کتاب تم کو کافی ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ انھوں نے حضور کی بات کو رد کر دی۔ انتہائی نادانی و جہالت اور بغض و عداوت ہے کہ اس قسم کی مصلحت آمیز باتیں اور مشورے حضور و صحابہ کے درمیان اکثر ہوا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خصوص میں سب سے زیادہ ممتاز تھے کہ منافقوں پر نماز پڑھنے، ازواج مطہرات کو پردہ نشین کرنے، جنگ بدر کے قیدیوں کو قتل کرنے، مقام ابراہیم کو مصلے ٹھہرانے اور بشر منافق کے قتل وغیرہ بہت سے معاملات میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض و مشورے کے مطابق وحی نازل ہوئی اور اکثر واقعات میں ان کی بات اللہ و رسول کی بارگاہ میں مقبول ہوئی اور اگر اس قسم کی مصلحت آمیز باتوں کے پیش کرنے کو حضور کی بات کا رد کرنا یا وحی کا ٹھکرانا قرار دیا جائے جیسا کہ رافضی لوگ کرتے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی کئی معاملہ میں حضور کی بات کے رد کرنے اور وحی کے ٹھکرانے کا الزام عائد ہو جائے گا۔ اول یہ کہ بخاری شریف میں متعدد طریقے سے مروی ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علی و حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مکان پر رات کے وقت تشریف لے گئے ان کو خواب گاہ سے اٹھایا اور نماز تہجد ادا کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا قوما فصلیا۔ یعنی تم دونوں اٹھ کر نماز پڑھو اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ واللہ لا نصلی الا ما کتب اللہ لنا یعنی خدا کی قسم ہم فرض نماز سے

Marfat.com

زیادہ نہیں پڑھیں گے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر سے واپس ہو گئے اور فرمایا۔ وکان الانسان اکثر شیٔ جدلا۔ اور آدمی ہر چیز سے بڑھکر جھگڑالو ہے۔ (پ۱۵ ع۲۰)

کیا اس واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وحی کا ٹھکرانے والا کہا جائے گا۔ نہیں ہرگز نہیں اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ ان کی ملامت نہ فرمائی۔ دوسرے یہ کہ صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جو صلحنامہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کافروں کے درمیان لکھا جا رہا تھا اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کے نام کے ساتھ لفظ "رسول اللہ" لکھا تو مشرکین مکہ نے اس لفظ کے لکھنے پر اعتراض کیا اور کہا کہ ہم اگر رسول اللہ مانتے تو پھر آپ سے کیوں لڑتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی رسول اللہ کا لفظ مٹا دو تو حضرت علی نے کہا قسم خدا کی ہم ہرگز نہیں مٹائیں گے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صلحنامہ ان کے ہاتھ سے لیکر خود مٹایا۔ کیا اس واقعہ میں بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور کی بات رد کرنے والا اور وحی کا ٹھکرانے والا قرار دیا جائے گا؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ حد درجہ ان کو حضور سے محبت کرنے والا قرار دیا جائے گا تو پھر از راہ محبت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ درد کی شدت میں حضور کا مشقت میں پڑنا گوارا نہ فرمایا تو ان کو وحی کا ٹھکرانے والا کیوں قرار دیا جائے گا۔ اگر رافضی ایسی باتوں کو بھی پیغمبر کے قول کا رد کرنا اور وحی کا ٹھکرانا کہیں گے تو اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماریں گے اس لئے کہ رافضی کی معتبر کتابوں میں بھی اس قسم کے واقعات پائے جاتے ہیں جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر عمل نہیں کیا جیسا کہ شریف مرتضیٰ نے جس کا لقب امامیہ کے نزدیک علم الہدیٰ ہے اپنی کتاب "درر غرر" میں محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی اور انھوں نے اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انھوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تہمت کے بارے میں لوگوں نے بہت باتیں کیں اس لئے کہ ان کا چچا زاد بھائی ان سے کبھی کبھی ملنے کے لئے آیا کرتا تھا تو حضور نے حضرت علی سے فرمایا خُذ هذا السيف وانطلق فان وجدته عندها فاقتله یعنی اس تلوار کو لیکر جاؤ اور ماریہ کے پاس اگر اس مرد کو پاؤ تو قتل کردو۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں حضور کے حکم کے مطابق اس مرد کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے جان لیا کہ میں اس کا قصد رکھتا ہوں تو وہ میرے پاس آکر کھجور کے درخت پر چڑھتے ہوئے اپنے آپ کو پیٹھ کے بل گرا دیا اور دونوں پاؤں کو اٹھا دیا تو میں نے دیکھا کہ وہ مجبوب ہے یعنی مقطوع الذکر والانثیین ہے اس کے پاس مردوں

Marfat.com

کے جیسا کچھ نہیں ہے تو میں نے اپنی تلوار میان میں کرلی اور واپس آگر حضور سے اس کا سارا حال بیان کیا تو حضور نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی یصرف عنا الرجس اھل البیت۔ خدائے پاک کا شکر ہے کہ وہ ہمارے جملہ اہل بیت کو گندگی سے بچاتا ہے۔

اور محمد بن بابویہ نے امالی میں و دیلمی نے ،، ارشاد القلوب ،، میں روایت کی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعطی فاطمۃ سبعۃ دراھم وقال اعطیھا علیا ومریہ ان یشتری لاھل بیتہ طعاما فقد غلبھم الجوع فاعطتھا علیا وقالت ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرک ان تبتاع لنا طعاما فاخذھا علی وخرج من بیتہ لیبتاع طعاما لاھل بیتہ فسمع رجلا یقول من یقرض الملی الوفی فاعطاہ الدراھم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سات درہم عطا فرمایا اور حکم دیا کہ یہ درہم علی کو دے کر کہدو کہ وہ اپنے اہل بیت کے واسطے کھانا خرید لائیں کہ ان پر بھوک غالب ہو رہی ہے تو حضرت فاطمہ نے وہ درم علی کو دیا اور کہا بے شک حضور نے حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے واسطے کھانا خرید لائیں تو حضرت علی وہ درم لے کر اپنے اہل بیت کے واسطے کھانا خریدنے کے لئے گھر سے نکلے راستہ میں سنا ایک شخص کہتا ہے کہ کون ایسا آدمی ہے جو سچے وعدہ پر ہم کو قرض دے تو حضرت علی نے وہ درم اس کو دیدیے۔ اس واقعہ میں حضور کے حکم کی مخالفت بھی ہے اور غیر کے مال میں بلا اجازت تصرف بھی اور اپنے اہل وعیال کے حق کا تلف کرنا بھی اور حضور کی اولاد کو بھوکا رکھ کر ان کو تکلیف پہونچانا بھی مگر یہ سب انھوں نے اللہ واسطے کیا اور ایثار کیا جو قابل تعریف وتحسین ہے۔ حضور کے حکم کا رد کرنا اور وحی کا ٹھکرانا نہیں ہے اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب جانتے تھے کہ ہمارے اس فعل سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت فاطمہ زہرا اور حسنین بھی راضی ہونگے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان تمام واقعات سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر قول وحی الٰہی نہیں ہے۔ ورنہ لفظ رسول اللہ کے مٹانے، قبطی مرد کے قتل کرنے، کھانا خریدنے اور تہجد کی نماز پڑھنے کا حکم سب وحی الٰہی ہوتا۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وحی الٰہی کے ٹھکرانے کا الزام عائد ہوتا اور جنگ تبوک کے موقع پر جبکہ حضور نے حضرت علی کو اہل وعیال میں رہنے کا حکم دیا تو ان کا یہ کہنا ہرگز نہ ہوتا اتخلفنی فی النساء والصبیان۔ یعنی کیا آپ ہم کو عورتوں اور بچوں میں چھوڑ جاتے ہیں۔

بلکہ ہم یہاں تک کہتے ہیں کہ رافضی سنی دونوں کے نزدیک حکم الٰہی کے خلاف مصلحت کو پیش کرنا

Marfat.com

اور مشقت کو ٹالنے کے لئے بار بار اصرار کرنا بھی وحی الٰہی کو ٹھکرانا نہیں۔ جیسا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے نو بار خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹ لوٹ کر گئے اور عرض کیا یا الٰہ العالمین میری امت اتنی نمازوں کا بوجھ نہ اٹھا سکے گی۔ اگر معاذ اللہ! رب العلمین یہ بھی کا رد کرنا اور ٹھکرانا ہوتا تو سید الانبیاء سرکار مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا صدور ہرگز نہ ہوتا اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسا مشورہ دیتے۔ اور قرآن مجید سورۂ شعراء میں ہے۔ واذ نادی ربک موسی ان ائت القوم الظلمین قوم فرعون الا یتقون قال رب انی اخاف ان یکذبون ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الی ھارون ولھم علی ذنب فاخاف ان یقتلون قال کلا فاذھبا بایتنا انا معکم مستمعون۔ (پ۱۹ ع۶) اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی کہ ظالم لوگوں کے پاس جاؤ جو فرعون کی قوم ہے کیا وہ نہیں ڈریں گے عرض کیا اے میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی۔ لہذا تو ہارون کو بھی رسول کر اور اس قوم کا مجھ پر ایک الزام ہے تو میں ڈرتا ہوں کہیں مجھ کو قتل کر دیں۔ فرمایا یوں نہیں، تم دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ بیشک ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہیں۔

ان آیات مبارکہ سے بھی واضح ہو گیا کہ خدائے تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں مصلحت کو پیش کرنا وحی الٰہی کا رد نہیں ہے۔ ورنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اولو العزم پیغمبروں میں سے ہیں ہرگز اس کے مرتکب نہ ہوتے۔ اور پھر رافضی سنی دونوں کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ اللہ و رسول کا ہر حکم وجوب کا مقتضی نہیں ہوتا بلکہ مستحب ہونے کا بھی احتمال رکھتا ہے جیسا کہ سنیوں کی کتاب "نور الانوار" اور رافضیوں کی کتاب "درر غرر" میں مذکور ہے۔ لہذا جس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض حکم کو مستحب سمجھ کر اس پر عمل نہ کیا اور مورد الزام نہ ہوئے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور کے حکم کو مستحب ٹھہرا کر درد کی شدت میں آپ کو مشقت میں ڈالنا ضروری نہ سمجھا تو وہ بھی مورد الزام نہ ہوئے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

حضور کی طرف حضرت عمر نے ہذیان کی نسبت نہیں کی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۲) اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف

Marfat.com

ہذیان کی نسبت کی ہے اس لئے کہ حدیث شریف کا یہ جملہ اھجر استفھموہ کیا حضور نے پریشان بات کہی ان سے پوچھو، حضرت عمر ہی نے کہا یقین کے ساتھ ہرگز ثابت نہیں کہ بخاری و مسلم وغیرہ کی اکثر روایتوں میں یوں ہے۔ قالوا ما شانہ اھجر استفھموہ لوگوں نے کہا حضور کا کیا حال ہے کیا انھوں نے پریشان بات کہی ان سے پھر پوچھو۔

مطلب یہ ہے کہ ہجر کے معنی پریشان و ہذیان اور بیہودہ بکنے کے بھی ہیں یہ تو تسلیم ہے مگر ہو سکتا ہے کہ کلام میں استفہام انکاری ہو جیسے پارۂ اول رکوع دوم میں ہے کہ منافقوں نے کہا۔ انؤمن کما آمن السفھآء یعنی کیا ہم ایمان لائیں جیسے کہ بیوقوف لوگ ایمان لائے۔ یعنی ہم ایمان نہیں لائیں گے تو اسی طرح جو لوگ لکھنے کا سامان لانے کی تائید میں تھے ہو سکتا ہے انہی لوگوں نے کہا ہو اھجر استفھموہ کیا حضور نے ہجر کیا یعنی ہذیان نہیں کیا ہے۔ لکھنے کا سامان لانا چاہئے ان سے پھر پوچھو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو لوگ لکھنے کا سامان لانے کے مخالف تھے انھیں لوگوں نے استفہام انکاری کے طور پر کہا ہو اھجر استفھموہ یعنی حضور کو ہذیان تو ہوا نہیں اس لئے کہ نبی اس سے محفوظ ہوتے ہیں تو آپ کا کلام ہماری سمجھ میں نہیں آتا کون سی ایسی ضروری چیز ہے جسے حضور شدت درد میں لکھنا چاہتے ہیں پھر سے پوچھو۔

اور نہ سمجھنے کی وجہ بالکل ظاہر تھی اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ احکام کو خدائے تعالیٰ کی طرف منسوب فرماتے تھے اور اس موقع پر یہ نہیں فرمایا کہ ان اللہ امرنی ان اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی۔ بے شک اللہ نے مجھ کو فرمایا ہے کہ میں تم لوگوں کے لئے ایک کتاب لکھ دوں تاکہ تم گمراہ نہ ہو۔

لہذا جو لوگ لکھنے کا سامان نہ لانے کی تائید میں تھے ان کو شبہہ پیدا ہوا کہ حضور نے تو عادت کے مطابق ہی فرمایا ہوگا مگر ہم نہیں سمجھے پھر سے پوچھو۔

اور صحابہ کرام خوب جانتے تھے کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دفع تہمت کے لئے کبھی لکھتے نہ تھے قرآن مجید پارہ ۲۱ رکوع ۱ میں ہے وماکنت تتلو من قبلہ من کتاب و لا تخطہ بیمینک۔ اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ مگر اس موقع پر حضور نے خود لکھنے کو فرمایا اس لئے صحابہ کو دوبارہ سمجھنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لفظ ھجر، ھَجَرَ، وھجرا ان سے مشتق ہو جس کے معنی چھوڑنے کے ہیں اور لفظ الحیاۃ مفعول مقدر ہو تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کیا حضور نے ظاہری زندگی چھوڑ دی۔ معلوم کرو جیسا کہ قرآن مجید میں یہ لفظ متعدد جگہ چھوڑنے کے معنی میں

Marfat.com

استعمال ہوا ہے مثلاً پارہ ۱۶ رکوع ۶ میں ہے واھجرنی ملیا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا آزر نے ان سے کہا کہ تم مجھے زمانہ دراز تک چھوڑ دو۔ اور سورۂ مزمل میں ہے۔ واھجرھم ھجرا جمیلا۔ یعنی انہیں اچھی طرح چھوڑ دو۔

اور بعض روایتوں میں جو ہمزۂ استفہام نہیں ہے تو مقدر ہے جیسے پارۂ ۷ ع ۱۵ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول ھذا ربی کے شروع میں بہت سے مفسرین کے نزدیک ہمزۂ استفہام مقدر ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ اگر در بعضے روایات حرف استفہام مذکور نباشد مقدر است۔ اگر بعض روایتوں میں حرف استفہام مذکور نہیں ہے تو مقدر رہے (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۱۰)

اور اگر ہجر کے معنی اختلاط کلام ہی کے لئے جائیں تو اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ اختلاط جو بالاتفاق انبیائے کرام کو ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ قوت گویائی کے اعضاء کمزور ہو جائیں یا آواز بیٹھ جائے یا زبان پر خشکی کا غلبہ ہو جن کے سبب الفاظ اچھی طرح سننے میں نہ آئیں تو یہ حالتیں انبیاء کو لاحق ہو سکتی ہیں جیسا کہ حدیث شریف کی صحیح کتابوں میں موجود ہے کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو آخری بیماری میں آواز بیٹھنے کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ اور اختلاط کلام کی دوسری قسم کا عارضہ غشی کے سبب یا دماغ پر ابخرات کے چڑھ جانے سے سخت بخار میں ہوتا ہے کہ اکثر اس حالت میں مقصد کے خلاف کلام زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ اختلاط کلام کی یہ قسم انبیاء کو ہو سکتی ہے یا نہیں۔ علماء کو اس میں اختلاف ہے جو لوگ اسے جنون کی قسم قرار دیتے ہیں وہ انبیاء کرام کے لئے اسے جائز نہیں ٹھہراتے۔ اور بعض لوگ اسے غشی و بے ہوشی کے مثل قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اس طرح کا عارضہ لاحق ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ پارہ ۹ رکوع ۷ میں ہے وخر موسی صعقا یعنی موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔

اور پ ۲۴ ع ۴ میں ہے ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ھم قیام ینظرون اور صور پھونکا جائے گا تو جسے اللہ چاہے گا اس کے علاوہ جتنے زمین و آسمان میں ہیں سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر صور دوبارہ پھونکا جائے گا تو وہ سب دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

اور صحیح حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فاکون اول من یفیق فاذا موسی اخذ بقائمۃ من قوائم العرش۔ تو پہلے جس کو ہوش ہوگا وہ میں ہوں گا اور موسیٰ علیہ السلام کو

Marfat.com

دیکھوں گا کہ وہ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ پکڑے ہوئے ہیں۔
ثابت ہوا کہ انبیائے کرام پر غشی وبیہوشی طاری ہوتی ہے اور یہ ان کی شان کے خلاف نہیں۔ اور خوب ظاہر ہے کہ اس حالت کو جنون پر قیاس نہیں کرسکتے۔ اس لئے کہ جنون میں پہلے قوائے مدرکہ کی روح میں خلل واقع ہوتا ہے اور ہمیشہ رہتا ہے لیکن اس حالت میں روح کے اندر ہرگز خلل نہیں ہوتا بلکہ کچھ وقت کے لئے جسم کے صرف اعضاء مرض کے سبب قابو میں نہیں رہتے۔ مگر خدائے تعالیٰ اپنے انبیاء کرام کو اس حالت میں بھی اپنی مرضی کے خلاف کچھ کرنے اور کہنے سے بچائے رکھتا ہے۔ لہذا اگر بعض حاضرین کو وہم پیدا ہو کہ حضور کا حکم اختلاط کلام کی قسم سے ہے جو ایسے مرضوں میں ظاہر ہوتا ہے تو کچھ بعید بھی نہیں کہ درد سر کی شدت کے ساتھ اس وقت حضور پر بخار بھی بہت زور کئے ہوئے تھا مگر اس کے باوجود کہنے والے نے بلحاظ ادب قطعی طور پر بات نہ کہی بلکہ بطریق تردد کہا۔ ماشانہ اھجر استفھموہ یعنی ان کا کیا حال ہے کیا اختلاط کلام ہوا ہے یا ہم سمجھے نہیں دوبارہ پوچھو۔

واضح فرمائیں اگر حکم ہو لکھنے کا سامان لائیں ورنہ جانے دیں کہ درد کی شدت میں مشقت اٹھانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اور یہ سب باتیں اس صورت پر ہیں جبکہ اختلاط کلام سے آخری قسم مراد ہو اور اگر قسم اول مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اس مضمون کو ہم حضور کی عادت کے خلاف دیکھتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی قوت گویائی میں کمزوری پیدا ہوگئی ہو اس سبب سے ہم آپ کے کلام کو بخوبی نہیں سمجھ سکے لہذا دوبارہ پوچھو تاکہ ظاہر فرمائیں اور ہم یقین کے ساتھ جان لیں کہ حضور لکھنے کا سامان طلب فرمارہے ہیں تو ہم اسے حاضر کریں اور اس صورت میں بھی کسی پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حضور کی آواز پر کسی نے آواز اونچی نہیں کی

(۳) بیشک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز پر آواز کو اونچی کرنا سب نیکیوں کو برباد کرنا ہے۔ اور حضور کی آواز پر آواز کو بلند کرنا سخت گناہ ہے مگر اس واقعہ میں کسی نے ایسا نہیں کیا اور نہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور نہ کسی دوسرے صحابی نے۔ البتہ آپس کی گفتگو میں حضور کے سامنے ان لوگوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ صحابۂ کرام آپس کی بحثوں اور جھگڑوں میں حضور کے سامنے ایک دوسرے پر آوازیں بلند کرتے تھے نعرے لگاتے تھے اور حضور منع نہیں فرماتے تھے بلکہ اس قسم کی بحثوں کے جائز ہونے کا قرآن کریم سے بھی دو طرح اشارہ ملتا ہے۔ اول یہ کہ قرآن کریم نے ان لفظوں کے ساتھ حضور کے سامنے آواز بلند کرنے

Marfat.com

کو منع فرمایا ہے۔ لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ نبی کی آواز پر اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو پ ۲۶ ع ۱۳۔ اور اس طرح منع نہیں فرمایا لاترفعوا اصواتکم بینکم عند النبی نبی کے پاس اپنی آوازوں کو آپس میں بلند نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ حضور کی آواز پر آواز بلند کرنا منع ہے مگر حضور کے سامنے آپس میں ایک دوسرے پر آواز بلند کرنا جائز ہے۔ دوسرے قرآن مجید نے یہ فرمایا کجھر بعضکم لبعض۔ یعنی جس طرح کہ ایک دوسرے پر آواز بلند کرتے ہو۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کا ایک دوسرے پر آواز بلند کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ حضور کی آواز پر آواز بلند کرنا بربادی اعمال کا سبب ہے۔ اور پھر یہ کہاں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز بلند کی پہلے ان کا آواز بلند کرنا ثابت کیا جائے پھر اعتراض کیا جائے بہت ممکن ہے کہ مجموعی طور پر ایسا ہوا ہو اس لئے کہ بہت سے صحابہ حجرۂ مبارکہ میں حاضر تھے تو سب کی گفتگو سے آواز کا بلند ہونا یقینی ہے اور یہ گناہ نہیں اور یہ بھی گناہ ہو تو سب حاضرین یہاں تک حضرت عباس و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر بھی یہ گناہ عائد ہوگا اور حضور کا ارشاد گرامی لاینبغی عندی تنازع یعنی میرے پاس جھگڑا نامناسب نہیں۔

اسی بات کی تائید کر رہا ہے کہ یہ گناہ نہیں بلکہ خلاف اولیٰ ہے اس لئے کہ زنا جو بربادی اعمال کا سبب نہیں ہے اس سے منع کرنے کے لئے بھی یوں نہیں کہا جاتا کہ زنا مناسب نہیں ہے اور جو حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قوموا عنی یعنی تم لوگ میرے پاس سے اٹھ جاؤ تو یہ کلام ان اقسام میں سے ہے جو مرض کے سبب مریض سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ذرا سی گفت و شنید کو برداشت نہیں کرتا اور پھر یہ خطاب تو سب حاضرین سے تھا جس میں لکھنے کا سامان لانے کی تائید کرنے والے اور مخالفت کرنے والے دونوں شامل تھے تو صرف حضرت عمر ہی پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے۔ حضرت عباس و حضرت علی اور دوسرے لوگوں پر کیوں نہیں کیا جاتا۔

مسلمانوں کی حق تلفی نہیں ہوئی

(۴) یہ کہنا بھی غلط ہے کہ لکھنے کا سامان نہ دینے کے سبب مسلمانوں کی حق تلفی ہوئی اس لئے کہ حق تلفی اس صورت میں ہوتی جبکہ خدائے تعالیٰ کی جانب سے کوئی نئی بات آئی ہوتی اور امت کے لئے نفع بخش ہوتے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمہارے اوپر پوری کر دی (پ ۶ ع ۵)

یہ آیت کریمہ جو تقریباً تین ماہ پہلے نازل ہو چکی تھی اس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ کوئی نیا حکم نہیں تھا۔

Marfat.com

بلکہ کوئی امر دینی بھی نہیں تھا بلکہ صرف ملکی مصلحتوں کا ارشاد اور نیک مشورہ تھا کہ وہ وقت اسی قسم کی وصیتوں کا تھا کوئی عقل مند اسے ہرگز نہیں مان سکتا کہ تیئیس برس کی مدت جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری نبوت کا زمانہ تھا اور آپ اپنی امت پر بے حد مہربان تھے اس مدت میں پورا قرآن انکو پڑھایا اور بے شمار حدیثیں ارشاد فرمائیں مگر ایک اہم بات کہنے سے رہ گئی تھی جو اختلاف دفع کرنے کے لیے تریاق مجرب تھی حضور اسے لکھتے یا لکھاتے۔ مگر حضرت عمر کے کہنے سے رک گئے اور اس کے بعد پانچ روز تک ظاہری حیات کے ساتھ موجود رہے لیکن حضرت عمر کے ڈر سے اسے نہیں لکھا اور اہل بیت کی ہر وقت آمد و رفت رہتی تھی مگر ان سے زبانی بھی نہیں فرمایا جبکہ حضرت عمر وہاں ہر وقت موجود بھی نہیں رہتے تھے "ھذا بھتان عظیم" ذات اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ اور اس بیہودہ خیال کے باطل ہونے پر عقلی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تحریر لکھنے کا حکم اگر خدائے تعالیٰ کی طرف سے قطعی طور پر تھا تو جمعرات سے دوشنبہ پیر تک نہ لکھنے کے سبب حضور پر تساہلی کا الزام عائد ہوتا ہے جو شان رسالت کے سراسر خلاف اور باطل ہے۔

خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ اے رسول تیرے پروردگار کی طرف سے جو کچھ تجھ پر نازل کیا گیا ہے تو اسے پہونچا دے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کا پیغام تو نے پہونچایا ہی نہیں۔ اور اللہ لوگوں کے شر سے تجھکو محفوظ رکھے گا۔ (پ ۶ ع ۱۴) کیا اس آیت کریمہ کے ہوتے ہوتے۔ جبکہ ظاہری حیات کے آخری ایام تھے۔ حضور حضرت عمر سے ڈر گئے اور خدائے تعالیٰ کے وعدہ پر کہ وہ لوگوں کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے گا۔ حضور نے یقین نہ کیا؟ معاذ اللہ من ذلک۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ خدائے تعالیٰ کا حکم نہیں تھا بلکہ آپ اپنی طرف سے لکھوانا چاہتے تھے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور نے اپنے اس خیال سے رجوع فرمایا کہ نہیں؟ اگر جواب دیا جائے کہ رجوع فرمالیا تو اس صورت میں سارا اعتراض ہی ختم ہو گیا اور اس واقعہ نے بھی موافقات عمری میں سے ہو کر ان کی عزت کو اور چار چاند لگا دیا اور اگر یہ کہا جائے کہ حضور نے رجوع نہیں فرمایا تو امت کی نفع بخش چیز کا چھوڑ دینا حضور پر لازم آیا اور یہ باطل ہے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم۔ بیشک تمہارے

Marfat.com

پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر بڑے ہی شفیق و مہربان (پ ۱۱ ع ۵) اور دوسری دلیل اس خیال کے باطل ہونے پر یہ ہے کہ جو بات آپ لکھنا چاہتے تھے وہ یا تو کوئی نئی بات تھی جو تبلیغ سابق پر زائد تھی یا تبلیغ سابق کو منسوخ کرنے والی اور اس کے مخالف تھی اور یا تو تبلیغ سابق کی تاکید تھی، پہلی اور دوسری صورت باطل ہے اس لئے کہ آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم کی تکذیب لازم آتی اور تیسری صورت میں امت کی کوئی حق تلفی نہ ہوئی اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاکید خدائے تعالیٰ کی تاکید سے بڑھ کر نہیں ہے تو جن لوگوں کو خدائے تعالیٰ کی تاکید کا لحاظ نہیں ہوگا ان کو حضور کی تاکید سے بھی کچھ فائدہ نہ پہونچے گا۔ اور حدیث شریف سے اس بیہودہ خیال کے باطل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت جو ابتدائے جواب میں لکھی گئی ہے اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بولنے سے پہلے حاضرین نے آپس میں جھگڑا کیا اور جو کچھ کہنا تھا کہا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دوبارہ پوچھا مگر حضور نے قلم و دوات منگانے اور لکھنے لکھانے سے خاموشی اختیار فرمائی اگر یہ بات قطعی ہوتی تو آپ ہرگز خاموش نہ ہوجاتے اور اگر اس وقت خاموش ہوگئے تھے تو اس کے بعد پانچ روز ظاہری حیات کے ساتھ موجود رہے جس کا اقرار رافضی لوگوں کو بھی ہے تو اس درمیان میں اسے ضرور لکھا دیتے۔

لہذا معلوم ہوا کہ دینی معاملات میں سے کسی چیز کا لکھنا منظور نہ تھا بلکہ دنیوی معاملات میں کچھ کہنا تھا جس کی وصیت فرمائی کہ مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔ ایلچیوں کی خاطر مدارات کرو اور تیسری چیز کہ جس سے اس حدیث شریف میں سکوت کا ذکر ہے غالباً حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کی درستگی ہے۔ جیسا کہ دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے اور اس بات پر کہ وہ دینی معاملہ نہ تھا دلیل یہ ہے کہ جب دوسری بار صحابۂ کرام نے قلم و دوات وغیرہ لانے کے لئے پوچھا تو حضور نے فرمایا ذرونی فالذی انا فیہ خیر مما دعوتنی الیہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو کہ میں اپنے باطن سے مشاہدۂ حق میں مشغول ہوں اور یہ حالت اس سے بہتر ہے کہ جس کی طرف تم بلا رہے ہو۔

اگر کوئی دینی معاملہ یا تبلیغ کا پہونچانا منظور ہوتا تو بہتری کا معنی کیسے درست ہوتا اس لئے کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام کے حق میں وحی پہونچانے اور دینی احکام جاری کرنے سے بڑھ کر

Marfat.com

کوئی عبادت نہیں۔

اور اس روایت سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جب سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسری بار اس عالم سے بے تعلقی کا جواب ارشاد فرمایا تو حاضرین کو حسرت و یاس دامن گیر ہوئی اور ناامید ہوئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا عندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ۔ مطلب یہ ہوا کہ حضور کے اس جواب سے تم لوگ مایوس نہ ہو تمہاری تعلیم اور تمہارے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کلام اس گفتگو کے بعد صحابہ کرام کی تسلی کے لئے فرمایا نہ کہ تحریر سے منع کرنے کے لئے۔ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس واقعہ کے وقت حاضر تھے اس پر رافضی سنی دونوں کا اتفاق ہے مگر حضرت عمر پر یا حاضرین مجلس میں سے کسی پر کہ جن لوگوں نے تحریر کی مخالفت کی تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی پر انکار یا افسوس ہرگز منقول نہیں نہ آپ کے زمانہ خلافت میں نہ آپ کی پوری زندگی میں اور نہ آپ کی وفات کے بعد نہ کسی شیعہ سے اور نہ کسی سنی سے۔ لہذا اگر حضرت عمر اس معاملہ میں خطاوار ہیں تو حضرت علی بھی اس کام کی تائید میں ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس کے علاوہ کہ جو اس وقت کمسن تھے کسی کا افسوس اور کسی کی حسرت کسی پر ہرگز منقول نہیں ہوئی اگر کوئی بہت بڑی چیز فوت ہو گئی ہوتی تو بڑے بڑے صحابہ اور کم از کم حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس پر یقیناً حسرت و افسوس ظاہر کرتے اور تحریر سے روکنے والوں کی شکایت زبان پر ضرور لاتے۔ اور اگر کسی کو شبہہ ہو کہ جب کسی اہم بات کا لکھنا منظور نہ تھا تو حضور نے یہ کیوں فرمایا۔ لن تضلوا بعدی یعنی تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ دین کے بارے میں کوئی اہم بات تھی اس لئے کہ دین میں خلل پڑنا ہی گمراہی کے معنی ہیں۔ اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ لفظ ضلال عرب کی بولی میں جیسا کہ دین کی گمراہی کے معنی میں آتا ہے۔ دنیا کے معاملات میں بد تدبیری کے معنی میں بھی بہت بولا جاتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قول حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں منقول ہے۔ ان ابانا لفی ضلال مبین یعنی بے شک ہمارے باپ صریح غلطی پر ہیں (پارہ ۱۲ رکوع ۱۲) اور اسی سورۂ یوسف میں دوسری جگہ ہے انك لفی ضللك القدیم۔ یعنی بے شک آپ اپنی اسی پرانی غلطی پر ہیں (پارہ ۱۳ ع ۵) ظاہر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی کافر نہ تھے کہ اپنے باپ یعقوب علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو گمراہ سمجھتے۔ معاذ اللہ۔ مطلب ان کا یہ تھا کہ دنیوی معاملات میں آپ بے تدبیری برتتے ہیں کہ ہم لوگوں سے جو ہر طرح کی خدمتیں کرتے ہیں الفت کم رکھتے ہیں اور جو لوگ چھوٹے ہیں اور خدمت کرنے میں قاصر ہیں

Marfat.com

ان سے عشق کی حد تک محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا اس بات یہاں بھی "تضلو" سے مراد ملک کی تدبیر میں خطا ہے نہ کہ دین کی گمراہی۔ اور واضح دلیل اس پر یہ ہے کہ ۲۳ برس کی مدت میں قرآن کا نزول۔ اور احادیث کریمہ کا ارشاد ان کی گمراہی کے دفع کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو چند سطروں کی تحریر اس کام کے لئے کیسے کافی ہو سکتی ہے۔ اور بعض لوگوں کے دل میں یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ شاید حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلافت کا معاملہ لکھنا چاہتے تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روک دینے سے یہ اہم معاملہ رہ گیا۔ اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ خلافت کا معاملہ لکھنا ہرگز منظور نہ تھا اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق حضور نے اسی مرض میں ارادہ فرمایا تھا جیسا کہ مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ ادعی لی ابا بکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر۔ اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ان کے لئے وصیت نامہ لکھ دوں اس لئے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو کرے یا کوئی کہنے والا کہے کہ میں افضل ہوں حالانکہ خدا اور مومنین علاوہ ابوبکر کے کسی کو قبول نہ کریں گے۔ مگر ایسا ارادہ فرمانے کے بعد پھر حضرت عمر یا کسی دوسرے کی ممانعت کے بغیر حضور نے خود بخود لکھنا موقوف کر دیا۔

اور پھر اگر خلافت کے لئے وصیت ہی کرنی تھی تو اس کے لئے لکھنا ضروری نہ تھا بلکہ جو لوگ حجرۂ مبارکہ میں موجود تھے ان کے سامنے زبانی وصیت کر دینا ہی کافی تھا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی نے لکھنے سے منع نہیں کیا اور اگر منع کرنا فرض بھی کر لیا جائے تو اس سے امت کی کوئی حق تلفی ہرگز نہیں ہوتی۔ یہ رافضیوں کا وسوسہ ہے اور وسوسہ کا کوئی علاج نہیں۔

ھذا ما ظھر لی وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۴ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

سابق فتویٰ پر ایک شبہ اور اس کا جواب

مسئلہ :۔ از ۔ حیات علی بھاؤ پوری ، بھاؤ پور ضلع بستی

مکرمی حضرت مفتی صاحب قبلہ دام الطافکم ۔ السلام علیکم

التماس اینکہ حدیث قرطاس کے بارے میں آپ کے فتویٰ کا مطالعہ کیا ۔ بجز عبارت ذیل کے آپ نے بہت خوب تحریر فرمایا ہے وہ عبارت یہ ہے کہ ،، محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر کلام وحی الٰہی نہیں ہے تو یہ نص صریح وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی کے خلاف معلوم ہوتا ہے ۔ لہذا اس کے بارے میں اطمینان بخش مدلل جواب تحریر فرمائیں ۔ فقط

باسمہ تعالیٰ و الصلاۃ و السلام علی رسولہ الاعلیٰ

محترم المقام زید احترامکم ! وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ ثم السلام علیکم

محبوب خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر کلام وحی الٰہی نہیں ہے یہ بات نص صریح کے خلاف نہیں اس لئے کہ آیت کریمہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی میں ھو کا مرجع قرآن عظیم ہے جیسا کہ تفسیر کبیر میں ہے کہ ان ضمیر معلوم وھو القرآن کانہ یقول ما القرآن الا وحی یعنی آیت کریمہ ان ھو الا وحی یوحی میں ھو کا مرجع قرآن ہے ۔ گویا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قرآن صرف وحی ہے ۔ اور تفسیر روح البیان میں ہے ان ھو ای ما الذی ینطق بہ من القرآن الا وحی من اللہ تعالیٰ یوحی الیہ بواسطۃ جبرئیل علیہ السلام ۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن وحی الٰہی ہے ۔ جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب وحی کیا جاتا ہے ۔ اور مدارک میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں

Marfat.com

ہے وما اتاکم بہ من القرآن لیس بمنطق یصدر عن ھواہ ور ایۃ انما ھو وحی
من عند اللہ یوحی الیہ یعنی جو قرآن کہ رسول تمہارے پاس لائے ہیں وہ ایسا کلام نہیں ہے
جو ان کی خواہش اور رائے سے ہو۔ وہ صرف وحی الٰہی ہے جو ان کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اور
تفسیر ابوالسعود میں ہے ان ھو ای ما الذی ینطق بہ من القرآن الا وحی من اللہ تعالٰی
اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جسے رسول قرآن بتاتے ہیں وہ صرف وحی الٰہی ہے اور تفسیر خازن میں ہے
وما ینطق عن الھوٰی ای بالھوی والمعنی لا یتکلم بالباطل و ذلک انھم قالوا ان محمد ایقول
القرآن من تلقاء نفسہ ان ھو ای ما ھو یعنی القرآن وقیل نطقہ فی الدین الا وحی
من اللہ یوحی الیہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ کفار و مشرکین کہتے تھے کہ محمد (صلے اللہ
تعالٰے علیہ وسلم) قرآن اپنی طرف سے کہتے ہیں اس لئے آیت کریمہ کا یہ معنی ہوا کہ وہ باطل کلام نہیں فرماتے ہیں۔
قرآن اور بعض لوگوں نے کہا کہ ان کا ہر وہ کلام جو دین کے بارے میں ہو صرف وحی الٰہی ہے جو ان کی طرف
وحی کیا جاتا ہے اور معالم التنزیل میں وما ینطق عن الھوٰی کی تفسیر خازن کی مثل لکھنے کے بعد تحریر
فرمایا ان ھو ما نطقہ فی الدین وقیل القرآن یعنی دین کے بارے میں رسول کا کلام اور بعض
لوگوں نے کہا کہ قرآن صرف وحی خداوندی ہے جو رسول کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔

ان معتبر تفسیروں سے واضح ہوگیا کہ آیت کریمہ ان ھو الا وحی یوحی میں ھو کا مرجع قرآن
عظیم ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن وحی الٰہی ہے نہ کہ ہر کلام۔ اور تفسیر معالم التنزیل میں جو ھو کا مرجع نطقہ
فی الدین بتایا تو اس سے بھی ہر کلام کا وحی الٰہی ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ صرف دینی کلام کا وحی ہونا ثابت
ہوتا ہے البتہ تفسیر جمل اور صاوی میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے تمام اقوال و افعال۔ اور
سب احوال وحی الٰہی ہیں جیسا کہ ہمارے مقررین عام طور پر بیان کرتے ہیں۔ مگر اس کے بارے میں علامہ
رازی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ وہ ظاہر کے خلاف ہے اس پر کوئی دلیل نہیں
بلکہ اس آیت کریمہ سے حضور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے ہر قول و فعل کا وحی ثابت کرنا ایک وہم ہے اس
لئے کہ ھو کا مرجع اگر قرآن کو تسلیم کیا جائے تو اس معنی کا خلاف ہونا ظاہر ہے اور اگر ھو سے مراد حضور کا
قول ہو تو ان کے قول سے وہی قول مراد ہے کہ جسے کفار و مشرکین شاعر کا قول کہتے تھے تو خدائے تعالٰی
نے رد کرتے ہوئے فرمایا وما ہو بقول شاعر اور وہ قول قرآن کریم ہی ہے۔ علامہ امام رازی کی

Marfat.com

اصل عبارت یہ ہے الظاہر خلاف ماھو المشہور عند بعض المفسرین وھو ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم ماکان ینطق الا عن وحی ولا حجۃ لمن توھم ھذا فی الایۃ لان قولہ تعالیٰ ان ھو الا وحی یوحی ان کان ضمیر القرآن فظاہر وان کان ضمیرا عائدا الی قولہ فالمراد من قولہ ھو القول الذی کانوا یقولون فیہ انہ قول شاعر ورد اللہ علیھم فقال ولا بقول شاعر ون لك القول ھو القرآن۔

اور علامہ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے ہر قول کو وحی الٰہی مان لیا جاتے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضور نے کبھی اپنے اجتہاد سے کچھ نہیں فرمایا اور یہ بھی ظاہر کے خلاف ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے لڑائیوں میں اجتہاد فرمایا ہے اور حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یا شہد کو حضور نے اپنے لئے حرام فرمالیا تو آیت کریمہ نازل ہوئی یاایھا النبی لم تحرم یعنی اے نبی تم نے کیوں حرام فرمالیا پ۲۸ سورۂ تحریم، معلوم ہوا کہ اگر حضور کا حرام فرمانا وحی الٰہی ہوتا تو لم تحرم نہ فرمایا جاتا اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب کچھ لوگوں کو غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی اجازت دیدی تو آیت کریمہ عفا اللہ عنك لم اذنت لھم نازل ہوئی یعنی اللہ تمہیں معاف کرے تم نے انھیں کیوں اذن دیدیا۔ (پ۱۰ ع ۱۲) ثابت ہوا کہ حضور کا ہر کلام وحی الٰہی نہیں، ورنہ حضور کے اجازت دینے پر لم اذنت لھم نہ فرمایا جاتا۔ علامہ امام رازی کے اصل الفاظ یہ ہیں ھذا یدل علی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یجتھد وھو خلاف الظاہر فانہ فی الحروب اجتھد وحرم ماقال اللہ لم تحرم واذن لمن قال اللہ تعالیٰ عفا اللہ عنك لم اذنت لھم (تفسیر کبیر جلد ھفتم ص۲۷۰)

علاوہ ان کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل وحی الٰہی نہیں ہے۔ مثلاً بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۷۴ میں ہے کہ سرکار اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے (کسی مصلحت سے) عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھائی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ (پ۱۰ ع۱۶) اور کھجوروں کے بارے میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ قول مشہور ہے انتم اعلم بامور دنیاکم اور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھارہ دن تک طائف کا محاصرہ جاری

Marfat.com

رکھا اور وہ فتح نہیں ہوا حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر حضور نے محاصرہ اٹھا لیا (زرقانی جلد سوم ص۳۳) معلوم ہوا کہ طائف کا محاصرہ وحی الٰہی سے نہیں تھا ورنہ صحابی کے کہنے پر حضور محاصرہ ہرگز نہ اٹھاتے۔

ان تمام شواہد سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر قول وفعل وحی الٰہی نہیں ہے۔ لہذا جن لوگوں نے کہا کہ ان کا ہر قول وفعل وحی الٰہی ہے تو ان کا مطلب یا تو یہ ہے کہ دینی امور میں حضور کا ہر قول وفعل وحی الٰہی ہے جیسا کہ معالم التنزیل میں فرمایا اور یا تو ان لوگوں کا قول عام مخصوص منہ البعض ہے۔ هذا ما ظهر لی والعلم بالحق عند الله تعالیٰ ورسوله عزاسمه و صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۰ جمادی الاخری ۱۴۰۲ھ

مسئلہ:۔ از غلام رسول پوسٹ ومقام شری دت گنج ضلع گونڈہ

زید جو عالم ہے اس نے اپنے وعظ میں بیان کیا کہ ایک روز جبرئیل علیہ الصلوۃ والتسلیم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا یا اخی جبرئیل تم کو پیغام خدا کیسے ملتا ہے۔ حضرت جبرئیل نے کہا عرش سے ندا آتی ہے میں آگے بڑھتا ہوں پھر پردے کے آڑ سے مجھے پیغام ملتا ہے۔ سرکار نے فرمایا کہ کیا کبھی آپ نے پیغام دینے والے کو بھی دیکھا ہے۔ فرمایا نہیں۔ سرکار نے ارشاد فرمایا کہ اچھا اب اگر جائیں تو پردہ ہٹا کر دیکھ لیں گے۔ حضرت جبرئیل جب تشریف لے گئے تو آپ نے پردہ ہٹا کر دیکھا کہ آئینۂ دربار قدرت لگا ہوا ہے۔ سرکار اس کے سامنے کھڑے عمامہ شریف سر پر باندھ رہے ہیں حضرت جبرئیل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو فرمایا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو بعینہ ایسے وہاں بھی دیکھا ہے اے مصطفےٰ! میں نے آپ کو قرآن لیتے بھی دیکھا ہے اور دیتے بھی دیکھا ہے۔ پھر اس نے یہ شعر پڑھا۔

تمھیں ہو اول تمھیں ہو آخر، تمھیں ہو ظاہر تمھیں ہو باطن
جہاں بھی دیکھا تمھیں کو پایا تمھیں ہو تم دوسرا نہیں ہے

بکر بھی عالم ہے اس نے کہا اس بیان سے سرکار کو خدا کہنا مفہوم ہوتا ہے۔ لہذا زید کافر و مرتد ہوگیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا قول صحیح ہے یا نہیں۔ نیز بکر کے قول کو واضح فرمائیں۔

الجواب:۔ زید نے محفل وعظ میں جو روایت بیان کی وہ باطل اور جھوٹی ہے

Marfat.com

سائل نے اپنے سوال میں زید کو ناحق عالم قرار دیا ہے۔ زید اگر عالم ہوتا تو جھوٹی کہانی کو حدیث شریف نہ قرار دیتا۔ زید رٹو طوطا ہے۔ آداب شرع سے آزاد چرب زبان مقررین کی نقالی سیکھ کر طلیق اللسان خطیب بن گیا ہے۔ جس کی وجہ سے گنوار عوام اسے عالم کہتے ہیں۔ زید کی بیان کردہ بے اصل روایت کا متبادر ظاہری معنی کفری ہیں اس لئے زید پر حکم کفر لازم ہے زید پر فرض ہے کہ وہ مجمع عام میں اس بے اصل روایت کے کفری مضمون سے توبہ کرے۔ اور بارگاہ احدیت جل جلالہٗ میں استغفار کرے اور روایت مذکورہ کے باطل ہونے کا اعلان کرے اور تجدید ایمان کے لئے بالاعلان کلمۂ طیبہ پڑھے۔ اور اگر بیوی رکھتا ہے تو تجدید نکاح کرے اور اگر بیعت والا ہے تو تجدید بیعت کرے۔ اگر زید کو لوگ عالم دین، نائب رسول سمجھتے ہیں تو زید پر لازم ہے کہ وہ سرکار اعلیحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کا مقدس دامن تھامے اور بہار شریعت اول دوم، سوم، چہارم، پنجم، نہم، شانزدہم، تصنیف خلیفۂ اعلیحضرت اور الامن والعلی، تجلی الیقین، احکام شریعت فتاوی رضویہ وغیرہ تصانیف سرکار اعلیحضرت کا مطالعہ کریں۔ بکر کا قول بطور فتوائے فقہی صحیح ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
بدرالدین احمد رضوی
۷، ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ:-

از۔ نور محمد مسجد قلیان سنٹرل اسٹیشن چھاؤنی کانپور

عمرو کی داڑھی حد شرع سے کم ہونے کی بنا پر زید نے عمرو کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ تمہاری داڑھی حد شرع سے کم ہے اگر رکھنی ہے تو شریعت کے مطابق رکھو اور اس میں کانٹ چھانٹ نہ کرو۔ اس پر عمرو نے کہا شریعت وریعت اپنے پاس رکھو مجھے نہ بتاؤ۔ اس جواب پر غصہ ہو کر زید نے کہا تو پھر یہ تمہاری داڑھی داڑھی ہی نہیں ہے جتنی بڑی تمہاری داڑھی ہے اس سے کہیں بڑے تو میرے موئے زیر ناف ہیں۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ عمرو کا جواب اور پھر زید کا جواب الجواب کس حد تک درست یا نا درست ہے۔؟

الجواب

:- شریعت وریعت اپنے پاس رکھو مجھے نہ بتاؤ یہ کہنا کفر ہے کہ اس میں شریعت مطہرہ کی توہین کے ساتھ مسائل شرعیہ سے انکار بھی ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ جیسا کہ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ شرع کی توہین کرنا مثلاً کہے کہ میں شرع ورع نہیں جانتا کفر ہے (بہار شریعت حصہ نہم صہ ۱۷۲) اور اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ

Marfat.com

والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص مسائل شرعیہ کے مقابلے میں کہے کہ وہ مسائل شرعیہ کو نہیں مانتا وہ اسلام سے خارج ہو گیا (فتاوی رضویہ جلد ششم ص۱۵۱) لہذا عمرو توبہ و تجدید ایمان کرے۔ اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ اور زید نے چونکہ عمرو کے کلمات کفریہ سن کر اس کی داڑھی کے بارے میں الفاظ مذکورہ کہا اس لئے اس پر کوئی جرم عائد نہیں کہ عندالشرع کافر کی داڑھی قابل عزت نہیں۔ وھو تعالیٰ وسبحانہ اعلم بالصواب

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مسئلہ: از۔ فجر محمد موضع جہانگی ڈیہہ پوسٹ شیو پورہ بازار ضلع گونڈہ۔

بکر نے اپنی عورت سے کہا نماز پڑھ۔ عورت نے کہا کیا تم اللہ ہو؟ بکر نے کہا ہاں میں اللہ سے بھی بڑھ کر ہوں تو بکر کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:- بکر اپنے قول کے سبب کہ میں اللہ سے بھی بڑھ کر ہوں کافر ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر توبہ تجدید ایمان فرض ہے اور بیوی کو رکھنا چاہے تو اس سے دوبارہ نکاح پڑھانا ضروری ہے، بکر توبہ تجدید ایمان اگر نہ کرے یا بیوی کو بغیر نکاح رکھے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ وھو تعالیٰ وسبحانہ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: از۔ محمد شرف معرفت گاما پان دوکان مین روڈ دھاراوی بمبئی ۱۷

(۱) کیا یزید جنتی ہو سکتا ہے؟
(۲) امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی بنا پر یزید گنہ گار رہا کہ نہیں؟
(۳) کیا یزید بن معاویہ کو برا کہنا جائز ہے
(۴) یزید کی موت حالت کفر پر ہوئی یا حالت ایمان پر؟
(۵) یزید کے بارے میں اور پوری روشنی ڈالئے؟

الجواب:- (۱) بعض ائمہ کے نزدیک جنتی ہو سکتا ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ہو سکتا۔

(۲) امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی بنا پر یزید پلید سخت گنہ گار، حق العبد میں گرفتار،

Marfat.com

لائق عذاب قہار اور مستحق عذاب نار ہوا۔

(۳) بے شک یزید خبیث کو برا کہنا جائز ہے۔

(۴) اگر کفر سرزد ہو تو غرغرہ کے وقت تک توبہ مقبول ہے اور آدمی زندگی بھر مسلمان ہو تو موت سے پہلے کفر میں مبتلا ہو سکتا ہے تو یزید کی موت حالت کفر پر ہوئی یا حالت ایمان پر اسے اللہ و رسول ہی جانتے ہیں صلے اللہ تعالے علیہ وسلم۔

(۵) یزید کے بارے میں اعلحضرت پیشوائے اہلسنت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ یزید پلید علیہ ما یستحقہ من العزیز المجید قطعاً یقیناً باجماع اہلسنت فاسق و فاجر و جری علے الکبائر تھا۔ اس قدر پر ائمہ اہلسنت کا اطباق و اتفاق ہے صرف اس کی تکفیر و لعن میں اختلاف فرمایا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے اتباع و موافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں۔ اور اس آیت کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں۔ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم۔ کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انھیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں (پ۲۶ ع ۷) شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا حرمین طیبین و خود کعبہ معظمہ و روضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن مسجد نبی صلے اللہ تعالی وسلم بے اذان و نماز رہی۔ مکہ و مدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کئے کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے، غلاف کعبہ شریف پھاڑا اور جلایا، مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہو گئے۔ سر انور کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا، حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے قرآن عظیم میں صراحۃً اس پر لعنھم اللہ فرمایا

Marfat.com

لہذا امام احمد اور ان کے موافقین اس پر سنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ لعن و تکفیر سے احتیاطاً سکوت کہ اس کے فسق و فجور تواتر ہیں کفر متواتر نہیں اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر اور امثال وعیدات شروط بعدم توبہ ہیں لقولہ تعالیٰ فسوف یلقون غیا الا من تاب اور توبہ تادم غرغرہ مقبول ہے اور اس کا عدم پر جزم نہیں اور یہی احوط و اسلم ہے (فتاوی رضویہ جلد ششم ص ۱۰۷)

وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسئلہ :- از شمشیر احمد صدر انجمن فروغ اسلام کریم الدین پور گھوسی اعظم گڑھ

(۱) چند سنی آدمیوں نے کاٹھ کا ایک پتلا گھوڑے کی شکل کا بنایا۔ اور اسے سہروں سے سجا کر دُلدُل کے نام پہ اٹھایا اور نوحہ و ماتم کے ساتھ پورے گاؤں کا چکر لگایا۔ از روئے شرع یہ فعل کیسا ہے ؟ اور ایسا کرنے والوں پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے ؟ جبکہ دیکھنے والا برجستہ پکار اٹھتا ہے کہ یہ بت ہے۔ اور یہ فعل بت پرستی ہے۔

(۲) محرم الحرام کی چھ تاریخ کو ہمارے یہاں جھولا اٹھایا گیا جس میں کچھ رافضی نوحہ خوانی کے لئے آئے اور اس میں ان کے ہمراہ کچھ سنی حضرات بھی پڑھ رہے تھے۔ رافضیوں نے یہ شعر پڑھا

شعر

سبھی کو یاد خلافت تو رہ گئی لیکن
رسول پاک کے دفن و کفن کو بھول گئے

اور سنی حضرات نے بھی روافض کے ہمراہ اس شعر کو بالتکرار پڑھا۔ تو اب شریعت کا ان پڑھنے والوں کے بارے میں کیا حکم ہے ؟ حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب :- (۱) اس جعلی و اختراعی دُلدُل کا مجسمہ بنانے والے

بنوانے والے مجسمہ مذکورہ کو دلدل کے نام پر اٹھانے والے اور اس دلدلی میلہ میں شرکت کرنے والے سب کے سب شریعت اسلامیہ کی رو سے گنہ گار، مستحق عذاب نار، فاسق معلن اور مردود الشہادہ ہوگئے۔ ان سب پر فرض ہے کہ علی الاعلان توبہ کریں اور رب تبارک و تعالیٰ سے معافی مانگیں، اور اپنے گناہ پر نادم ہوں ورنہ دوسرے مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ ان مرتکبین سے میل جول اٹھنا بیٹھنا بند کردیں۔ وھو اعلم بالصواب

Marfat.com

(۲) اس خبیث شعر میں حضرات صحابۂ کرام بالخصوص خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر کھلے الفاظ میں طعن و تشنیع ہے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ومن یکون یطعن فی معاویۃ فذالک من کلاب الھاویۃ یعنی جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زبان طعن دراز کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے (احکام شریعت حصہ اول ص ۹۹) اور اس ملعون شعر میں بھی کہہ کر کسی صحابی کو نہیں چھوڑا سب پر زبان طعن درازی ہے۔ تو جب تنہا حضرت امیر معاویہ پر زبان طعن دراز کرنے والا جہنمی کتا ہو جاتا ہے۔ تو تمام صحابۂ کرام پر زبان طعن دراز کرنے والا کس قدر گمراہ و بد دین ہوگا۔ الحاصل اس مردود شعر کے پڑھنے والے، اس پر راضی رہنے والے سب کے سب گمراہ ہو گئے ان پر فرض ہے کہ توبہ کرکے تجدید ایمان کریں اور بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح بھی کریں۔ اور اگر بیعت والے ہوں تو تجدید بیعت بھی کریں اور اگر وہ لوگ ایسا نہ کریں تو تمام مسلمان ان سے قطع تعلق کریں۔ رہا شعر مذکور تو وہ جہالت کا مردہ ہے۔ کفن و دفن میں تاخیر کا سبب یاد خلافت نہیں بلکہ جمہور کے قول کے مطابق یہ امر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ مبارکہ حجرۂ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تھا جہاں اب مزار انور ہے اس سے باہر نہیں لیجا نا تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس نماز سے مشرف ہونا تھا ایک جماعت آتی پڑھتی اور باہر جاتی پھر دوسری جماعت آتی یوں یہ سلسلہ تیسرے روز ختم ہوا۔ اگر اس نماز اقدس سے فراغت کے لئے تین برس درکار ہوتا تو جنازۂ اقدس تین برس یونہی رکھا رہتا۔ یہ ہے دفن اقدس میں تاخیر کا سبب اصلی۔ اور اگر ابلیس کے نزدیک تاخیر دفن کا سبب امر خلافت کی یاد اور لالچ ہے تو سب سے سخت تر الزام حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر عائد ہوگا۔ کہ اور حضرات تو معاذ اللہ تعالیٰ حصول خلافت کی لالچ میں پڑ کر کفن و دفن کو بھول گئے لیکن آپ کو تو خلافت کی لالچ نہ تھی تو آپ کیوں بھول گئے۔ پھر کفن و دفن کا کام گھر والوں ہی سے متعلق ہوتا ہے تو آپ کیوں تین دن تک ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہ گئے کم از کم آپ تو حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کفن و دفن کی یہ آخری خدمت بھی بجالائے ہوتے۔ مگر چونکہ یہ الزام و اعتراض مردود و ملعون ہے اس لئے ثابت ہوگیا کہ تاخیر دفن کا سبب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا افسوس کہ دین و ایمان سنیت و اسلام جیسی عظیم الشان جلیل القدر نعمت کی لوگوں کے دلوں میں عزت و قدر نہیں۔ اس لئے بد دینوں اور گمراہوں کی صحبت اختیار کر کے بعض مسلمان اپنا دین و ایمان برباد کر رہے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائے اور بد دینوں گمراہوں کے ساتھ

Marfat.com

میل جول سے مسلمانوں کو بچائے آمین۔ بجاہ حبیبک سید المرسلین علیہ وعلی الہ اکرم الصلوٰۃ وافضل التسلیم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ من صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

مسئلہ: از محمد یعقوب خاں موضع پڑولی پوسٹ جھنگی ضلع گورکھپور

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین جب پہلے ہی سے مومن تھے تو بعد میں سرکار نے حجۃ الوداع کے موقع پر زندہ فرما کر کلمہ کیوں پڑھایا۔؟ بینوا

الجواب: بے شک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوین کریمین پہلے ہی سے مسلمان تھے پھر سرکار نے زندہ فرما کر اس لئے کلمہ پڑھایا تاکہ وہ لوگ بھی حضور کی صحابیت سے مشرف ہو جائیں۔ ھکذا قال الامام احمد رضا البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

مسئلہ: از فقیر محمد صابر حسین رضوی راج گانگ پور اڑیسہ

مندرجہ ذیل افعال زید بالعلبا کے ہیں۔ ان افعال کے پیش نظر کیا کوئی شخص ولی بننے کا اہل ہو سکتا ہے؟ فاضل علمائے کرام شریعت مطہرہ کی روشنی میں فیصلہ صادر فرما کر ہماری الجھنوں کو دفع فرمائیں۔ آیا ہم زید بالعلبا کو ولی مانیں یا نہ مانیں۔

(۱) زید بالعلبا جماعتوں کو چھوڑ کر قبرستان کے ایک گوشے میں حواریوں کے ساتھ رہ کر اپنی الگ جماعت ادا کرتے تھے اور قبرستان میں ہنسی مذاق اور دیگر دنیاوی امور کی باتیں بھی کیا کرتے تھے۔

(۲) زید بالعلبا نے اپنے علاقے کا مشہور شراب فروش کی بیوی سے بہن کا رشتہ قائم کیا تھا اور اپنی منہ بولی بہن کے یہاں کھانے پینے میں کوئی پرہیز نہیں کرتے تھے۔

(۳) زید بالعلبا کے پاس شراب فروشوں کے یہاں سے بریانی اور دیگر مرغن غذائیں جایا کرتی تھیں جنہیں زید اور ان کے حواری بڑے شوق سے کھاتے تھے۔

(۴) زید بالعلبا جب حج کرنے جانے لگے تو ان کے سفر کے آغاز کا پہلا قدم شہر کے ایک مشہور شراب فروش کے گھر سے نہایت تزک واحتشام سے نکلا اور اسی موقع پر زید نے خصوصی پوز بنا کر اپنی تصویر کھنچوانے

Marfat.com

سے بھی گریز نہ کیا۔

(۵) تربھا شریف میں ایک زندہ ولی ہیں حاجی عبدالشکور دامت برکاتہم المعروف تربھا والے بابا انھوں نے اپنے نیازمندوں سے کہا ہے کہ زید بالعلیا ولی نہیں ہے اس کو ولی ماننے والا بے ایمان ہے۔

براہ کرم محررہ بالا تحریروں کی روشنی میں فرمائیں کہ کیا زید بالعلیا ولی ہیں؟ زید بالعلیا کا قبرستان کے اندر ایک پختہ مزار بنایا گیا ہے اور زید کا عرس بھی منایا جا رہا ہے۔ زید کے مزار میں اکثر قوالی کا اہتمام بھی ہوا کرتا ہے اور باجے وغیرہ کا استعمال دھڑے سے ہوا کرتا ہے جبکہ قبرستان میں ہزاروں مردے مدفون ہیں۔

الجواب:۔ ولی وہ مسلمان ہے جو بقدر طاقت بشری ذات وصفات باری تعالیٰ کا عارف ہو، احکام شرعیہ کا پابند ہو اور لذات وشہوات میں انہماک نہ رکھتا ہو جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں ہے الولی هو العارف بالله تعالیٰ وصفاته حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات۔ اور محدث کبیر حضرت شیخ عبدالحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص۵۹۵ میں تحریر فرماتے ہیں ،، ولی کسے ست کہ عارف باشد بذات وصفات حق بقدر طاقت بشری و مواظب باشد بر اتیان طاعت و ترک منہیات در لذات وشہوات و کامل باشد در تقویٰ و اتباع بر حسب تفاوت و مراتب آں۔ شراب فروشوں کا بائیکاٹ کرنا مسلمانوں پر لازم ہے اور جاندار کی تصویر کھینچنا و کھنچوانا حرام ہے۔ لہذا شخص مذکور جس نے شراب فروشوں سے نفرت نہیں کی اور بھرے مجمع میں اپنی تصویر کھنچوائی ظاہر یہ ہے کہ ایسا شخص ولی نہیں۔ کہ ولی ہونے کے لئے شرع کا پابند ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا کتابوں کے حوالوں سے ظاہر ہے۔ وهو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ از انور حسین ایوبی پردھان نوگواں پوسٹ جوٹھیا ضلع رامپور (یوپی)

دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کے شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفےٰ صاحب اعظمی مدظلہ العالی کی تصنیف نوادر الحدیث ص۵۴ پر ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ بارہ ہزار رکعات نفل پڑھا کرتے تھے حالانکہ بارہ ہزار رکعات کے لئے کم سے کم پندرہ ہزار منٹ یا ڈھائی سو گھنٹے درکار ہیں۔ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ کیوں کر توقع کی جاسکتی ہے کہ انھوں نے تمام ضروریات زندگی

Marfat.com

حتی کہ فرائض و واجبات کو بالائے طاق رکھ کر سیکڑوں گھنٹے میں پڑھی جانے والی بارہ ہزار رکعات کو ایک دن میں پڑھتے رہے ہوں۔ میری نظر میں یہ خرافات ہے اطمینان بخش جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب:۔ جو شخص ہر چیز کو عقل کے کانٹے پر تولتا ہے کہ جو چیز اس کی عقل میں نہیں سما سکتی اسے تسلیم نہیں کرتا ہے تو وہ پہلے چھوٹی چھوٹی باتوں کا انکار کرتا ہے پھر کرامت معجزہ یہاں تک کہ جنت و دوزخ اور قرآن کریم کلام الٰہی ہونے سے بھی انکار کر بیٹھتا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بارہ ہزار رکعات نفل پڑھنا کرامت ہے۔ مگر چونکہ یہ بات آپ کی عقل میں نہیں سما سکتی اس لئے آپ کو انکار ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خط سے دریائے نیل کے جاری ہونے کا بھی آپ کو انکار ہوگا اس لئے کہ یہ بھی خلاف عقل ہے کہ سوکھا ہوا دریا کسی کے خط سے جاری ہو جائے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسجد نبوی کے منبر سے نہاوند میں مصروف جنگ اسلامی لشکر کے ملاحظہ فرمانے امیر لشکر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متنبہ کرنے اور حضرت ساریہ کا حضرت عمر کے کلام سننے سے بھی آپ کو انکار ہو گا جس کا بیان حدیث شریف کی مشہور کتاب مشکوٰۃ ص۵۴۶ میں ہے کہ بغیر کسی مشین کے اتنے دور دراز مقام کو ملاحظہ فرمانا اور کلام کا سننا سنانا بھی آپ کے عقل کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ نہاوند مدینہ سے اتنی دور ہے کہ ایک مہینہ میں قافلہ وہاں نہیں پہونچ سکتا تھا جیسا کہ حاشیہ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص۶۱۰ میں ہے کہ "نہاوند" در ایران صوبہ آذر بائیجان از بلاد دیال ست کہ از مدینہ بیک ماہ آں جانتواں رسید ـــــ یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت بلقیس کے عظیم تخت کو پلک جھپکتے ملک یمن سے ملک شام میں پہونچا دینے سے بھی آپ کو انکار ہوگا جس کا ذکر پ۱۹ سورۂ نمل میں ہے یہ بھی آپ کی عقل میں آنے والی بات نہیں ہے اس لئے کہ اتنی مسافت کے لئے بہت وقت چاہئے اتنی جلد تو راکٹ بھی جا کے نہیں لا سکتا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس وقت بیت المقدس میں تھے۔ حضرت بلقیس کا تخت ملک یمن کے شہر سبا میں تھا جو بیت المقدس سے دو مہینے کے راستے پر تھا۔ جیسا کہ تفسیر جمل جلد سوم ص۳۱۴ میں ہے۔ کان سلیمان اذ ذاک فی بیت المقدس و عرشھا فی سبا بلدۃ بالیمن و بینھا و بین بیت المقدس مسیرۃ شھرین ـــــ بلکہ شہدائے اسلام کی زندگی سے بھی آپ کو انکار ہوگا جس کا ذکر پ۲ ع۳ اور پ۴ ع۸ میں ہے۔ اس لئے کہ سر کا جسم سے الگ ہو جانا پھر اسے زمین میں دفن کر دینا۔ اس کا مال ورثہ میں تقسیم ہو جانا اور بیوی کا دوسرا عقد کر لینا۔ ان تمام باتوں کے باوجود شہید کو زندہ قرار دینا بھی

Marfat.com

آپ کی عقل کے خلاف ہے ـــــ بلکہ یہاں تک کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ پھر وہاں سے ساتوں آسمان عرش اعظم اور جنت وغیرہ کی سیر بھی آپ کے نزدیک خرافات ہی ہوگی جس کا ذکر پ۱۵ ع ۱ اور احادیث مشہورہ میں ہے اس لئے کہ اتنے لمبے سفر کے لئے بھی کئی مہینہ درکار ہے تھوڑے سے وقت میں اتنا طویل سفر بھی آپ کی عقل سے باہر ہے ـــــ خوب سمجھ لیجئے کہ جو شخص اسی بات کو مانتا ہے کہ جسے اس کی عقل تسلیم کرتی ہے تو وہ اپنی عقل کا پجاری ہے اور صرف اسی کو وہ مانتا ہے۔ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن وحدیث کو اس کے ماننے کا دعویٰ غلط ہے۔ اس لئے کہ ماننے کا مطلب یہ ہے کہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے تسلیم کر لیا جائے اگر سمجھ میں آنے کے بعد ہی مانا تو اپنی سمجھ کو مانا قرآن وحدیث کو نہ مانا ـــــ کرامت حق ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور جس طرح سے معجزہ کا انکار کرنا گمراہی ہے اسی طرح کرامت کو تسلیم نہ کرنا بھی بد مذہبی ہے کہ ولی کی کرامت نبی کے معجزہ کا عکس و پرتو ہے۔ اور معجزہ کے معنی ہیں عاجز کر دینے والا۔ تو جس طرح معجزہ عقل انسانی کو عاجز کر دینے والا ہے اسی طرح کرامت کو بھی انسانی عقل سمجھنے سے قاصر ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرامت ہی سے روزانہ بارہ ہزار رکعات پڑھا کرتے تھے تو اس کو بھی انسانی عقل سمجھنے سے قاصر ہی رہے گی۔ دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ آپ کو گمراہی سے بچائے رکھے کسی عالم دین کی صحبت عطا فرمائے اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ودیگر علمائے اہلسنت کی کتابوں کے مطالعہ کی توفیق بخشے۔ آمین ۔ بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین ۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: از غفران احمد موہنا پور ڈھالا اسٹیشن ۔ پوزید پور ضلع گورکھپور

معراج کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہوئے یہ واقع صحیح ہے کہ نہیں اگر صحیح ہے تو کتاب کا حوالہ تحریر کریں اور اگر صحیح نہیں ہے تو مولوی لوگ کیوں بیان کرتے ہیں ۔

الجواب ـــــ

فتاویٰ افریقہ میں ہے کہ تفریح الخاطر وغیرہ میں ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے ۔ اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

Marfat.com

تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا۔ وھو تعالیٰ اعلم۔ کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۶، ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: از۔ محمد اسرائیل رضوی مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا بستی

(۱) زید کہتا ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا زید کا یہ قول صحیح ہے۔ اگر صحیح نہیں ہے تو از روئے شرع زید کے لئے کیا حکم ہے۔

(۲) بکر کہتا ہے کہ کافر ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا بکر کا قول صحیح ہے اور شرعاً بکر کے لئے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: (۱) بہت سی ایسی حدیثیں آئی ہیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ جان بوجھ کر نماز ترک کر دینا کفر ہے۔ اور بعض صحابۂ کرام مثلاً امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم وعبدالرحمٰن بن عوف و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و جابر بن عبداللہ و معاذ بن جبل و ابوہریرہ اور ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہی مذہب تھا کہ قصداً نماز ترک کرنا کفر ہے اور بعض ائمہ مثلاً امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مبارک اور امام نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا یہی مذہب تھا۔ اور امام اعظم و دیگر ائمہ نیز بہت سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والے کی تکفیر نہیں کرتے۔ لہٰذا زید کا قول بہت سے صحابۂ کرام اور ائمہ مذہب پر صحیح ہے۔ اور امام اعظم نیز بہت سے صحابہ کے مذہب پر صحیح نہیں اگر زید حنفی ہے تو اس پر لازم ہے کہ قصداً نماز ترک کرنے والے کو مذہب حنفی کے مطابق کافر کہنے سے کف لسان کرے اسی میں احتیاط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ کہنا کہ "کافر ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا" قرآن مجید کی آیت کریمہ کا انکار اور کفر ہے پ ۱ ع ۴ میں ہے والذین کفروا وکذبوا بآیٰتنا اولئک اصحٰب النار ھم فیھا خٰلدون۔ لہٰذا بکر پر توبہ و تجدید ایمان لازم ہے۔ اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۳، ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: از محمد علی رضوی

(۱) شہر میں دیوبندیوں اور صلح کلیوں نے ایک جلسہ کیا اور ایک سنی عالم سے صدارت کے لئے کہا

Marfat.com

جواب میں سنی مولوی نے کہا کہ میں ایسے اسٹیج پر جس میں وہابی دیوبندی گستاخان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجود ہوں اور تقریریں کریں اس اسٹیج پر پیشاب بھی نہیں کروں گا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا کہنے والوں پر شریعت مطہرہ کے جانب سے کوئی توبہ عائد نہیں ہوتا۔

(۲) زید نے عرصہ ہوا اپنی تقریر میں بیان کرتے ہوئے فضائل درود پر زور دیا اور کہا خدائے تعالیٰ اور اس کے فرشتے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور درود پڑھنا عبادت ہے۔ لہذا خدائے تعالیٰ بھی (معاذ اللہ) محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہے۔ اس تقریر پر لوگوں نے سخت اعتراض کیا اور بہت ملامت کی تو زید نے مہینوں کے بعد جبراً و قہراً توبہ کی مگر تجدید نکاح آج تک نہیں کیا۔ ایسے شخص کے لئے از روئے شرع شریف کیا حکم ہے۔ جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

(۱) سنی مولوی کا یہ جملہ کہ "جس اسٹیج پر گستاخان خدا اور رسول وہابی دیوبندی موجود ہوں اور تقریر کریں میں اس پر پیشاب بھی نہیں کروں گا۔ اس اسٹیج سے شدید بیزاری ظاہر کرنے کے لئے ہے اور بے شک ہمیں خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دشمنان دین و گستاخ مرتدین سے بیزاری رہنے کا حکم دیا ہے۔ ایسا جملہ بولنے والا شرعاً مجرم نہیں، ہاں جہاں فتنہ فساد پھیلانے والوں کا غلبہ ہے وہاں اس انداز و طرز کا جملہ بولنے کی بجائے ایسا جملہ استعمال کرنا چاہئے جو صاف صاف بیزاری پر دلالت کرے اور جس میں ارباب فساد کو غلط معنی پہنانے کا موقع نہ ملے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زید کا یہ جملہ "کہ لہذا خدائے تعالیٰ بھی (معاذ اللہ) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہے"، اشد ترین خبیث ملعون کفر ہے زید قطعی طور پر کافر مرتد ہوگیا۔ لاالہ الا اللہ لامعبود الا اللہ۔ زید پر اس ملعون کلمۂ کفریہ سے توبہ کرنا اور از سر نو کلمۂ اسلام پڑھنا اور نئے مہر پر بیوی سے نکاح کرنا فرض ہے۔ صورت مسئولہ میں اگر زید نے لوگوں کے محض دباؤ سے توبہ کی ہے تو شرعاً یہ توبہ نہیں زید کافر کا کافر ہی رہے گا اور اس صورت میں تجدید نکاح کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہے پھر تاوقتیکہ زید نادم ہوکر توبہ، تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے تمام مسلمان اس سے سلام و کلام وغیرہ سارے اسلامی تعلقات منقطع کرلیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ بدرالدین احمد رضوی

Marfat.com

مسئلہ: از۔ چاند علی رضوی سنی نورانی مسجد سوریہ نگر اسلام پورہ وکرولی بمبئی ۸۳

ہمارے یہاں سنی وہابی کا جھگڑا ہورہا تھا تو اس جھگڑے کے دوران پیر طریقت عبدالرشید عرف منامیاں قادری نقشبندی ربانی فیض آبادی نے بڑی دلیری کے ساتھ ان کلمات کو ادا کیا ہے "کہ مسلمان مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا لڑائی کرتے ہیں۔ ہمارے مذہب سے تو اچھا ہندؤں کا مذہب ہے کہ ان لوگوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ صبح وشام دو اگربتی لیجا کر جلا کر پوجا پاٹ کر دیتے ہیں پھر دوسرے دن ایک پنڈت سے کہتے ہیں کہ میں تمہارے مذہب میں آگیا تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت مطہرہ کیا کہتی ہے۔ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: شخص مذکور اپنے کلمات مذکورہ کے سبب کافر ومرتد ہوگیا اور بیوی والا ہو تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ علانیہ توبہ واستغفار کرنا اس پر لازم ہے اور بیوی کو رکھنا چاہے تو تجدید نکاح کرے اور کسی سے مرید ہو تو تجدید بیعت بھی کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ اس کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سلام وکلام اور شادی بیاہ میں شرکت وغیرہ ہر قسم کے تعلقات اس سے منقطع کر دیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۷، صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: از۔ محمد عارف متعلم مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا۔ ضلع بستی۔

زید کہتا ہے کہ مسلمانوں کو دیکھ کر میرا خون جل جاتا ہے مسلمانوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتا ہوں بالخصوص نمازی اور داڑھی رکھنے والے مسلمانوں کو اس لئے کہ یہ سب غدار وبے ایمان ہوتے ہیں ان سے مجھے نفرت ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میری ولادت مسلمان کے گھر ہوگئی۔ لیکن میں عنقریب ہی آریہ سماج کا مذہب اختیار کروں گا۔ اس لئے کہ غیر مسلموں کا مذہب مسلمانوں کے مذہب سے اچھا ہے۔ مسلمانوں کے دین میں معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ ہی جھوٹ داخل ہے۔ پھر یہ بھی کہتا ہے کہ جنازہ کی نماز پڑھنے سے کیا ہوتا ہے تو شریعت مطہرہ کا زید پر کیا حکم جاری ہوگا۔ اور مسلمان حضرات زید سے کیسا تعلق اختیار کریں۔ اس سے سلام وکلام کھانا پینا۔ جاری رکھیں یا ترک کر دیں اور پھر ایسے شخص سے جو سلام وکلام کھانا، پینا جاری رکھے اس کے اوپر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟۔

Marfat.com

الجواب

:- بعون الملک الوھاب۔ صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی زید اپنے اقوال کفریہ مذکورہ کی بنا پر کافر و مرتد بے دین و بے دھرم ہو گیا۔ اس پر واجب ہے کہ فوراً تجدید ایمان اور توبہ و استغفار کرے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کے ساتھ کھانا۔ پینا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا اور سلام و کلام اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات ختم کر کے پورے طور پر اس کا بائیکاٹ کریں۔ اگر مسلمان ایسا نہ کریں گے تو زید کے ساتھ وہ بھی سخت گنہ گار لائق عذاب قہار ہوں گے۔ ھذا ما عندی و العلم بالحق عند اللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۱۸ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ

مسئلہ

:- از مرزا کفایت اللہ بیگ لچھمی نگر (راج نیپال) ۲۶ ربیع الاول ۹۶ھ

زید ایک خالص شرعی مسئلہ کی بنیاد پر (جو اس کے مقصد کے خلاف تھا) بلا تحقیق ایک مستند باعمل عالم دین جو اپنے مخلصانہ دینی خدمت کی بنا پر مرجع خواص و عوام ہے، گالی دیتا ہے توہین کرتا ہے اور بلا ثبوت شرعی الزام عائد کرتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے اوپر کونسا حکم شرع عائد ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے آدمی سے تعلقات کس طرح رکھنا چاہئے؟ کیا اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے کہ عالم دین کی توہین کرنا کفر ہے۔ جواب مع ثبوت و حوالہ کے تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں کیا ایسا آدمی کسی دینی مدرسہ کا ذمہ دار بھی ہو سکتا ہے۔؟

الجواب

:- بلا وجہ شرعی باعمل سنی عالم دین کو گالی دینے والا اور توہین و تنقیص کرنے والا سخت گنہ گار مستحق عذاب نار ہے بلکہ اس کے کافر ہونے کا اندیشہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم مصری صفحہ ۲۴۳ میں ہے۔ یخاف علیہ الکفر اذا شتم عالما او فقیہا من غیر سبب لہٰذا صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی زید اس عالم دین سے معافی مانگے اور توبہ و استغفار کرے عالم دین کی عالم دین ہونے کے سبب توہین کرنا کفر ہے۔ بہار شریعت جلد نہم صفحہ ۱۷۲ میں ہے "علم دین اور علماء کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالم علم دین ہے کفر ہے۔" انتہی بالفاظہ۔ جو باتیں زید کے بارے میں بیان کی گئی ہیں اگر صحیح ہیں تو ایسا شخص قبل معافی اور توبہ کسی دینی مدرسہ کا ذمہ دار بھی نہیں ہو سکتا۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

Marfat.com

مسئلہ:- مسئولہ احمد عرف بلّو پہلوان متولی جامع مسجد اترولہ ضلع گونڈہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام کے نام کے ساتھ بجائے پورا درود یا سلام لکھنے کے صرف صلعم یا ص یا ع نیز صحابۂ کرام اور اولیاء عظام کے نام کے ساتھ رض اور رح لکھنا کیسا ہے ۔؟

الجواب:- حضور فخر عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے مبارک ناموں کے ساتھ بجائے پورا درود یا سلام کے صرف صلعم یا ص یا ع یا عم لکھنا اگر شان انبیاء کی تخفیف کے لئے ہو تو کفر ہے ۔ علامہ سید طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں ۔ فتاوی تاتار خانیہ سے منقول ہے ۔ من کتب علیہ الصلاۃ والسلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانہ تخفیف وتخفیف الانبیاء کفر یعنی جو انبیاء کرام علیہ الصلاۃ والسلام کے نام میں علیہ السلام کی جگہ ع ، م (یا صلعم ، ص) لکھے تو کافر ہو جائیگا کیوں کہ ایسا لکھنا ان کی شان کو ہلکا کرنا ہے اور یہ یقیناً کفر ہے ۔ اور اگر صرف کاہلی نادانی اور جہالت سے ایسا کیا تو کفر نہیں مگر حرام اور ناجائز ضرور ہے ۔ اسی طرح صحابۂ کرام اور اولیاء عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک ناموں کے ساتھ رض اور رح بھی لکھنا نہیں چاہئے کہ علماء کرام نے مکروہ اور باعث محرومی بتایا ہے ۔ چنانچہ علامہ سید طحطاوی فرماتے ہیں یکرہ الرمز بالترضی بالکتابۃ یعنی رضی اللہ عنہم کی جگہ رض لکھنا مکروہ ہے ۔ اور بہار شریعت ص ۹۵ میں ہے اکثر لوگ درود شریف کے بدلے صلعم ، عم ، ص ، ع لکھتے ہیں یہ ناجائز اور سخت حرام ہے ۔ یوں ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رض اور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ رح لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہئے ۔ وھو تعالیٰ اعلم ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ

مسئلہ:- از نثار احمد مہراج گنج پوسٹ ہوت چاند پارہ ضلع بہرائچ یوپی

(۱) چاند کا جائے وقوع کیا ہے ۔ انسان کی اس پر رسائی و رہائش ممکن ہے یا نہیں ؟ بینوا بالبراھین توجروا عند احکم الحاکمین ۔

الجواب:- بعون الملک الوھاب (۱) چاند کے محل وقوع کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے لیکن جمہور کا قول یہ ہے کہ وہ آسمان کے نیچے ہے اور جو چیز آسمان کے نیچے ہے حفاظتی تدابیر کے ساتھ اس پر انسان کی رسائی و رہائش ممکن ہے ۔ قرآن مجید سورہ انبیاء پارہ ۱۷ رکوع ۳ کی آیت کریمہ وھو الذی خلق اللیل والشمس والقمر کل فی فلک یسبحون ۔ کے تحت علامہ

Marfat.com

ابوالبرکات نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) تفسیر مدارک التنزیل جلد ثالث ص۸۶ میں فرماتے ہیں عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما الفلك السماء والجمهور علی ان الفلك موج مكفوف تحت السماء تجری فيه الشمس والقمر والنجوم اھ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فلک (جس میں شمس وقمر پیر رہے ہیں) آسمان ہے اور جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ فلک آسمان کے نیچے ایک کھڑی ہوئی موج ہے جس میں سورج چاند اور ستارے پیر رہے ہیں۔ فاللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۸ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح: غلام جیلانی الاعظمی۔

مسئلہ: زید کامل اکمل مسلم اہلسنت وجماعت صحیح العقیدہ عرصہ دراز سے کسی بیماری میں مبتلا رہا۔ ایک کافر غیر مسلم نے خود اس کی بیماری دیکھ کر کہا کہ تمہارے اوپر بیار ہے اگر ہم کو تم پوجا دو پٹھیا، دھوتی، کراہی، شراب تو میں اس بیار کو پکڑ لوں۔ صحیح العقیدہ نے کہا کہ تم بیار کو پکڑو تو اگر میں صحت مند ہو جاؤں گا تو پوجا دیدوں گا۔ زید کو صحت حاصل ہوگئی اور اس نے پوجا کا سارا سامان دے دیا تو اب اس پر کیا حکم ہے؟

الجواب: صورت مسئولہ میں زید پر توبہ تجدید ایمان فرض ہے اگر بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ ورسولہ اعلم

کتبہ: بدر الدین احمد
۲۷ رشوال ۱۳۷۶ھ

مسئلہ: از محمد شبیر قادری چشتی دفل ڈیہہ ضلع گونڈہ

(الف) زید ایک چمار کی لڑکی لاکر اپنے گھر والوں کے ساتھ رہتا ہے اس کا پکایا ہوا کھانا کھاتا ہے اور اس سے حرام کاری بھی کرتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید اور زید کے گھر والے دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے یا نہیں؟

(ب) زید اور زید کے گھر والے کو مسجد کے اندر نماز پڑھنے سے روکنا جرم ہے یا نہیں؟

(ج) زید اور زید کے گھر والوں پر شرعاً کوئی کفارہ لازم ہے یا نہیں؟ (د) اگر اس چمار کی لڑکی کو مسلمان کیا جائے تو کیا طریقہ ہے۔ دیہات میں کافرہ کو مسلمان کرکے اس سے نکاح پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

Marfat.com

(۲) زید اور زید کے گھر والوں کو تجدید ایمان اور تجدید بیعت ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: (الف) زید اور اس کے گھر والے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتے لیکن زید سخت گنہ گار ہوا اور اس کے گھر والے اگر زید کے اس فعل سے راضی ہیں تو وہ بھی گنہ گار ہوئے ورنہ نہیں (ب) زید اور اس کے گھر والے جبکہ مسلمان ہیں تو انھیں مسجد کے اندر نماز پڑھنے سے روکنا یقیناً جرم ہے۔ (ج) زید اور اس کے گھر والوں پر شرعاً کوئی کفارہ نہیں لیکن زید کو اس چمار کی لڑکی سے الگ ہونا اور لوگوں کے سامنے اس فعل قبیح سے توبہ کرنا واجب اور لازم ہے اور زید کے گھر والے اگر اس کے فعل سے راضی ہوں تو وہ بھی توبہ کریں۔ (د) کسی کو دائرہ اسلام میں لانے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ پہلے اسے نہلایا جائے پھر کفر سے توبہ کرواکے کلمہ طیبہ پڑھادیا جائے۔ دیہات میں ہو یا شہر میں جو مسلمان ہو جائے اس سے نکاح جائز ہے۔ (ہ) زید اور اس کے گھر والوں کو تجدید ایمان اور تجدید بیعت ضروری نہیں۔ مگر کرلینا بہتر ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ بدرالدین احمد
۲۰، ذی الحجہ ۷۶ھ مطابق ۲۷ جولائی ۵۷ء

مسئلہ:

از محمد ہارون خاں مدرسہ اسلامیہ ہراپتی مہنداول

زید نے برسرعام چائے کی دوکان پر بہت سے لوگوں کی موجودگی میں دوران بحث وگفتگو حسب ذیل الفاظ کہے۔ علماء کی بات جو مانے گا سیدھے جہنم میں جائے گا۔ بعد میں جب کچھ لوگوں نے زید سے کہا تمہارا ایسا کہنا ٹھیک نہیں ہے تو انھوں نے کہا کہ میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ شخص مذکور پر از روئے شرع کیا حکم لاگو ہوتا ہے۔ اس اصرار پر اس کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟

الجواب: زید جھوٹا، شدید فاسق، فتنہ پرور، فساد انگیز اور موذی ہے۔ اس پر توبہ واستغفار واجب ہے۔ جن مسلمانوں کے سامنے اس نے یہ ملعون جملہ کہا ان سے معافی مانگے اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرنا مناسب ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب تک زید توبہ واستغفار نہ کرے اس وقت تک اس کے ساتھ اسلامی تعلقات قائم نہ رکھیں۔ پنچایت کرکے اس کے بارے میں قطع تعلق کا اعلان کردیں۔ لیکن اگر زید کا مذکورہ بالا جملہ خاص علمائے سوء یعنی باطل پرست مولویوں کے بارے میں تھا ہے تو اس پر یہ احکام نافذ نہیں۔ مگر طرز تعبیر محتاج اصلاح ہے۔ ھذا ما ظھر لی والعلم عند اللہ

Marfat.com

ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الجواب صحیح۔ بدرالدین احمد القادری الرضوی کے جلال الدین احمد الامجدی

ستہ

۲۰ رجب المرجب ۹۲ھ

مسئلہ:۔ از جان محمد مقام و پوسٹ مچھلی گاؤں بازار ضلع گونڈہ

زید کے آباء واجداد مسلمان تھے اور ہیں خود زید بھی مسلمان تھا مگر مشرکین کی سازش اور پرانی دشمنی کیوجہ سے زید کو جگدیون مشرک نے زید کو اپنے دھرم کا ایک دھاگا پہنا دیا ساتھ ہی اس مشرک نے زید کو اپنے دھرم کی دوسری باتیں بھی بتائیں جس پر زید چلنے لگا مگر اب عرصہ دو ماہ سے زید اس غلط مذہب سے تائب ہو چکا ہے۔ نماز پڑھنا، روزہ رکھنا نیز اسلام کے دوسرے ارکان بھی کر رہا ہے مسلمانوں نے اندرون مسجد زید سے توبہ کرایا اس نے توبہ کیا اسی رمضان المبارک میں الوداع کی نماز پڑھ کر زید اپنے گھر واپس آرہا تھا کہ ایک مشرک نے روکا اور کہا کہ میرے پیر کی انگلی میں درد ہے ذرا دیکھ لو زید دیکھنے لگا اسی دوران کئی مشرک آگئے اور زبردستی پکڑ کر زید کے اوپر شراب کی بوتل انڈیل دیا اور مشرکین نے یہ کہا کہ اب تم نماز پڑھنے کے لائق نہیں رہے تمہارے اوپر خنزیر کا تیل ڈال دیا گیا۔ زید نے اپنے گھر آکر غسل کیا اور حسب عادت نماز و روزہ اور دوسرے دینی ارکان ادا کرتا رہا۔ زید کی برادری کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس سلسلے میں علمائے دین کے پاس استفتا کیا جائے۔ جو شرعی حکم بیان کریں گے۔ برادری کے لوگ تسلیم کریں گے۔ لہذا حضور والا سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ مذکورہ بالا تحریر کے پیش نظر حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:۔ اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صورت مستفسرہ میں مسلمان ہونے کے سبب زید کے اوپر شراب یا خنزیر کا تیل ڈالا گیا تو وہ مظلوم ہے اس پر شرعاً کوئی مواخذہ نہیں بلکہ ظلم کئے جانے کے سبب اسے ثواب ملا۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۹ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

مسئلہ:۔ از طفیل احمد قادری حشمتی بھدوکھر ضلع بستی

(۱) منافق کسے کہتے ہیں۔

Marfat.com

(۲) زید سنی صحیح العقیدہ علماء اہلسنت کے اقوال حقہ کو مانتا ہے حافظ قرآن مجید بھی ہے بکر نے ایسے شخص اپنی امامت میں روڑا سمجھتے ہوئے علی الاعلان متعدد بار منافق کہا کیا زید کو ایسی صورت میں منافق کہنا جائز ہے ؟ اگر جائز ہے تو مع حوالہ تحریر فرمائیں اور اگر نہیں جائز ہے تو اس کا الزام کس حد تک ہے ؟۔

(۳) اگر کسی نے بکر سے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم کیا تو یہ حکم شرعاً کس جرم میں شمار ہوگا ؟

الجواب

:- (۱) سورۂ بقرہ رکوع اول کی آیت کریمہ ان الذین کفروا سواء الخ کے تحت تفسیر خازن میں ہے کہ کفر کی چار قسمیں ہیں جن میں سے ایک ہے کفر نفاق وھو ان یقر بلسانہ و لا یعتقد صحۃ ذلک بقلبہ یعنی کفر نفاق یہ ہے کہ آدمی زبان سے اسلام کا اقرار کرے مگر دل سے اس کے صحیح ہونے کا اعتقاد نہ رکھے۔ اور ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من ادرک الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجۃ وھو لا یرید الرجعۃ فھو منافق یعنی اذان کے بعد جو شخص مسجد سے چلا گیا اور کسی حاجت کے لئے نہیں گیا اور نہ واپس ہونے کا ارادہ ہے تو وہ منافق ہے اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا اؤتمن خان و اذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر۔ یعنی جس میں یہ چار باتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان خصائل میں سے ایک ہوگی اس میں ایک خصلت نفاق کی پائی جائے گی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے۔ جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ جب عہد کرے تو دغا کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی بکے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ صاحب ایں خصال بحقیقت منافق نیست بلکہ مراد آن ست کہ ایں صفات لائق منافقاں ست و سزاوار بحال مسلمانان آنست کہ ازینہا پاک و مبرّا باشند (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۵۷)۔ ثابت ہوا کہ منافق کی دو قسمیں ہیں۔ منافق اعتقادی اور منافق عملی۔ منافق اعتقادی وہ شخص ہے جو زبان سے اپنے اسلام کو ظاہر کرے اور دل میں کفر کو چھپائے رکھے جیسے عبد اللہ بن اُبی وغیرہ قرآن مجید کی آیت کریمہ ان المنٰفقین فی الدرک الاسفل من النار۔ اسی منافق اعتقادی کے بارے میں ہے جو کافروں کی بدترین قسم

Marfat.com

ہے۔ اور منافق عملی وہ شخص ہے کہ جس کے ایمان میں خرابی نہ ہو مگر سیرت و کردار میں نفاق ہو جیسے کذاب خائن اور بدعہد وغیرہ۔

(۲) زید کو بکر کے منافق کہنے کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ منافق اعتقادی یعنی کافر جان کر کہا تو یہ کفر ہے اس صورت میں بکر پر توبہ اور تجدید نکاح واجب ولازم ہے۔ دوسرے یہ کہ منافق عملی جان کر کہا کہ احادیث کریمہ میں جس کے اعمال و کردار میں نفاق ہو اسے منافق کہا گیا ہے تو یہ کفر نہ ہوا۔ اس صورت میں بکر پر تجدید ایمان و تجدید نکاح واجب نہ ہوگا مگر کسی سنی صحیح العقیدہ کو منافق کہنا جائز نہیں۔ لہذا بکر توبہ کرے۔

(۳) جس نے بکر کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم دیا اس سے دریافت کیا جائے کہ اس نے بکر کے قول کو منافق اعتقادی پر محمول کیا ہے یا منافق عملی پر، اگر منافق اعتقادی پر محمول کیا تو تجدید ایمان و نکاح کا حکم صحیح ہے۔ مگر جس کلام کے دو معنی ہوں ایک کفری، دوسرا اسلامی تو متکلم کی مراد معلوم کئے بغیر کلام کو کفری کے معنی کی طرف پھیرنا اور قائل کو کافر سمجھ کر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم دینا دیانت کے خلاف اور خیانت کی طرف مضاف ہے۔ شرح فقہ اکبر للملا علی القاری علیہ الرحمۃ الباری ص۲۲۷ میں ہے نقل صاحب المضمرات عن الذخیرۃ ان فی المسئلۃ اذا کان وجوہ توجب التکفیر و وجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم ثم ان کان نیت القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فھو مسلم وان کان نیتہ الوجہ الذی یوجب التکفیر لا ینفعہ فتوی المفتی ویومر بالتوبۃ والرجوع عن ذلک وبتجدید النکاح بینہ وبین امرأتہ۔ یعنی صاحب مضمرات نے ذخیرہ سے نقل کیا ہے کہ جب کسی مسئلہ میں متعدد احتمالات (قائل کی) تکفیر کا سبب بنتے ہوں اور ایک احتمال تکفیر کا سبب نہ بنتا ہو تو مفتی کو چاہیے کہ اس احتمال کی طرف مائل ہو جس سے (اس کی) تکفیر نہ ہوتی ہو اس لئے کہ اس صورت میں مسلمان کے ساتھ حسن ظن ہے۔ پھر متکلم کی مراد اگر وہی معنی تھے جس سے اس کی تکفیر نہ ہوتی تھی تب تو وہ مسلمان ہے اور اگر اس کی مراد وہ معنی ہیں جو اس کے کافر کہے جانے کا سبب ہیں تو (اس کے مسلمان ہونے کے متعلق) مفتی کا فتوی کچھ بھی مفید نہ ہوگا اور اس کو اس قول سے توبہ، رجوع اور اپنی بیوی سے تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ اھ اور اگر بکر کے قول کو منافق عملی پر محمول کیا تو پھر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم کرنا صحیح نہیں بالخصوص جبکہ منافق کا لفظ یہاں کے اطلاق میں عملی کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے۔ لہذا وہ شخص تجدید ایمان اور تجدید نکاح کے حکم سے رجوع کرے کہ

Marfat.com

میں ایک مومن کے لئے دینی اور دنیاوی تنگی پیدا کر رہا ہے۔ ھذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۳، ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ

مسئلہ:

از نور محمد انصاری بڈول بازار ضلع بستی

زید نے دوران تقریر کہا کہ نسبت سے شئی ممتاز ہوا کرتی ہے مثلاً عام کتوں کو لوگ مارتے رہتے ہیں لیکن جس کتے کے گلے میں پٹہ پڑا ہوتا ہے اسے یہ سمجھ کر نہیں مارتے کہ کسی بڑے آدمی کا کتا ہوگا۔ یعنی کتا مالک سے نسبت کے سبب اور کتوں سے ممتاز ہوگیا۔ بلا تمثیل امت محمدیہ کو سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت حاصل ہے کہ اس کے گلے میں حضور کی غلامی کا پٹہ پڑا ہوا ہے تو کیوں کر یہ قوم اور قوموں سے ممتاز نہ ہو۔ بکر کا یہ کہنا ہے کہ اس طرح بیان کرنا کفر ہے۔ تو اس کا قول صحیح ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو بکر کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: بیان مذکور کفر نہیں ہے بکر کا قول غلط ہے اس پر اپنے قول سے رجوع اور توبہ و استغفار لازم ہے۔ ھذا ما ظہر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۴، محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مسئلہ:

از ملا محمد حسین اوجھا گنج۔ ضلع بستی

کامل ایمان والا کون ہے؟

الجواب: حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر بات کو سچ جاننا اور حضور کی حقانیت کو دل سے ماننا ایمان ہے۔ جو شخص اس بات کا اقرار کرے اسے مسلمان سمجھا جائے گا بشرطیکہ اس کے کسی قول فعل یا حال سے اللہ و رسول جل مجدہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار تکذیب یا توہین نہ پائی جائے پھر جس شخص کے دل میں اللہ و رسول کی محبت تمام لوگوں پر غالب ہو اور اللہ و رسول کے محبوب سے محبت رکھے اگرچہ وہ اپنے دشمن ہوں۔ اور اللہ و رسول کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنے والوں سے دشمنی رکھے اگرچہ وہ اپنے عزیز ترین بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔ اور جو کچھ دے اللہ کے لئے

Marfat.com

دے اور جو نہ دے اللہ کے لئے نہ دے تو وہ کامل ایمان والا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان یعنی جو شخص اللہ کے لئے محبت رکھے اور اسی کے لئے دشمنی کرے اور اللہ ہی کے لئے دے اور اسی کیلئے روکے تو اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۱۴) وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:

از محمد عبدالوارث اشرفی الیکٹرک دوکان مدینہ مسجد ریتی روڈ گورکھپور

زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا شرک ہے اسی لئے صحابہ نے حضور کی تعظیم نہیں کی ہے۔ لہٰذا اگر حضور کی تعظیم جائز ہے اور صحابہ نے حضور کی تعظیم کی ہے تو قرآن وحدیث کے حوالے سے تحریر فرمائیں۔

الجواب:

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو شرک کہنا وہابیوں دیوبندیوں کی جہالت ہے کہ حضور کی تعظیم شرک نہیں ہے بلکہ واجب ولازم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وتعزروہ وتوقروہ یعنی رسول کی تعظیم وتوقیر کرو (پ۲۶ ع ۹) حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں فاوجب اللہ تعالیٰ تعزیرہ وتوقیرہ والزم اکرامہ وتعظیمہ یعنی خدائے تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حرمت وتوقیر کو واجب قرار دیا اور ان کی تکریم وتعظیم کو لازم فرمایا (شفا شریف جلد ۲ ص۲۸) یعنی آیت کریمہ میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا جو حکم دیا گیا ہے وہ واجب ولازم ہے اور زید کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ صحابۂ کرام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں ہے اس لئے کہ صحابہ نے حضور کی بے انتہا تعظیم کی ہے حدیث شریف میں ہے کہ عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے حدیبیہ کے مقام پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صلح کی گفتگو کرنے کے لئے آئے اس موقع پر صحابہ کو حضور کی تعظیم کرتے ہوئے جو انھوں نے دیکھا تھا واپسی کے بعد مکہ شریف کے کافروں سے ان لفظوں میں انھوں نے بیان کیا واللہ لقد وفدت علی الملوک ووفدت علی قیصر وکسریٰ والنجاشی واللہ ان رأیت ملکا قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمد محمدا۔ واللہ ان تنخم نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منھم

Marfat.com

فدلك بها وجهه وجلده واذا امرهم ابتدروا امره واذا توضأ كادوا يقتتلون على وضوئه واذا تكلم خفضوا اصواتهم عنده وما يحدون النظر تعظيما له۔ یعنی قسم خدا کی میں بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں توان کا تھوک کسی نہ کسی آدمی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے اور جب وہ وضو فرماتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور جب ان کی بارگاہ میں بات کرتے ہیں تو اپنی آواز کو پست رکھتے ہیں اور تعظیماً ان کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے۔ (بخاری شریف جلد اول ص۳۷۹)

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ بمكة وهو بالابطح فی قبة حمراء من ادم ورأيت بلالا اخذ وضوء رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ورأيت الناس يبتدرون ذلك الوضوء فمن اصاب منه شيئا تمسح به ومن لم يصب منه اخذ من بلل يد صاحبه۔ یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ شریف کے ابطح مقام میں دیکھا جبکہ وہ چمڑے کے سرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے اور میں نے حضرت بلال کو دیکھا کہ انھوں نے حضور کے وضو کا مستعمل پانی ایک لگن میں لیا اور لوگوں کو دیکھا کہ اس پانی کی طرف دوڑ رہے ہیں تو جس کو اس میں سے کچھ حاصل ہوگیا اس نے اپنے چہرہ وغیرہ پر اس کو مل لیا اور جو نہیں پایا تو اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری لے لی (بخاری، مسلم، مشکوۃ ص۶۵) ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوگیا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم سرکار اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ہر طرح سے بے انتہا تعظیم کرتے تھے۔ وہابی دیوبندی جو نہایت ادنیٰ درجہ کی تعظیم کھڑے ہونے کو بھی شرک کہتے ہیں۔ خدائے عزوجل انھیں صحابۂ کرام کے عقیدے اور ان کے ایمان و عمل سے ہدایت حاصل کرنے کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین۔ بحرمة النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات

Marfat.com

وا کمل التسلیم ۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: از عبد الوارث اشرفی الیکٹرک دوکان مدینہ مسجد ریتی روڈ گورکھپور

مرتد کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: وہ مرتد کہ جو کھلم کھلا اسلام سے پھر گیا اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا انکار کر دیا اس کے بارے میں شریعت کا یہ حکم ہے کہ حاکم اسلام اسے تین دن قید میں رکھے پھر اگر وہ توبہ کر کے مسلمان ہو جائے فبہا ورنہ اسے قتل کر دے (درمختار مع شامی جلد سوم صـ۲۸۶) اور وہ لوگ جو کہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں اور نماز و روزہ بھی کرتے ہیں مگر اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یا کسی دوسرے نبی کی توہین کر کے مرتد ہو گئے تو وہ چاہے سنی بریلوی کہے جاتے ہوں یا وہابی دیوبندی بادشاہ اسلام ان کی توبہ نہیں قبول کرے گا یعنی انھیں قتل کر دے گا۔ فقیہ اعظم ہند حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ مرتد اگر ارتداد سے توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے مگر بعض مرتدین مثلاً کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول نہیں۔ توبہ قبول کرنے سے مراد یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد بادشاہ اسے قتل نہ کرے گا (بہار شریعت جلد نہم صـ۱۲۷) لیکن نبی کے گستاخ کو قتل کرنا چونکہ بادشاہ اسلام کا کام ہے اور یہ ہمارے یہاں ممکن نہیں۔ تو اب موجودہ صورت میں مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ ایسے لوگوں کا مذہبی بائیکاٹ کریں، ان کا ذبیحہ نہ کھائیں، ان کے یہاں شادی بیاہ نہ کریں۔ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اپنے قبرستان میں انھیں دفن ہونے دیں۔ مسلمان اگر ان کے ساتھ ایسا نہیں کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ ارشاد خداوندی ہے واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین۔ یعنی اور اگر شیطان تمکو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس نہ بیٹھو (پ۷ ع۱۴) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو کہ تمہیں (جہنم کی) آگ چھوئے گی (پ۱۲ ع۱۰) وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: مسئولہ مولوی قیام الدین احمد خاں فیضی موضع پڑریا پوسٹ لوٹن ضلع بستی

سورۂ مومن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے واستغفر لذنبک (پ۲۴ ع۱۱) اور سورۂ

Marfat.com

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میں ارشاد خداوندی ہے واستغفر لذنبک (پ ۲۶ ع ٦) اور سورۂ فتح میں ارشاد ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر (پ ۲٦ ع ۹) دریافت طلب یہ امر ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں تو پھر ان آیات کریمہ میں ذنب یعنی گناہ کی نسبت حضور کی طرف کیسے کی گئی؟ اس کا مطلب کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب۔ بے شک سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سارے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں جیسا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں الانبیاء علیہم السلام کلھم منزھون عن الصغائر والکبائر والکفر والقبائح حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ منزھون کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ای معصومون یعنی سارے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صغیرہ، کبیرہ، کفر اور بری باتوں سے معصوم ہیں (فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری صـ ٦٨) اور مذہب اصح پر انبیاء کرام کے لئے یہ عصمت قبل نبوت اور بعد نبوت دونوں زمانے میں ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ھذہ العصمۃ ثابتۃ للانبیاء قبل النبوۃ وبعدھا علی الاصح (شرح فقہ اکبر صـ ٦٩)۔ پھر قرآن مجید میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ذنب (گناہ) کی نسبت کیوں کی گئی۔ مفسرین کرام اور محققین عظام کئی معانی اس کے تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سورۂ مومن کی آیت کریمہ واستغفر لذنبک کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں الطاعنون فی عصمۃ الانبیاء (علیہم السلام) یتمسکون بہ ونحن نحملہ علی التوبۃ عن ترک الاولی والافضل او علی ما کان قد صدر منھم قبل النبوۃ وقیل ایضا المقصود منہ محض التعبد کما فی قولہ ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلک فان ایتاء ذلک الشیء واجب ثم انہ امرنا بطلبہ وکقولہ رب احکم بالحق مع انا نعلم انہ لا یحکم الا بالحق۔ وقیل اضافۃ المصدر الی الفاعل والمفعول فقولہ واستغفر لذنبک من باب اضافۃ المصدر الی المفعول ای واستغفر لذنب امتک فی حقک۔ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت میں طعن کرنے والے اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں اور ہم اسے محمول کرتے ہیں اولیٰ اور افضل کے چھوڑنے سے توبہ کرنے پر۔ یا ان باتوں پر جو قبل نبوت

Marfat.com

انبیاء کرام سے صادر ہوئیں۔ اور بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ مقصود اس سے صرف اظہار بندگی کا طلب کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول (پ ع ۱۱) میں ہے کہ اے ہمارے رب! اور ہمیں دے وہ جس کا تو نے اپنے رسولوں کی معرفت وعدہ کیا ہے۔ اس لئے کہ اس چیز کا دیا جانا یقینی ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کی طلب کا حکم فرمایا اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول (پ ع) میں ہے کہ اے میرے رب حق فیصلہ فرما دے۔ باوجودیکہ ہم جانتے ہیں وہ حق ہی فیصلہ فرمائے گا۔ اور بعض لوگوں نے کہا مصدر کی اضافت فاعل اور مفعول دونوں طرف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے قول واستغفر لذنبک میں مصدر کی اضافت مفعول کی جانب ہے۔ یعنی آپ کی امت نے آپ کے حق میں جو گناہ کیا ہے اس سے استغفار کریں (تفسیر کبیر جلد ہفتم ص۳۲۱)

اور یہی امام رازی سورۂ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیت کریمہ واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں واستغفر لذنبک یحتمل وجهین احدهما ان یکون الخطاب معه والمراد المومنون وهو بعید لافراد المومنین والمومنت بالذکر وقال بعض الناس لذنبک ای لذنب اهل بیتک وللمومنین والمومنات ای الذی لیسوا منک باهل بیت۔ ثانیهما المراد هو النبی صلی اللہ علیه وسلم والذنب هو ترک الافضل الذی هو بالنسبة الیه ذنب وحاشاه من ذلک یعنی واستغفر لذنبک میں دو معنی کا احتمال ہے اول یہ کہ خطاب حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے اور مراد مومنین ہیں مگر یہ معنی بعید ہے اس لئے کہ مومنین و مومنات کا ذکر الگ سے ہے اور بعض لوگوں نے کہا لذنبک کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اہل بیت کے لئے مغفرت طلب کریں اور دیگر مومنین و مومنات جو اہل بیت سے نہیں ہیں ان کے لئے بھی استغفار کریں۔ دوسرے یہ کہ مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہیں اور گناہ وہ افضل کا ترک ہے جو حضور کے لحاظ سے گناہ ہے اور وہ اس سے مستثنیٰ ہیں (تفسیر کبیر جلد ہفتم ص۵۲۱) اور پھر یہی امام رازی سورۂ فتح کی آیت کریمہ لیغفر لک اللہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں لم یکن للنبی صلی اللہ علیه ذنب فماذا یغفر له۔ قلنا الجواب عنه قد تقدم مرارا من وجوه احدها المراد ذنب المومنین ثانیها المراد ترک الافضل ثالثها الصغائر فانها جائزة علی الانبیاء بالسهو

Marfat.com

والعمد و يصونهم عن العجب یعنی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے گناہ نہیں ہے تو کیا معاف کیا جائے گا؟ اس سوال کا جواب متعدد بار کئی طریقے سے گزر چکا ہے اول یہ کہ مراد مومنین کا گناہ ہے۔ دوسرے یہ کہ ترکِ افضل ہے۔ تیسرے یہ کہ گناہ صغیرہ مراد ہیں۔ اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر وہ سہواً و عمداً جائز ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ فخر و غرور سے ان کی حفاظت فرماتا ہے (تفسیر کبیر جلد ہفتم ص۵۳۳)

اور عارف باللہ حضرت علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سورۂ مومن کی آیت کریمہ واستغفر لذنبك کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں ای اطلب المغفرة من ربك لذنبك والمقصود من هذ الامر تعليم الامة ذلك و الا فرسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم معصوم من الذنوب جميعاً صغائر او كبائر قبل النبوة و بعدها على التحقيق كجميع الانبياء۔ و اجيب ايضاً ان الكلام على حذف مضاف والتقدير واستغفر لذنب امتك و اجيب ايضاً بان المراد بالذنب خلاف الاولى وسمى ذنبا بالنسبة لمقامه من باب حسنات الابرار سيئات المقربين۔ یعنی اپنے رب سے اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرو اور اس حکم کا مقصد امت کو اس کی تعلیم دینا ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو صغیرہ و کبیرہ سب گناہوں سے قبل نبوت اور بعد نبوت سارے انبیاء کرام کی طرح معصوم ہیں تحقیق یہی ہے۔ اور یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ آیت کریمہ میں مضاف محذوف ہے تقدیر کلام ہے واستغفر لذنب امتك۔ یعنی اپنی امت کے گناہ کی مغفرت طلب کرو اور یہ بھی جواب دیا گیا ہے کہ گناہ سے مراد خلاف اولیٰ ہے اور گناہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبہ کے لحاظ سے کہا گیا ہے جو اس قبیل سے ہے کہ اچھے لوگوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں۔ (تفسیر صاوی جلد چہارم ص۱۰)

اور سورۂ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیت مبارکہ واستغفر لذنبك کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت علامہ جلال الدین محلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا۔ قيل له ذلك مع عصمته لتستن به امته۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ وسلم سے کہا گیا کہ اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرو باوجودیکہ وہ معصوم ہیں تاکہ حضور کی امت ان کی پیروی کرے (تفسیر جلالین ص۴۲۱) اس پر حضرت علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں قوله لتستن به امته ای تقتدی به وهذا احد اوجه فی تاویل الاية وهو احسنها۔ وقيل المراد بذنبه ذنب اهل بيته۔ یعنی

Marfat.com

علامہ محلی کا قول لتستن الخ کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ان کی پیروی کرے اور یہ آیت کریمہ کی تاویلوں میں ایک بہترین تاویل ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ حضور کے گناہ سے ان کے اہل بیت کا گناہ مراد ہے (صاوی جلد چہارم صہ) اور سورۂ فتح کی آیت کریمہ لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک کی تفسیر میں علامہ صاوی تحریر فرماتے ہیں اسناد الذنب لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مؤول اما بان المراد ذنوب امتک او ھو من باب حسنات الابرار سیئات المقربین او بان المراد بالغفران الحالۃ بینہ وبین الذنوب فلا تصدر منہ لان الغفر ھو الستر والستر اما بین العبد والذنب او بین الذنب وعذابہ فاللائق بالانبیاء الاول وبالامم الثانی یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف گناہ کے منسوب ہونے کی تاویل کی گئی ہے یا تو اس طرح کہ آپ کی امت کا گناہ مراد ہے اور یا تو اس قبیل سے ہے کہ اچھوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں اور یا تو غفران سے مراد حضور اور گناہوں کے درمیان رکاوٹ پیدا کرنا ہے کہ گناہ ان سے صادر نہ ہو اس لئے کہ غفر کا معنی ہے پردہ اور پردہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک بندہ اور گناہ کے درمیان۔ دوسرے گناہ اور اس کے عذاب کے درمیان۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے پہلی صورت مناسب ہے اور امتیوں کے لئے دوسری صورت (تفسیر صاوی جلد چہارم صہ ۸۰)

اور حضرت علامہ سلیمان جمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سورۂ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیت مبارکہ واستغفر لذنبک کی تفسیر تحریر فرماتے ہیں وفی القرطبی واستغفر لذنبک یحتمل وجہین احدھما یعنی استغفر اللہ ان یقع منک ذنب۔ الثانی استغفر اللہ لیعصمک من الذنوب یعنی قرطبی میں ہے کہ واستغفر لذنبک دو معنی کا احتمال رکھتا ہے اول یہ کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو کہ تم سے گناہ صادر ہو۔ دوسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ سے استغفار کرو تاکہ وہ تم کو گناہوں سے بچائے (تفسیر جمل جلد چہارم صہ ۱۴۸) اور آیت مبارکہ سورۂ مومن کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت علامہ علاء الدین علی خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ واستغفر لذنبک یعنی الصغائر وھذا علی قول من یجوزھا علی الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وقیل علی ترک الاولیٰ والافضل وقیل علی ماصدر منہ قبل النبوۃ وعند من لا یجوز الصغائر علی الانبیاء یقول ھذا تعبد من اللہ تعالیٰ لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیزیدہ درجۃ ولتصیر سنۃ لغیرہ

Marfat.com

من بعدہ۔ یعنی اپنے گناہوں سے استغفار کا مطلب گناہ صغیرہ ہیں اور یہ اس مفسر کے قول پر ہے جو انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام پر گناہ صغیرہ کو جائز ٹھہراتے ہیں۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ افضل اور اولی کے ترک پر استغفار کا حکم ہوا۔ اور کچھ لوگوں نے کہا جو گناہ کہ قبل نبوت صادر ہوا۔ اس پر استغفار مراد ہے۔ اور جو لوگ کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر گناہ صغیرہ کو جائز نہیں ٹھہراتے وہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اظہار بندگی کا طلب کرنا ہے تاکہ ان کا درجہ بڑھائے اور استغفار دوسروں کے لئے ان کا طریقہ بن جائے (تفسیر خازن جلد ششم ص۹۷) اور سورۂ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیت کریمہ واستغفر لذنبك کی تفسیر میں حضرت علامہ ابوالسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں وھو الذی ربما یصدر عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من ترك الاولی عبر عنہ بالذنب نظرا الی منصبہ الجلیل کیف لا وحسنات الابرار سیئات المقربین۔ یعنی گناہ وہ ہے جو بسا اوقات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ترک اولیٰ صادر ہوتا ہے اسی کو ان کے منصب جلیل کا لحاظ کرتے ہوئے گناہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اچھوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں۔ (تفسیر ابوالسعود مع تفسیر کبیر جلد ہفتم ص۳۰۷)

اور حضرت علامہ نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ تعالے علیہ سورۂ مومن کی آیت کریمہ واستغفر لذنبك کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں ای لذنب امتك یعنی اپنی امت کے گناہ کی مغفرت طلب کریں۔ (تفسیر مدارک جلد چہارم ص۸۲) اور اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت علامہ ابومحمد حسین فرا بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں ھذا تعبد من اللہ لیزیدہ بہ درجۃ ولیصیر سنۃ لمن بعدہ۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اظہار بندگی کو چاہنا ہے تاکہ اس کے سبب حضور کا درجہ بلند فرمائے اور ان کے بعد استغفار لوگوں کا طریقہ ہو جائے (تفسیر معالم التنزیل جلد ششم ص۹۷)

اور اعلیحضرت پیشوائے اہلسنت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سورۂ فتح کی آیت کریمہ پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ خود نفس عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے ذنب فرمایا گیا ہرگز حقیقۃً ذنب بمعنی گناہ نہیں۔ ماتقدم سے کیا مراد لیا؟ وحی اترنے سے پیشتر کے اور گناہ کسے کہتے ہیں مخالفت فرمان کو۔ اور فرمان کاہے سے معلوم ہوگا وحی سے۔ تو جب تک وحی نہ اتری تھی فرمان کہاں تھا؟ اور جب فرمان نہ تھا تو مخالفت فرمان کیا معنی؟ اور جب مخالفت فرمان نہیں تو گناہ کیا۔ اور

Marfat.com

جس طرح ماتقدم میں ثابت ہو گیا کہ حقیقۃً ذنب نہیں یوہیں ماتاخر میں نقد وقت ہے۔ قبل ابتدائے نزول فرمان جو افعال جائز ہوئے کہ بعد کو فرمان ان کے منع پر اترا اور انھیں یوں تعبیر فرمایا گیا حالانکہ ان کا حقیقۃً گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا۔ یوں بعد نزول وحی وظہور رسالت بھی جو افعال جائز فرمائے اور بعد کو ان کی ممانعت اتری اسی طریقے سے ان کو ماتاخر فرمایا کہ وحی بتدریج نازل ہوئی نہ کہ دفعۃً (فتاوی رضویہ جلد نہم صـ۷۵)

اور پھر تحریر فرماتے ہیں کہ سورۂ مومن اور سورۂ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیت کریمہ میں کون سی دلیل قطعی ہے کہ خطاب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے مومن میں تو اتنا ہے واستغفر لذنبك اے شخص اپنی خطا کی معافی چاہ ۔ کسی کا خاص نام نہیں کوئی دلیل تخصیص کلام نہیں۔ قرآن عظیم تمام جہاں کی ہدایت کے لئے اترا نہ صرف اس وقت کے موجودین بلکہ قیامت تک آنے والوں سے وہ خطاب فرماتا ہے اقیموا الصلوٰۃ نماز برپا رکھو یہ خطاب جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تھا ویسا ہی ہم سے بھی ہے اور تاقیام قیامت ہمارے بعد آنے والی نسلوں سے بھی۔ اسی قرآن عظیم میں ہے لانذرکم به ومن بلغ کتب عامہ کا قاعدہ ہے کہ خطاب ہر سامع سے ہوتا ہے۔ بداں اسعدك الله تعالیٰ۔ میں کوئی خاص شخص مراد نہیں۔ خود قرآن عظیم میں فرمایا ارأیت الذی ینھیٰ ؕ عبدا اذا صلیٰ ؕ ارأیت ان کان علی الھدیٰ ؕ او امر بالتقویٰ ؕ ابو جہل لعین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز سے روکنا چاہا اس پر یہ آیت کریمہ اتریں کہ کیا تو نے دیکھا اسے جو روکتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے بھلا دیکھ تو اگر وہ بندہ ہدایت پر ہوگا یا پرہیز گاری کا حکم فرمائے۔ یہاں بندے سے مراد حضور اقدس ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور غائب کی ضمیریں حضور کی طرف ہیں اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف بلکہ فرماتا ہے فما یکذبك بعد بالدین ان روشن دلیلوں کے بعد کیا چیز تجھے روز قیامت کے جھٹلانے پر باعث ہو رہی ہے۔ یہ خطاب خاص کفار سے ہے بلکہ ان میں بھی خاص منکرین قیامت مثل مشرکین آریہ وہنود سے یوں ہی دونوں سورۂ کریمہ میں کاف خطاب ہر سامع کے لئے ہے کہ اے سننے والے اپنے اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کے گناہ کی معافی مانگ۔

(۲) بلکہ یہ آیت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو صاف قرینہ موجود ہے کہ خطاب حضور سے نہیں اس کی ابتدا یوں ہے فاعلم انه لا اله الا الله واستغفر لذنبك وللمومنین والمومنٰت

Marfat.com

جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی معافی چاہ۔ تو یہ خطاب اس سے ہے جو ابھی لا الٰہ الا اللہ نہیں جانتا اور نہ جاننے والے کو جاننے کا حکم دینا تحصیل حاصل ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اے سننے والے جسے ابھی توحید پر یقین نہیں کیسے باشد توحید پر یقین لا اور اپنے اور اپنے بھائی مسلمانوں کے گناہ کی معافی مانگ۔ تتمہ آیت میں اس عموم کو واضح فرما دیا کہ واللہ یعلم متقلبکم ومثوٰکم اللہ تعالیٰ جانتا ہے جہاں تم لوگ کروٹیں لے رہے ہو اور جہاں جہاں تم سب کا ٹھکانا ہے۔ اگر فاعلم میں تاویل کرے تو ذنبک میں تاویل سے کون مانع ہے اور اگر ذنبک میں تاویل نہیں کرتا تو فاعلم میں کیسے تاویل کر سکتا ہے؟ دونوں پر ہمارا مطلب حاصل اور مدعی معاند کا استدلال زائل۔

(۳) دونوں آیت کریمہ میں صیغہ امر ہے اور امر انشاء ہے اور انشاء وقوع پر دال نہیں تو حاصل اس قدر کہ بفرض وقوع استغفار واجب نہ یہ کہ معاذ اللہ واقع ہوا جیسے کسی نے کہا اکرم ضیفک اپنے مہمان کی عزت کرنا اس سے یہ مراد نہیں کہ اس وقت کوئی مہمان موجود نہ یہ خبر ہے کہ خواہی نخواہی کوئی مہمان آئے گا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔

(۴) ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن عظیم کے عرف میں اطلاق معصیت عمد ہی سے خاص نہیں قال اللہ تعالیٰ وعصیٰ ادم ربہ آدم نے اپنے رب کی معصیت کی حالانکہ خود فرماتا ہے فنسی ولم نجد لہ عزما۔ آدم بھول گیا ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔ لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اس پر مواخذہ خود قرآن کریم نے بندوں کو یہ دعا تعلیم فرمائی ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا۔ اے ہمارے رب ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔

---

(۵) جتنا قرب زیادہ اسی قدر احکام کی شدت زیادہ ع جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے بادشاہ جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سن لے گا جو برتاؤ گوارا کرے گا ہرگز شہریوں سے پسند نہ کریگا شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اسی لئے وارد ہوا حسنات الابرار سیئات المقربین نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔ وہاں ترک اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں۔

Marfat.com

(۶) ہر ادنیٰ طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کے لئے ادنیٰ ملابست بس ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی اردو، ہندی سب زبانوں میں رائج ہے۔ مکان کو جس طرح اس کے مالک کی طرف نسبت کریں گے یوہیں کرایہ دار کی طرف۔ یوہیں جو عاریت لے کر بس رہا ہے اس کے پاس ملنے آئے گا یہی کہے گا ہم فلانے کے گھر گئے تھے بلکہ پیمائش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا تمہارا کھیت کے جریب ہوا یہاں نہ ملک نہ اجارہ نہ عاریت اور اضافت موجود یوں ہی بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے عطا ہوا تھا تو ذنب سے مراد اہل بیت کرام کی لغزشیں ہیں اور اس کے بعد وللمومنین والمومنٰت تعیم بعد تخصیص ہے یعنی شفاعت فرمایئے اپنے اہل بیت کرام اور سب مسلمان مردوں عورتوں کے لئے اب اس جنون کا بھی علاج ہو گیا کہ پیروؤں کا ذکر تو بعد کو موجود ہے۔ تعمیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن عظیم میں ہے ربّ اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا وللمومنین والمؤمنات ۵ اے میرے رب مجھے بخشدے اور میرے ماں باپ کو اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔

(۷) اسی وجہ کر کریمۂ سورۂ فتح میں لام لک تعلیل کا ہے اور ماتقدم من ذنبک تمہارے اگلوں کے گناہ اعنی سیدنا عبداللہ وسیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منتہائے نسب کریم تک تمام آبائے کرام وامہات طیبات باستثناء انبیاء کرام مثل آدم وشیث و نوح وخلیل واسمٰعیل علیہم الصلاۃ والسلام وماتاخر تمہارے پچھلے یعنی قیامت تک تمہارے اہل بیت وامت مرحومہ تو حاصل کریمہ یہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخشدے تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ والحمد للہ رب العالمین (فتاوی رضویہ جلد نہم ص۸۷) وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی النبی الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

جلال الدین احمد الامجدی
کتبہٗ

مسئلہ: از محمد ہارون فاروقی سعدی مدنپور ضلع باندہ یوپی

غوث صمدانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" میں حنفیہ کو گمراہ فرقوں میں سے شمار فرمایا ہے تو اس کا جواب کیا ہے؟ تحریر فرمائیں بے انتہا کرم اور بے پایاں نوازش ہوگی۔

Marfat.com

الجواب: اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اسی طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کتاب غنیۃ الطالبین کی نسبت حضرت شیخ محقق محدث عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تو یہ خیال ہے کہ وہ سرے سے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں۔ مگر یہ نفی مجرد ہے اور امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے تصریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقین عذاب نے الحاق کر دیا ہے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں و ایاك ان تغتر بما وقع فی الغنیۃ لامام العارفین وشیخ الاسلام والمسلمین الاستاذ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ دسہ علیہ فیھا من سینتقم اللہ منہ والا فھو بریٔ من ذلك یعنی خبر دار دھوکہ نہ کھانا اس سے جو امام الاولیاء سردار اسلام و مسلمین حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غنیہ میں واقع ہوا کہ اس کتاب میں اسے حضور پر افترا کر کے ایسے شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب اللہ عزوجل اس سے بدلہ لے گا۔ حضرت شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس سے بری ہیں۔

ثانیاً۔ اسی کتاب میں تمام اشعریہ یعنی اہلسنت و جماعت کو بدعتی گمراہ گمراہ گر لکھا ہے کہ خلاف ماقالتہ الاشعریۃ من کلام اللہ معنی قائم بنفسہ واللہ حسیب کل مبتدع ضال مضل۔ کیا کوئی ذی انصاف کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ! یہ سرکار غوثیت کا ارشاد ہے؟ جس کتاب میں تمام اہلسنت کو بدعتی گمراہ گر لکھا ہے اس میں حنفیہ کی نسبت کچھ ہو تو کیا جائے شکایت ہے۔ لہٰذا کوئی محل تشویش نہیں۔

ثالثاً۔ پھر یہ خود صریح غلط اور افترا بر افترا ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے۔ غنیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ ھم بعض اصحاب ابی حنیفہ۔ وہ بعض حنفی ہیں اس سے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ! حنفیت پر۔ آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے جیسے زمخشری صاحب کشاف و عبد الجبار و مطرزی صاحب مغرب و زاہدی صاحب قنیہ و حاوی و مجتبیٰ پھر اس سے حنفیت و حنفیہ پر کیا الزام آیا؟ بعض شافعیہ زیدی رافضی ہیں اس سے شافعیہ و شافعیت پر کیا الزام آیا؟ نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں۔ پھر اس سے حنبلیہ و حنبلیت پر کیا الزام آیا؟ جانے دو رافضی خارجی معتزلی وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ! اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا؟۔

Marfat.com

رابعاً۔ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار میں بسند صحیح حضرت ابو التقی محمد بن ازہر صریفینی سے ہے مجھے رجال الغیب کے دیکھنے کی تمنا تھی مزار پاک امام احمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حضور ایک مرد کو دیکھا دل میں آیا کہ مردان غیب سے ہیں وہ زیارت سے فارغ ہو کر چلے یہ پیچھے ہوئے۔ ان کے لئے دریائے دجلہ کا پاٹ سمٹ کر ایک قدم بھر کا رہ گیا کہ وہ پاؤں رکھ کر اس پار ہو گئے۔ انھوں نے قسم دے کر روکا اور ان کا مذہب پوچھا فرمایا حنیفا مسلما وما انا من المشرکین۔ یہ سمجھے کہ حنفی ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور اندر ہیں دروازہ بند ہے ان کے پہونچتے ہی حضور نے اندر سے ارشاد فرمایا اے محمد آج روئے زمین پر اس شان کا کوئی ولی حنفی المذہب نہیں۔ کیا معاذ اللہ گمراہ بد مذہب لوگ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جن کی ولایت کی خود سرکار غوثیت نے شہادت دی (فتاوی رضویہ جلد نہم ص ۲۸) خلاصہ یہ کہ اس زمانہ میں جبکہ کتابیں چھپتی نہیں تھیں بلکہ قلمی ہوا کرتی تھیں ان میں الحاق آسان تھا۔ اسی لئے حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے کلام میں بھی الحاقات ہوئے۔ اور حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں تو اس قدر الحاقات ہوئے کہ شمار نہیں کئے جا سکتے۔ جن کو حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی کتاب "الیواقیت والجواہر" میں بیان فرمایا اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ خود میری زندگی میں میری کتاب میں حاسدوں نے الحاقات کر دیئے۔ اسی طرح حکیم سنائی اور حضرت خواجہ حافظ شیرازی وغیرہما اکابرین کے کلام میں الحاقات ہونا حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحفۂ اثنا عشریہ میں بیان فرمایا تو اسی طرح غنیۃ الطالبین میں حنفیہ کا گمراہ فرقوں سے شمار الحاقات میں سے ہے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی ایسا لکھا ہے تو بھی کوئی حرج نہیں اس لئے کہ حضرت نے بعض اصحاب حنفیہ کو گمراہ فرمایا ہے جو فروعی مسائل میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرتے تھے۔ جیسے کہ آج کل دیوبندی اور مودودی وغیرہ فروعی مسائل میں حضرت امام اعظم کی اتباع کرنے کے سبب حنفی کہلاتے ہیں اور گمراہ و بد مذہب ہیں وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ ۸۰ از ابرار احمد قادری، امجدی منزل اوجھا گنج ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید جو عالم دین ہے اسے معلوم ہوا کہ بکر نے خداوند قدوس کو گالی دی ہے اتفاق سے بکر اسی عالم دین کے پاس سیمنٹ کی بوریہ مانگنے آیا۔ عالم نے کہا کہ تم نے خدائے تعالے کو گالی دی ہے اس سے توبہ کرو تو ایک بوریہ کی بجائے ہم تمہیں دو بوریہ دیں گے۔ اگر توبہ نہیں کروگے اور اسی حال میں مرجاؤگے تو ہم تمہارا جنازہ نہیں پڑھیں گے نہ کسی کو پڑھنے دیں گے اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیں گے۔ بکر نے عالم دین کی یہ باتیں سن کر توبہ نہیں کی اور بوریہ لئے بغیر اٹھ کر چلا گیا۔ دو یا تین روز کے بعد بکر سخت بیمار ہوا اس عالم دین کو جب بکر کی بیماری کا علم ہوا تو پڑھے لکھے دو آدمیوں کو اس نے توبہ کرانے کے لئے بکر کے پاس بھیجا مگر وہ نزع کی حالت میں تھا توبہ کے الفاظ بھی نہ کہہ سکا۔ یہاں تک کہ مرگیا۔ کئی لوگوں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ نہیں وہ اکثر خدائے تعالے کو فحش گالیاں دیا کرتا تھا۔ چونکہ جس آبادی کا یہ معاملہ ہے وہاں اکثر لوگ جاہل اور گنوار ہیں اس لئے بکر کی موت کے بعد عالم دین نے فتنہ وفساد کے خوف سے یہ کہا کہ ہم اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے مگر دوسروں کو پڑھنے سے روکیں گے بھی نہیں۔ آبادی میں جب یہ بات مشہور ہوگئی کہ فلاں عالم دین جو مسائل شرعیہ زیادہ جاننے والے ہیں انھوں نے خداوند قدوس کو گالی دینے والے کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کردیا تو پھر کوئی اس کی نماز جنازہ پڑھنے کو تیار نہیں ہوا۔ بکر کی موت کے وقت جن لوگوں کو عالم دین نے توبہ کرانے کے لئے بھیجا تھا ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ جب ہم لوگوں نے اس سے توبہ کرنے کے لئے کہا تھا تو اس نے کچھ ہونٹ ہلایا تھا۔ عالم دین نے کہا کہ اگر آپ کو اطمینان ہو کہ اس نے توبہ کرلی ہے تو جاکر نماز جنازہ پڑھا دو مگر وہ بھی نماز جنازہ پڑھنے کی ہمت نہ کرسکا۔ زید عالم دین کا بیان ہے کہ میں یقین کی حد تک جانتا تھا کہ میرے انکار کردینے کے بعد کوئی جنازہ نہیں پڑھے گا اس لئے میں نے دوسروں کو روکنے کی ضرورت نہیں محسوس کی۔ اور صرف انکار کردینے ہی کو کافی سمجھا۔ آبادی کے کچھ مسلمان خدائے تعالے کو گالی دینے والے کی حمایت میں کھڑے ہوگئے اسلامی طور وطریقہ پر اسے غسل وکفن دیکر مسلم قبرستان میں بغیر نماز جنازہ پڑھے ہوئے لے جاکر دفن کردیا۔ اور دوسرے روز عالم دین مذکور کے خلاف پنچایت کیا کہ انھوں نے نماز جنازہ پڑھنے سے کیوں انکار کیا۔ پنچایت میں آبادی کے سابق پردھان نے گالی دینے والے کی حمایت میں عالم دین مذکور کی سخت توہین کی۔ عالم دین نے پردھان سے اپنی غلطی ماننے اور

Marfat.com

گالی دینے والے کی حمایت سے توبہ کرنے کو کہا مگر وہ غلطی ماننے اور توبہ کرنے کو تیار نہیں ہوا بلکہ برابر اس عالم دین کی مخالفت کر رہا ہے اور گالی دینے والے کے گھر والوں کو اس قدر اس عالم دین کے خلاف ابھارا کہ وہ عالم دین کے سخت دشمن ہو گئے ہیں اور مار پیٹ پر آمادہ ہیں۔ عالم دین نے پردھان اور گالی دینے والے کے گھر والوں سے کہا آپ اس کی حمایت میں اڑے ہوئے ہیں تو اب گالی دینے والے کی نماز جنازہ نہ ہونے کا غم نہ کرو بلکہ اپنی نماز جنازہ کی فکر کرو۔ کہ گالی دینے والے کی حمایت کرنے والے بھی گالی دینے والے کے حکم میں ہو گئے مگر بعض لوگوں سے معلوم ہوا کہ پردھان کہتا ہے ہم توبہ نہیں کریں گے اپنے لڑکوں کو ہندی میں نماز جنازہ لکھا دیں گے وہ ہم لوگوں کی نماز جنازہ پڑھا دیں گے۔ اب دریافت طلب یہ امور ہیں۔

(۱) بکر خداوند قدوس کو گالی دینے کے بعد مسلمان رہ گیا یا کافر و مرتد ہو گیا ؟

(۲) خداوند قدوس کو گالی دینے والے کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے ؟ اور اسے اسلامی طور و طریقہ سے غسل و کفن دے کر مسلم قبرستان میں دفن کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

(۳) جن لوگوں نے اسے شریعت کے مطابق اعزاز کے ساتھ غسل و کفن دے کر مسلم قبرستان میں دفن کیا ان پر توبہ لازم ہے یا نہیں ؟

(۴) کیا زید عالم دین پر اس کی نماز جنازہ پڑھنا فرض تھا ؟ اگر نہیں تو انکار کے سبب پردھان نے جو اس عالم دین کی توہین کی اس کے لئے کیا حکم ہے ؟

(۵) پردھان اور گالی دینے والے کے گھر والے جو اس کی حمایت پر اڑے ہوئے ہیں اور نماز جنازہ سے انکار کے سبب عالم دین سے دشمنی کر رہے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے ؟

(۶) اگر وہ لوگ اپنی غلطی نہ مانیں اور توبہ نہ کریں تو ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں ؟ اور زندگی میں مسلمان ان کے ساتھ کیسا سلوک کریں۔ بینوا توجروا

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب ۱ و ۲ و ۳ خداوند قدوس کو گالی دینا کفر وارتداد ہے۔ لہٰذا بکر دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہو گیا۔ شفاء شریف اور اس کی شرح ملا علی قاری میں ہے۔ (لاخلاف ان ساب اللہ تعالیٰ) ینسبہ الکذب اوالعجز ونحو ذلک (من المسلمین کافر حلال الدم) بل واجب السفک۔ ج ۲، ص ۳۹۱ اور جب کفر بکنے کے بعد مطالبہ کے باوجود اس نے توبہ نہ کی اور اسی حالت میں مر گیا

Marfat.com

توہر گز ہر گز اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے تھی اور نہ ہی بر وجہ سنت اسے غسل وکفن دیکر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے تھا۔ ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھنا حرام اشد حرام بلکہ کفر انجام ہے۔ عینی اور کنز میں ہے "(وشرطها) ای شرط الصلاۃ علیہ (اسلام المیت) لقولہ تعالیٰ ولا تصل علی احد منهم مات ابدا یعنی المنافقین وهم الکفرۃ" (عینی علی الکنز ج ۱ ص ۷۵ مطبوعہ پاکستان) ایسے کو بر وجہ سنت غسل وکفن دے کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ناجائز در مختار اور شامی میں ہے "(اما المرتد فیلقی فی حفرۃ) ای لا یغسل ولا یکفن ولا یدفن الی من انتقل الی دینهم، بحر عن الفتح" (شامی مطبوعہ پاکستان ج ۲ ص ۲۳۰) جن لوگوں نے غسل وکفن دیکر مسلمانوں کے قبرستان میں اعزاز کے ساتھ اسے دفن کیا سخت گنہ گار مستحق عذاب نار ہوتے ان پر توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) زید عالم دین پر شخص مذکور کی نماز جنازہ پڑھنے سے احتراز فرض تھا اور اس احتراز کی وجہ سے پردھان کا اس عالم دین کی توہین کرنا کفر ہے۔ الاشباہ والنظائر ص ۱۹۱ میں فرمایا "الاستهزاء بالعلم والعلماء کفر"، پھر اس کی شرح غمز العیون ج ۲ ص ۲۰۲ میں فرمایا "قال فی البزازیہ الاستخفاف بالعلماء کفر، لکونه استخفافا بالعلم الخ"، مذکورہ پردھان پر توبہ تجدید ایمان اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح اور عالم دین سے معافی مانگنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) شخص مذکور بکر کا کفر وارتداد واضح ہو جانے کے بعد جو لوگ بھی اسکی حمایت کر رہے ہیں وہ اسکے کفر سے راضی ہونے کے باعث خود بھی دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہو گئے۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری علیہ الرحمہ میں فرمایا "وفی الظهیریہ۔ ان الرضاء بکفر غیرہ ایضا کفر۔ وفی موضع آخر منه الرضا بالکفر کفر۔ (شرح فقہ اکبر للملا علی القاری علیہ الرحمۃ الباری ص ۲۱۸) نیز داوند قدوس کو گالی دیکر بغیر توبہ مر جانے والے شخص کی نماز جنازہ سے انکار کے باعث عالم دین سے دشمنی کرنا ان کا کفر پر مزید اصرار اور خبث باطنی کا آئینہ دار ہے، حدیث شریف میں ارشاد ہوا "لیس من امتی من لم یعرف لعالمنا حقہ" یعنی جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں۔ رواہ احمد والحاکم والطبرانی فی الکبیر عن عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (فتاوی رضویہ جلد دہم نصف اول ص ۱۴۰) دوسری حدیث میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "لا یستخف بحقهم الا منافق بین النفاق"، یعنی ان کے حق کو ہلکا نہ سمجھے گا مگر کھلا منافق۔ رواہ ابو الشیخ فی التوبیخ عن جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (فتاوی رضویہ جلد دہم نصف اول ص ۱۴۰) خلاصہ پھر فتاوی رضویہ میں ہے "من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر"، اور منح الروض الازہر سے ہے "الظاهر انه یکفر" (فتاوی رضویہ ج ۱ نصف آخر ص ۱۴۰) واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) اگر وہ لوگ اپنی غلطی نہ مانیں اور بے توبہ مر جائیں تو ہر گز ہر گز ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی مسلمانوں

Marfat.com

کے طریقہ پر غسل وکفن دے کر انھیں مقابر مسلمین میں دفن کیا جائے گا۔ اور زندگی میں اگر وہ لوگ توبہ، تجدید ایمان اور بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح نہ کریں تو ان کے ساتھ مسلمانوں کو سلام وکلام نشست وبرخاست اور مسلمانوں کا سا برتاؤ ناجائز وحرام ہوگا۔ علاقہ کے سبھی مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ ان کا شدید مقاطعہ اور سخت بائیکاٹ کریں تاکہ وہ توبہ پر مجبور ہو جائیں فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ محمد قدرت اللہ الرضوی غفرلہ،
دارالافتاء فیض الرسول براؤں شریف
۲۲، شوال المکرم ۱۴۱۱ھ

مسئلہ :- از مکان ۱۲۶ محلہ اسلام پورہ مالیگاؤں ضلع ناسک

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان میں لفظ دشمن کا استعمال کرنا کیسا ہے اور لفظ دشمن کے معنی ومطلب کیا ہیں؟

(۲) کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کا دشمن ہوسکتا ہے؟ جواب صواب سے مرحمت فرمائیں۔

الجواب :- دشمنان دین کے مقابلہ میں لفظ دشمن کا اطلاق خدا پر ہوسکتا ہے دشمن کے لغوی معنیٰ یہ ہیں، مخالف، بیری، بدخواہ، حریف، رقیب۔ (فیروز اللغات ص۵۹۵) اول الذکر معنی لو لیتے ہوئے لفظ دشمن کے اطلاق میں شرعی جرم نہیں قرآن کریم میں ہے من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکئل فان اللہ عدو للکفرین (پ سورۂ بقرۃ) اس آیت کریمہ کا ترجمہ امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلحضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے کنزالایمان میں یوں کیا ہے جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل ومیکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم

کتبہ غلام عبدالقادر العلوی
۱۱ رجب، ۱۴۰۳ھ

Marfat.com

كِتَابُ الطَّهَارَة

وضو اور غسل کا بیان

مسئلہ۔ ازعبدالمبین نعمانی۔ ذاکر نگر۔ جمشید پور۔

عورتیں وضو میں سر کا مسح کس طرح کریں؟ کیا مردوں کی طرح یہ بھی گدی سے ہاتھ پیشانی پر واپس لائیں؟

الجواب وضو میں سر کے مسح کا مستحب طریقہ دو طرح ہے۔ اول یہ کہ پوری ہتھیلیاں انگلیوں کے سرے تک تر کر کے پھر انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کے سوا ایک ہاتھ کی باقی تین انگلیوں کا سرا دوسرے ہاتھ کی باقی تین انگلیوں کے سرے سے ملائے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھکر گدی تک مسح کرتا ہوا اس طرح لیجائے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتا ہوا آگے تک واپس لائے جیسا کہ جوہرہ نیرہ عنایہ اور کفایہ میں ہے واللفظ للکفایۃ کیفیتہ ان یضع من کل واحدۃ من الیدین ثلاث اصابع علی مقدم راسہ ولا یضع الابہام والمسبحۃ ویجافی کفیہ ویمدہما الی القفا ثم یضع کفیہ علی مؤخر راسہ ویمدہما الی المقدم اھ۔ فتاوی رضویہ میں مسح کے اس طریقہ کو بہتر فرمایا اور بہار شریعت میں اسی طریقہ کو بیان کیا گیا۔ اور مسح کا دوسرا مستحب طریقہ یہ ہے کہ سب انگلیاں سر کے حصے پر رکھے اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر اور ہاتھ جمائے ہوئے گدی تک کھینچا لے جائے بس جیسا کہ فتاوی قاضی خاں اور عالمگیری میں ہے واللفظ للہندیۃ یضع کفیہ واصابعہ علی مقدم راسہ ویمدہما الی قفاہ علی وجہ یستوعب جمیع الراس اھ۔ شرح نقایہ اور عمدۃ الرعایہ میں اسی دوسرے طریقہ پر جزم کیا اور فتاوی رضویہ میں فرمایا کہ سر کے مسح میں ادائے سنت کو یہ طریقہ بھی کافی ہے۔ ردالمحتار اور بحرالرائق میں ہے قال الزیلعی تکلموا فی کیفیۃ المسح والاظہر ان یضع کفیہ واصابعہ علی مقدم راسہ ویمدہما الی القفا علی وجہ یستوعب جمیع الراس اھ۔ طحطاوی علی المراقی میں فرمایا وقال الزاہدی

Marfat.com

هكذا روى عن ابى حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ اھ۔
لہٰذا عورتیں اور مرد بھی اگر پوری انگلیاں اور ہتھیلیاں سر کے اگلے حصے پر جماکر گدی تک لیجائیں اور پھر ہاتھ پیشانی پر واپس نہ لائیں تو ادائے مستحب کے لئے یہ طریقہ بھی کافی ہے۔ وهو تعالىٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ
جلال الدین احمد الامجدی
یکم شعبان المعظم ۹۹ھ

مسئولہ:۔ محمد عبداللطیف، رپن اسٹریٹ کلکتہ
زید تین مرتبہ کہنیوں سمیت ہاتھ دھونے کے بعد کہنیوں سے ہتھیلی تک پانی بہاتا ہے پھر تین مرتبہ چلو میں پانی لے کر کہنیوں تک بہاتا ہے تو اسطرح وضو کرنا کس قدر جائز یا ناجائز ہے؟ دلیل کے ساتھ فتویٰ عنایت فرمائیں۔

الجواب ـــــــ وضو میں جس عضو کو جہانتک دھونے کا حکم ہے اس مقدار کے ہر حصے پر ایک بار پانی بہانا فرض اور تین بار پانی بہانا سنت ہے خواہ تین بار پانی بہانے کے لئے کئی چلو پانی لینا پڑے یعنی تین چلو پانی لینا سنت نہیں بلکہ تین بار پانی بہانا سنت ہے جیساکہ درمختار میں ہے تثليث الغسل المستوعب ولا عبرة للغرفات اھ لہٰذا زید اگر کہنیوں سمیت ہاتھ کے ہر حصہ پر تین بار پانی بہانے کے بعد پھر کہنیوں سے ہتھیلیوں تک پانی بہاتا ہے تو اسراف وگناہ ہے لیکن اگر تین بار دھونے سے کہنیوں تک ہاتھ کے ہر حصہ پر تین بار پانی نہیں بہتا اسلئے پھر کہنیوں سے ہتھیلیوں تک بہاتا ہے تو کوئی گناہ نہیں کہ ہر حصہ پر تین بار پانی بہانے کے حکم پر عمل کرتا ہے مگر پھر تین مرتبہ چلو میں پانی لے کر کہنیوں تک بہانا ضرور اسراف وگناہ ہے بشرطیکہ تبرید یعنی ٹھنڈک پہونچانا مقصود نہ ہو۔ وهو تعالىٰ اعلم۔

کتبـــــــــــہ
جلال الدین احمد الامجدی
۹ رصفر المظفر ۱۳۹۹ھ

مسئلہ:۔ از حیدر علی متعلم دارالعلوم منظر اسلام التفات گنج ضلع فیض آباد۔
زید نے نماز جنازہ پڑھنے کے لئے وضو کیا اور اس کی نیت صرف نماز جنازہ پڑھنے کی تھی لیکن نماز جنازہ پڑھنے

Marfat.com

کے بعد اسی وضو سے نماز ظہر ادا کرلی تو اس کی نماز ظہر ادا ہوئی کہ نہیں ؟ یا اسے نماز ظہر ادا کرنے کے لئے دوسرا وضو کرنا چاہئے تھا ؟

الجواب ـــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب ـــــ زید نے جو وضو کہ صرف نماز جنازہ پڑھنے کی نیت سے کیا پھر اس وضو سے نماز ظہر پڑھی تو وہ ادا ہوگئی کسی دوسرے فرض یا سنت کو ادا کرنے کیلئے بلا ناقض وضو دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں ۔ مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ غیر ولی کو اگر نماز جنازہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو اجازت ہے کہ پانی پر قدرت کے باوجود تیمم کرکے نماز جنازہ میں شامل ہوجائے جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری ص۲۹ میں ہے یجوز التیمم اذا حضرتہ جنازۃ والولی غیرہ فخاف ان اشتغل بالطھارۃ ان تفوتہ الصلٰوۃ ولا یجوز للولی وھو الصحیح ۔ ھٰکذا فی الھدایۃ ۔ اس صورت میں تیمم کا جواز اس مجبوری کے سبب ہے کہ نماز جنازہ کی نہ قضا ہے نہ تکرار ۔ مگر اس تیمم سے نہ وہ دوسری نمازیں پڑھ سکتا ہے اور نہ کوئی ایسا کام کرسکتا ہے کہ جس کے لئے باوضو ہونا شرط ہے اس لئے کہ پانی پر قدرت کے باوجود ایک عذر خاص کے سبب تیمم کو جائز قرار دیا گیا ہے تو وہ نماز جنازہ ہی تک محدود رہیگا کہ دوسری نمازوں کے لئے وہ عذر نہ رہا ـــ مسئلہ تو صرف اسی قدر تھا مگر عوام نے اسے کچھ کا کچھ مشہور کردیا حالانکہ جو شخص پانی پر قادر نہ ہو اگر نماز جنازہ کے لئے تیمم کرے تو جب تک عذر باقی رہے گا وہ تیمم سب نمازوں کے لئے کافی ہوگا ۔ اور جب تیمم جو وضو کا خلیفہ ہے اس کے لئے یہ حکم ہے تو اگر نماز جنازہ کے لئے وضو کیا گیا جو اصل ہے تو وہ بدرجۂ اولٰی سب نمازوں کے لئے کافی ہوگا ۔ ھٰکذا فی الجزء الاول من الفتاوٰی الرضویۃ ۔ وھو تعالٰی اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد امجدی
۱۸ ذوالحجۃ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ : از ۔ محمد حنیف مدرسہ اسلامیہ جلال پور سکندرہ مدیا پور ۔ ضلع کان پور ۔

وضو کرنے کے بعد یا سنتیں پڑھنے کے بعد کبھی جمعہ کی نماز ختم ہونے کے بعد کبھی عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد منھ میں پاخانہ کی بو محسوس ہو اس وقت کیا کرنا چاہئے گاؤں میں جتنے کنویں ہیں ان میں تقریباً اسی طرح کا پانی ہوتا ہے کبھی حوضوں میں وضو کرنے کے بعد بو معلوم ہوتی ہے ۔ اور شہروں میں مساجد کے نلوں کا پانی کبھی نمکین ہوتا ہے جو پانی آج نمکین معلوم ہوتا ہے پہلے ایسا نہیں تھا بارہا کئی مہینہ پایا گیا مگر کبھی نمکین نہیں معلوم ہوا ؟

Marfat.com

الجواب ــــــــ بعون العزیز الملک الوھاب۔ ظاہر یہ ہے کہ پانی بدبودار نہیں ہے اسلئے کہ اگراس میں بدبو ہوتی تو وضو کرنے کے موقع پر خاص کر ناک میں پانی ڈالتے وقت ضرور محسوس ہوتی۔ غالباً جن لوگوں کے منہ میں نماز کے بعد پاخانہ کی بدبو محسوس ہوتی ہے ان کو پائیریا کی بیماری ہے کہ اس مرض کی زیادتی میں ایسی ہی بدبو محسوس ہوتی ہے۔ جس پانی میں پاخانہ کی بدبو ہو اس سے وضو وغیرہ ناجائز ہے اور نمکین پانی سے جائز ہے۔ درمختار مع شامی جلد اول ص۱۲۴ میں ہے ینجس الماء القلیل بتغیر احد اوصافہ من لون اوطعم اوریح بنجس اھ تلخیصاً۔ اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص۲۰ میں ہے لایجوز التوضؤ بماء الملح اذا ذھبت رقتہ وصار ثخینا فان بقیت رقتہ ولطافتہ جاز کذا فی فتاوی قاضی خاں ملخصاً۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبــــــــــہ جلال الدین احمد امجدی

۱۷؍ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ از محمد حنیف مدرسہ اسلامیہ جلال پور سکندرہ پوسٹ مدیا پور۔ ضلع کان پور

نابالغ یا بالغ طلبہ وطالبات کا کنواں یا نل سے بھرا ہوا پانی مدرس وضو، غسل، طہارت کے کام میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ اور مصلّی حضرات اس پانی سے جو اوپر لکھا گیا وضو، غسل وطہارت کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــ دوسروں کے نابالغ بچے خواہ طلبہ ہوں یا طالبات، ان کا کنویں یا نل سے بھرا ہوا پانی بلامعاوضہ مدرس اور مصلی حضرات کو وضو، غسل، اور طہارت وغیرہ کسی کام میں لانا جائز نہیں۔ بہار شریعت حصہ چہاردہم ۱۴ ص۶۷ میں ہے "بعض لوگ دوسرے کے بچے سے پانی بھرواکر پیتے یا وضو کرتے ہیں یا دوسری طرح استعمال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ اور درمختار مع شامی جلد چہارم ص۵۳۱ میں ہے لاتصح ھبۃ صغیر اھ۔ البتہ اپنے نابالغ لڑکے یا دوسرے کے بالغ لڑکا لڑکی کا بھرا ہوا پانی استعمال کرنا جائز ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبــــــــــہ جَلَالُ الدِّین اَحْمَدُ الْاَمْجَدِی

۱۰؍ ربیع النور ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

مسئلہ - از سمیع اللہ موضع جلالہ ضلع فتح پور۔
پاخانہ کے مقام سے اگر باریک کیڑا نکلا جو مثل چاول کے ہے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں ؟
الجواب پاخانہ کے مقام سے باریک کیڑا نکلنے کے سبب بھی وضو ٹوٹ جائے گا درمختار میں ہے ینقضہ خروج ریح اودودۃ اوحصاۃ من دبر اھ ملخصاً۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ رجادی الاخریٰ سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ - از محمد حنیف رضوی سنّی رضوی مسجد۔ آگرہ روڈ کرلا بمبئی۔
اگر اعضائے وضو یا غسل پر تیل لگا ہو تو طہارت حاصل ہوگی یا نہیں ؟
الجواب جب کہ عضو کے ہر حصہ پر پانی گزر جائے تو طہارت حاصل ہو جائے گی اگرچہ تیل کے سبب عضو پانی کو قبول نہ کرے جیساکہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی صـ۳۷ میں ہے اذا ادھن فامر الماء فلم یصل یجزی اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۸ ر ذوالقعدہ سنہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ - از غلام مرتضیٰ حشمتی خطیب مسجد گلشن بغداد۔ آزاد نگر گھاٹ کوپر بمبئی ۸۶
باوضو کا عضو بعد وضو کچھ یا زیادہ کٹ گیا مگر خون کچھ بھی نہ نکلا کیا دوبارہ وضو کرے یا عضو منقطعہ پر پانی بہانا کافی ہوگا۔؟
الجواب جبکہ کٹے ہوئے عضو سے خون کچھ بھی نہ نکلا تو دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں کما ھو الظاھر۔ اور کٹے ہوئے عضو پر پانی بہانا بھی لازم نہیں لان الغسل فی محلہ وقع طھارۃ حکمیۃ للبدن کلہ من الحدث لایختص بذلک المحل فلا یزول حکمہ بزوالہ کما ھو مصرح فی الکتب الفقھیۃ۔ اسی لئے وضو یا غسل کے بعد کسی نے اگر اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ کے کسی حصہ سے کچھ چمڑا کاٹ کر نکال لیا اور خون نہیں بہا تو اس حصہ

Marfat.com

پر پانی بہانا بھی ضروری نہیں جیسا حضرت علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں تنشر بعض جلد رجلہ او غیرھا من الاعضاء بعد الوضوء او الغسل لا تبطل طہارۃ ما تحت ذلک۔

(غنیہ ص۱۴۳) وھو اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مسئلہ: از ڈاکٹر شمشیر احمد انصاری محلہ کریم الدین پور گھوسی ضلع اعظم گڑھ

زید نے نجس کپڑا پہن کر غسل جنابت کیا اور غسل کے درمیان کپڑا تن سے جدا نہیں کیا اس کا غسل ہوا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیا علت ہے؟ حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کتب فقہ کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: نجس کپڑا پہن کر غسل کرنے کے بارے میں حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر غسل کرنے والے نے اپنے کپڑے پر بہت پانی ڈالا تو وہ پاک ہو جائے گا اور جب کپڑا پاک ہو جائے تو وہ صحت غسل کو مانع نہ ہوگا۔ فتح القدیر جلد اول ص۱۸۵ میں ہے قال ابو یوسف فی ازار الحمام اذا اصب علیہ ماء کثیر و ھو علیہ یطھر بلا عصر اس لئے کہ غسل میں بہت زیادہ پانی ڈالنا یقیناً تین بار دھونے اور نچوڑنے کے قائم مقام ہو جائے گا جیسا کہ بحر الرائق جلد اول ص۲۳۸ میں ہے لا یخفی ان الازار المذکور ان کان متنجسا فقد جعلوا الصب الکثیر بحیث یخرج ما اصاب الثوب من الماء و یخلفہ غیرہ ثلاثا قائما مقام العصر لیکن لوگ عموماً بہت زیادہ پانی نہیں ڈالتے جس سے نجاست اور پھیل جاتی ہے بلکہ ہاتھ میں نجاست لگ جاتی ہے پھر بے احتیاطی سے سارا بدن یہاں تک کہ برتن بھی نجس ہو جاتا ہے اس لئے پاک ہی کپڑا پہن کر غسل کرنا چاہئے اور یا تو محفوظ مقام پر ننگے نہانا چاہئے۔ ہاں اگر ندی وغیرہ میں غسل کرے۔ اور نجاست ایسی ہو کہ بغیر ملے زائل نہ ہو تو اسے مل کر دھوئے۔ اور اگر ایسی نہ ہو تو پانی کے دھکے اور بہاؤ سے کپڑا خود بخود پاک ہو جائے گا۔ شامی جلد اول ص۲۲۲ میں ہے الجریان بمنزلۃ التکرار والعصر ھو الصحیح سراج وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: از محمد یعقوب جمنی پوسٹ تلولی ضلع بستی — ہمبستری کے بعد غسل کیوں واجب ہوتا ہے جبکہ دوسری نجاستیں صرف مقام مخصوص کو دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ دلیل کے ساتھ تحریر فرمائیں؟

Marfat.com

الجواب :- قرآن مجید میں جنب کے متعلق مبالغہ کا صیغہ آیا ہے جیسا کہ پ ۶ رکوع ۶ میں ہے وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا اور اس میں طہارت کے لئے حکم کو وضو کی طرح بعض اعضاء کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا جس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ پورے بدن کی طہارت مطلوب ہے اور اس کی عقلی وجہیں تین ہیں۔ اول یہ کہ انزال منی کیساتھ قضائے شہوت میں ایسی لذت کا حصول ہوتا ہے کہ جس سے پورا بدن متمتع ہوتا ہے اس لئے اس نعمت کے شکریہ میں پورے بدن کے دھونے کا حکم ہوا۔ اسی سبب سے وجوب غسل کے لئے علی وجہ الدفق والشہوۃ کی قید ہے کہ بغیر ان کے لذت کا حصول نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس صورت میں وضو واجب ہوتا ہے نہ کہ غسل۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جنابت پورے بدن کی قوت سے حاصل ہوتی ہے اسی لئے اس کی زیادتی کا اثر پورے جسم سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا جنابت سے پورا بدن ظاہر و باطن بقدر امکان دھونے کا حکم ہوا اور یہ باتیں پیشاب وغیرہ میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ بارگاہ الٰہی میں حاضری کے لئے کمال نظافت چاہئے اور کمال نظافت پورے بدن کے غسل ہی سے حاصل ہوگا مگر پیشاب وغیرہ جس کا وقوع کثیر ہے اس میں خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بندوں کی آسانی کے لئے وضو کو غسل کے قائم مقام کر دیا اور جنابت کا وقوع چونکہ کم ہے اس لئے اس میں پورے بدن کا دھونا لازم قرار دیا گیا جیسا کہ تفسیر روح البیان جلد دوم ص۳۵۵ اور بدائع الصنائع جلد اول ص۳۶ میں ہے۔ انما وجب غسل جمیع البدن بخروج المنی ولم یجب بخروج البول والغائط وانما وجب غسل الاعضاء المخصوصة لا غیر بوجوه۔ احدها ان قضاء الشهوة بانزال المنی استمتاع بنعمة یظهر اثرها فی جمیع البدن وهو اللذة فامر بغسل جمیع البدن شکرا لهذه النعمة وهذا لا یتقرر فی البول والغائط۔ والثانی ان الجنابة تاخذ جمیع البدن ظاهره وباطنه لان الوطی الذی هو سببه لا یکون الا باستعمال لجمیع ما فی البدن من القوة حتی یضعف الانسان بالاکثار منه ویقوی بالامتناع فاذا اخذت الجنابة جمیع البدن الظاهر والباطن وجب غسل جمیع البدن الظاهر والباطن بقدر الامکان ولا کذلک الحدث فانه لا یاخذ الا الظاهر من الاطراف لان سببه یکون بظواهر الاطراف من الاکل والشرب ولا یکونان باستعمال جمیع البدن فاوجب غسل ظواهر الاطراف لا جمیع البدن والثالث ان غسل الکل او البعض وجب وسیلة الی الصلاة التی هی خدمة الرب سبحانه وتعالی والقیام بین یدیه وتعظیمه فیجب ان یکون المصلی علی اطهر الاحوال وانظفها لیکون اقرب الی التعظیم واکمل فی الخدمة وکمال النظافة یحصل بغسل جمیع البدن وهذا هو العزیمة فی الحدث ایضا الا ان ذلک مما یکثر وجوده فاکتفی فیه بالیسر النظافة وهی تنقیة الاطراف التی تنکشف کثیرا وتقع علیه الابصار ابدا واقیم ذلک مقام غسل کل البدن دفعا للحرج وتیسیرا وفضلا من الله ونعمة ولا حرج فی الجنابة لانها لا تکثر فبقی الامر فیها علی العزیمة۔ هذا ما عندی والعلم بالحق عند الله تعالیٰ ورسوله جل جلاله وصلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۹ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

مسئلہ:۔ از برکت علی رضوی، مسجد نواپارہ (راجم) ضلع رائے پور (ایم۔پی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آلہ تناسل فرج میں داخل کیا گیا اور غیبوبت حشفہ پایا گیا مگر درمیان میں کپڑا حائل تھا اور انزال نہیں ہوا تو غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ جبکہ آلۂ تناسل فرج میں داخل کیا گیا اور غیبوبت حشفہ پایا گیا تو اگرچہ کپڑا حائل ہو اور انزال ہونا معلوم نہ ہو احتیاطاً وجوب غسل کا حکم کیا جائے گا۔ اس لئے کہ نفس انزال آنکھوں سے دیکھا نہیں جاسکتا اور کبھی منی کی قلت کے سبب منزل کو انزال کا ادراک نہیں ہوتا تو دخول حشفہ ہی کو انزال کے قائم مقام قرار دیا جائے گا بشرطیکہ اس کی گرمی محسوس ہو۔ ہدایہ میں ہے لانه سبب الانزال ونفسه يتغيب عن بصره وقد يخفى عليه لقلته فيقام مقامه اور عنایہ میں ہے۔ نفس الانزال الذى ترتب عليه الغسل يتغيب عن بصر المنزل وقد يخفى الانزال لقلة المنى فيقام الالتقاء مقام الانزال اھ اور کفایہ میں ہے لانه سبب الانزال اذ الغالب فى مثله الانزال وهو مغيب عن بصره وربما يخفى عليه الانزال لقلته فاقيم السبب الظاهر وهو الالتقاء مقام الانزال۔ اور فتح القدیر میں ہے ربما يلتذ فينزل ويخفى۔ اور حاشیہ ہدایہ میں ملا الہداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب دخول حشفہ کو وجوب حد میں انزال کے قائم مقام کیا گیا تو وجوب غسل میں بدرجۂ اولیٰ انزال کے قائم مقام قرار دیا جائے گا۔ ان کی اصل عبارت یہ ہے لان هذا الفعل اقيم مقام الانزال فى حق وجوب الحد فلان يقوم فى الاغتسال اولى۔ اور الاشباہ والنظائر ص ۳۳۴ میں ہے لا فرق فى الايلاج بين ان يكون بحائل اولا لكن بشرط ان تصل الحرارة معه۔ وهو تعالىٰ اعلم۔

جلال الدین احمد الامجدی

کتبــــــــــہ

۸؍ ذی القعدہ ۹۸ھ

مسئلہ:۔ از چاند علی رضوی سنی نورانی مسجد سوریہ نگر وکرولی بمبئی ۸۳

زید نے اپنے ہاتھ سے منی نکالی تو اس پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟ اور روزہ کی حالت میں ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا یا نہیں؟

الجواب:۔ استمناء بالید یعنی جلق اور مشت زنی کے سبب اگر منی اپنی جگہ سے شہوت کیساتھ

Marfat.com

جدا ہوکر عضو سے نکلی تو غسل واجب ہے اور روزہ یاد ہوتے ہوئے اگر ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صہ۱۴ میں ہے المعانی الموجبة للغسل ثلاثة منها الجنابة وهی تثبت بسببين احدهما خروج المنی علی وجه الدفق والشهوة من غير ايلاج باللمس او النظر او الاحتلام او الاستمناء كذا فی محيط السرخسی تلخيصاً۔ اور عالمگیری کی اسی جلد کے صہ۱۹۱ میں ہے الصائم اذا عالج ذكره حتی امنی فعليه القضاء وهو المختار وبه قال عامة المشائخ كذا فی البحر الرائق۔ وهو تعالیٰ اعلم۔

کتبـــــــــــــــــــــــه جلال الدین احمد امجدی
۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

کوئیں کا بیان

مسئلہ:۔ از قاضی محمد الطیب الحق عثمانی قادری رضوی مصطفوی گونڈوی علاؤالدین پور سعداللہ نگر ضلع گونڈہ۔

۱ ـــــ ایک مسلمان بے نمازی جو چھوٹا استنجا پانی یا ڈھیلے سے نہیں کرتا ہے معمولی طور پر غسل کرکے یعنی ایک دو ڈول پانی سر پر ڈال کر استعمالی کپڑا پہنے ہوئے بغرض نکالنے ڈول کے کنویں میں داخل ہوا اور غوطہ لگایا اب اس کنویں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اگر اسی طرح کا فر کنویں میں گھسا تو کنواں پاک رہا یا ناپاک ہوگیا؟

۲ ـــــ جس شخص پر غسل فرض ہوا اور وہ بغیر غسل کئے کنویں میں داخل ہوگیا بغرض نکالنے ڈول کے تو اس کنویں کا کیا حکم ہے؟

۳ ـــــ ناپاک آدمی نے ڈول بھر کر سر پر ڈالا پھر دوسرا ڈول بھرنے میں کچھ قطرے اس کے بدن و کپڑے سے ٹپک کر کنویں میں گرے یا غسل کرنے میں چھینٹیں اڑ کر کنویں میں گریں تو کنواں نجس ہوگا یا نہیں؟

الجوابـــــــ: اگر یقینی طور پر معلوم تھا کہ کنویں میں داخل ہونے والے کے بدن یا کپڑے پر نجاست حقیقیہ تھی تو سب پانی نکالا جائے۔ اور اگر کسی چیز کا نجس ہونا یقینی طور پر معلوم نہیں جب بھی احتیاطی حکم یہی ہے کہ کل پانی نکالا جائے اس لئے کہ عوام جاہل بے نمازی اور کافر غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتے اور ان کا دو ایک ڈول سر پر ڈالنا عموماً طہارت کے لئے کافی نہیں ہوتا ھکذا فی الجزء الاول

Marfat.com

من الفتاویٰ الرضویۃ۔

۲ـــــ جس شخص پر غسل فرض ہوا اگر بلا ضرورت کنویں میں اترے اور اس کے بدن پر نجاست حقیقیہ نہ لگی ہو تو بیس ۲۰ ڈول نکالا جائے اور اگر ڈول نکالنے کے لئے اترا تو کچھ نہیں (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۰۸ و بہار شریعت ج ۲ ص ۵۲)

۳ـــــ غسل کرنے والے کے بدن یا کپڑے پر اگر کوئی نجاست حقیقیہ تھی اور اس کے پانی کی کوئی چھینٹ یا قطرہ کنویں میں گرا تو کل پانی ناپاک ہو جائے گا ورنہ مستعمل بھی نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مستعمل پانی اگر غیر مستعمل پانی میں پڑے تو اسی وقت مستعمل کرے گا جب کہ مقدار میں اس کے برابر یا اس سے زائد ہو جائے (فتاویٰ رضویہ) وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبـــــہ جلال الدین احمد امجدی
۲۳ر شوال ۱۳۹۰ھ

مسئلہ:۔ مسئولہ شاہ محمد۔ گورا۔ پوسٹ بھرا بازار بستی۔

ایک عورت حالت نفاس میں کنویں میں گر کر مر گئی گرنے کے بعد نکال دی گئی ایسی صورت میں کنویں کا پانی کس مقدار میں نکالا جائے جس سے کنواں پاک ہو جائے اور کنویں کا پانی بوجہ سوتا ہونے یکدم نکالنا دشوار ہے تو کس طریقے سے نکالا جائے؟

الجوابـــــ صورت مسئولہ میں کل پانی نکالا جائے اور اس قسم کے کنویں کے پانی نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس پانی کی گہرائی کسی لکڑی یا رسی سے صحیح طور پر ناپ لی جائے چند آدمی بہت پھرتی سے سو ۱۰۰ ڈول نکال ڈالیں پھر پانی ناپیں جتنا کم ہو اسی حساب سے پانی نکالیں کنواں پاک ہو جائے گا۔ وھو اعلم۔

کتبـــــہ بدر الدین احمد
۶ر رجب ۱۳۷۶ھ

تیمم کا بیان

مسئلہ:۔ از جمیل احمد سائکل مستری بہراج گنج۔ ضلع بستی۔

Marfat.com

ایک شخص کو غسل کی حاجت ہے۔ اتفاق سے اس کی آنکھ ایسے وقت کھلی جبکہ فجر کی نماز کا وقت بہت تنگ ہوگیا کہ اگر غسل کرے تو نماز قضا ہو جائے گی۔ تو کیا ایسا شخص غسل کا تیمم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے؟

الجواب ـــــ جبکہ نماز کا وقت اتنا تنگ ہوگیا کہ جلدی سے غسل کرکے نماز نہیں پڑھ سکتا تو اگر جسم پر کہیں نجاست لگی ہو تو اسے دھو کر غسل کا تیمم کرے اور وضو بنا کر نماز پڑھ لے پھر غسل کرے اور سورج بلند ہونے کے بعد نماز دوبارہ پڑھے۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد اول صـ۵۸۴ـ میں ہے۔ مگر یہ اس صورت میں ہے جب کہ کلی کرنے، ناک میں پانی ڈالنے اور سارے بدن پر پانی بہانے کے بعد دو رکعت فرض پڑھنے بھر کا بھی وقت نہیں ہے اور اگر اتنا وقت تو ہے لیکن صابن وغیرہ لگا کر اہتمام سے نہانے بھر کا وقت نہیں ہے تو فرض ہے کہ صابن وغیرہ کے بغیر غسل کرکے نماز پڑھے۔ اس صورت میں اگر تیمم کرکے نماز پڑھی تو سخت گنہگار ہوگا۔ کما ھو الظاھر۔

کتبـــــــه
جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ:۔ از۔ محمد حسن اشرفی مقام و پوسٹ سندھاوا ضلع راجکوٹ (گجرات)

اگر کسی نے اپنے گھر کو گوبر اور مٹی سے لیپا تو یہ لیپنا کیسا ہے؟ اور اس سے تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب ـــــ مٹی کے ساتھ گوبر ملا کر لیپنا جائز نہیں کہ وہ نجاست غلیظہ ہے۔ بہار شریعت حصہ دوم طبع لاہور صـ۹۸ـ پر ہے گائے بھینس کا گوبر اور بکری اونٹ کی مینگنی سب نجاست غلیظہ ہیں۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صـ۴۳ـ پر ہے اختاء البقر نجس نجاسة غليظة هكذا في فتاوىٰ قاضي خاں اور اس سے تیمم کرنا بھی جائز نہیں کہ تیمم کے لئے مٹی کا پاک ہونا ضروری ہے قال الله تعالیٰ فتيمموا صعيدًا طيبًا وهو سبحانه وتعالىٰ اعلم۔

کتبـــــــه
جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

معذور کا بیان

مسئلہ:۔ از صغیر احمد یوسف زئی۔ اسٹیشن ماسٹر موتی گنج۔ گونڈہ

Marfat.com

بکر جس کی عمر پچھتر سال ہے مفلوج بھی ہو گئے تھے جس کا اثر اب بھی ہے اب کچھ دنوں سے قطرہ قطرہ پیشاب ہر وقت آتا رہتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اپنی نماز کیسے ادا کرے؟

الجواب وہ شخص کہ جسے ہر وقت پیشاب کا قطرہ آنے کی بیماری ہے اگر نماز کا ایک وقت پورا ایسا گذر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا تو وہ معذور ہے اس کا حکم یہ ہے کہ فرض نماز کا وقت ہو جانے پر وضو کرے۔ اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھے اس وقت میں پیشاب کا قطرہ آنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا پھر اس فرض نماز کا وقت چلے جانے سے وضو ٹوٹ جائیگا۔ فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۳۸ میں ہے المستحاضة ومن به سلس البول او استطلاق البطن او انفلات الريح او رعاف دائم او جرح لا يرقأ يتوضؤن لوقت كل صلوٰة ويصلون بذلك الوضوء فی الوقت ماشاء وا من الفرائض والنوافل هكذا فی البحر ـ ويبطل الوضوء عند خروج الوقت المفروضة بالحدث السابق هكذا فی الهداية وهو الصحيح هكذا فی المحيط فی نواقض الوضوء۔ وهو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ از چاند علی رضوی سنی نورانی مسجد سوریا نگر وکرولی بمبئی ۸۳

خالدہ کو وزنی چیز اٹھانے یا چیخ کر بولنے اور شہوت کی بات ہونے سے پیشاب کے قطرے نکل آتے ہیں تو اس کے لئے نماز کی کیا صورت ہے۔؟

الجواب خالدہ کو چاہئے کہ لنگوٹ باندھے رہے اگر اس کے باوجود پیشاب کے قطرے نکلیں تو جو کپڑا پیشاب سے ناپاک ہو جائے اسے اتار کر پاک کپڑے کے ساتھ نماز پڑھے۔ وهو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

۲۰ رجمادی الاخری سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ از شکیل احمد خاں معرفت عبد الغنی اوشا انجینیرنگ جی۔ ٹی روڈ۔ درگاپور۔

زید ایک نمازی لڑکا ہے اور جوان بھی ہے اس کو قطرہ قطرہ منی ٹپکنے کی بیماری ہے جب وہ پیشاب کرنے

Marfat.com

جاتا ہے تو پیشاب کے بعد قطرہ ٹپک پڑتے ہیں اور ایسے بھی ٹپکتے ہیں۔ ایسی حالت میں بار بار کوئی بھی شخص دوسرا پاجامہ تبدیل نہیں کر سکتا ہے لہذا اس نے ایک ہاف پینٹ سلایا ہے جو پیشاب سے فارغ ہو کر اس کو پہن لیتا ہے ایسی صورت میں جو قطرے ہوتے ہیں وہ خالی کپڑے کے بنے ہوئے ہاف پینٹ میں جذب ہو جاتے ہیں اس طرح اوپر کی لنگی یا پاجامہ محفوظ رہتا ہے۔ تو کیا اس طرح اندر سے ہاف پینٹ پہن کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے؟ اگر ہاف پینٹ نہ پہنے تو نماز ہی میں قطرہ ٹپکنے کا ڈر رہتا ہے!

الجواب ـــــــ اگر کسی کپڑے میں ایک درہم سے زیادہ پیشاب یا منی لگ جائے تو اسے پہن کر نماز پڑھنے سے بالکل نہیں ہوگی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صـ۴۳ میں ہے اذا اصاب الثوب اکثر من قدر الدرہم یمنع جواز الصلاۃ کذا فی الکافی۔ لہذا اگر دوسرا پاک کپڑا پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے تو پاک کپڑا پہن کر نماز پڑھنا زید پر فرض ہے اور اگر جانتا ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے پھر درہم سے زیادہ نجس ہو جائیگا تو اس نجس کپڑے کے ساتھ پڑھ لے نماز ہو جائے گی فتاویٰ عالمگیری جلد اول صـ۳۹ میں ہے ان کان بحال لو غسلہ یتنجس ثانیا قبل الفراغ من الصلاۃ جاز ان لا یغسلہ وصلی قبل ان یغسلہ والا فلا ھذا ھو المختار ھکذا فی المضمرات۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ از میرپور پوسٹ قیصر گنج ضلع بہرائچ شریف مرسلہ محمود علی محمد صدیق محمد نذیر

زید کے کپڑے پر اگر ایک دن سے لے کر سات سال کا لڑکا پیشاب کر دے تو بغیر صاف کئے اس کپڑے کو پہن کر وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــ لڑکا یا لڑکی خواہ ایک روز کے ہوں یا سات سال کے ان کے پیشاب نجاست غلیظہ ہیں کہ اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائیں تو ان کا پاک کرنا فرض ہے بغیر پاک کئے نماز پڑھائی تو امام و مقتدی کسی کی نماز نہیں ہوگی۔ اور قصداً پڑھائی تو گناہ بھی ہوا۔ اور اگر بہ نیت استخفاف ہے تو کفر ہوا اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے بے پاک کئے نماز پڑھائی تو مکروہ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کو امام و مقتدی دونوں پر اعادہ واجب ہے اور قصداً پڑھائی تو گنہگار بھی ہوا اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے بے پاک کئے نماز ہو گئی مگر خلاف سنت ہوئی

Marfat.com

ایسی نماز کا اعادہ بہتر ہے ھکذا فی بہار الشریعۃ لصدر الشریعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

کتبــــــہ جلال الدین احمد امجدی
۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

بَابُ الاوقَاتُ

نماز کے وقتوں کا بیان

مسئلہ: ۔ محمد صابر خان پرنس ٹیلر متصل گنا دفتر اسٹیشن روڈ بلرام پور گونڈہ۔

(۱) زید کا کہنا ہے کہ نماز عشاء تہائی رات کے بعد تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے مگر بعض اکابر حضرات علماء کرام و مشائخ عظام کو شروع وقت میں ادا کرتے دیکھا گیا استفسار پر معلوم ہوا کہ عوام خاص طور پر سردیوں میں لحاف میں گھس جانے کے بعد لحاف چھوڑ کر وضو کرنے اور مسجد جانے کی مشقت مشکل سے اٹھا پائیں گے اس طرح بعض کی جماعت جائیگی اور بعض کی تو نمازیں ہی جاتی رہیں گی اس اندیشہ کے پیش نظر بغرض حفاظت جماعت و فرض تسہیلاً للمسلمین ویسروا ولا تعسروا کو مدنظر رکھتے ہوئے شروع وقت ہی میں جبکہ عشاء کا وقت ہو جائے تو جماعت قائم کرنا نماز عشاء ادا کرنا فی الجملۃ مستحب کہا جا سکتا ہے اور حدیث ما رواہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن کے تحت حسن بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ علماء و مشائخ کا نظراً الی تکاسل العوام مسجدوں میں سنن و نوافل کا ادا فرمانا۔ بکر کہتا ہے کوئی بھی ہو کچھ بھی کہے سب بیکار و بکواس ہے مستحب جو ہے وہی ہے اس کے خلاف کو مستحب کہنا اور سمجھنا سراسر جہالت اور انتہائی بیوقوفی کی باتیں ہیں۔ ایسی صورت میں زید بکر کے بارے میں کیا حکم ہے اور کون حق پر ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: نماز عشاء میں تہائی رات تک تاخیر کو فقہائے کرام نے ضرور مستحب فرمایا ہے اسلئے

Marfat.com

کہ بخاری و مسلم کی حدیث ہے یستحب ان یؤخر العشاء یعنی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں تاخیر کو پسند فرماتے اور ایک روایت میں ہے لا یبالی بتاخیر العشاء الی ثلث اللیل یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشاء کی نماز کو تہائی رات تک پڑھنے میں کوئی تامل نہ فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۶۰) اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے اس وقت تشریف لائے جب کہ تہائی رات گذر چکی تھی اور صحابہ کرام بہت پہلے سے بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے تو حضور نے فرمایا لولا ان یثقل علی امتی لصلیت بھم ھذہ الساعۃ یعنی اگر میری امت پر گراں نہ گذرتا تو میں ان کو عشاء کی نماز تہائی رات ہی میں پڑھاتا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۶۱) اور احمد ترمذی، ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا، لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یؤخر العشاء الی ثلث اللیل او نصفہ یعنی اگر اپنی امت پر مجھے شاق گذرنے کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز تہائی یا آدھی رات تک پڑھا کریں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۶۱) امام ترمذی نے فرمایا حدیث ابی ھریرۃ حدیث حسن صحیح وھو الذی اختارہ اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والتابعین،، یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسی کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ و تابعین کے اکثر علماء نے اختیار فرمایا ہے (ترمذی شریف جلد اول ص۲۳) اور حضرت سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں،، ورد فی التاخیر اخبار کثیرۃ صحاح وھو مذھب اکثر اھل العلم من الصحابۃ والتابعین،، یعنی عشاء کی نماز کے مؤخر کرنے کے بارے میں بہت سی صحیح حدیثیں مروی ہیں اور یہی صحابہ و تابعین کے اکثر علماء کا مذہب ہے (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۹۹) ظاہر ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کے علمائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عشاء کی نماز کو تہائی رات ہی میں پڑھنے کو پسند فرمایا کہ عبادات الٰہی میں مشقت زیادتی ثواب کا باعث ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں،، تاخیر نماز عشاء مستحب ست بجہت حصول تعب و مشقت در عبادت حق،، یعنی خدائے تعالیٰ کی عبادت میں کلفت و مشقت حاصل ہونے کے لئے عشاء کی نماز میں تاخیر مستحب ہے (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۳۰۱) اسی لئے نماز عشاء میں تہائی رات تک تاخیر کو مستحب فرمایا گیا تسہیلاً للمسلمین اور یسروا و لا تعسروا کے پیش نظر اسے واجب نہیں قرار دیا گیا اور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم، صحابہ کرام، تابعین عظام اور فقہائے اسلام نے تہائی رات میں عشاء کی نماز کو پسند فرماتے ہوئے اسے مستحب قرار دیا تو ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ

Marfat.com

حسن کے تحت ان حضرات کی پسند پر آج کے مسلمانوں کی پسند کو ترجیح دے کر ہر حالت میں اول وقت میں پڑھنے کو حسن نہیں قرار دیا جا سکتا جس مسئلہ میں کوئی روایت منقول نہ ہو صرف اسی میں مسلمانوں کی پسند کو حسن قرار دیا جائیگا۔ پھر بعض فقہائے کرام تہائی رات تک مؤخر کرنے کو مطلق رکھا یعنی سردی اور گرمی کی کوئی تفصیل نہیں بیان کی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۴۸ میں ہے یستحب تاخیر العشاء الی ثلث اللیل اھ تلخیصا مگر بعض حدیثوں میں چونکہ سردی اور گرمی کے موسم کا حکم الگ الگ ہے اس لئے بہت سے فقہائے کرام نے صرف سردی میں تہائی رات تک مؤخر کرنے کو مستحب فرمایا اور گرمیوں میں تعجیل ہی کو مستحب فرمایا جیسا کہ فقیہ النفس حضرت قاضی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں یعجل العشاء فی الصیف یؤخر فی الشتاء الی ثلث اللیل۔ لقولہ علیہ السلام لمعاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخر العشاء فی الشتاء فان اللیل فیہ طویل وعجل فی الصیف فان اللیل فیہ قصیر ھذا اذا کانت السماء مصحیۃ فان کانت متغیمۃ یعجل اھ ملخصًا یعنی گرمیوں میں عشاء کی نماز جلدی پڑھی جائے اور جاڑوں میں تہائی رات تک مؤخر کیا جائے اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ سردی میں عشاء کی نماز مؤخر کرو اس لئے کہ رات اس موسم میں بڑی ہوتی ہے اور گرمیوں میں عشاء کی نماز کے لئے جلدی کرو کہ اس موسم میں رات چھوٹی ہوتی ہے اور یہ حکم صرف اس صورت میں ہے جبکہ آسمان صاف ہو اور اگر ابر آلود ہو تو ہر موسم میں عشاء کی نماز کے لئے جلدی کی جائے۔ اور حضرت سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں یستحب تاخیر صلاۃ العشاء الی ثلث اللیل قیدہ فی الخانیۃ والتحفۃ والمحیط الرضوی والبدائع بالشتاء اما بالصیف فیستحب التعجیل نھر لئلا تقل الجماعۃ لقصر اللیل فیہ اھ یعنی عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے اس حکم کو خانیہ، تحفہ، محیط رضوی اور بدائع میں صرف جاڑے کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے اور گرمیوں میں جلد پڑھنے کو مستحب قرار دیا ہے تاکہ جماعت کم نہ ہو اس لئے کہ اس موسم میں رات چھوٹی ہوتی ہے (طحطاوی علی مراقی صفحہ ۹۹) حدیث شریف اور فقہائے کرام کی مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ سردی کے سبب عشاء کی نماز میں تعجیل کو مستحب نہیں قرار دیا جائے گا گرمیوں میں دن بڑے ہونے اور رات کے چھوٹی ہونے کے سبب یا بارش کی وجہ سے البتہ تعجیل مستحب ہے پھر زمانۂ سابق میں سردی سے بچنے کے لئے لوگوں کے پاس سامان کم تھے اس کے باوجود حضور سردی میں تاخیر کو پسند فرمایا تو آج جب کہ لوگوں کے پاس سردی سے بچاؤ کے سامان زیادہ ہیں سردی میں تعجیل کو کیوں کر مستحب قرار دیا جا سکتا ہے بلکہ آج کل عام شہروں، قصبوں یہاں تک کہ

Marfat.com

بعض دیہاتوں میں بھی روشنی کی سہولتوں اور ہوٹلوں وغیرہ کے سبب تہائی رات کے بعد بھی کافی چہل پہل اور لوگوں کی آمد رفت رہتی ہے لہٰذا کچھ کاہلوں کے سبب ہر موسم میں تعجیل کو مستحب قرار نہیں دیا جا سکتا کہ سردی میں رات بڑی ہونے کے سبب بعد نماز لوگ دنیاوی باتوں میں مصروف ہونگے جس کی حدیث شریف میں ممانعت ہے ہاں اگر کسی گاؤں کے لوگ عام طور پر اول وقت کھاپی کر سونے کے عادی ہوں اور تہائی رات تک عشاء کے مؤخر کرنے میں اکثر لوگوں کی جماعت ترک ہوجاتی ہو تو خاص کر اس صورت میں تعجیل کو مستحب ضرور قرار دیا جائے گا جیسا کہ طحطاوی کی تعلیل لئلا تقل الجماعة سے ظاہر ہے۔ وهو تعالیٰ اعلم

کتبــــــــه جلال الدین احمد امجدی
۱۸ر جمادی الاخری سنہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ:۔ از ابوالکلام احمد کسم کھور۔ ضلع فرخ آباد۔

مجھ سے ایک بزرگ نے صلوٰۃ الاولیا پڑھنے کو فرمایا تھا صرف صبح کا نام لیا تھا میں تفصیلی طور پر ان سے یہ دریافت نہ کر سکا کہ صبح کو کس وقت، صبح صادق سے پہلے یا بعد میں پڑھی جائے اس لئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ صبح صادق کے بعد فجر کی نماز سے پیشتر اگر پڑھی جائے تو کیا حرج ہے اس لئے کہ صبح صادق سے قبل ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے تفصیلی طور پر ارشاد فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجوابـــــــــ: صلاۃ الاولیا نماز نفل ہے اور صورت مستفسرہ میں نفل نماز رات میں صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے پڑھ سکتے ہیں پھر بعد طلوع فجر طلوع آفتاب تک سوائے دو رکعت سنت فجر کے اور کوئی نفل نماز تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو وغیرہ جائز نہیں (بہار شریعت) اور فتاوی عالمگیری میں ہے یکرہ فیه التطوع باکثر من سنة الفجر۔ وهو تعالیٰ اعلم۔

کتبــــــــه جلال الدین احمد امجدی
۲۴ر ربیع الاول سنہ ۹۷ھ

مسئلہ:۔ از قاضی نہال الدین مقیم بارک پار ضلع بستی

(۱) مغرب کی نماز میں دوسرے نمازیوں کے وضو کے انتظار میں دیر کرنا صحیح و درست ہے یا نہیں؟
عشاء کے پہلے سونے سے عشاء کا وقت ختم ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجوابـــــــــ: جماعت کے آدمی موجود ہونے پر وقت مستحب سے زیادہ انتظار کی ضرورت نہیں

Marfat.com

بلکہ بعض دوسرے مقتدیوں کو گراں گذرے تو انتظار منع ہے اور مغرب میں تاخیر کرنی مکروہ ہے پھر جتنی تاخیر ہوگی کراہت بڑھتی جائیگی لہٰذا ایسی صورت میں جماعت کے آدمی موجود ہونے پر دوسرے بعض نمازیوں کے لئے انتظار کرنا اور جماعت کو مؤخر کرنا جائز نہیں حتی کہ اگر خود جماعت تاخیر سے ہونے والی ہو تو تنہا نماز پڑھے اور تاخیر کی کراہت سے بچے ھکذا فی الفتاوی۔ (۲) مغرب کا وقت ختم ہو جانے کے بعد صبح صادق کے پہلے تک عشاء کا وقت ہے۔ لہٰذا اس درمیان میں جب بھی نماز پڑھے خواہ سو کر یا بغیر سوئے نماز ادا ہو جائے گی ہاں نماز عشاء پڑھنے سے پہلے سونا مکروہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کان یکرہ النوم قبلھا والحدیث بعدھا (متفق علیہ مشکوۃ شریف) سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عشاء پڑھنے سے پہلے سونا اور عشاء پڑھنے کے بعد بات چیت کرنا مکروہ ناپسند فرماتے تھے۔ پھر دوسری حدیث حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متن سے مروی ہے آپ نے فرمایا فمن نام فلا نامت عینہ فمن نام فلا نامت عینہ فمن نام فلا نامت عینہ (رواہ مالک عن عمر بن الخطاب مشکوۃ شریف) یعنی جو شخص عشاء پڑھنے سے پہلے سوئے تو اس کی آنکھیں نہ سوئیں جو سو جائے تو اس کی آنکھیں نہ سوئیں جو سو جائے تو اس کی آنکھیں نہ سوئیں" حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی غضب میں یہ دعا فرمائی کہ ایسے شخص کو آرام و سکون نصیب نہ ہو۔ بزرگوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عشاء پڑھنے سے پہلے سونا تنگی رزق اور افلاس پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سو کر دینی اور دنیاوی نعمتوں سے محروم نہ ہوں۔ وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
محمد نعیم الدین عفی عنہ
۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۸۱ھ

مسئلہ ۔ از محمد فیروز عبد الجبار گمان اسٹرڈم (ہالینڈ)

سال گذشتہ ہم نے کوشش کر کے حضرت علامہ مفتی سید محمد افضل حسین صاحب فیصل آباد پاکستان کے ذریعہ اور دیگر علماء متبحرین کی نگرانی میں اسٹرڈم (ہالینڈ) کا نقشہ اوقات الصلاۃ تیار کرایا تھا۔ شائع ہونے کے بعد گرمی کے چند ایام جن میں حنفیہ کے نزدیک عشاء کا وقت نہیں ہوتا اس کے بارے میں یہاں کچھ انتشار پیدا ہو گیا ہے۔ مسلمانوں میں انتشار اور فتنہ و فساد کو دفع کرنے کے لئے جن ایام میں شفق ابیض غروب نہیں ہوتی کیا اگر صرف

Marfat.com

شفق احمر کے غروب کا ثبوت مل جائے تو صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے نماز عشار ادا کی جاسکتی ہے ؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــ غروب شفق احمر کے بعد شفق ابیض میں عشار کی نماز اگرچہ صاحبین کے قول پر ہو جائے گی لیکن امام مذہب حنفیہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جمہور مشائخ مذہب کے نزدیک اس صورت میں عشار کی فرض نماز ذمہ سے ساقط نہ ہوگی پڑھی بے پڑھی برابر رہے گی اور بعد میں پڑھنے سے سب کے نزدیک متفقہ طور پر ہو جائے گی فتاویٰ قاضی خاں میں ہے اول وقت العشاء حین یغیب الشفق لاخلاف فیہ وانما اختلفوا فی الشفق قال ابویوسف ومحمد والشافعی رحمہم اللہ تعالیٰ ھی الحمرۃ وقال ابوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ھو البیاض المعترض الذی یلی الحمرۃ حتی لوصلی العشاء بعد ماغابت الحمرۃ ولم یغب البیاض المعترض الذی یکون بعد الحمرۃ لاتجوز عندہ۔ اور پھر ائمۂ مذہب حنفیہ میں کسی امام سے یہ منقول نہیں کہ بلغاریہ اور لندن وغیرہ میں جبکہ شفق ابیض غروب نہ ہو تو صاحبین کے قول پر اسی میں نماز عشار پڑھ لی جائے لہٰذا حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب جو احتیاط پر مبنی ہے اسی کو اختیار کیا جائے اور اسی پر عمل کیا جائے جیساکہ در مختار و رد المحتار کے حوالے سے حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قول امام کو اختیار کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ جن شہروں میں عشار کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع ہو جائے (جیسے بلغاریہ و لندن کہ ان جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشار کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں سکنڈوں اور منٹوں کے لئے ہوتا ہے) تو وہاں والوں کو چاہئے کہ ان دنوں کی عشار اور وتر کی قضا پڑھیں۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص۱۹) ھٰذا ما ظہر لی وھو اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۵ جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

بَابُ الاذانِ وَالاقَامَة

اذان اور اقامت کا بیان

مسئلہ : از سید شاہ محمد حسنی حسینی چشتی القادری ۱۵۱ صوفیہ اسٹریٹ گنٹکل (اے پی)

یہاں چند مخلفانہ خیالات رکھنے والے مسلمان بھائی اعتراضات کرتے ہیں کہ قبل اذان اور قبل اقامت بلند آواز سے درود شریف پڑھنا اور پڑھکر اذان و اقامت دینا درست نہیں۔ مگر مسجد میں روزانہ بلند آواز سے درود شریف پڑھکر میک میں اذان دی جاتی ہے اور پست آواز سے درود شریف پڑھکر اقامت کہی جاتی ہے اس کو روکنے کیلئے روزانہ تحقیقات مخالفانہ مسلمان بھائی کر رہے ہیں۔ امید رکھتا ہوں براہ کرم اس کا جواب عنایت فرماکر مشکور فرمائیں گے۔

الجواب بعون الملک الوھاب۔ اذان و اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنا جائز ہے مگر درود شریف پڑھنے کے بعد قدرے ٹھہر جائے پھر اذان و اقامت پڑھے تاکہ دونوں کے درمیان فصل ہو جائے یا درود شریف کی آواز اذان و اقامت کی آواز سے پست رہے تاکہ امتیاز رہے۔ بلکہ علمائے کرام کثرہم اللہ تعالیٰ نے اقامت سے پہلے اور اس قسم کے دوسرے مواقع میں درود شریف پڑھنے کو مستحب قرار دیا ہے جیساکہ ردالمحتار جلد اول ص۳۴۸ مطبوعہ دیوبند میں ہے نص العلماء علی استحبابھا فی مواضع یوم الجمعۃ ولیلتھا وزید یوم السبت والاحد والخمیس لما ورد فی کل من الثلاثۃ وعند الصباح والمساء وعند دخول المسجد والخروج منہ وعند زیارۃ قبرہ الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعند الصفا والمروۃ وفی خطبۃ الجمعۃ وغیرھا وعقب اجابۃ المؤذن وعند الاقامۃ واول الدعاء واوسطہ وآخرہ وعقب دعاء القنوت وعند الفراغ من التلبیۃ و عند الاجتماع والافتراق وعند الوضوء وعند طنین الاذان وعند نسیان الشیء وعند الوعظ ونشر العلوم وعند قراءۃ الحدیث ابتداء وانتھاء وعند کتابۃ السوال

Marfat.com

والفتیا ولکل مصنف ودارس ومدرس وخطیب وخاطب ومتزوج ومزوج و فی الرسائل وبین یدی سائر الامور المهمۃ ومتد ذکر وسماع اسمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوکتابتہ عند من لا یقول بوجوبہا کذا فی شرح الفاسی علی دلائل الخیرات ملخصًا وغالبہا منصوص علیہ فی کتبنا اھ۔ اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "درود شریف قبل اقامت پڑھنے میں حرج نہیں مگر اقامت سے فصل چاہئے یا درود شریف کی آواز آواز اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے (فتاوی رضویہ جلد دوم باب الاذان والاقامۃ ص۳۹۵ مطبوعہ لائل پور) اگر مخالفین اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے عہد میں اذان واقامت سے پہلے درود شریف نہیں پڑھا جاتا تھا تو مخالفین سے کہئے کہ مسلمان بچوں کو جو ایمان مجمل اور ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے۔ ایمان کی یہ دو قسمیں اور ان کے یہ دونوں نام بدعت ہیں۔ کلموں کی تعداد ان کی ترتیب اور ان کے نام سب بدعت ہیں۔ قرآن شریف کا تیس۳۰ پارہ بنانا، ان میں رکوع قائم کرنا، اس پر اعراب یعنی زبر زیر وغیرہ لگانا اور آیتوں کا نمبر لگانا سب بدعت ہے، حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا، حدیث کی قسمیں بنانا پھر ان کے احکام مقرر کرنا سب بدعت ہیں، اصولِ حدیث اصولِ فقہ کے سارے قاعدے قانون سب بدعت ہیں۔ نماز کیلئے زبان سے نیت کرنا یہ بھی بدعت ہے۔ روزہ کی نیت اس طرح زبان سے کہنا نویت ان اصوم غدًا للہ تعالٰی اور افطار کے وقت ان الفاظ کو زبان سے کہنا اللّٰھم لک صمت وبک اٰمنت وعلیک توکلت وعلی رزقک افطرت یہ دونوں بدعت ہیں اور خطبہ کی اذان داخل مسجد کہنا یہ بھی بدعت ہے حدیث کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف جلد اول ص۱۶۲ میں ہے عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر۔ یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے زمانہ میں۔ اذان واقامت سے پہلے درود شریف پڑھنے کی مخالفت کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ ان بدعتوں کی بھی مخالفت کریں۔ مگر وہ لوگ ان بدعتوں کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ جس سے انبیائے کرام و بزرگان دین کی عظمت ظاہر ہو صرف اسی کی مخالفت کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کی بات نہ سنیں کہ عظمت نبی کا دشمن ابلیس جنت سے نکال دیا گیا اور یہ لوگ عظمت نبی کی مخالفت کرکے جنت میں جانے کا خواب دیکھتے ہیں خدائے تعالٰی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔ وھو تعالٰی اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۳ رجمادی الاخری ۱۴۰۰ھ

Marfat.com

مسئلہ:۔ از شوکت علی موضع پوریہ پوسٹ دیوا کل پور ضلع بستی۔

ہندہ نماز کے لئے مسجد میں اذان دیتی ہے تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب: نماز کے لئے ہندہ کی اذان صحیح نہیں اور جائز بھی نہیں کہ عورت کو آواز بلند کرنا حرام ہے اور جو نمازیں اس کی اذان پر پڑھی گئیں وہ نمازیں بغیر اذان پڑھی گئیں ردالمحتار جلد اول ص۲۵۰ میں ہے اما النساء فیکرہ لھن الاذان وکذا الاقامۃ لما روی عن انس وابن عمر من کراھتھما لھن ولان مبنی حالھن علی الستر ورفع صوتھن حرام اھ۔ اور طحطاوی علی مراقی ص۱۰۸ میں ہے قال فی السراج اذا صلوا بعید وا اذان المراۃ فکانھم صلوا بغیر اذان وجزم بہ فی البحر والنھر اھ۔ وھو تعالٰی اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ از زکی الدین پڑری ضلع بستی

نابالغ لڑکے کی اذان درست ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: نابالغ لڑکا اگر سمجھدار ہے تو اس کی اذان درست ہے۔ بہار شریعت میں ہے کہ بچہ والا بچہ، غلام، اندھے اور ولدالزنا کی اذان صحیح ہے اھ۔ درمختار میں ہے ویجوز بلا کراھۃ اذان صبی مراھق اھ۔ ردالمحتار میں ہے المراد بہ العاقل وان لم یراھق کما ھو ظاھر البحر وغیرہ اھ۔ اور فتاوی عالمگیری میں ہے اذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراھۃ فی ظاھر الروایۃ ولکن اذان البالغ افضل اھ۔ یعنی ظاہر روایت میں سمجھدار بچہ کی اذان بلا کراہت درست ہے لیکن بالغ کا اذان پڑھنا افضل ہے اور اگر لڑکا سمجھدار نہیں تو اس کی اذان درست نہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے اذان الصبی الذی لا یعقل لا یجوز ویعاد وکذا المجنون ھکذا فی النہایۃ۔ اور سمجھدار بچہ کی پہچان یہ ہے کہ لوگ اس کی اذان کو اذان سمجھیں کھیل نہ سمجھیں۔ واللہ تعالٰی ورسولہ الاعلٰی اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی

Marfat.com

مسئلہ: از غلام جیلانی خلیل آباد ضلع بستی۔

کیا فرماتے ہیں حضرت مفتی صاحب قبلہ اس مسئلہ میں کہ آپ کی تصنیف انوار الحدیث ص ۱۱۹ میں درمختار اور بہارِ شریعت کے حوالے سے تحریر ہے کہ فاسق کی اذان کا اعادہ کرے اور حضرت مفتی اعظم ہند بریلی شریف نے فتاوی مصطفویہ ص ۵۵ میں عالمگیری کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ فاسق کی اذان کا اعادہ نہیں۔ تو اس کے بارے میں تحقیقی جواب تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب فقہائے کرام نے بالاتفاق فاسق کی اذان کو مکروہ فرمایا ہے تنویر الابصار اور درمختار میں ہے یکرہ اذان جنب وامرأۃ وفاسق ولو عالما اھ یعنی جنب، عورت اور فاسق کی اذان مکروہ ہے اگرچہ وہ عالم ہو۔ اور کنزالدقائق و بحرالرائق میں ہے کرہ اذان الجنب والمرأۃ والفاسق اھ تلخیصا یعنی جنب، عورت اور فاسق کی اذان مکروہ ہے اور فتح القدیر جلد اول ص ۲۱۶ میں ہے صرحوا بکراھۃ اذان الفاسق من غیر تقیید بکونہ عالما اوغیرہ اھ یعنی عالم غیر عالم کی قید کے بغیر اذانِ فاسق کے مکروہ ہونے کی فقہائے کرام نے تصریح فرمائی ہے۔ پھر چونکہ اذان شعائر اسلام ہے اور فاسق کی اذان سے بھی اقامت شعار کا مقصد حاصل ہے اس لئے بعض فقہائے کرام نے فرمایا کہ فاسق کی اذان صحیح ہے۔ مگر اذان کا مقصود اصل چونکہ دخول وقت کا اعلام ہے اور فاسق کی خبر دیانات میں معتبر نہیں اس لئے بعض فقہائے کرام نے فرمایا کہ فاسق کی اذان صحیح نہیں۔ درمختار میں ہے جزم المصنف بعدم صحۃ اذان مجنون ومعتوہ وصبی لایعقل قلت وفاسق لعدم قبول قولہ فی الدیانات اھ۔ یعنی تنویر الابصار کے مصنف نے مجنون، معتوہ اور ناسمجھ بچے کی اذان کے صحیح نہ ہونے پر جزم کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ فاسق کی اذان بھی صحیح نہیں اسلئے کہ اس کا قول دیانات میں قابل قبول نہیں۔ اور بحرالرائق جلد اول ص ۲۶۴ میں ہے اذان الفاسق والمرأۃ والجنب صحیح اھ یعنی فاسق کی اور عورت کی اور جُنب کی اذان صحیح ہے مگر پھر اسی صفحہ پر چند سطر بعد فرمایا کہ چونکہ فاسق کا قول اور اس کی خبر امور دینیہ میں قابل قبول نہیں اس لئے مناسب ہے کہ فاسق کی اذان صحیح نہ ہو۔ بحرالرائق کے اصل الفاظ یہ ہیں ینبغی ان لایصح اذان الفاسق بالنسبۃ الی قبول خبرہ والاعتماد علیہ لماقدمناہ انہ لایقبل قولہ فی الامور الدینیۃ اھ۔ اور علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منحۃ الخالق حاشیہ بحرالرائق میں تحریر فرمایا قولہ ینبغی ان لایصح اذان الفاسق الخ کذا فی النھر ایضا وظاھرہ انہ یعاد وقد صرح فی معراج الدرایۃ عن المجتبیٰ انہ یکرہ

Marfat.com

ولا یعاد وکذا نقله بعض الافاضل عن الفتاوی الهندیة عن الذخیرة لکن فی القهستانی اعلم ان اعادة اذان الجنب والمرأة والمجنون والسکران والصبی والفاجر والراکب والقاعد والماشی والمنحرف عن القبلة واجبة لانه غیر معتد به وقیل مستحبة فانه معتد به الا انه ناقص وهو الاصح کما فی التمرتاشی اھ۔ فقد صرح باعادة اذان الفاجر ای الفاسق لکن فی کون اذانه معتدا به نظر لما ذکر الشارح من عدم قبول قوله فحینئذ العلم بدخول الاوقات ومثله المجنون والسکران والصبی فالمناسب ان لا یعتد باذانهم اصلا اھ۔ یعنی صاحب بحر الرائق کا قول مناسب یہ ہے کہ فاسق کی اذان صحیح نہ ہو تو ایسا ہی نہر میں بھی ہے اور اس کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ فاسق کی اذان لوٹائی جائے اور معراج الدرایہ میں مجتبیٰ سے تصریح ہے کہ مکروہ ہے مگر لوٹائی نہ جائے اسی طرح بعض افاضل نے فتاویٰ هندیہ یعنی عالمگیری سے نقل کیا ہے جس میں ذخیرہ سے ہے لیکن قہستانی میں ہے کہ جنب، عورت، مجنون، نشہ والا، بچہ، فاسق، سوار اور بیٹھکر اذان پڑھنے والا، چلتے ہوئے اور قبلہ سے انحراف کے ساتھ اذان کہنے والا ان سب کی اذان کا اعادہ واجب ہے اور بعض لوگوں نے فرمایا کہ مستحب ہے اس لئے کہ اذان ہوجاتی ہے مگر ناقص ہوتی ہے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ تمرتاشی میں ہے۔ تو ہم یہ کہتے ہیں جبکہ فاجر یعنی فاسق کی اذان کے اعادہ کی تصریح ہے تو اس کی اذان کو مان لینا یہ محل نظر ہے۔ اس سبب سے کہ جس کو شارح نے ذکر کیا یعنی اس کے قول کا قابل قبول نہ ہونا لہٰذا اس کی اذان سے دخول اوقات کے علم کا فائدہ نہیں حاصل ہوگا اور اس کے مثل مجنون، نشہ والا اور بچہ ہے تو مناسب یہ ہے کہ ان میں سے کسی کی اذان کو ہرگز نہ مانا جائے انتہیٰ۔ اور رد المحتار جلد اول ص۲۶۳ میں تحریر فرمایا حاصله انه یصح اذان الفاسق وان لم یحصل به الاعلام اھ۔ یعنی اختلاف کا خلاصہ یہ ہے کہ فاسق کی اذان صحیح ہوجاتی ہے اگرچہ اس سے اعلام نہیں حاصل ہوتا۔ لہٰذا صحیح ہوجانے کے سبب اس کی اذان کا اعادہ واجب نہیں اور چونکہ اس سے اعلام حاصل نہیں ہوتا اور پھر حدیث شریف میں ہے یؤذن لکم خیارکم اس لئے فاسق کی اذان کا اعادہ مستحب ہے۔ فتح القدیر جلد اول ص۲۲۰ اور بحر الرائق جلد اول ص۲۶۳ میں ہے صرح بکراهة اذان الفاسق ولا یعاد فالاعادة فیه لیقع علی وجه السنة اھ۔ یعنی اذان فاسق کے مکروہ ہونے کی تصریح ہے اور اعادہ (واجب) نہیں مگر اس کا اعادہ کرنا چاہئے تاکہ اذان مسنون طریقہ پر ہوجائے۔ لہٰذا حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ فاسق کی اذان مکروہ ہے مگر دے تو ہوجائے گی عالمگیری میں ہے یکرہ اذان الفاسق ولا یعاد۔ اس کا

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ فاسق اذان نہ کہے کہ اس کی اذان مکروہ ہے اور کہہ دے تو ہو جائے گی اعادہ واجب نہیں۔ اور انوار الحدیث میں جو درمختار اور بہار شریعت کے حوالے سے ہے کہ فاسق کی اذان کا اعادہ کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اعادہ مستحب ومندوب ہے اور اعادہ واجب نہ ہو مگر مستحب ومندوب ہو اس میں تعارض نہیں۔ فتاوی رضویہ جلد دوم مطبوعہ لائل پور ص۳۸۵ میں ہے فاسق کی اذان اگرچہ شعار کا کام دے مگر اعلام کہ اس کا بڑا کام ہے اس سے حاصل نہیں ہوتا نہ فاسق کی اذان پر وقت روزہ ونماز میں اعتماد جائز۔ ولہذا مندوب ہے کہ اگر فاسق نے اذان دی ہو تو اس پر قناعت نہ کریں بلکہ دوبارہ مسلمان متقی پھر اذان دے انتہی بالفاظہ۔ اور ردالمحتار جلد اول ص۲۶۴ میں ہے المقصود الاصلی من الاذان فی الشرع الاعلام بدخول اوقات الصلاۃ ثم صار من شعائر الاسلام فی کل بلدۃ او ناحیۃ من البلاد الواسعۃ فمن حیث الاعلام بدخول الوقت و قبول قولہ لابد من الاسلام والعقل والبلوغ والعدالۃ فاذا اتصف المؤذن بھٰذہ الصفات یصح اذانہ والا فلا یصح من حیث الاعتماد علیہ واما من حیث اقامۃ الشعار النافیۃ للاثم عن اھل البلدۃ فیصح اذان الکل سوی الصبی الذی لا یعقل فیعاد اذان الکل ندبا علی الاصح اھ۔ وھو تعالٰی اعلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۲ر صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

مسئلہ :- از سید محمد منظور عالم مسجد و محلہ کوٹھیا باغ شہر لکھیم پور کھیری (یوپی)

(۱) اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکلنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) تکبیر کے وقت بات کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اقامت شروع ہونے سے قبل کھڑا ہونا سنت ہے یا حی علی الصلوۃ پر؟ زید لوگوں کو یہ بتلاتا ہے کہ تکبیر شروع ہونے سے قبل کھڑا ہونا خلاف سنت ہے بلکہ حی علی الصلوۃ پر کھڑا ہونا چاہئے اور یہی سنت رسول ہے لیکن کچھ لوگ اس فعل کو بدعت قرار دے رہے ہیں اور گمراہی بتاتے ہیں سب کتابوں کے حوالے سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب ـــــ (۱) جس شخص نے نماز نہ پڑھی ہو اسے اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں اسلئے کہ ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من ادرک الاذان فی المسجد

Marfat.com

ثم خرج لم يخرج لحاجته وهو لا يريد الرجوع فهو منافق. یعنی اذان کے بعد جو شخص مسجد سے چلا گیا اور کسی حاجت کے لئے نہیں گیا اور نہ واپس ہونے کا ارادہ ہے تو وہ منافق ہے۔ لیکن جو شخص کسی دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہو مثلاً امام یا مؤذن وغیرہ کہ اس کے ہونے سے لوگ ہوتے ہیں ورنہ متفرق ہو جاتے ہیں ایسے شخص کو اجازت ہے کہ اذان ہونے کے بعد اپنی مسجد کو چلا جائے اگرچہ یہاں اقامت بھی شروع ہو گئی ہو تنویر الابصار اور درمختار شامی ج ۱ ص ۴۷۹ میں ہے۔ کرہ تحریما خروج من لم یصل من مسجد اذن فیہ الا ان ینتظر بہ امر جماعۃ اخری او کان الخروج لمسجد حیہ ولم یصلوا فیہ ملخصاً۔ اور اگر ظہر یا عشاء کی نماز تنہا پڑھ چکا ہے تو اقامت شروع ہونے سے پہلے جا سکتا ہے اور جب اقامت شروع ہو گئی تو بہ نیت نفل جماعت میں شریک ہو جائے اور عصر و مغرب و فجر میں مسجد سے چلا جائے، فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۲ میں ہے۔ ان کان قد صلی مرۃ ففی العشاء والظہر لا باس بالخروج مالم یاخذ المؤذن فی الاقامۃ فان اخذ فی الاقامۃ لم یخرج حتی قضاھما تطوعاً وفی العصر والمغرب والفجر یخرج۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) تکبیر کے وقت بات کرنا جائز نہیں بہار شریعت ج ۳ ص ۳۶ میں فتاوی رضویہ سے ہے کہ جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے اور حدیث شریف میں اقامت کو اذان کہا گیا ہے اسلئے کہ وہ بھی نماز کے اعلام کے لئے ہے اور گفتگو کی آواز اعلام میں مخل ہوگی۔ وھو اعلم۔

(۳) تکبیر کے وقت بیٹھنے کا حکم ہے کھڑا رہنا مکروہ و منع ہے۔ پھر جب تکبیر کہنے والا حی علی الفلاح پر پہونچے تو اٹھنا چاہئے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص ۵۳ میں مضمرات سے ہے۔ اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح۔ یعنی اگر کوئی شخص تکبیر کے وقت آیا تو اسے کھڑا ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور جب مکبر حی علی الفلاح پر پہونچے تو اس وقت کھڑا ہو اور شامی جلد اول ص ۲۶۸ مطبوعہ دیوبند میں ہے یکرہ لہ الانتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح۔ یعنی کھڑا ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے۔ لہٰذا بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو اٹھے اور مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول ص ۱۳۶ میں لکھتے ہیں اذا دخل المسجد یکرہ لہ الانتظار الصلوۃ قائماً بل یجلس فی موضع ثم یقوم عند حی علی الفلاح وبہ صرح فی جامع المضمرات۔ یعنی جو شخص مسجد کے اندر داخل ہوا سے

Marfat.com

کھڑے ہوکر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ کسی جگہ بیٹھ جائے پھر حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہو اس کی تصریح جامع المضمرات میں ہے۔ اور علامہ سید احمد طحطاوی اپنی مشہور کتاب طحطاوی علی مراقی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ ودخل رجل فی المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائما فانہ مکروہ کما فی المضمرات۔ قہستانی ویفھم منہ کراھۃ القیام ابتداء الاقامۃ والناس عنہ غافلون۔ یعنی جب مکبر تکبیر کہنے لگے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے کھڑے ہوکر انتظار نہ کرے اس لئے کہ تکبیر کے وقت کھڑے رہنا مکروہ ہے جیساکہ مضمرات قہستانی میں ہے اور اس حکم سے سمجھا جاتا ہے کہ شروع اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ اور حدیث شریف کی مشہور کتاب موطا امام محمد باب تسویۃ الصف صفحہ ۸۸ میں ہے قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوۃ فیصفوا ویسووا الصفوف۔ یعنی محرر مذہب حنفی حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکبیر کہنے والا جب حی علی الفلاح پر پہونچے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ نماز کیلئے کھڑے ہوں اور پھر صف بندی کرتے ہوئے صفوں کو سیدھی کریں۔ حدیث وفقہ کی مذکورہ بالا عبارتوں سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ مقتدیوں کو اقامت کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے اور یہی حکم امام کے لئے بھی ہے تفصیل کے لئے ہمارا رسالہ اذان مسئلے کا محققانہ فیصلہ دیکھئے مگر نہ معلوم کیوں وہابی دیوبندی اس مسئلہ میں عمل کرنے والوں سے جھگڑتے اور اس کو بدعت قرار دیتے ہیں حالانکہ ان کے پیشواؤں نے اردو کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں بھی اس مسئلہ کو اسی طرح لکھا ہے مفتاح الجنۃ صفحہ ۳۳ میں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی کرامت علی جونپوری نے لکھا ہے کہ جب اقامت میں حی علی الصلوۃ کہے تب امام اور سب لوگ کھڑے ہو جائیں اور راہ نجات صفحہ ۱۷ میں ہے کہ حی علی الصلوۃ کے وقت امام اٹھے۔ لوگوں کا اب بھی اس مسئلہ کی مخالفت کرنا کھلی ہوئی ہٹ دھرمی ہے۔ خدائے تعالیٰ انھیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲ رشعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

مسئلہ ۔ از سید محمد اختر چشتی آستانۂ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف۔ ضلع اٹاوہ

کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی خود اذان پڑھی ہے؟ اگر پڑھی ہے تو اسی طرح جیسے کہ اور لوگ پڑھتے

Marfat.com

ہیں یا اس میں کسی قسم کی تبدیلی کے ساتھ ؟ مدلل جواب تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔

الجواب — حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار سفر میں ظہر کی اذان پڑھی ہے اور اشھد ان محمداً رسول اللہ کی بجائے آپ نے اشھد انی رسول اللہ پڑھا۔ درمختار مع شامی جلد اول ص۲۶۸ میں ہے فی الضیاء انہ علیہ السلام اذن فی سفر بنفسہ واقام وصلی الظہر وقد حققناہ فی الخزائن۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان جد الممتار جلد اول ص۲۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ عن التحفۃ للامام ابن حجر مکی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذن مرۃ فی سفر فقال فی تشھدہ اشھد انی رسول اللہ وقد اشار ابن حجر الی صحتہ اھ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ:۔ از محمد صفی اللہ ابوالعلائی گدی۔ سی کولیری ضلع ہزاری باغ۔ بہار

اذان و جماعت کے درمیان الصّلاۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ حوالے کے ساتھ تحریر فرمائیں۔ ایک مؤذن صلاۃ پکاری تو لوگوں نے اسے نکال دیا تو کیا اس بات پر مؤذن کو نکالنے والے لوگ حق بجانب ہیں؟

الجواب — اذان و جماعت کے درمیان الصّلاۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ پکارنا جائز و مستحسن ہے۔ اسے اصطلاح شرع میں تثویب کہتے ہیں اور تثویب کو فقہائے کرام نے نماز مغرب کے علاوہ باقی نمازوں کے لئے مستحسن قرار دیا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۵۳ میں ہے التثویب حسن عند المتاخرین فی کل صلاۃ الا فی المغرب ھکذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم وھو رجوع المؤذن الی الاعلام بالصلاۃ بین الاذان والاقامۃ۔ وتثویب کل بلد ما تعارفوہ اما بالتنحنح او بالصلاۃ الصلاۃ او قامت قامت لانہ للمبالغۃ فی الاعلام وانما یحصل ذلک بما تعارفوہ کذا فی الکافی۔ یعنی نماز مغرب کے علاوہ ہر نماز میں علمائے متاخرین کے نزدیک تثویب مستحسن ہے ایسا ہی شیخ ابوالمکارم کی شرح النقایہ میں ہے۔ اور تثویب یہ ہے کہ اذان و اقامت کے درمیان مؤذن نماز کا دوبارہ اعلان کرے۔ اور ہر شہر کی تثویب وہ ہے جو شہر والوں میں متعارف ہو کھنکارنا یا

Marfat.com

صلاۃ صلاۃ پکارنا یا قامت قامت کہنا۔ اسلئے کہ تثویب اعلان نماز میں مبالغہ کے لئے ہے اور وہ اسی چیز سے حاصل ہوگا جو لوگوں میں متعارف ہوا ایسا ہی کافی میں ہے۔ اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صہ ۴۱۸ میں تحریر فرماتے ہیں واستحسن المتاخرون التثويب في الصلوات كلها۔ یعنی ہر نماز کے لئے تثویب کو متاخرین علماء نے مستحسن قرار دیا ہے۔ اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے ويثوب بعد الاذان في جميع الاوقات لظهور التواني في الامور الدينية في الاصح وتثويب كل بلد بحسب ما تعارفه اهلها۔ یعنی صحیح مذہب یہ ہے کہ اذان کے بعد ہر وقت میں تثویب کہی جائے اس لئے کہ دینی کاموں میں لوگوں کی سستی ظاہر ہے۔ اور ہر شہر کی تثویب شہر والوں کے عرف کے لحاظ سے ہے۔ فقہائے کرام کی ان تصریحات سے واضح ہوگیا کہ اذان وجماعت کے درمیان مؤذن کا نماز کے لئے دوبارہ اعلان کرنا جائز و مستحسن ہے۔ اور ہر شہر میں ان کلمات کے ساتھ پکارا جائے جن سے شہر والے سمجھ لیں کہ یہ نماز کا دوبارہ اعلان ہے۔ اور آج کل عام شہروں میں الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور اسی طرح کے دوسرے کلمات سے لوگ نماز کا دوبارہ اعلان سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ایسے کلمات کا اذان وجماعت کے درمیان پکارنا جائز و مستحسن ہے جو آٹھویں صدی ہجری کی بہترین ایجاد ہے جیسا کہ درمختار مع ردالمحتار جلد اول صہ ۲۶۳ میں ہے التسليم بعد الاذان حدث في ربيع الآخر سنة سبع مائة واحدى وثمانين وهو بدعة حسنة اھ تلخيصاً۔ یعنی اذان [illegible] الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا ماہ ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں جاری ہوا اور یہ بدعت حسنہ ہے۔ اور بدعت [illegible] کی مخالفت کرنے والا گمراہ نہیں تو جاہل اور جاہل نہیں تو گمراہ ضرور ہیں کہ قرآن کریم کا تیس پارہ بنانا، ان میں رکوع قائم کرنا، اس پر اعراب یعنی زبر زیر وغیرہ لگانا، حدیث شریف کو کتابی شکل میں جمع کرنا، قرآن وحدیث سمجھنے کے لئے علم نحو و صرف سیکھنا اور فقہ و علم کلام کی تدوین یہ سب بدعت حسنہ ہیں جن کی مخالفت جاہل یا گمراہ کے سوا کوئی تیسرا نہیں کرسکتا۔ لہٰذا صلاۃ پکارنے کے سبب مؤذن کو نکالنے والے ظالم و جفاکار اور حق العبد میں گرفتار ہیں۔ وهو تعالى اعلم بالصواب

كتبـــــــه جلال الدين احمد الامجدى
۲ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ از۔ محمد شوکت علی صدر بزم قادری موضع کھیریا۔ وارانسی۔

اقامت کے وقت امام اور مقتدی سب بیٹھے رہتے ہیں اور حی علی الفلاح پر اٹھتے ہیں جس کا بعض لوگ انکار

Marfat.com

کرتے ہیں۔ ایک مفتی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ شروع تکبیر میں کھڑا رہنا چاہیئے ورنہ صفیں کس طرح درست ہوں گی اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا رواجی لکھا ہے۔ تو صحیح مسئلہ کیا ہے بحوالہ تحریر فرمائیں۔

الجواب اقامت کے وقت امام اور مقتدی سب کو بیٹھے رہنے کا حکم ہے۔ کھڑا رہنا مکروہ و منع ہے پھر جب اقامت کہنے والا حی علی الفلاح پر پہونچے تو اٹھیں اور صفوں کو درست کریں جیسا کہ فقہائے کرام اور شارحین حدیث کے اقوال سے ثابت ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۵۳ میں مضمرات سے ہے اذا دخل الرجل عند الاقامة یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح یعنی اگر کوئی شخص تکبیر کے وقت آیا تو اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور جب مکبر حی علی الفلاح پر پہونچے تو اس وقت کھڑا ہو۔ اور درمختار میں ہے دخل المسجد والمؤذن یقیم قعد یعنی جو شخص تکبیر کہے جانے کے وقت مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے اسی عبارت کے تحت شامی جلد اول ص۲۶۸ میں ہے یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح یعنی اس لئے کہ کھڑا ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو اٹھے۔ اور مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی ص۱۳۶ میں لکھتے ہیں اذا دخل المسجد یکرہ لہ انتظار الصلوۃ قائما بل یجلس موضعا ثم یقوم عند حی علی الفلاح یعنی جو شخص مسجد میں داخل ہو اسے کھڑے ہوکر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ کسی جگہ بیٹھ جائے پھر حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہو اور طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح مطبوعہ قسطنطنیہ ص۱۵۱ میں ہے اذا اخذ المؤذن فی الاقامة ودخل رجل المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائما فانہ مکروہ کما فی المضمرات قہستانی ویفہم منہ کراھة القیام ابتداء الاقامة والناس عنہ غافلون۔ یعنی مکبر جب اقامت کہنے لگے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے کھڑے ہوکر انتظار نہ کرے اس لئے کہ تکبیر کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات قہستانی میں ہے اور اس حکم سے سمجھا جاتا ہے کہ شروع اقامت میں کھڑا ہوجانا مکروہ ہے۔ اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ لہٰذا جو لوگ مسجد میں موجود ہیں اقامت کے وقت بیٹھے رہیں اور جب مکبر حی علی الفلاح پر پہونچے تو اٹھیں اور یہی حکم امام کے لئے بھی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۵۳ میں ہے یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة وھو الصحیح۔ یعنی علمائے ثلثہ حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک امام و مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب اقامت کہنے والا

Marfat.com

حی علی الفلاح کہے اور یہی صحیح ہے اور درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۳۲۲ میں ہے والقیام لامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح یعنی امام ومقتدی کا حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونا سنت مستحب ہے۔ اور شرح وقایہ مجیدی جلد اول صفحہ ۱۳۷ میں ہے یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ یعنی امام ومقتدی حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں۔ اور مراقی الفلاح میں ہے قیام القوم والامام ان کان حاضرا بقرب المحراب حین قیل ای وقت قول المقیم حی علی الفلاح یعنی امام اگر محراب کے پاس حاضر ہو تو امام اور مقتدی کا مکبر کے حی علی الفلاح کہتے وقت کھڑا ہونا نماز کے آداب میں سے ہے۔ اور حدیث شریف کی مشہور کتاب مؤطا امام محمد باب "تسویۃ الصف" صفحہ ۸۸ میں ہے قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقیموا الی الصلوٰۃ فیصفوا ویسووا الصفوف یعنی محرر مذہب حنفی حضرت امام محمد شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تکبیر کہنے والا جب حی علی الفلاح پر پہونچے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ نماز کے لئے کھڑے ہوں اور پھر صف بندی کرتے ہوئے صفوں کو سیدھی کریں۔ اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی "مالابد منہ" صفحہ ۲۴ میں تحریر فرماتے ہیں "نزد حی علی الصلاۃ امام برخیزد" یعنی امام حی علی الفلاح کے وقت اٹھے ان تمام حوالہ جات سے واضح ہوگیا کہ امام ومقتدی جو لوگ مسجد میں موجود ہیں سب اقامت کے وقت بیٹھے رہیں جب مکبر حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح پر پہونچے تو اٹھیں۔ لہٰذا جس مفتی نے یہ فتویٰ دیا کہ شروع تکبیر میں کھڑا رہنا چاہئے اور یہ لکھا کہ حی علی الصلاۃ پر کھڑا ہونا رواجی ہے وہ نام کا مفتی ہے حقیقت میں مفتی نہیں ہے ورنہ یہ مسئلہ جبکہ فقہ کی تمام کتابوں میں مذکور ہے اسے ضرور خبر ہوتی۔ دیوبندی جو عام طور پر اس مسئلہ کی مخالفت کرتے ہیں ان کے پیشوا مولوی کرامت علی جونپوری نے اپنی کتاب مفتاح الجنہ صفحہ ۳۳ پر لکھا کہ جب اقامت میں حی علی الصلاۃ کہے تب امام اور سب لوگ کھڑے ہوجائیں یہانتک کہ دیوبندیوں کی کتاب راہ نجات صفحہ ۱۴ میں ہے کہ حی علی الصلاۃ کے وقت امام اٹھے۔ رہا یہ سوال کہ صفیں کب درست ہوں گی تو اس کا جواب حدیث شریف کی کتاب مؤطا امام محمد کے حوالہ میں اوپر گذرا کہ حی علی الصلاۃ پر کھڑے ہونے کے بعد صفیں سیدھی کریں اس مسئلہ پر مزید حوالہ جاننے کے لئے ہمارا رسالہ "محققانہ فیصلہ" پڑھیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

مسئلہ: ۔ از سید نذیر احمد رفاعی شاہ نور (کرناٹک)

مفتی اسلام حضرت علامہ جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی مدظلہ العالی! السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ استقامت ڈائجسٹ پانچویں سال کے تیسرے شمارے میں اقامت کے بعد صفوں کی درستگی کا اہتمام ثابت کرنے کے بارے میں آپ نے ابوداؤد شریف کی ایک حدیث لکھی ہے جو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر تحریمہ کہتے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا تو حضور نے فرمایا خدا کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھی کرو۔ حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں خرج یوما فقام حتی کاد ان یکبر فرای رجلا بادیا صدرہ من الصف فقال عباد اللہ لتسون صفوفکم (مشکوٰۃ شریف ص۹۷) تکبیر کے وقت حی علی الصلاۃ۔ حی علی الفلاح پر اٹھنے اور صفوں کی درستگی کے بعد امام کے تکبیر تحریمہ کہنے کے مسئلے میں حضرت کے مفصل مضمون سے ہم لوگ خوب مطمئن ہو گئے تھے۔ لیکن ایک شخص کہتا ہے کہ حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر کہی جائے آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا جیسا کہ مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول ص۲۴۰ مطبوعہ کراچی پاکستان میں ہے۔ اور اسی مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اول ص۲۴۳ میں دوسری حدیث شریف یوں ہے فاذا استوینا کبر۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب صفیں درست ہو جاتیں تو تکبیر کہی جاتی۔ تو ان احادیث کریمہ سے اقامت کے بعد صفوں کی درستگی کا اہتمام نہیں ثابت ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے اور صفیں درست ہو جاتیں اس کے بعد تکبیر کہی جاتی۔ شخص مذکور نے حدیثوں کا ترجمہ دکھا کر ہمیں شبہ میں ڈال دیا لہٰذا حضرت اس اعتراض کا اطمینان بخش جواب استقامت ڈائجسٹ میں شائع فرما دیں تاکہ شبہ دور ہو جائے عین کرم ہوگا۔

الجواب ـــــــ پہلی حدیث مذکور ابوداؤد شریف کی نہیں ہے بلکہ مسلم شریف کی ہے۔ کتاب کا نام نقل کرنے میں غلطی ہوگئی ہے تصحیح کرلیں۔ اقامت کے بعد بھی صفوں کی درستگی کے اہتمام میں آپ کو اس لئے شبہ پیدا ہوا کہ مخالف نے اپنا غلط مسئلہ صحیح ثابت کرنے کے لئے حدیث شریف کا ترجمہ بدل دیا ہے۔ اور ان لوگوں نے اپنے غلط عقائد و نظریات کو ثابت کرنے کے لئے نہ معلوم کتنی آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ بدل کر لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ان دو وال حضرات کو ان کے ترجموں کے مطالعہ سے بچنا لازم ہے۔ حدیثوں کے صحیح ترجمہ کے لئے ہماری کتاب انوار الحدیث کو پڑھیں جس میں ۵۵۴ حدیثیں اصل عربی متن کے ساتھ درج ہیں اور خاص کر مشکوٰۃ شریف کی حدیثوں کا

Marfat.com

صحیح ترجمہ اور مفہوم سمجھنا چاہیں تو حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف مرآۃ المناجیح کا مطالعہ کریں۔ مخالف نے فقام حتی کادان یکبر کا جو یہ ترجمہ کیا ہے کہ "حضور نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر کہی جائے،، اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور پہلے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اس کے بعد تکبیر کہی جاتی تھی۔ تو یہ ترجمہ غلط ہے اور صحیح ترجمہ یہ ہے کہ حضور نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر تحریمہ کہتے جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ترجمہ کیا ای قارب ان یکبر تکبیرۃ الاحرام۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں ترجمہ کیا "تا آنکہ نزدیک بود کہ تکبیر برآورد برائے احرام"۔ مگر چونکہ صحیح ترجمہ سے مخالف کے نظریہ کی تائید نہیں ہوتی تھی اس لئے اس نے حدیث کا ترجمہ بدل دیا۔ اسی طرح مخالف نے دوسری حدیث فاذا استوینا کبر کا جو یہ ترجمہ کیا ہے کہ "جب صفیں درست ہو جاتیں تو تکبیر کہی جاتی،، اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ صحابۂ کرام پہلے صفیں درست کر لیتے تھے اس کے بعد تکبیر کہی جاتی تھی۔ تو یہ بھی غلط ہے اور صحیح ترجمہ یہ ہے کہ جب صفیں درست ہو جاتیں تو حضور تکبیر تحریمہ کہتے جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقاۃ میں تحریر فرمایا فاذا استوینا کبر ای الاحرام قال ابن الملک یدل علی ان السنۃ للامام ان یسوی الصفوف ثم یکبر اھ یعنی جب صحابۂ کرام کی صفیں سیدھی ہو جاتیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بعد تکبیر تحریمہ کہتے ابن الملک نے فرمایا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ امام کے لئے سنت یہ ہے کہ پہلے وہ صفوں کو درست کرے پھر اس کے بعد تکبیر تحریمہ کہے۔ اور شیخ محقق نے اشعۃ اللمعات میں فاذا استوینا کبر کا یہ ترجمہ فرمایا۔ پس چوں برابر می شدیم و خوب می استادیم در نماز تکبیر برآورد برائے احرام،، یعنی جب صحابۂ کرام خوب برابر سیدھے کھڑے ہو جاتے تو حضور تکبیر تحریمہ کہتے۔ مگر اس حدیث شریف کے صحیح ترجمہ سے بھی مخالف کا نظریہ ثابت نہیں ہوتا تھا اس لئے اس نے حدیث شریف کا ترجمہ ہی بدل ڈالا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

صحیح ترجمہ سے خوب واضح ہو گیا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اقامت کے بعد صفوں کی درستگی کا اہتمام فرماتے تھے اور تا وقتیکہ صفیں خوب سیدھی نہ ہو جاتیں تکبیر تحریمہ نہیں کہتے تھے۔ وھو تعالیٰ وسبحانہ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۳؍ شعبان المعظم ۹۹ھ

مسئلہ: از شمیم احمد نرسا پٹی ضلع دھنباد۔

Marfat.com

تکبیر کے وقت مقتدیوں کو کھڑا رہنا چاہئے یا حی علی الصلاۃ پر کھڑا ہو اس کے بارے میں کیا حکم ہے مع حوالہ کے جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب ــــــ بعون الملک الوھاب تکبیر کے وقت مقتدیوں کو بیٹھا رہنا چاہئے پھر جب حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح پر پہونچے تو اٹھنا چاہئے حدیث شریف کی مشہور کتاب موطا امام محمد باب تسویۃ الصف ص۸۸ میں ہے قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلاۃ فیصفوا ویسووا الصفوف یعنی مرد مذہب حنفی حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تکبیر کہنے والا جب حی علی الفلاح پر پہونچے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ نماز کے لئے کھڑے ہوں اور پھر صف بندی کرتے ہوئے صفوں کو سیدھی کریں اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے دخل المسجد وھو یقیم یقعد ولا یقف قائما الی وقت الشروع اھ یعنی اقامت کے وقت جو شخص مسجد میں داخل ہو وہ بیٹھ جائے نماز کے شروع ہونے تک کھڑا نہ رہے۔ اور طحطاوی علی مراقی ص۱۵۱ میں ہے اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ ودخل رجل المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائما فانہ مکروہ کما فی المضمرات قھستانی ویفھم منہ کراھۃ القیام ابتداء الاقامۃ والناس عنہ غافلون یعنی مکبر جب تکبیر کہنے لگے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے اس لئے کہ تکبیر کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات قہستانی میں ہے اور اس حکم سے سمجھا گیا کہ شروع اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں ـــــ لہٰذا جو لوگ مسجد میں موجود ہیں تکبیر کے وقت بیٹھے رہیں اور جب مکبر حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح پر پہونچے تو اٹھیں اور یہی حکم امام کے لئے بھی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری، درمختار اور شرح وقایہ وغیرہ میں ہے۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۸ر شوال المکرم ۹۹ھ

مسئلہ: ـ منجانب محمد ادریس حنفی لکھنوی اشوک نگر۔ لکھنؤ

بخدمت اقدس حضرت مولانا جلال الدین احمد الامجدی زاد مجدکم مفتی فیض الرسول براؤں شریف بستی۔

السلام علیکم! مخدومنا!

Marfat.com

بے حد مشکور ہوں کہ جناب نے سنیوں کے مشہور مجلہ "استقامت" جنوری ۱۹۷۹ء میں اذان جمعہ اقامت اذان خطبہ جمعہ تثویب اور دیگر مسائل پر سیر حاصل معلومات یکجا کر کے ہر عامی و خاصی کو اہم معلومات بہم پہونچا دیں۔ یہ مسائل ایسے تھے کہ جن پر فریق مخالف کا عمل دوسرے طریقے پر ہے اور وہ اکثر ان موضوعات کو زیر بحث لا کر عام آدمی کو الجھن میں ڈالتے ہیں۔ انھیں مباحث کو پیش نظر رکھتے ہوئے میری آنجناب سے گذارش ہے کہ جو رخ تشنہ رہ گیا ہے یا جس پر فریق مخالف کو مشکلات جواب دیا جا سکتا ہے۔ اس کے بارے میں مزید وضاحت اور صراحت اس ناچیز کو براہ راست اور عام قارئین کو بوساطت رسالہ استقامت عنایت فرمادیں تو بیحد ممنون احسان ہوں گا۔ اس تحریری جسارت کے لئے معافی کا خواستگار ہوں گا۔ والسلام

مطلوبہ صراحت بر مسائل متفرقہ

① اذان جمعہ و خطبہ

اذان نماز پنجوقتہ کے لئے اندرون مسجد مکروہ ہے۔ اسی طرح نماز جمعہ (جس کا خاص شرائط کے ساتھ پڑھا جانا بدل ہے نماز ظہر کا) کی اذان بھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب دو اذانیں شروع ہوئیں تو پہلی اذان جمعہ کے لئے اور دوسری اذان خطبہ کے لئے مقرر ہوئی۔ کیا خطبہ کی اذان بھی حضرت عثمان غنی کے زمانہ میں اور اس کے بعد کے زمانہ میں مسجد کے دروازے ہی پر دی جاتی تھی؟ اگر نہیں تو کیا معمول تھا۔ یہ جو اذان خطبہ آج کل سنیوں کی مساجد میں صحن مسجد میں دی جاتی ہے (نہ کہ منبر کے سامنے اگلی صف میں) وہ بھی مسنون کب ہوئی۔ مسجد کے دروازے پر یا بیرون مسجد کیوں نہ دی جائے؟

② تثویب

نور الایضاح میں تثویب کو تو جائز کہا ہے اور ان الفاظ میں الصلاۃ الصلاۃ یا مصلین اے نماز کے پڑھنے والو نماز کے لئے آؤ جماعت تیار ہے۔ یہ اس وقت کی ایجاد ہے جب مسلمان سلاطین کے عاملین اذان سن کر فوراً نہیں حاضر ہو پاتے تھے۔ اور ان کو جماعت کی تیاری کی اطلاع جماعت کھڑی ہونے سے پہلے کی جاتی تھی۔ اب زمانہ حال میں اس کا کیا جواز ہے خصوصاً صلوۃ و سلام کے ساتھ اور بالالتزام؟

③ تکبیر کے وقت مقتدی اور امام کا اٹھنا

امام کے بارے میں تو مسئلہ صاف ہے اور تمام حنفی کتب فقہ میں ہے کہ حی علی

Marfat.com

الصلوٰۃ (یا حی علی الفلاح) پر نماز کے لئے کھڑا ہوا اور یہ مستحب ہے نورالایضاح اور مالابدمنہ میں تو یہی مستحب لکھا ہے کہ قد قامت الصلوٰۃ پر امام تکبیر تحریمہ کہکر نماز شروع کر دے۔ اب مقتدیوں کے بارے میں یہ صراحت درکار ہے کہ جب حی علی الفلاح پر کھڑے ہوئے اور صفیں درست کرنا شروع کیا تو امام کی تکبیر اولیٰ ان کو کیسے ملے گی ؟ یا امام نے نماز شروع کر دی اور مقتدی تکبیر کو دہراتے رہے (جو مستحب ہے) تو تکبیر اولیٰ ضرور فوت ہوگی جس کے پانے ہی پر جماعت کا پورا ثواب ملنا لکھا ہے۔ ایک دیوبندی مفتی نے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا ہے اس پر بھی بحث ضروری ہے اور مسئلہ کی مزید صراحت بھی۔

فتویٰ:۔ فقہ کی کتابوں میں ایسا (یعنی حی علی الفلاح پر امام کا کھڑا ہونا اور قد قامت الصلوٰۃ پر نماز شروع کرنا) مستحب لکھا ہے دلیل قیاسی دی ہے کہ جب مؤذن نے نماز کے لئے پکارا تو کھڑا ہو جائے اور جب نماز کے قائم ہونے کی اطلاع دی تو نماز شروع کرے لیکن امام ابو یوسف نے مسئلہ ثانی (شروع کرنے میں) اختلاف کیا ہے کہ بعد فراغت تکبیر نماز شروع کرے تاکہ امام بھی مؤذن کی تکبیر کا جواب دے سکے۔

احادیث سے مسائل بالا کی تائید نہیں ہوتی ہے بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صفوں کی درستگی کا آپ بہت اہتمام کرتے تھے کسی سے فرماتے آگے بڑھو اور کسی سے فرماتے پیچھے ہٹو پھر اس کے بعد نماز شروع فرماتے۔ پہلے سے اگر صفیں نہ درست کی جائیں عین موقعہ پر حی علی الصلوٰۃ پر ہی کھڑے ہوں تو مشاہدہ ہے کہ صفیں بہت ہی ٹیڑھی آگے پیچھے ہوتی ہیں پس احادیث کی روشنی میں پہلے سے کھڑے ہو کر صفوں کا درست کرنا مطلوب معلوم ہوتا ہے۔ فقہاء میں سے علامہ طحطاوی نے صراحت کی ہے کہ اس سے قبل کھڑے ہونے کی ممانعت نہیں ہے۔ فقط

(دستخط مفتی) محمد ظہور ندوی۔

طالب علمانہ معروضات پیش ہیں۔ فروگذاشت کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

محمد ادریس لکھنوی

۷۸۹/۹۲

عزیز گرامی زیدت محاسنکم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ، ثم السلام علیکم

الجواب بعون الملک العزیز الوہاب (۱) ایک اذان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں شروع ہوئی جو جمعہ کے وقت خطبہ کے لئے مقرر ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پورے زمانہ خلافت میں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں

Marfat.com

جمعہ کے لئے وہی ایک اذان خطبہ کے وقت ہوتی رہی پھر جب لوگوں کی کثرت ہوئی تو خلیفۂ سوم نے ایک دوسری اذان خطبہ سے پہلے زوراء بازار میں دلوانی شروع کی جیسا کہ مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں لکھتے ہیں فی سنن ابی داؤد بسندہ عن السائب بن یزید ان الاذان کان اولہ حین یجلس الامام علی المنبر یوم الجمعۃ فی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلما کان خلافۃ عثمان وکثر الناس امر بالاذان الثالث واذن بہ علی الزوراء فثبت الامر علی ذٰلک والمراد بالاذان الثالث ھو الاول وجعلہ ثالثا باطلاق الاذان علی الاقامۃ ایضاً والزوراء اسم سوق بالمدینۃ اھ یعنی سنن ابوداؤد میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں جب امام جمعہ کے دن منبر پر بیٹھتا تھا تو پہلی اذان ہوتی تھی پھر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو انھوں نے تیسری اذان کو شروع فرمایا جو زوراء میں دی جاتی تھی۔ اور تیسری اذان سے مراد جمعہ کی پہلی اذان ہے اور راوی نے اسے تیسری اذان اس لئے کہا کہ اقامت پر بھی اذان کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اور زوراء مدینہ طیبہ کے ایک بازار کا نام ہے۔ انتہٰی۔ اور بیشک خطبہ کی اذان حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بلکہ اس سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے زمانے سے مسجد کے دروازہ پر ہوا کرتی تھی۔ اور بعد میں بھی یہی معمول تھا لہٰذا اس اذان کا مسجد کے اندر ہونا خلاف سنت اور بدعت سیئہ ہے۔ رسول اکرم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں خطبہ کی اذان کا مسجد کے اندر ہونا ایک بار بھی ہرگز ہرگز ثابت نہیں۔ جو لوگ اس کا دعویٰ کرتے ہیں وہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر افترا کرتے ہیں۔ حدیث کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف جلد اول ص۱۶۲ میں ہے عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں۔ انتہٰی۔ اور اسی حدیث شریف سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جو لوگ بین یدیہ سے مسجد کے اندر ہونا سمجھتے ہیں وہ غلط ہے کہ حدیث میں بین یدیہ کے ساتھ علی باب المسجد بھی ہے جس سے

Marfat.com

معلوم ہوا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہرے کے مقابل مسجد کے دروازہ پر خطبہ کی اذان ہوتی تھی نہ کی اندر۔ اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایہ میں لکھتے ہیں۔ قولہ بین یدیہ ای مستقبل الامام فی المسجد کان او خارجہ والمسنون ھو الثانی۔ یعنی بین یدیہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ امام کے روبرو ہو مسجد میں خواہ باہر اور سنت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو۔ انتھٰی۔

معلوم ہوا کہ خطبہ کی اذان کا باہر ہونا سنت ہے اور جب باہر ہونا سنت ہے تو اندر ہونا خلاف سنت ہوا۔ لہٰذا عمدۃ الرعایہ کی اس عبارت کے یہ معنیٰ ہرگز نہیں ہو سکتے کہ چاہے سنت کے مطابق کرو چاہے سنت کے خلاف دونوں باتوں کا اختیار ہے کہ ایسا کوئی عالم نہیں کہے گا۔ بلکہ معنیٰ وہی ہیں کہ بین یدیہ سے یہ سمجھ لینا کہ مسجد کے اندر ہو غلط ہے اس کے معنیٰ صرف اتنے ہیں کہ امام کے روبرو ہو۔ اندر باہر کی تخصیص اس لفظ سے مفہوم نہیں ہوتی۔ لفظ دونوں صورتوں پر صادق ہے اور سنت یہی ہے کہ اذان مسجد کے باہر ہو تو ضروری ہوا کہ وہی معنیٰ لئے جائیں جو سنت کے مطابق ہو بہرحال ان کے کلام میں بھی اتنی تصریح ہے کہ خطبہ کی اذان مسجد کے باہر ہی ہونا سنت ہے تو بلاشبہ مسجد کے اندر ہونا خلافِ سنت اور بدعت سیئہ ہوا۔ اور کچھ لوگ مسجد کے اندر اذان دلوانے کی نسبت ہشام بن عبدالملک کی طرف کرتے ہیں مگر ہشام سے بھی اس اذان کا مسجد کے اندر دلوانا ثابت نہیں۔ البتہ پہلی اذان کی نسبت بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ اسے ہشام نے مسجد کی طرف منتقل کیا۔ رہی خطبہ کی اذان تو اس کے بارے میں تصریح ہے کہ ہشام نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ اسی حالت پر باقی رکھا جیسا کہ زمانۂ رسالت و زمانۂ خلافت میں تھی جیسا کہ امام محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب جلد ہفتم مطبوعہ مصر صفحہ ۴۳۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔ لما کان عثمان امر بالاذان قبلہ علی الزوراء ثم ھشام الی المسجد ای امر بفعلہ فیہ وجعل آخر الذی بعد جلوس الخطیب علی المنبر بین یدیہ بمعنی انہ ابقاہ بالمکان الذی یفعل فیہ فلم یغیرہ بخلاف ما کان بالزوراء فحولہ الی المسجد علی المنار۔ یعنی جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو خطبہ کی اذان سے پہلے ایک اذان زوراء بازار میں مکان کی چھت پر دلوائی پھر اس پہلی اذان کو ہشام مسجد کی طرف منتقل کرایا اس کے مسجد میں ہونے کا حکم دیا اور دوسری اذان جو کہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے وہ خطیب کے سامنے کی یعنی جہاں ہوا کرتی تھی وہیں باقی رکھی۔ اس اذان ثانی میں ہشام نے کوئی تبدیلی نہ کی بخلاف بازار والی اذان اول کے کہ اس کو مسجد کی طرف منارہ پر لے آیا۔ انتھٰی۔ اور اگر ہشام سے اس اذان کا مسجد کے اندر دلوانا ثابت بھی ہو جائے تو اس کا قول و فعل حجت نہیں کہ وہ ایک مروانی ظالم بادشاہ ہے جس نے

Marfat.com

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے امام زین العابدین کے صاحبزادے یعنی حضرت امام باقر کے بھائی حضرت امام زید بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کرایا سولی دلوائی اور اس پر یہ شدید ظلم کہ نعش مبارک کو نہیں دفن ہونے دیا برسوں سولی پر لٹکتی رہی جب ہشام مرگیا تو نعش مبارک دفن ہوئی۔

ایسے ظالم بادشاہ کی سنت کو قبول کرلینا اور رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت کو چھوڑ دینا صریح ظلم ہے۔ اور جو خطبہ کی اذان صحن مسجد میں دیتے ہیں وہ بھی خلاف سنت ہے کہ داخل مسجد ہے۔ ہاں اگر وہ جگہ پہلے خارج مسجد تھی پھر مسجد بڑھائی گئی تو پہلے جو جگہ اذان کے لئے مقرر تھی وہاں خطبہ کی اذان دینے میں کوئی حرج نہیں کہ وہ جگہ بدستور مستثنیٰ رہے گی۔ جیسے کہ مکہ معظمہ میں یہ اذان کنارۂ مطاف پر ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں مسجد حرام مطاف ہی تک تھی لہٰذا اگر مسجد بڑھانے کے سبب کنواں اندر ہوگیا تو اس کا بند کرنا ضروری نہیں۔ جیسے کہ آب زم زم کا کنواں۔ حالانکہ مسجد کے اندر کنواں بنانا جائز نہیں۔

فتاویٰ قاضی خاں اور فتاویٰ عالمگیری میں یکرہ المضمضۃ والوضوء فی المسجد الا ان یکون ثمہ موضع اعد لذٰلک ولا یصلی فیہ اور فرمایا لایحفر فی المسجد بئر ماء ولوقدیمۃ تترک کبئر زمزم انتھٰی۔ خلاصہ یہ کہ مسجد کے اندر اذان پڑھنا خلاف سنت اور بدعت سیئہ ہے خواہ عام اذان ہو یا خطبہ کی اذان۔ اسی لئے فقہائے کرام نے مطلق اذان کو مسجد میں مکروہ و ممنوع فرمایا اور کسی نے اذان خطبہ کا استثناء نہ کیا۔ یہاں تک کہ امام ابن ہمام نے فتح القدیر خاص باب جمعہ میں داخل مسجد اذان کو مکروہ فرمایا۔ مگر مخالفین اس لئے نہیں مانتے کہ اس سنت کو امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے زندہ فرمایا۔ خدائے تعالیٰ مسلمانوں کو ہٹ دھرمی سے بچائے اور سنت کریمہ پر عمل کرنے اور بدعت سیئہ سے بچنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

(۲) نور الایضاح میں تثویب کے جواز کو "الصلاۃ الصلاۃ یا مصلین،، کے ساتھ خاص نہیں فرمایا اس لئے کہ وہ اعلام بعد الاعلام ہے اور اس کے لئے کوئی صیغہ معین نہیں بلکہ جو اصطلاح چاہیں مقرر کرلیں جائز ہے جیسا کہ اس کی عبارت کقولہ بعد الاذان الصلاۃ الصلاۃ یا مصلین سے ظاہر ہے اور رد المحتار میں ہے بما تعارفوہ کتنحنح او قامت قامت او الصلاۃ الصلاۃ ولو احدثوا اعلاما مخالفا لذٰلک جاز نہر عن المجتبیٰ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے التثویب حسن عند المتاخرین فی کل صلاۃ الا فی المغرب ھٰکذا فی شرح النقایہ للشیخ ابی المکارم۔ وھو رجوع

Marfat.com

المؤذن الی الاعلام بالصلاۃ بین الاذان والاقامۃ وتثویب کل بلد علی ما تعارفوہ اما بالتنحنح او بالصلاۃ الصلاۃ او قامت قامت لانہ للمبالغۃ فی الاعلام وانما یحصل ذلک بما تعارفوہ کذا فی الکافی اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے احدث المتاخرون التثویب بین الاذان والاقامۃ علی حسب ما تعارفوہ فی جمیع الصلوات سوی المغرب مع ابقاء الاول وما راٰہ المومنون حسنا فھو عند اللہ تعالیٰ حسن اھ۔

فقہائے کرام کی ان تصریحات سے صاف ظاہر ہے کہ تثویب کے لئے کوئی صیغہ خاص نہیں ہے۔ بلکہ جو صیغہ بھی متعارف ہو اس سے تثویب جائز ہے اور صلاۃ وسلام کے ساتھ بالالتزام اس لئے تثویب ہوتی ہے کہ آج کل اسلامی شہروں میں صلاۃ وسلام کا صیغہ تثویب کے لئے متعارف ہے جو ۷۸۱ھ کی بہترین ایجاد ہے درمختار میں ہے التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاخر سنۃ سبع مائۃ واحدی وثمانین وھو بدعۃ حسنۃ اھ ملخصًا۔ یعنی اذان کے بعد الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا ماہ ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں جاری ہوا اور یہ بہترین ایجاد ہے انتھیٰ۔ لیکن چونکہ تثویب کے ان الفاظ سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت بھی ظاہر ہوتی ہے اسلئے بعض لوگ تثویب کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور زمانۂ حال میں بھی تثویب کے جائز اور مستحسن ہونے کی وجہ وہی ہے جو پہلے تھی یعنی امور دینیہ میں لوگوں کی سستی وکاہلی جیسا کہ نور الایضاح کی شرح مراقی الفلاح میں ہے ویثوب بعد الاذان فی جمیع الاوقات لظھور التوانی فی الامور الدینیہ اھ۔ اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایہ میں لکھتے ہیں۔ ان التثویب مستحسن فی جمیع الصلوات لجمیع الناس لظھور التکاسل فی امور الدین لا سیما فی الصلاۃ ویستثنیٰ منہ المغرب اھ۔ یعنی مغرب کے علاوہ ہر نماز میں سب لوگوں کے لئے علمائے متاخرین نے تثویب کو مستحسن قرار دیا ہے اس لئے کہ لوگ دینی امور خاص کر نماز میں سستی برتنے لگے ہیں انتھیٰ۔ صاف تصریح ہے کہ نماز مغرب کے علاوہ ہر نماز میں بالالتزام اور بلا تخصیص سب کے لئے تثویب مستحسن ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

(۳) قد قامت الصلاۃ پر امام تکبیر تحریمہ کہکر نماز شروع کردے یہ طرفین کے نزدیک مستحب ہے اور اقامت کے وقت حی علی الصلاۃ سے پہلے کھڑا رہنا مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات پھر فتاویٰ عالمگیری، ردالمحتار، عمدۃ الرعایہ اور طحطاوی علی مراقی میں تصریح ہے تو اگر مقتدی اس کراہت سے بچکر تکبیر اولیٰ نہ پاسکے تو امام تکبیر اولیٰ کو مؤخر کرے جو بالاتفاق بلاکراہت جائز ہے۔ بحر الرائق میں ہے فی الظھیریۃ ولو اخر حتی یفرغ المؤذن

Marfat.com

من الاقامة لاباس به فی قولھم جمیعا اھ۔ اور در مختار میں ہے لو اخر حتی اتمھا لاباس بہ اجماعًا اھ۔ اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے لو اخرہ حتی یفرغ من الاقامة لاباس بہ فی قولھم جمیعا اھ۔ اور امام کے تکبیر اولیٰ ختم اقامت کے بعد کہنے میں تین فائدے ہیں اوّل یہ کہ امام اور مقتدی دونوں مؤذن کی مکمل اقامت کا جواب دے سکیں گے جو مستحب ہے۔ دوسرے یہ کہ مؤذن اقامت سے فارغ ہوکر تکبیر اولیٰ پاسکے گا جو کم از کم مستحب ضرور ہے۔ اور تیسرے یہ کہ مقتدی کراہت سے بچ کر صفیں سیدھی کریں گے جن کی حدیث شریف میں تاکید ہے۔ تو صرف امام کے ایک مستحب پر عمل کرنے سے خود امام اور تمام مقتدیوں کا ایک دوسرے مستحب کا ترک لازم آتا ہے کہ ان میں سے کوئی اقامت کا جواب مکمل نہ دے سکے گا اور مؤذن تکبیر اولیٰ نہ پاسکے گا اور سب مقتدیوں کو صفیں درست کرنے کے لئے حی علی الصلاۃ سے پہلے کھڑے ہوکر کراہت کا مرتکب ہونا پڑے گا تو مستحب کے لئے کراہت کے ارتکاب کا حکم نہ کیا جائیگا بلکہ اس صورت میں مستحب کو چھوڑ دیا جائیگا۔ جیسا کہ امام ابن ہمام فتح القدیر باب المواقیت میں تحریر فرماتے ہیں اذ الزم من تحصیل المندوب ارتکاب مکروہ ترك۔ اور جبکہ ارتکاب کراہت کے ساتھ دوسرے مستحب کا ترک بھی لازم آتا ہے تو بدرجۂ اولیٰ مستحب پر عمل کا حکم نہ کیا جائے گا۔ اسی لئے جمہور اور اہل حرمین کا عمل حضرت امام ابو یوسف کے قول پر ہے جیسا کہ شرح نقایہ صہ۶۳ میں ہے والجمھور علی قول ابی یوسف لیدرك المؤذن اول صلاة الامام وعلیه عمل اھل الحرمین اھ۔ اور مفتی محمد ظہور صاحب ندوی نے اپنے فتویٰ میں جو یہ لکھا کہ ”احادیث سے مسائل بالا کی تائید نہیں ہوتی“ پھر یہ بتایا کہ احادیث کی روشنی میں پہلے سے کھڑے ہوکر صفوں کا درست کرنا مطلوب معلوم ہوتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمام علمائے متقدمین و متاخرین حتی کہ ائمہ ثلاثہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام ابو یوسف اور محرر مذہب حنفی حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو امام و مقتدی کو حی علی الصلاۃ پر اٹھنے کا حکم دیتے ہیں یہ سب احادیث کریمہ کے خلاف حکم دیتے ہیں۔ یا تو اس لئے کہ یہ لوگ حدیث پر اپنی عقل کو ترجیح دیتے ہیں اور یا تو اس لئے کہ ان ائمہ کرام نے احادیث کو نہیں سمجھا۔ اور یہ دونوں باطل ہیں کہ امام اعظم نے خود فرمایا اذا صح الحدیث فھو مذھبی اور احادیث کریمہ کے مفہوم کو جتنا ائمہ کرام نے سمجھا کسی نے نہیں سمجھا صرف عربی دانی کی بنیاد پر ان ائمہ کرام کے مقابل اگر کوئی حدیث فہمی اور تفقہ کا دعویٰ کرے تو غلط ہے کہ عربی زبان ہر شخص حاصل کرسکتا ہے مگر تفقہ صرف انھیں لوگوں کے نصیب میں ہے کہ جن کے ساتھ خدائے عزوجل بھلائی کا ارادہ فرمائے لقوله علیه السلام من یرد اللہ به خیرًا یفقھه فی الدین (الحدیث) پھر مفتی ظہور صاحب ندوی

Marfat.com

نے احادیث سے مسائل بالا کی تائید نہ ہونے کی دلیل یہ دی ہے "احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صفوں کی درستگی کا آپ بہت اہتمام کرتے تھے کسی سے فرماتے آگے بڑھو کسی سے فرماتے پیچھے ہٹو پھر اس کے بعد نماز شروع فرماتے" بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صفوں کی درستگی کا بڑا اہتمام فرماتے پھر اس کے بعد نماز شروع فرماتے۔ مگر اس سے شروع اقامت میں امام ومقتدی کا کھڑا ہو جانا ثابت نہیں ہوتا کہ حدیث شریف سے بعد اقامت بھی صفوں کی درستگی کا اہتمام ثابت ہے جیسا کہ امام مسلم حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر تحریمہ کہتے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا تو حضور نے فرمایا خدا کے بندو! اپنی صفوں کو برابر کرو حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں خرج یوما فقام حتی کاد ان یکبر فرای رجلا بادیا صدرہ من الصف فقال عباد اللہ تسون صفوفکم (مشکوٰۃ ص۹۷) اور حضرت عمر فاروق اعظم وحضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ یہ حضرات بھی ختم اقامت کے باوجود تکبیر تحریمہ نہ کہتے بلکہ جب صفوں کی درستگی کی خبر ملتی تو نماز شروع فرماتے حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب کان یامر رجلا بتسویۃ الصفوف فاذا جاءوہ فاخبروہ بتسویتھا کبر بعد۔ وعن مالک بن ابی عامر الانصاری ان عثمان بن عفان لا یکبر حتی تاتیہ رجال قد وکلھم بتسویۃ الصفوف فیخبرونہ ان قد استوت فیکبر (موطا امام محمد ص۸۸) لہٰذا اسی پر عمل کرنے کا حکم کیا جائیگا کہ حی علی الصلوٰۃ پر اٹھنے کے بعد اگر مؤذن کے قد قامت الصلاۃ پڑھنے تک صفیں درست نہ ہو سکیں تو اگرچہ اقامت ختم ہو جائے تا وقتیکہ صفوں کی درستگی نہ ہو جائے نماز شروع نہ کی جائے اس لئے کہ قد قامت الصلاۃ پر نماز کے شروع کر دینے کے حکم مستحب پر عمل کرنے کے لئے جو جمہور کے خلاف بھی ہے مقتدیوں کو حی علی الصلاۃ سے پہلے کھڑے ہونے کا حکم دے کر فعل مکروہ میں نہیں مبتلا کیا جائیگا اور نہ صفوں کی درستگی کا اہتمام ترک کیا جائے گا یعنی حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہو کر صفوں کی درستگی کے بعد امام نماز شروع کرے گا خواہ قد قامت الصلاۃ پر صفیں درست ہوں یا اس کے بعد۔ احادیث کریمہ اور خلفائے راشدین کے عمل سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موطا امام محمد میں تسویۃ الصف کی حدیثیں نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلاۃ فیصفوا ویسووا الصفوف یعنی اقامت کہنے والا جب حی علی الفلاح پر پہونچے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ نماز کے لئے کھڑے ہوں پھر

Marfat.com

صف بندی کریں اور صفوں کو سیدھی کریں۔ انتہیٰ۔ خلاصہ یہ کہ حی علی الصلاۃ سے پہلے کھڑا ہونا حدیث سے ثابت نہیں اسی لئے مفتی صاحب کمزور لفظوں کے ساتھ آخر میں لکھتے ہیں کہ "پس احادیث کی روشنی میں پہلے سے کھڑے ہو کر صفوں کا درست کرنا مطلوب معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر اخیر میں جو یہ لکھا کہ فقہاء میں سے علامہ طحطاوی نے صراحت کی ہے کہ اس سے قبل کھڑے ہونے کی ممانعت نہیں ہے۔ تو مفتی مذکور کا یہ لکھنا صحیح نہیں اس لئے کہ علامہ طحطاوی نے حی علی الصلاۃ سے پہلے کھڑے ہونے کو مکروہ لکھا ہے اور ممانعت بھی کی ہے جیسا کہ طحطاوی علی مراقی ص۱۵۱ میں ہے اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ و دخل رجل المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائما فانہ مکروہ کما فی المضمرات قہستانی و یفہم منہ کراھۃ القیام ابتداء الاقامۃ والناس عنہ غافلون۔ ھذا ما عندی و العلم بالحق عند اللہ تعالیٰ و رسولہ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مسئلہ- مسئولہ مولوی عبدالرزاق قادری مدرس مدرسہ انوار العلوم عماد پٹی۔ ضلع چمپارن۔

جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر ہونا کیسا ہے؟ داخل مسجد اذان ہونے کو زید مکروہ بتاتا ہے حوالہ میں حدیث اور کتب معتبرہ پیش کرتا ہے اور بکر خارج مسجد اذان دینے کو بدعت قرار دیتا ہے اور دلائل کو نہیں مانتا تو بکر کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب بیشک جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر پڑھنا مکروہ و ممنوع ہے اور خارج مسجد پڑھنا بدعت نہیں بلکہ داخل مسجد پڑھنا بدعت ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں جمعہ کی یہ اذان مسجد کے دروازے ہی پر ہوا کرتی تھی جیسا کہ ابو داؤد شریف میں ہے عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علیٰ باب المسجد و ابی بکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں اور طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح مصری ص۲۱۱ پر

Marfat.com

ہے یکرہ ان یوذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم۔ یعنی نظم زندویستی پھر قہستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے لہٰذا زید کا قول صحیح اور حق ہے اور بکر جو خارج مسجد اذان دینے کو بدعت بتاتا ہے اور حدیث و فقہ کو نہیں مانتا جاہل اور ہٹ دھرم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ مسئولہ مولوی نظام الدین خطیب مسجد ڈھونڈھیا ضلع بستی۔

کیا جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر دینا منع ہے؟ بعض مسجدوں میں منبر اس طرح بنا ہے کہ باہر اذان دینے میں دیوار حائل ہوتی ہے مؤذن خطیب کے روبرو نہیں ہوسکتا تو ایسی صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب بیشک حدیث شریف اور فقہ حنفی کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے باہر پڑھنا سنت اور داخل مسجد پڑھنا مکروہ و ممنوع ہے۔ اگر باہر اذان دینے میں خطیب و مؤذن کے درمیان دیوار حائل ہوتی ہو تو اس صورت میں بھی اندر اذان پڑھنا منع ہے اس لئے کہ یہاں دو سنتیں ہیں ایک محاذات خطیب دوسرے اذان کا مسجد کے باہر ہونا۔ جب ان میں تعارض ہو اور جمع ناممکن ہو تو ارجح کو اختیار کیا جائیگا کما ھو الضابطۃ المستمرۃ۔ یہاں ارجح و اقویٰ اذان کا خارج مسجد ہونا ہے اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے اور ہر مکروہ منہی عنہ ہے لہٰذا مسجد کے اندر اذان منہی عنہ ہے اور منہیات سے بچنا مامورات کی ادائگی سے اہم و اعظم ہے الاشباہ والنظائر میں ہے اعتناء الشرع بالمنہیات اشد من اعتنائہ بالمامورات وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از حاجی محمد رضا صاحب، ساکن مجھواسیٹھ پوسٹ ٹنڈوا ضلع بستی۔

(۱) کیا اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہئے؟ فقہ حنفی کی معتمد کتابوں کے حوالہ سے مدلل بیان فرمائیں۔

(۲) خطبہ کی اذان اگر منبر کے سامنے مسجد کے اندر کہی جائے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ کیا رسول اکرم

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں خطبہ کی اذان مسجد کے کسی حصہ میں ہوتی تھی؟ اس کا جواب بھی حدیث شریف اور فقہ حنفی کی کتابوں کے حوالہ سے تحریر فرمائیں۔

الجواب ① بیشک جو لوگ اقامت کے وقت مسجد میں موجود ہیں بیٹھے رہیں جب مکبر حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح پر پہونچے تو اٹھیں یہی حکم امام اور مقتدی دونوں کے لئے ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة وھو الصحیح۔ یعنی علمائے ثلثہ حضرت امام اعظم، امام ابویوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب یہ ہے کہ امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب کہ مکبر حی علی الفلاح کہے اور یہی صحیح ہے۔ اور شرح وقایہ جلد اول مطبوعہ مجیدی کانپور صفحہ ۱۳۶ میں ہے یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلاۃ یعنی امام اور مقتدی حی علی الصلاۃ کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔ اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۱۹ میں ہے قال ائمتنا یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلاۃ۔ یعنی ہمارے ائمۂ کرام نے فرمایا کہ امام اور مقتدی حی علی الصلاۃ کے وقت کھڑے ہوں۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں فقہا گفتہ اند مذہب آنست نزد حی علی الصلاۃ باید برخاست۔ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا مذہب یہ ہے کہ حی علی الصلاۃ کے وقت اٹھنا چاہئے۔ اور جو شخص اقامت کے وقت آئے اس کے لئے بھی حکم ہے کہ بیٹھ جائے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے۔ جب تکبیر کہنے والا حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح پر پہونچے تو اس وقت کھڑا ہو فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما لکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح کذا فی المضمرات اور شامی جلد اول صفحہ ۲۸۰ میں ہے یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح۔ ھذا ما عندی والعلم عند ربی جل جلالہ وھو تعالیٰ اعلم۔

② مسجد کے اندرونی حصہ میں اذان پڑھنا مکروہ و منع ہے فتاویٰ قاضی خاں جلد اول مصری صفحہ ۷۸ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۵ اور بحر الرائق جلد اول صفحہ ۲۶۸ میں ہے لایؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان پڑھنا منع ہے اور فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۱۵ میں ہے قالوا لایؤذن فی المسجد یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دیجائے اور طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۲۱۷ میں ہے یکرہ ان

Marfat.com

یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں نظم سے ہے۔ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اور صحابۂ کرام کے زمانے میں خطبہ کی اذان مسجد کے دروازے پر ہی ہوا کرتی تھی جیسا کہ ابوداؤد شریف جلد اول ص۱۶۲ میں ہے عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابوبکر وعمر یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں۔ لہٰذا یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دی جاتی ہے غلط ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس رواج کو چھوڑ کر حدیث وفقہ پر عمل کریں۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از محمد اسرائیل حشمتی پوسٹ ومقام ڈونگلہ چتوڑ گڈھ (راجستھان)

خطبہ کی اذان اور پنج وقتی اذان کہاں دی جائے؟ مسجد کے اندر یا باہر اور صحن کی دیوار پر اذان پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب پنج وقتی اذان کسی بھی جگہ مسجد کے باہر دی جائے کہ مسجد کے اندر اذان پڑھنا مکروہ ومنع ہے فتاویٰ قاضی خاں جلد اول مصری ص۷۸ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۵۵ اور بحر الرائق جلد اول ص۲۶۸ میں ہے لا یؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان پڑھنا منع ہے۔ اور فتح القدیر جلد اول ص۲۱۹ میں ہے قالوا لا یؤذن فی المسجد یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے اور طحطاوی علی مراقی ص۱۱۷ میں ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم یعنی مسجد میں اذان پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں نظم سے ہے۔ اور صحن کی دیوار پر اذان پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کہ وہ خارج مسجد ہے۔ اور خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے مسجد کے باہر پڑھی جائے جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے زمانہ میں پڑھی جاتی تھی۔ حدیث کی معتبر کتاب ابوداؤد شریف جلد اول ص۱۶۲ میں ہے عن السائب بن یزید قال کان یؤذن

Marfat.com

بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں۔ لہٰذا عام طور پر جو رواج ہو گیا ہے کہ خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دی جاتی ہے وہ غلط ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۹ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از غلام یٰسین قادری۔ ضیاء الاسلام کنواں پارہ چکیا چپارن۔

جمعہ کی اذان ثانی جو مسجد کے اندر منبر کے سامنے ہوتی ہے یہ کیسا ہے؟ کیا مسجد کے اندر جائز ہے یا نہیں زید مسجد کے باہر منبر کے سامنے پکارنے کو جائز بتاتا ہے اور بکر اس کو بدعت کہتا ہے لہٰذا حضور والا سے گزارش ہے کہ مدلل و مبرہن فرما کر شکریہ کا موقع دیں نیز بکر کے بارے میں کیا حکم ہے تحریر فرمائیں؟

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب جمعہ کی اذان ثانی بھی خارج مسجد ہونی چاہیے داخل مسجد اذان پڑھنا مکروہ و منع ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں جمعہ کی یہ اذان مسجد سے باہر دروازے ہی پر ہوا کرتی تھی۔ جیسا کہ ابوداؤد شریف جلد اول ص۱۵۶ میں ہے عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر الصدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یعنی جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں۔ اور فتح القدیر جلد اول ص۲۱۵ میں ہے قالوا لا یؤذن فی المسجد یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد کے اندر اذان پڑھنا ممنوع ہے لہٰذا داخل مسجد اذان کو جائز بتانے والا اور خارج مسجد اذان کو بدعت ٹھہرانے والا جاہل ہے ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ

Marfat.com

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲ر شعبان ۱۳۸۷ھ

مسئلہ از وکیل الدین قدوائی مکان ۸۸/۵۱۷ چمن گنج کانپور ۔

(۱) قبل خطبۂ جمعہ اذان ثانی از روئے شرع کس جگہ سے کہنا چاہئے حوالہ حدیث شریف سے ؟

(۲) اذان ثانی روبروئے خطیب داخل مسجد منبر کے قریب ہونا کیسا ہے ؟

(۳) اذان مذکور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک میں داخل مسجد ہوا کرتی تھی کہ خارج مسجد ؟

(۴) جس حدیث سے اذان مذکور خارج مسجد ہونا ثابت ہے وہ حدیث منسوخ ہے کہ نہیں ؟

(۵) اگر خارج مسجد اذان ہونے والی حدیث منسوخ ہے تو ناسخ کونسی حدیث ہے ؟

(۶) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جو سنت مروج نہ ہو اس کو رائج کرنا کیسا ہے ؟

(۷) قوم کے عمل سے جو سنت اٹھ چکی ہو اس کو رائج کرنے والے اور کرانے والے کی فضیلت بیان فرمائیں ؟

الجواب ـــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب (۱) جمعہ کی اذان خواہ اذان اول ہو یا اذان ثانی یونہی نماز پنجگانہ کی اذان سب کے لئے حکم شرعی یہ ہے کہ وہ خارج مسجد ہو کیونکہ مسجد کے اندر اذان ممنوع ہے فتاویٰ قاضی خاں ص۷۸ مطبوعہ مصر جلد اول ۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۵۵ بحر الرائق جلد اول مطبوعہ مصر ص۲۶۸ شرح نقایہ علامہ برجندی ص۸۴ فتح القدیر مطبوعہ مصر جلد اول ص۱۷۱ فتاویٰ خلاصہ قلمی ص۶۲ میں ہے لا یؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان نہ دیجائے تو جس طرح اس حکم فقہی کے پیش نظر نماز پنجگانہ کی اذان مسجد کے اندر ممنوع ہے ٹھیک یونہی جمعہ کی اذان ثانی بھی داخل مسجد ناجائز ہے ۔ ہاں اس اذان کے لئے مزید حکم یہ ہے کہ خارج مسجد ہونے کے ساتھ خطیب کے سامنے ہو ۔ بعض لوگوں نے نظر و فکر سے عاری ہونے کے باعث خطیب کے سامنے ہونے کا معنیٰ یہ سمجھا ہے کہ منبر سے قریب خطیب سے دو ہاتھ کے فاصلے پر اذان ہو لیکن یہ ان حضرات کی غلطی ہے کیونکہ خطیب کا سامنا جسطرح قریب سے ہو سکتا ہے ٹھیک یونہی دور سے بھی ہو سکتا ہے اور جب اسلامی فقہ نے مسجد میں اذان دینا

Marfat.com

ممنوع قرار دیدیا تو ایسی صورت میں حکم شرعی یہ ہوگا کہ مؤذن خارج مسجد اس جگہ کھڑا ہو کر اذان دے جہاں اس کے اور چہرۂ خطیب کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو حضور پر نور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں خطبہ والی یہ اذان مسجد سے باہر دروازے پر ہوتی تھی سنن ابوداؤد شریف جلد اول صہ ۱۵۶ میں ہے عن سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن (خطبہ کے لئے) منبر پر تشریف رکھتے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے دروازۂ مسجد پر اذان ہوتی اور (ایسا ہی) حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما (کے زمانہ میں) ان دونوں حضرات کے سامنے (دروازۂ مسجد پر اذان ہوتی) اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لئے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔ تو دن دوپہر میں آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ بمطابق حدیث شریف وحسب ارشاد فقہائے اسلام جمعہ کی اذان ثانی خطیب کے مقابل خارج مسجد ہو۔

(۲) جب کتب فقہ نے ضابطۂ کلیہ بیان کر دیا کہ مسجد کے اندر اذان دینا جائز نہیں تو بالکل آئینہ کیطرح یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ جمعہ کی اذان ثانی بھی چونکہ ایک اذان ہے اس لئے اس کا بھی مسجد کے اندر ہونا جائز نہیں ہاں روبروئے خطیب ہونا یہ بیشک مشروع ہے اور اس پر عمل کی صورت یہ ہے کہ مؤذن خارج مسجد اذان دینے کے لئے اس جگہ کھڑا ہو جہاں اس کے اور خطیب کے چہرہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔

(۳) خطبہ والی اذان، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مقدسہ میں داخل مسجد نہیں ہوتی تھی بلکہ خارج مسجد دروازہ پر ہوتی تھی جیسا کہ سُنَن ابوداؤد کی حدیث شریف مذکور بالا سے واضح اور ثابت ہے

(۴) سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس حدیث سے اذانِ خطبہ کا خارج مسجد ہونا ثابت ہے وہ ہرگز منسوخ نہیں کیونکہ اسی حدیث سے یہ بھی واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد خطبہ والی اذان صحابۂ کرام کے زمانے میں خارج مسجد دروازہ پر دیجاتی حالانکہ حضرات صحابہ نے یہ اذان خارج مسجد دروازہ پر دلوائی۔ پھر یہ حدیث شریف تو اَخبار میں سے ہے اس کے منسوخ ہونے کے کیا معنی۔

(۵) سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکورہ بالا نہ تو منسوخ ہے اور نہ اسکی کوئی ناسخ

Marfat.com

حدیث ہے دلیل یہ ہے کہ حضرات فقہائے کرام صاف صاف بالاعلان تحریر فرماتے ہیں لایؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے تو اگر کوئی ناسخ حدیث ہوتی جس سے یہ ثابت ہوتا کہ خطبہ والی اذان مسجد کے اندر جائز ہے تو فقہا ضابطۂ کلیہ بیان فرمانے کے وقت اس کا استثناء ضرور فرماتے اور یوں تحریر کرتے لا یؤذن فی المسجد الا اذان الخطبۃ یعنی مسجد کے اندر صرف اذان خطبہ جائز ہے باقی اور کوئی اذان جائز نہیں لیکن جب ان ائمۂ دین نے اذان خطبہ کا استثناء نہیں فرمایا تو ثابت ہوگیا کہ حدیث ابوداؤد مذکور بالا کی ناسخ کوئی حدیث نہیں۔

(۶) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مردہ سنت کو زندہ کرنا یعنی رائج کرنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

(۷) حضور اقدس افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احییٰ سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ۔ رواہ السجزی فی الابانۃ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی جس نے میری مردہ سنت کو رائج کیا بیشک اسکو مجھ سے محبت ہے اور جس کو مجھ سے محبت ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اللّٰھم ارزقنا۔ ایک دوسری حدیث میں پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرماتے ہیں من احییٰ سنۃ من سنتی فقد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بھا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئا رواہ الترمذی عن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی جو شخص میری کوئی سنت زندہ کرے جسے لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو تو جتنے اس پر عمل کریں گے سب کے برابر اس زندہ کرنے والے کو ثواب ملے گا اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ ایک تیسری حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مأتہ شہید رواہ البیہقی فی الزھد عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یعنی میری امت کے (اعمال) بگڑ جانے کے وقت جو شخص میری سنت مضبوط تھامے اسے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ پھر چونکہ دور حاضر میں جمعہ کی اذان ثانی سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے صریحاً خلاف مسجد کے اندر دلوانے کا رواج قائم ہے اس لئے جو شخص سنت نبوی زندہ کرنے کے لئے اس اذان کو دروازۂ مسجد پر دلوائے گا وہ ان تمام فضائل وحسنات کا مستحق ہوگا جو احادیث مذکورۂ بالا

Marfat.com

میں بیان کئے گئے وانما التوفیق من اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ بدر الدین احمد الصدیقی القادری الرضوی

۱۸ ربیع النور ۱۳۸۷ھ

مسئلہ: از شیخ رحوا شرفی موتی تالاب پارہ۔ جگدلپور بستر (ایم۔پی)

جمعہ کی اذان ثانی منبر کے نزدیک مسجد کے اندر دیجائے یا مسجد کے باہر امام کے روبرو دیجائے نیز کونسا طریقہ مسنون ہے اور کونسا طریقہ مکروہ وخلاف سنت ہے؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرماکر مشکور فرمائیں بڑی نوازش ہوگی؟

الجواب: بعون الملک الوھاب جمعہ کی اذان ثانی خطیب کے سامنے خارج مسجد ہونا چاہئے یہی طریقہ سنت ہے منبر کے نزدیک یعنی داخل مسجد اذان پڑھنا خلاف سنت ومکروہ ومنع ہے۔ اس لئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں جمعہ کی یہ اذان مسجد سے باہر دروازہ پر ہی ہوا کرتی تھی جیسا کہ ابوداؤد شریف جلد اول صفحہ ۱۵۶ میں ہے عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر۔ یعنی جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی، اور ایسا ہی حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۵ پر ہے لَا یُؤَذَّنُ فِی الْمَسْجِدِ یعنی مسجد کے اندر اذان منع ہے اور بحر الرائق جلد اول صفحہ ۲۶۸ میں ہے لا یؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان کی ممانعت ہے اور فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۱۵ میں ہے قالوا لا یؤذن فی المسجد یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد کے اندر اذان ممنوع ہے۔ ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

Marfat.com

مسئلہ: از عبدالغنی موضع ڈوگرا مہوا منظفرپور (بہار)

(۱) ہمارے یہاں جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر ہوتی تھی۔ ایک نوجوان مولوی صاحب پنجگانہ نماز پڑھاتے تھے۔ مگر چند دن ہوئے کہ مولوی صاحب نے اعلان کیا کہ جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر کے بجائے باہر ہونی چاہئے۔

اس مسئلہ کی وجہ سے لوگوں میں اختلاف ہوگیا۔ بہت سے لوگوں نے مولوی صاحب کی اقتداء میں جماعت سے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے۔ تراویح چھوڑ دی اور آپس میں جھگڑے کی نوبت ہوگئی تو ایسی صورت میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان اختلافات کی ذمہ داری کس پر ہے؟

(۲) جب سرورعالم نورمجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دور میں اندر مسجد جمعہ کی اذان دلوائی اور خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اپنے دور میں ایسا ہی کیا تو جو شخص اندر مسجد اذان دلوائے تو کیا وہ مسلمان نہیں یا وہ سنیت سے خارج سمجھا جائے گا۔ یا اس کی نماز نہ ہوگی۔ یہ خیال نہ فرمائیں کہ اندر مسجد اذان دلوانے پر اصرار کرنے والے دیوبندی ہیں۔ نہیں نہیں۔ بلکہ یہ لوگ متقی اور سرکانہی شریف والے سرکار کے مریدوں میں سے ہیں۔ صاف صاف حکم شرع شریف سے آگاہ فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔ (۱) آجکل جمعہ کی اذان ثانی منبر سے ڈیڑھ ہاتھ یا تین ہاتھ کے فاصلے پر مسجد کے اندر دلواتے ہیں یہ ناجائز ہے جس طرح اور نمازوں کے لئے اذان خارج مسجد ہونی چاہئے یونہی جمعہ کی اذان ثانی بھی خارج مسجد ہونی چاہئے ہاں اس اذان میں اتنی پابندی زیادہ ہے کہ خطیب کے سامنے ہو۔ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں جمعہ کی یہ اذان مسجد کے باہر دروازے پر ہوا کرتی تھی جیسا کہ ابوداؤد شریف جلد اول صـ۱۵۶ میں ہے عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر یعنی جب رسول گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن (خطبہ کیلئے) منبر پر تشریف فرما ہوتے تو حضور کے سامنے (دروازۂ مسجد پر اذان ہوتی تھی) فتاویٰ عالمگیری جلد اول صـ۵۵ مطبوعہ مصر میں ہے لا یؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان منع ہے بحر الرائق صـ۲۶۸ میں ہے لا یؤذن فی المسجد

Marfat.com

یعنی مسجد میں اذان نہ دیجائے۔ اب جبکہ حدیث شریف سے معلوم ہوگیا کہ سرکار اقدس نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کریمہ یہی ہے کہ جمعہ کی اذان ثانی خطیب کے سامنے دروازۂ مسجد پر ہو اور فقہائے کرام کے ارشادات سے ثابت ہوا کہ اذان مسجد میں ناجائز ہے تو اُس نوجوان مولوی کا اعلان کرنا کہ جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے باہر ہونی چاہئے ضرور حق ہے۔ جن لوگوں نے محض اس احیائے سنت کے باعث مسجد کو چھوڑ دیا اور اس نوجوان مولوی کی اقتداء سے متنفر ہوگئے اور جماعت کا نظم توڑ دیا اور تراویح سے اپنے کو محروم کرلیا نیز فتنہ وفساد پر آمادہ ہوگئے وہ سب کے سب گنہگار ہوئے۔ خواہش نفسانی کے پیچھے چلنے والے قرار پاگئے اور چونکہ بلا عذر شرعی تارک جماعت ہوئے اس لئے شرعًا فاسق معلن بھی ہوگئے۔ ان سب پر توبہ کرنا اور اپنے گناہوں سے معافی مانگنا شرعًا فرض ہے۔

(۲) مستفتی الٹی بات لکھ رہا ہے کیونکہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو اپنے مقدس زمانے میں جمعہ کی یہ اذان مسجد کے اندر نہیں بلکہ خارج مسجد دروازے پر دلوائی ہے اور ایسا ہی خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد مبارک میں ہوا ہے جیسا کہ ابوداؤد شریف کے حوالہ سے بیان کیا جا چکا ہے۔

جو شخص دیدہ و دانستہ بلا وجہ شرعی اس سنت مقدسہ کی مخالفت کرے وہ ضرور بد مذہبوں کا بھائی ہے جب حسب بیان سائل خارج مسجد اذان کی مخالفت کرنے والے سرکار نبی شریف کی خانقاہ سے منسلک ہیں تو پھر یہ تناؤ کیسا؟ تو تو میں میں اور جھگڑا فساد کیسا؟ خارج مسجد اذان دلوانے پر جھگڑا کیوں کر رہے ہیں متقی ہوتے ہوئے اس سنت کریمہ کی مخالفت نہیں سمجھ میں آتی۔

بس فیصلہ یہ ہے کہ سب لوگ حکم شرع کے آگے اپنی اپنی گردنوں کو جھکا دیں اپنے اپنے دلوں سے شیطانی خیالات نکال باہر کریں اور دونوں فریق متفقہ اعلان کردیں کہ اب بحکم شریعت اسلامیہ جمعہ کی اذان ثانی موافق سنتِ نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام اندر کی بجائے خارج مسجد ہوگی۔ اور خدا ورسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرنے اور شیطان کو بھگانے اور اس کو خائب وخاسر کرنے کیلئے دونوں فریق ان تمام باتوں کی آپس میں معافی کرالیں۔ جو زمانۂ اختلاف میں ایک دوسرے کے خلاف کہتے اور سنتے رہے اس میں جو پیش قدمی کریگا وہ جنت میں بھی پیش قدمی کریگا۔ والتوفیق من المولیٰ تعالیٰ سبحانہ ورسولہ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ بدرالدین احمد الصدیقی القادری الرضوی

۱۹ ذی القعدہ ۱۳۸۶ھ

Marfat.com

مسئلہ: منجانب مسلمانان کوٹھیا شریف ڈاکخانہ کانٹی ضلع مظفر پور (بہار)

① خطبہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر ہونا چاہئے؟ مسجد کے اندر اذان کہنا کیسا ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں پورے ہندوستان میں اذان اندر ہوتی ہے یہ رائے عام اور سارے علماء کا اجماع ہے اور اتفاق ہے لہٰذا اندر ہونی چاہئے اس مسئلہ کے متعلق امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر حکم صادر فرمائیں۔ حدیث اور کتابوں کا حوالہ دیا جاتا ہے اور حدیث کی کتاب دکھائی جاتی ہے تو جاننے والے کہتے ہیں ہم اس بات کو نہیں مانیں گے میرے خاندان میں ہوتا آرہا ہے۔ مسجد کے باہر اذان ہونا نئی بات ہے۔ نہ ماننے والوں پر اسلام کا کیا حکم ہے؟

② عربی خطبہ میں اردو اشعار پڑھنا کیسا ہے امام صاحب سے اسی بات پر گفتگو ہوئی کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ کو پڑھنا ہوگا امام صاحب کہتے ہیں کہ ہم نہیں پڑھیں گے یہ خلاف سنت متوارثہ ہے لہٰذا عربی خطبہ میں اردو اشعار پڑھنا کیسا ہے جیسا کہ خطبۂ علمی میں ہے یہ اردو اشعار نہ پڑھنے کی وجہ سے کچھ لوگوں نے جمعہ اپنے مکان میں قائم کرلیا ہے ان کے جمعہ قائم کرنے سے جمعہ کی نماز ہو جائے گی۔ اس جگہ نماز پڑھنا کیسا ہے اور مسجد کو اسی بات پر چھوڑ کر الگ جمعہ قائم کرلیا ہے ایسے لوگوں پر اسلام کا کیا حکم ہے؟

③ تکبیر میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہوتے ہیں پہلے سے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں مگر حی علی الفلاح پر پہنچتا ہے تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کا ثبوت نہیں ہے شروع سے کھڑا ہونا چاہئے اس کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے اس کا ثبوت کیا ہے۔

الجواب: ① خطبہ کی اذان مسجد کے اندر پڑھنا مکروہ و منع ہے اور اذانوں کی طرح یہ اذان بھی مسجد کے باہر ہی ہونا چاہئے کہ یہی سنت ہے جیسا کہ حدیث کی معتبر کتاب ابوداؤد شریف جلد اول صـ۱۶۲ میں ہے عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر۔ یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں۔ اور بحر الرائق جلد اول صـ۲۶۸ میں ہے لا یؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان پڑھنا منع ہے اور فتح القدیر جلد اول صـ۲۱۹ میں ہے قالوا لا یؤذن فی المسجد یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے اور طحطاوی

Marfat.com

علی مراقی الفلاح صـ۲۱ میں ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں نظم سے ہے۔ اور یہ کہنا غلط ہے کہ پورے ہندوستان میں اذان اندر ہوتی ہے اس لئے کہ ہندوستان کی بے شمار مسجدوں میں خطبہ کی اذان باہر ہوتی ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اندر اذان ہونے پر سارے علماء کا اجماع واتفاق ہے اس لئے کہ حدیث شریف اور فقہائے کرام کی تصریح کے ہوتے ہوئے کبھی بھی اندر اذان ہونے پر سارے علماء کا اتفاق نہیں ہوسکتا اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مسجد کے اندر اذان ہونے کے بارے میں ہرگز منقول نہیں لہٰذا ان کا مسلک حدیث شریف اور فقہائے کرام کے اقوال کے مطابق ہی ہے جو لوگ حدیث وفقہ کے ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اپنے خاندان کے غلط طریقہ کو مانتے ہیں مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے دور رہنا لازم ہے کہ وہ لوگ گمراہ نہیں تو جاہل ہیں اور جاہل نہیں تو گمراہ ہیں۔ اور مسجد کے اندر اذان ہونا نئی بات ہے باہر ہونا نئی بات نہیں ہے اسلئے کہ وہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) امام صاحب۔ صحیح کہتے ہیں بے شک جمعہ کے خطبہ میں اردو اشعار پڑھنا سنت متوارثہ کے خلاف اور مکروہ ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانۂ مبارکہ سے صحابۂ کرام تابعین عظام اور ائمۂ اعلام کے عہد تک تمام قرون وطبقات میں جمعہ وعیدین کے خطبے ہمیشہ خالص عربی زبان میں مذکور وماثور۔ حالانکہ بحمد اللہ تعالیٰ زمانۂ صحابہ میں اسلام سیکڑوں عجمی شہروں میں شائع ہوا جمعے قائم ہوئے مگر تحقیق حاجت کے باوجود کبھی عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ فرمانا یا دونوں زبانیں ملانا صحابۂ کرام سے مروی نہ ہوا۔ اگر لوگ اردو اشعار سننے کے لئے بضد ہیں تو امام کو چاہئے کہ رفع فتنہ کے لئے خطبہ کی اذان سے پہلے لوگوں کو اردو اشعار پڑھکر سنادے پھر اذان کے بعد خالص عربی زبان میں خطبہ پڑھے۔ خطبۂ جمعہ میں اردو اشعار نہ پڑھنے کے سبب جن لوگوں نے دوسرا جمعہ قائم کرلیا وہ یا تو جاہل گنوار ہیں اور یا تو گمراہ۔ خدائے تعالیٰ ہدایت فرمائے اور دیہات میں نیا جمعہ قائم کرنا غلط ہے کہ وہاں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں البتہ جہاں پہلے سے قائم ہو وہاں بند نہ کیا جائے کہ وہاں جس طرح بھی عوام اللہ ورسول کا نام لیں غنیمت ہے۔ ھکذا قال الامام احمد رضا البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۳) تکبیر کے وقت بیٹھنے کا حکم ہے کھڑا رہنا مکروہ ومنع ہے پھر جب تکبیر کہنے والا حی علی الفلاح پر پہنچے تو اٹھنا چاہئے فتاویٰ عالمگیری، درمختار، شامی، شرح وقایہ، عمدۃ الرعایہ، مراقی الفلاح، طحطاوی علی مراقی،

Marfat.com

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، اشعۃ اللمعات، مظاہر حق، مالابد منہ، اور بہار شریعت وغیرہ تمام کتب معتبرہ میں یہ مسئلہ اسی طرح مذکور ہے یہاں تک کہ حدیث کی مشہور کتاب مؤطا امام محمد باب تسویۃ الصف صفحہ ۸۸ میں ہے قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوٰۃ فیصفوا ویسووا الصفوف۔ یعنی محرر مذہب حنفی حضرت امام محمد شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تکبیر کہنے والا جب حی علی الفلاح پر پہنچے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ نماز کے لئے کھڑے ہوں اور صف بندی کرتے ہوئے صفوں کو سیدھی کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد امجدی
۳۰ رمحرم الحرام سنہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ:۔ سید جاوید اشرف چشتی باری مسجد سلی گوڑی ٹاؤن۔ دارجلنگ (مغربی بنگال)

ایک مسجد میں خطبہ کی اذان داخل مسجد ہو رہی ہے۔ مسجد کے متولی، سب نمازی اور تمام اہل محلہ چاہتے ہیں کہ خطبہ کی اذان خارج مسجد ہو لیکن اگر امام صاحب راضی نہ ہوں تو کیا ایک شخص کی مرضی پر شریعت کے قانون کو قربان کیا جا سکتا ہے؟ جو فیصلہ ہو تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب:۔ مسجد کے اندر اذان پڑھنا مکروہ و منع ہے جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں جلد اول مصری صفحہ ۷۸ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۵ میں ہے لا یؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان دینا منع ہے۔ اور طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۰۷ میں ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں نظم سے ہے اور حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر۔ یعنی صحابی رسول حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں بھی رائج تھا (ابوداؤد شریف جلد اول صفحہ ۱۶۲) معلوم ہوا کہ خطبہ کی اذان مسجد کے باہر پڑھنا رسول کریم اور خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین

Marfat.com

یعنی میرے طریقے اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے پر تم لوگوں کو عمل کرنا لازم ہے (احمد، ابوداؤد ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۳۰) لہٰذا خطبہ کی اذان کے بارے میں حضور اور ان کے خلفائے راشدین کے طریقے پر عمل کیا جائے اگرچہ امام صاحب راضی نہ ہوں کہ سنت کے مقابلہ میں امام کی رضا کوئی چیز نہیں اور امام کو بھی اس سنت سے اعراض نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ بخاری اور مسلم کی حدیث ہے من رغب عن سنتی فلیس منی یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص میرے طریقے سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ جو میرے طریقہ کو پسند نہ کرے وہ میرے راستہ پر نہیں ہے (مشکوٰۃ شریف ص۲۷) وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبـــــــــہ جلال الدین احمد امجدی

۲۹ ذی القعدہ سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ از شاہ محمد قادری رضوی نوری امام مسجد ماماری محلہ وپوسٹ چیلون رتناگیری (مہاراشٹر)

اذان اول یا اذان ثانی مسجد کے اندر دینا جائز ہے کہ نہیں؟ زید کہتا ہے کہ ہندوستان میں تقریباً سبھی مسجدوں میں منبر سے ڈیڑھ ہاتھ ہٹ کر خطیب کے سامنے اذان آج پشتہا پشت سے ہوتی چلی آرہی ہے آج تک کسی نے منع نہ کیا۔ کیا ان تمامی اماموں میں اس مسئلہ کا جاننے والا نہ تھا؟ لہٰذا ہر اعتبار سے مسجد کے اندر منبر کے قریب خطیب کے سامنے اذان دینا صحیح ہے شریعت مطہرہ میں چاروں اماموں کے نزدیک اذان اولیٰ واذان ثانی کہاں دینی چاہئے؟ اور زید کا اثبات صحیح ہے یا غلط ہے؟

الجواب: ــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب اذان اول ہو یا اذانِ ثانی مسجد کے اندر پڑھنا مکروہ ہے بحر الرائق جلد اول ص۲۶۸ میں ہے لا یؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان پڑھنا منع ہے اور فتح القدیر جلد اول ص۲۱۹ میں ہے قالوا لا یؤذن فی المسجد یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے۔ اور طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۲۱ میں ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم۔ یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں نظم سے ہے۔ اور خاص کر جمعہ کی اذان ثانی کے بارے میں حدیث کی معتبر کتاب ابوداؤد شریف جلد اول ص۱۶۲ میں ہے عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ

Marfat.com

علی باب المسجد وابی بکر وعمر ۔ یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں ۔

اس حدیث شریف سے واضح طور سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی اذان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور میں مسجد کے باہر ہی ہوا کرتی تھی اور یہی سنت ہے حدیث شریف کے مقابلہ میں غلط رواج کا پیش کرنا صحیح نہیں ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین ۔ میرا اور خلفاء راشدین کا طریقہ تم پر لازم ہے ۔ لہٰذا جو لوگ سرکار کے ماننے والے ہیں وہ حضور کی اور خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنے کے لئے مسجد کے باہر خطبہ کی اذان دیتے ہیں اور جو باپ دادا کے رواج کو مانتے ہیں وہ حضور کی سنت جاننے کے باوجود اندر ہی اذان پڑھکر حضور کی سنت کو ٹھکراتے ہیں اور باپ دادا کے رواج کو زندہ کرتے ہیں ۔ اور جبکہ حدیث شریف اور فقہ سے ثابت ہے کہ خطبہ کی اذان مسجد کے باہر پڑھنا سنت اور داخل مسجد پڑھنا مکروہ ومنع ہے تو جو لوگ پشتہا پشت سے مسجد کے اندر خطبہ کی اذان پڑھتے چلے آئے وہ اس مسئلہ سے جاہل تھے یا جاہل نہ تھے بالکل ظاہر ہے ۔ چاروں اماموں میں سے کسی نے مسجد کے اندر اذان پڑھنے کا حکم نہیں دیا ہے ۔ زید کا استدلال بہر صورت صحیح نہیں خدائے تعالیٰ تمام مسلمانوں کو غلط رواج چھوڑ کر حدیث وفقہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہٹ دھرمی سے بچائے آمین یارب العلمین ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ
جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ ۔ از مسلمانان رانی گنج پوسٹ بہورکپور ضلع فیض آباد ۔ یوپی ۔

(۱) جمعہ کی اذان ثانی جو کہ خطبہ کے وقت ہوتی ہے اور ہمارے خطے میں ہر جگہ رواج ہے کہ وہ اذان مسجد کے اندر خطیب کے سامنے ہوتی ہے ۔ آیا یہ اذان مسجد کے باہر ہونی چاہئیے یا کہ اندر ؟

(۲) ایک آدمی کہتا ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ وہ اذان خطیب کے سامنے ہوتی تھی تو کیا خطیب کے سامنے اندر ہی یا باہر ؟ اس حدیث سے کیا حکم ثابت ہوتا ہے ؟ اگر اس حدیث سے اندر ہونا ثابت ہے تو باہر اذان کہنے کی کیا دلیل ہے ؟

Marfat.com

(۳) اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو کہ مسجد کے اندر اذان کہنے پر اصرار کرے اور باہر اذان کہنے کو نئی بات قرار دے جانے واضح ہو کہ یہاں منبر ایسی جگہ بنا ہوا ہے کہ باہر سے اذان کہنے پر خطیب کا سامنا ہوتا ہے ،،
جواب اہل سنت و امام اعظم کے مذہب کے مطابق ہو و قرآن و حدیث و فقہ حنفی کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی دیں۔

الجواب (۱) خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے مسجد کے باہر ہونی چاہئے اور یہ جو رواج ہے کہ خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دی جاتی ہے۔ غلط ہے۔

(۲) بیشک حدیث شریف میں ہے کہ خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہوتی تھی مگر مسجد کے باہر دروازہ پر نہ کہ مسجد کے اندر۔ جیسا کہ حدیث کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف جلد اول ص۱۶۲ میں ہے۔ عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد و ابی بکر و عمر۔ یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں۔ اسی لئے فقہائے کرام مسجد کے اندر اذان پڑھنے کو منع فرماتے ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں جلد اول مصری ص۵۵ اور بحر الرائق جلد اول ص۲۶۸ میں ہے لایؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان پڑھنا منع ہے اور فتح القدیر جلد اول ص۲۱۵ میں ہے قالوا لایؤذن فی المسجد فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے اور طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۲۱۷ میں ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں نظم سے ہے۔

(۳) مسجد کے اندر اذان کہنے پر اصرار کرنے والا اور باہر اذان کہنے کو نئی بات قرار دینے والا جاہل گنوار ہے۔ اور حدیث مذکور و فقہائے کرام کی عبارتوں پر مطلع ہونے کے باوجود اگر نہ مانے تو ہٹ دھرم بھی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۴ رمضان ذی الحجہ سنہ ۹۱ھ

Marfat.com

مسئلہ ۔ از عبید اللہ خاں سلیمانی ۔ پاول ضلع جل گاؤں (مہاراشٹر)

زید کہتا ہے کہ خطبہ کی اذان خارج مسجد ہونا چاہئے اور یہی سنت ہے اور یہی صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے اور مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ تحریمی اور خلاف سنت ہے ۔ عمرو کہتا ہے کہ خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے منبر کے پاس ہونا چاہئے خارج مسجد خطبہ کی اذان دینا بدعت ہے ۔ لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے ۔ اور یہ بھی واضح فرمائیں کہ اگر خارج مسجد اذان دینا صحیح ہے تو مسجد کے اندر اذان دینے کا طریقہ کب سے رائج ہے اور اس کا موجد کون ہے ؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں ۔

الجواب ـــــ بیشک خطبہ کی اذان خارج مسجد ہونا چاہئے یہی سنت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے زمانۂ مبارکہ میں یہ اذان خارج مسجد ہی ہوا کرتی تھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد و ابی بکر و عمر ۔ یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں بھی رائج تھا (ابوداؤد شریف جلد اول صہ ۱۶۲) اور حضرت علامہ سلیمان جمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت مبارکہ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ الخ کے تحت تحریر فرماتے ہیں اذا جلس علی المنبر اذن علی باب المسجد ۔ یعنی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے تو مسجد کے دروازہ پر اذان پڑھی جاتی تھی ۔ اسی لئے فتاویٰ قاضی خاں، فتاویٰ عالمگیری بحر الرائق، فتح القدیر اور طحطاوی وغیرہ تمام کتب فقہ میں مسجد کے اندر اذان پڑھنے کو مکروہ و منع لکھا ہے ۔ لہٰذا عمرو جو خطبہ کی اذان خارج مسجد پڑھنے کو بدعت بتاتا ہے وہ گمراہ نہیں تو جاہل ہے اور جاہل نہیں تو گمراہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے طریقے کو بدعت بتاتا ہے ۔ رہا یہ سوال کہ مسجد کے اندر اذان دینے کا طریقہ کب سے رائج ہے اور اس کا موجد کون ہے ؟ تو ان باتوں کا جواب ان لوگوں کے ذمہ ہے جو مسجد کے اندر اذان پڑھنے کو سنت سمجھتے ہیں وہ بتائیں کہ انہوں نے کس کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے اور اس کا موجد کون ہے ۔ رہے مسجد کے باہر پڑھنے والے تو وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے طریقے پر عمل کرتے ہیں ۔ ھٰذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

کتبـــــــہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۳ رشوال ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

مسئلہ: از عبدالرشید خاں خطیب جامع مسجد ہریا، ضلع بستی

جمعہ کی اذان ثانی خارج مسجد ہونی چاہیئے یا داخل مسجد؟

الجواب: خطبہ کی اذان ثانی بھی خارج مسجد ہونی چاہیئے داخل مسجد اذان پڑھنا مکروہ و منع اور بدعت سیئہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں جمعہ کی یہ اذان مسجد سے باہر دروازہ ہی پر ہوا کرتی تھی۔ جیسا کہ ابوداؤد شریف جلد اول ص۱۶۲ میں ہے عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر۔ یعنی جب رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانۂ مبارکہ میں۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۵۵ فتاویٰ قاضی خاں جلد اول ص۷۸ اور بحر الرائق جلد اول ص۲۶۸ میں ہے لا یؤذن فی المسجد۔ یعنی مسجد کے اندر اذان کی ممانعت ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ: از محمد طاہر پاشا مقام بنکاپور ضلع دھارواڑ کرناٹک۔

جمعہ کے روز خطبہ سے پہلے جو اذان دی جاتی ہے وہ مسجد کے اندر دینا چاہیئے یا مسجد کے باہر؟ زید کہتا ہے کہ درمختار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ جمعہ کی اذان ثانی خطیب کے سامنے دی جائے۔ خطیب کے سامنے یا روبرو کا کیا مطلب نکلتا ہے؟ فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت وغیرہ دکھانے کے بعد زید کہتا ہے کہ نئی کتاب اور نئے مسائل کی ضرورت نہیں۔ رکن دین، درمختار، فتاویٰ عالمگیری یہ سب بہت پرانی کتابیں ہیں۔ اس میں خطیب کے سامنے اور خطیب کے روبرو اذان ثانی دینے کو لکھا ہے اس لئے یہ اذان مسجد کے اندر ہی دینی چاہیئے کیونکہ یہ بہت پرانا رواج ہے۔ اس سے قبل چھ ماہ تک جمعہ کی اذان ثانی باہر دی جاتی رہی جو کہ زید اب اپنی ہٹ دھرمی سے جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر دلوا رہا ہے۔ زید خود فاسق معلن ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اور زید کا یہ کہنا کہ "فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت وغیرہ یہ سب نئی کتابیں ہیں اور نئے مسائل ہیں ان کی ضرورت نہیں"، تو زید کے اس قول سے عند الشرع کیا جرم عائد ہوتا ہے۔ حدیث مبارکہ کی روشنی

Marfat.com

میں اس کا مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب ـــــ بعون الملک العزیز الوھاب خطبہ کی اذان مسجد کے باہر پڑھنا سنت ہے اور مسجد کے اندر خطیب کے سامنے دو تین ہاتھ کے فاصلہ پر پڑھنا جیسا کہ بعض جگہ رائج ہے خلاف سنت اور بدعت سیئہ ہے اس لئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور میں ایک بار بھی خطبہ کی اذان کا مسجد کے اندر ہونا ہرگز ہرگز ثابت نہیں بلکہ ان کے مبارک دور میں خطیب کے سامنے مسجد کے باہر دروازہ پر یہ اذان ہوا کرتی تھی۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف جلد اول صـ۱۶۲ میں ہے عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر۔ یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب منبر پر جمعہ کے روز تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں اھ۔ اور خطیب کے سامنے یا روبرو کا مطلب یہ ہے کہ خطبہ کی اذان خطیب کے بالمقابل مسجد کے باہر ہو۔ جو لوگ خطیب کے سامنے یا روبرو کا مطلب مسجد کے اندر ہونا سمجھتے ہیں وہ کھلی ہوئی غلطی پر ہیں کہ حدیث مذکور میں بین یدیہ کے ساتھ علی باب المسجد بھی ہے جس سے معلوم ہوا کہ خطیب کے سامنے یا روبرو کا مطلب یہ ہے کہ خطیب کے چہرے کے بالمقابل مسجد کے باہر دروازہ پر اذان ہو نہ کہ اندر جیسا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہ اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی لہٰذا کنز، دین، درمختار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں جو خطیب کے سامنے یا خطیب کے روبرو اذان ثانی دینے کو لکھا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ خطیب کے بالمقابل مسجد کے باہر ہو۔ اسی لئے ان کتابوں میں مسجد کے اندر خطیب کے سامنے دو تین ہاتھ کے فاصلے پر اذان دینے کو نہیں لکھا بلکہ مخالف کی پیش کی ہوئی کتاب فتاویٰ عالمگیری اور فقہ کی دوسری معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان پڑھنے کو مکروہ و ممنوع فرمایا جیسا کہ فتح القدیر جلد اول صـ۲۱۹ میں ہے قالوا لا یؤذن فی المسجد یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے اور بحر الرائق جلد اول صـ۲۶۸ فتاویٰ قاضی خاں جلد اول مصری صـ۷۸ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صـ۵۵ میں ہے لا یؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان پڑھنا منع ہے

Marfat.com

اور طحطاوی علی مراقی ص۱۲۱ میں ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں نظم سے ہے۔ لہٰذا جو لوگ مسجد کے اندر اذان پڑھنے کو صحیح سمجھتے ہیں وہ فقہ اور حدیث شریف کے بجائے رواج کے ماننے والے ہیں کہ ان کے پاس ہٹ دھرمی اور رواج کے سوا مسجد کے اندر اذان پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور زید جس نے یہ کہا کہ فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت سب نئی کتابیں ہیں اور سب نئے مسائل ہیں تو جاہل نہیں تو گمراہ ہے اور گمراہ نہیں تو جاہل ہے۔ کہ فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت نئی کتابیں ضرور ہیں مگر مسائل پرانے ہیں خدائے تعالیٰ مسلمانوں کو حدیث شریف اور فقہ پر عمل کرنے کی اور ہٹ دھرمی سے بچنے کی توفیق رفیق بخشے۔ (آمین) وھو تعالیٰ اعلم

کتبـــــــــــہ جلال الدین احمد امجدی

۲۰؍ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

مسئلہ:۔ از مشہور عالم محلہ ڈونگری بمبئی نمبر ۹

اذان میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــ اذان میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد المحتار جلد اول ص۲۶۷ میں تحریر فرماتے ہیں یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشہادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیہ منہا قرت عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین فانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکون قائدا لہ الی الجنۃ کذا فی کنز العباد اھ قہستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیۃ یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشھد ان محمدا رسول اللہ سنے تو صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہے اور جب دوسری بار سنے تو قرت عینی بک یا رسول اللہ اور پھر کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر اور یہ کہنا انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی رکاب میں اسے جنت میں

Marfat.com

لیجائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مثل فتاویٰ صوفیہ میں ہے۔ اور سید العلماء حضرت سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طحطاوی علی مراقی مطبوعہ قسطنطنیہ ص۱۱۱ میں علامہ شامی کے مثل لکھنے کے بعد فرمایا وذکر الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا من مسح العین بباطن انملۃ السبابتین بعد تقبیلھما عند قول المؤذن اشھد ان محمدا رسول اللہ وقال اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیا حلت لہ شفاعتی اھ وکذا روی عن الخضر علیہ السلام وبمثلہ یعمل بالفضائل۔ یعنی دیلمی نے کتاب الفردوس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع کو ذکر فرمایا۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مؤذن کے اشھد ان محمدا رسول اللہ کہتے وقت شہادت کی انگلیوں کے پیٹ کو چومنے کے بعد آنکھوں پر پھیرے اور اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیا کہے تو اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اور ایسے ہی حضرت خضر علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے اور اس قسم کی حدیثوں پر فضائل میں عمل کیا جاتا ہے۔ اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضوعات کبیر میں تحریر فرماتے ہیں اذا ثبت رفعہ الی الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیکفی للعمل بہ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین یعنی جب اس حدیث کا رفع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے اسلئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔ اور احادیث کریمہ میں تکبیر کو بھی اذان کہا گیا ہے لہٰذا تکبیر میں بھی انگوٹھا چومنا جائز و باعث برکت ہے اور اذان و تکبیر کے علاوہ بھی نام مبارک سن کر انگوٹھا چومنا جائز و مستحسن ہے کہ اس میں حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم کی تعظیم بھی ہے اور حضور کی تعظیم جس طرح بھی کی جائے باعث ثواب ہے ھذا ما ظھر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: مسئولہ قاضی محمد اسمٰعیل۔ بلوچ واڑہ شہر جوناگڈھ (گجرات)

Marfat.com

خطبہ کی اذان مسجد کے اندر پڑھی جائے یا باہر؟ فتاویٰ عالمگیری مترجم اردو جلد اول باب جمعہ میں ہے کہ خطیب جب منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے اذان دی جائے اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

الجواب جمعہ کی اذان ثانی خطیب کے سامنے خارج مسجد ہی ہونی چاہئے داخل مسجد اذان پڑھنا مکروہ و منع اور بدعت سیئہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں جمعہ کی یہ اذان مسجد کے باہر دروازہ ہی پر ہوا کرتی تھی جیسا کہ ابوداؤد شریف کی حدیث میں بالتصریح مذکور ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری اردو میں جو خطیب کے سامنے کا لفظ ہے وہ عربی لفظ بین یدیہ کا ترجمہ ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اذان مسجد کے اندر پڑھی جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ خطیب کے سامنے مسجد کے باہر پڑھی جائے جیسا کہ حدیث شریف سے ظاہر ہے بلکہ خود فتاویٰ عالمگیری میں مسجد کے اندر اذان پڑھنے کو ممنوع قرار دیا ہے جیسا کہ جلد اول مصری صفحہ ۵۵ میں ہے لا یؤذن فی المسجد۔ واللہ تعالیٰ اعلم والیہ المرجع والمآب

کتبـــــــــــــــہ
جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: از منشی عین اللہ ساکن سسہنیاں کلاں۔ ضلع گونڈہ

اذان و اقامت کے درمیان صلاۃ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب اذان و اقامت کے درمیان صلاۃ پڑھنا یعنی بلند آواز سے الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنا جائز و مستحسن ہے اس صلاۃ کا نام اصطلاح شرع میں تثویب ہے اور تثویب کو فقہائے کرام نے نماز مغرب کے علاوہ باقی نمازوں کے لئے مستحسن قرار دیا ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے والتثویب حسن عند المتاخرین فی کل صلاۃ الا فی المغرب ھکذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم وھو رجوع المؤذن الی الاعلام بالصلاۃ بین الاذان والاقامۃ وتثویب کل بلدۃ علی ما تعارفوہ اما بالتنحنح او بالصلاۃ الصلاۃ او قامت قامت لانہ للمبالغۃ فی الاعلام وانما یحصل ذلک بما تعارفوہ کذا فی الکافی اھ۔ اور درمختار میں ہے ویثوب بین الاذان والاقامۃ فی الکل للکل بما تعارفوہ۔ اور اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے لظھور التوانی فی الامور الدینیۃ قال فی العنایۃ احدث المتاخرون التثویب بین الاذان والاقامۃ

Marfat.com

علی حسب ما تعارفوہ فی جمیع الصلوات سوی المغرب مع ابقاء الاول یعنی الاصل وھو تثویب الفجر وما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن اھ۔ اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے ویثوب بعد الاذان فی جمیع الاوقات لظھور التوانی فی الامور الدینیۃ فی الاصح وتثویب کل بلد بحسب ما تعارفہ اھلھا اھ۔ اور مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول ص۴۱۸ اما التثویب بین الاذان والاقامۃ فلم یکن علی عھدہ علیہ السلام۔ واستحسن المتاخرون التثویب فی الصلوات کلھا اھ۔ اور اذان و اقامت کے درمیان خاص کر صلاۃ وسلام پڑھنے کے متعلق درمختار میں تصریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبع مائۃ واحدی وثمانین وھو بدعۃ حسنۃ اھ ملخصاً یعنی اذان کے بعد الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا ماہ ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں جاری ہوا اور یہ بہترین ایجاد ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ از ضیاء الحق ساکن ڈومری پوسٹ کٹرہ ضلع مظفرپور (بہار)

زید قبروں پر اذان دینے سے منع کرتا ہے کیا یہ صحیح ہے کہ قبر پر اذان نہیں دینی چاہئے؟

الجواب قبر پر بعد دفن میت اذان دینا جائز و مستحب ہے اعلیحضرت شیخ الاسلام الشاہ امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربہ القوی نے اپنے رسالہ مبارکہ ایذان الاجر فی اذان القبر میں پندرہ ۱۵ دلیلوں سے ثابت فرمایا ہے کہ قبر پر اذان دینا مستحب ہے اور اس اذان سے میت کیلئے سات فائدے شمار فرمایا ہے۔ حاصل یہ کہ قواعد شرعیہ کی روشنی میں یہ اذان بلا دغدغہ جائز و مستحسن ہے جو اس کو ناجائز بتائے وہ یا تو اصول شرع سے جاہل ہے یا وہابی بیدین ہے ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ثم عند رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

کتبہ
بدرالدین احمد الصدیقی القادری الرضوی

مسئلہ:۔ از صدرالدین متعلم دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف۔

Marfat.com

ایک شخص ایک مسجد میں مؤذن ہے جب کبھی اس مؤذن سے غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو لوگ باری باری اس مؤذن کو ڈانٹتے ہیں پھٹکارتے ہیں دریافت طلب یہ امر ہے کہ مصلیوں اور دیگر مسلمانوں کا اخلاق مؤذن کیساتھ کیسا ہونا چاہئے تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب اللہ جل علاو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک مؤذن بڑی فضیلت والا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامام ضامن والمؤذن مؤتمن اللھم ارشد الائمة واغفر للمؤذنین رواہ احمد وابوداؤد والترمذی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام ضامن ہے اور مؤذن امانتدار ہے اے اللہ تو ہدایت دے اماموں کو اور بخش دے اذان دینے والوں کو (احمد، ابوداؤد، ترمذی) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اذن سبع سنین محتسبا کتب لہ براءة من النار رواہ الترمذی وابن ماجہ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص خالصاً لوجہ اللہ سات برس اذان کہے اس کے لئے دوزخ سے نجات لکھی جاتی ہے (ترمذی، ابن ماجہ) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اذن ثنتی عشرة سنة وجبت لہ الجنة وکتب لہ... فی کل یوم ستون حسنة ولکل اقامة ثلثون حسنة رواہ ابن ماجہ یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بارہ برس اذان دے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اس کے اذان دینے کے بدلے ہر دن ساٹھ نیکیاں اور ہر تکبیر کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (ابن ماجہ) ان احادیث کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مؤذن بڑی اہمیت اور فضیلت والا ہے تو مؤذن کی بیقدری و تذلیل اللہ و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہوگا۔ لہٰذا ہر نمازی بلکہ ہر مسلمان کو مؤذن کی عزت کرنا ضروری ہے ہاں اگر مؤذن سے کوئی غلطی یا لغزش ہو جائے تو کوئی ایک معتمد مصلی مناسب طریقہ پر متنبہ کر دے ہر شخص ڈانٹنے پھٹکارنے پر آمادہ نہ ہو جائے کہ اس میں مؤذن کو اذیت ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۵ رجمادی الاخری ۹۰ھ

Marfat.com

مسئولہ:۔ عبدالحمید عرف جگنومیاں، مہراج گنج، کپلوستو، نیپال

زید نام کا حافظ ہے اور ایک مسلم آبادی میں جو کہ دیہات ہے مدرسی کرتا ہے اذان واقامت امامت اور میلاد و فاتحہ وغیرہ کا کام بھی انجام دیتا ہے۔ یہی زید ہندہ (جو کہ بکر کے نکاح میں ہے) سے کئی سال سے ناجائز طور پر میاں بیوی جیسا رہن سہن رکھتا تھا وطی میں بھی پکڑا گیا اور اقرار جرم عام آدمی میں کیا چند ہی ماہ کے بعد ہندہ کی لڑکی زینب کیساتھ زید کا ناجائز تعلق پیدا ہو گیا جب گندگی پھیلی لوگوں نے لعن طعن شروع کیا تو زید زینب کو لیکر فرار ہو گیا۔ تھوڑی ہی مدت میں خفیہ آمدورفت شروع کیا کچھ لوگ حتی کہ ایک سنی عالم بھی زید کے حامی بنے اب زید بڑی ڈھیٹھائی کے ساتھ اسی پرانی بستی میں آکر زینب کے ساتھ بغیر نکاح وطلاق کے میاں بیوی کا حق ادا کرتے ہوئے زندگی بسر کرتا ہے حتی کہ اب زید کے گھر میں زینب سے بچہ بھی پیدا ہونے والا ہے زید گاؤں والوں سے کہتا ہے کہ اس میں میرا کیا قصور ہے جب زینب کا شوہر طلاق دے گا تب تو میں نکاح پڑھوا ہی لوں گا زید کے بھاگ جانے کے بعد گاؤں میں دوسرے سنی صحیح العقیدہ مدرس کی تقرری ہو گئی ہے۔ اب زید بھی آگیا ہے اس لئے حق وناحق کے دو گروہ پیدا ہو گئے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) زید اذان، اقامت، امامت، میلاد وفاتحہ ایک سنی جانکار مدرس کے ہوتے ہوئے بھی کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) زید کی پرورش بحیثیت مدرس یعنی مسلمانوں کے مال سے خورد ونوش اور تنخواہ کا انتظام کرنا درست ہے کہ نہیں؟ ایک عالم صاحب معاملہ کو جانتے ہوئے کہتے ہیں کہ نکاح درست ہے اب زید اور اس کے حامیوں خصوصاً عالم صاحب سے حقہ پانی اور معاملہ داری بند کرنا مناسب ہے کہ نہیں؟ بینوا بالتفصیل

الجواب ـــــــ اللهم هداية الحق والصواب (۱) زید اگر واقعی زینب کو ناجائز طور پر رکھے ہوئے ہے تو فاسق معلن ہے اس کی اذان مکروہ ہے اگر کہدے تو دوبارہ کہی جائے جیسا کہ بہار شریعت حصہ سوم ص۱۳ میں درمختار کے حوالہ سے ہے کہ فاسق اگرچہ عالم ہی ہو اس کی اذان مکروہ ہے لہٰذا اعادہ کیا جائے اور اس کی اقامت بھی مکروہ ہے اور اس کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں ان نمازوں کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے کوئی پڑھانے والا ہو یا نہ ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اگر کوئی قابل امامت نہ ملے تو تنہا تنہا پڑھیں مگر ایسے شخص کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں غنیہ میں ہے لوقدموا فاسقا یاثمون اور درمختار میں ہے کل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها اور فتاوی رضویہ جلد ۳ ص۲۵۳ میں ہے تقديم الفاسق اثم والصلاة خلفه مكروهة تحريما والجماعة واجبة فهما في درجة واحدة ودرء الفاسد اهم من جلب المصالح

Marfat.com

اور میلاد و فاتحہ بھی اس سے پڑھانا درست نہیں ہے کیونکہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور ایسے بدکار فاسق معلن کی تعظیم ہرگز جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) زید پر واجب ہے کہ فوراً زینب کو اپنے سے الگ کر دے اور ہرگز ہرگز اس کے ساتھ ناجائز تعلق نہ رکھے اور علانیہ توبہ و استغفار کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے اور زید زینب سے کسی صورت میں بھی نکاح نہیں کر سکتا ہے اس لئے کہ وہ زینب کی ماں سے زنا کا اقرار کر چکا ہے اور جس سے زنا کر چکا ہو اس کی لڑکی سے نکاح کرنا کسی حال میں ہرگز جائز نہیں (شرح وقایہ جلد دوم ص۱۱) وھو تعالیٰ اعلم۔

(۳) زید کی پرورش کے بارے میں پوچھا جاتا ہے جو حافظ ہو کر شریعت کو کھیل بناتا ہے وہ ظالم جفا کار سخت گنہگار اور لائق عذاب قہار ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کریں قال اللہ تعالیٰ واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین (پارہ ۷، رکوع ۱۲) نکاح مذکور کو درست کہنے والا جاہل نہیں تو گمراہ ہے اور گمراہ نہیں تو جاہل ہے حدیث شریف یفتون بغیر علم ضلوا واضلوا کا مصداق ہے اس پر اپنے قول سے رجوع لازم ہے اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا بھی بائیکاٹ کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۲ ربیع النور ۱۳۹۹ھ

مسئلہ از عبد الرحمٰن قادری موضع پڑولی پوسٹ جھنگٹی (ٹھوٹھی باری) ضلع گورکھپور۔

تثویب جو اذان و اقامت کے درمیان کہی جاتی ہے جس میں الصلاۃ والسلام علیك یا رسول اللہ وغیرہ کلمات مخصوصہ پڑھے جاتے ہیں اس کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ اور خاص کر مذکورہ کلمات کا ہی پڑھنا کہاں سے ثابت ہے؟ اور حدیث شریف ان علیا رای مؤذنا یثوب فی العشاء فقال اخرجوا هٰذا المبتدع من المسجد وروی مجاهد قال دخلت مع ابن عمر مسجدا فصلی فیه الظهر فسمع مؤذنا یثوب فغضب وقال قم حتی نخرج من عند هٰذا المبتدع کا کیا مطلب ہے؟

الجواب ــــــ بعون الملك الوهاب۔ تثویب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تثویب قدیم دوسرے تثویب جدید۔ تثویب قدیم الصلاۃ خیر من النوم ہے جو اذان کی مشروعیت کے بعد

Marfat.com

فجر کی اذان میں بڑھائی گئی جیساکہ بحر الرائق جلد اول صـ۲۶۰ میں ہے وھو نوعان قدیم وحادث فالاول الصلوٰۃ خیر من النوم والثانی احدثہ علماء الکوفۃ بین الاذان والاقامۃ۔ اور جیساکہ حدیث شریف میں ہے ان بلالا اذن لصلاۃ الفجر ثم جاء الی باب حجرۃ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقال الصلاۃ یا رسول اللہ فقالت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الرسول نائم فقال بلال الصلاۃ خیر من النوم فلما انتبہ اخبرتہ عائشۃ فاستحسنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال اجعلہ فی اذانک (عنایہ مع فتح القدیر جلد اول صـ۲۱۲) اور جب لوگوں کے اندر امور دینیہ میں سستی پیدا ہوئی تو اذان واقامت کے درمیان تثویب جدید کا اضافہ کیا گیا۔

تثویب قدیم سنت ہے اور فجر کی اذان کے ساتھ خاص ہے دوسری اذان کے ساتھ بڑھانا مکروہ وممنوع ہے جیساکہ حدیث شریف میں ہے عن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تثوبن فی شئ من الصلوات الا فی صلاۃ الفجر۔ یعنی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ فجر کے علاوہ کسی دوسری نماز میں تثویب ہرگز مت کہو۔ (مشکوٰۃ شریف صـ۶۳) اور تثویب قدیم کو دوسرے وقت کی اذان میں اضافہ کرنے سے حضرت علی وحضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انکار فرمایا جیساکہ امام المحدثین حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں عن ابن عمر انہ سمع مؤذنا یثوب فی غیر الفجر وھو فی المسجد فقال لصاحبہ قم حتی نخرج من عند ھذا المبتدع وعن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکارہ بقولہ اخرجوا ھذا المبتدع من المسجد واما التثویب بین الاذان والاقامۃ فلم یکن علی عھدہ علیہ السلام واستحسن المتاخرون التثویب فی الصلوات کلھا۔ یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے ایک مؤذن سے سنا کہ وہ فجر کی اذان کے علاوہ دوسری اذان میں تثویب کہتا ہے تو آپ نے اپنے ساتھی سے فرمایا اٹھو اس مبتدع کے پاس سے نکل چلیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غیر فجر میں تثویب سے انکار ان کے اس قول سے مروی ہے کہ اس مبتدع کو مسجد سے نکال دو۔ رہی اذان واقامت کے درمیان کی تثویب تو وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہیں تھی مگر اس تثویب کو متاخرین نے سب نمازوں

Marfat.com

کے لئے مستحسن قرار دیا ہے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص۴۱۸)

معلوم ہوا کہ حضرت علی و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا انکار تثویب جدید کے لئے نہیں ہے بلکہ ان کا انکار غیر فجر میں تثویب قدیم سے ہے۔ اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "آوردہ اند کہ ابن عمر بمسجدے در آمد و مؤذن را شنید در بجز نماز فجر تثویب کرد پس از مسجد برآمد و گفت بیروں روید از پیش ایں مرد کہ مبتدع ست (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۳۰۸) اس عبارت سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نماز فجر کے علاوہ دوسری نماز کے لئے تثویب قدیم سے انکار ہے۔ اور اگر حضرت ابن عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا انکار تثویب جدید سے تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس تثویب کے بارے میں ائمۂ اسلام و فقہائے عظام کے تین اقوال ہیں۔ اول یہ کہ تثویب جدید نماز فجر کے علاوہ تمام نمازوں کے لئے مکروہ ہے فجر کا وقت چونکہ نوم و غفلت کا وقت ہے اس لئے اس میں صرف اس کی اذان کے بعد یہ تثویب جائز ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ قاضی اور مفتی وغیرہ جو مصالح مسلمین کے ساتھ مشغول ہوں صرف ان کے لئے سب نمازوں کے وقت تثویب جائز ہے۔ یہ قول حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور اسی کو امام فقیہ النفس حضرت قاضی خاں نے بھی اختیار فرمایا ہے۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت سب مسلمانوں کے لئے تثویب جائز و مستحسن ہے متاخرین نے امور دینیہ میں لوگوں کی غفلت اور سستی کے سبب اسی قول کو اختیار فرمایا جس پر اہلسنت و جماعت کا عمل ہے جیسے کہ اذان و امامت وغیرہ پر اجرت لینا علمائے متقدمین کے نزدیک ناجائز ہے مگر متاخرین علماء نے امور دینیہ میں لوگوں کی سستی دیکھ کر اسے جائز قرار دیدیا جس پر آج ساری دنیا کا عمل ہے درمختار مع شامی جلد پنجم ص۳۴ میں ہے لا تصح الاجارۃ لاجل الطاعات مثل الاذان والحج والامامۃ وتعلیم القرآن والفقہ ویفتی الیوم بصحتہا لتعلیم القرآن والفقہ والامامۃ والاذان اھ۔

اور عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول مجتبائی ص۱۵۴ میں ہے اختلف الفقہاء فی حکم ھذا التثویب علی ثلثۃ اقوال۔ الاول انہ یکرہ فی جمیع الصلوات الا الفجر لکونہ وقت نوم وغفلۃ ویشہد لہ حدیث ابی بکرۃ خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لصلاۃ الصبح فکان لا یمر برجل الا ناداہ بالصلاۃ او حرکہ برجلہ۔ اخرجہ ابو داؤد فانہ یدل علی اختصاص الفجر بتثویب فی الجملۃ۔ والثانی ما قالہ ابو یوسف واختارہ قاضی خاں انہ یجوز التثویب

Marfat.com

للامراء وکل من کان مشغولا بمصالح المسلمین کالقاضی والمفتی فی جمیع الصلوات لا لغیرھم ویشھد لہ ما ثبت بروایات عدیدۃ ان بلالا کان یحضر باب الحجرۃ النبویۃ بعد الاذان ویقول الصلاۃ الصلاۃ ۔ والثالث ما اختارہ المتاخرون ان التثویب مستحسن فی جمیع الصلوات لجمیع الناس لظھور التکاسل فی امور الدین لاسیما فی الصلاۃ ویستثنی منہ المغرب بناءً علی انہ لیس یفصل فیہ کثیرا بین الاذان والاقامۃ صرح بہ العنایۃ والدرر و النھایۃ وغیرھا ۔

متون مثلاً تنویر الابصار[1]، وقایہ[2]، نقایہ[3]، کنز الدقائق[4]، غرر الاحکام[5]، غرر الاذکار[6]، وافی[7]، ملتقی[8]، اصلاح[9]، نور الایضاح[10] ۔ اور شروح مثلاً درمختار[11]، ردالمحتار[12]، طحطاوی[13]، عنایہ[14]، نہایہ[15]، غنیہ شرح منیہ[16]، صغیری[17]، بحر الرائق[18]، نہر الفائق[19]، تبیین الحقائق[20]، برجندی[21]، قہستانی[22]، درر[23]، ابن ملک[24]، کافی[25]، مجتبیٰ[26]، ایضاح[27]، امداد الفتاح[28]، مراقی الفلاح[29]، طحطاوی علی مراقی[30] ۔ اور فتاویٰ مثلاً ظہیریہ[31]، خانیہ[32]، خلاصہ[33]، خزانۃ المفتیین[34]، جواہر اخلاطی[35] اور فتاویٰ عالمگیری[36] وغیرہا کتب معتبرہ میں اذان واقامت کے درمیان تثویب کو جائز و مستحسن لکھا ہے درمختار مع شامی جلد اول مطبوعہ دیوبند صـ۲۶۱ میں ہے یثوب بین الاذان والاقامۃ فی الکل للکل بما تعارفوہ اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے التثویب العود الی الاعلام بعد الاعلام درر ۔ قولہ فی الکل ای کل الصلوات لظھور التوانی فی الامور الدینیۃ ۔ قال فی العنایۃ احدث المتاخرون التثویب بین الاذان والاقامۃ علی حسب ما تعارفوہ فی جمیع الصلوات سوی المغرب مع ابقاء الاول یعنی الاصل وھو تثویب الفجر وما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن اھ ۔ قولہ بما تعارفوہ کتنحنح او قامت قامت او الصلاۃ الصلاۃ ولو احدثوا اعلاما مخالفا لذلک جاز نھر عن المجتبیٰ اھ ملتقطا ۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صـ۵۳ میں ہے التثویب حسن عند المتاخرین فی کل صلاۃ الا فی المغرب ھکذا فی شرح النقایہ للشیخ ابی المکارم وھو رجوع المؤذن الی الاعلام بالصلاۃ بین الاذان والاقامۃ وتثویب کل بلد ما تعارفوہ اما بالتنحنح او بالصلاۃ الصلاۃ او قامت قامت

Marfat.com

لانه للمبالغة فی الاعلام وانما یحصل ذلک بما تعارفوہ کذا فی الکافی ۔

ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ مسلمان امور دین میں سست ہوگئے ہیں اس وجہ سے متاخرین نے اذان واقامت کے درمیان تثویب کو مقرر کیا اور تثویب مغرب کے علاوہ ہر نماز کے لئے جائز ہے ۔ اور مسلمان جس چیز کو اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے ۔ اور تثویب کے لئے کوئی الفاظ خاص نہیں ہیں لوگ جو الفاظ بھی مقرر کرلیں جائز ہے ۔ آج کل تثویب میں الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ وغیرہ کلمات مخصوصہ عموماً کہے جاتے ہیں اس لئے کہ ان سے اعلام کے ساتھ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار بھی ہوتا ہے اور اسی لئے جو لوگ حضور کی عظمت کے مخالف ہیں وہ تثویب کی مخالفت کرتے ہیں ورنہ تثویب کا جائز و مستحسن ہونا جبکہ تمام کتب متداولہ میں مذکور ہے اس کی مخالفت کی کوئی وجہ نہیں ۔ اور تثویب میں الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا ماہ ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں جاری ہوا جو بہترین ایجاد ہے جیساکہ درمختار مع شامی جلد اول مطبوعہ دیوبند ص۲۶۱ میں ہے التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنة سبع مائة واحدی وثمانین وھو بدعة حسنة اھ ۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

کتبــــــــہ
جلال الدین احمد الامجدی
۶ر صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

باب شروط الصلاۃ

نماز کی شرطوں کا بیان

مسئلہ:- از جمیل احمد سائکل مستری مہراج گنج ضلع بستی۔

بہت سے لوگ اتنی باریک دھوتی یا لنگی پہن کر نماز پڑھتے ہیں کہ بدن جھلکتا ہے تو ایسے لوگوں کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور باریک دوپٹہ اوڑھ کر عورتوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب:- مرد کو ناف سے گھٹنے تک چھپانا فرض ہے۔ لہٰذا اتنی باریک دھوتی یا لنگی پہن کر نماز پڑھی کہ جس سے بدن کی رنگت چمکتی ہے تو نماز بالکل نہیں ہوئی۔ اور بعض لوگ جو دھوتی اور لنگی کے نیچے جانگھیا پہنتے ہیں تو اس سے ران کا کچھ حصہ تو چھپ جاتا ہے مگر پورا گھٹنا اور ران کا کچھ حصہ باریک دھوتی اور لنگی کے نیچے سے جھلکتا ہے تو اس صورت میں بھی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ گھٹنے کا چھپانا بھی فرض ہے حدیث شریف میں ہے الرکبة من العورة۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۵۴ میں ہے العورة للرجل من تحت السرة حتی تجاوز رکبتیہ فسرتہ لیست بعورة عند علمائنا الثلاثة ورکبتہ عورة عند علمائنا جمیعا ھکذا فی المحیط۔ پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ پر چند سطروں کے بعد ہے الثوب الرقیق الذی یصف ما تحتہ لا تجوز الصلاة فیہ کذا فی التبیین

اور اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ کر عورتوں کی نماز نہیں ہوگی کہ جس سے بال کا رنگ جھلکے اس لئے کہ عورتوں کو بال کا چھپانا بھی فرض ہے بلکہ مونھ، ہتھیلی اور پاؤں کے تلوؤں کے علاوہ پورے بدن کا چھپانا ضروری ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۵۴ میں ہے بدن الحرة عورة الا وجھھا وکفیھا وقدمیھا کذا فی المتون۔ وشعر المرأة ما علی رأسھا عورة واما المسترسل ففیہ روایتان الاصح انہ عورة کذا فی الخلاصة وھو الصحیح وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث

Marfat.com

وعلیہ الفتوی کذا فی معراج الدرایۃ۔ اور بہار شریعت حصہ سوم ص۴۳ پر ہے اتنا باریک دوپٹہ جس سے بال کی سیاہی چمکے عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی نہ ہوگی جب تک کہ اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے۔ انتہی بالفاظہ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبــــــــــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ از ارشاد حسین صدیقی بانی دار العلوم امجدیہ کسان ٹولہ سنڈیلہ ضلع ہردوئی۔

ظہر کی نماز پڑھنے کے ارادہ سے کھڑا ہو مگر نیت کرتے میں زبان سے لفظ عصر نکل جائے تو ظہر کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــ نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں۔ لہٰذا جب دل میں ظہر کی نماز پڑھنے کا ارادہ ہو اور زبان سے لفظ عصر نکل جائے تو ظہر کی نماز ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر فرض پڑھنے کا ارادہ ہو مگر بھول کر سنت کہدے تو فرض نماز ہو جائے گی۔ خلاصہ یہ کہ نیت میں زبان کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ دل میں جو ارادہ ہو اس کا اعتبار ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے المعتبر فیھا عمل القلب اللازم للارادۃ فلا عبرۃ للذکر باللسان ان خالف القلب لانہ کلام لا نیۃ۔ اسی کے تحت شامی جلد اول ص۲۷۸ میں ہے لو قصد الظھر وتلفظ بالعصر سھوا اجزأہ کما فی الزاھدی قھستانی۔ ھذا ما عندی وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبــــــــــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ از ضیاء الحق ساکن ڈومری پوسٹ کٹرہ ضلع مظفر پور (بہار)

زید عید کی نماز پڑھانے کھڑا ہوا اور کہا جسے عید کی نماز کی نیت نہ آتی ہو وہ یہ کہدے "جو نیت امام کی وہ نیت میری" کیا یہ کہنے سے نماز عید ہو جائے گی؟

الجواب ـــــــــــ ہاں ہو جائے گی۔ بہار شریعت حصہ سوم ص۵۳ میں ہے "جب امام کے پیچھے ہو اور یہ نیت کرے کہ امام جو نماز پڑھتا ہے وہی میں بھی پڑھتا ہوں تو یہ نماز ہو جائے گی انتہی۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبــــــــــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۹؍ ذوالقعدہ ۱۳۸۷ھ

Marfat.com

مسئلہ:۔ از محمد حسن محلہ باغیچہ التفات گنج ضلع فیض آباد

کچھ لوگ اللہ اکبر کو آللہ اکبر یا اللہ آکبر کہتے ہیں اور بعض لوگ اللہ اکبار کہتے ہیں تو اس سے نماز میں کچھ خرابی پیدا ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــ کلمۂ جلالت یا لفظ اکبر میں ہمزہ کو مد کے ساتھ آللہ اکبر یا اللہ آکبر تکبیر تحریمہ میں کہا تو نماز شروع ہی نہیں ہوئی۔ اور اگر درمیان نماز تکبیرات انتقالیہ میں کہیں ایسا کہدیا تو نماز باطل ہوگئی۔ اس لئے کہ ایسا کہنے سے استفہام پیدا ہو جاتا ہے جو مفسد نماز ہے۔ اور اللہ اکبار کہنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ اکبار کبر کی جمع ہے جس کے معنی ہیں ڈھول۔ اور یا تو اکبار حیض یا شیطان کا نام ہے شامی جلد اول مطبوعہ ہند صفحہ ۳۰۴ پر درمختار کی عبارت عن مد ھمزات کے تحت ہے ای ھمزۃ اللہ وھمزۃ اکبر اطلاقا للجمع علی مافوق الواحد لانہ یصیر استفھاما وتعمدہ کفر فلا یکون ذکرا فلا یصح الشروع بہ ویبطل الصلاۃ بہ لو حصل فی اثنائہا فی تکبیرات الانتقال ـــــ اور اسی سے متصل پھر درمختار کی عبارت باء باکبر کے تحت ہے ای وخالص عن مد باء اکبر لانہ یکون جمع کبر وھو الطبل فیخرج عن معنی التکبیر او ھو اسم للحیض او للشیطان فتثبت الشرکۃ اھ ھذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ از مرتضیٰ حسین خاں۔ دیوریا رام پور ضلع بستی۔

چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ـــــ چلتی ہوئی ٹرین میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے مگر فرض، واجب اور سنت فجر پڑھنا جائز نہیں۔ اسلئے کہ نماز کے لئے شروع سے آخر تک اتحاد مکان اور جہت قبلہ شرط ہے اور چلتی ہوئی ٹرین میں شروع نماز سے آخر تک قبلہ رخ رہنا اگرچہ بعض صورتوں میں ممکن ہے لیکن اختتام نماز تک اتحاد مکان یعنی ایک جگہ رہنا کسی طرح ممکن نہیں اس لئے چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ ہاں اگر نماز کے اوقات میں نماز پڑھنے کی مقدار ٹرین کا ٹھہرنا ممکن نہ ہو تو چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھ لے پھر موقع ملنے پر اعادہ کرے ردالمحتار جلد

Marfat.com

اول ص۴۷۲ میں ہے الحاصل ان کلامن اتحاد المکان واستقبال القبلۃ شرط فی صلاۃ غیر النافلۃ عند الامکان لا یسقط الا بعذر اھ۔ یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ نفل نماز کے علاوہ سب نمازوں کے لئے اتحاد مکان اور استقبال قبلہ یعنی ایک جگہ ٹھہرنا اور قبلہ رخ ہونا آخر نماز تک بقدر امکان شرط ہے جو بغیر عذر شرعی ساقط نہ ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ ٹرین نماز کے اوقات میں کہیں نہ کہیں اتنی دیر ضرور ٹھہرتی ہے کہ دو یا چار رکعت نماز فرض آسانی سے پڑھ سکتا ہے کہ ٹرین ٹھہرنے سے پہلے وضو سے فارغ ہو کر تیار رہے اور ٹرین ٹھہرتے ہی اتر کر یا ٹرین ہی میں قبلہ رخ کھڑے ہو کر پڑھ لے اگر اتنی قدرت کے باوجود کاہلی اور سستی سے چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھے گا تو وہ شرعاً معذور نہ ہوگا اور نماز نہ ہوگی ـــ اور بعض لوگ جو ٹرین کو کشتی پر قیاس کر کے چلتی ہوئی ٹرین میں بیٹھکر نماز پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں وہ صحیح نہیں اسلئے کہ ٹرین خشکی کی سواری ہے اور کشتی دریا کی۔ اگر کشتی کو بیچ دریا میں ٹھہرایا بھی جائے تو پانی ہی پر ٹھہرے گی اور زمین اسے میسر نہ ہوگی اور ٹھہرنے کی حالت میں بھی دریا کی موجوں سے ہلتی رہے گی بخلاف ٹرین کے کہ وہ زمین ہی پر ٹھہرتی ہے اور مستقر رہتی ہے تو اسکو کشتی پر کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر ٹرین اوقات نماز میں عام طور پر جگہ جگہ ٹھہرتی ہے تو اس پر سے اتر کر یا اس میں کھڑے ہو کر نماز بخوبی پڑھ سکتے ہیں اور کشتی جہاز و اسٹیمر نماز کے اوقات میں جا بجا نہیں ٹھہرتے ہیں بلکہ خاص مقام ہی پر جا کر ٹھہرتے ہیں اور کبھی کنارے سے دور ٹھہرتے ہیں کہ اس سے اتر کر کنارے پر جانے اور واپس آنے کا وقت نہیں ملتا اس لئے ٹرین کو کشتی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں کشتی کے بارے میں بھی یہی حکم ہے کہ اگر زمین پر اس کا ٹھہرنا ٹھہرانا یا اس پر سے اتر کر نماز پڑھنا ممکن ہو تو اس پر بھی نماز پڑھنا صحیح نہیں مراقی الفلاح میں ہے فان صلی فی المربوطۃ بالشط قائما وکان شئ من السفینۃ علی قرار الارض صحت الصلاۃ بمنزلۃ الصلاۃ علی السریر وان لم یستقر منہا شئ علی الارض فلا تصح الصلاۃ فیہا علی المختار کما فی المحیط والبدائع الا اذا لم یمکنہ الخروج بلا ضرر فیصلی فیہا اھ۔ اور طحطاوی علی مراقی میں ہے قال الحلبی ینبغی ان لا تجوز الصلاۃ فیہا اذا کانت سائرۃ مع امکان الخروج الی البر اھ۔ خلاصہ یہ کہ چلتی ہوئی ٹرین میں فرض، واجب اور سنت فجر پڑھنا جائز نہیں بہار شریعت حصہ چہارم ص۱۹ میں ہے چلتی ریل گاڑی پر بھی فرض و واجب اور سنت فجر نہیں ہو سکتی اور اس کو جہاز و کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی اور ریل گاڑی ایسی نہیں۔ اور کشتی پر بھی اسی وقت

Marfat.com

نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو۔ کنارہ پر ہو اور خشکی پر آسکتا ہو تو اس پر بھی جائز نہیں ہے لہٰذا جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اس وقت یہ نمازیں پڑھے۔ اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں من وجہۃ العباد کوئی شرط یا رکن مفقود ہو اس کا یہی حکم ہے انتہی بالفاظہ۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم جمادی الاخریٰ ۹۹ھ

مسئلہ۔ از محمد حنیف میاں سہنیاں کلاں ضلع گونڈہ۔

امام، مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والے کو محراب یا در میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟

الجواب امام کو بلا ضرورت محراب میں اس طرح کھڑا ہونا کہ پاؤں محراب کے اندر ہوں مکروہ ہے۔ ہاں اگر پاؤں باہر اور سجدہ محراب کے اندر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح امام کا در میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے لیکن پاؤں باہر اور سجدہ در میں ہو تو کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ در کی کرسی بلند نہ ہو اس لئے کہ اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے چار گرہ زیادہ اونچی ہو تو نماز بالکل نہیں ہوگی۔ اور اگر چار گرہ یا اس سے کم بقدر ممتاز بلند ہے تو بھی کراہت سے خالی نہیں۔ اور بے ضرورت مقتدیوں کا در میں صف قائم کرنا سخت مکروہ ہے کہ باعث قطع صف ہے اور قطع صف ناجائز ہے ہاں اگر کثرت جماعت کے سبب جگہ میں تنگی ہو اس لئے مقتدی در میں اور امام محراب میں کھڑے ہوں تو کراہت نہیں۔ اسی طرح اگر بارش کے سبب پچھلی صف کے لوگ دروں میں کھڑے ہوں تو کوئی حرج نہیں کہ یہ ضرورت ہے۔ اور الضرورات تبیح المحظورات۔ رہا تنہا نماز پڑھنے والا تو وہ بلا ضرورت بھی محراب و در میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۴۲) وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از غلام حسین اشرفی مقام وڈاک خانہ مُرولیا ضلع پرولیا (مغربی بنگال)

میں چار رکعت والی سنت اور نفل نماز کی ادائیگی میں عام دستور کے مطابق قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھ کر تیسری کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں اور تیسری کی ابتدا بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ سے کرتا ہوں جب کہ پچھلے دنوں نماز کی ایک کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ عبارت نظر آئی۔ اگر نماز نفل یا غیر سنت مؤکدہ چار رکعت والی پڑھنا ہے تو دوسری رکعت میں

Marfat.com

قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ کر کھڑا ہو جانا چاہئے اور تیسری رکعت میں ثنا یعنی سبحانک اللھم سے شروع کرنا چاہئے۔ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں اس کا خیال رکھئے۔ اس سے میں اور میرے احباب پریشان ہیں۔ لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ اس کی صحت یا عدم صحت کی وضاحت فرمائیے مذکورہ بالا عبارت کی صحت کی بنیاد پر ہماری پچھلی نمازیں ہم پر واجب الاعادہ تو نہیں ہیں؟

الجواب ــــــ کتاب مذکور کی منقولہ عبارت صحیح ہے۔ در مختار مع شامی جلد اول ص ۴۵۴ میں ہے۔

لا یصلی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولیٰ فی الاربع قبل الظھر والجمعۃ ولا یستفتح اذا قام الی الثالثۃ منھا وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ ولو نذرا لان کل شفع صلٰوۃ۔

لیکن ان کا پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ بہتر ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ چار رکعت تراویح یا نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں درود شریف و دعا اور تیسری رکعت میں سبحانک اللھم پڑھنا بہتر ہے (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۴۶۹) اسی لئے کتاب مذکور کے مصنف نے واجب اور سنت وغیرہ کا لفظ نہ لکھا بلکہ یوں لکھا کہ درود شریف پڑھکر کھڑا ہونا چاہئے اور تیسری رکعت ثنا سے شروع کرنا چاہئے۔ لہٰذا نفل یا سنت غیر مؤکدہ کی چار رکعت والی نماز میں اگر کسی نے دو رکعت پر درود شریف اور تیسری رکعت پر ثنا نہ پڑھی تو اس نماز کا اعادہ واجب نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۶ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

فرائضِ نماز

مسئلہ: از غفور علی موضع کٹری بازار ضلع بستی۔

کیا عورتوں کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے؟ اکثر عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ فرض اور واجب سب نمازیں بیٹھ کر پڑھتی ہیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: فرض، وتر، عیدین اور سنت فجر میں قیام فرض ہے یعنی بلا عذر صحیح یہ نمازیں بیٹھ کر پڑھی گئیں تو نہ ہوں گی۔ بحر الرائق ص ۲۹۲ جلد اول میں ہے وھو فرض فی الصلاۃ للقادر علیہ فی الفرض وما ھو ملحق بہ اھ۔ اور فتاویٰ عالمگیری ص ۶۳ جلد اول میں ہے وھو فرض فی صلاۃ الفرض والوتر ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ والسراج الوھاج اھ۔ اور شامی جلد اول ص ۲۹۹ میں ہے وسنۃ الفجر لا تجوز قاعدا من غیر عذر باجماعھم کما ھو روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ کما صرح بہ فی الخلاصۃ اھ۔ اور بہار شریعت حصہ سوم ص ۶۹ میں غنیہ سے ہے اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے اھ اور فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۵۲ میں تنویر الابصار و درمختار سے ہے ان قدر علی بعض القیام ولو متکئا علی عصا او حائط قام لزوما بقدر ما یقدر ولو قدر اٰیۃ او تکبیرۃ علی المذھب اھ۔ اور یہ حکم مردوں کے لئے خاص نہیں ہے یعنی جس طرح نمازیں قیام مردوں کے لئے فرض ہے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی فرض ہے لہٰذا فرض و واجب تمام نمازیں جن میں قیام ضروری ہے بغیر عذر صحیح بیٹھ کر نہیں ہو سکتیں۔ جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی گئیں ان سب کی قضا پڑھنا اور توبہ کرنا فرض ہے۔ اگر قضا نہیں پڑھیں گی اور توبہ نہیں کریں گی تو سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوں گی۔ ہاں نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اسلئے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے میں بیٹھ کر پڑھنے سے دوگنا ثواب ہے اور وتر کے بعد جو دو رکعت پڑھی جاتی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

Marfat.com

ھکذا فی بہارشریعت ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ :۔ از عبدالوارث الیکٹرک دوکان مدینہ مسجد ریتی روڈ گورکھپور ۔

قرآن مجید آہستہ پڑھنے کی ادنیٰ مقدار کیا ہے ؟ بہت سے لوگ صرف ہونٹ ہلاتے ہیں ۔ تو اس طرح قرآن پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں ؟

الجوابــــــــ قرآن مجید آہستہ پڑھنے کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ خود سنے ۔ اگر صرف ہونٹ ہلائے یا اس قدر آہستہ پڑھے کہ خود نہ سنے تو نماز نہ ہوگی ۔ بہار شریعت حصۂ سوم صـ۶۹ـ میں ہے " آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ضروری ہے کہ خود سنے ۔ اگر حروف کی تصحیح توکی مگر اس قدر آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور وغل یا ثقل سماعت بھی نہیں تو نماز نہ ہوئی اھ ــــــ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صـ۶۵ـ میں ہے ان صحح الحروف بلسانہ ولم یسمع نفسہ لایجوز وبہ اخذ عامۃ المشائخ ھکذا فی المحیط وھو المختار ھکذا فی السراجیۃ وھو الصحیح ھکذا فی النقایۃ ۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب ۔

کتبــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ :۔ از حیدر علی متعلم دار العلوم منظر اسلام التفات گنج ضلع فیض آباد ۔

منفرد نے نماز ظہر فرض پڑھی تین رکعتوں کو بھری پڑھی چوتھی رکعت میں سورت نہیں ملائی رکوع وسجود کرکے نماز پوری کرلی تو اس کی نماز ادا ہوئی کہ نہیں ؟

الجوابــــــــ منفرد کی نماز بلا کراہت ادا ہوگئی اس لئے کہ اسے فرض کی آخری دو رکعتوں میں سورت کا ملانا جائز ہے ۔ نہ واجب ہے نہ مکروہ ۔ لہٰذا دونوں رکعتوں میں ملائے یا ایک میں بہر صورت جائز ہے البتہ صاحب حلیہ نے خلاف اولیٰ کا افادہ فرمایا ہے اور خلاف اولیٰ وہ ہے کہ جس کا نہ کرنا بہتر اور کیا تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ بعض ائمہ نے فرض کی آخری دو رکعتوں میں ضم سورہ کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے ۔ اور ظاہر یہ استحباب صرف منفرد کے لئے ہے امام کے لئے ضرور مکروہ ہے بلکہ مقتدیوں پر گراں گذرے تو حرام ہے درمختار میں ہے ضم سورۃ فی الاولیین من الفرض وھل یکرہ فی الاخریین المختار لا ۔ اور

Marfat.com

ردالمحتار جلد اول صـ۳۰۸ـ میں ہے فی البحر عن فخر الاسلام ان السورۃ مشروعۃ فی الاخریین نفلاً وفی الذخیرۃ انہ المختار وفی المحیط وھو الاصح والظاھر ان المراد بقولہ نفلاً الجواز والمشروعیۃ بمعنی عدم الحرمۃ فلاینافی کونہ خلاف الاولیٰ کما افادہ فی الحلیۃ اھ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۱۸؍ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ:۔ از غلام غوث علوی براؤں شریف ضلع بستی۔

زید نے مغرب کی نماز پڑھاتے ہوئے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد وقال الذین کفروا پڑھکر اس کے بعد کے کلمات بھول گیا فوراً ہی اس نے وقال ارکبوا فیھا بسم اللہ مجرىھا ومرسٰھا ان ربی لغفور رحیم اور چند آیات کریمہ پڑھکر رکوع میں چلا گیا بعد نماز بکر نے کہا کہ نماز واجب الاعادہ ہے کیونکہ جس آیت کو پہلے شروع کیا تھا اس کا پڑھنا واجب ہے اور یہاں ترک واجب پایا گیا لہٰذا نماز پھر سے دہرائی گئی۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ بکر کا یہ قول از روئے شرع کیسا ہے؟

الجواب بکر کا قول صحیح نہیں اسلئے کہ زید بھول جانے کے سبب دوسری آیت کی طرف منتقل ہوا اور اس صورت میں نہ ترک واجب نہ کسی قسم کی کراہت جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صـ۱۲۵ـ میں ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم جمادی الاولیٰ ۹۶ھ

مسئلہ:۔ از محمد عبدالحفیظ رضوی جونپوری سنی کھاڑی مسجد کرلا بمبئی۔

حالت نماز میں قرآن کریم پڑھتے ہوئے اگر ایسی غلطی ہوگئی کہ جس سے معنی فاسد ہو گئے مگر پھر خود بخود فوراً درست کرلیا یا لقمہ دینے سے اصلاح کیا تو نماز باطل ہوئی یا صحیح ہوگئی؟

الجواب بعون الملک الوھاب جبکہ خود بخود درست کرلیا یا مقتدی کے لقمہ دینے سے اصلاح کرلی تو نماز صحیح ہوگئی باطل نہ ہوئی۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صـ۲۱۴ـ میں ہے "اگر امام نے ایسی غلطی کی جس سے نماز فاسد ہوگی تو لقمہ دینا فرض ہے نہ دے گا اور اس کی تصحیح نہ ہوگی تو سب کی نماز

Marfat.com

جاتی رہے گی اھ۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبـــــــہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ :۔ از فقیر ابوالنصر غلام رضوی قادری موتی گنج گونڈہ۔

چار رکعت فرض کی نماز امام نے شروع کر دی اور دو رکعتیں ہو چکی کوئی تیسری رکعت میں شامل ہو دو رکعتیں تو امام کے ساتھ پوری کیں مگر جب چھوٹی ہوئی رکعت پڑھے تو اس میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت ملایا جائے یا نہیں؟

الجواب ـــــــ پہلی اور دوسری رکعت یا صرف پہلی رکعت چھوٹ جانے کی صورت میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب مقتدی اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پوری کرے گا تو اس میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملانا واجب ہے۔ اگر بھول کر چھوڑ دے گا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ اور اگر قصداً جان بوجھ کر چھوڑ دے گا تو نماز کا اعادہ واجب ہوگا۔ درمختار میں ہے ھو منفرد ویقضی اول صلاتہ فی حق قراءۃ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۴ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۸۹ھ

مسئلہ :۔ از محمد قمرالزماں صدیقی کیرآف انڈین آئیل کمپنی فاربس گنج ضلع پورنیاں (بہار)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید جو دارالعلوم دیوبند کا فارغ ہے اور قاری بھی ہے وہ امامت بھی کرتا ہے نماز میں ولا الضالین کے ضاد کو قصداً ظا پڑھتا ہے اور اسی کو صحیح مانتا ہے بکر کا کہنا ہے کہ یہ غلط ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان دونوں میں سے کس کی بات مانی جائے نیز ضاد کی ادائیگی کس طرح کیجائے اور ضاد کو ظا پڑھنے والے کے لئے کیا حکم ہے جواب مع حوالہ تحریر فرمائیں تاکہ زید کو دنداں شکن جواب دیا جاسکے۔

الجواب ـــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب زید جو دارالعلوم دیوبند کا فارغ ہے دیابنہ کے کفریات قطعیہ مندرجہ حفظ الایمان ص۸ تحذیرالناس ص۳، ۱۴، ۲۸ اور براہین قاطعہ ص۵۱ کی بنا پر مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، ہندوستان، پاکستان، اور بنگال وبرما کے سینکڑوں علمائے کرام ومفتیان عظام

Marfat.com

نے جو مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی کو کافر و مرتد قرار دیا ہے جس کی تفصیل حسام الحرمین اور الصوارم الھندیۃ میں ہے اسے یہ فتویٰ تسلیم ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تسلیم ہے تو بمطابق فتویٰ حسام الحرمین وہ بھی کافر و مرتد ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا بہر صورت باطل محض ہے اور اگر حسام الحرمین کا فتویٰ تسلیم ہے مگر ضاد کو قصداً ظاء پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ ہوگی کہ قصداً ضاد کو ظاء پڑھنا حرام قطعی ہے زید سراسر غلطی پر ہے بکر کا کہنا صحیح ہے فتاویٰ رضویہ جلد سوم صہ ۱۱۱ میں ہے ض، ظ، ذ، اور زمعجمات سب حروف متباینہ متغائرہ ہیں ان میں کسی کو دوسرے سے تلاوت قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اسے پڑھنا نماز میں ہو خواہ بیرون نماز حرام قطعی و گناہ عظیم افترا علی اللہ و تحریف کتاب کریم ہے انتہیٰ۔ ضاد کا مخرج زبان کی داہنی یا بائیں کروٹ ہے یوں کہ اکثر پہلوئے زبان حلق سے نوک کے قریب تک اسی جانب کوان بالائی داڑھوں کی طرف جو وسط زبان کے محاذی ہیں قریب ملاصق ہوتا ہوا اگلیوں کی طرف دراز ہو ھکذا فی الجزء الثالث من الفتاوی الرضویۃ علی صہ ۱۱۱ اور ضاد کو قصداً ظاء پڑھنے والا مفتری علی اللہ، محرف قرآن کریم اور حرام قطعی کا مرتکب ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۳ رجمادی الاخریٰ ۹۶ھ

مسئلہ :۔ از محمد فاروق القادری جل ہری مسجد موضع جل ہری۔ پوسٹ سنا باند ضلع بان کوڑا (بنگال)

بنگلہ میں قرآن شریف چھپانا جائز ہے یا نہیں ؟ اور ایک شخص جو ق، ک ش، س اور الحمد کو الھمد پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ اور اللہ اکبر کو، اللہ اکبار کہنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب :۔ قرآن مجید کا ترجمہ بنگلہ وغیرہ میں چھپانا تو جائز ہے۔ لیکن اس کے اصل عربی متن کو بنگلہ میں لکھانا اور چھپانا جائز نہیں۔ اور شخص مذکور اگر ش، ق اور ح کی ادائیگی پر بالفعل قادر ہے مگر اپنی لاپرواہی سے حروف کو صحیح ادا نہیں کرتا تو خود اس کی نماز باطل اور اس کے پیچھے دوسروں کی نماز بھی باطل۔ اور اگر بالفعل حروف کی ادائیگی پر قادر نہیں اور صحیح پڑھنے کے لئے جان لڑا کر کوشش بھی نہ کی تو اس صورت میں بھی اس کی اور اس کے پیچھے دوسروں کی نماز نہیں ہوگی۔ اور اگر برابر حد درجہ کی کوشش کئے جا رہا ہے مگر

Marfat.com

کسی طرح صحیح حروف کو ادا نہیں کر پاتا تو اس کا حکم مثل امی کے ہے کہ اگر کسی صحیح پڑھنے والے کے پیچھے نماز مل سکے مگر وہ تنہا پڑھے یا امامت کرے تو نماز باطل ہے البتہ اگر رات دن برابر تصحیح حروف میں کوشش کرتا رہے اور امید کے باوجود طول مدت سے گھبرا کر نہ چھوڑے اور الحمد شریف جو واجب ہے اس کے علاوہ شروع نماز سے آخر تک کوئی ایسی آیت یا سورہ نہ پڑھے کہ جن کے حروف ادا نہ کر پاتا ہو بلکہ ایسی سورتیں اور آیتیں اختیار کرے کہ جن کے حروف کی ادائیگی پر قادر ہو اور کوئی شخص صحیح پڑھنے والا نہ مل سکے کہ جس کی وہ اقتدا کرے اور جماعت بھر کے سب لوگ اسی کی طرح ق کو ک، ش کو س اور ح کو ہ پڑھنے والے ہوں تو جب تک کوشش کرتا رہے گا اس کی نماز بھی ہو جائے گی اور اس کے مثل دوسروں کی بھی اس کے پیچھے ہو جائے گی۔ اور جس دن امید کے باوجود تنگ آکر کوشش چھوڑ دے یا صحیح القرات کی اقتدا ملتے ہوئے خود امامت کرے یا تنہا پڑھے تو اس کی نماز باطل اور اس کے پیچھے دوسروں کی بھی باطل یہی قول مفتی بہ ہے۔ اور اللہ اکبر کو اللہ اکبار پڑھنے والے کی نہ اپنی نماز ہوگی نہ اس کے پیچھے دوسروں کی۔ درمختار مع ردالمحتار جلد اول صـ۳۹۱ میں ہے۔ لا یصح اقتداء غیر الالثغ به علی الاصح وحرر الحلبی وابن الشحنة انه بعد بذل جهده دائما حتما کالامی فلا یؤم الامثله ولا تصح صلاته اذا امکنه الاقتداء بمن یحسنه او ترك جهده اووجد قدر الفرض مما لا لثغ فیه هذا هو الصحیح المختار فی حکم الالثغ وکذا من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف اھ ملخصًا۔ اور ردالمحتار جلد اول میں صـ۳۹۲ پر ہے من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف کالرحمٰن الرحیم والشیطان الرجیم والآلمین وایاك نابد وایاك نستئین السرات انأمت فکل ذٰلك حکمه مامر من بذل الجهد دائما والا فلا تصح الصلوٰة به اھ ملتقطا اور درمختار مع شامی جلد اول صـ۳۲۳ میں ہے اذا مد احد الهمزتین مفسد وتعمده کفر وکذا الباء فی الاصح۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبــــــــــــــــــــــه
جلال الدین احمد امجدی
۱۹ ر جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: از محمد کمال الدین خطیب جامع مسجد مقام ملفت گنج ضلع فرید پور (بنگلہ دیش)

ہمارے بنگلہ دیش میں خارج نماز بغرض شبینہ میکروفون کے ذریعہ چند حفاظ ایک مجلس میں بلند آواز سے

Marfat.com

قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں جس کی آواز بہت دور تک پہونچتی ہے لیکن بیرون مسجد کے لوگوں کے استماع وانصات کے حکم میں دو مفتی صاحبان کی طرف سے جواز وعدم جواز کے حسب ذیل دو مختلف فتوے موصول ہوئے ہیں۔

(۱) نقل فتویٰ جو مولانا عبدالمقتدر کی تحریر ہے۔

سوال :۔ جس کے آس پاس لوگ اپنے اپنے شغل میں مشغول ہوں اور تلاوت قرآن مجید کی طرف متوجہ نہ ہوں تو اس حال میں قاری کو بلند آواز سے یا میکروفون سے تلاوت کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو قاری گنہگار ہوگا یا نہیں؟

جواب :۔ چونکہ کلام مجید میں استماع وانصات کا حکم مطلق ہے نماز یا غیر نماز کے ساتھ مقید نہیں اگرچہ آیت نماز کے شان میں نازل ہوئی۔ مجلس کے اندر یا باہر جہاں تک آواز پہونچے سننے والوں پر استماع وانصاف فرض ہے قاری کو لازم ہے کہ بقدر حاجت مناسب آواز میں تلاوت کرے کہ باہر کے لوگوں کے کانوں تک آواز نہ پہونچے ورنہ قاری گنہگار ہوگا اور سننے والوں پر کوئی جرم عائد نہ ہوگا۔ درمختار صـ۵۰۹ وفی الفتح عن الخلاصۃ راقم فتوی مفتی مولانا عبدالمقتدر صاحب مہتمم مدرسہ عالیہ ضلع سہلٹ۔

(۲) نقل فتویٰ جو مولانا احمد اللہ صاحب کی تحریر ہے۔

سوال :۔ استماع قرآن کے متعلق علمائے کرام کے اقوال وآرار کیا ہیں اور مجلس ختم شینہ کے باہر کے لوگوں پر استماع فرض ہے یا نہیں؟

جواب :۔ تلاوت دو طرح کی ہے۔ داخل نماز یا خارج نماز۔ داخل نماز بالاتفاق تمام علمار کے نزدیک امام کی قرأت تمام مقتدیوں پر سننا فرض عین ہے چونکہ استماع کی آیت نماز کی شان میں نازل ہوئی خارج نماز استماع قرأت کے متعلق علمار کرام کے تین اقوال ہیں۔ اول مستحب بحوالہ تفسیر بیضاوی مصری صـ۲۵۶ تفسیر کمالین، تفسیر روح البیان جلد عاشر صـ۲۰۶ ثانی۔ فرض کفایہ حوالہ کبیری صـ۴۶۵ شامی جلد اول صـ۵۰۹ تفسیر اکلیل علی المدارک جلد رابع صـ۱۹۲ بہار شریعت جلد ثالث صـ۱۰۲۔ ثالث۔ فرض عین حوالہ شامی حاشیہ درمختار صـ۵۰۹ (اس کے بعد مفتی موصوف نے لکھا ہے) کہ علمار کرام کے ان تین اقوال میں سے اب ہم ایک ایک موقع پر ایک ایک حکم اختیار کر سکتے ہیں۔ مثلاً (۱) موقع جس مجلس میں لوگ نماز کی جماعت شریک ہونے کے لئے جمع ہوں وہاں استماع کو فرض عین کہہ سکتے ہیں۔ (۲) موقع جس مجلس میں عام طور پر کچھ لوگ جمع ہوں اور کسی نے تلاوت کی تو یہاں استماع کو فرض کفایہ کہہ سکتے ہیں۔ (۳) موقع کسی جماعت یا کسی مجلس کے باہر کسی کے کان میں تلاوت کی آواز پہونچے تو یہاں استماع کو مستحب کہہ سکتے ہیں اگرچہ

Marfat.com

اس قسم کا سننے والا "فاستمعوا" کے خطاب میں داخل نہیں۔

راقم فتویٰ مولانا احمد اللہ صاحب محدث دارالسنۃ مدرسہ عالیہ مقام سرسینہ ضلع باقرگنج۔

(دونوں فتوؤں کے مضامین ختم ہوئے)

مستفتی کی گذارش یہ ہے کہ ان دو فتوؤں کے متضاد بیانات سے یہاں کے لوگ سخت شک وتردد میں ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں شدید فرقہ بندی کی نوبت آگئی ہے۔ لہٰذا برائے کرم تحقیقی دلائل سے بالتفصیل ثابت فرمائیں۔ کہ اس کے بارے میں معتبر وقابل عمل حکم کیا ہے۔ نیز وضاحت سے ختم شبینہ کی تعریف بیان فرمائیں کہ تلاوت نماز کے اندر ہو یا باہر۔ بینوا بالبرھان توجروا عند الرحمن۔

الجواب ــــ آیت کریمہ واذا قرئ القران فاستمعوا لہ وانصتوا میں خدائے عزوجل نے جس حال میں استماع قرآن اور انصات کا حکم فرمایا ہے اس میں ائمہ کرام وعلمائے عظام کے کئی اقوال ہیں جن میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس آیت کریمہ کے احکام علی العموم جاری ہوں گے لہٰذا کسی بھی وقت میں اور کسی بھی جگہ میں نماز کے اندر یا باہر قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو جتنے لوگوں کے کان میں آواز پہونچے ہر ایک کو سننا اور چپ رہنا فرض ہے اور یہ قول حضرت حسن بصری اور اہل ظاہر کا ہے جیسا کہ تفسیر خازن جلد ثانی ص ۳۳۰ اور تفسیر جمل جلد ثانی ص ۲۲۳ میں ہے۔ وللعلماء فی ذلک اقوال قول الحسن واھل الظاھر ان تجری ھذہ الایات علی العموم ففی ای وقت وای موضع قرئ القرآن یجب علی کل احد الاستماع لہ والسکوت اھ بعض فقہائے کرام نے اسی قول کو اختیار فرمایا اور نماز وخارج نماز ہر صورت میں ہر شخص پر جہاں تک آواز پہونچے قرآن کا سننا فرض قرار دیا۔ لیکن اس قول کو اختیار کرنا مسلمانوں کو مشقت میں ڈالنا اور ان کے لئے تنگی پیدا کرنا ہے۔ خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ ٹیلی ویژن، ریڈیو، ٹرانزسٹر، اور لاؤڈ اسپیکر وغیرہ عام ہے یہاں تک کہ نمازوں میں بھی لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا جانے لگا ہے۔ اسی لیے بسا اوقات ضروری کام کے لئے آنے جانے اور اہم کام کی مشغولیت کے وقت بھی تلاوت قرآن کی آواز کانوں میں آجاتی ہے۔ لہٰذا ہر شخص کے لئے استماع قرآن کا فرض ہونا حرج عظیم ہے۔ اور خدائے عزوجل مسلمانوں کے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا کما قال تعالیٰ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (پ۲ ع۷) وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلاۃ ولاخرت صلاۃ العشاء الی ثلث اللیل۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۵) اور خارج نماز استماع قرآن کو مستحب قرار دینا جیسا کہ بعض نے اختیار

Marfat.com

فرمایا احترام قرآن کے شایان شان نہیں کہ اس صورت میں کسی کے لئے استماع لازم نہیں رہ جاتا۔ لہذا شرح المنیہ، فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت وغیرہ میں جو قول اختیار کیا گیا ہے وہی انسب اور اسلم ہے۔ یعنی جبکہ لوگ استماع قرآن کے لئے حاضر ہوئے ہوں تو ان سب پر سننا فرض عین ہے۔ ورنہ فرض کفایہ کہ اس قول میں نہ تو مسلمانوں کے لئے تنگی ہے اور نہ احترام قرآن کی اضاعت ہے۔ ردالمحتار جلد اول مطبوعہ ھند صفحہ ۳۶۶ میں ہے۔ فی شرح المنیة والاصل ان الاستماع القرآن فرض کفایة لانه لاقامة حقه بان یکون ملتفتا الیه غیر مضیع وذلک یحصل بانصات البعض کما فی رد السلام عین کان لرعایة حق المسلم کفی فیه البعض عن الکل الا انه تجب علی القاری احترامه بان لایقرأه فی الاسواق ومواضع الاشتغال فاذا قرأه فیها کان هو المضیع لحرمته فیکون الاثم علیه دون اهل الاشتغال دفعا للحرج اھ اور بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۰۲ میں ہے،، جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جبکہ وہ مجمع بغرض سننے کے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے اگرچہ اور اپنے کام میں ہوں (غنیہ، فتاویٰ رضویہ) رمضان شریف کی کسی ایک رات میں پورا قرآن تراویح میں ختم کرنے کو شبینہ کہتے ہیں یہ جائز ہے مگر وہ شبینہ کہ جو آج کل عام طور پر رائج ہے ناجائز ہے۔ بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۳۲ میں ہے،، شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔ کچھ لوگ لیٹے ہیں کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں کچھ لوگ مسجد کے باہر حقہ نوشی کر رہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے یہ ناجائز ہے۔ تمت بحروفہ۔ نماز میں ختم قرآن افضل ہے اور خارج نماز جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۶ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: از محمد اسلم۔ بھیونڈی۔

قرآن خوانی میں سب لوگوں کو بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ـــــ ناجائز و حرام ہے۔ بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۰۲ میں بحوالہ درمختار ہے کہ مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے (قرآن مجید) پڑھیں یہ حرام ہے۔ اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام

Marfat.com

ہے اگرچند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں ،، انتہی بالفاظہ ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبـــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۷؍ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

مسئولہ :۔ محمد عثمان، مکند نگر، متصل ڈبرکیبن، سین دھاراوی روڈ بمبئی ۱۷

(۱) قرآن پاک بلند آواز سے تلاوت کرنا کیسا ہے ؟

(۲) اگر کوئی بہ نیت ثواب سورۂ یٰسین وسورۂ ملک تلاوت کرکے صبح وشام ایصال ثواب کرے تو کیسا ہے اور سورۂ یٰسین وسورۂ ملک کے فضائل وبرکات کیا ہیں ؟

(۳) ایک مسلمان نے اپنی منکوحہ بیوی کو غیر مرد سے بوس وکنار کرتے ہوئے دیکھ لیا اسی وقت اپنی بیوی کو مارا اور غیر مرد کو بھی مارا اور بیوی کو گھر سے نکال دیا اس حالت میں طلاق دینے کی ضرورت ہے یا نکاح سے نکل گئی اور کیا نان ونفقہ بھی دینا پڑے گا یا نہیں ؟

(۴) روزہ دار اپنے جسم میں دن میں تیل کی مالش کرسکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الملک الوھاب :۔ (۱) مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے قرآن مجید پڑھیں یہ حرام ہے اکثر تیجوں اور قرآن خوانی کی مجلسوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے اگرچند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں (بہار شریعت) اور بازار وغیرہ میں جہاں لوگ کام کر رہے ہیں بلند آواز سے پڑھنا جائز نہیں کہ لوگ نہ سنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگرچہ کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لئے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا تو اس پر گناہ (بہار شریعت بحوالہ غنیہ)

(۲) سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک وغیرہ کسی بھی سورت کو تلاوت کرکے ایصال ثواب کرنا جائز ومستحسن ہے اور سورۂ یٰسین کی حدیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے ترمذی اور دارمی کی حدیث ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو پڑھے اس کے لئے دس قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور بیہقی شریف کی حدیث ہے کہ جو شخص محض خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سورۂ یٰسین پڑھے تو اس کے اگلے گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور

Marfat.com

سورۂ ملک کی بھی بہت فضیلت آئی ہے شامی جلد اول ص۴۷۵ میں ہے کہ جو شخص ہر رات سورۂ ملک پڑھے گا وہ قبر میں منکر نکیر کے سوال سے محفوظ رہے گا اھ وھو تعالیٰ اعلم۔

(۳) صرف مارنے پیٹنے سے عورت نکاح سے نہیں نکلتی اگر عورت مذکور کو نہ رکھنا چاہے تو طلاق دینا ضروری ہے اور ختم عدت تک شوہر پر نان ونفقہ لازم ہے۔

(۴) کر سکتا ہے کوئی مضائقہ نہیں وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۵ ذی القعدہ ۹۷ھ

مسئلہ: از ارشاد حسین صدیقی بانی دار العلوم امجدیہ کسان ٹولہ سنڈیلہ ضلع ہردوئی۔

بیٹھ کر نماز پڑھے تو رکوع میں کتنا جھکے؟ اور اس حالت میں اگر سرین اٹھائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: بیٹھ کر نماز پڑھے تو رکوع کا درجۂ کمال وطریقۂ اعتدال یہ ہے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آجائے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں فی حاشیۃ الفتال عن البرجندی لو کان یصلی قاعدا ینبغی ان یحاذی جبھتہ قدام رکبتیہ لیحصل الرکوع اھ قلت ولعلہ محمول علی تمام الرکوع والا فقد علمت حصولہ باصل طأطأۃ الراس ای مع انحناء الظھر تامل (ردالمحتار جلد اول ص۳۰۳) اس حالت میں سرین اٹھانا فعل عبث ہے جو کم سے کم مکروہ تنزیہی ضرور ہے ھکذا قال الامام احمد رضا البریلوی فی الجزء الثالث من الفتاوی الرضویۃ۔ ھذا ما عندی وھو اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: از حاجی محمود شاہ ابو العلائی محمد اسٹیٹ سی۔ ایس۔ ٹی روڈ کالینہ بمبئی

سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے یا صرف انگلیوں کا سرا زمین سے لگا رہا اور ان کا پیٹ نہیں لگا تو نماز ہوگی یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

الجواب: اگر سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے یا صرف انگلیوں کے سرے

Marfat.com

زمین سے لگے اور کسی انگلی کا پیٹ بچھا نہیں تو اس صورت میں نماز بالکل نہیں ہوگی۔ اور اگر ایک دو انگلیوں کے پیٹ زمین سے لگے اور اکثر کے پیٹ نہیں لگے تو اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۹۳ میں ہے " اگر ہر دو پائے برداردنماز فاسد ست واگر یک پائے برداردمکروہ ست۔ اور درمختار مع ردالمحتار جلد اول صفحہ ۳۱۳ میں ہے وضع اصبع واحدۃ منھما شرط۔ اور اسی جلد کے صفحہ ۳۵۱ پر ہے فیہ یفترض وضع اصابع القدم ولو واحدۃ نحو القبلۃ والالم تجز والناس عنہ غافلون۔ اور فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۵۵۶ پر ہے " سجدے میں فرض ہے کہ کم از کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگا ہو اور ہر پاؤں کی اکثر انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہونا واجب ہے اھ ــــ پھر اسی صفحہ کی تیسری سطر میں ہے " پاؤں کو دیکھئے انگلیوں کے سرے زمین پر ہوتے ہیں کسی انگلی کا پیٹ بچھا نہیں ہوتا سجدہ باطل نماز باطل اھ۔

اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: " پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط۔ تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی جب بھی نہ ہوئی۔ اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں (بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۸) ھٰذا ما عندی وھو اعلم

کتبـــــــــــــــہ
جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: ۔ از محمد فیاض اندھاری پور۔ ضلع غازی پور۔

سجدہ میں اگر ناک زمین پر نہ لگے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجوابـــــــ سجدہ میں ناک زمین پر لگا کر ہڈی تک دبانا واجب ہے تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ اس کی ناک زمین پر نہ لگی یا زمین پر تو لگی مگر ناک ہڈی تک نہ دبی تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی۔ اسی طرح فتاویٰ رضویہ اول صفحہ ۵۵۶ اور بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۷ میں ہے۔ ھٰذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم

کتبـــــــــــــــہ
جلال الدین احمد الامجدی

مسئولہ: ۔ حافظ واحد علی امام مسجد و مدرس مدرسہ صدر العلوم موضع بیوہرا پوسٹ کرچھنا۔ الہ آباد۔

(۱) قعدۂ نماز میں جو درود پڑھا جاتا ہے اس میں سرکار کے نام کے ساتھ سیدنا کہنا نماز کی حالت میں جائز ہے یا ناجائز؟

Marfat.com

(۲) امام کو نماز کی نیت میں ساتھ ان مقتدیوں کے کہنا چاہئے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ کہنا چاہئے۔

(۳) حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ۹ ربیع الاول کو ہے یا ۱۲ ربیع الاول شریف کو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۹ ربیع الاول ہے۔

(۴) مرض کی وجہ سے لنگوٹ باندھ کر نماز کی امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب (۱) نماز کے درود میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کیساتھ لفظ سیدنا کہنا جائز بلکہ افضل و مستحب ہے۔ درمختار میں ہے ندب السیادۃ لان زیادۃ الاخبار بالواقع عین سلوک الادب فھو افضل من ترکہ ذکرہ الرملی الشافعی وغیرہ وما نقل لاتسودونی فی الصلاۃ فکذب اھ۔ اور ردالمحتار شامی جلد اول ص۳۴۵ میں ہے والافضل الاتیان بلفظ السیادۃ کما قالہ ابن ظھیرۃ وصرح بہ جمع وبہ افتی الشارح لان فیہ الاتیان بما امرنا بہ وزیادۃ الاخبار بالواقع الذی ھو ادب فھو افضل من ترکہ اھ والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

(۲) شرع نے امام کو نماز کی نیت میں ساتھ ان مقتدیوں کے کہنے یا نیت کرنے کا حکم نہیں فرمایا ہے۔

(۳) جیسے کہ شرع کی بہت سی باتوں میں علماء کا اختلاف ہے مگر صحیح اور معتمد جمہور کا قول ہے ایسے ہی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت میں سات قول ہیں ۲، ۸، ۱۰، ۱۲، ۱۷، ۱۸، اور ۲۲۔ لیکن صحیح و معتمد ۱۲ ربیع الاول ہی ہے ۹ ربیع الاول کا قول میری نگاہ سے نہیں گذرا۔

(۴) کرسکتا ہے بشرطیکہ لنگوٹ کے سبب رکوع اور سجدہ وغیرہ صحیح طور پر ادا کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۴ جمادی الاولیٰ ۹۸ھ

مسئلہ:۔ حافظ غلام دستگیر بارہ بنکوی۔

نماز میں کون سا درود پڑھا جاتا ہے زید بجائے اللھم صل علی محمد کے درود ابراہیمی میں لفظ سیدنا کا اضافہ کر کے اس طرح پڑھتا ہے اللھم صل علی سیدنا محمد الخ اس کے لئے کیا حکم ہے اس اضافہ سے نماز میں کوئی فرق تو نہیں پڑتا۔ بزرگان دین نے نمازوں میں درود ابراہیمی کس طرح پڑھا ہے۔

Marfat.com

دونوں میں صحیح کون سا ہے۔

الجواب ــــــ نماز میں درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے اور اسی کا پڑھنا افضل ہے ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۱۲۲ میں ہے اور اللھم صل علی محمد کے بجائے اللھم صل علیٰ سیدنا محمد پڑھنا اور اسی طرح حضرت خلیل اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کے مبارک نام کے ساتھ لفظ سیدنا لگانا بہتر ہے اس سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ اس کی خوبی اور بڑھ جاتی ہے فقیہ اعظم ہند حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ درود شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے طیبہ کے ساتھ لفظ سیدنا کہنا بہتر ہے (بہار شریعت حصہ سوم ص۸۳) اور در مختار میں ہے۔ ندب السیادۃ لان زیادۃ الاخبار بالواقع عین سلوک الادب فھو افضل من ترکہ ذکرہ الرملی الشافعی وغیرہ اور رد المحتار جلد اول مطبوعہ دیوبند ص۳۴۵ میں ہے والافضل الاتیان بلفظ السیادۃ کما قالہ ابن ظھیرۃ وصرح بہ جمع وبہ افتی الشارح لان فیہ الاتیان بما امرنا بہ وزیادۃ الاخبار بالواقع الذی ھو ادب فھو افضل من ترکہ واما حدیث لاتسیدونی فی الصلاۃ فباطل لا اصل لہ کما قالہ بعض متاخری الحفاظ۔ وقول الطوسی انھا مبطلۃ غلط۔ واعترض بان ھذا مخالف لمذھبنا لما مر من قول الامام من انہ لو زاد فی تشھدہ او نقص فیہ کان مکروھا قلت فیہ نظر فان الصلاۃ زائدۃ علی التشھد لیست منہ نعم ینبغی علی ھذا عدم ذکرھا فی واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وانہ یاتی بھا مع ابراھیم علیہ السلام۔ بزرگانِ دین نے نمازوں میں درود ابراہیمی لفظ سیدنا کے اضافہ کے ساتھ بھی پڑھا ہے اور بغیر اضافہ بھی۔ دونوں صحیح ہے مگر لفظ سیدنا کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

۳۰ر شوال ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: ازظہور محمد عرف ببلن پہلوان زید پور بارہ بنکی ۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

ہم لوگ بعد نماز فجر صلاۃ وسلام بطور عقیدت کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں نیز اس کو ہم فرض و ضروری بھی نہیں سمجھتے اور اس بات کا بھی خیال کرتے ہیں کہ ہمارا صلاۃ وسلام پڑھنا کسی مصلی کی نماز کے لئے باعث خلل نہ ہو شرعی نقطہ نظر سے ہمارا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سلسلہ میں ان لوگوں نے فرنگی محل لکھنؤ سے فتویٰ بھی منگوایا ہے۔ اگر اس کے اندر کوئی شرعی کتربیونت ہو تو تفصیل کے ساتھ اس پر بھی روشنی ڈالیں۔ وہ بھی اسی استفتاء کے ساتھ نقل ہے۔ استفتاء

ہم لوگ محفل میلاد شریف میں کھڑے ہوکر پورے احترام کے ساتھ صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں اس میں کوئی اختلاف ہمارے درمیان نہیں ہے۔ البتہ کچھ حضرات نے بعد نماز فجر کھڑے ہوکر پورے احترام کے ساتھ صلاۃ وسلام پڑھنا شروع کردیا ہے جس کی وجہ سے وہ ضروری وظائف جو پڑھے جاتے تھے وہ چھوٹ گئے ہیں اور بعد نماز فجر کھڑے ہوکر سلام کا ثبوت کہیں سے ثابت ہے یا نہیں؟ یا یہ نیا طریقہ ہے اور جو لوگ بجائے سلام کے بیٹھ کر درود شریف کی تسبیح پڑھتے ہیں وہ کیسے ہیں۔

بینوا توجروا۔ المستفتی عنایت رسول غفرلہٗ زید پور محلہ پورب طرف بارہ بنکی ۱۷ ر فروری ۸۱ء

یقیناً یہ طریقہ اسلاف سے ثابت نہیں لیکن چونکہ مدینہ منورہ میں جو لوگ مسجد نبوی میں حاضری دیتے ہیں وہ بعد نماز مغرب اور بعد نماز فجر بالخصوص مواجہہ شریف میں حاضر ہوکر سلام پیش کرتے ہیں اس طریقہ کی تمثیل کے بطور از راہ عقیدت اور حضور تصوری کوئی شخص سلام محض کرتا ہے تو اس کا سلام دوسروں کے مشاغل میں حارج نہ ہونا چاہئے اور صلاۃ وسلام ایسے وقت پڑھنا کہ دوسرے نمازیوں کی نمازوں اور وظائف کی یکسوئی میں خلل انداز ہو کہ ذہنی انتشار کا باعث ہو یقیناً صلاۃ وسلام کے اخلاص پر اثر انداز ہوگا۔ اس لئے اگر صلاۃ وسلام عرض کرنا ہی مقصود ہے تو وہ بعد طلوع آفتاب زیادہ بہتر ہوگا۔ فوراً ادائے فرض کے بعد مناسب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ حررہٗ محمد حبیب بقلم خود غفرلہٗ فرنگی محل۔

اگر بخلوص نیت لوگ صلاۃ وسلام پڑھنا ہی چاہتے ہیں۔ تو ایسے وقت پر پڑھیں جب ان کا سلام دوسروں کے وظائف کی یکسوئی میں حارج نہ ہو۔ تاکہ آپ کا احترام بھی قائم رہے۔ اور مناسب ہے کہ اس سلسلہ میں لاؤڈ اسپیکر سے اجتناب کیا جائے۔ واللہ اعلم

الجواب ——— وہابی دیوبندی قیام تعظیمی کے سخت مخالف ہیں۔ اور آیت کریمہ یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ چونکہ درود شریف پڑھنے کے حکم پر دلیل قطعی ہے اس لئے وہ بظاہر اس کی مخالفت نہیں کرتے مگر اس سے کوئی خاص لگاؤ بھی نہیں رکھتے اس لئے ان کے اجتماعات اور جلسے درود شریف پڑھنے اور پڑھانے سے عموماً خالی ہوتے ہیں اس لئے کہ اس میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک طرح سے

Marfat.com

تعظیم پائی جاتی ہے اور وہ تعظیم رسول کے منکر ہیں اس لئے کبھی وہ خود براہ راست درود و سلام کھڑے ہو کر پڑھنے کی مخالفت کرتے ہیں اور کبھی اہل سنت وجماعت ہی کو کسی بہانے سے اس کی مخالفت پر اکساتے ہیں لہٰذا تعیین وقت کے ساتھ بعد نماز فجر اگر یہ کھڑے ہو کر ایک ساتھ بلند آواز سے درود و سلام پڑھنا فرض و واجب نہیں بلکہ جائز ہے اسے ناجائز کہنا جہالت ہے لیکن جب وہابی دیوبندی اس کی مخالفت کرتے ہیں تو وہ صرف جائز ہی نہ رہا بلکہ مستحسن ومرغوب ہو گیا۔ جیسا کہ شیخ محقق حضرت عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "عمل بر رخصت از برائے اظہار خلاف با اہل ضلالت مستحسن ومرغوب ست (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۳۴۷) اس لئے اوراد و وظائف میں خلل کا نام لے کر درود و سلام کو بند کرانا وہابیوں دیوبندیوں کے مقصد کو پورا کرنا ہے اور ادائے فرض کے فوراً بعد پڑھنے کو نامناسب قرار دینا اور بعد طلوع آفتاب کے پڑھنے کو بہتر ٹھہرانا دوسرے الفاظ میں بعد نماز فجر درود و سلام کو بند کرانا ہے اس لئے کہ اگر بعد نماز فوراً نہ پڑھا گیا تو سورج نکلنے تک لوگ درود و سلام کے لئے نہیں ٹھہریں گے اور اس طرح وہ بند ہو جائے گا لہٰذا صلاۃ وسلام بند نہ کریں اور ادائے فرض کے بعد فوراً پڑھیں طلوع آفتاب کا انتظار نہ کریں لیکن اس صورت میں صرف ایک بند پر اکتفاء کریں اس سے زیادہ نہ پڑھیں تاکہ وظیفہ والے صلاۃ وسلام میں شریک ہونے کے بعد بغیر کسی خلل کے یکسوئی کے ساتھ اپنا وظیفہ پڑھ سکیں اور اگر کچھ لوگ نماز میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھیں اور صلاۃ وسلام کے لئے لاؤڈ اسپیکر کے اجتناب کو مناسب کہنا بھی صحیح نہیں کہ اس کام کے لئے اس کا استعمال خاص طور پر مناسب بلکہ افضل ہے۔ اس لئے کہ اس میں گمراہ فرقہ کی مخالفت کا بہترین اظہار ہے اور ان کی مخالفت کا اظہار مستحسن ومرغوب ہے کما تقدم تصریح الشیخ الدھلوی البخاری علیہ۔ رحمۃ الباری۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبـــــــــــــــــــــہ
جلال الدین احمد امجدی
۱۸ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:- از (مولانا) عبد القدوس کشمیری خطیب مسجد ۲۴ اسیفی جوبلی اسٹریٹ بمبئی ۳

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ فرض کا آخری قعدہ بھول کر کھڑا ہو گیا دو رکعت والی نماز میں تیسری کا اور چار رکعت والی نماز میں پانچویں کا سجدہ کر لیا تو مسئلہ یہ ہے کہ فرض باطل ہو کر سب رکعتیں نفل ہو گئیں۔ اس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب نفل کا ہر قعدہ قعدۂ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے اور فرض چھوٹ گیا تو نماز کو فاسد ہو جانا چاہئے۔ نماز کے نفل ہو جانے کی صورت میں اسے صحیح نہیں ہونا چاہئے۔ اس شبہہ کا جواب تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

Marfat.com

باسمہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الاعلیٰ۔

الجواب — بیشک نفل کا ہر قعدہ قعدۂ اخیرہ ہے اور وہ فرض ہے جس کے چھوٹ جانے کے سبب نماز کو فاسد ہو جانا چاہئے قیاس یہی کہتا ہے۔ امام زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی فرمایا ہے اور حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ والرضوان کا مذہب یہی ہے لیکن استحسان یعنی قیاس خفی سے نماز فاسد نہیں ہوتی جو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ دلیل استحسان یہ ہے کہ جب دو رکعت کی فرض نماز میں قعدہ کو چھوڑ کر تیسری کا سجدہ کر لیا تو پوری نماز گئی۔ اور جب چار رکعت کی نماز میں پانچویں کا سجدہ کر لیا تو ضم رکعت کے بعد آخری چار رکعت کو فرض سے مشابہت کے سبب ایک ہی نماز قرار دیدیا گیا اور اس نماز کا قعدۂ اخیرہ فرض ہو گیا۔ یہاں تک کہ چار رکعت کی فرض نماز میں قعدۂ اولیٰ بھی نہیں کیا اور ایک ہی قعدہ سے چھ رکعتیں پڑھیں تو بعض لوگوں کے قول پر وہ بھی درست ہو جائیں گی لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ فاسد ہو جائیں گی اس لئے کہ فرض کے قعدہ پر قیاس کرتے ہوئے استحساناً چار رکعت جائز ہے اور چھ رکعت کی فرض نماز کوئی نہیں ہے فتح القدیر جلد اول صہ ۴۴۲ میں ہے ترك القعدة على راس الركعتين من النفل لا يفسدها عندهما خلافا لمحمد۔ اور مراقی الفلاح مع طحطاوی صہ ۲۱۴ میں ہے اذا صلى نافلة اكثر من الركعتين كاربع فاتمها ولم يجلس الا فى آخرها فالقياس فسادها وبه قال زفر وهو رواية عن محمد وفى الاستحسان لا تفسد۔ اور جوہرہ نیرہ جلد اول صہ ۸۷ میں ہے ترك القعدة على راس الركعتين فى التطوع مفسد عنده واما عندهما فترك القعدة على راس الركعتين فى التطوع لا يفسد۔ اور کفایہ مع فتح القدیر جلد اول صہ ۴۴۲ میں ہے عندهما ترك القعدة على راس الركعتين فى التطوع لا يفسد الصلاة۔ اور درمختار مع شامی جلد اول صہ ۵۰۳ میں ہے لو ترك القعود الاول فى النفل سهوا سجد ولم تفسد استحسانا اور ردالمحتار جلد اول صہ ۴۶۵ میں ہے كون كل شفع صلاة على حدة يقتضى افتراض القعدة عقيبه فيفسد بتركها كما هو قول محمد وهو القياس لكن عندهما لما قام الى الثالثة قبل القعدة فقد جعل الكل صلاة واحدة شبيهة بالفرض وصارت القعدة الاخيرة هى الفرض وهو الاستحسان۔ ولو تطوع بست ركعات بقعدة واحدة قيل يجوز والاصح لا فان الاستحسان جواز الاربع بقعدة

اعتبارا بالفرض وليس في الفرض ست ركعات تؤدى بقعدة فيعود الامر الى اصل القياس كما في البدائع۔ اھ ملخصا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبـــــــــــہ جلال الدین احمد امجدی
۲۷؍ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از ارشاد حسین صدیقی بانی دارالعلوم امجدیہ کسان ٹولہ سنڈیلہ ضلع ہردوئی۔

اگر نماز میں قرأت کرنے کے بعد سجدہ میں چلا گیا اور بھول کر رکوع چھوٹ گیا۔ یا کسی رکعت کا ایک سجدہ بھول گیا اور قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد یاد آیا تو وہ کیا کرے؟

الجوابـــــــــــ اگر رکوع بھول کر چھوٹ گیا اور قعدۂ اخیرہ میں یاد آیا تو اٹھ کر رکوع کرے اور دونوں سجدے دوبارہ کرے پھر سجدۂ سہو کرنے کے بعد نماز پوری کرے اور اگر کوئی سجدۂ صلاتیہ بھول گیا اور قعدۂ اخیرہ میں بعد تشہد یاد آیا تو سجدۂ صلاتیہ کرنے کے بعد پھر تشہد پڑھ کر سجدۂ سہو کرے اور پھر تشہد پڑھ کر نماز مکمل کرے۔ ردالمحتار جلد اول مطبوعہ ہند صفحہ ۳۰۲ میں ہے یفترض ایقاعه (ای القعود الاخیر) بعد جمیع الارکان حتی لو تذکر بعده سجدة صلبية سجدها واعاد القعود وسجد للسهو ولو ركوعا قضاه مع ما بعده من السجود۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل مجدہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبـــــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

بَابُ الامامة

امامت کا بیان

مسئلہ۔ از رمضان علی قادری رضوی۔ علی آباد بارہ بنکی۔ یوپی۔

کیا داڑھی منڈانے والے کے پیچھے داڑھی منڈانے والوں کی نماز ہوسکتی ہے؟ — زید کہتا ہے کہ جب کوئی داڑھی والا نہ ہو تو غیر داڑھی والے کے پیچھے نماز ہوجائے گی۔ جس طرح جمعہ کی امامت کے لئے جب باشرع آدمی نہ ملے تو فاسق معلن کی امامت درست ہے اسی طرح جب نماز پنجگانہ کے لئے کوئی حد شرع داڑھی والا نہ ہو تو داڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز ہوجائے گی۔ زید یہ بھی کہتا ہے کہ داڑھی فرض تو ہے نہیں بلکہ سنت ہے اور جماعت فرض ہے۔ اگر حد شرع داڑھی والا امام نہ ملنے کی صورت میں جماعت نہ کی جائے گی تو ترک فرض ہوگا جو گناہ ہے ترک سنت سے ترک فرض نہ کیا جائے گا — بکر کہتا ہے کہ داڑھی بار بار منڈانا یا ایک مشت سے کم رکھنا فسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا داڑھی منڈانے والے کی امامت مکروہ تحریمی اور اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا لوٹانا واجب ہے۔ پنج وقتہ نمازوں کی امامت کے لئے متشرع آدمی نہ ہونے کی صورت میں بھی اگر غیر داڑھی والے کے پیچھے نماز پڑھی جائے گی تو بھی اعادہ واجب ہوگا — دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید وبکر میں سے کس کی بات صحیح ہے نیز مسئلہ پوری تحقیق سے بحوالۂ کتب بیان کردیا جائے۔

الجواب داڑھی منڈانا حرام ہے جیسا کہ درمختار میں ہے یحرم علی الرجل قطع لحیتہ یعنی مرد کو داڑھی منڈانا حرام ہے اور فتح القدیر جلد ثانی ص۲۷۰، درمختار مع شامی جلد ثانی ص۱۱۶، ردالمحتار جلد ثانی ص۱۱۷، البحرالرائق جلد ثانی ص۲۸۰ اور طحطاوی علی مراقی ص۴۱۱ میں ہے۔ واللفظ للطحطاوی الاخذ من اللحیۃ وھو دون ذلک (ای بقدر المسنون وھو القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال لم یبحہ احد واخذ کلھا فعل یھود الھند ومجوس الاعاجم اھ۔ یعنی داڑھی جب کہ ایک مشت سے کم ہو تو اس کا کاٹنا جس طرح کہ بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں اور کل داڑھی کا صفایا کرنا یہ کام تو ہندوستان کے یہودیوں اور ایران کے مجوسیوں کا ہے — اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ”داڑھی کترانا منڈانا حرام ہے“ (فتاویٰ رضویہ جلد ثالث ص۳۴۲) اور حضرت صدرالشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں ”داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے منڈانا یا ایک مشت سے کم رکھنا

حرام ہے (بہار شریعت ص ۱۹۷/۱۹۶) اور محدث کبیر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "حلق کردن لحیہ حرام ست و روش افرنج و ہنود و جوالقیان ست کہ ایشاں را قلندریہ گویند و گذاشتن آں بقدر قبضہ واجب است" "وآنکہ آں را سنت گویند بمعنی طریقہ مسلوک در دین ست یا بجہت آں کہ ثبوت آں بسنت ست چنانکہ نماز عید را سنت گفتہ اند — یعنی داڑھی منڈانا حرام ہے انگریزوں، ہندوؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے اور داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اور جن فقہائے ایک مشت داڑھی رکھنے کو سنت قرار دیا (تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کے نزدیک واجب نہیں بلکہ اس وجہ سے کہا) تو سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے یا اس وجہ سے کہ ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے (حالانکہ نماز عید واجب ہے اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۲۴۲) لہٰذا بار بار داڑھی کا منڈانے والا مرتکب حرام اور فاسق ہے اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی۔ غنیہ شرح منیہ میں ہے لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلاۃ وفعل ما ینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ اھ یعنی اگر فاسق کو امامت کے لئے آگے بڑھائیں تو گنہگار ہوں گے کہ اس کو مقدم کرنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ وہ دینی امور کا لحاظ نہیں کرتا اور ان کی ادائیگی میں سستی برتتا ہے لہٰذا وہ نماز کی بعض شرطوں کو چھوڑے یا کوئی فعل منافی نماز کرے تو بعید نہیں بلکہ فاسق کا ایسا کرنا بہت ممکن ہے۔ لہٰذا داڑھی منڈانے والے فاسق معلن کے پیچھے داڑھی منڈانے والوں کی نفس نماز تو ہو جائے گی مگر پڑھنے والے گنہگار ہوں گے اور نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ ایسی نماز اگر دوبارہ نہ پڑھیں گے تو گنہگار رہیں گے — طحطاوی علی مراقی میں ہے الکراھۃ فی الفاسق تحریمیۃ یعنی فاسق میں کراہت تحریمی ہے۔ اور درمختار میں ہے کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا۔ یعنی ہر وہ نماز جو مکروہ تحریمی ہو جائے اس کا اعادہ واجب ہے۔ اور فاسق کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھنے کا حکم صرف اس صورت میں ہے جب کہ دوسری جگہ صالح امامت متقی کے پیچھے جمعہ نہ پا سکے ورنہ جمعہ کی نماز پڑھنا بھی فاسق کے پیچھے جائز نہیں۔ رد المحتار جلد اول ص ۳۷۶ میں ہے فی المعراج قال اصحابنا لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق الا فی الجمعۃ لانہ فی غیرھا یجد اماما غیرہ اھ قال فی الفتح وعلیہ فیکرہ فی الجمعۃ اذا تعددت اقامتھا فی المصر علی قول محمد المفتی بہ اھ یعنی معراج میں ہے ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ جمعہ کے علاوہ کسی دوسری نماز میں فاسق کی اقتدا مناسب نہیں اس لئے کہ دوسری نمازوں کے لئے دوسرا امام مل جائیگا اسی پر فتح القدیر میں فرمایا کہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول مفتیٰ بہ پر جب کہ شہر میں متعدد جگہ جمعہ قائم ہو تو اس صورت میں فاسق کے پیچھے جمعہ پڑھنا بھی مکروہ ہے — اور صالح متقی امام نہ ملنے کی

Marfat.com

صورت میں فاسق کے پیچھے جمعہ پڑھنے کا حکم اس لئے ہوا کہ اس کی اقتدا مکروہ تحریمی اور جمعہ فرض ہے جس کے لئے جماعت شرط۔ تو مکروہ تحریمی کے سبب فرض کو ترک نہ کیا جائے گا۔ اور جماعت فرض نہیں ہے بلکہ عام مشائخ کے قول پر واجب ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صـ۸۲ میں ہے الجماعة سنة مؤكدة كذا في المتون والخلاصة والمحيط ومحيط السرخسي وفي الغاية قال عامة مشايخنا انها واجبة وفي المفيد وتسميتها سنة لوجوبها بالسنة اھ یعنی جماعت سنت مؤکدہ ہے ایسا ہی متون، خلاصہ، محیط، محیط سرخسی میں ہے اور غایہ میں ہے کہ ہمارے عام مشائخ نے فرمایا کہ جماعت واجب ہے اور مفید میں ہے کہ اس کا نام سنت اس لئے رکھا گیا کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے۔ اور داڑھی رکھنا سنت نہیں بلکہ واجب ہے جس کا ترک فسق و حرام ہے اور تارک فاسق جس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی جیسا کہ اوپر گذرا اور جماعت واجب۔ لہٰذا واجب کے لئے مکروہ تحریمی کا ارتکاب نہ کیا جائے گا کہ مکروہ تحریمی کا اعتناء واجب سے اہم و اعظم ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صـ۹۹ میں ہے اعتناء الشرع بالمنهيات اشد من اعتنائه بالمامورات اھ اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "جب مبتدع یا فاسق معلن کے سوا کوئی امام نہ مل سکے تو منفرداً تنہا تنہا پڑھیں کہ جماعت واجب ہے اور اس کی تقدیم ممنوع بکراہت تحریم اور واجب و مکروہ تحریمی دونوں ایک مرتبہ میں ہیں ودرء المفاسد اهم من جلب المصالح ہاں اگر جمعہ میں دوسرا امام نہ مل سکے تو جمعہ پڑھیں کہ وہ فرض ہے اور فرض اہم (فتاویٰ رضویہ جلد ثالث صـ۲۴۳) لہٰذا زید کا قول غلط ہے اور بکر کا قول صحیح ہے وَھُوَ تعالیٰ ورسوله الاعلیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۸ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از فقیر صاحب۔ کریم صاحب مقام دیوالی ضلع رتناگیری۔ مہاراشٹر۔

(۱) کیا شافعی امام کی اقتدا میں حنفی لوگوں کی نماز درست ہے؟

(۲) حنفی امام ہے مگر داڑھی حد شرع سے کم رکھتا ہے لیکن لوگ نماز ایسے امام کی اقتدا میں پڑھتے ہیں تو لوگوں کا نماز پڑھنا درست ہے؟ اور امام کیسا ہے۔

(۳) بغیر داڑھی کا امام نماز پڑھاتا ہے اور لوگ نماز پڑھتے ہیں آیا ایسے امام کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست ہے؟ اور ایسا امام کیسا ہے؟ جواب بحوالہ مرحمت فرمائیں۔

(۱) **الجواب** اگر شافعی امام نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے مذہب کے مطابق وضو توڑنے والا ہے یا نماز کو فاسد کرنے والا ہے جیسے کہ منہ بھر قے ہونے یا غیر سبیلین سے خون وغیرہ نکل کر بہنے کے بعد وضو نہ کیا یا ماء مستعمل سے وضو کیا

Marfat.com

یا وضو میں چوتھائی سر سے کم مسح کیا۔ صاحب ترتیب ہو کر یاد ہوتے ہوئے اور وقت میں وسعت کے باوجود قضا نماز پڑھے بغیر وقتی نماز شروع کردی۔ یا کوئی فرض ایک بار پڑھ کر پھر اسی نماز کی امامت کر رہا ہو تو شافعی امام کی اقتدا میں حنفیوں کی نماز درست نہیں۔ جیسا کہ غنیہ ص۴۸۱ میں ہے اما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز مالم یعلم منه ما یفسد الصلاة علی اعتقاد المقتدی علیه الاجماع۔ اور اگر شافعی امام مسائل حنفیہ کی رعایت کرتا ہے تو اس کے پیچھے حنفیوں کی نماز درست ہے بشرطیکہ بدمذہبی وغیرہ اور وجہ مانع امامت نہ ہو ردالمحتار جلد اول ص۳۷۸ میں کبریٰ سے ہے ان علم الاحتیاط منه فی مذهبنا فلا کراهة فی الاقتداء به مگر حنفیوں کو رفع یدین میں اس کی اتباع کرنا مکروہ ہے۔ اور شافعی امام جب کہ وتر دو سلام سے پڑھے حنفیوں کو اس کی اقتدا صحیح نہیں جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول ص۴۴۳ میں ہے صح الاقتداء فیه بشافعی لم یفصله بسلام لا ان فصله علی الاصح اھ تلخیصاً۔

(۲) ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں گذاشتن آں بقدر قبضہ واجب است وانکہ آنرا سنت گویند بمعنیٰ طریقہ مسلوک در دین ست یا بجہت آنکہ ثبوت آں بسنت است چنانکہ نماز عید را سنت گفتہ اند۔ یعنی داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اور جن فقہا نے ایک مشت داڑھی رکھنے کو سنت قرار دیا ہے (تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کے نزدیک واجب نہیں بلکہ اس وجہ سے کہا) تو یہاں سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے اور یا اس وجہ سے کہ ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ نماز عید کو مسنون فرمایا (حالانکہ نماز عید واجب ہے اشعۃ اللمعات جلد اول ص۲۱۲) اور درمختار مع شامی جلد پنجم ص۲۶۱ میں ہے یحرم علی الرجل قطع لحیته اھ یعنی مرد کو اپنی داڑھی کا کاٹنا حرام ہے اور بہار شریعت حصہ شانزدہم میں ہے "داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے" لہٰذا امام مذکور اگر داڑھی کٹوا کر ایک مشت سے کم رکھنے کا عادی ہے تو فاسق معلن ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔

(۳) اگر امام بغیر داڑھی کا اس لئے ہے کہ اسے داڑھی نکلتی ہی نہیں ہے اور وہ بالغ ہے تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست ہے جبکہ کوئی اور وجہ مانع نہ ہو۔ اور اگر وہ داڑھی منڈاتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کہ وہ مرتکب حرام ہے اور فاسق معلن ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد امجدی
۵ ذوالقعدہ ۱۳۹۹ھ

Marfat.com

مسئلہ۔ از ڈاکٹر شکیل احمد نوری دواخانہ باری مسجد جگتدل ضلع ۲۴ پرگنہ

زید پابند شرع و متقی ہے اور مسجد کا امام بھی ہے مگر انھوں نے بینک میں روپیہ جمع کیا ہے اور اس سے جو سود ملتا ہے وہ اپنے مصرف میں لاتا ہے اور اس سے زکاۃ بھی ادا کرتا ہے لہٰذا ایسی صورت میں زکاۃ ادا ہوگی یا نہیں ؟ اور ان کی امامت درست ہے یا نہیں ؟ تشفی بخش جواب تحریر فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب۔ زید جس بینک کے روپیہ کا نفع اپنے مصرف میں لاتا ہے اور اس سے زکاۃ ادا کرتا ہے اگر وہ بینک مسلمانوں کا ہے یا مسلمانوں اور کافروں کا مشترکہ ہے تو اس صورت میں اس پیسہ سے زکاۃ ادا کرنا اور زید کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں کہ وہ سخت گنہگار فاسق اور سود خور ہے۔ اور اگر وہ بینک یہاں کے خالص غیر مسلموں کا ہے تو اس کا نفع شرعاً سود نہیں اسے اپنے مصرف میں لانا اور اس سے زکاۃ وغیرہ ادا کرنا جائز ہے کہ یہاں کے غیر مسلم کافر حربی ہیں۔ اور کافر حربی و مسلمان کے درمیان سود نہیں — رئیس الفقہاء حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ان ھم الاحربی وما یعقلھا الا العالمون (تفسیرات احمدیہ ص ۳) اور حدیث شریف میں ہے لا ربا بین المسلم والحربی فی دار الحرب۔ اور دار الحرب کی قید اس حدیث شریف میں اتفاقی ہے نہ کہ احترازی۔ کما صرح بہ العالمون۔ ھذا ما عندی وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲۷ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از محمد شوکت علی صدر بزم قادری موضع کہر یا وارانسی۔

امام فرض ظہر کے پہلے کی چار رکعت سنت پڑھے بغیر امامت کرسکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ بعون الملک الوھاب بلا عذر چار رکعت سنت پڑھے بغیر ظہر فرض کی امامت کرنا مکروہ ہے۔ اور بالکل ترک کر دینے یعنی بعد فرض بھی نہ پڑھنے والے کے لئے وعید ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من ترک اربعا قبل الظھر لم تنلہ شفاعتی اھ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد لطیف اسٹینڈرڈ واچ سروس نیر پوسٹ ہنداول ضلع بستی۔

ہمارے یہاں ایک لڑکی ہندہ کو ناجائز حمل رہا جب قریب چھ ماہ کا حمل ہوگیا تو گاؤں کے مسلمانوں نے لڑکی کو طلب

Marfat.com

کرکے بیان لیا۔ لڑکی ہندہ نے بتایا کہ یہ حمل زید کا ہے اس پر گاؤں والوں نے زید کو بائیکاٹ کر دیا لیکن گاؤں کے کچھ مسلمان حامد ومحمود وغیرہ زید کے ساتھ کھاتے پیتے اور سلام کلام شادی وغیرہ میں شرکت کرتے رہے ہندہ نے دوا کے ذریعہ حمل کا اسقاط بھی کرا دیا اس کے بعد ہندہ نے کہیں سے استفتا کیا اور توبہ کیا نیز میلاد کا پروگرام رکھا جس میں حامد ومحمود وغیرہ ہی کو دعوت دیا اور مکتب کے ماسٹر صاحب اور مسجد کے امام صاحب کو بھی دعوت دیا اور ان لوگوں نے دعوت میں شرکت بھی کیا لیکن جو مسلمان پہلے بائیکاٹ کئے تھے نہ تو انھیں شریک کیا گیا اور دان کے سامنے توبہ کیا گیا۔ اور انھیں بائیکاٹ کرنے والے مسلمانوں نے اب امام صاحب کو بھی امامت سے الگ کر دیا یہ کہہ کر کہ آپ نے جو لوگ پہلے سے غلط کام میں ساتھ دے رہے تھے ان کا ساتھ دیا ہے۔ اس وجہ سے آپ امامت کے لائق نہیں رہے کیونکہ ابھی وہ لوگ توبہ نہیں کئے جو شرع کے خلاف ساتھ دئے تھے اس لئے حضور والا سے گذارش ہے کہ ہم مسلمانوں کو شریعت کے حکم سے آگاہ کریں کہ امام صاحب کے پیچھے نماز ہم لوگ پڑھیں یا نہ پڑھیں اور اگر پڑھیں تو امام صاحب پر کیا حکم ہے؟ جیسا ہو ہم مسلمانوں کو شریعت کے حکم سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب جو گناہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے اس کی توبہ علانیہ ہونا ضروری ہے جن لوگوں نے بائیکاٹ کیا ان کے سامنے ضروری نہیں۔ لہٰذا جب کہ مجرم نے توبہ کر لی اگرچہ بائیکاٹ کرنے والوں کے سامنے نہ کی مگر ان کا مقصد حاصل ہے۔ اسی طرح توبہ کرنے کے لئے بائیکاٹ کرنے والوں کی دعوت بھی ضروری نہیں البتہ بہتر یہی تھا کہ مجلس توبہ میں بائیکاٹ کرنے والوں کو بھی شریک کیا جاتا۔ اور جو مسلمان زید کے ساتھ کھاتے پیتے رہے وہ گنہگار ہوئے ان پر بھی لازم تھا کہ وہ زید کا بائیکاٹ کرتے پ ۷ ع ۱۴ میں ہے واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ اس آیت کریمہ کے تحت رئیس الفقہا حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں ان القوم الظلمین یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع (تفسیرات احمدیہ ص ۲۵۵) لہٰذا وہ سب بھی علانیہ توبہ واستغفار کریں۔ اور مکتب کے ماسٹر و مسجد کے امام کو چاہئے تھا کہ وہ اس قسم کی دعوت میں شرکت نہ کرتے اور جب حامد ومحمود وغیرہ کی دعوت دی گئی تو اس صورت میں بدرجہ اولیٰ انھیں احتراز کرنا چاہئے تھا لیکن اگر امام نے اس قسم کی دعوت میں شرکت کر لی تو وہ اس درجہ گنہگار نہیں ہوئے کہ ان کے پیچھے نماز جائز نہ ہو اس کے باوجود امام کو چاہئے کہ وہ رفع فتنہ کے لئے توبہ کر لیں فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر ایک دسترخوان پر کافر ومشرک کے ساتھ کسی مسلمان نے ایک دو بار کھانا کھا لیا تو حرج نہیں۔ اس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ لم یذکر محمد الاکل مع المجوس ومع غیرہ من اھل الشرک انہ ھل یحل ام لا وحکی عن الحاکم الامام عبد الرحمن الکاتب انہ ان ابتلی بہ المسلم مرۃ او مرتین فلا باس بہ

Marfat.com

واما الدوام علیہ فیکرہ کذا فی المحیط انتھٰی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۱۲؍ جمادی الاولیٰ ۹۶ھ

مسئلہ ۔ از بیت اللہ سرپنچ پپری بزرگ پوسٹ بھدوکھر بازار ضلع بستی

زید جو کہ مسجد کا امام ہے وہ ایک غیر محرم عورت ھندہ کے ساتھ تنہائی میں کھلم کھلا اٹھتا بیٹھتا ہے اور اپنی بیوی کے ساتھ بد سلوکی سے پیش آکر اپنی کمسن بچیوں کو چھین کر ایک غیر محرم مرد کے ساتھ اس کے میکے بھیج دیا ہے۔ زید نے آج تین سال سے اپنی بیوی کا حق جو کہ شریعت مطہرہ کا قائم کردہ ہے قطعی طور پر ادا نہیں کیا۔ اور اس سے بولنا چالنا اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بالکل ترک کر دیا ہے۔ آج قریب پندرہ دن سے زید کی بیوی اپنے میکے مجبور ہو کر گئی ہے۔ جب یہ معاملہ زید نے اپنی بیوی کے ساتھ کیا تو اس کے والدین زید کے پاس آئے اور پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا اور تم یہ کیا کرتے ہو تو اس پر زید نے انھیں جواب دیا کہ وہ ہمارے مصرف کی نہیں ہے ہم اس کو نہیں رکھیں گے ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں مجبور ہو کر اس کے والدین واپس چلے گئے یہ ہے زید امام کا کارنامہ۔

لہٰذا ہم عوام الناس جو کہ امام کے مقتدی ہیں ایسی صورت میں ہم عوام الناس ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں؟ اگر پڑھیں تو نماز ہوگی یا نہیں ہوگی؟ جو شریعت مطہرہ کا حکم ہے بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اور ہم تمامی مسلمانوں کی رہبری فرمائیں۔

الجواب خدائے تعالیٰ نے بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ پارۂ چہارم رکوع ۱۴ میں ہے وعاشروھن بالمعروف۔ اور اپنی بیویوں سے کمسن بچیوں کا چھین لینا ظلم ہے بہار شریعت حصہ ہشتم ص۱۴۳ میں ہے کہ لڑکی اس وقت تک پرورش میں رہے گی کہ حدِ شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ اور غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں اٹھنا بیٹھنا حرام ہے ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثھا الشیطٰن۔ یعنی کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہیں جمع ہوتا ہے لیکن اس حال میں کہ وہاں دو کے علاوہ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ اور الاشباہ والنظائر ص۲۸۸ میں ہے الخلوۃ بالاجنبیۃ حرام۔ یعنی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی حرام ہے۔ لہٰذا شخص مذکور میں اگر واقعی وہ سب باتیں پائی جاتی ہیں جن کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے تو وہ مرتکب حرام، فاسق اور ظالم ہے تا وقتیکہ توبہ نہ کرے اور ان باتوں سے باز نہ آئے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اگر

Marfat.com

پڑھیں گے تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۸ر شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از برکت اللہ چودھری پیپری بزرگ ضلع بستی

زید، بکر اور عمر تین بھائی ہیں اور تینوں نے بانٹ لیا ہے مگر ایک ہی مکان میں رہتے ہیں ایک ایک کمرہ اور تھوڑا تھوڑا برآمدہ ہر ایک کے حصہ میں ہے لیکن تینوں کا آنگن ایک ہی ہے کوئی دیوار یا ٹاٹی بیچ میں حائل نہیں اور نہ آپس میں کسی قسم کا جھگڑا فساد رہتا ہے تینوں میل جول سے رہتے ہیں زید کی خالد سے بظاہر دوستی ہے خالد کو ساتھ لیکر اکثر اپنے گھر بیٹھا باتیں کیا کرتا ہے اور کبھی کبھی خالد بھی اس کے گھر زید کی غیر موجودگی چلا جاتا ہے اور بیٹھ جاتا ہے مگر تنہائی میں نہیں بیٹھتا ہے خالد عالم دین ہے اور امامت بھی کرتا ہے مگر گاؤں کے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ خالد زید کے گھر جاکر زید کی غیر موجودگی بیٹھ جاتا ہے اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور خالد کو کچھ لوگوں نے روکا کہ زید کے گھر مت جاؤ تو خالد نے کہا کہ اب نہیں جائیں گے اور نہ جاتا ہے تو خالد کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔

الجواب خالد اگر واقعی غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہیں بیٹھتا تھا اور نہ اب بیٹھتا ہے بلکہ لوگوں کے روکنے پر زید کے گھر جانا بھی بند کردیا تو اس پر شرعاً کوئی جرم نہیں عائد ہوتا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی اور وجہ مانع امامت نہ ہو۔ اور اگر خالد پر غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے کا جھوٹا الزام ہے تو جھوٹا الزام لگانے والے اور مؤمن پر بدگمانی کرنے والے گنہگار حق العبد میں گرفتار ہیں ان پر توبہ کرنا اور خالد سے معافی مانگنا لازم ہے قال اللہ تعالیٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ ۲۶ ع ۱۴) وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۹ر شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از محمد حنیف قادری بھارت الیکٹرک اینڈ مشینری اسٹور ۳، ضلع اجین۔ مدھیہ پردیش

زید کے منھ سے بدبو آتی ہے اور زید ماسٹر بھی ہے اور وہ ٹی۔ بی کے مرض میں بھی مبتلا ہے جس کی وجہ سے کھانسی بہت آتی ہے قرأت پڑھنے میں الفاظ کی ادائیگی نہیں ہوتی اور زید پر زکاۃ فرض ہے لیکن جب دینے کا وقت آتا ہے تو بیوی کو مالک بنا دیتا ہے اور سال گذرنے سے پہلے بیوی پھر شوہر کو مالک بنا دیتی ہے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب جس زید میں مذکورہ بالا باتیں پائی جاتی ہیں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ بلکہ اگر زید کے منھ کی

Marfat.com

بدبو اس درجہ ہو کہ جس سے نمازیوں کو ایذا پہنچتی ہو تو ایسے شخص کو مسجد میں آنے سے بھی روکا جائے گا۔ ردالمحتار میں ہے الحق بعضھم بذلک من بفیہ بخر۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں وجس کے بدن میں بدبو ہو کہ اس سے نمازیوں کو ایذا ہو مثلاً معاذ اللہ گندہ دہن یا گندہ بغل ہو اسے مسجد میں نہ آنے دیا جائے اھ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صـ۱۸۱) مگر مادر ہونا مانع امامت نہیں جب کہ مشتہاۃ لڑکیوں کو بے پردہ نہ پڑھاتا ہو اسی طرح ٹی۔بی کا مریض ہونا بھی مانع جواز امامت نہیں لیکن اگر اس کے سبب قرأت صحیح نہ کر پاتا ہو تو صحیح قرأت کرنے والوں کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی۔ اور زکاۃ سے بچنے کے لئے حیلۂ مذکور کرنا جائز نہیں شیخ الاسلام حضرت علامہ ابوبکر بن محمد حدادی یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں۔

اختلفوا فی الحیلۃ لاسقاط الزکاۃ فاجازھا ابویوسفؒ وکرھھا محمد والفتویٰ علیٰ قول محمدؒ (جوہرہ نیرہ صـ۲۸۵/۱) اور علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ قال ابویوسف لایکرہ لانہ امتناع عن الوجوب لا ابطال حق الغیر۔ وفی المحیط انہ الاصح وقال محمد یکرہ واختارہ الشیخ حمید الدین الضریر لان فیہ اضرارًا بالفقراء وابطال حقھم مالاً (الیٰ ان قال) وقیل الفتویٰ فی الشفعۃ علیٰ قول ابی یوسف وفی الزکاۃ علیٰ قول محمد ھذا تفصیل حسن (ردالمحتار جلد دوم صـ۲۱) اور الاشباہ والنظائر صـ۴۰۶ میں ہے اختلفوا فی الکراھۃ ومشایخنا رحمھم اللہ تعالیٰ اخذوا بقول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ دفعا للضرر عن الفقراء۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۷ رجادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از حافظ محمد اشفاق حسین اشرفی۔ کالاہانڈی اڑیسہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے شہر میں ایک قاری صاحب ہیں پہلے امامت کرتے تھے اب کاروبار کرتے ہیں وضو میں آدھی ٹنکی پانی بہاتے ہیں کہتے ہیں ہمارا دل نہیں بھرتا ہے دوسرے یہ کہ جب سے امامت چھوٹے ہیں کوئی امام کو ٹھہرنے نہیں دیتے اس کے پیچھے پڑے رہتے ہیں نکتہ چینی بال کی کھال نکالتے ہیں جس سے جماعت میں نفاق پھوٹ پڑجاتا ہے ابھی بھی دو پارٹی ہے آئے دن خلفشار ہوتا رہتا ہے جو شخص مسلمانوں میں پھوٹ ڈالے اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے مطلع فرمائیں خود کو بڑا متقی پرہیزگار فخر کے ساتھ سمجھتے ہیں مستند قاری بھی نہیں صرف تخلص ہے نہ حافظ نہ عالم جعلی صوفی بنے ہیں۔ قبرستان میں قبر کے اوپر اگربتی جلا سکتے ہیں یا نہیں؟۔

نوٹ:۔ امام حسن وامام حسین علیہ السلام بولنا جائز ہے یا نہیں؟ مطلع فرمائیں۔

Marfat.com

الجواب وضو کے فرائض، سنن، مستحبات ادا کرنے اور اعضاء کو ٹھنڈک پہنچانے کے علاوہ پانی گرانا اسراف و ناجائز ہے اگر قاری صاحب وضو میں پانی کا اسراف کرتے ہیں تو اس سے بچنا لازم ہے اور قاری صاحب مذکور اگر اماموں پر صحیح اعتراض کرتے ہیں مثلاً آج کل بہت سے امام وضو کرنے میں اعضاء کو دھوتے نہیں بلکہ بھگاتے ہیں یا عضو کا بعض حصہ دھوتے ہیں اور بعض حصہ صرف تر کر کے چھوڑ دیتے ہیں خاص کر پیشانی پر بال اگنے کی جگہ پر پانی نہیں ڈالتے صرف گیلا ہاتھ پھیر لیتے ہیں۔ کچھ لوگ اللہ اکبر کی جگہ آللہ اکبر یا اللہ اکبار کہتے ہیں۔ بعض امام نستعین کو نستا عین پڑھتے ہیں قرأت قرآن میں حروف کے مخارج کی رعایت نہیں کرتے اور دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہیں لگاتے۔ اگر قاری اس قسم کی باتوں پر اعتراض کرتے ہیں تو وہ حق بجانب ہیں ان پر کوئی مواخذہ نہیں بلکہ وہ ثواب پاتے ہیں۔ اور اگر بیجا اعتراض کر کے مسلمانوں میں افتراق پیدا کرتے ہیں تو سخت گنہگار ہیں — اور اگر بتی قبر پر سلگانے کے بارے میں فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۱۸۵ میں ہے "اگر بتی قبر پر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوادب اللہ بد فالی ہے عالمگیری میں ہے ان سقف القبر حق المیت ہاں قریب قبر زمین خالی پر رکھ کر سلگائیں کہ خوشبو محبوب ہے۔ اور پھر صفحہ ۲۲۱ میں ہے اگر بتی جلانا اور تلاوت قرآن کے وقت تعظیم قرآن کے لئے ہو یا وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوں ان کی ترویح کے لئے ہو تو مستحسن ہے ورنہ فضول اور تضیع مال۔ میت کو اس سے کچھ فائدہ نہیں"

اور امام حسین علیہ السلام کہنا جائز ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ استقلالاً و ابتداءً نہیں جائز ہے اور اتباعاً جائز ہے یعنی امام حسین علیہ السلام کہنا نہیں جائز ہے اور امام حسین علی نبینا و علیہ السلام جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۴ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

مسئلہ۔ از حبش محمد، موضع پیری بزرگ پوسٹ بھدوکھر بازار ضلع بستی

(۱) امام کیسا ہونا چاہئے۔ خوبی بتلایئے؟

(۲) فجر کی نماز ہونے کے بعد لوگ نماز ادا کرتے ہیں ایسی حالت میں لاؤڈ اسپیکر پر سلام پڑھتے ہیں جس سے نماز میں خلل ہوتا ہے منع کرنے پر مانتے نہیں ہیں۔

الجواب (۱) امام سنی صحیح العقیدہ ہو وہابی دیوبندی وغیرہ بدمذہب نہ ہو صحیح الطہارۃ یعنی وضو، غسل اور کپڑے وغیرہ کی طہارت رکھتا ہو، صحیح القرأت ہو، مثلاً ا، ع، ت، ط، ث، س، ش، ص، ہ، ح، ذ، ض اور ذ، ز، ظ میں فرق کرتا ہو، فاسق معلن نہ ہو اسی طرح اور امور جو منافی امامت ہیں ان سے پاک ہو۔

Marfat.com

(۲) جماعت واجب ہے لوگوں کو چاہیے کہ جماعت میں حاضر ہوں کہ بلا عذر شرعی جماعت کا ایک بار بھی ترک کرنا گناہ اور ترک کی عادت کرنے والا فاسق مردود الشہادۃ ہے اور اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہے تو کوئی ایسا غیر ضروری کام نہیں کرنا چاہیے کہ جس سے نماز میں خلل واقع ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

انتباہ۔ آپ نے اپنے نام حبیش محمد پر ﷺ لکھا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی پر ﷺ لکھنا حرام و ناجائز ہے اور حبیش محمد تو آپ کا نام ہے اس پر ﷺ کا لکھنا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا بلکہ اگر حبیش محمد پر درود کا اشارہ ہے تو یہ بھی ناجائز ہے وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۱ر صفر المظفر ۹۸ھ

مسئلہ۔ از نور محمد مصباحی مدرس دار العلوم رضویہ بڑھیا پوسٹ مدوبازار ضلع گونڈہ

زید مڈل اسکول کا ٹیچر ہے صوم وصلوٰۃ کا پابند بھی ہے۔ نسبندی کے دنوں میں نسبندی کا جو زور تھا اس سے ہر شخص واقف ہے ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے نوٹس آئی جس میں صاف طور سے لکھا ہوا تھا کہ آپ فیملی پلاننگ کے تحت اپنی یا اپنی اہلیہ کی نسبندی کرائیے نوٹس پر زید نے عمل نہیں کیا اسکے معطلی کا کاغذ آیا زید نے کاغذ لیا اور تہیہ کر لیا کہ نسبندی نہیں کراؤں گا بھلے مجھے مستعفی ہونا پڑے کچھ ہی دنوں کے بعد تعلیمی محکمے کے بڑے افسر نے بلاک کے جملہ ماسٹران کو جمع کر کے خطاب کیا کہ کوئی شخص استعفیٰ دیکر بھی نسبندی سے نہیں بچ سکے گا ہمارے ملک کا قانون ہے ہندوستان میں رہ کر اسکی مخالفت کرنا بغاوت کے مترادف ہوگا تعلیمی افسر نے یہ بھی کہا جو ماسٹر نسبندی نہیں کراتا ہے اسے میسا کے تحت جیل جانا پڑے گا ان حالات کے پیش نظر زید نے مجبور ہو کر نسبندی کرا لیا اب نسبندی کرانے کے بعد زید پر از روئے شرع کیا حکم لاگو ہوگا کیا زید کو سماج میں ذلیل نگاہوں سے دیکھا جائے گا کیا اس کی امامت اذان واقامت وغیرہ جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ جب کہ نسبندی کے بارے میں حکام نے دہشت پھیلا رکھی تھی اور ملازمین کو طرح طرح کی دھمکیوں سے ڈرایا جا رہا تھا اس صورت میں اگر زید نے مجبوراً نسبندی کرالی تو اسے مجرم نہیں قرار دیا جائے گا لیکن احتیاطاً وہ علانیہ توبہ کرلے اب توبہ کے بعد بھی نسبندی کے سبب زید کی امامت اور اذان واقامت پر اعتراض کرنے والے اور اسے ذلیل نگاہوں سے دیکھنے والے بلاشبہ گنہگار مستحق عذاب نار ہوں گے حدیث شریف میں ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۲ صفر المظفر ۹۸ھ

مسئلہ۔ از عطاء اللہ سہنیاں کلاں ضلع گونڈہ

(۱) نماز پڑھانے کی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں ؟

(۲) جس نے اپنی بیوی ہندہ کا مہر ادا نہیں کیا اور نہ بخشوایا مگر اس سے مجامعت کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں ؟ بعض لوگ ہمارے یہاں ایسے شخص کے پیچھے نماز ناجائز بتاتے ہیں۔

الجواب (۱) نماز پڑھانا خالص عبادت ہے اور کسی عبادت پر اجرت لینا جائز نہیں لیکن جس شخص کو امام مقرر کر دیا جائے تو اس کو امامت کے سلسلے میں پابندئ وقت کی تنخواہ لینا قطعاً جائز ہے۔

(۲) ہمارے ملک ہندوستان میں عموماً مہر مطلق کا رواج ہے جس کا نچوڑ یہ ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کی موت یا شوہر کے طلاق دیدینے پر اس مہر کے وصول کرنے کا حق ہے لہذا اگر کوئی شخص بغیر مہر ادا کئے یا بغیر معاف کرائے اپنی بیوی سے مجامعت یعنی ہمبستری کرتا ہے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے جن لوگوں نے نماز پڑھنا ناجائز قرار دیا ہے وہ شریعت طاہرہ کے احکام سے جاہل ہیں ان کے ناجائز کہنے کا کوئی اعتبار نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ بدر الدین احمد القادری الرضوی
۲۸ محرم الحرام ۹۸ھ

الجواب حق۔ واقعی مہر مطلق میں عورت اگر مہر کا مطالبہ کرے تو اس کا مطالبہ جائز ہے لیکن شوہر ادائیگی مہر پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہاں طلاق کی صورت میں وہ مجبور کیا جائے گا اور موت کی صورت میں اس کے ورثہ سے وصول کیا جائے گا۔ وھو سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ محرم الحرام ۹۸ھ

مسئلہ۔ از حکیم اللہ بستوی پوسٹ و مقام بھیلواڑہ ضلع سابر کانٹھا گجرات

زید صاحب نصاب ہوتے ہوئے زکاۃ و صدقہ فطر لے رہا ہے اور ایک مسجد میں امامت بھی کر رہا ہے اور داڑھی بھی منڈواتا ہے اور زید کی بیوی دوکان پر بیٹھ کر بر سر بازار خرید و فروخت بھی کرتی ہے کیا ایسی صورت میں زید کی امامت قابل قبول ہے ؟

Marfat.com

الجواب: امام ہو یا غیر امام جو صاحب نصاب ہو اسے زکاۃ وصدقۂ فطر لینا حرام وناجائز ہے اور جو لوگ جان بوجھ کر ایسے شخص کو زکاۃ وفطرہ دیں گے ان کی زکاۃ وفطرہ ادا نہ ہوگا۔ جیسا کہ اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ "صاحب نصاب کو اگرچہ امام مسجد ہو کوئی صدقۂ واجبہ مثل زکاۃ یا صدقات عید الفطر یا کفارات جائز نہیں حرام ہے اور اس کے دیئے وہ زکاۃ وصدقۂ فطر ادا نہ ہوں گے" (فتاوی رضویہ جلد چہارم ص۲۹۳) اور داڑھی منڈانا حرام ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد پنجم ص۲۶۱ میں ہے یحرم علی الرجل قطع لحیتہ "اور اشعۃ اللمعات جلد اول ص۲۱۲ میں ہے "حلق کردن لحیہ حرام ست" یعنی داڑھی منڈانا حرام۔ بہار شریعت حصہ شانزدہم ص۱۹۷ میں ہے کہ "داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے" اور سر بازار خرید وفروخت کرنے میں اگر عورت کے کپڑے خلاف شرع ہوتے ہیں مثلاً باریک کہ بدن چمکے یا اوچھے کہ ستر عورت نہ کریں جیسے چھوٹی قمیص یا بلاوز کہ گٹوں کے اوپر ہاتھ یا پیٹ کھلا ہو یا طریقہ سے اوڑھے پہنے جیسے دوپٹہ سر سے ڈھلکا یا کچھ حصہ بالوں کا کھلا یا زرق برق پوشاک جس پر نگاہ پڑے اور احتمال فتنہ ہو یا اس کی چال ڈھال بول چال میں آثار بدوضعی پائے جائیں اور شوہر ان باتوں پر مطلع ہو کر باوصف قدرت بندوبست نہ کرے تو وہ دیوث ہے۔ ھکذا فی جزء الثالث من الفتاوی الرضویۃ۔ لہذا شخص مذکور میں اگر یہ باتیں پائی جاتی ہیں جو سوال میں مذکور ہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کہ وہ فاسق ہے حضرت علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان الکراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یبعد منہ اخلال ببعض شروط الصلاۃ وفعل ماینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ (غنیہ ص۴۷۹) وھو تعالی اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲ ر ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: از شریف الدین مدرس مدرسہ نعیم العلوم تولہوا۔ نیپال

جامع مسجد میں ایک امام کو امامت کرتے ہوئے اکیس۲۱ سال گذر گئے۔ بائیسویں سال میں کچھ لوگ ایک پارٹی بنا کر علیحدہ ہو گئے۔ اور نماز الگ پڑھنے لگے۔ اختلاف کی بنا پر سابق امام کو ہٹانے کی آواز بلند کی۔ لوگوں نے سوال کیا کہ امام کو کس وجہ سے ہٹا دیں۔ مخالف نے جواب دیا کہ امام کو نکال کر دوسرے امام کو معین کرو۔ تو ہم نماز پڑھنے مسجد میں آئیں گے نہیں تو نہیں آئیں گے بات حکام تک پہنچی موقع کے حاکم نے مخالف سے سوال کیا۔ وہاں بھی

Marfat.com

کوئی معقول جواب نہ دیا۔ حکام نے سابق امام کے بارے میں فیصلہ دیدیا۔ حکام کی بھی بات نہ مان کر پھر حاکموں سے مخالف نے کہا کہ آپ لوگ میرے مذہب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں لہٰذا دونوں پارٹی کے طرف سے دو دو عالموں کو بلوائیے اور وہ چار عالم مل کر جو فیصلہ دیدیں دونوں فریق مان لیں۔ بات طے ہو گئی وقت مقررہ پر چار عالم تشریف لائے جن میں امام کی طرف سے دو سنی عالم اور مخالف کی طرف سے دو غیر مقلد تھے۔ پہلی نشست میں علماء نے امام کو بلایا امام حاضر ہوا اور ایک شخص مخالف پارٹی سے بلایا اور سوال کیا کہ امام کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو کوئی بہتان ہو یا کوئی اور خرابی ہو جس کی وجہ سے نہیں پڑھتے ہو تو بتاؤ۔ تو مخالف نے جواب دیا کہ امام پر کوئی بہتان نہیں کوئی جرم نہیں۔ تو عالم نے سوال کیا کہ نماز الگ پڑھنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام میں کوئی نقص ہے اس پر مخالف نے جواب دیا کہ نہیں نہیں صاحب امام میں کوئی نقص نہیں ہے۔ میری استدعا ہے کہ چونکہ یہ مقام ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے اس مسجد میں ایک امام ایسا ہو جو مفتی ہو قاری ہو اس کو رکھا جائے عالم نے سوال کیا کہ امام کو کس وجہ سے ہٹائیں پہلے روز کی یہ نشست برخاست ہو گئی اور بات طے نہ ہو پائی۔ دوسرے روز پہلی نشست میں گفتگو جاری ہوئی امام میں کوئی خرابی نہ پا کر دو عالم نے فتویٰ دیا کہ امام میں شرعی نقص نہیں ہے اس وجہ سے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ مخالف پارٹی کے دو عالم نے جواب دیا کہ آپ اپنا فیصلہ حاکم کو دے دیجئے اور میں اپنا فیصلہ حاکم کو دے دونگا۔ بات حاکم تک پہونچی حاکم موقع پر پھر چاروں عالم کو ایک جگہ جمع کر کے کہا کہ آپ لوگوں کو فیصلہ دینا ہے شرع کے رو سے اور فیصلہ دیجئے۔ مخالف سے جب کوئی بات نہ بن پڑی تو امام پر زنا کا غلط بہتان لگایا اور بہتان لگانے والے ہی کو گواہی میں طلب کیا اور اس کی گواہی پر فتویٰ دیدیا نہ گواہ کو دیکھا کہ کیسا ہے اور نہ امام سے پوچھا اور نہ امام کی طرف سے کوئی گواہی لی۔ فتویٰ یہ دیا کہ امام میں کچھ خامیاں ہیں اس وجہ سے امامت کے لائق نہیں ہے۔ اور چاروں عالموں نے دستخط کر دیا پھر بات حاکم تک پہنچی تو زنا ثابت نہ کر سکے حاکم کا فیصلہ پھر امام سابق کے حق میں رہا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ سابق امام کی امامت درست ہے کہ نہیں؟ اور ایسا کیوں؟ اور بہتان لگانے والے پر از روئے شرع کیا احکام نافذ ہوتے ہیں اور کیوں؟

نوٹ:- جبکہ اسی فیصد عوام سابق امام کو چاہتی ہے اور ابھی سابق امام ہی امامت کرتا ہے۔

الجواب: امام سابق اگر صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ اور صحیح القرأت ہے اس میں کوئی وجہ شرعی مانع امامت نہیں ہے تو اس کی امامت درست ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اسے بلا وجہ شرعی امامت سے الگ کرنا گناہ ہے یہاں تک کہ حاکم شرع کو بھی یہ اختیار نہیں دیا گیا جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۲۴۲ پر ردالمحتار سے ہے لیس للقاضی عزل صاحب وظیفۃ بغیر جنحۃ۔ اور زنا کے بارے میں ایک آدمی کی گواہی مان کر فتویٰ دینے

Marfat.com

والے جاہل گنوار ہیں اس لئے کہ ثبوت زنا کے لئے چار عادل گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور زنا کا جھوٹا الزام لگانے والا اسّی درے مارے جانے کا مستحق ہے جیسا کہ پارہ ۱۸ سورۂ نور رکوع اول میں ہے والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یأتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة۔ وهو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از رباعی پاشا ابراہیم صاحب ملّا

(۱) زید یہ کہتا ہے کہ ہم امام کو نفقہ (پگار) دیتے ہیں ہم اس کو نوکر ہی کہیں گے کیا زید کا کہنا درست ہے اور کہنے والے پر کیا حکم ہے؟

(۲) امام کی برائی بیان کرنے والے اسی امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو کیا ان کی نماز ہو جائے گی؟

(۳) گھڑی کی زنجیر سونے چاندی یا دھاتوں کی بنی ہوئی پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب:- (۱) زید کا کہنا درست نہیں اس لئے کہ جیسے ماں باپ کی بیوی ضرور ہے مگر اسے اس لفظ کے ساتھ یاد کرنا ماں کی توہین ہے پگار لینے والا ضرور نوکر ہے مگر تنخواہ دار امام کو نوکر کہنا اس کی توہین ہے۔ لہٰذا زید پر لازم ہے کہ امام سے معافی مانگے اور آئندہ اس کے بارے میں اس لفظ کے بولنے سے احتراز کرے۔

(۲) اگر امام فاسق معلن ہے اس لئے کوئی اس کی برائی بیان کرتا ہے تو اس صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں اور ایسے امام کے پیچھے کسی کو نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر فاسق معلن نہیں ہے تو برائی کرنے والا سخت گنہگار حق العباد میں گرفتار مگر اس کی نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی۔ وهو تعالیٰ اعلم

(۳) گھڑی سونے چاندی کی زنجیر لگی ہوئی مرد کو پہننا حرام اور دوسری دھاتوں کی ممنوع ہیں ان کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ھٰکذا قال الامام احمد رضا البریلوی علیه الرحمة والرضوان وهو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۵ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از ہارون رشید اشرفی متعلم رضائے غوث ادکے روڈ۔ آسنسول

جو شخص سنّی صحیح العقیدہ ہو مگر مندرجہ ذیل باتوں میں سے کسی ایک بات کا مرتکب ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا

Marfat.com

کیسا ہے۔ اور خود اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

(۱) حالت سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں میں سے کم سے کم تین انگلیوں کے پیٹ زمین سے نہ لگائے۔

(۲) قمیص یا کرتے کے بوتام خصوصاً سب سے اوپر والا حالت نماز میں کھلا رکھے۔

(۳) جس قمیص یا کرتے کی آستین بوتام دار ہو حالت نماز میں اس کے بوتام نہ لگائے۔

(۴) حالت نماز میں چین والی گھڑی باندھے۔

(۵) دیوبندی عقیدہ والوں سے سلام اور رد سلام کرے بلکہ کبھی کبھی ایسوں کے پیچھے نماز بھی ادا کرلے۔

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب (۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہر پاؤں کی اکثر (یعنی تین تین) انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہونا واجب ہے (فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۵۵۵) اور حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ سجدہ میں ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ لگنا واجب ہے (بہار شریعت جلد سوم ص۲۷۹) لہٰذا جو شخص حالت سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں میں سے کم سے کم تین انگلیوں کا پیٹ زمین سے نہ لگائے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور خود اس کی نماز بھی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) قمیص یا کرتے کے اگر اتنے بٹن لگائے کہ سینہ ڈھک گیا اور اوپر کا بٹن نہ لگانے کے سبب گلے کے پاس کا خفیف حصہ کھلا رہا تو حرج نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۴۴۲) اور اگر سینہ کھلا رہا تو مکروہ اور ظاہر کراہت تحریم (بہار شریعت حصہ سوم ص۱۶۶) اور اس صورت میں امام و مقتدی اور منفرد سب پر نماز کا اعادہ واجب لان کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا (درمختار) وھو اعلم

(۳) جس قمیص کی آستین بٹن والی ہو اور بٹن نہ لگائے تو نماز مکروہ ہوگی اور ظاہر کراہت تنزیہی۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۳۵۴ میں ہے اگر آستینوں میں ہاتھ ڈالے اور بند نہ باندھے تو خلاف معتاد ضرور ہے۔ ہاں امام جعفر ہندوانی نے اس صورت کو مشابہ سدل ٹھہرا کر فرمایا کہ برا کیا اھ وھو اعلم۔

(۴) اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان احکام شریعت حصہ دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہیں اھ۔

(۵) ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے وھو اعلم بالصواب۔

Marfat.com

کتب جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ ذی القعدہ ۱۴۱۱ھ

مسئلہ - از مقام آستانہ عالیہ سیدنا بندہ نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گلبرگہ شریف - معرفت جعفر علی جونانٹ پولٹ درگاہ روڈ گلبرگہ شریف -

محترمی حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم والرحمۃ - عید سعید کی مبارکباد اخلاص قبول فرمائیں -

بفضلہ تعالیٰ المولیٰ وبعون رسولہ الاعلیٰ میں بخیریت ہوں اور آپ کی خیریت خداوند قدوس سے نیک خواہاں ہوں شہر گلبرگہ شریف میں بے شمار مساجد ہیں پنج وقتہ نمازیں ہوتی ہیں - افسوس صد افسوس کہ اکثر مساجد کے ائمہ داڑھیوں کو حد شرع سے زیادہ کترواتے ہیں - بلکہ غیر تہذیب طریقہ پر رکھتے ہیں جبکہ داڑھی کی شرعی حد ایک مشت بتلائی جاتی ہے - اللہ کے فضل وکرم سے حبیب پاک کے صدقہ میں میں نے داڑھی رکھ لی ہے - اللہ تعالیٰ صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اس سنت کریمہ کو زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین -

چند مسائل ذہن پر بار ہیں براہ کرم فقہی مستند مسائل کی روشنی میں احقر کو بذریعہ لیٹر مرحمت فرما کر شش وپنج کی تیرگی سے نجات دلائیں - حسب ذیل مسائل کی روانگی کا انتظام فرمائیں تو طلب علم کی پیاس بجھانے کے مصداق ہوں گے - ملاحظہ فرمائیں -

(۱) ایک محلہ کی مسجد کے امام صاحب بحمدہ تعالیٰ سُنّی حنفی وصحیح العقیدہ ہیں - اور ان کی ایک مشت داڑھی ہے البتہ بعض دفعہ وہ اپنے صاحبزادے کو فرض نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھا دیتے ہیں - اور صاحبزادے داڑھی حدّ شرع سے کم ہی کترواتے ہیں - ان کے پیچھے کے نماز ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اگر داڑھی بڑھ نہ رہی ہو تو کیا حکم ہے -

(۲) بعض ائمہ مساجد کو دیکھا گیا کہ بحالت نماز نظر ادھر اُدھر گھماتے ہیں اور عمل کثیر کرتے ہیں یعنی دونوں ہاتھوں سے کپڑوں کو سمیٹتے ہیں کیا نماز فاسد نہ ہوگی؟

(۳) اکثر حفاظِ کرام کی داڑھیاں نہیں ہوتیں اور داڑھیاں رکھتے بھی ہیں تو وہ بھی فیشن ایبل کیا ان کی اقتدا میں تراویح کی نماز درست ہے؟

(۴) ایک صاحب کبھی کبھی فرض پڑھاتے ہیں، حالانکہ ان کی عمر ۳۰ سال سے تقریباً زائد ہوگی شادی نہیں کی

Marfat.com

ہے بعض حضرات انھیں نماز پڑھانے سے روکتے ہیں تو کیا وہ نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں ؟

(۵) ایک مقام پر افطار کے ساتھ اذان و نماز باجماعت کا شاندار اہتمام ہوا جب کہ اس مقام سے مسجد صرف سڑک پار کرنے کا فاصلہ رکھتی ہے بلکہ مسجد کے اذان کی آواز وہاں تک پہونچتی ہے ۔ تو کیا اس مقام پر اذان دے کر نماز باجماعت ادا کی جا سکتی ہے ؟

الجواب (۱) ایک مشت تک داڑھی بڑھانا واجب ہے چونکہ اس کا وجوب سنّت سے ثابت ہے اس لئے عام طور پر لوگ اسے سنّت کہہ دیتے ہیں ۔ حدیث شریف میں ہے خالفوا المشرکین اوفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب وفی روایۃ انھکوا الشوارب واعفوا اللحیٰ یعنی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کتراؤ ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مونچھوں کو خوب کم کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ ۔ (بخاری ، مسلم) در مختار میں ہے یحرم علی الرجل قطع لحیتہ یعنی مرد کو داڑھی منڈانا حرام ہے ۔ اور بہار شریعت جلد شانزدھم صـ۱۹۷ میں ہے داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے ۔ اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں حلق کردن لحیہ حرام ست وروش افرنج وہنود وجوالقیان ست کہ ایشاں را قلندریہ گویند وگذاشتن آں بقدر قبضہ واجب ست وآں کہ آنرا سنّت گویند بمعنی طریقہ مسلوک در دین ست ۔ یا بجہت آنکہ ثبوت آں بسنت ست چنانکہ نماز عید را سنّت گفتہ اند —— یعنی داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں ، ہندؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے ۔ اور داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اور جن فقہاء نے ایک مشت داڑھی رکھنے کو سنت قرار دیا تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کے نزدیک واجب نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ یا تو یہاں سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے اور یا تو اس وجہ سے کہ ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ بہت سے علماء کرام نے نماز عید کو مسنون فرمایا (حالانکہ نماز عید واجب ہے اشعۃ اللمعات جلد اول صـ۲۱۲) اور در مختار مع شامی جلد دوم صـ۱۱۶ رد المحتار جلد دوم صـ۱۱۶ بحر الرائق جلد دوم صـ۲۸۰ فتح القدیر جلد دوم صـ۲۷۰ اور طحطاوی صـ۴۱۱ میں ہے واللفظ للطحطاوی الاخذ من اللحیۃ وھو دون ذلک (ای القدر المسنون وھو القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال لم یبحہ احد اخذ کلھا فعل یھود الھند ومجوس الاعاجم یعنی داڑھی جب کہ ایک مشت سے کم ہو تو اس کا کاٹنا جس طرح بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہیں کسی کے نزدیک حلال نہیں ۔ اور کُل داڑھی کا صفایا کرنا یہ کام تو ہندوستان کے یہودیوں اور ایران کے مجوسیوں کا ہے اھ

Marfat.com

لہذا امام کے و. جو ذ ے اگر داڑھی کٹاکر ایک مشت سے کم رکھتے ہیں تو ان کو امامت کے لئے آگے بڑھانا جائز نہیں اگر بڑھا دیا تو ایسے اشخاص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اگر پڑھی تو اس نماز کا دہرانا واجب ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ وہ فاسق مرتکب حرام ہے جیسا کہ مذکورہ بالا عبارتوں سے ظاہر ہے۔ اور داڑھی نہ ... کا عموماً لوگ بہانہ بناتے ہیں لیکن اگر حقیقت میں داڑھی نہ بڑھتی ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ اور کوئی وجہ مانع جواز امامت نہ ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) نماز کی حالت میں اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی اور اگر منہ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی صحیح غرض سے ہو تو اصلاً حرج نہیں (بہار شریعت) اور عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن کپڑا اسمیٹنا جیسا کہ ناواقف لوگ سجدہ میں جاتے ہوئے آگے یا پیچھے کے کپڑے کو اٹھاتے ہیں یہ مفسد نماز نہیں بلکہ مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے جس نماز میں ایسا کیا گیا اس نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

(۳) اگر حافظ کو پیدائشی طور پر داڑھی نہ ہو تو اس کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ امامت کی اور شرط مفقود نہ ہو۔ اور اگر داڑھی منڈاتا ہو یا کٹاکر ایک مشت سے کم رکھتا ہو تو اس کے پیچھے تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ وہ فاسق ہے یعنی تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے مگر فاسق کے پیچھے پڑھنے کے بعد دوبارہ پڑھنا واجب ھٰکذا فی الکتب الفقیہ۔ وھُو تعالیٰ اَعلم۔

(۴) امامت کے لئے شادی ہونا شرط نہیں لہٰذا شخص مذکور میں اگر کوئی دوسری شرعی خرابی نہ ہو تو اس کے پیچھے ہر قسم کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(۵) اگر افتراق بین المسلمین نہ ہو تو جس طرح مسجد کے سامنے روڈ کی دوسری جانب مسجد بنانا جائز ہے اسی طرح اذان و اقامت کے ساتھ اس جگہ نماز باجماعت پڑھنا بھی جائز ہے وھو تعالیٰ وسبحانہٗ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۰ر شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

مسئلہ۔ از عبدالستار موضع پڑولی پوسٹ جھنگٹی۔ ضلع گورکھپور۔

زید نے بلا جبر اکراہ راضی برضا نسبندی کرا لیا اب از روئے شرع اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

Marfat.com

ایک نام نہاد مولوی نے کہا کہ اگر زید نے اس گناہ سے نادم ہو کر علی الاعلان عام مجلس میں اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کر لیا تو اب زید کے پیچھے نماز درست اور جائز ہے۔ تو کیا مولوی مذکور کا یہ کہنا صحیح ہے؟ مفصل جواب سے نوازیں کچھ پیر اور مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ اس کا توبہ قبول ہی نہ ہوگا۔

الجواب: چوری، شراب نوشی، زناکاری، اور سود خوری بلکہ کفر و شرک جیسے گناہ عظیم جب توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں تو نسبندی کا گناہ بھی توبہ سے معاف ہو جائے گا قال اللہ مَنْ تَابَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا۔ (پ ۱۹ ع ۴) اور حدیث شریف میں ہے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ۔ لہٰذا نسبندی کرانے والا اگر علانیہ توبہ واستغفار کرلے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ اس میں کوئی اور شرعی خرابی نہ ہو وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۳ رذی الحجہ ۹۹ھ

مسئلہ: از مصلیان کالیا مسجد محلہ بلوا بلرامپور گونڈہ۔

(۱) اگر کسی مسجد میں امام اول کی غیر موجودگی میں نماز پڑھانے کے لئے بحیثیت نائب امام ثانی مقرر ہو تو بلا وجہ شرعی امام ثانی کو امام اول بنا دیا اور امام اول کو اس کے منصب سے معزول کر دیا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر مسلمانوں میں اختلاف رہا ہو اور کسی عالم کے کہنے پر لوگوں نے صلح کر لی ہو پھر صلح سے مکر جائیں جس کے سبب مسلمانوں میں انتشار ہو تو صلح سے مکرنے والے مجرم ہیں یا نہیں؟

(۳) امام اول میں جب کہ کوئی شرعی خرابی نہ ہو تو اس کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد امام ثانی کا اپنے چند ہمنواؤں کے ساتھ اسی مسجد میں دوبارہ نماز جمعہ قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) امام میں کوئی شرعی خرابی نہ ہونے کے باوجود کچھ لوگوں کا یہ کہہ کر جماعت سے الگ ہو جانا کہ ہماری طبیعت کراہت کرتی ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب (۱) امام اول اگر بدمذہب نہ ہو اور اس کی طہارت، قرأت یا اعمال وغیرہ کی وجہ سے کوئی سبب کراہت نہ ہو تو بلا وجہ شرعی امام اول کو اس کے منصب سے معزول کر دینا جائز نہیں لان فیہ ایذاء المسلم۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) ایسی صلح سے مکر جانا کہ جس کے سبب مسلمانوں میں انتشار و اختلاف ہو جائز نہیں۔ مکرنے والے بیشک مجرم و گنہگار

Marfat.com

ہیں قال اللہ تعالیٰ انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم الآیہ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(۳) نماز جمعہ ہو جانے کے بعد پھر اسی مسجد میں دوبارہ نماز جمعہ قائم کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مسجد میں تکرار نماز جمعہ ہرگز جائز نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۷۰۵)

وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

(۴) کسی وجہ شرعی کے بغیر صرف ضد نفسانی سے طبیعت کی کراہت کے سبب جماعت سے الگ ہو جانا جائز نہیں مراقی الفلاح میں ہے لو ام قوما وھم لہ کارھون فھو علیٰ ثلثۃ اوجہ ان کانت الکراھۃ لفساد فیہ او کانوا احق بالامامۃ منہ یکرہ وان کان ھو احق بھا منھم ولا فساد فیہ ومع ھذا یکرہ لا یکرہ التقدم لان الجاھل والفاسق یکرہ العالم والصالح وھو تعالیٰ وسبحانہ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۴ ذی الحجہ ۹۹ھ

مسئلہ۔ از علی احمد پوسٹ ومقام ہندوپار۔ ضلع بستی۔

زید تقریباً بارہ سال سے جامع مسجد کا امام تھا عمرو نے زید پر زنا کا الزام لگایا اور بکر سے کہا جب کہو ہم زید کو حرام کاری کی حالت میں پکڑ کر دکھا دیں تو بکر نے ایک چھوٹے سے گاؤں میں اکثریت سے الگ ہو کر جمعہ وعیدین کی نماز قائم کی۔ علمائے کرام ومفتیان عظام نے اسے دیہات میں جمعہ وعیدین کی نماز قائم کرنے سے بہت روکا مگر وہ باز نہ آیا یہاں تک کہ ضد نفسانی میں بکر نے لوگوں سے کہا کہ مزار پر جانا اور حلوہ وغیرہ میری سمجھ میں نہیں آتا بلکہ اپنے لڑکے کو پڑھنے کے لئے دیوبندی مکتب میں داخل کر دیا۔ بکر دو سال تک دیہات میں جمعہ وعیدین پڑھتا اور پڑھاتا رہا اسی درمیان میں کچھ لوگ از راہ نفسانیت زید سے خلاف ہو کر اسے امامت سے ہٹا دیا اور بکر کو امام مقرر کیا تو بکر نے دیہات کا جمعہ بند کر کے امامت قبول کر لی۔ اور کہتا ہے کہ میں سنی ہوں۔ لہٰذا دریافت طلب امور ہیں کہ۔

(۱) عمرو جس نے زید پر زنا کا الزام لگایا اس کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) بکر جس نے زنا کے الزام کی تصدیق کرتے ہوئے دوسرا جمعہ خلاف شرع دیہات میں قائم کر لیا جو عالم نہیں ہے مگر وہابیوں دیوبندیوں کے جلسوں میں اکثر شرکت کرتا رہتا ہے۔ اور بد مذہبوں کی کتابوں کا اکثر مطالعہ کرتا رہتا ہے۔ جو مزار پر جانے اور حلوہ وغیرہ کے سمجھ میں آنے سے انکار کرتا ہے۔ جو اپنے لڑکے کو دیوبندی مکتب میں پڑھانے کو جائز سمجھتا ہے

Marfat.com

نیز اس کا عقیدہ مشکوک ہے اگرچہ اب وہ اپنے سنّی ہونے کا اقرار کرتا ہے تو ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) زید کو بلا وجہ شرعی امامت سے ہٹانا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــ عمرو جس نے زید پر زنا کا الزام لگایا اگر وہ چشم دید چار گواہوں سے زنا ثابت نہ کرے تو وہ گنہگار حق العبد میں گرفتار اور مستحق عذاب نار ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ یعنی تم اپنے منھ سے وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں اور تم اسے ہلکا سمجھتے ہو حالانکہ وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے (پ۱۸ سورۂ نور ع ۲) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا یعنی جو لوگ مسلمان مرد اور عورتیں کو ناکی ہوئی باتوں (کے الزام) سے ایذا دیتے ہیں تو انھوں نے بہتان اور کھلا ہوا گناہ اٹھایا (پ۲۲ سورۂ احزاب ع ۷) اور خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً یعنی جو لوگ پارسا عورتوں (اور مردوں) کو تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسّی کوڑے مارو (پ۱۸ سورۂ نور ع ۱) لہٰذا اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو قرآن کریم کے فرمان کے مطابق زنا کے الزام لگانے والے کو چار گواہ نہ لانے کی صورت میں اسّی کوڑے مارے جاتے اور اسے ذلیل و رسوا کیا جاتا۔ موجودہ صورت میں اس پر علانیہ توبہ و استغفار کرنا اور جس پر جھوٹا الزام لگایا ہے اس سے معافی طلب کرنا لازم ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے قال اللہ تعالیٰ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (پارہ ۷، رکوع ۱۴) وَهُوَ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بکر جس نے زنا کے الزام لگانے والے کی تصدیق کی وہ بھی الزام لگانے والے کے برابر گنہگار ہے اس پر بھی معافی مانگنا اور علانیہ توبہ و استغفار کرنا واجب ہے۔ پھر دیہات میں خلاف شرع جمعہ قائم کرنا اور دو سال بعد بند کر دینا بکر کی کھلی ہوئی غلطی ہے کہ اس نے احکام شرعیہ کو کھیل بنا یا ہے۔ اور وہابیوں دیوبندیوں کے جلسوں میں اکثر شرکت کرنا، بدمذہبوں کی کتابوں کا اکثر مطالعہ کرنا۔ مزار پر جانے اور حلوہ وغیرہ کے سمجھ میں آنے سے انکار کرنا اور اپنے لڑکے کو دیوبندی مکتب میں پڑھنے کے لئے بھیجنا۔ یہ سب اس کی بدعقیدگی اور گمراہی کی کھلی ہوئی نشاندہی کرتے ہیں۔ لہٰذا اب اگرچہ وہ اپنے سنّی ہونے کا اقرار کرے اسے امام بنانا ہرگز جائز نہیں جن لوگوں نے بکر کے حالات سے مطلع ہوتے ہوئے اسے امام مقرر کیا اور زید کو بلا وجہ شرعی معزول کر دیا ان لوگوں نے اللہ و رسول اور مسلمانوں

Marfat.com

کی خیانت کی۔ وہ مسلمانوں کے بدخواہ ہیں ان پر اپنے فعل سے توبہ کرنا اور اپنے مقرر کئے ہوئے مشکوک امام کو معزول کرنا لازم ہے۔ حاکم صحیح مستدرک میں ہے اور ابن عدی و عقیلی و طبرانی و خطیب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من استعمل رجلا من عصابۃ وفیھم من ھو ارضی اللہ منھم فقد خان اللہ ورسولہ و للمؤمنین یعنی جس نے کسی جماعت میں سے ایک شخص کو کسی کام پر مقرر کیا اور ان میں وہ شخص موجود تھا جو اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے تو اس نے اللہ و رسول کی اور مسلمانوں کی خیانت کی۔ تیسیر شرح جامع صغیر میں اسی حدیث کی شرح میں ہے ای نصبہ علیھم امیرًا او قیما او اماما بالصلاۃ اھ۔ پھر اگر چہ اس نے توبہ کر لی ہو اور اپنے سنی ہونے کا اعلان کرتا ہو اسے امام نہیں بنا سکتے بلکہ لازم ہے کہ اسے زمانہ دراز تک معزول رکھیں اور اس کے احوال کو بغور دیکھتے رہیں اگر خوف و طمع اور غضب و رضا وغیرھا مختلف حالات کے متعدد تجربے ثابت کر دیں کہ واقعی یہ سنی صحیح العقیدہ ثابت قدم ہے اور وہابیوں دیوبندیوں کے جلسوں میں شرکت نہیں کرتا اور ان کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتا بلکہ ان سے اور سب بدمذہبوں سے اور ان کی کتابوں سے متنفر ہے اس وقت اسے کسی مسجد کا امام مقرر کر سکتے ہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے الفاسق اذا تاب لا یقبل شھادتہ مالم یمض علیہ زمان یظھر علیہ اثر التوبۃ اھ۔ امیر المؤمنین غیظ المنافقین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب صبیغ تمیمی سے جس پر بحث متشابہات کے سبب بدمذہبی کا اندیشہ تھا بعد ضرب شدید توبہ لی تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمان بھیجا کہ مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھیں، اس کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں، بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو نہ جائیں اور مر جائے تو اس کے جنازے پر حاضر نہ ہوں تو اس حکم کی تعمیل میں ایک مدت تک یہ حال رہا کہ اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آجاتا تو سب متفرق ہو جاتے حالانکہ وہ توبہ بہت پہلے کر چکا تھا۔ مگر مسلمان بحکم امیر المؤمنین اس سے دور رہتے۔ پھر جب حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المؤمنین کو مطلع کیا کہ اب اس کا حال اچھا ہو گیا اس وقت آپ نے مسلمانوں کو صُبیغ کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور خرید و فروخت کرنے کی اجازت دی اخرج نصر المقدسی فی کتاب الحجۃ وابن عساکر عن ابی عثمان النھدی عن صُبیغ انہ سال عمر بن الخطابُ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن المرسلات والذاریات والنازعات فقال لہ عمر الق ما علی راسك فاذا لہ صفیرتان فقال لو وجدتك محلوقا لضربت الذی فیہ عیناك ثم کتب الی اھل البصرۃ ان لا تجالسوا صبیغا قال ابو عثمان فلو جاء

Marfat.com

ونحن مائة نفرقنا عنه اھ۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں جسے دیکھیں کہ ان (گمراہ) لوگوں سے میل جول رکھتا، ان کی مجالس وعظ میں جاتا ہے اس کا حال مشتبہ ہے ہرگز اسے امام نہ بنائیں اگرچہ وہ اپنے کو سنی صحیح العقیدہ کہتا ہو (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۲۱۴) وھو تعالیٰ اعلم۔

(۳) زید اگر بدمذہب نہ ہو اور اس کی طہارت وقرأت یا کسی عمل کی وجہ سے کوئی سبب کراہت نہ ہو اور الزام زنا ثابت نہ ہو تو اسے امامت سے ہٹانا جائز نہیں لان فیہ ایذاء المسلم لہٰذا جن لوگوں نے زید کو بلاوجہ شرعی امامت سے معزول کیا ان لوگوں نے دو ظلم کیا کہ جو شخص قابل امامت تھا اسے ہٹا دیا اور بکر جو قابل امامت نہیں تھا اسے امام مقرر کر دیا۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جس کا حال مشتبہ ہو اور جو احکام شرعیہ کا پاس ولحاظ نہیں رکھتا اسے امامت سے الگ کر دیں اور امام اول کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر کر دیں۔

اور اگر امام اوّل میں بھی کوئی شرعی خرابی ہو تو تیسرا شخص جو سنّی صحیح العقیدہ، صحیح الطہارۃ، صحیح القرأت ہو اور اس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو اسے امام مقرر کریں۔ اگر مسلمان ایسا نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے کما ھو الظاھرُ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدّین احمد امجدی
۲۹ ذی الحجہ ۹۹ھ

مسئلہ۔ از جیش محمد قادری، متعلم دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف۔ بستی۔

زید ایک سنّی درسگاہ کا طالب علم ہے۔ مسائل شرعیہ ضروریہ سے بخوبی آگاہ ہے۔ صحیح الطہارت اور صحیح القرأت ہے۔ مگر کمر سے پیر تک مرض جھولہ اور فالج کے باعث لاٹھی کے سہارے لنگڑاتے ہوئے چلتا ہے۔ نماز کا قیام اور رکوع تو سنّت کے مطابق ادا کرتا ہے۔ لیکن سجدہ کی حالت میں بوجہ مجبوری داہنے پاؤں کے انگوٹھے کا محض سرا لگتا ہے اور دوسرے پیر کی چار انگلیوں کے صرف سرے لگتے ہیں پیٹ نہیں لگ پاتے باقی فرائض سنّت کے مطابق ادا کرتا ہے تو ایسی صورت میں زید مذکور عالم اور غیر عالم کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ زید کے پیچھے نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج تو نہیں۔ بینوا بالدّلیل توجروا الاجر الجزیل۔

الجواب بعضے اعذار ایسے ہیں جس میں معذور کی اقتدا صحیح اور درست ہے جیسے الاقتداء القائم بالقائد والمتوضی بالمتیمم یعنی بیٹھ کر رکوع اور سجود کرنے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی تیمم

Marfat.com

والے کے پیچھے وضو والے کی نماز کا درست ہونا۔ اسی طرح صورت مسئولہ میں زید چونکہ نماز کے بعض فرض یا واجب ادا کرنے سے مجبور اور معذور ہے۔ اس لئے اسے غیر عالم کی امامت کرنا تو بلاشبہ درست ہے رہا عالم کی تو اس میں بھی حرج نہیں لیکن صحت امامت کا جامع عالم صف میں موجود ہو تو اسی کو امام بنانا اولیٰ اور بہتر ہے۔ ھٰکذا فی فتاوی الرضویہ ص ۲۲۶ ج ۳ فتاوی عالمگیری جلد اول ص ۷۹ خط مصری میں ہے ولو کان لقدم الامام عوج وقام علی بعضھا یجوز وغیرہ اولی۔ یعنی امام کے پاؤں میں ایسا لنگ ہو کر پاؤں کے بعض حصے کے بل کھڑا ہوتا ہے پورا حصہ زمین پر نہیں جمتا تو اس کی امامت درست ہے۔ مگر دوسرا شخص (جو ایسا نہ ہو) بہتر ہے درمختار جلد اول ص ۳۹۶ مطبوعہ دیوبند میں عبارت تنویر الابصار صحّ اقتداء قائم باحدب کے تحت ہے وان بلغ حدبہ الرکوع علی المعتمد وکذا باعرج وغیرہ اولی۔ یعنی قول معتمد کے مطابق کبڑی پیٹھ والے کی اقتداء درست ہے اگرچہ اس کا کبڑا پن قیام فرض کی شکل سے ہٹ کر رکوع کی صورت میں پہونچ چکا ہو ایسے ہی لنگڑے کے پیچھے نماز درست ہے مگر دوسرا شخص بہتر ہے۔ شامی جلد اول مطبوعہ دیوبند ص ۳۷۸ میں عبارت درمختار ومفلوج وابرص شاع برصہ کے تحت ہے۔ وکذا اعرج یقوم ببعض قدمہ فالاقتداء بغیرہ اولی۔ یعنی فالج زدہ اور ظاہر برص والے کی طرح وہ لنگڑا شخص بھی ہے جو اپنے پیر کے بعض حصے کے بل کھڑا ہوتا ہے پورا حصہ زمین پر نہیں جمتا تو ایسوں کی اقتدا اگرچہ درست ہے مگر دوسرا شخص اولیٰ اور بہتر ہے۔ ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ وقت مجبوری جب پورا قیام فرض (کما فی الاحدب) اور استقرا علی الارض (کما فی الاعرج) حاصل نہ ہونے کی صورت میں بھی امامت درست ہے تو حالت سجدہ میں صرف انگوٹھا یا بعض واجب انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ لگنا صحت امامت کے لئے کب حرج بن سکتا ہے۔ بلاشبہ یہاں بھی امامت صحیح اور درست ہے اقتدا کرنے میں حرج نہیں۔ سوال مذکور میں زید کے متعلق فالج زدہ اور لنگڑا ہونا ۲ دو چیز بتائی گئی ہے۔ اور دونوں کا حکم واضح ہو چکا اب رہی یہ بات کہ ایسے لوگوں کی امامت تنزیہی کراہات میں شمار کی گئی ہے اور کراہت تنزیہی بھی ایک قسم کی ہی ملحوظ ہوتی ہے جس کے مطابق ایسے لوگوں کی امامت ممنوع کہی جا سکتی ہے۔ تو شرعی نقطۂ فقہ سے ایسا خیال درست نہیں ہے کیونکہ مکروہ تنزیہی شرعاً ممنوع نہیں۔ کما تحقق فی فتاوی الرضویہ جلد اول ص ۱۷۹ تا ص ۱۸۰ مکروہ تنزیہی کا حاصل معنیٰ خلاف اولیٰ ہوتا ہے۔ چنانچہ شامی جلد اول مطبوعہ دیوبند ص ۴۳۹ میں قول فقہاء نقل کیا ہے المکروہ تنزیھا مرجعہ الی خلاف الاولیٰ تو مسئلہ مذکور کی بابت حسب تصریحات فقہائے اعلام مطلب یہ ہوا کہ جماعت میں مذکورہ عذر رکھنے والوں سے بہتر دوسرا موجود ہو تو ان لوگوں کی امامت ناپسند اور خلاف اولیٰ ہے ورنہ خلاف اولیٰ بھی نہیں۔ بلکہ

Marfat.com

قوم میں اگر دوسرا لائق امامت نہ ہو اور یہ لوگ شرائط امامت کے مطابق ہوں تو امامت کے لئے یہی اولیٰ اور بہتر ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم جل مجدہٗ اتمّ واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الامی وآلہٖ وسلّم ۔

الجوابُ صحیحٌ والمجیبُ نجیحٌ
غلام الجیلانی الاعظمی

کتبہ العبد المسکین محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین الصدّیقی القادری البرکاتی الرضوی

الجوابُ صحیح ۔ بدر الدین احمد قادری رضوی ۔ ۹ من ذی الحجۃ المکرمۃ المحرمۃ ۱۳۹۱ھ

مسئلہ ۔ از صغیر احمد پوسٹ ومقام بہادر پور ۔ ضلع بستی ۔

زید نے اپنی خوشی سے پیسہ کی لالچ میں نسبندی کرالی تو زید کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا کیسا ہے ؟ اور زید اگر نماز کی صف میں داخل ہو تو لوگوں کی نمازوں میں کچھ خلل واقع ہوگا یا نہیں ؟

الجواب ۔ زید گنہگار ہوا اس کے اوپر توبہ واستغفار لازم ہے اور بعد توبہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا مسلمانوں پر واجب ہے اور اس کا نماز کی صف میں کھڑا ہونا لوگوں کی نمازوں میں خلل نہیں پیدا کرے گا کہ زنا کرنے والے، شراب پینے والے، جوا کھیلنے والے، سود کھانے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے، اور اس قسم کے دوسرے گناہ کبیرہ جن کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے ان کے مرتکب کی نماز جنازہ پڑھنا مسلمانوں پر واجب ہے اور ان کے صف میں کھڑے ہونے سے لوگوں کی نمازوں میں خلل نہیں واقع ہوتا تو نسبندی کرانے والے کی نماز جنازہ پڑھنا بھی واجب ہوگا۔ اور اس کے صف میں کھڑے ہونے سے لوگوں کی نمازوں میں خلل نہیں واقع ہوگا ھٰذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہٗ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ ۔ از حاجی عبد السمیع اندر چوک کاٹھمنڈو (نیپال)

جس کے سر کے بال سینے تک ہوں بلکہ اس سے بھی نیچے ہوں ۔ کتاتے چھٹاتے نہ ہوں اسے سنّت جانتے ہوں ۔ ایسے کی امامت کیسی ہے ؟ ایسا بال رکھنا جو دوش اور گوش سے بڑھا ہو جائز ہے یا ناجائز ؟ بینوا توجروا ۔

الجواب ۔ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت جلد شانزدہم ص ۱۸۹ میں تحریر فرماتے ہیں

Marfat.com

"مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھا لیتے ہیں جو ان کے سینے پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندھتے ہیں یا جُوڑے بنا لیتے ہیں یہ سب ناجائز اور خلاف شرع ہیں۔ تصوف بال کے بڑھانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری پیروی کرنے اور خواہشات نفس کو مٹانے کا نام (تصوف) ہے" انتہیٰ۔ معلوم ہوا کہ سینے تک بال رکھنا سنت نہیں بلکہ ناجائز ہے۔ شخص مذکور کو اس مسئلہ سے باخبر کیا جائے اگر وہ نہ مانے تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے کہ ناجائز کو سنت ماننے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔

الجواب صحیح
غلام جیلانی قادری اعظمی

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ

مسئلہ۔ از قاری شمس الدین رحمانی محلہ دمدمہ کالپی۔ ضلع جالون۔

ہمارے قصبہ میں تقریباً آٹھ حفاظ ایسے ہیں جو نماز عشاء فرض و تراویح پڑھاتے ہیں لیکن یہ حضرات حد شرع سے داڑھی کم رکھتے ہیں اور ان کی اقتدا میں سیکڑوں نمازیں پڑھیں ہیں تو کیا ان کی اقتدا میں نماز ہوتی ہے؟ ایسے حفاظ کو ایسی صورت میں نماز پڑھانا بند کر دینا چاہیئے یا لوگوں کو ان کو امامت سے روکنا چاہئے مفصل و مدلل جواب تحریر کرنے کی زحمت فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

الجواب ــــــ اللّٰھمّ ھدایۃ الحق والصّواب بخاری اور مسلم کی حدیث ہے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خالفوا المشرکین وافروا اللحیٰ واحفوا الشوارب یعنی مشرکین کی مخالفت کرو (اس طرح کہ) داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو پست کرو۔ اور محدث عبد الحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اول صـ۲۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ حلق کردن لحیہ حرام ست وروش افرنج وہنود وجوالقیان ست کہ ایشاں را قلندریہ گویند وگزاشتن آں بقدر قبضہ واجب ست وآنکہ آں را سنت گویند بمعنیٰ طریقہ مسلوک در دین ست یا بجہت آنکہ ثبوت آں بسنت ست چنانکہ نماز عید را سنت گفتہ اند۔ یعنی داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے۔ اور داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اور جن فقہائے کرام نے داڑھی رکھنے کو سنت قرار دیا تو سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے یا اس وجہ سے کہ ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ نماز عید کو سنت فرمایا۔ (حالانکہ نماز عید واجب ہے) اور حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت جلد شانزدہم صـ۱۹۷ میں تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے منڈانا یا ایک مشت سے کم

Marfat.com

کرنا حرام ہے۔ لہٰذا جو حفاظ کی ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے کے عادی ہیں۔ وہ فاسق ہیں ایسے حفاظ کو امامت کرنا جائز نہیں۔ اگر وہ لوگ امامت سے باز نہ آئیں تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کو امامت سے روکیں اس لئے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جو نمازیں کہ ان کے پیچھے پڑھی گئی ہیں خواہ فرض ہوں یا سنت ان کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے اگر دوبارہ نہیں پڑھیں گے تو گنہگار ہوں گے۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۸ر شوال ۹۵ھ

مسئلہ۔ از ایم عبدالشکور ٹیلرس اسپیشل ٹیلرنگ شاپ بینک روڈ ضلع ٹیکم گڑھ۔ ایم۔ پی۔

(۱) جو شخص جھوٹ بولتا ہو اور ثابت ہونے پر معافی مانگ لے پھر بھی باز نہ آئے کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے؟

(۲) ایک شخص بلا امتیاز مذہب وملت سود کھاتا ہے۔ اور ایک امام کی شادی اسی سود خور کے گھر ہوئی ہے امام صاحب اس کے یہاں آتے جاتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں کوئی کراہت نہیں کرتے تو انکی امامت جائز ہے؟

(۳) ایک مسجد کے امام صاحب ہیں ان کی برادری کا ایک فرد اہل ہنود عورت کو بغیر نکاح رکھے ہوئے ہے برادری والے اسے برادری چلاتے ہیں۔ امام صاحب کے گھر کے لوگ اس کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں امام صاحب انھیں کوئی نصیحت نہیں کرتے کیا ایسے امام کی امامت جائز ہے؟

(۴) ایک عالم صاحب نے دوران تقریر فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شب ایک برتن میں پیشاب فرمایا اور صبح کو خادمہ سے فرمایا کہ اس برتن کا پیشاب پھینک دو۔ خادمہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ تو میں پانی سمجھ کر پی گئی اس پر آپ نے فرمایا کہ اب ترے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا۔ اور اسے کبھی درد نہیں ہوا۔ خادمہ کا نام ام ایمن ہے کیا یہ واقعہ درست ہے کہ آپ کا بول وبراز کسی نے دیکھا ہے پیا ہے از راہ کرم مطلع فرمائیں اور ایسے مولوی کے لئے کیا حکم ہے شرعی وضاحت فرمائیں۔

الجوابـــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب (۱) مسلم شریف کی حدیث ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان الکذب فجور یعنی جھوٹ بولنا فسق وفجور ہے اور جو شخص علانیہ فسق وفجور کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دِرْھَمُ رِبوًا یَاْکُلُہٗ

Marfat.com

الرَّجُلُ وَھُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّۃٍ وَّثَلٰثِیْنَ زِنْیَۃً۔ یعنی سود کا ایک درھم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھائے اس کا گناہ چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

حدیث کے فرمان کے مطابق سود کھانے والا شخص اتنے بڑے گناہ کا عادی ہے اور امام اس سے کراہت نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے وھو تعالیٰ اعلم۔

(۳) اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو اجنبی عورت رکھنے والے کو سخت سزا دی جاتی۔ موجودہ صورت میں یہ حکم ہے کہ اسکا بائیکاٹ کیا جائے اور امام پر لازم ہے کہ حتی الامکان اپنے گھر والوں کو شخص مذکور سے دور رہنے کی کوشش کرے پھر اگر اس کے گھر والے باز نہ آئیں اور سرکشی کریں تو امام بری الذمہ ہے اور اگر وہ حتی المقدور کوشش نہ کرے تو ایسے شخص کو امامت سے برطرف کر دیا جائے وھو تعالیٰ اعلم۔

(۴) واقعہ صحیح ہے جیسا کہ خصائص کبریٰ جلد اول ص۱۷۰ پر درج ہے۔ اس حدیث کو حاکم، دار قطنی اور ابو نعیم نے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند المولیٰ تعالیٰ

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲۵ر شوال ۹۴ھ

مسئلہ۔ از محمد عارف پیش امام مسجد نیلگراں وارڈ نمبر ۲ سجان گڈھ ضلع چورو (راجستھان)

زید نے ایک مشرکہ عورت سے زنا کیا یہاں تک کہ کچھ مدت گزرنے کے بعد اس نے اپنے مشرک شوہر کو چھوڑ کر اسلام بھی قبول کر لیا اور یہ عورت نہ حاملہ تھی نہ حائضہ۔ اس نے سرکاری دفتر میں جا کر اسلام قبول کیا اور اس نے زید ہی سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو نکاح پڑھانے والے نے بھی قبل از نکاح اس کے سامنے احکام پیش کئے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرایا اور کفر و شرک اور دیگر ممنوعات شرعیہ سے اجتناب پر بیعت لی اس کے بعد پھر زید ہی سے اس کا نکاح پڑھا دیا تو اس نکاح پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا۔ تو ایسی صورت میں نکاح پڑھانے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں نوازش ہوگی۔

الجواب اگر شوہر والی کافرہ عورت مسلمان ہو جائے تو حکم ہے کہ اس کے شوہر پر اسلام پیش کیا جائے اگر وہ اسلام لے آئے تو عورت بدستور اس کی بیوی ہے۔ اور اگر شوہر اسلام لانے سے انکار کرے تو تین حیض

Marfat.com

کے بعد عورت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اس سے پہلے نکاح کرنا صحیح نہیں امام ابن ہمام فتح القدیر جلد سوم ص۲۸۸ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ کی صاحبزادی صفوان بن امیہ کے عقد میں تھیں جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں مگر ان کا شوہر صفوان بھاگ گیا مسلمان نہ ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان تفریق نہ کی یہاں تک کہ صفوان بھی مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے ایک نصرانیہ کے مسلمان ہونے پر اس وقت تفریق کی جب کہ اس کے شوہر نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا جیسا کہ فتح القدیر کی اسی جلد اور اسی صفحہ پر ہے۔ اور بہار شریعت حصہ ہفتم بیان حرمت بالشرک صفحہ ۲۷ پر ہے۔ اگر عورت پہلے مسلمان ہوئی تو مرد پر اسلام پیش کریں اگر تین حیض آنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی ہے ورنہ بعد کو جس سے چاہے نکاح کرلے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں جب کافرہ عورت مسلمان ہوئی تو اس وقت سے اسے تین حیض آنے سے پہلے اگر اس کا شوہر مسلمان ہو جائے تو وہ بدستور اس کی بیوی ہے طلاق یا اس کی موت کے بغیر اس کی بیوی سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اور اگر وہ مسلمان نہ ہو تو تین حیض آنے کے بعد وہ کسی مسلمان سنی صحیح العقیدہ سے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر بعد اسلام فوراً نکاح کیا تو جائز نہ ہوا۔ عورت و مرد ایک دوسرے سے الگ رہیں اور جو گناہ ہوئے ان سے توبہ کریں اور نکاح خواں نیز جتنے لوگ اس نکاح سے راضی رہے سب علانیہ توبہ و استغفار کریں اور نکاح خواں تاوقتیکہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر توبہ نہ کرلے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔

ھٰذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۰ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: از مظفر احمد ایم۔ ایس۔ سی میتھ گورکھپور یونیورسٹی

ہمارے محلہ میں مسجد کے امام و دیگر لوگ دیوبندی خیال کے ہیں کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔ کیا میرے لئے یہ درست ہے کہ میں نماز جماعت سے نہ پڑھوں بلکہ علیحدہ پڑھ لیا کروں؟ بینوا توجروا

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت اسلامیہ کافر و مرتد اور بدین ہیں (ملاحظہ ہو فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ) ان کے پیچھے نماز ہرگز نہ ہوگی اور پڑھنے والا سخت گنہگار ہوگا۔ امام محقق علی الاطلاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہمارے تینوں ائمہ مذھب امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرماتے ہیں۔ لا تجوز الصلوٰۃ خلف

Marfat.com

اھل الھواء یعنی بد دینوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ حضور پر نور شیخ الاسلام اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۲۳۵ میں فرماتے ہیں ہ دیوبندی عقیدے والوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے ہوگی ہی نہیں فرض سر پر رہے گا اور ان کے پیچھے پڑھنے کا شدید عظیم گناہ علاوہ" صورت مسئولہ میں اگر آپ کو سنی مسلمان لائق امامت نہ مل سکے تو آپ اپنی تنہا پڑھیں۔ کسی دیوبندی۔ وہابی۔ مودودی۔ تبلیغی وغیرہ بددین کی اقتداء میں ہرگز نماز نہ پڑھیں۔ ورنہ فرض آپ کے ذمہ باقی رہے گا۔ اور مزید برآں آپ پر معاذ اللہ تعالیٰ شدید گناہ کا وبال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کو سچی ہدایت پر قائم رکھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم وجل مجدلہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ بدرالدین احمد القادری الرضوی من اساتذہ دار العلوم

فیض الرسول فی براؤن الشریفۃ من اعمال بستی

الجواب صحیح والحق احق بالاتباع

العبد محمد نعیم الدین عفی عنہ صدیقی قادری رضوی ۶ر شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

مدرس دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

مسئلہ۔ از مسلمانان اہلسنت وجماعت شہر کالپی شریف

ہمارے یہاں شہر کالپی میں امامت عیدین کا مسئلہ درپیش ہے۔ حافظ امیر بخش صاحب جو امام جامع مسجد اور عیدین تھے جب ان کا آخر وقت ہوا تو انھوں نے اپنا جانشین اور قائم مقام اپنے داماد حافظ عبد الباری صاحب کو کیا اور امامت بطور ترکہ مرحوم نے حافظ عبد الباری صاحب کے حق میں منتقل کی جس سے یہاں کے مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوا کتنے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ امامت ان کی میراث نہ تھی جو بحیثیت ایک فرد واحد انھوں نے باختیار خود اپنے داماد کو دی ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اور کتنے لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ انتخاب صحیح ہے عیدین کی نماز حافظ عبد الباری صاحب ہی پڑھائیں گے۔ یہ اختلاف کالپی میں کسی وقت بھی باہمی فساد اور نزاع شدید کا سبب بن سکتا ہے۔

جب کہ کالپی شہر میں علاوہ جامع مسجد کے اور بھی کئی جگہ جمعہ کی نماز ہوتی ہے مثلاً خانقاہ شریف کی تاریخی قدیمی مسجد میں بھی نماز جمعہ ہوتی ہے جو عرصہ دراز سے ہوتی چلی آرہی ہے اس میں حاجی حافظ عبد الباسط صاحب تقریباً ۴۰ سال سے نماز جمعہ پڑھاتے ہیں۔ حافظ عبد الباسط صاحب یہاں کے مشہور حافظ اور بہت سے حفاظ شہر کے استاذ بھی ہیں اور بستی کے تمام حفاظ میں سینئر بھی ہیں اور معتبر بھی نیز ان کی زندگی کا زیادہ حصہ دین میں گذرا ہے اور مسائل ضروریہ نماز روزہ طہارت وغیرہ وغیرہ سے دوسرے حفاظ کے مقابلے میں زیادہ واقف اور ذی علم ہیں

Marfat.com

اور کافی لوگ بھی ان سے عقیدت رکھتے ہیں اور ان کی امامت واقتدا جمعہ میں بستی کا ۳/۴ مسلمان نماز پڑھتا ہے جب کہ جامع مسجد میں جمعہ میں بستی کا ۱/۴ مسلمان ہوتا ہے ان تمام حالات کے پیش نظر ان کی حق تلفی کی جا رہی ہے نیز ان کے حق کو پامال کرتے ہوئے ان کے استحقاق کو نظر انداز کیا گیا۔ ایسی صورت میں یہاں مسلمان دو فریق ہو گئے ہیں۔ شہر کالپی میں پہلے قاضی خاندان کے افراد بھی نماز عیدین یکے بعد دیگرے عرصہ تک پڑھاتے رہے ہیں۔ جب کہ وہ نماز جمعہ نہیں پڑھاتے تھے مگر اب ان میں کوئی باقی نہیں رہا۔ بستی کے کچھ سمجھدار طبقے نے حافظ عبدالباری صاحب کے معاونین کے سامنے چند تجاویز رکھیں جو درج ذیل ہیں۔ مگر وہ لوگ کسی تجویز پر متفق نہیں۔

تجویز نمبر (۱) بستی کے تمام حفاظ جن کی تعداد ۱۵ سے ۲۰ تک ہے آپس میں عیدین کی نماز کے لئے کسی ایک امام کو منتخب کریں۔

(۲) حافظ عبدالباری صاحب جامع مسجد کے امام رہیں اور حاجی عبدالباسط صاحب جامع خانقاہ شریف کے امام رہیں۔ اور عیدین کے لئے تیسرے امام کا انتخاب کر لیا جائے تاکہ نزاع آئندہ کا سدباب ہو جائے۔

(۳) بستی کے ہر برادری کے دو دو چار چار افراد جو لکھے پڑھے ہوں۔ اور نمازی مسلمان باہم مشورہ سے ہر دو حفاظ مذکور الصدر میں سے جس کو دینی سطح نظر سے اعلیٰ واولیٰ سمجھیں اسے امام عیدین مقرر کر دیں۔

(۴) کسی سنی مفتی عالم دین کو بلا کر تمامی حفاظ کا علمی و عملی تعارف و توازن کرانے کے بعد ان سے شرعی فیصلہ حاصل کر لیا جائے۔

مگر حافظ عبدالباری صاحب کے معاونین اور حامیان اس پر اٹل ہیں کہ جو فیصلہ ہو چکا وہی رہے گا۔ کیا ہر جاہل۔ بے نمازی۔ بدافعال۔ چور۔ بدمعاش مسلمان بھی امامت کے لئے انتخاب میں رائے دہندگی کا حقدار ہے۔ ان حالات کے پیش نظر مندرجہ ذیل استصواب کے جواب باصواب سے مطلع فرمائیں تاکہ فتویٰ کے فیصلہ کی روشنی میں عملدرآمد کیا جا سکے۔

(۱) موجودہ انتخاب جو امیر بخش صاحب نے از خود اپنے داماد حافظ عبدالباری صاحب کے حق میں کیا ہے۔ کیا درست ہے؟

(۲) امامت کے فیصلہ کا حق از روئے شرع پاک کس کو حاصل ہے؟

(۳) بخیال سدباب نزاع بین المسلمین ہم لوگ علاوہ عیدگاہ کے خانقاہ شریف کی مسجد جمعہ میں دوگانہ (عیدین) جداگانہ ادا کر سکتے ہیں؟

Marfat.com

(۴) حالات مندرجہ بالا کے تحت ہر دوائمہ مذکور میں سے امامت عیدین کا حق کس کو پہونچتا ہے ؟

(۵) کیا یہ دلیل شرعی ہے کہ جو امام جامع مسجد کا امام ہو وہی عیدین کی نماز پڑھا سکتا ہے دوسرا نہیں ؟

الجواب بعون الملک الوھاب (۱) موجودہ انتخاب جو امیر بخش صاحب نے ازخود کیا ہے شرعاً درست نہیں۔ وھو تعالیٰ ورسولہ اعلم۔

(۲) اس زمانہ میں جمعہ اور عیدین کی امامت کے فیصلہ کا حق شہر کے سب سے بڑے سنی عالم فقیہ معتمد کو ہے اور جہاں یہ نہ ہو تو بمجبوری وہاں کے صرف عوام نہیں بلکہ عام مسلمانوں کی اکثریت جسے انتخاب کرے وہ امامت عیدین کر سکتا ہے۔ اعلیحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو اختیار نہیں کہ بطور خود یا ایک دو یا دس بیس سو پچاس کے کہے سے امام جمعہ وعیدین بن جائے ایسا شخص اگرچہ اس کا عقیدہ بھی صحیح ہو اور عمل میں بھی فسق وفجور نہ ہو۔ جب بھی امامت جمعہ وعیدین نہیں کر سکتا اگر کرے گا تو اس کے پیچھے نماز باطل محض ہوگی۔ انتہی

اس لئے کہ جمعہ وعیدین کی نماز صحیح ہونے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ بادشاہ اسلام اس کا نائب یا اس کا ماذون قائم کرے۔ یا ایسا عالم جو اَعْلَمِ عُلَمَاءِ بَلَد ہو۔ یا بدرجۂ مجبوری عام مسلمانوں کی اکثریت سے جسے منتخب کرے وہ امامت کرے اور اگر ان طریقوں میں سے ایک بھی نہ ہو تو نماز باطل محض ہوگی کہ اذا فات الشرط فات المشروط یعنی جب شرط نہیں پائی گئی تو مشروط نہیں پایا جا سکتا۔

(۳) جب کہ خانقاہ شریف کی مسجد میں جمعہ جائز ہے تو اس میں عیدین کی نماز بھی جائز ہے ھٰکذا فی الفتاوی الرضویہ۔

(۴) سب سے زیادہ مستحق امامت وہ شخص ہے جو نماز وطہارت کے احکام سب سے زیادہ جانتا ہو۔ اس کے بعد وہ شخص جو تجوید کا زیادہ علم رکھتا ہو۔ صورت مستفسرہ میں اگر دونوں برابر ہوں تو ایسی صورت میں جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ اور اگر اس میں بھی برابر ہوں تو جس کی عمر زیادہ ہوگی۔ اور اگر یہ اور قسم کی دوسری قابل ترجیح باتوں میں دونوں برابر ہوں تو جماعت جس کو منتخب کرے وہ امام ہوگا۔ اور جماعت میں بھی اختلاف ہونے کی صورت میں اکثریت کا لحاظ ہوگا۔ بہار شریعت حصہ سوم ص ۱۱۵

(۵) امام جمعہ ہی عیدین کی نماز پڑھاتا ہے یا اس کے اذن سے کوئی دوسرا لیکن خانقاہ شریف کی مسجد میں جبکہ جمعہ قائم ہے تو وہ مسجد بھی شرعاً جامع مسجد ہے۔ اگرچہ اہلِ شہر اسے جامع مسجد نہ کہتے ہوں۔ ھٰذا

Marfat.com

ما ظہر لی والعلم بالحق عند اللہ و رسولہ جل وعلا وصلی المولی تعالیٰ علیہ وسلم

الجواب صحیح
غلام جیلانی اعظمی

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۷ ذی القعدہ ۹۹ھ

مسئلہ۔ از محمد جلال الدین اورنگ آباد جی، ٹی روڈ اورنگ آباد ضلع گیا۔

جامع مسجد اورنگ آباد ضلع گیا۔ جی، ٹی روڈ بازار میں واقع ہے جس میں امام و مؤذن بھی مقرر ہیں امام مذکور بنام مولوی عبدالرؤف صاحب کے عقائد و خیالات حسب ذیل ہیں۔

(۱) امام مذکور نذر و نیاز بزرگان دین کی مزار شریف پر چادر چڑھانے سے منع کرتے ہیں۔ اور میلاد شریف میں قیام کے بھی منکر ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک سن کر انگوٹھا چومنے سے بھی منع کرتے ہیں۔ اور امام عالیمقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر و نیاز کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں۔

(۲) امام مذکور علمائے دیوبند بالخصوص مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اور خلیل احمد انبیٹھوی کو اپنا رہبر و پیشوا جانتے مانتے ہیں۔ ان کے عقائد کے پابند ہیں۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی رشید احمد گنگوہی کے فضائل و کرامت برسر منبر بیان کرتے ہیں۔ اور امام مذکور کو امارت شرعیہ بہار نے یہاں کا شہر قاضی بھی مقرر کر رکھا ہے۔ مذکورہ سوال پیش ضروری دریافت طلب ہے کہ مذکورہ اکابر اربعہ دیوبند کا شرع مطہرہ میں کیا مقام ہے۔ اور ان کو اپنا رہبر و پیشوا جاننا و ماننا اور ان کے فضائل و مناقب برسر منبر بیان کرنا اور ان کے عقائد کا پابند امام مذکور بنام مولوی عبدالرؤف کا شرع مطہرہ میں کیا مقام ہے۔ یہ سب بالتصریح تحریر فرمائیں تاکہ یہاں کے سنی عوام اپنے دین و ایمان کی حفاظت اسکی روشنی میں کریں۔

(۳) کافروں کی فرضی سادھی پر امام مذکور نے جا کر تلاوت قرآن شریف کیا اور دعائے مغفرت بہوش و حواس کیا۔

(۴) مذکورہ حال کے سبب امام مذکور سے کچھ لوگ بدظن ہو کر ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور بعض لوگ جماعت کی فضیلت کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ جماعت اولیٰ ختم ہونے کے بعد جماعت ثانیہ جو سنی ہیں پڑھتے ہیں آیا یہ جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں؟

(۵) امام مذکور کی بدعقیدگی کے سبب دریافت طلب امر ہے کہ جماعت اولیٰ کس کی ہے۔ آیا امام مذکور کی یا جو لوگ ان کے حال خراب کے سبب الگ بعد میں جماعت سے پڑھتے ہیں۔ یہ اذان و اقامت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب امام مذکور اگر مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی،

Marfat.com

رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کو اپنا رہبر و پیشوا مانتا ہے اور ان کے فضائل و بزرگی کا قائل ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اس کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے جماعت کی فضیلت نہیں حاصل ہوتی بلکہ سرے سے نماز ہی نہیں ہوتی پڑھنے والے سخت گنہگار ہوتے ہیں جو نمازیں اس کی اقتدا میں پڑھی گئیں ان نمازوں کو پھر سے پڑھنا فرض ہے۔ ایسے امام کی نماز نماز نہیں اور اس کی جماعت، جماعت نہیں۔ لہٰذا جو سنی حضرات بعد میں جماعت کرتے ہیں یہی جماعت جماعت اولیٰ ہے۔ اگر اذان کسی ایسے آدمی نے پڑھی ہے جو سنی ہے اور فاسق معلن نہیں ہے تو اس جماعت کے لئے اذان کا اعادہ نہ کیا جائے اور اگر دینے والا فاسق معلن ہے یا سنی نہیں ہے تو اذان کا اعادہ ضروری ہے۔ اور تکبیر کا اعادہ بہر صورت ضروری ہے ھٰذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۸ر شوال ۸۹ھ

مسئلہ۔ از عطاء اللہ مدرسہ نوریہ بینی نگر پوسٹ کٹھیلا ضلع بستی

نابالغوں کی امامت بالغ کرسکتا ہے یا نہیں نیز ایک بالغ اور چند نابالغوں کی امامت بالغ کرسکتا ہے یا نہیں

الجواب بالغ امام نابالغوں کی امامت کرسکتا ہے اسی طرح ایک بالغ اور چند نابالغ مقتدیوں کی بھی بالغ امامت کرسکتا ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از محمد زکی موضع نونہوا۔ مہنداول ضلع بستی۔

زید ایک مسجد کا امام ہے اور بکر مقتدی بکر نے امام صاحب سے کہا کہ تمام آدمیوں کے نگاہ سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ تمہارے لڑکے اور لڑکی کی چال چلن ٹھیک نہیں ہے۔ اس بات پر غصہ میں آکر بکر کو کہا کہ میں قیامت میں بھی آٹھ قدم دور رہنا چاہتا ہوں اور یہاں پر بات کرنا درکنار ہے۔ گو کہ امام صاحب نے بکر کو کہا کہ بات چیت کرنا کیا ہے میں تمہاری شکل دیکھنا گوارہ نہیں کرتا۔ تو ضروری امر یہ ہے کہ بکر امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے کہ نہیں اور بکر نے امام صاحب سے جو بیان کیا وہ بہت آدمیوں کے کہنے پر یعنی کئی مقتدیوں نے یہ کہا امام صاحب کو سمجھا دو تو یہ بتلا دیجئے کہ وہ مقتدی جنھوں نے کہا بکر سے وہ امام صاحب کے پیچھے نماز ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارًا

Marfat.com

(پارہ ۲۸ رکوع ۱۹) یعنی اے ایمان والو اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ۔ یعنی تم سب اپنے متعلقین کے سردار وحاکم ہو اور حاکم سے روز قیامت اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ صورت مستفسرہ میں امام کی لڑکی اور لڑکے کا چال چلن اگر واقعی خراب ہے اور امام ان کی حالتوں پر مطلع ہو کر بقدر قدرت انھیں منع نہیں کرتا بلکہ رکھتا ہے تو وہ دیوث اور فاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ناجائز اور گناہ ہے جو نمازیں پڑھی گئیں ان کو پھر سے پڑھنا واجب ہے فان الدیوث کما فی الحدیث وکتب الفقہ کالدر وغیرہ من لا یغار علی اھلہ ھکذا فی الفتاوی الرضویۃ اور اگر امام کے لڑکے اور لڑکی کی چال چلن خراب نہیں ہے بلکہ از روئے دشمنی لوگ الزام لگاتے ہیں تو امام مذکور کے پیچھے سب کو نماز پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اور کوئی دوسری وجہ مانع جواز نہ ہو واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۸ رجمادی الاخریٰ ۱۳۸۶ھ

مسئلہ۔ از خلیل الرحمان مظفر پوری متعلم مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور۔ اعظم گڑھ

کیا داڑھی ترشوانے والا جو حد شرع سے کم ہی ہو۔ کالردار قمیص اور پتلون کٹ پاجامہ پہننے والے کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب — جو شخص اپنی داڑھی حد شرع یعنی ایک مشت سے کم کرا دیتا ہے وہ فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور اس کو امام بنانا گناہ جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں ان کا اعادہ واجب ہے۔ کالردار قمیص اور پتلون کٹ پاجامہ فاسقوں کی وضع ہے اس سے امام کو پرہیز کرنا چاہئے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ثانی ص ۲۱۹ پر زیر استفتار جو شخص اپنی داڑھی مقدار سے کم رکھتا ہے اور ہمیشہ ترشواتا ہے اس کا امام کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں وہ (یعنی داڑھی حد شرع سے کم رکھنے والا) فاسق معلن ہے اور اسے امام کرنا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی۔ غنیہ میں ہے لو قدموا فاسقاً یاثمون — واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ۔ ازمحمد انیس اڈیٹر سکریٹری جامعہ وارثیہ لکھنؤ (یوپی)

لکھنؤ کی ایک مسجد جس کا نام نور محمد کی مسجد اور یہ مسجد محلہ باغ آمنہ بی بی حسین گنج لکھنؤ میں ہے اس مسجد میں تقریباً چھپن سال سے ایک حافظ غلام نبی حسن صاحب امام خطبہ علمی پڑھتے رہے چونکہ امام صاحب مسلسل علالت میں چل رہے ہیں اس لئے اہل محلہ نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فارغ مولوی کو امامت کے لئے طے کرلیا ہے چونکہ اہل محلہ کے چند حضرات دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور انھیں کے فرمان کے مطابق حال ہی میں خطبہ علمی پر بحث ونکتہ چینی کی ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) یہ کہ خطبہ علمی میں ایک جگہ پر لکھا ہوا ہے جس کا صفحہ نمبر ۲ ہے اور شروع لائن کے آٹھویں سطر پر ہے وعلی غالب کل غالب ہے اس پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے اپنی کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے شرک بتارہے ہیں۔

(۲) یہ کہ خطبہ علمی کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ متفرق جگہوں پر کچھ غلطیاں لکھی ہوئی ہیں۔

(۳) یہ کہ بجائے خطبہ علمی کے مولوی اسمٰعیل دہلوی یا خطبہ شاہ محدث دہلوی یا مولوی اشرف علی تھانوی کی زیادہ افضل ہے۔

(۴) حسب ذیل کا حوالہ اپنی کتاب بہشتی ثمر حصہ اول، دوم از مولوی محمد عیسیٰ خلیفہ اجل مولوی اشرف علی تھانوی۔ لہٰذا حضرت سے مودبانہ التماس ہے کہ محلہ میں ہیجان اور انتشار ہونے کا خطرہ لاحق ہوگیا ہے ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کا جو حکم ہو تحریر فرمادیں فقط بینوا توجروا

الجواب: اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب دارالعلوم ندوۃ العلماء کے اکثر فارغین گمراہ ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ فارغ مذکور کو خطبۂ علمی میں شرک نظر آتا ہے اور ملا اسمٰعیل دہلوی و اشرف علی تھانوی کے خطبہ میں بہتری نظر آتی ہے۔ اہل محلہ پر لازم ہے کہ کسی سنی صحیح العقیدہ کو امامت کے لئے مقرر کریں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں شرح عقائد نسفی میں ہے لاکلام فی کراھۃ الصلاۃ خلف الفاسق والمبتدع ھٰذا اذا لم یؤد الفسق والبدعۃ الی حد الکفر اما اذا ادّی الیہ فلا کلام فی عدم جواز الصّلاۃ خلفہ اھ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۸ رجمادی الاخری ۹۹ھ

مسئلہ۔ ازمحمد شوکت علی موضع پورینہ پوسٹ دیوا کل پور ضلع بستی۔

Marfat.com

زید سارنگی بجاتا اور گانا گاتا تھا کئی سالوں سے لیکن چند دنوں سے گانا اور سرنگی کا بجانا چھوڑ دیا ہے اور توبہ کر لیا ہے تو زید امامت کر سکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب۔ جب کہ زید نے توبہ کر لی اور اپنی توبہ پر قائم ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ اور کوئی وجہ مانع امامت نہ ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۹ ربیع الاوّل ۹۸ھ

مسئلہ۔ از پیر محمد ٹیلر ماسٹر پوسٹ ومقام کوٹڑی ضلع بھیلواڑہ (راجستھان)

خالد علی الاعلان سینما دیکھتا ہے تو کیا وہ عیدین کی امامت کر سکتا ہے؟ اور کیا اس کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی؟ پھر وہ یہ کہتا ہے کہ میں خطبہ پڑھا دوں تو خطبہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ سینما دیکھنا ناجائز ہے اور جو شخص علی الاعلان سینما دیکھتا ہو اسے عیدین کی امامت کے لئے کھڑا کرنا ناجائز ہے اس لئے کہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی کہ وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا کرنا بھی جائز نہیں کہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور فاسق کی تعظیم ناجائز ہے وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از عبد القیوم اشرف القادری خطیب جامع مسجد ٹانڈہ شاہ فیض آباد۔

زید ایک مسجد میں جمعہ کی امامت کرتا ہے لیکن سال بھر کا عینی مشاہدہ ہے کہ حدود مسجد میں سونے کے باوجود نماز فجر کو عمداً ترک کرتا ہے ۸، ۹ بجے دن میں سو کر اٹھتا ہے تو کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے؟

الجواب۔ علانیہ اور عمداً ترک نماز وجماعت کے سبب زید فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھی جائے تو اس کا اعادہ واجب لما صرحوا بہ من کراھۃ الصلوٰۃ خلف الفاسق المعلن وان کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ تحریمیۃ فانھا تعاد وجوبا۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۹ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

مسئلہ۔ از حاجی مدار بخش عبد الکریم محمد امین مرزا منڈی کالپی ضلع جالون

Marfat.com

کیا ایسی حالت میں داڑھی منڈانے والا نماز پڑھا سکتا ہے جب کہ جماعت بھر میں کوئی شخص قرآن کریم نہیں پڑھا ہے صرف داڑھی منڈا قرآن بھی پڑھا ہوا ہے اور پنج وقتی ادا کرتا ہے۔

الجواب: بہار شریعت جلد شانزدہم صفحہ ۱۹۷ میں ہے داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے۔ مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے لہٰذا داڑھی منڈانے والا نماز نہیں پڑھا سکتا۔ اگر کوئی دوسرا نماز پڑھانے والا نہ مل سکے تو سب لوگ تنہا تنہا پڑھیں فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۲۵۳ میں ہے "اگر علانیہ فسق و فجور کرتا ہے اور دوسرا کوئی امامت کے قابل نہ مل سکے تو تنہا نماز پڑھیں فان تقدیم الفاسق اثم والصلوٰۃ خلفہ مکروھۃ تحریما والجماعۃ واجبۃ فھما فی درجۃ واحدۃ ودرء المفاسد اھم من جلب المصالح اھ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۶ر جمادی الاولیٰ ۹۹ھ

مسئلہ۔ از خلیل الرحمٰن انوری خادم المسجد مدرسہ جرنگ ڈیہہ گریڈیہہ (بہار)

(۱) پرہیزگار متقی عالم و فاضل درزی ذات وکلال ذات کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نیز اگر درزی ذات کا پیشہ سلائی ہو اور عالم و فاضل نہ ہو تو امامت کرسکتا ہے یا نہیں اور کلال ذات عالم و فاضل نہ ہو لیکن پرہیزگار ہو اور کلالی پیشہ نہ ہو تو امامت کرسکتا ہے کہ نہیں؟ مندرجہ بالا دونوں صورتوں میں امامت کرسکتا ہے یا نہیں ارشاد فرمائیں۔

(۲) ایک مسجد میں امام مقرر ہے سُنّی صحیح العقیدہ عالم اور ایک حافظ قرآن مقتدی ہے لہٰذا دیگر مقتدیوں کا کہنا ہے کہ امامت کا مستحق حافظ قرآن ہے مقررہ عالم امام امامت کا مستحق نہیں۔ اس لئے کہ حافظ قرآن کا درجہ زیادہ ہے۔ لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ مقررہ امام امامت کا مستحق ہے یا مقتدی حافظ قرآن؟ دوسرے — ایک عالم اور ایک حافظ دونوں ایک جماعت میں شریک ہوں تو کون امامت کرنے کا مستحق ہے قرآن کریم اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: ہر سُنّی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ اور صحیح القرأۃ غیر فاسق معلن جس میں کوئی بات ایسی نہ ہو کہ لوگوں کے لئے نفرت کا باعث ہو اور جماعت کے لئے قلت کا سبب ہو اس کے پیچھے بلاکراہت نماز جائز ہے خواہ وہ کسی برادری کا ہو کہ امامت کسی برادری کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ اور وہ شخص جو ذات کا

Marfat.com

درزی ہے اور سلائی کا پیشہ کرتا ہے اگر کپڑے کی چوری یا کوئی دوسری شرعی خرابی اس میں نہیں ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور کلال جو پیشہ کلالی نہ کرتا ہو اگر اس میں امامت کے شرائط پائے جاتے ہوں تو اس کے پیچھے بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔ خواہ وہ عالم و فاضل ہو یا نہ ہو کہ امامت کے لئے عالم و فاضل ہونا شرط نہیں وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲) سب سے زیادہ امامت کا مستحق وہ شخص ہے جو نماز کے مسائل کو سب سے زیادہ جانتا ہو جیسا کہ درمختار میں ہے الاحق بالامامۃ الاعلم باحکام الصلوٰۃ اور عالم دین ایسے شخص سے جو صرف حافظ ہو نماز کے مسائل زیادہ جانتا ہے اس لئے صورت مستفسرہ میں عالم ہی مستحق امامت ہے لہٰذا بعض مقتدیوں کا یہ کہنا کہ عالم دین کی موجودگی میں حافظ قرآن مستحق امامت ہے صحیح نہیں۔ وَھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از ڈاکٹر محمد اسحاق ڈھول پور راجستھان

ایک شہر کے اندر دو چار آدمیوں نے نئی جگہ نماز عید قائم کر لی ہے جب کہ یہ لوگ نہ بادشاہ اسلام ہیں نہ اس کے نائب ہیں۔ اور نہ عالم ہیں نہ عالموں کے حکم میں آتے ہیں۔ اگر ان لوگوں نے نئی جگہ نماز عید پڑھ لی ہے تو کیا نماز عید ہو گئی۔ اور سمجھانے پر جھگڑا کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں تو ایسے لوگوں کو کس طرح سمجھایا جائے جس میں جو صاحب خود امامت کرتے ہیں وہ بھی سمجھانے کی جگہ جھگڑا کر دیتے ہیں اور انھیں کے اشارہ پر نماز عید جو عیدگاہ کے برابر میں ایک کھیت حائل ہے وہیں عید کی نماز قائم کر لی ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔

الجواب شہر میں اگرچہ چند جگہ نماز عید قائم کرنا جائز ہے مگر صورت مستفسرہ میں عید کی نماز کا قیام افتراق بین المسلمین کے سبب ناجائز ہے کہ عیدگاہ کے برابر دوسری عیدگاہ قائم کرنا کھلا ہوا فتنہ ہے۔ اور مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم ذی الحجہ ۹۹ھ

مسئلہ۔ از صغیر احمد۔ پوسٹ و مقام بہادر پور بازار ضلع بستی

Marfat.com

زید نے اپنی خوشی سے پیسے کے لالچ میں نسبندی کرائی تو زید کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کے جنازے کی نماز پڑھنا کیسا ہے اور زید اگر نماز کی صف میں داخل ہو تو لوگوں کی نمازوں میں کچھ خلل واقع ہوگا یا نہیں؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب زید گنہگار ہوا اس کے اوپر توبہ واستغفار لازم ہے اور بعد توبہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا مسلمانوں پر واجب ہے اور اس کا نماز کی صف میں کھڑا ہونا لوگوں کی نماز میں خلل نہیں پیدا کرے گا کہ زنا کرنے والے شراب پینے والے جوا کھیلنے والے سود کھانے والے والدین کی نافرمانی کرنے والے اور اس قسم کے دوسرے گناہ کبیرہ جن کی حرمت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے ان کے مرتکب کی نماز جنازہ پڑھنا مسلمانوں پر واجب ہے ان کے صف میں کھڑے ہونے سے لوگوں کی نمازوں میں خلل نہیں ہوتا تو نسبندی کراتے والے کی نماز جنازہ پڑھنا بھی واجب ہوگا اور اس کے صف میں کھڑے ہونے سے لوگوں کی نمازوں میں خلل نہیں واقع ہوگا وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۴ ذی الحجہ ۹۷ھ

مسئلہ ۔ از محمد رمضان خاں خزانچی مدرسہ رکن الاسلام قادریہ، مقام بڑی پوسٹ ماتور ضلع الور (راجستھان)

(۱) جمعہ واجب ہے یا فرض؟

(ب) زید امام ہے نوے فیصدی لوگ زید کی امامت تسلیم نہیں کرتے اور زید کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے دریں حالت زید کی امامت درست ہے؟

(ج) زید سے نوے فیصدی لوگ ناراض ہیں بکر وہاں پہونچ گیا گاؤں والوں نے بکر سے کہا کہ آپ جمعہ کی نماز پڑھادیں تو تمام مسلمان نماز جمعہ پڑھ لیں گے ورنہ ہم نوے فیصدی لوگ جمعہ کی نماز سے محروم رہیں گے ہم زید کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے کیونکہ وہ جھوٹا ہے وعدہ خلاف ہے دریں حالت بکر نے نماز پڑھادی کیا نماز جمعہ ادا ہوگئی کیا بکر کو زید سے اجازت لینے کی ضرورت رہی جب لوگ زید کو امام نہیں مانتے۔ بینوا توجروا۔

الجواب (۱) جمعہ کی نماز فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے درمختار میں ہے فرض عین یکفر جاحدھا اھ۔

(ب) زید میں اگر از روئے شرع کوئی عیب ہے جس کے سبب لوگ اس کی امامت تسلیم نہیں کرتے تو لوگ حق بجانب ہیں

Marfat.com

اور اس صورت میں زید کو امامت کرنا جائز نہیں اور اگر کوئی عیب نہیں مگر از روئے نفسیات لوگ زید کی امامت تسلیم نہیں کرتے تو زید کی امامت جائز ہے وھو تعالیٰ اعلم۔

(ج) اگر زید واقعی جھوٹا اور وعدہ خلاف ہے اس سبب سے زید کو امامت سے الگ کر کے لوگوں نے بکر کو امامت جمعہ کے لئے مقرر کر لیا تو زید سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں نماز جمعہ ہو گئی بشرطیکہ شہر میں پڑھی گئی ہو۔ کہ گاؤں میں جمعہ کی نماز صحیح اور جائز نہیں ہاں اگر عوام پڑھتے ہوں تو انھیں منع نہ کیا جائے کہ وہ جس طرح بھی اللہ و رسول کا نام لیں غنیمت ہے ھٰکذا فی کتب الفقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲ر صفر المظفر ۹۸ھ

مسئلہ۔ از محمد یعقوب رضوی متھرا بازار ضلع گونڈہ

گھڑی کے ساتھ لوہا یا اسٹیل یا پیتل وغیرہ کا چین باندھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا کوئی خرابی ہے؟ زید کہتا ہے کہ نماز ہو جائے گی کوئی خرابی نہیں۔ کیا یہ قول درست ہے مدلل تحریر فرمائیں؟

الجواب:- گھڑی کے ساتھ لوہا یا اسٹیل وغیرہ کا چین باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لہٰذا زید کا قول صحیح نہیں اعلیٰحضرت، امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احکام شریعت حصہ دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئیں ہیں ان کو پہن کر نماز ادا کرنا یا امامت مکروہ تحریمی ہے انتہیٰ کلامہ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۳ر جمادی الاولیٰ ۹۹ھ

مسئلہ۔ از محمد یونس سونی برگدوا (نیپال)

زید و بکر دو بھائی ہیں اور ھندہ و زبیدہ دو بہنیں ہیں زید کے نکاح میں ہندہ ہے اور بکر کے نکاح میں زبیدہ ہے لیکن زید کے ناجائز تعلقات زبیدہ سے ہو گئے اور زید نے اپنی بیوی ھندہ کو طلاق دیکر زبیدہ کو لے کر گھر سے چلا گیا اور اس سے نکاح کر لیا ہندہ کو طلاق نہیں ملا لوگوں کا بیان ہے کہ بکر نے زبیدہ کو بعد میں طلاق دے دیا اور اسی دن زید نے نکاح کیا عدت نہیں گذاری ایسی صورت میں زید کا نکاح از روئے شرع کیسا ہے کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے؟ بیان فرمائیں؟

Marfat.com

الجواب — اگر زید نے اپنی بیوی ھندہ کو طلاق دی اور بکر نے ھندہ کی بہن زبیدہ کو طلاق دی تو دونوں کی عدت گذرنے سے پہلے زید کا نکاح زبیدہ سے کرنا حرام ہے ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ ھندہ کی عدت گذرنے سے پہلے زبیدہ سے نکاح کرنا جمع بین الاختین ہے جو حرام ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۲۶۱ میں ہے لا یجوز ان یتزوج اخت معتدۃ سواء کانت العدۃ عن طلاق رجعی او بائن او ثلاث اھ۔ اور بکر کے طلاق کے بعد زبیدہ اس کی معتدہ ہے اور کسی غیر کی معتدہ سے نکاح کرنا جائز نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۲۶۲ میں ہے لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ وکذالک المعتدۃ کذا فی السراج الوھاج۔ اور شخص مذکور جس نے بکر کی بیوی زبیدہ سے ناجائز تعلق پیدا کیا پھر اسے لیکر بھاگ گیا اور عدت گذرنے سے پہلے زبیدہ سے نکاح کیا وہ سخت ظالم وجفاکار مستحق عذاب نار ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۲ جمادی الاخری ۹۹ھ

مسئلہ۔ از خدا بخش انصاری کالپی محلہ مرزا منڈی ضلع جالون

زید نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور طلاق دئے تقریباً چار سال کا عرصہ ہوگیا ہے زید کی بیوی باہر چلی گئی لیکن زید مہینہ میں دو ایک مرتبہ اس کے پاس جایا کرتا ہے زید خود بیوی کو باہر سے لوا کر کسی مکان یعنی محلہ میں بیوی کو رکھ لیا ہے زید برابر اس کے گھر جاتا ہے اور بات کرتا ہے اور اس کے یہاں کھانا پکوا کر کھاتا بھی ہے ایسی حالت میں کیا زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں بینوا توجروا۔

الجواب — زید اگر اپنی مطلقہ بیوی سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۷ ذی الحجہ ۹۹ھ

مسئلہ۔ از محمد شبیر خاں مقام وپوسٹ نندنگر ضلع بستی (یوپی)

زید وہابی ہے بلکہ وہابی گر ہے اس نے عمداً اپنے بھائی بکر کو دیوبند میں تعلیم دلوائی ہے بکر دیوبند کا فارغ التحصیل مولوی ہے زید نے بارہا توبہ کیا پھر مکر گیا گستاخان رسول کو کافر نہیں کہتا ہے جہاں جیسا دیکھتا ہے کرلیتا ہے

Marfat.com

لوگ زید کو ترک کرچکے تھے لیکن محمود جو سنی عالم ہے اس نے زید کے منافقانہ توبہ پر گاؤں والوں سے ملاپ کرادیا اور سب کو زید کے یہاں کھلایا اور خود بھی کھایا اس کے بعد جو زید کا بھائی اور فارغ التحصیل دیوبند کا مولوی ہے اس نے کہا نہیں وہابیت سے توبہ کروں گا اور نہ وہابیوں کو برا کہوں گا بلکہ اپنے گھر والوں سے کہوں گا کہ وہ لوگ بھی وہابیت پر قائم رہیں اور وہابی کے یہاں سے رشتہ رکھیں محمود زید و بکر سے پوری طرح واقف ہے لہٰذا ایسی صورت میں زید و بکر سے کیا رابطہ رکھیں ؟ اور محمود سے تعلق یا اس کی امامت درست ہے یا نہیں ؟ تحریر فرمائیں۔

الجواب: زید نے اگر واقعی وہابیت سے توبہ کرلی ہے تو سنی ہے۔ پھر اگر وہ اپنے وہابی بھائی یا کسی دوسرے سے میل ملاپ رکھتا ہے ان کے ساتھ کھاتا پیتا اور اٹھتا بیٹھتا ہے تو وہ گنہگار سنی ہے تاوقتیکہ اس کے کسی قول یا فعل سے کفر وارتداد ثابت نہ ہو اسے سنی ہی قرار دیا جائے گا۔ اور اگر زید نے دل سے توبہ نہیں کی ہے بلکہ سنیوں کو دھوکا دینے کے لئے منافقانہ توبہ کی ہے جس کا قطعی ثبوت اس کے قول یا فعل سے ملتا ہے تو وہ بہت بڑا مکار ہے اس صورت میں مسلمانوں کو زید و بکر دونوں سے دور رہنا لازم ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ایاکم وایاھم لایضلونھم ولا یفتنونکم اھ۔ اور سنی عالم دین اگر زید کی منافقانہ توبہ کے فریب میں آکر سنیوں کا اس سے ملاپ کرادیا اور اس کے یہاں لوگوں کو کھلا دیا اور خود بھی کھایا تو اس صورت میں اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ لیکن زید کی منافقت ثابت ہونے کے بعد سنی عالم دین محمود پر لازم ہے کہ وہ اس کی منافقت اور اپنی فریب خوردگی سب مسلمانوں پر ظاہر کرے اور دوبارہ زید کے بائیکاٹ کرنے کا اعلان عام کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کی امامت درست نہیں کہ مداھن فی الدین ہے وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از سید محمد محسن علی الحسینی عفی عنہ، ہیڈ مولوی۔ بی۔ بی اسکول بنسکورہ ضلع مدنا پور (بنگال)

(۱) اگر امام نے اپنی منکوحہ سے اجازت لے کر نسبندی کروایا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟

(۲) ایسا امام جو غیر فاسق ہو اگر نہ مل سکے تو فاسق معلن کے پیچھے فساق کی نماز جائز ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو کیا کیا جائے ؟

الجواب: (۱) امام نے اگرچہ بیوی سے اجازت لے کر نسبندی کروایا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز

Marfat.com

نہیں۔ ہاں اگر وہ صدق دل سے علانیہ توبہ کرے اور اپنے اس فعل پر نادم ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں اگر کوئی اور وجہ مانع امامت نہ ہو۔ اور آپریشن مذکور کا اثر مانع امامت نہیں اس لئے کہ وہ فعل ناجائز ہے نہ کہ اس کا اثر، یہاں تک کہ اگر آپریشن کراتا اور آپریشن ناکام ہوتا یعنی قوت تولید منقطع نہ ہوتی تب بھی ناجائز فعل کے ارتکاب کے سبب اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہ ہوتا۔ اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ ــــ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) فاسق معلن کے پیچھے فساق کی بھی نماز جائز نہیں اگر کوئی شخص قابل امامت نہ مل سکے تو سب تنہا پڑھیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۲۵۳ میں ہے تقدیم الفاسق اثم والصلوٰۃ خلفہ مکروھۃ تحریما والجماعۃ واجبۃ فھما فی درجۃ واحدۃ ودرء المفاسد اھم من جلب المصالح اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح
غلام جیلانی اعظمی

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

مسئلہ۔ از محمد اسرائیل حشمتی پوسٹ و مقام ڈونگلہ چتور گڈھ (راجستھان)

زید بالغ ہے مگر ابھی اس کے داڑھی نہیں نکلی ہے تو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب ــــ زید اگر بالغ صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القرأت ہے اور اس میں کوئی وجہ مانع امامت نہیں تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی اگرچہ ابھی داڑھی نہیں نکلی ہے۔ ہاں اگر زید حسین و جمیل اور خوبصورت ہو کہ فساق کے لئے محل شہوت ہو تو اس کی امامت خلاف اولیٰ ہے کما فی الفتاویٰ الرضویۃ ج۳ ص۲۲۰ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد اسرائیل حشمتی پوسٹ و مقام ڈونگلہ چتور گڈھ (راجستھان)

بکر، عمرو احمد، خالد نماز کے مسائل سے کم واقف ہیں اور ان کی قرأت صحیح نہیں۔ اور جماعت تو جماعت بلا عذر شرعی پانچوں وقت مسجد میں نہیں پہنچتے مگر تہجد گذار ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور زید قرأت و نماز کے مسائل کو ان سے زیادہ جانتا ہے اور بلا عذر شرعی مسجد و جماعت نہیں چھوڑتا مگر تہجد گذار نہیں تو اس کے

Marfat.com

پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بکر، عمرو خالد جو مسائل نماز سے کم واقف ہیں اور صحیح القرأت نہیں ہیں اور بلاعذر شرعی ترک جماعت کے عادی بھی ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اگرچہ وہ تہجد گذار ہوں۔ اور زید اگر بلاعذر شرعی ترک جماعت کا عادی نہیں اور مسائل نماز کا زیادہ جاننے والا صحیح القرأت ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ وہ تہجد گذار نہ ہو بشرطیکہ اس میں کوئی سبب مانع امامت نہ ہو وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۹ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد یعقوب رضوی متھرا بازار ضلع گونڈہ

ایک سند یافتہ مولانا صاحب ہیں جن کی اکثر فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے اور بازار میں ہوٹل پر بیٹھکر چائے وغیرہ پیتے ہیں ایسے مولانا صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب جس مولوی کی فجر کی نماز اکثر قضا ہو جاتی ہے وہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے ھکذا فی کتب الفقیہ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۳ ر جمادی الاولیٰ ۹۹ھ

مسئلہ۔ از رضت اللہ متعلم مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا ضلع بستی۔

زید امام داڑھی کے بال کتروا کر ایک مشت سے کم رکھتا ہے تو اس کی اقتداء درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مطلق طور پر یا تخصیص کے ساتھ اور جن لوگوں نے شخص مذکور کی اقتدا میں اپنی نمازوں کو ادا کیا ہے اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے مع الدلیل واضح فرمائیں۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب ڈاڑھی کے بال ایک مشت سے کم کرنا جائز نہیں جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم ص۱۱۶ ردالمحتار جلد دوم ص۱۱۷ بحرالرائق جلد دوم ص۲۸۰ فتح القدیر جلد دوم ص۲۷۰ اور طحطاوی علی مراقی ص۴۱۱ میں ہے واللفظ للطحطاوی الاخذ من اللحیۃ وھو دون ذلک (ای القدر المسنون وھو القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال لم یبحہ احد۔ یعنی ڈاڑھی جب کہ ایک مشت سے کم ہو تو اس کو کاٹنا جس طرح کہ بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہیں کسی کے نزدیک حلال

Marfat.com

نہیں ___ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اول ص۲۱۲ میں فرماتے ہیں کہ گذاشتن آں بقدر قبضہ واجب ست وآں کہ آں راسنت گویند بمعنی طریقہ سلوک در دین ست یا بجہت آں کہ ثبوتِ آں بسنت ست چنانکہ نماز عید را سنت گفتہ اند۔ یعنی داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اور جن فقہاء نے ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کو سنت قرار دیا (تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ انکے نزدیک واجب نہیں، بلکہ اس وجہ سے کہ) یا تو سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے یا اس وجہ سے کہ ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ نماز عید کو مسنون فرمایا (حالانکہ نماز عید واجب ہے) ___ اور بہار شریعت جلد شانزدہم ص۱۹۷ میں ہے کہ داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے ۔ مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔ لہٰذا زید داڑھی کے ایک مشت سے کم کرنے کی عادت کے سبب فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے حتیٰ کہ داڑھی ایک مشت سے کم کرنے والے کی نماز بھی اس کی اقتدا میں جائز نہیں جن لوگوں نے جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں سب کا اعادہ واجب ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۲۷۳ میں ہے کہ جن صورتوں میں کراہت تحریم کا حکم ہے صلحاء و فساق سب پر اعادہ واجب ہے۔ جب مبتدع یا فاسق معلن کے سوا کوئی امام نہ مل سکے تو منفرداً پڑھیں کہ جماعت واجب ہے اور اس کی تقدیم ممنوع بکراہت تحریم اور واجب و مکروہ دونوں ایک مرتبہ میں ہیں۔ ودرء المفاسد اهم من جلب المصالح اھ۔ هٰذا ما ظهرلی والعلم عند الله تعالیٰ ورسوله جل جلاله وصلی المولیٰ تعالیٰ علیه وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ

مسئلہ ۔ از خدا بخش انصاری۔ کالپی محلہ مرزا منڈی ضلع جالون ۔

زید کی دوکان محلے کے اندر مکان یعنی دالان میں پرچونی کی ہے زید کا لڑکا دوکان پر بیٹھتا ہے لڑکا جب بازار سودا لینے جاتا ہے تو زید کی بیوی دوکان میں بیٹھتی ہے اور اگر لڑکا دو ایک روز کے لئے باہر چلا جاتا ہے تو زید کی بیوی دوکان پر بیٹھتی ہے زید کی عمر ستر سال اور زید کی بیوی کی عمر تقریباً ساٹھ سال ہے زید نمازی اور پرہیزگار ہے تو کیا ایسی صورت میں زید کے پیچھے نماز جائز ہے شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب ___ اگر دوکان پر بیٹھنے میں زید کی بیوی کے کپڑے خلاف شرع ہوتے ہیں مثلاً باریک اتنا کہ بدن جھلکے یا اوچھے کہ ستر عورت نہ کریں جیسے اونچی کرتی یا پیٹ کھلا ہوا ہو یا بے طوری سے اوڑھے پہنے جیسے دوپٹہ سر سے

Marfat.com

کھلا یا کچھ حصہ بالوں کا کھلا رہے اور زید ان باتوں پر مطلع ہو کر باوصف قدرت بند و بست نہیں کرتا تو وہ دیوث ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اور اگر زید کی بیوی ان شناعتوں سے پاک ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کوئی اور وجہ مانع امامت نہ ہو ھٰکذا فی الجزء الثالث من الفتاوی الرضویۃ

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۶ رذی الحجہ ۹۹ھ

مسئلہ۔ از غلام حسین نارتھ اسٹرن ریلوے کار یالے گورکھپور۔

زینب کی شادی ہوئی تھی کچھ عرصہ کے بعد شوہر کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد زینب نے اپنے دیور سے ناجائز تعلق کرلیا۔ اور دیور کے ساتھ چلی گئی اور زینب نے اپنے دیور سے نکاح نہیں کیا تھا اور زینب حاملہ ہوگئی۔ لڑکا پیدا ہونے پر زینب کا نکاح زینب کے دیور کے ساتھ ہوا۔ اب وہ لڑکا حافظ قرآن ہوئے تو اب حضور سے یہ عرض ہے کہ حافظ صاحب امامت کرسکتے ہیں کہ نہیں؟ شرع کا کیا حکم ہے۔

الجواب: اگر کوئی دوسرا شخص حافظ مذکور سے طہارت و نماز کا علم زیادہ رکھتا ہو تو اس حافظ کو امام بنانا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے۔ اور اگر وہ حافظ مسائل طہارت و نماز سب حاضرین سے زیادہ جانتے ہوں تو انھیں امام بنانا بلا کراہت جائز ہے اگر کوئی دوسری وجہ مانع امامت نہ ہو۔ درمختار میں ہے کرہ امامۃ عبد و اعرابی و ولد الزنا الیٰ قولہ الا ان یکون اعلم القوم۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۷ رجمادی الاخریٰ ۸۹ھ

مسئلہ۔ از متولیان سنی کوجہ مسجد ۲۰۱ ٹن ٹن پورا اسٹریٹ کوجہ محلہ بمبئی ۹

ہمارے یہاں تقریباً ایک سو بیس سال سے سنی امام امامت کرتے رہے اور پنجگانہ نماز کے بعد فاتحہ اور دعائے ثانیہ کے پابند رہے۔ نیز گیارہویں شریف اور بارہویں شریف اور موئے مبارک کی زیارت ہوتی رہی اور صلاۃ و سلام بھی ہوتا رہا چند سال سے جدید امام نے فاتحہ و دعائے ثانیہ صلاۃ و سلام پر عمل کرنا ترک کر دیا۔ اور اس کا انکار کرتے ہیں۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ سنی مسجد کے لئے سنی امام ہونا ضروری ہے کہ نہیں اور

Marfat.com

اگر سنی ہونا ضروری ہے تو سنی کسے کہتے ہیں؟

الجواب ـــــ سنی مسجد کے لئے سنی امام ہونا ضروری ہے کہ اہل سنت وجماعت کے علاوہ دوسرے فرقے والے یا تو کافر ہیں یا گمراہ اور کافر کے پیچھے نماز پڑھنا باطل محض ہے اور گمراہ یعنی جس کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہونچی ہو اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ بحر الرائق جلد اول صـ۳۴۹ میں ہے لایجوز الصلاۃ خلف من ینکر شفاعۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم او ینکر الکرام الکاتبین او ینکر الرؤیۃ لانہ کافر۔ والرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر۔ اور غنیہ صـ۴۷۹ میں ہے یکرہ تقدیم المبتدع لانہ فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق من حیث العمل۔ والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف ما یعتقدہ اھل السنۃ والجماعۃ۔ وانما یجوز الاقتداء بہ مع الکراھۃ اذا لم یکن ما یعتقدہ یؤدی الی الکفر عند اھل السنۃ اما لو کان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلا کالغلاۃ من الروافض الذین یدعون الالوھیۃ لعلی رضی اللّٰہ تعالی عنہ او ان النبوۃ کانت لہ فغلط جبرئیل ونحو ذلک مما ھو کفر اھ ملخصا۔ اور درمختار مع شامی جلد اول صـ۳۰۳ میں ہے کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا۔ اور بہار شریعت حصہ سوم صـ۱۱۱ میں ہے "وہ بدمذہب کہ جس کی بدمذہبی حد کفر کو پہونچ گئی ہو جیسے رافضی اگرچہ صرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت یا صحبت سے انکار کرتا ہو یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان اقدس میں تبرا کہتا ہو، قدری، جہمی، مشبہ اور وہ جو قرآن کو مخلوق بتاتا ہے اور وہ جو شفاعت یا دیدار الٰہی یا عذاب قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی۔ اس سے سخت تر حکم وہابیۂ زمانہ کا ہے اللہ عزوجل ونبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے یا توہین کرنے والوں کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان ہی جانتے ہیں انتہی ضروریات اہلسنت کے ماننے والے کو سنی کہتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص ضروریات اہلسنت میں سے کسی بات کا انکار کرتا ہو وہ سنی نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از قاری شمس الدین احمد رحمانی محلہ دمدمہ کالپی شریف (جالون)

Marfat.com

(۱) ایک اہلسنّت دختر کا عقد دیوبندی کے ساتھ قاضی اہلسنّت نے پڑھایا قاضی امامت بھی کرتا ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا ازروئے شرع جائز ہے؟

(۲) بازار کے بیٹھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۳) میری داڑھی حد شرع سے کم ہے میں نماز پڑھاتا ہوں کیا میری امامت درست ہے؟ مقتدیوں کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔ کیا فاسق و فاجر کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے؟ جواب باصواب سے نوازیں۔

الجواب (۱) اللھم ھدایۃ الحق والصواب بمطابق فتویٰ حسام الحرمین دیوبندی عقیدہ رکھنے والے کے ساتھ سنی لڑکی کا عقد ہرگز ہرگز منعقد نہ ہوگا۔ قاضی نے اگر جان بوجھ کر ایسا نکاح پڑھایا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ ہاں اگر قاضی توبہ تجدید ایمان کرے اور نکاح اس نے پڑھایا ہے اس کے باطل ہونے کا اعلان عام کردے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کردے تو امامت کی دیگر شرائط پائے جانے کے ساتھ اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) بلاضرورت بازار میں بیٹھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور خرید و فروخت وغیرہ ضروریات کے لئے بیٹھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

(۳) حدّ شرع یعنی ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اس لئے کہ حسب تصریح حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اور جو شخص ترک واجب کا عادی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ فاسق و فاجر کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے یعنی ایسی نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از عبدالغفور

(۱) زید جو کہ حاجی نمازی اور سنّی صحیح عقیدہ ہے اور اسلامی مکتب کا ماسٹر ہے اور جامع مسجد کا امام ہے اس کے بچے اور بہو بلا روک ٹوک بلا حجاب باہر آتی جاتی ہیں بسلسلۂ تجارت۔

(۲) زید اپنی سمدھن کو گالیاں جھگڑے لڑائی پر دیتا ہے جب اس سے دریافت کیا گیا تو کہتا ہے کہ سمدھن کو گالی دینا جائز ہے احکام شرع سے ہم مسلمانوں کو آگاہ فرمائیں کہ مذکورہ زید کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اس کی

Marfat.com

امامت جائز ہے کیا سمدھن کو گالی دی جاسکتی ہے۔

الجواب ــــــ (۱) بے پردہ باہر نکلنے میں اگر عورت کے کپڑے خلاف شرع ہوتے ہیں۔ مثلاً اتنے باریک کہ بدن جھلکے یا اتنے چھوٹے کہ ستر عورت نہ کریں جیسے بلاؤز کی کہنی وغیرہ کھلی رہتی ہے یا بے طریقہ اوڑھے پہنے جیسے دوپٹہ ڈھلکے یا کچھ حصہ بالوں کا کھلا رہے یا زرق برق پوشاک پہنے کہ جس پر لوگوں کی نگاہ پڑے اور احتمال فتنہ ہو۔ یا اس کے چھال ڈھال بول چال میں آثار بدوضعی پائے جائیں اور زید ان باتوں پر مطلع ہو کر باوصف قدرت بندوبست نہیں کرتا تو وہ دیوث ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اگر ان خرابیوں سے پاک ہے تو اس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ کوئی اور وجہ مانع امامت نہ ہو۔ ھکذا فی الفتاوی الرضویۃ

(۲) سمدھن ہو یا کوئی اور گالی دینا گناہ ہے اور گالی کو جائز سمجھنا اشد گناہ ــــ زید پر لازم ہے کہ گالی دینے اور گالی کو جائز سمجھنے سے علانیہ توبہ کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور توبہ کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ کوئی اور خرابی نہ ہو۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ر شوال ۹۰ھ

مسئلہ ۔ از عبدالعلیم خلیل آبادی

زید جو کہ ولد الزنا ہے اور اس سے بطریق زنا ایک لڑکی بھی ہوئی اور وہ عالم بھی ہے نیز کتب اسلامیہ کا مطالعہ بھی کرتا رہتا ہے اور نماز میں سستی اور کاہلی سے کام لیتا ہے اور کبھی قضا بھی کر دیتا ہے نیز وہ سود اور رشوت بھی لیا کرتا ہے اور خائن بھی ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ باتوں کا علم رکھتے ہوئے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے شرع کے نزدیک کیسے ہیں؟

الجواب ــــ صورت مسئولہ میں اگر زید یقیناً ولد الزنا، زناکار، خائن، رشوت و سود خور اور قصداً نماز قضا کرنے والا ہے تو عالم نہیں اگر علامہ اور مفتی ہو تب بھی ایسے شخص تو امام بنانے والے گنہ گار اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی یعنی واجب الاعادہ ہے ھکذا ذکر صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی الجزء الثالث من بہار شریعۃ ناقلا عن الکتب الفقہیۃ

Marfat.com

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۰ھ

مسئلہ ۔ مسئولہ صفی اللہ دھرم سنگھواں بازار بستی

دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں ؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں آیا ہے کہ واركعوا مع الراكعين ۔ یعنی جھکنے والوں کے ساتھ جھک جاؤ تو جس کسی کے پیچھے نماز پڑھی جائے جماز ہو جائے گی ۔

الجواب ــــ فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں ہے کہ دیوبندیوں نے حفظ الایمان ص۹ براہین قاطعہ ص۵۱ تحذیر الناس ص۱۴ و ص۲۸ میں حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو گندے عقائد لکھے وہ شدید گستاخی اور کفر ہیں لہٰذا دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے بحکم قرآن وحدیث کافر، مرتد اور خارج از اسلام ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام سخت حرام ہے سارے جہاں کے ہادی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تصلوا معهم یعنی بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھو تو بھلا بدعقیدہ کے پیچھے نماز پڑھنا کب جائز ہوگا؟ قرآن مجید کے ارشاد واركعوا مع الراكعين کے بارے میں تفسیر جلالین شریف ص۹ مطبوعہ اصح المطابع کراچی میں ہے وصلوا مع المصلين محمد واصحابه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم ۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے بارے میں فرماتا ہے کہ تم ایمان لاؤ اور میرے محبوب اور ان کے ساتھی نمازیوں کے ساتھ نماز پڑھو اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن کو چاہیے کہ وہ ایمان والوں کے ساتھ نماز پڑھے جو لوگ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ ہیں وہ تو مسلمان ہیں نہ ان کی نماز ہے نہ جماعت اور نہ امامت ۔ اور یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ جو شخص خود تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں گستاخی نہیں کرتا لیکن گستاخ مولویوں اور دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتا ہے اور اس کو یہ اطلاع ہے کہ دیوبندیوں نے حضور کی شان میں گستاخی کی ہے تو ایسا شخص بھی اسلامی قانون کی رو سے مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے اور ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز ہرگز جائز نہیں ۔ واللہ ورسولہ اعلم ۔

کتبہ بدر الدین احمد رضوی

۲۴ جمادی الاخریٰ ۸۰ھ

Marfat.com

مسئلہ۔ از محمد ابراہیم دھوبی پوسٹ کھنڈسری بازار ضلع بستی۔

داڑھی کی شرعی حد کیا ہے اور حد شرع سے کم اور زیادہ رکھنے والوں پر عندالشرع کیا حکم نافذ ہو گا آیا ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اور حدیث شریف اور کتب فقہ سے جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب بخاری اور مسلم کی حدیث ہے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں انھکوا الشوارب واعفوا اللحیٰ۔ یعنی مونچھوں کو خوب کم کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ گذاشتن آں بقدر قبضہ واجب ست وآنکہ آں راسنت گویند بمعنی طریقہ مسلوک دردین ست یا بجہت آں کہ ثبوت آں بسنت ست چنانکہ نماز عید را سنت گفتہ اند یعنی داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اور جن فقہا نے ایک مشت داڑھی رکھنے کو سنت قرار دیا (تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کے نزدیک واجب نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ) یا تو یہاں سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے یا اس وجہ سے کہ ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ نماز عید کو مسنون فرمایا (حالانکہ نماز عید واجب ہے اشعۃ اللمعات جلد اول ص۲۱۲) اور فقیہ اعظم حضرت صدرالشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے (بہار شریعت حصہ سولہ ص۱۹۷) لہٰذا ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے مونڈانے یا ایک مشت سے کم کرانے والا سخت گنہگار فاسق معلن مردود الشہادہ ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز ہرگز درست نہیں اگر پڑھ لی تو اعادہ واجب۔ مراقی الفلاح میں ہے کرہ امامۃ الفاسق لعدم اہتمامہ بالدین فتجب اہانتہ شرعاً فلا یعظم بتقدیمہ للامامۃ واذا تعذر منعہ ینتقل عنہ الی غیر مسجدہ للجمعۃ وغیرھا۔ طحطاوی میں ہے تبع فیہ الزیلعی ومفادہ کون الکراھۃ فی الفاسق تحریمیۃ اھ۔ حد شرع یعنی ایک مشت سے کچھ زائد داڑھی رکھنا جائز ہے لیکن ہمارے ائمہ اور جمہور علماء کے نزدیک اس کا طول فاحش کہ بیحد بڑھایا جائے جو حد تناسب سے خارج اور باعث انگشت نمائی ہو مکروہ و ناپسندیدہ ہے ھکذا فی لمعۃ الضحیٰ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ۔ مہدی حسن خاں ساکن مروٹیا۔ ضلع گورکھپور۔
زید جو فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بکر کہتا ہے کہ فاسق کی اقتدا میں نماز جماعت سے پڑھنا اور بعد میں اعادہ کر لینا تنہا پڑھنے سے افضل اور بہتر ہے۔

الجواب زید اگر واقعی فاسق معلن ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ناجائز گناہ ہے اور اعادہ واجب۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۱۸۷ میں غنیہ شرح منیہ سے ہے لو قدموا فاسقا یاثمون اھ اور تبیین الحقائق میں ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اہانتہ شرعاً۔ اھ لہٰذا بکر کا قول صحیح نہیں۔ اگر کوئی دوسرا قابل امامت نہ ہو تو تنہا پڑھیں فان تقدیم الفاسق اثم والصلوٰۃ خلفہ مکروھۃ تحریما والجماعۃ واجبۃ فھما فی درجۃ واحدۃ ودرء المفاسد اھم من جلب المصالح اور اگر کوئی گناہ چھپا کر کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں اور اس کے فسق کے سبب جماعت نہ چھوڑیں لان الجماعۃ واجبۃ والصلاۃ خلف فاسق غیر معلن لا تکرہ الا تنزیھا ھکذا فی الفتاوی الرضویۃ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از محمد اسلم اسلام پورہ بھیمڑی ضلع تھانہ۔
ہماری مسجد کے امام صاحب سجدہ کرتے وقت ان کے پیر کی انگلیوں کے پیٹ زمین پر نہیں لگتے میں نے ان سے بارہا کہا کہ آپ کی انگلی برابر نہیں لگتی لیکن وہ نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ سجدہ کی حالت میں پیر کی صرف انگلی زمین پر لگی رہے تو کافی ہے نماز ہو جائے گی امام صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ تم جو انگلیوں کا پیٹ لگنا ضروری سمجھتے ہو۔ ایسا کہاں لکھا ہے میں نے عرض کیا جناب بہار شریعت حصہ سوم میں شاید لکھا ہوا ہے۔ اتنا بتانے پر بھی وہ باز نہیں آتے تو ایسے امام کی اقتدا میں نماز ادا ہو جائیگی یا نہیں؟

الجواب ہدایہ جلد اول زیر بیان سجدہ ص۸۷ میں ہے یوجہ اصابع رجلیہ نحو القبلۃ یعنی نمازی سجدہ کرتے وقت اپنے دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کا رُخ قبلہ کی جانب کر دے اور یہ بالکل واضح مطابق مشاہدہ ہے کہ جب تک سب انگلیوں کا پیٹ زمین سے نہ لگا دیا جائے اس وقت تک انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف نہ ہوگا۔ اعلیحضرت شیخ الاسلام شاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ جلد اول کتاب الطہارات باب المیاہ ص۵۵۶ میں تحریر فرماتے ہیں "سجدہ میں فرض ہے

Marfat.com

کہ کم از کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگا ہو۔ اور ہر پاؤں کی اکثر انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہونا واجب ہے اھ۔ اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ بہار شریعت جلد سوم صلاے میں تحریر فرماتے ہیں "سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب اور دسوں کا قبلہ رو ہونا سنت اھ۔ ان حوالجات کی روشنی میں ثابت ہو گیا کہ امام صاحب جس کا یہ کہنا کہ "سجدہ میں پیر کی صرف انگلی زمین پر لگی رہے تو کافی ہے نماز ہو جائے گی" صحیح نہیں ہے۔ سائل کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ امام صاحب کے سامنے ان حوالوں کو پیش کرے امید یہی ہے کہ امام صاحب جب صحیح مسئلہ سے آگاہ ہو جائیں گے تو اس پر ضرور عمل کریں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کو سائل کے مسئلہ بتانے پر اطمینان نہیں ہوا۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ امامت کی ذمہ داری کو انہوں نے محسوس نہ کیا۔ ان کو تو چاہئے تھا کہ نماز کے فرائض و واجبات اور سنن کی پوری پوری معلومات حاصل کر کے ان کی پابندی کرتے۔ اب اگر امام صاحب اس مسئلہ کو تسلیم کر کے سجدہ میں اپنے ہر پاؤں کی کم از کم تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر جماتے رہیں تو ان کی اقتدا میں نماز ہو جائے گی جب کہ کوئی دوسری چیز مانع جواز نماز نہ ہو۔ اور اگر معاذ اللہ امام صاحب اس مسئلہ پر عمل کرنے کو تیار نہ ہوں تو ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ بدر الدین احمد الرضوی

مسئلہ۔ مسئولہ سید سراج عالم۔ مقام درگا ضلع فیض آباد

ایک امام جہری نمازوں میں اتنی آہستہ قرأت کرتا ہے کہ مقتدی نہیں سن پاتے بعض دفعہ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ آمین کب کہی جائے اور رکوع و سجود میں بھی دھوکہ ہو جاتا ہے۔ اور اپنی ایک لڑکی کا عقد دیوبندی وہابی کے ساتھ کیا ہے اور اس وہابی کے یہاں آمد و رفت رکھتا ہے حالانکہ اپنے کو سنی المذہب بتاتا ہے اور اپنے گھر کی عورتوں کو پردہ میں نہیں رکھتا تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب جہری نمازوں میں امام پر جہر واجب ہے اور جہر کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ جو لوگ صف اوّل میں ہیں وہ سن سکیں۔ اگر اس قدر آہستہ پڑھا کہ صرف ایک دو آدمی جو امام کے قریب ہیں وہی سن سکے تو جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے درمختار میں ہے لو سمع رجل او رجلان فلیس بجھر اھ۔ اور دیوبندی وہابی کے ساتھ عقد کرنا اور ان کے یہاں آمد و رفت رکھنا جائز نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ امام مذکور کی طرف جو باتیں منسوب کی

Marfat.com

گئی ہیں اگر اس میں پائی جاتی ہیں اور واقعی وہ سنی المذہب ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے یعنی اگر کسی نے پڑھ لی ہے تو اس نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب اور لازم ہے اگر دوبارہ نہیں پڑھے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر امام مذکور دیوبندی وہابی مذہب کو حق مانتا ہے اور دنیوی مفاد کے لئے اپنے کو سنی المذہب بتاتا ہے تو اس کے پیچھے نماز باطل ہے۔ شرح عقائد نسفی میں ہے لاکلام فی کراھۃ الصلٰوۃ خلف الفاسق والمبتدع ھٰذا اذا لم یؤد الفسق والبدعۃ الی حد الکفر اما اذا ادّیٰ الیہ فلا کلام فی عدم جواز الصلٰوۃ خلفہ اھ۔ ھٰذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از عبدالعزیز۔ ناگ بھیڑ ضلع چاندہ (ایم۔ پی)

ایسا حافظ قرآن جو داڑھی کتروا کر ہمیشہ ایک مشت سے کم رکھتا ہے اس کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے ایک مرتبہ بھی کٹوا کر ایک مشت سے کم کرنے والا گنہگار ہے اور اسے کٹوا کر ایک مشت سے کم رکھنے کی عادت کر لینے والا فاسق معلن ہے۔ لہٰذا حافظ مذکور جب کہ داڑھی کٹوا کر ایک مشت سے کم رکھنے کا عادی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ تراویح سنت مؤکدہ ہے لیکن ایسے شخص کے پیچھے پڑھنے کے بعد دوبارہ پڑھنا واجب ہے ھٰذا خلاصۃ ما فی الکتب الفقہیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ مسئولہ سراج الدین احمد کیور پور بہرائچ۔

(۱) زید کی بیوی پردہ میں نہیں رہتی کوسوں روز گھاس کرنے چلی جاتی ہے اور نماز کی پابند بالکل نہیں ہے۔

(۲) اور زید سود پر قرض لیتا ہے۔

(۳) زید واقف مسلمانوں کے خلاف ناواقف مسلمانوں کو بھڑکاتا ہے اور ایک گٹ بنا کر اکثریت کا دعویٰ کرتا ہے اس طرح اسلام کو کمزور کرتا ہے تو ایسی صورت میں زید کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز و درست ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازا جائے۔

الجواب قرآن مجید میں ارشاد ہے الرجال قوّامون علی النسآء مرد عورتوں پر حاکم ہیں

Marfat.com

نیز ارشاد ہے یٰایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارًا اے ایمان والو اپنی جانوں کو اور اپنے بیوی، بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ لہٰذا ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنی عورت کو پردہ سے رکھے اور نماز و احکام شرع کا حکم کرے اگر حکم نہ کرے تو شوہر مجرم ہے ایسے کے پیچھے نماز درست نہیں اور اگر حکم دینے کے باوجود عورت پردہ سے نہ رہے اور نماز و احکام شرع کے پابند نہ رہے تو بیوی کا جرم شوہر کے حق میں مانع اقتدا نہیں ان کے پیچھے بشرائط امامت نماز درست ہے۔

(۲) سود لینا اور دینا دونوں حرام اور گناہ کبیرہ ہیں حدیث شریف میں ہے الاٰخذ والمعطی فیہ سواءٌ۔ (رواہ مسلم و مشکوٰۃ شریف) یعنی سود لینے والا اور دینے والا گناہ میں برابر ہیں اور سود کا گناہ ایسا ہے جیسے کوئی معاذاللہ اپنی ماں سے زنا کرے چنانچہ حضرت ابوہریرہ سے حدیث مروی ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الربٰو سبعون جزءً ایسرھا ان ینکح الرجل امہ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ شریف) یعنی سود کے گناہ کے ستر درجے ہیں سب میں ہلکا درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے زنا کرے۔ لہٰذا سود لینے اور دینے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں ایسے کو امام بنانا گناہ ہے اس لئے زید کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز اسے امام بنانا گناہ ہے اسے امام بنانے والے توبہ کریں اور زید سے بیزاری ظاہر کریں زید جب تک توبہ کرکے اس فعل سے باز نہ آجائے اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔

(۳) زید کا ناواقف مسلمانوں کو ورغلانے کا کیا مطلب ہے؟ واضح کرکے لکھنا چاہئے بہرحال زید اگر غلط اور خلاف شرع بات میں نادان مسلمانوں کو اپنا ساتھی بنا کر واقف مسلمانوں کے خلاف کرتا ہے تو یہ بھی ناجائز ہے اس وجہ سے بھی زید امامت کے قابل نہیں جب تک توبہ کرکے صحیح راستہ نہ اختیار کرے اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے زید اسلام اور سنیت پر سچائی کے ساتھ رہ کر امامت کرسکتا ہے اور امامت نہ بھی کرتا ہو تو بہرحال اپنے مذہب اہلسنت والجماعت پر صحیح طریقے سے رہنا فرض ہے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا سخت گناہ ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا قرآنی حکم ہے کہ اللہ کی رسی کو مل جل کر مضبوط پکڑلو ید اللہ علی الجماعۃ ارشاد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے یعنی جماعت پر اللہ کا دست رحمت ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو چاہئے کہ زید کو دینی باتیں بتا کر نرمی اور آسانی سے صحیح راستے پر کریں اور اگر زید پھر بھی شریعت مطہرہ کا احترام نہ کرے اور ناجائز امر سے باز نہ آئے تو اس سے قطع تعلق کریں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

Marfat.com

کتبہ نعیم الدین احمد عفی عنہ
۲۹ رجمادی الاول ۱۴۰۸ھ

مسئلہ۔ ازکرم حسین ساکن یوسف جوت۔ ضلع بستی۔
زید سنی المذہب ہے مگر داڑھی کٹوا کر ایک مشت سے کم رکھتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب داڑھی کٹوا کر ایک مشت سے کم رکھنا یا مونڈانا تمام علمائے محققین کے نزدیک حرام ہے فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے (بہار شریعت جلد شانزدہم ص۱۹۷) اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "حلق کردن لحیہ حرام ست و روش افرنج و ہنود و جوالقیان ست کہ ایشاں را قلندریہ گویند و گذاشتن آں بقدر قبضہ واجب ست یعنی داڑھی مونڈانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے اور داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۲۱۲) اور شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درمختار میں، سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ردالمحتار جلد دوم ص۱۱۲ میں، شیخ زین الدین ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بحر الرائق جلد دوم ص۲۸۰ میں، امام ابن ہمام فتح القدیر جلد دوم ص۲۷۰ میں، اور سید العلماء حضرت سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح طبع قسطنطنیہ ص۳۷۲ میں تحریر فرماتے ہیں واللفظ للطحطاوی الاخذ من اللحیۃ وھو دون ذٰلک (ای القدر المسنون وھو القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال لم یبحہ احد واخذ کلھا فعل یہود الھند ومجوس الاعاجم اھ۔ یعنی داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اس کو کاٹنا جس طرح کہ بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہیں کسی کے نزدیک حلال نہیں اور کل داڑھی کا صفایا کرنا یہ کام تو ہندوستان کے یہودیوں اور ایران کے مجوسیوں کا ہے۔ اور پھر درمختار جلد پنجم کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع میں ہے یحرم علی الرجل قطع لحیتہ اھ یعنی مرد پر اپنی داڑھی کا کاٹنا حرام ہے۔ یہ ایک مشت کے اندر کاٹنے کا حکم ہے۔ لانہ صرح فی النھایۃ بوجوب قطع ما زاد علی القبضۃ بالضم ومقتضاہ الاثم بترکہ الا ان یحمل الوجوب علی الثبوت ھٰکذا فی الدر المختار۔ تو لفظ حرام سے صاف

Marfat.com

ظاہر ہے کہ ایک مشت رکھنا واجب ہے اور اگر سنت مؤکدہ ہی مان لیا جائے جب بھی اس کا ترک اسارت اور کرنا ثواب اور نادرًا ترک پر عتاب اور اس کے ترک کی عادت پر استحقاق عذاب۔ تو اس عادت پر اصرار گناہ کبیرہ ہوا ردالمحتار کتاب الشہادات باب القبول وعدمہ جلد چہارم ص۴۲۷ میں ہے قال ابن کمال لان الصغیرۃ تاخذ حکم الکبیرۃ بالاصرار اھ۔ یعنی فتح القدیر میں علامہ کمال الدین محمد ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مسئلہ کی تعلیل میں فرمایا اس لئے کہ گناہ صغیرہ اصرار کرنے سے گناہ کبیرہ کے حکم میں ہو جاتا ہے۔

اور کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے اور اصرار کا ادنیٰ درجہ تین مرتبہ ہے کما صرح فی الکتب الفقہیہ لہٰذا زید سنی المذہب ہونے کے باوجود اگر داڑھی کٹوا کر ایک مشت سے کم رکھنے کی عادت پر اصرار کرنے والا ہے تو سنت مؤکدہ فرض کر لینے کی صورت میں وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب اور فاسق معلن ہو گیا اور فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے ردالمحتار پھر فتاویٰ رضویہ میں ہے مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ یعنی الفاسق کراھۃ تحریم اھ۔ درمختار میں ہے کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا۔ ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از مظفر احمد کھورئی ضلع ساگر (ایم پی)

ایک آنکھ والا جو حافظ قرآن بھی ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جیسے ایک آنکھ والے بکرے کی قربانی درست نہیں اسی طرح ایک آنکھ والے کے پیچھے نماز بھی درست نہیں۔

الجواب یک چشم اگر سنی صحیح العقیدہ، صحیح القرات، مسائل نماز سے واقف اور پابند شرع ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور حافظ قرآن ہے تو بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ امام کو قربانی کے جانور پر قیاس کرنا صحیح نہیں ورنہ کسی کے پیچھے نماز درست نہ ہوگی اس لئے کہ کسی دو پایہ جانور کی قربانی درست نہیں کما صرح فی الکتب الفقہیۃ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ۔ از چاند علی رضوی سنی نورانی مسجد سوریا نگر وکرولی بمبئی ۸۳
کیا امام کا مقتدیوں کی نماز صحیح ہونے کے لئے ان کی امامت کی نیت ضروری ہے ؟
الجواب: مقتدیوں کی نماز صحیح ہونے کے لئے ان کی امامت کی نیت کرنا امام پر ضروری نہیں۔ اور اگر کرے تو جائز ہے کوئی حرج نہیں غنیہ ص۲۱۲ میں ہے لا یحتاج الامام فی صحۃ الاقتداء به الی نیۃ الامامۃ الا فی حق النساء اھ تلخیصًا وھو تعالٰی اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد عبد القیوم صدر غوثیہ کمیٹی امداد گھر سرالے۔ وجے واڑہ
زید مسجد کا امام ہے وہ پڑوس کی ایک غیر شادی شدہ عورت کا ۶ ماہہ حمل گرایا ہے۔ اب زید کو ایسی صورت میں امامت پر رکھا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ اور اس کی اقتدا درست ہے یا نہیں ؟
الجواب: مسجد کے امام نے اگر واقعی غیر شادی عورت کا ایسا حمل گرایا ہے تو وہ گناہ عظیم کا مرتکب ہوا۔ علانیہ توبہ واستغفار کرے اور اپنے گناہ پر نادم و شرمندہ ہو۔ اگر وہ ایسا کرے تو اسے امامت پر باقی رکھیں حدیث شریف میں ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ اور اگر وہ علانیہ توبہ واستغفار نہ کرے یا اس میں کوئی دوسری خرابی مانع امامت ہو تو اسے امامت سے الگ کر دیں۔ ھٰذا ما عندی وھو اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۸ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از محمد صفی اللہ ابو العلائی مقام وپوسٹ جیڈی سی کولری ہزاری باغ۔
ایک مولوی صاحب نے اپنی اہلیہ کا آپریشن کروا دیا تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟
الجواب: مولوی صاحب مذکور نے اگر ضبط تولید کا آپریشن کروایا اور اس کے بغیر چارۂ کار تھا تو وہ سخت گنہگار ہوئے۔ علانیہ توبہ واستغفار کے بعد مولوی مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ وھو سبحانہ وتعالٰی اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم جمادی الاخری ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

مسئلہ ۔ مقبول احمد دھوبی ٹولہ کچھوچھہ شریف فیض آباد

عنین کی امامت درست ہے یا نہیں جب کہ ہر معنیٰ میں وہ بہتر ہے ؟

الجواب عنین اگر صحیح العقیدہ، صحیح الطہارۃ اور صحیح القرأۃ ہو اس میں کوئی دوسری وجہ مانع امامت نہ ہو تو اس کی امامت درست ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

یکم صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۔ محمد زکریا نیو بھرم پوری پوسٹ ہر ہر۔ چیتر ادرگاہ۔ کرناٹک۔

ایک امام جن کی زبان لقوہ کے سبب مارگئی اور حرف صحیح ادا نہیں ہوتے ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب جس امام کی زبان لقوہ سے مارگئی ہے اگر پڑھنے میں ان کے حروف صحیح نہیں ادا ہوتے تو صحیح پڑھنے والوں کی نماز ان کے پیچھے نہیں ہوگی۔ ایسے لوگوں کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں درمختار میں توتلے کے پیچھے فساد نماز کا حکم لکھ کر فرماتے ہیں ھٰذا ھو الصحیح المختار فی حکم الالثغ وکذا من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف ۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ ۔ از عبد الرشید جام محلہ بھساول ضلع جلگاؤں (مہاراشٹر)

ہمارے یہاں ایک ہی عیدگاہ ہے جس میں دیوبندی عقیدے کا امام نماز پڑھاتا ہے۔ تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو پھر ہم لوگ کیا کریں۔

الجواب دیوبندی عقیدے والے اپنے خیالات فاسدہ اور عقائد باطلہ کے سبب کم از کم گمراہ و بدمذہب ضرور ہیں۔ اور ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں جیسا کہ حضرت علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یکرہ تقدیم المبتدع لانہ فاسق من حیث الاعتقاد و ھو اشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق من حیث العمل یعترف بانہ فاسق و یخاف و یستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئاً علی خلاف ما یعتقدہ اھل السنۃ (غنیہ ص۴۸۰) لہٰذا آپ لوگ دیوبندی امام کے نماز پڑھانے سے پہلے یا بعد اکا

Marfat.com

عیدگاہ میں عید کی نماز الگ پڑھیں۔ اگر مخالفین روکیں اور عیدگاہ میں نہ پڑھنے دیں تو مسجد میں پڑھیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۴؍ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۔ از محمد الیاس اشرفی، پیر محمد رضوی سلی گوڑی (مغربی بنگال)

آدمی بالغ ہے مگر اس کو داڑھی نہیں ہوئی یا ہلکی ہلکی ہو رہی ہے وہ حافظ بھی ہو چکا ہے یا یہ کہ ایک مشت سے کم ہی داڑھی ہوتی ہے بڑھتی نہیں یا یہ کہ داڑھی نکلنے کا امکان ہی نہیں۔ بتایا جائے کہ ان لوگوں کے پیچھے نماز ہوگی کہ نہیں اور ان کی اذان معتبر ہے کہ نہیں؟

الجواب مذکورہ اشخاص کے پیچھے نماز ہو جائے گی اور ان کی اذان بھی شرعاً معتبر ہے البتہ جو لوگ کہ داڑھی منڈاتے ہیں یا کٹا کر ایک مشت سے کم رکھتے ہیں ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کہ وہ فاسق معلن ہیں۔ ھٰذا خلاصۃ ما فی الکتب الفقھیۃ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۳؍ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۔ از دین محمد رضوی مقام کھیتکو وایا جرنگڈیہہ ضلع گریڈیہہ (بہار)

ایک پیش امام نے ہرمونیم کے ساتھ ڈھول خود اپنے ہاتھ سے بجایا اور وہ بھی مدرسے کے اندر جو مسجد سے بالکل متصل ہے یعنی سامنے دو گز کے فاصلے ہیں۔ ایسے پیش امام کے پیچھے بغیر توبہ کئے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اور جو نمازیں پڑھی گئی ہیں انکا کیا حکم ہے؟

الجواب جس امام نے ہرمونیم کے ساتھ اپنے ہاتھ سے ڈھول بجایا بغیر توبہ کئے اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔ ڈھول بجانے کے بعد توبہ سے پہلے جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں وہ دوبارہ پڑھی جائیں۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۵؍ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۔ از رمضان علی۔ محمد چھیدی وغیرہم پٹھانہ جوت مہراج گنج (ترائی) گونڈہ

Marfat.com

زید ایک مسجد کا امام ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک مدرسے کا مدرس بھی ہے۔ زید کے بھائی خالد کی باکرہ لڑکی کا نکاح حامد کے ساتھ ہوا تھا مابین زوجین غیر معمولی کشیدگی کی بنیاد پر ناراضگی بڑھتی گئی اور زید نے اپنے بھائی کے لڑکی کو حامد کے طلاق دیے بغیر دوسری جگہ شادی کردی۔ اور وہاں بھیج دیا۔ اب ایسی صورت میں زید قابل امامت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مقتدیوں کی نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب زید نے اگر واقعی اپنے بھائی کی منکوحہ لڑکی کی شادی بغیر طلاق دوسری جگہ کردی تو وہ شخص سخت گنہگار، مستحق عذاب نار فاسق معلن اور دیوث ہے وہ ہرگز قابل امامت نہیں۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔ اس واقعہ کے بعد جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں ان سب کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ درمختار مع شامی جلد اول ص۳۰۷ میں ہے کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۔ از علاء الدین گگوانہ۔ اجمیر شریف۔

ایک شخص مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتا ہے عرصہ تین چار ماہ قبل موٹر سے گرنے سے پاؤں کی کولہی میں فریکچر ہو گیا ہے۔ وہ ٹھیک ہونے پر امامت کے فرائض دوبارہ انجام دے رہا ہے رکوع سجود قیام میں کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف یا دقت نہیں ہوتی۔ کیا کولہی میں فریکچر ہو جانے کے باعث اب دوبارہ وہ ازروئے شرع امامت کے فرائض انجام دے سکتا ہے یا نہیں جواب باصواب سے جلد مطلع فرمائیں۔

الجواب اگر رکوع اور سجود وغیرہ صحیح طور پر ادا ہو جاتے ہوں تو فریکچر ہونا مانع امامت نہیں۔ لہٰذا شخص مذکور اگر صحیح عقیدہ، صحیح الطہارۃ اور صحیح القراۃ ہو تو فریکچر کے بعد بھی اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۵ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۔ از نذیر حیات قادری مقام و پوسٹ کورہی ضلع باندہ

زید جو کہ ایک مسجد کا پیش امام ہے۔ سالہا سال سے لوگوں کو پانچوں وقت کی نماز کے علاوہ عید الفطر

Marfat.com

عیدالاضحیٰ وغیرہ کی بھی نماز پڑھاتا ہے۔ اور وہ امام ایسے افعال کا مرتکب ہے جو عندالشرع ناجائز وحرام ہیں ناچ دیکھنا وغیرہ اور قصداً جماعت سے نماز نہیں پڑھتا ہے اور مالک نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں دیتا قربانی نہیں کرتا، اور جو نمازیں چھوٹ گئیں ان کی قضا نہیں پڑھتا اور نماز کے ضروری مسائل بھی نہیں معلوم۔ یہاں تک کہ نماز کے فرائض، واجبات بھی نہیں جانتا۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو امام بنانا درست ہے یا نہیں۔ اور اب تک جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب جو شخص کہ ناچ دیکھتا ہے، بلا عذر شرعی ترک جماعت کا عادی ہے، مالک نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں دیتا، نہ قربانی کرتا ہے اور نماز کے مسائل سے بھی واقف نہیں ہے۔ ایسا شخص فاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں۔ ان کا دوبارہ پڑھنا مسلمانوں پر لازم ہے علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ باموردینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوٰۃ وفعل ماینا فیہا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ اھ (غنیہ ص۴۷۹) اور درمختار میں ہے کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتہا وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۱۸ر صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از فتح محمد چال چونہ بھٹی شانتا کروز (ویسٹ) بمبئی ۵۴

محلہ کی مسجد کے امام صاحب نے اپنے لڑکے عمر بیس ۲۰ سال تقریباً کو بغرض ملازمت عرب بھیجا۔ اور باہر بھیجنے کے لئے جو رقم دلال کو دی جاتی ہے۔ وہ رقم بطور قرض حسنہ نہ ملنے پر دو تین آدمیوں کے ذریعہ سود پر روپیہ جمع کرکے دلال کو دیا۔ نمازیوں میں یہ خدشہ پیدا ہوا کہ سود پر خود رقم لینے یا دوسرے کے ذریعہ لینے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا بند کر دیا۔ پھر دو دن کے بعد امام صاحب نے یہ کہا کہ میں نے اپنے لڑکے کے لئے صرف سودی روپیہ کی ضمانت لی تھی۔ اب میں توبہ کرتا ہوں آئندہ میں اس قسم کے گناہ میں نہ پڑوں گا۔ اور سودی روپیہ جو میرے لڑکے پر ہے وہ خود ادا کرے گا۔ اس بیچ میں، میں لین دین میں بھی نہیں رہوں گا۔ اور پھر توبہ کے بعد لوگوں نے نماز شروع کر دی ہے۔ واضح ہو کہ توبہ سے پہلے

Marfat.com

چند آدمیوں کے سامنے اقرار کیا تھا کہ وہ سودی روپیہ میں نے لیا تھا اور توبہ میں کہا کہ روپیہ میرے لڑکے کو دیا ہے میں ضامن تھا اور ایسی ضمانت سے توبہ کرتا ہوں بعد توبہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب سود حرام اشد حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود کا گناہ ایسے ستر گناہوں کے برابر ہے جن میں سب سے کم درجہ کا گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی ماں سے زنا کرے (العیاذ باللہ) (ابن ماجہ۔ بیہقی) اور سود لینے والے اور دینے والے دونوں گناہ میں برابر ہیں جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود لینے والوں، سود دینے والوں سودی دستاویز لکھنے والوں اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا کہ وہ سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ (مسلم شریف) لہٰذا صورت مستفسرہ میں اگر واقعی امام مذکور نے خود سودی روپیہ لیا تھا اور بعد میں کہا کہ میں صرف ضامن تھا تو امام پر سود اور جھوٹ دونوں سے توبہ کرنا واجب ہے اور جس طرح بھی ممکن ہو سودی روپیہ کا جلد سے جلد واپس کرنا لازم ہے۔ اگر باوجود امکان وہ سودی روپیہ واپس نہ کریں تو ان کے پیچھے توبہ کے بعد بھی نماز نہ پڑھیں۔ اور چند آدمیوں کے سامنے جو پہلے اقرار کیا تھا کہ سودی روپیہ میں نے لیا تھا۔ اگر اس کا مطلب یہ تھا کہ میرے لڑکے نے لیا تھا کہ کبھی گھر والوں کا فعل بھی اپنی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں امام پر سودی روپیہ نکلوانے اور اس پر راضی وضامن ہونے سے توبہ لازم ہے اور بعد توبہ ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ کوئی اور وجہ مانع امامت نہ ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از پردھان محمد افضل موضع بستی پور۔ اکبر پور ضلع فیض آباد

زید حافظ قرآن ہیں۔ چالیس سال سے امامت بھی کر رہے ہیں۔ امامت اس طرح کرتے ہیں کہ عید و بقرعید کی نماز اور جب بھی وہ باہر سے آتے ہیں پابندی سے نماز پڑھاتے ہیں۔ زید چونکہ کچہری میں وکیل کے محرر ہیں اور گاؤں سے دور شہر میں محرری کرتے ہیں۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے محرر جو کہ وکیل کے محرر ہوں ان کے پیچھے نماز از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب محرر اگر سودی لین دین اور جھوٹے مقدمات کے کاغذات لکھتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا

Marfat.com

جائز نہیں اس لئے کہ سودی دستاویز اور جھوٹ لکھنے والا ملعون و فاسق ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود لینے والوں، سود دینے والوں، سودی دستاویز لکھنے والوں اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ وہ سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں (مسلم۔ مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۴) اور اگر محرر ناجائز امور کے کاغذات نہ لکھتا ہو اور نہ اس میں کوئی دوسری شرعی خرابی ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ اس پرفتن دور میں اگرچہ ناجائز امور کے کاغذات لکھنا عام طور پر رائج ہے لیکن اللہ کے بعض نیک بندے ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو وکیل کے محرر ہونے کے باوجود ناجائز کاغذات نہ لکھتے ہوں بلکہ اس قسم کے کاغذات وکیل کے دوسرے محرر لکھتے ہوں جیسے کہ بعض لوگ بال بنانے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں مگر داڑھی نہیں مونڈتے حالانکہ اس پیشہ میں آجکل حلق لحیہ غالب ہے۔ لہٰذا تا وقتیکہ ثابت نہ ہو جائے کہ محرر مذکور ناجائز اور جھوٹے مقدمات کے کاغذات لکھتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز نہیں قرار دیا جا سکتا کہ مطلقاً ہر محرر کی امامت کو ناجائز ٹھہرانا غلط ہے۔ ھذا ما ظھر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسئلہ۔ از ماسٹر فیض محمد مدرسہ انوار العلوم شہرت گڈھ ضلع بستی

۱۔ جس مولوی کی شادی نہ ہوئی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ جس شخص کی داڑھی حد شرع سے کم ہو وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب (۱) مولوی مذکور اگر صحیح العقیدہ، صحیح الطہارۃ، صحیح القرأت ہو اور اس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو تو اگرچہ شادی نہ ہوئی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے وسبحانہ وتعالیٰ اعلم

۲۔ اگر داڑھی حد شرع تک بڑھی نہ ہو تو وہ امامت کر سکتا ہے بشرطیکہ کوئی اور وجہ مانع امامت نہ ہو۔ اور اگر داڑھی کٹوا کر حد شرع سے کم رکھتا ہو تو ایسا شخص امامت نہیں کر سکتا کہ ارتکاب حرام کے سبب وہ فاسق معلن ہے درمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۲۶۱ میں ہے یحرم علی الرجل قطع لحیتہ۔ اور بہار شریعت حصہ شانزدہم صفحہ ۱۹۷ میں ہے "داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے منڈانا یا ایک مشت سے

Marfat.com

کم کرنا حرام ہے۔ ھٰذا ما عندی وھو اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۴ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مسئلہ۔ از زید نیاز احمد قادری تاڑپتری ضلع اننت پور (اندھرا پردیش)

زید کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے۔ اگر دباؤ ڈالنے پر کبھی پڑھ لیا تو دہرا لیتا ہے۔ تو زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب اگر زید از راہ نفسانیت بلا وجہ شرعی کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے تو وہ گنہگار ہے لیکن اگر وہاں کے امام کوئی شرعی خرابی رکھتے ہوں مثلاً صحیح عقیدہ، صحیح طہارت یا صحیح قرأت والے نہیں ہیں یا داڑھی کٹا کر ایک مشت سے کم رکھتے ہیں تو اس صورت میں زید حق بجانب ہے بیشک ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کما ھو مصرح فی الکتب الفقھیۃ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

مسئلہ۔ از شیر محمد انصاری موضع لکھا ہی ڈاکخانہ مرزا پور۔ بلرامپور ضلع گونڈہ

ہمارے یہاں جائداد کی تقسیم شرعی طور پر نہیں ہوتی ہے، لڑکی کو حصہ نہیں جاتا، بیوہ کی صرف پرورش ہوتی ہے حصہ نہیں ملتا ہے۔ یہ رائج ہی نہیں ہے۔ تو شرعی حصہ نہ لینے اور نہ دینے پر امامت کے لئے کیا حکم ہوگا جبکہ اکثر حضرات الا ماشاء اللہ اس فعل میں ملوث ہوں گے۔ بینوا توجروا

الجواب جائداد کا شرعی طور پر تقسیم نہ کرنا یعنی ماں بہن وغیرہ عورتوں کو حصہ نہ دینا حرام ہے اور فعل حرام میں اکثر لوگ ملوث ہوں تو وہ حلال نہیں ہو جائے گا ــــــ اپنا حصہ شرعی نہ لینے پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن دوسروں کا حصہ غصب کرنے والا اگر صاحب حق کو حصہ نہ دے اور نہ معاف کرائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ ھٰذا ما عندی وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۸ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسئلہ۔ از سمیع اللہ موضع جلالا ضلع فتحپور

Marfat.com

غیر قاری کے پیچھے قاری کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب جو مایجوز به الصلاۃ قرأت نہ کرتا ہو وہی عند الشرع غیر قاری اور امی ہے ایسے شخص کے پیچھے قاری یعنی مایجوز به الصلاۃ قرأت کرنے والے کی نماز نہ ہوگی فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفہ میں ہے لا یصح اقتداء القاری بالامی کذا فی فتاوی قاضی خاں وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۲ر جمادی الآخری ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از نصیر احمد قادری گدی پور گونڈہ

زید نے ایک وہابی کا نکاح پڑھا۔ زید سے پوچھنے پر وہ کہتا ہے کہ میں نے نہ جانکاری میں پڑھا ہے زید چونکہ مسجد کا امام اور مدرسہ کا مدرس ہے تو بغیر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں ہے جواب فرما کر عند اللہ ماجور ہوں؟

الجواب زید نے اگر واقعی نہ جانکاری میں وہابی کا نکاح پڑھا دیا ہے تو تجدید ایمان تجدید نکاح کے بغیر اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ اور کوئی وجہ مانع امامت نہ ہو لیکن زید آئندہ بلا تحقیق کوئی نکاح نہ پڑھنے کا لوگوں کے سامنے عہد کرے اور نکاحانہ پیسہ واپس کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور اس کا بائیکاٹ کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۹ر ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد وکیل بھٹلا ضلع بستی

خالد نے جان بوجھ کر ہندہ کا نکاح محمود وہابی کے ساتھ پڑھ دیا عند الشرع خالد پر کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وہابی کے ساتھ نکاح پڑھنا جائز نہیں۔ خالد سخت گنہگار لائق عذاب قہار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ مجمع عام میں لوگوں کے سامنے علانیہ توبہ و استغفار کرے اور اپنی غلطی پر نادم ہو اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور نہ اس سے کسی قسم کا

Marfat.com

اسلامی تعلق رکھنا جائز ہے۔ ھٰذا ما ظھر لی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۸؍ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ

مسئلہ۔ از معشوق علی ساکن دسیا پوسٹ چیتیا بازار ضلع بستی

زید پڑھا لکھا ہوشیار ہے اور مدرس کی حیثیت سے علم دین کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ اور اس نے ایک مرتبہ فلم دیکھا اور دوسرے مرتبہ پھر دیکھنے کے لئے گیا مگر اس مرتبہ ٹکٹ نہ پانے کی وجہ سے مایوس ہو کر واپس چلا آیا۔ اور وہی امامت بھی کرتا ہے۔ آیا اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب ایسا شخص فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ لہٰذا فلم دیکھنے کے بعد جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں ہیں ان کو دوبارہ پڑھیں۔ اور آئندہ تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرلے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ وھو تعالیٰ وسبحانہ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۷؍ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از حافظ عبدالجبار ۸/۵ حویلی کبیر خاں نیگی منڈی۔ آگرہ۔

کھڑے ہو کر تکبیر سننا کیسا ہے۔ خطبہ کی اذان مسجد کے باہر ہونا چاہئے یا اندر؟ حوالہ کے ساتھ تحریر فرمائیں۔ اپنی مسجد کے امام کو ہم نے محققانہ فیصلہ دکھا کر ان مسائل سے آگاہ کیا مگر وہ ہٹ دھرمی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ غلط ہے۔ تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ و منع ہے جیسا کہ ہماری کتاب محققانہ فیصلہ کے حوالوں سے ثابت ہے خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے مسجد کے باہر پڑھنا سنت ہے جیسا کہ سرکار اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانۂ مبارکہ میں رائج تھا۔ اور مسجد کے اندر منبر کے قریب جیسا کہ بعض مسجدوں میں رائج ہے خلاف سنت، مکروہ اور منع ہے حوالہ کے لئے محققانہ فیصلہ میں ابوداؤد شریف کی حدیث اور فقہائے کرام کی عبارتیں کافی ہیں۔ ان مسائل کی مخالفت کرنے والے عموماً گمراہ و بدمذہب ہوتے ہیں۔ لہٰذا امام مذکور اگر گمراہ ہے تو اسکے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۳؍ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

مسئلہ ۔ از شیخ عبدالرحمٰن جھلائی دوکان ۔ مقام و پوسٹ پٹامنڈی ۔ ضلع کٹک

۱۔ زید نے اپنی خوشی سے اپنے نئے مکان میں اذان دے کر کچھ عوام کو لیکر نماز پنجگانہ شروع کیا اور جمعہ بھی پڑھ لیا خود اذان دیکر اس کی ابتدائی جو کہ آج تک جاری ہے اور باقاعدہ پیش امام بھی باہر سے لاکر رکھ دیا ہے مسجد قدیم جو کہ آبادی کے وقت سے قائم ہے اور پچاس گز کے فاصلے پر ہے آیا نئی مسجد جس میں لوگ نماز پڑھتے ہیں مسجد کے حکم میں ہوگا یا نہیں؟

۲۔ زید اور پیش امام نے مل کر مصلیوں میں تفرقہ ڈال دیا ہے اور پرانی مسجد کو برباد کرنے کی کوشش میں لگا ہے اور جاہل عوام کو بہکا کر مسجد قدیم سے الگ کر دیا ہے ایسے پیش امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور زید پر اور جن لوگوں نے ساتھ دیا ہو شرع کا کیا حکم ہے؟

۳۔ پیش امام مسجد کچھ دن بریلوی مدرسہ میں چپراسی رہا پھر وہاں سے الگ ہونے کے بعد دیوبندی مدرسہ کا سفیر رہا اور مدرس بھی پھر دیوبندی بستی میں پیش امام رہا پھر چندہ کی غرض سے بریلوی بن کر آیا اور عوام میں نفاق ڈال کر الگ مسجد بنا کر نماز پڑھانا شروع کر دیا اور مسجد قدیم کو برباد کرنے میں لگا ہوا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اس پر شرع کا کیا حکم ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب ۱۔ نئی جگہ جہاں لوگوں کو اکٹھا کر کے زید نے نماز پڑھنی شروع کر دی ہے اگر اس جگہ کو مالک زمین نے مسجد قرار دے دیا ہے تو وہ مسجد کے حکم میں ہے اگرچہ مسجد جیسی عمارت نہ ہو۔

۲۔ جو شخص کہ کسی مسجد کو برباد کرنے کی کوشش کرے اور از راہ نفسانیت مصلیوں میں تفرقہ ڈالے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور جو لوگ کہ ایسے شخص کا ساتھ دیں وہ گنہگار ہیں قال اللّٰہ تعالیٰ واما ینسینّك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین (پ ۷ ع ۱۴)

۳۔ شخص مذکور اگر ایسا ہے کہ دیوبندیوں میں دیوبندی بن جاتا ہے اور سنّیوں میں سنّی تو وہ دیوبندی بھی ہے اور منافق بھی اس کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں اگرچہ وہ دیوبندیت سے توبہ بھی کرے۔ ہاں کچھ زمانہ گذرنے کے بعد جبکہ اس کی سنیت پر اطمینان ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ کوئی اور وجہ مانع امامت نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین غیظ المنافقین امام العادلین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب صُبَیغ سے جس پر بوجہ بحث متشابہات بدمذہبی کا اندیشہ تھا بعد ضرب شدید توبہ لی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمان بھیجا کہ مسلمان اس کے پاس نہ

Marfat.com

بیٹھیں اس کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو نہ جائیں مرجائے تو اس کے جنازہ پر حاضر نہ ہوں۔ بتعمیل حکم احکم ایک مدت تک یہ حال رہا کہ اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آتا سب متفرق ہو جاتے جب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرضی بھیجی کہ اب اس کا حال اچھا ہو گیا اس وقت اجازت فرمائی اخراج نصر المقدسی فی کتاب الحجۃ وابن عساکر (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۲۱۳) وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۵، ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از احمد اللہ خاں محلہ کا استھانہ قصبہ رودولی شریف ضلع بارہ بنکی

محمد امین اہلسنت مسجد کا امام ہے اس کی عمر ۱۶ سال ہے گیارہ پارہ قرآن شریف حفظ کر چکا ہے کچھ مسائل سے واقفیت رکھتا ہے اس کے بالغ ہونے کی علامت پائی جاتی ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ لڑکا کی عمر جب پندرہ سال کی ہو جائے تو وہ بالغ ہے اگرچہ اس میں آثار بلوغ نہ پائے جائیں اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مطبوعہ مصر ص۵۴ میں ہے السن الذی یحکم ببلوغ الغلام والجاریۃ اذا انتہیا الیہ خمس عشرۃ سنۃ عند ابی یوسف ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ وھو روایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وعلیہ الفتویٰ۔ لھذا اگر محمد امین کی عمر سولہ سال ہے اور وہ صحیح العقیدہ، صحیح الطہارۃ، صحیح القراۃ ہے اور نماز کے ضروری مسائل جانتا ہے تو اگرچہ اس میں بالغ ہونے کی علامت نہ بھی پائی جائے اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۳، ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از محمد وسیم الدین نیپالی متعلم دار العلوم مبارکپور اعظم گڈھ

ایک شخص میں ذکر و خصیہ پائے جاتے ہیں اور مونچھ و داڑھی بھی پائی جاتی ہے لیکن اس کا پیشاب مقام مخصوص سے ہو کر نہیں گرتا ہے بلکہ اس کے نیچے سے گرتا ہے وہ خنثیٰ ہے یا نہیں؟ وہ شخص اذان و

Marfat.com

اقامت کہہ سکتا ہے اور مردوں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں ؟ حوالہ کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔

الجواب شخص مذکور میں اگر مردوں کے مخصوص اعضاء ذکر و خصیتین پائے جاتے ہیں اور عورتوں کے اعضا نہیں پائے جاتے صرف پیشاب مقام مخصوص کی بجائے نیچے سے گرتا ہے تو وہ شرعاً خنثیٰ نہیں بلکہ مرد ہے اس لئے کہ شریعت میں خنثیٰ اس شخص کو کہتے ہیں جس میں مرد و عورت دونوں کے مخصوص اعضا پائے جائیں یا ان دونوں کا کوئی بھی مخصوص عضو نہ پایا جائے جیسا کہ حضرت سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ التعریفات صلا ۹۱ میں تحریر فرماتے ہیں الخنثیٰ فی الشریعۃ شخص آلۃ الرجال والنساء اولیس لہ شی منھما اصلاً اور طحطاوی علی مراقی ص ۱۶۸ میں ہے ھو مالہ آلۃ الرجال والنساء جمیعا قھستانی او فاقدھما معا اور عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول صلا ۱۵۶ میں ہے الخناثی المشکلۃ الذین لم یظھر کونھم من الرجال والنساء کمن معہ علامۃ الذکور والاناث کلیھما اولیس معہ شئ منھما اور غیاث اللغات میں ہے خنثیٰ بالضم وثلثہ مثلثہ ومفتوح بمعنی شخصیکہ علامت مرد و زن ہر دو داشتہ باشد از منتخب و صراح و برہان۔ لہٰذا دوسرے مردوں کی طرح وہ بھی اذان و اقامت کہہ سکتا ہے اور مردوں کی امامت بھی کر سکتا ہے بشرطیکہ اور وجہ مانع امامت نہ ہو۔ وھو اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۵ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از نائب بابا عرف جوکھو بابا موضع دھوبہی پوسٹ کھنڈسری بازار ضلع بستی

زید سنی جماعت کا مستند عالم ہے۔ لیکن اپنی شادی واپنے بھائی کی شادی وہابی کی لڑکی سے کی۔ اور اس کے گھر آتا جاتا ہے کھاتا پیتا ہے نیز تعلقات رکھتا ہے۔ لیکن خود اس کا ذبیحہ نہیں کھاتا ہے اور اس کے والد و دیگر گھر والے ذبیحہ بھی کھاتے ہیں۔ زید اپنے گھر والوں کو ذبیحہ کھانے سے منع نہیں کرتا ہے۔ اب ایسی صورت میں زید کو برائے نماز امام بنایا جا سکتا ہے کہ نہیں۔ نیز زید کے یہاں شادی و دیگر تقریبات میں ہم سنی مسلمان کھانا پینا کھا پی سکتے ہیں یا نہیں ؟ مفصل واضح فرمائیں عین کرم ہوگا۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب وہابیوں نے اللہ و رسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں شدید گستاخیاں کی ہیں۔ جن کی بنا پر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ نیز ہند و پاکستان کے سیکڑوں علمائے کرام و مفتیان عظام نے فتویٰ دیا ہے کہ یہ لوگ کافر و مرتد ہیں۔ ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا

Marfat.com

اوران سے مسلمانوں کی طرح میل جول رکھنا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ و اما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین (پ ع ۱۴) رئیس الفقہا حضرت ملاجیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔ ان القوم الظلمین یعم المبتدع و الفاسق والکافر والعقود مع کلھم ممتنع (تفسیرات احمدیہ ص۲۵۵) اور حدیث شریف میں ہے ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (مسلم شریف) اور مشرک کی طرح مرتد کا ذبیحہ بھی مردار ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری ص۲۵۱ میں ہے ولا توکل ذبیحۃ اھل الشرك والمرتد اھ۔ تو زید جو اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے تعلقات رکھتا ہے۔ ان کے گھر اٹھتا جاتا ہے اور کھاتا پیتا ہے نیز اپنے گھر والوں کو وہابیوں مرتدوں کا مرداری ذبیحہ کھانے سے منع نہیں کرتا۔ اسے نماز کا امام نہ بنایا جائے کہ ایسے شخص کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے کہ بے وضو نماز پڑھا دیتا ہو یا بے نہائے امامت کر لیتا ہو۔ غنیہ شرح منیہ اور پھر فتاویٰ رضویہ میں ہے " لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ باموردینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلاۃ وفعل ما ینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ اھ۔ اور زید کے گھر والے جب کہ وہابی کا مردار ذبیحہ کھاتے ہیں تو اس کے یہاں شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں سنیوں کا کھانا جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از ضامن علی حبیبی متعلم صدر العلوم ریلوے مسجد بڑگاؤں (گونڈہ)

۱۔ زید ایک ایسی مسجد میں امامت کرتا ہے جس کی مجلس انتظامیہ مختلف المذاہب ہے۔ یعنی کوئی وہابی ہے تو کوئی جماعت اسلامی ہے۔ اور کوئی سنی۔ زید کے کھانے کی باری بھی ان سب حضرات کے یہاں ہے۔ زید سنی ہے مگر نشست و برخاست اور کھانا پینا دیوبندیوں وغیرہ کے یہاں ہے ایسی صورت میں زید کی امامت کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

۲۔ مذکور زید کہتا ہے کہ میں اپنی مجبوریوں کی وجہ سے کھاتا ہوں انتظام ہونے پر نہ کھاؤں گا شرعاً یہ عذر قابل قبول ہے کہ نہیں اور اگر نہیں تو جتنی نمازیں زید کے پیچھے پڑھی گئیں تو اس کا اعادہ ہے کہ نہیں۔

Marfat.com

۳۔ زید بازاروں میں اور شاہراہ عام پر سگریٹ نوشی کرتا ہوا گزرتا ہے۔ جس کی وجہ سے مقتدی بدظن ہیں امام کے لئے یہ فعل کیسا ہے؟

۴۔ مذکور زید ایک نامحرم کے یہاں جاتا ہے۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہوگی؟ حکم شرع سے واضح اور بین طور پر مطلع فرمائیں؟

الجواب: دیوبندی زمانہ دین کے دشمن اور اللہ و رسول کی بارگاہ کے گستاخ و بے ادب ہیں ان کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا اور ان کے یہاں یاری سے کھانا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم و لا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم۔ یعنی بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کو عیادت نہ کرو اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انھیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو (مسلم شریف) یہ حکم بدمذہبوں کا ہے اور مرتدین کے لئے حکم بہت سخت ہے۔

لھٰذا جو شخص کہ اللہ و رسول کے دشمنوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھتا ہے اور ان کے یہاں کھاتا پیتا ہے ایسا شخص بغیر غسل و رضو کے نماز بھی پڑھا سکتا ہے۔ اور زید کا یہ کہنا کہ میں اپنی مجبوریوں کی وجہ سے ان کے یہاں کھاتا پیتا ہوں تو وہ مجبوریاں کیا ہیں؟ جو لوگ کہ اس کے ماں باپ کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان کو گالیاں دیں کیا ان مجبوریوں کی وجہ سے ایسے لوگوں کے ساتھ وہ نشست و برخاست رکھے گا اور ان کے یہاں کھائے پئے گا؟ اگر نہیں تو پھر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ وہ نشست و برخاست اور ان کے یہاں کھانا پینا کیونکر گوارہ کرتا ہے۔ اور زید کا بازار وغیرہ شاہراہ عام پر سگریٹ نوشی کرنا اس کے خفیف الحرکات ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اور زید کا نامحرم کے یہاں آمد و رفت رکھنا حد فسق تک پہونچائے گا۔ اور اگر اس سے ہنسی مذاق کرتا ہے یا اس کے ساتھ تنہائی میں اٹھتا بیٹھتا ہے تو فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا اعادہ کیا جائے۔

حضرت علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان

Marfat.com

كراهة تقليمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلا يبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوٰة وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه (غنیہ ۴۷۹) اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ اگر فاسق معلن ہے کہ علانیہ کبیرہ کا ارتکاب یا صغیرہ پر اصرار کرتا ہے تو اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب (فتاوی رضویہ جلد سوم ص۲۵۳) وھو تعالی اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۔ از حافظ محمد اشفاق حسین صاحب! امام مسجد بھوانی پٹنہ ضلع کالا ہانڈی۔ اڑیسہ

ہمارے یہاں ایک حافظ صاحب جو اشرف علی کے مترجم قرآن شریف میں حفظ کیا ہے یہاں وہ امامت کرتے تھے جب لوگوں کو معلوم ہوا لوگوں نے کہا اس قرآن مجید کو دفن کر دو انھوں نے دفن نہیں کیا امامت چھوڑ دیئے ہیں دوسری جگہ قریب ہی امامت کرتے ہیں ابھی بھی قرآن شریف موجود ہے حافظ صاحب تو عالم نہیں ہیں صرف حافظ ہیں اگر کبھی کوئی سورت کا ترجمہ دیکھنا پڑتا ہوگا تو اسی میں دیکھتے ہوں گے آخر ان کو ضد کیا ہے قرآن شریف کیوں نہیں بدلتے جبکہ وہ اپنے کو سنی کہتے ہیں ــــ دوسرے یہ کہ یہی حافظ صاحب ابھی ابھی عرصہ چھ ماہ ہوا اپنے چھوٹے بھائی کی شادی ایک تبلیغی جماعت کا آدمی جو چلہ میں اکثر جایا کرتا ہے تبلیغی جماعت کا ہے اس کی لڑکی کے ساتھ شادی کی ہے کیا ضرورت تھی وہاں کرنے کی دوسری جگہ بھی کر سکتے ہیں کہتے ہیں ہم سنی بنالیں گے مہربانی فرما کر تسلی بخش جواب دیں۔

الجواب بعض حفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ جس قرآن مجید میں وہ حفظ کرتے ہیں اس قرآن مجید کی مدد سے اپنے حفظ کو برقرار رکھتے ہیں اور دوسرے قسم کے مطبوعہ قرآن مجید سے اپنے بھولے ہوئے کو یاد نہیں کر پاتے اگر حافظ مذکور کی ایسی ہی حالت ہے تو اسے اس قرآن مجید کے رکھنے اور پڑھنے میں معذور رکھا جائے گا لیکن اس کا ترجمہ اور تفسیر دیکھنا ہرگز جائز نہیں کہ دین وایمان کے لئے زہر قاتل ہے اور اگر حافظ دوسرے قسم کے مطبوعہ قرآن مجید سے اپنے حفظ کو برقرار رکھ سکتا ہے اور اپنے بھولے ہوئے کو یاد کر سکتا ہے تو بیشک اسے اس قرآن مجید کو دفن کر دینا چاہیئے کہ غیر عالم کے لئے اس کا ترجمہ اور تفسیر فتنہ ہے بلکہ عام علماء کو بھی اس کے ترجمہ اور تفسیر کے مطالعہ کی اجازت

Marfat.com

نہیں۔ اور تبلیغی جماعت اور اس کی لڑکی اگر دیوبندی مولویوں کے عقائد کفریہ مندرجہ حفظ الایمان ص۸ تحذیر الناس ص۳،۱۴،۲۸ اور براہین قاطعہ ص۵۱ پر یقینی اطلاع پاتے ہوئے ان کفری عبارتوں کو حق سمجھتے ہیں تو بمطابق فتوی حسام الحرمین باپ مرتد ہے اس سے رشتہ کرنا جائز نہیں اور لڑکی مرتدہ ہے اس کا نکاح کسی سے منعقد ہی نہیں ہو سکتا جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول ص۲۶۳ میں ہے لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذالک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط یعنی مرتد کا نکاح مرتدہ مسلمہ اور کافرہ اصلیہ کسی سے جائز نہیں اور ایسے ہی مرتدہ کا نکاح کسی سے جائز نہیں ایسا ہی مبسوط میں ہے اور اگر دیوبندیوں کے عقائد کفریہ کو باپ اور بیٹی حق نہیں سمجھتے لیکن ان کا طریقہ کار وہابیوں جیسا ہے اور دیوبندیوں کے پیچھے نماز جائز سمجھتے ہیں تو گمراہ ہیں اس صورت میں اگرچہ نکاح منعقد ہو گیا لیکن لڑکی کو توبہ کرانے کے بعد اس کے باپ کے یہاں آمد و رفت رکھنے سے روکنا اور سب کو اس کے تبلیغی باپ سے قطع تعلق رکھنا لازم ہے اگر حافظ مذکور تبلیغی جماعت کے آدمی سے قطع تعلق نہ کرے تو ایسا شخص قابل امامت نہیں۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۳ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ۔ از محمد آدم نوری موضع ٹیسر پوسٹ کرہی ضلع سدھارتھ نگر

ہمارے یہاں ایک خاندان آباد ہے جو پشت در پشت اپنے آپ کو شیخ کہتا رہا اور زکوٰۃ وخیرات کھاتا رہا اسی خاندان کے ایک نوجوان شخص نے کچھ پڑھ لیا تو اب وہ اپنے آپ کو سید کہنے اور لکھنے لگا جو منع کرنے پر نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ ہم سید ہی ہیں حالاں کہ اس کے پاس سید ہونے کا کوئی ثبوت نہیں اور گاؤں کے بڑے بوڑھوں کا بیان ہے کہ یہ شیخ ہیں اور ساری رشتہ داریاں ان کی شیخ ہی برادری میں ہیں کوئی سید ان کا رشتہ دار نہیں ہے۔ وہی شخص مذکور بروقت گاؤں کے مکتب کا مدرس مقرر ہوا ہے جو مسجد کی امامت بھی کرتا ہے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حدیث شریف میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من ادعی الی غیر ابیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ یوم القیمۃ صرفا ولا عدلا۔ ھذا المختصر۔ یعنی جو شخص اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کی جانب اپنے آپ کو منسوب کرے تو اس پر خدائے تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ اس کا فرض

Marfat.com

قبول کرے گا اور نہ نفل۔ بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی وغیرہم نے یہ حدیث حضرت مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے روایت کی ہے (فتاوی رضویہ جلد پنجم ص۶۶۷) لہذا شخص مذکور کا خاندان جب کہ پشتہا پشت سے شیخ مشہور ہے اور صدقہ و زکاۃ بھی کھاتا ہے اور اس کی ساری رشتہ داریاں شیخ برادری ہی میں ہیں اور اور اس کے پاس سید ہونے کا کوئی ثبوت نہیں مگر وہ اپنے آپ کو سید کہتا ہے تو اس کو آگاہ کیا جائے کہ جو شخص اپنا نسب غلط بتائے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور سارے فرشتوں اور سب آدمیوں کی بھی لعنت ہے مزید برآں اس کی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی چاہے وہ فرض ہو یا نفل۔ حدیث شریف کے مضمون پر آگاہ ہونے کے بعد اگر شخص مذکور اپنا نسب غلط نہ بتانے کا عہد کرے اور توبہ کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ اور کوئی وجہ مانع امامت نہ ہو۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اس لئے کہ جو شخص اپنے اوپر اللہ کی اور سارے ملائکہ و انسان کی لعنت ہونے کو نہ ڈرے اور اپنی کسی عبادت کے قبول نہ ہونے کا خوف نہ کرے تو بہت ممکن ہے کہ ایسا شخص حالت ناپاکی میں نماز بھی پڑھا دے۔ علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ غنیہ شرح منیہ میں فاسق کے پیچھے نماز جائز نہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلاۃ وفعل ما ینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ اھ وھو سبحانہ وتعالی اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۱ ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ

مسئلہ ۔ از شیخ واجد صدر انجمن گلشن اسلامیہ سُنہٹ ضلع بالاسور (اڑیسہ)

سیدی آقائی و مولائی قبلہ مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضور کی خدمت اقدس میں گذارش ہے کہ ہماری مسجد میں ایک امام ہیں جو پانچ وقت نماز پڑھاتے ہیں اور محلہ کے تمام کاموں کو بھی کرتے ہیں۔ پھر کاروبار میں بھی لگے ہیں۔ اور ایک دوکان بھی کرڈالے ہیں روزانہ دوکان میں بیٹھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ تجارت میں جھوٹ بولا جاتا ہے۔ کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہے؟ حضور والا سے دست بستہ گذارش ہے کہ بہت جلد جواب عنایت فرمائیں۔ ہم بہت پریشان ہیں محلہ میں پھوٹ پیدا ہوگئی ہے۔ بینوا توجروا

الجواب امام مذکور اگر صحیح العقیدہ، صحیح الطہارۃ اور صحیح القراۃ ہو تو تجارت مانع امامت نہیں

Marfat.com

اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور یہ خیال کہ تجارت میں جھوٹ بولا جاتا ہے غلط ہے۔ بے شمار مسلمان جنھیں اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا خوف ہے۔ اور اپنی عاقبت کے خراب ہونے کا ڈر ہے وہ بغیر جھوٹ بولے ہوئے تجارت کرتے ہیں۔ لھٰذا تاوقتیکہ امام کا جھوٹ بول کر تجارت کرنا ثابت نہ ہو جائے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں کوئی اور دوسری شرعی خرابی نہ ہو۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل مجدہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از صوفی حسن علی۔ سی۔ ایس۔ ٹی روڈ کرلا۔ بمبئی ۷۰

بمبئی میں کچھ نام نہاد مولانا ایسے ہیں جو اپنے وطن سے بظاہر دین کا کام کرنے آئے ہیں لیکن حقیقت میں وہ صرف پیسہ کمانے آئے ہیں۔ جائز وناجائز اور حلال وحرام کی کوئی پروانہیں کرتے۔ بدمذہب ہو یا مرتد کوئی بھی انھیں نکاح پڑھانے کے لئے بلائے تو وہ بلا کھٹک نکاح پڑھا دیتے ہیں۔ کسی محلہ میں اگر بدمذہب یا مرتد ہونے کے سبب نکاح پڑھانے سے کوئی امام انکار کر دیتا ہے تو یہ لوگ جاکر نکاح پڑھا دیتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے اس فعل پر اعتراض کرتا ہے تو جواب دیدیتے ہیں کہ اس کا بدمذہب ہونا ہم کو معلوم نہیں تھا۔ حالانکہ جب دوسرے محلہ کے لوگ نکاح پڑھانے کے لئے بلانے آتے ہیں تو انھیں اس محلہ کے امام اور مولانا سے پوچھنا چاہئے کہ آپ نے نکاح کیوں نہیں پڑھایا۔ لیکن وہ کچھ نہیں پوچھتے۔ بدمذہب ہو یا مرتد۔ وہ سب کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح پڑھا دیتے ہیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ پیسہ ملے چاہے جیسا ملے۔ تو ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر واقعی وہ لوگ ایسے ہی ہیں جیسا کہ سوال میں لکھا گیا ہے تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اس لئے کہ جب وہ حلال وحرام کی پروا نہیں کرتے اور مرتد کے ساتھ نکاح پڑھا کر زنا کا دروازہ کھولنے سے نہیں ڈرتے تو وہ بغیر وضو اور غسل کے نماز بھی پڑھا سکتے ہیں۔ ایسے لوگ سخت فاسق ہیں اور فاسق کے پیچھے نماز ناجائز کما صرح فی الکتب الفقھیۃ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

بَابُ الجمَاعَۃ

جماعت کا بیان

مسئلہ۔ از غلام جیلانی ڈھوریرا۔ ضلع بستی۔

ظہر کی جماعت کے لئے کم از کم کتنے مقتدی کا ہونا ضروری ہے؟

الجواب۔ جمعہ اور عیدین کے علاوہ دیگر نمازوں کی جماعت کے لئے امام کے ساتھ کم از کم ایک مقتدی کا ہونا ضروری ہے درمختار میں ہے اقلها اثنان واحد مع الامام اور فتاوی عالمگیری میں ہے اذا زاد علی الواحد فی غیر الجمعۃ فھو جماعۃ کذا فی السراجیۃ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۵ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از بھاؤپور بستی مرسلہ ارکان مدرسہ عربیہ مخزن العلوم

(۱) امام کے لئے کتنے شرائط کی پابندی ضروری ہے اور نماز جماعت سے اعراض کی شرعاً کتنی صورتیں ہیں اور بلا وجہ شرعی محض ضد و نفسانیت سے عمداً ترک جماعت کا مرتکب کیسا ہے؟ (۲) ایک ایسی جگہ جہاں امام معین موجود ہو اور جہاں ایک ہی مسجد اور ایک ہی عیدگاہ ہو کیا اسی عیدگاہ میں دو مختلف جماعتیں جائز ہیں اگر فتویٰ جواز پر ہو تو حوالہ تحریر فرمائیں اور اگر ایک ہی جماعت درست ہے تو وہ جماعت کون سی ہے امام معین کی یا دوسری جماعت؟ نیز فریق ثانی کا جرم کس درجہ کا ہے؟

الجواب۔ (۱) مرد غیر معذور کے امام کے لئے چھ[۶] شرائط کا جامع ہونا لازم ہے۔ اسلام[۱] عقل[۲] بلوغ[۳] مرد ہونا[۴] غیر معذور ہونا[۵] قرأت[۶]۔ شامی میں ہے شروط الامامۃ للرجال الاصحاء ستۃ اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل والذکورۃ والقراءۃ والسلامۃ من الاعذار اھ۔ جس جماعت کا امام فاسق معلن یا بدمذہب ہو اس سے اعراض کرنا ضروری۔ بلا وجہ شرعی محض ضد و نفسانیت سے عمداً ترک

Marfat.com

جماعت کا ارتکاب گناہ ہے اور بار بار ترک جماعت پر فاسق مردود الشہادۃ ہوگا۔ (۲) عیدگاہ مذکور کے امام معین میں جب کہ شرعی قباحت نہ ہو تو اس عیدگاہ میں دو مختلف جماعتیں جائز نہیں جماعت اسی امام معین کی درست ہے۔ فریق ثانی پر تفریق بین المسلمین کا جرم عائد ہے وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ بدرالدین احمد رضوی

۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

مسئلہ۔ از محمد سلیم حبیبی (ہوڑہ)

(۱) اگر جماعت کا وقت ہونے پر بکر اقامت کہدے اور ایک شخص درمیان صف سنت پڑھ رہا ہے تو اس کے بعد والے لوگ اس کے اختتام نماز کا انتظار کریں گے یا اس کے پڑھتے ہوئے نماز کی نیت باندھ لیں گے اور اپنی نماز پوری کر کے وہ شخص بھی اپنی جگہ درمیان میں ہاتھ باندھ کر شامل ہو جائیگا۔ اگر ایسا ہو تو قطع صف ہوگا یا نہیں ؟

(۲) پہلی صف بالغوں سے پر ہے دوسری صف میں نابالغ بچے کھڑے ہیں۔ اب بعد میں آنے والے بالغ حضرات صف میں کہاں کھڑے ہوں جب کہ لڑکوں کی صف پوری نہیں ہے بلکہ دائیں بائیں جگہ خالی ہے۔

الجواب (۱) اس کا انتظار نہیں ہوگا۔ اس کے پڑھتے ہوئے دوسرے لوگ نماز کی نیت باندھ لیں گے اور وہ شخص اپنی نماز پوری کر کے شامل ہوجائے گا۔ اور یہ صورت قطع صف میں داخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بعد میں آنے والے بالغ حضرات لڑکوں کی صف میں کھڑے ہوں کہ اس مسئلہ میں نابالغ بالغ کے حکم میں ہے لان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی بانس والیتیم و اقامھما خلفہ۔ مشکوٰۃ شریف باب الموقف میں ہے عن انس قال صلیت وانا ویتیم فی بیتنا خلف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وام سلیم خلفنا۔ رواہ مسلم بحر الرائق میں ہے ظاھر حدیث انس انہ یستوی بین الرجل والصبی ویکونان خلفہ فانہ قال فصفت انا والیتیم وراءہ والعجوز من ورائنا و یقتضی ایضا ان للصبی الواحد لا یکون منفردا عن صف الرجال بل یدخل فی صفھم اھ

Marfat.com

توجب ایک بالغ اور نابالغ کی صف قائم ہو سکتی ہے اور ایک نابالغ مردوں کی صف کے درمیان کھڑا ہو سکتا ہے تو صورت مسئولہ میں چند بالغ نابالغوں کے برابر بھی کھڑے ہو سکتے ہیں اور یصف الرجال ثم الصبیان کا حکم وجوبی نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از حاجی محمود شاہ ابو العلائی محمد اسٹیٹ سی۔ ایس۔ ٹی روڈ کالینہ بمبئی ۹۸

ہمارے محلہ میں محمدی مسجد کے امام اور مقتدی سنی حنفی ہیں جس میں کچھ غیر مقلد آکر جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور بلند آواز سے آمین کہتے و رفع یدین کرتے ہیں تو اس سے حنفیوں کی نماز میں خرابی پیدا ہوتی ہے یا نہیں؟ ان کو حنفیوں کی مسجد میں آنے سے روکنا کیسا ہے؟ اور جو لوگ کہ ہماری جماعت میں ان کے شریک ہونے پر راضی ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب جماعت میں غیر مقلدوں کے شریک ہونے سے بیشک نماز میں خرابی پیدا ہوتی ہے اس لئے کہ ان کی نماز باطل ہے تو جس صف کے بیچ میں وہ کھڑے ہوتے ہیں شریعت کے نزدیک حقیقت میں وہ جگہ خالی ہوتی ہے جس سے صف قطع ہوتی ہے اور قطع صف حرام ہے۔ حنفیوں پر لازم ہے کہ ان کو اپنی مسجد میں آنے سے منع کریں اگر قدرت کے باوجود ان کو نہیں روکیں گے تو گنہگار ہوں گے۔ اور جو لوگ کہ حنفیوں کی جماعت میں ان کے شریک ہونے پر راضی ہیں وہ بھی گنہگار مستحق وعید عذاب ہیں۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ غیر مقلدین زمانہ بحکم فقہاء و تصریحات عامہ کتب فقہ کافر تھے ہی جس کا روشن بیان رسالہ الکوکبۃ الشھابیۃ و رسالہ سل السیوف و رسالہ النھی الاکید وغیرہا میں ہے اور تجربہ نے ثابت کر دیا کہ وہ ضرور منکرین ضروریات دین ہیں اور ان کے منکروں کے حامی و ہمراہ تو یقیناً قطعاً اجماعاً ان کے کفر و ارتداد میں شک نہیں اور کافر کی نماز باطل تو وہ جس صف میں کھڑے ہوں گے اتنی جگہ خالی ہو گی اور صف قطع ہو گی اور قطع صف حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من وصل صفا وصلہ اللہ و من قطع صفا قطعہ اللہ جو صف کو ملائے اللہ اسے اپنی رحمت سے ملائے اور جو صف قطع کرے اللہ اسے اپنی رحمت سے جدا کرے۔ تو جتنے اہل سنت ان کی شرکت پر راضی ہوں گے یا باوصف قدرت منع نہ کریں گے سب گنہگار و مستحق وعید عذاب ہوں گے (فتاویٰ رضویہ جلد سوم

Marfat.com

صفحہ ۲۵۶) وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از شیخ لعل محمد امام اقصیٰ مسجد پوسٹ و مقام پوسد ضلع ایوت محل (مہاراشٹر)

(۱) مسجد محلہ جس کا امام و مؤذن مقرر ہے بطریق مسنون جماعت ہو چکی ہے اب دوسری جماعت قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب فقہ تحریر فرمائیں۔

(۲) یہاں پر دستور ہے کہ نماز پڑھانے کے بعد امام اپنی جگہ ہی پر نماز پڑھتا ہے اور سنت و نوافل پڑھنے کے بعد دعائے ثانی باآواز بلند کرتا ہے بعدہٗ فاتحہ پڑھتا ہے اور ایسا ہر نماز پنجگانہ کے بعد کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ ایسا کرنے کو ناجائز و بدعت کہتے ہیں۔ لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ امام کا اپنی ہی جگہ پر رہ کر نماز پڑھنا اور بعد نماز فاتحہ پڑھنا اور اس کا دستور بنا لینا جائز ہے یا نہیں؟ بحوالہ قرآن و حدیث جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب (۱) مسجد محلہ جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں اس میں محلہ والے بطریق مسنون موافق المذہب امام کے پیچھے جماعت کر چکے اس کے بعد باقی لوگوں کا اس مسجد میں دوسری جماعت قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ ظاہر الروایۃ سے حکم کراہت نقل کیا گیا ہے۔ مگر فقہائے کرام نے فرمایا کہ حکم کراہت صرف اس صورت میں ہے جب کہ باقی لوگ دوسری اذان کے ساتھ جماعت ثانیہ کریں ورنہ بالاجماع مکروہ نہیں۔ اس مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر باقی لوگ اذان جدید کے ساتھ اعادۂ جماعت کریں تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر محراب نہ بدلیں تو مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر اذان دوبارہ نہ پڑھیں اور محراب بدل کر جماعت ثانیہ قائم کریں تو بلا کراہت جائز ہے یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۸۳ میں ہے المسجد اذا کان امام معلوم وجماعۃ معلومۃ فی محلۃ فصلی اھلہ بالجماعۃ لا یباح تکرارھا فیہ باذان ثان اما اذا صلوا بغیر اذان یباح اجماعًا وکذا فی مسجد قارعۃ الطریق کذا فی شرح المجمع للمصنف اھ۔ اور فتاویٰ بزازیہ جلد اول مع ہندیہ صفحہ ۶۲ ورد المحتار جلد اول صفحہ ۳۶۵ میں ہے عن ابی یوسف اذا لم تکن علی الھیئۃ الاولیٰ لا تکرہ والا تکرہ وھو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیئۃ۔

Marfat.com

وزاد فی التاترخانیۃ عن الولوالجیۃ وبہ ناخذ اھ۔ مگر یہ جماعت ثانیہ کا جواز صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو کبھی کسی عذر کے سبب جماعت اولیٰ کی حاضری سے محروم رہے نہ یہ کہ جماعت ثانیہ کے بھروسے پر بلا عذر شرعی قصداً جماعت ترک کرے یہ بلا شبہ ناجائز وگناہ ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) جائز ہے بشرطیکہ اس کے خلاف کو ناجائز نہ سمجھتا ہو کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب لوگوں کا مجموعی طور پر دعا کرنا اور سورۂ فاتحہ یا دوسری آیتوں کو تلاوت کے بعد اس کا ایصال ثواب کرنا شرعاً ممنوع نہیں کہ بندہ جب چاہے تنہا دعا کرے یا مجموعی طور پر اسے شریعت کی جانب سے اختیار دیا گیا ہے۔ اسی طرح اپنی تلاوت یا کسی کار خیر کے ایصال ثواب کا بھی ہر وقت مجاز ہے۔ رہا سوال اس کے دستور بنا لینے کا تو اس میں کوئی حرج نہیں جیسے کہ بعض لوگ بعد نماز فجر تلاوت قرآن کریم کا دستور بنا لیتے ہیں حالانکہ شریعت نے بعد نماز فجر تلاوت قرآن کے لئے وقت نہیں معین فرمایا ہے۔ اور بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ کان عبد اللہ بن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس (مشکوٰۃ صـ۳۳) یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے حالانکہ شریعت نے ہر جمعرات کو وعظ کے لئے حکم نہیں دیا ہے۔ رہا اس طریقے کو بدعت کہنا تو وہ بدعت ضرور ہے مگر بدعت سیئہ نہیں ہے بلکہ بدعت حسنہ یا بدعت مباحہ ہے اور بدعت حسنہ و بدعت مباحہ عام طور پر مسلمانوں میں رائج ہیں۔ مثلاً مسلمان بچوں کو ایمان مجمل اور ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے ایمان کی یہ دو قسمیں اور ان کے یہ دونوں نام بدعت ہیں کلموں کی تعداد، ان کی ترتیب اور ان کے نام سب بدعت ہیں۔ قرآن کریم کا تیس (۳۰) پارہ بنانا ان میں رکوع قائم کرنا اور اس پر زبر زیر وغیرہ لگانا اور آیتوں کا نمبر لگانا سب بدعت ہے حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا یہ بھی بدعت ہے اصول حدیث اور اصول فقہ کے سارے قاعدے قانون بدعت ہیں۔ فقہ اور علم کلام یہ بھی از اول تا آخر بدعت ہے نماز میں زبان سے نیت کرنا بدعت اور رمضان المبارک میں تئیس (۲۰) رکعت تراویح پر ہمیشگی کرنا بدعت ہے خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نعمۃ البدعۃ ھذہٖ یعنی یہ بہترین بدعت ہے (بخاری شریف مشکوٰۃ شریف صـ۱۱۵) روزہ کی نیت اس طرح زبان سے کہنا نویت ان اصوم غدًا للہ تعالیٰ من فرض رمضان اور افطار کے وقت زبان سے کہنا اللھم لک صمت وبک اٰمنت وعلیک توکلت وعلیٰ رزقک افطرت یہ بھی دونوں بدعت ہیں اس طرح شریعت کے چار طریقے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی۔ اور طریقت کے چار سلسلے

Marfat.com

قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی سب بدعت ہیں اوران کے وظیفے جو دستور کے مطابق پڑھے جاتے ہیں اور مراقبے وچلے وغیرہ بھی بدعت ہیں جن کو سب لوگ دین کا کام سمجھ کر کرتے ہیں لہٰذا جس طرح یہ سب بدعتیں جائز ہیں اسی طرح دعائے ثانی وفاتحہ کی بدعت بھی جائز ہے وَھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ ۔ از سید عبدالرؤف مدرسہ معین العلوم بیت الانوار گیوال بیگھہ گیا۔

جامع مسجد اورنگ آباد میں نظام الاوقات کی پابندی کے ساتھ نماز پنجگانہ باجماعت ایک حافظ عالم کی امامت واقتدار میں مدتوں سے ہوتی چلی آئی ہے اندریں صورت اگر مختلف مصلین کا بعد اختتام جماعت اسی جامع مسجد میں کسی دوسرے امام کی امامت واقتدار میں جماعت ثانیہ کا اس بنیاد پر قائم کرنا کہ جامع مسجد بازار اور گذرگاہ عام پر واقع ہے تو کیا عندالاحناف از روئے فقہ جماعت ثانیہ کا قائم کرنا بلاکراہت جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب صورت مستفسرہ میں اورنگ آباد کی جامع مسجد اگر شارع عام یا بازار میں ہے جس کے لئے اہل معین نہیں تو بالاجماع اس میں جماعت ثانیہ ثالثہ اور رابعہ وغیرہ قائم کرنا جائز بلکہ شرعاً یہی مطلوب ہے کہ جو لوگ آتے جائیں باذان جدید وتکبیر جدید جماعت کرتے جائیں۔ اور اگر بازار یا گذرگاہ عام پر واقع ہونے کے باوجود اس کے اہل معین ہیں یعنی جماعت خاصہ سے مخصوص ہے توامام کے سنی صحیح العقیدہ جامع شرائط امامت ہونے کی صورت میں قصداً جماعت اولیٰ کو چھوڑ کر بطورعادت جماعت ثانیہ قائم کرنا ہرگز درست نہیں۔ ہاں احیاناً کسی عذر کے سبب جماعت اولیٰ کی حاضری سے محروم رہے تو جماعت ثانیہ قائم ہوسکتی ہے۔ ھٰذا خلاصۃ ما قال الامام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی الجزء الثالث من الفتاوی الرضویہ

۔ اوراگر امام مذکور وہابی غیر مقلد یا وہابی دیوبندی یا مودودی یا تبلیغی یا صلح کلی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا باطل ہے اسے امامت سے الگ کردیں اور اگر عدم استطاعت کے باعث الگ نہ کرسکیں تو اپنی جماعت الگ قائم کریں۔ شرح عقائد نسفی ص۱۱۵ میں ہے۔ لا کلام فی کراھۃ الصلوٰۃ خلف الفاسق والمبتدع ھٰذا اذا لم یؤد الفسق والبدعۃ الی حد الکفر اما اذا ادی الیہ فلا کلام فی عدم جواز الصلوٰۃ خلفہ اھ واللہ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۴ر جمادی الآخریٰ ۱۳۹۸ھ

Marfat.com

مسئلہ:۔ ازمحبوب خاں عرفانی ٹرسٹی جامع مسجد منچر ضلع پونہ (مہاراشٹر)

نماز تہجد اور صلاۃ التسبیح جماعت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: بلاتداعی مضائقہ نہیں اور تداعی کے ساتھ مکروہ۔ تداعی کے معنی ہیں ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا اور اسے کثرت جماعت لازم عادی ہے جس کی تحدید یوں فرمائی گئی ہے کہ امام کے ساتھ ایک دو شخص تک بالاتفاق بلاکراہت جائز اور تین میں اختلاف اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہے ھکذا فی الفتاوی الرضویہ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ ازمحمد حنیف معرفت جمال وارثی پوسٹ پارہ کلاں ضلع رائے بریلی

(۱) جن لوگوں کے گھر پر اذان سنائی دیتی ہے اور وہ لوگ نماز فجر یا عشاء اپنے گھر ہی پڑھ لیتے ہیں ایسے لوگوں کی نمازیں گھر پر بلاعذر شرعی ہوں گی یا نہیں؟

(۲) شرعی عذر کیا ہیں جن کی بنا پر گھر پر نماز پڑھنا درست ہے؟

الجواب: (۱) اللھم ھدایۃ الحق والصواب جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے تنویر الابصار اور درمختار میں ہے قیل واجبۃ وعلیہ العامۃ ای عامۃ مشایخنا وبہ جزم فی التحفۃ وغیرھا قال فی البحر وھو الراجح عند اھل المذھب اور حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز قائم کرتا اور اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ جو کچھ بے نمازیوں کے گھروں میں ہے اسے جلا دیں (مشکوۃ شریف) لہذا جو لوگ کہ بلاعذر شرعی نمازیں گھر پڑھ لیتے ہیں اگرچہ ان کی نمازیں ہو جاتی ہیں مگر ایک بار ایسا کرنے والا ترک جماعت کے سبب گنہگار مستحق سزا ہے اور کئی بار بلا عذر ترک جماعت کرنے والا فاسق مردود الشہادہ ہے۔ اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا اور جماعت میں شریک ہونے کی تاکید نہیں کی تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص۱۳۳) وھو تعالیٰ اعلم

(۲) اندھا یا اپاہج ہونا، اتنا بوڑھا یا بیمار ہونا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو سخت بارش یا شدید کیچڑ کا حائل ہونا، آندھی یا سخت اندھیری یا سخت سردی کا ہونا اور پاخانہ پیشاب کی شدید حاجت کا ہونا وغیرہ

Marfat.com

(بہار شریعت حصہ سوم ص ۲۳۹ بحوالہ درمختار) وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۵ر ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از محمد حنیف مدرسہ اسلامیہ جلال پور سکندرہ پوسٹ مدیاپور ضلع کانپور

وہ کیا کیا عذر ہیں جن کی بنا پر گھر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب نفل نماز بلاعذر شرعی اپنے اپنے گھروں میں پڑھ سکتے ہیں اور فرض نماز کو جماعت سے پڑھنے کے لئے حدیث شریف میں بڑی تاکید آئی ہے لہٰذا بلاعذر شرعی جماعت چھوڑ کر گھر پر نماز پڑھنا گناہ ہے۔ مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو، اپاہج جس کا پاؤں کٹ گیا ہو۔ جس پر فالج گرا ہو۔ اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو۔ اندھا اگرچہ اندھے کے لئے کوئی ایسا ہو جو مسجد تک پہونچا دے سخت بارش اور شدید کیچڑ کا حائل ہونا، سخت سردی، سخت تاریکی سخت آندھی، مال یا کھانے کے تلف ہوجانے کا اندیشہ، تنگ دست کو قرض خواہ کا خوف، ظالم کا خوف، پاخانہ پیشاب کی شدید حاجت، کھانا حاضر ہو اور نفس کی اس کی خواہش ہو۔ اور مریض کا تیماردار ہونا کہ جس کے چلے جانے سے مریض کو تکلیف ہوگی یہ سب شرعاً عذر ہیں ان صورتوں میں جماعت چھوڑ کر گھر پر نماز پڑھ سکتا ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۰ر ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد طاہر پاشا۔ مقام بنکاپور ضلع دھارواڑ (کرناٹک)

(۱) نماز میں امام کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

(۲) دو آدمی نماز پڑھ رہے تھے۔ تیسرا آدمی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے تو وہ کس طرح جماعت میں شامل ہو۔ زید کہتا ہے کہ وہ امام کو اشارہ کرے اور امام قرأت کرتے ہوئے سیدھے پیر کا انگوٹھا نہ اٹھاتے ہوئے آگے بڑھے تو کیا یہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو صحیح کیا ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں۔

الجواب (۱) نماز میں امام کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ دوسرے کو امامت کے لئے خلیفہ بنا سکتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ امام ناک بند کرکے بیٹھ جھکا کر پیچھے ہٹے اور اشارہ سے کسی کو خلیفہ بنانے میں کسی سے بات نہ کرے درمختار میں ہے استخلف ای جاز لہ ذلک اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری

Marfat.com

ص۵۹ میں ہے صورۃ الاستخلاف ان یتاخر محدودبا واضعا یدہ علی انفہ یوھم انہ قد رعف ویقدم من الصف الذی یلیہ ولا یستخلف بالکلام بل بالاشارۃ اھ لیکن چونکہ خلیفہ بنانے کا مسئلہ ایک ایسا سخت دشوار مسئلہ ہے کہ جس کے لئے شرائط بہت ہیں اور مختلف صورتوں میں مختلف احکام ہیں جن کی پوری رعایت عام لوگوں سے مشکل ہے اس لئے جوبات افضل ہے اسی پر عمل کریں یعنی وہ نیت توڑ دی جائے اور از سر نو نماز پڑھی جائے بلکہ جو لوگ کہ علم کافی رکھتے ہیں اور اس کے شرائط کی رعایت پر قادر ہیں ان کے لئے بھی از سر نو نماز پڑھنا افضل ہے رد المحتار جلد اول ص۴۰۵ میں ہے استینافہ افضل ای بان یعمل عملا یقطع الصلاۃ ثم یشرع بعد الوضوء شرنبلالیہ عن الکافی اھ وھو سبحانہ اعلم

(۲) ایک شخص امام کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا تھا پھر تیسرے نے جماعت میں شامل ہونا چاہا تو امام آگے بڑھ جائے یا مقتدی پیچھے ہٹ جائے یا آنے والا خود اس کو پیچھے کھینچ لے تینوں صورتیں جائز ہیں رد المحتار جلد اول ص۳۸۲ میں ہے اذا اقتدی بامام فجاء آخر یتقدم الامام موضع سجودہ کذا فی مختار النوازل وفی قھستانی عن الجلابی ان المقتدی یتاخر اھ اور فتح القدیر جلد اول ص۳۰۹ میں ہے لو اقتدی واحد بآخر فجاء ثالث یجذب المقتدی اھ لیکن اگر آنے والے کا حکم مان کر آگے بڑھا یا مقتدی پیچھے ہٹا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر حکم شرع پر عمل کرنے کی نیت سے حرکت کی تو نماز فاسد نہ ہوگی لہذا آنے والے کے اشارے کے بعد تھوڑا ٹھہرے پھر ہٹے درمختار میں ہے لو امتثل امر غیرہ فقیل لہ تقدم فتقدم فسدت بل یمکث ساعۃ ثم یتقدم برایہ قھستانی اھ۔ زید کا قول صحیح ہے مگر امام قرأت کرتے ہوئے اور سیدھے پیر کا انگوٹھا نہ اٹھاتے ہوئے بڑھنے کی شرط لگانا صحیح نہیں۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از غلام مرتضیٰ۔ سیوان (بہار)

اگر امام کی داہنی جانب مقتدی زیادہ ہوں اور بائیں جانب کچھ کم ہوں یا دونوں جانب برابر ہوں تو نئے آنے والے مقتدی کو کہاں کھڑا ہونا چاہیے؟

Marfat.com

الجواب بائیں جانب مقتدی کچھ کم ہوں تو آنے والے مقتدی کو بائیں جانب کھڑا ہونا افضل ہے کہ وہ اقرب الی الامام ہے اور دونوں جانب برابر ہونے کی صورت میں داہنی جانب کھڑا ہونا افضل ہے بحر الرائق میں ہے اذا استوی جانبا الامام فانہ یقوم الجائی عن یمینہ وان ترجح الیمین فانہ یقوم عن یسارہ اور عالمگیری میں ہے افضل مکان الماموم حیث یکون اقرب الی الامام فان تساوت المواضع ففی یمین الامام وھو الاحسن ھٰکذا فی المحیط۔ ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ - از محمد ابوظفر رضوی۔ بی ۱۳۲/۵ ریوڑی تالاب وارانسی۔

وہابی دیوبندی اگر صف میں کھڑا ہے تو صف منقطع ہوگی یا نہیں اور اگر ہم وہابی دیوبندی کو مسجد سے باہر کرتے ہیں تو فتنہ پیدا ہونے کا ڈر ہے تو اس صورت میں کیا کریں۔ حضور والا سے گذارش ہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ کا مفصل ومدلل جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں؟

الجواب وہابی دیوبندی اپنے کفریات قطعیہ کی بنا پر بمطابق فتویٰ حسام الحرمین مسلمان نہیں۔ ان کی نماز شرعاً نماز نہیں لہٰذا دیوبندی وہابی صف کے درمیان کھڑے ہوں گے تو یقیناً صف منقطع ہو گی سنیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی مسجدوں میں اعلان کر دیں کہ کوئی وہابی دیوبندی ہماری صفوں میں نہ گھسے بلکہ ہماری مسجدوں میں نہ آئے کہ وہ موذی ہے اور ہر موذی کو مسجد میں آنے سے روکنا لازم ہے درمختار میں ہے یمنع منہ کل موذ ولو بلسانہ ملخصاً یعنی ایذا دینے والے کو مسجد میں آنے سے روکا جائے اگرچہ وہ صرف زبان ہی سے ایذا دیتا ہو۔ تو اللہ عزوجل اور رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو گالیاں دینے والوں سے بڑھ کر موذی کون ہوگا لہٰذا ان کو مسجد میں آنے سے روکا جائے اور آجائیں تو باہر کر دیا جائے اور اگر باہر کرنے میں فتنہ ہوگا اور سنی اس فتنہ کا مقابلہ کر سکتے ہیں تو اس صورت میں بھی ان کو باہر کرنا لازم ہے ہاں اگر فتنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو باہر کرنا لازم نہیں لیکن اگر فتنہ کا بہانہ ہے اور حقیقت میں سنیوں کی سستی غفلت اور لاپرواہی سے وہابی دیوبندی سنیوں کی مسجد میں آتے ہیں اور صفوں میں گھستے ہیں تو اس محلہ کے سب سنی گنہگار ہوں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم

Marfat.com

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۳۰ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

مسئلہ۔ از محمد عبد الجبار مدرس مصباح العلوم بابا گنج ضلع بہرائچ

جماعت ہو رہی ہے اور مسجد میں نیچے جگہ نہیں ہے تو کیا بقیہ لوگ چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب اگر جماعت کے لئے تنگ ہو نیچے جگہ نہ ہو تو باقی لوگ مسجد کی چھت پر صف بندی کرکے نماز پڑھ سکتے ہیں یہ بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ چھت پر اقتدا کرنے والوں کے لئے امام کا حال مشتبہ نہ ہو اور نیچے جگہ ہوتے ہوئے اوپر جماعت قائم کرنا مکروہ ہے۔ فتاوی رضویہ میں بحوالۂ عالمگیری منقول ہے الصعود علی کل مسجد مکروہ ولهذا اذا اشتد الحر یکرہ ان یصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد فحینئذ لا یکرہ الصعود علی سطحه کذا فی الغرائب- واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۹ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

مسئلہ۔ از حاجی عین اللہ بھگوت پور ضلع بستی

امام اتنا جلد باز ہے کہ مقتدی ثنا یا دعائے ماثورہ نہیں پڑھ پاتا تو مقتدی کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب امام کو اتنی جلدی نہیں کرنی چاہئے کہ مقتدی ثنا یا دعائے ماثورہ نہ پڑھ سکیں۔ اور پڑھنے میں اتنی دیر بھی نہ لگانی چاہئے کہ مقتدیوں پر گراں ہو۔ اگر امام نے قرأت شروع کر دی اور مقتدی ثنا مکمل نہ کر سکا تھا تو چھوڑ دے۔ اسی طرح اگر دعائے ماثورہ پوری نہ پڑھ سکا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی بھی امام کے ساتھ سلام پھیر دے لیکن اگر مقتدی التحیات ورسولہٗ تک نہ پڑھ سکا تھا کہ تیسری رکعت کے لئے امام کھڑا ہو گیا یا قعدۂ اخیرہ میں سلام پھیر دیا تو مقتدی التحیات ورسولہ تک بغیر پڑھے نہ کھڑا ہو سکتا ہے نہ سلام پھیر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۶ھ

مسئلہ۔ از اکرام حسین ساکن مجھوا سیٹھ پوسٹ ٹنڈوا ضلع بستی

ہمارے گاؤں میں دو سنت جماعت کی مسجد ہے اور دونوں سنت جماعت امام بھی مقرر ہیں۔ ایک مسجد ہمارے دروازے کے سامنے ہے اور دوسری مسجد گھر سے قریب تو گز کے دوری پر ہے نمازی کی تعداد دونوں

Marfat.com

میں برابر ہے اور سامنے والی مسجد میں اذان ہو رہی ہو تو کیا ہم دور والی مسجد میں نماز جا کر ادا کریں یا گھر کے سامنے والی مسجد میں امام کہتا بھی ہے اگر مجھ میں کسی قسم کی خرابی پائی جائے تو آپ ہی نماز پڑھا سکتے ہیں۔ پھر وہ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتا ہے یعنی گھر کے سامنے والی مسجد میں اب اس کا فیصلہ آپ کو کرنا ہے ویسے تو ہم کہیں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

الجواب قریب کی مسجد کی جماعت کو چھوڑ کر دور کی مسجد میں جانے والا اگر اس مسجد کا امام یا موذّن یا مقیم جماعت ہو یعنی اس کے نہ جانے کے سبب جماعت میں خلل کا اندیشہ ہو یا کوئی اور وجہ شرعی ضروری ہو تو دور کی مسجد میں جانا ضروری ہے اور اگر کوئی وجہ شرعی نہ ہو تو قریب کی مسجد کو چھوڑ کر دور کی مسجد میں جانا بہتر نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۷ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

مسئلہ۔ از حافظ محمد اصغر علی موضع گنوریا ڈاکخانہ حسین آباد گرنٹ تحصیل اترولہ (گونڈہ)

ہمارے یہاں دیہاتوں میں بعض جگہوں پر بعد نماز جمعہ فوراً دوبارہ تکبیر کہی جاتی ہے اور اسی مصلّی و مقام پر چار رکعت نماز فرض ظہر بجماعت پڑھی جاتی ہے اس پر کچھ لوگوں کا اعتراض ہے لہٰذا ایسی صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کافی ہے یا ظہر کی نماز بجماعت پڑھنا ضروری ہے اس سلسلہ میں شریعت مطہرہ اور علمائے جمہور کا کیا حکم ہے؟ آگاہ فرمائیں۔

الجواب بالاتفاق علمائے حنفیہ دیہات میں جمعہ کی نماز کافی نہیں مگر جہاں عوام پڑھتے ہوں انھیں منع نہ کیا جائے کہ وہ جس طرح بھی اللہ و رسول کا نام لیں غنیمت ہے ھدایہ جلد اول میں ہے لا تصح الجمعة الا فی مصر جامع او مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ لقوله علیه السلام لا جمعة ولا تشریق ولا اضحیٰ الا فی مصر جامع اھ۔ لہٰذا دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنے سے ظہر کی فرض نماز ساقط نہ ہوگی بلکہ اس کا پڑھنا ضروری ہے تو اسے اور دنوں کی طرح جماعت ہی سے پڑھیں کہ جماعت پر قادر ہوتے ہوئے فرض تنہا تنہا پڑھنا گناہ اس لئے جو لوگ جمعہ کے دن بھی چار رکعت نماز ظہر پڑھتے ہیں وہ حکم شرع پر عمل کرتے ہیں اور جو لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ کا مطالعہ کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۹ صفر المظفر ۱۳۹۰ھ

Marfat.com

مسئلہ۔ عاشق علی بمبئی ٹیلرس چھاؤنی بستی۔

زید ایک مرتبہ پالن (حقانی) کی تقریر میں اس خیال سے گیا کہ وہ کیا کہتا ہے اس کی تقریر کیسی ہے نیز دوسرے دن معہ فیملی اور دو چار ساتھیوں کے بھی گیا جس پر مقامی علما نے نماز جمعہ پڑھنے کے لیے جس وقت گیا تو اس کو مسجد سے نکال کر باہر کر دیا جس پر زید نے کچھ بات چیت کرنا چاہی تو علما نے کہا کہ تم سے ہمیں کوئی مطلب نہیں تم چلے جاؤ اس پر زید خاموش ہو کر واپس چلا آیا لہذا اب اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: چونکہ پالن حقانی گمراہ و بدمذہب ہے اس لئے اس کی تقریر سننا مذہب حق اہلسنت وجماعت کے لئے زہر قاتل ہے لہٰذا ایک دن زید کا خود تقریر سننا اور دوسرے دن اہل و عیال اور دوست واحباب کو لے کر جانا حرام و ناجائز ہے۔ لے جانے اور جانے والوں پر توبہ و استغفار لازم ہے لیکن اگر زید سنی ہے تو صرف اس گناہ کے سبب اس کو مسجد سے نکالنا جائز نہیں مقامی علماء اگر مسجد سے نکالنے کے لئے اس گناہ کے علاوہ کوئی دوسری وجہ معقول نہ پیش کریں تو زید سے معافی مانگنا اور توبہ کرنا ان پر لازم ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۶ ر شوال ۹۸ھ

مسئلہ۔ از قاری شمس الدین محلہ دمدمہ کالپی شریف (جالون)

مقتدی امام کی چوتھی رکعت میں شامل ہوا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی ایک رکعت پڑھ کر التحیات پڑھے یا دو رکعت پڑھنے کے بعد التحیات پڑھے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ حکم یہ ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی ایک ہی رکعت پڑھ کر قعدۂ اولیٰ کرے۔ پھر دوسری بلا قعدہ پڑھ کر تیسری پر قعدہ اخیرہ کرے۔ دُرِّ مختار میں ہے یقضی اول صلاۃ فی حق قراءۃ وآخرھا فی حق تشھد فمدرک رکعۃ من غیر فجر یاتی برکعتین بفاتحۃ وسورۃ وتشھد بینھما وبرابعۃ الرباعی بفاتحۃ فقط ولا یقعد قبلھا۔ اھ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۷ ر شوال ۹۴ھ

Marfat.com

مسئلہ۔ از غلام مرتضیٰ حشمتی خطیب مسجد گلشن بغداد آزاد نگر گھاٹ کوپر بمبئی ۸۶

امام داہنی یا بائیں جانب سلام پھیر رہا ہے۔ آنے والا جماعت میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟ آنے والا جماعت میں شریک ہونے کے لئے تکبیر تحریمہ کہہ چکا ہے۔ جماعت نہ ملنے کی صورت میں دوبارہ تکبیر تحریمہ کہے یا وہی کافی ہے؟

الجواب اگر امام پر سجدۂ سہو واجب تھا جس کے لئے وہ اپنی داہنی جانب سلام پھیر رہا تھا یا اسے سہو ہونا یاد نہ تھا اس لئے وہ بہ نیت قطع داہنی جانب سلام پھیرنے کے بعد بائیں جانب کے سلام میں مصروف تھا پھر کوئی فعل منافی نماز کرنے سے پہلے سجدہ کر لیا تو ان دونوں صورتوں میں سلام پھیرنے کے وقت آنے والا جماعت میں شریک ہوگا تو اس کی اقتدا صحیح ہوجائے گی: در مختار مع شامی جلد اوّل ص۵۰۳ میں ہے سلام من علیہ سجود سھو یخرجہ من الصلاۃ خروجا موقوفا ان سجد عاد الیھا والا لا وعلی ھذا فیصح الاقتداء بہ اھ۔ اور اگر سجدۂ سہو واجب نہ تھا مگر اس کے لئے سلام پھیر رہا تھا یا سہو ہونا یاد تھا اس کے باوجود بہ نیت قطع وہ سلام میں مشغول تھا یا ختم نماز کے لئے سلام پھیر رہا تھا اور سہو نہیں تھا تو ان صورتوں میں سلام پھیرنے کے وقت آنے والا اگر جماعت میں شریک ہوگا تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی اس لئے کہ سلام میں مشغول ہوتے ہی وہ نماز سے خارج ہوگیا۔ اور اس صورت میں ظاہر یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ دوبارہ کہے گا۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مرکزی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کا آرگن و مذہب اہلسنت کا پاک ترجمان
ماہنامہ **فیض الرسول**
کی ترویج و اشاعت میں حصہ لینا آپ کا ایک اہم ملی فریضہ ہے

Marfat.com

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّلٰوۃ

مفسِداتُ نمازکا بیانُ

مسئلہ۔ از ملا محمد حسین اوجھا گنج۔ ضلع بستی۔

بعض لوگ نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھتے ہوئے نستعین کو نستاعین پڑھتے ہیں تو اس سے نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے یا نہیں ؟

الجواب:- نستعین کو الف کے ساتھ نستاعین پڑھنا بے معنی ہے اس لئے اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے ھکذا فی الجزء الثالث من الفتاوی الرضویۃ علی صفحۃ ۱۹۱۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از ارشاد حسین صدیقی بانی مدرسہ دار العلوم امجدیہ محلہ کسان ٹولہ سنڈیلہ۔ ضلع ہردوئی

بعض لوگ نماز کے اندر قیام کی حالت میں خصوصاً تراویح میں اپنے جسم کو بار بار کھجلاتے ہیں تو اس سے نماز میں کچھ خرابی پیدا ہوتی ہے یا نہیں ؟

الجواب:- ایک قیام میں تین بار کھجلانے سے نماز جاتی رہے گی یعنی اس طرح کہ کھجا کر ہاتھ ہٹایا پھر کھجایا پھر ہٹایا اسی طرح تین بار کیا۔ اور اگر ایک مرتبہ ہاتھ رکھ کر کئی بار حرکت دی تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجلانا ہوا اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صہ ۹۷ میں ہے اذا حك ثلاثا فی رکن واحد تفسد صلاتہ ھذا اذا رفع یدہ فی کل مرۃ۔ اما اذا لم یرفع فی کل مرۃ فلا تفسد کذا فی الخلاصۃ۔ ھذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ۔ از سید اعجاز احمد تاڑپتری (آندھرا پردیش)

بہار شریعت، قانون شریعت، جنتی زیور اور سنی بہشتی زیور چاروں کتابوں کے اندر مسائل قرارت بیرون نماز کے بیان میں ہے کہ تلاوت کے شروع میں اَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھنا واجب ہے مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ مستحب ہے تو صحیح کیا ہے؟

الجواب تلاوت کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اور بیشک بہار شریعت میں واجب چھپا ہے جس پر غنیہ کا حوالہ ہے حالانکہ غنیہ مطبوعہ رحیمیہ ص۴۹۳ میں ہے التعوذ یستحب مرۃ واحدۃ مالم یفصل بعمل دنیوی۔ تو معلوم ہوا کہ بہار شریعت میں بہت سے مسائل جو ناشرین کی غفلتوں سے غلط چھپ گئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اور قانون شریعت، سنی بہشتی زیور اور جنتی زیور میں بہار شریعت پر اعتماد کر کے واجب لکھ دیا گیا مگر صحیح یہی ہے کہ اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں جیسا کہ تفسیر خازن جلد اول ص۱۴ میں ہے یستحب لقارئ القرآن خارج الصلوٰۃ ان یتعوذ ایضاً۔ اور اسی تفسیر خازن جلد چہارم ص۱۱۴ میں ہے اتفق سائر الفقہاء علی ان الاستعاذۃ سنۃ فی الصلاۃ وغیرھا۔ اور حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت کریمہ فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم (پ۱۴ ع ۱۹) کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ "قرآن کریم کی تلاوت شروع کرنے کے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا مستحب ہے۔ ھٰذا ما عندی وھو اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۶؍صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از ظہور محمد میوہ فروش بھیلواڑہ (راجستھان)

زید نے فجر کی دوسری رکعت میں سورۂ فتح پ ۲۶ رکوع ۱۱ میں محمد رسول اللہ سے پڑھنا شروع کیا اور فی الانجیل پر رکعت پوری کر دی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب صورت مسئولہ میں نماز بلا کراہت ہو گئی کہ فی الانجیل پر رکوع کر دینے سے فساد معنی نہیں ہے اور محمد رسول اللہ سے فِی الْاِنْجِیل تک تین چھوٹی آیتوں سے زیادہ بھی ہے ھٰذا ما عندی وھو اعلم بالصواب

کتبہ انوار احمد قادری

۱۵؍صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

مسئلہ ۔ سید اللہ بخش ۹۳ راجہ جی اسٹریٹ اننت پور (آندھرا پردیش)
امام صاحب نے ایک آیت کریمہ کو غلط پڑھ کر چھوڑ دیا پھر سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں اور آخر میں سجدۂ سہو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب ۔ امام صاحب نے اگر ایسا غلط پڑھا کہ جس سے معنیٰ فاسد ہو گئے تو اسے چھوڑ کر دوسری آیت کریمہ پڑھنے اور سجدۂ سہو کرنے سے بھی نماز نہیں ہوئی اور اگر معنیٰ فاسد نہ ہوئے تھے تو سجدۂ سہو کی بھی ضرورت نہیں سب کی نماز ہو گئی۔ لیکن جس مقتدی کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی تھیں اگر وہ امام کے ساتھ سجدۂ سہو میں شریک رہا تو فعل لغو میں اتباع کے سبب اس کی نماز باطل ہو گئی فتاویٰ قاضی خاں میں ہے اذا ظن الامام ان علیہ سھوًا فسجد للسھو وتابعہ المسبوق فی ذٰلک ثم علم ان الامام لم یکن علیہ سھوًا الاشھر ان صلاتہ تفسد وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۲ ذو القعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۔ از محمد رضا منیجر دار العلوم عربیہ اسلامیہ سعدی مدنپور ضلع باندہ
صوفی جمیل الدین عقیدت مرید اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ملفوظات حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے کہ حضرت کی خدمت میں شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ شمس دہر رحمت اللہ مولانا شمس الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرت بابا کی خدمت میں تشریف فرما تھے تو حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نماز ادا کر رہے تھے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ نے کسی کام کے لئے بلایا چونکہ یہ حالت نماز میں تھے جواب نہ دیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آپ لوگوں کو آواز دی کیا آپ نے سنا نہیں ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ہم حالت نماز میں تھے اس لئے جواب نہ دے سکے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی کہ جس وقت اللہ کا رسول تمہیں آواز دے تو تم اگر نماز میں بھی ہو تو بھی جواب دے دو یہ جواب تمہاری نماز سے بہتر ہے۔ ایک دفعہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک درویش حضرت شیخ علی سنجری تھا وہ نماز میں مشغول تھا قطب صاحب نے اس کو پکارا اس نے نماز

Marfat.com

ترک کرکے شیخ کا جواب دیا۔ قطب صاحب نے فرمایا کہ تم نے نماز کی نیت کیوں توڑ دی اس نے جواب دیا کہ آپ کے بلانے کا جواب نماز سے افضل ہے کیونکہ اہل تصوف کے یہاں جب پیر مرید کو بلائے تو مرید کو لازم ہے کہ فوراً جواب دے اس جواب سے ایک سال کی عبادت لکھی جاتی ہے۔ ایک وقت حضرت بابا نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں مریدین حاضر تھے آپ علم الیقین حق الیقین و عین الیقین کا ذکر فرما رہے تھے اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ حضرت مولانا مفتی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مراد علی رہتے تھا ایک مرتبہ مولانا صاحب نے مراد علی کو بلایا یہ نماز پڑھ رہے تھے نیت توڑ کر حاضر ہوئے کچھ مراد علی سے دریافت کیا اس کے بعد مراد علی جاکر نماز پڑھنے لگے پھر ضرورت پر بلایا تو پھر نماز چھوڑ کر حاضر ہوئے فارغ ہوکر پھر نماز پڑھنے لگے پھر بلایا اس وقت نماز چھوڑ کر مع جانماز کے آگئے اور جانماز کو آگے رکھ دی مولانا صاحب نے کہا نماز کیوں ترک کر دی تو مراد علی نے جواب دیا کہ جب نماز ہی والا بلائے تو نماز کیا پڑھوں آپ نے حکم دیا کہ واپس جاکر نماز پڑھو اور اے مراد علی تو آخرت میں بھی ہمارے ساتھ رہے گا لہٰذا مراد علی بھی مولانا کے پاس نیاول شریف میں دفن ہوئے اس یقین اور تعمیل حکم کی وجہ سے آخرت میں بھی ساتھ رہے بغیر عشق و یقین کے معرفت نصیب نہیں ہو سکتی ہے۔

نوٹ:۔ یہ صوفی جمیل الدین نے ایک رسالہ شائع کیا اس لئے میں نے بعینہٖ اسی رسالے سے نقل کر دیا برائے مہربانی اس کا جواب دے کر ممنون فرمائیں اس رسالے سے تہلکہ مچا ہے بالخصوص صوفی جمیل کے مریدوں کو سمجھانے میں بڑی دقت ہو رہی ہے۔

الجواب: تفسیر خازن جلد ثالث صلا پر آیت کریمہ یاایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم کی تفسیر میں ہے کہ حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکارا میں نے جواب نہیں دیا۔ پھر نماز سے فارغ ہوکر میں حضور کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو حضور نے فرمایا کہ کیا خدائے تعالیٰ نے استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم نہیں فرمایا ہے؟ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے تو حضور نے انھیں پکارا۔ مگر انھوں نے جواب نہیں دیا پھر نماز پڑھ کر حضور کے دربار میں آئے۔ حضور نے فرمایا تم نے جواب کیوں نہیں دیا۔ انھوں نے عرض کیا

Marfat.com

یارسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضور نے فرمایا کیا تو قرآن مجید میں یہ آیت کریمہ نہیں پاتا ہے استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم پھر اس کے بعد علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قیل ھذہ الاجابۃ مختصۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلی ھذا لیس لاحد ان یقطع صلاتہ لدعاء احد آخر وقیل لو دعاہ احد لامر مھم لا یحتمل التاخیر فلہ ان یقطع صلاتہ یعنی بعض فقہائے کرام نے فرمایا کہ حالت نماز میں جواب دینا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے لہٰذا دوسرے کے بلانے پر نماز کا توڑ دینا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسے اہم کام کے لئے پکار رہا ہو کہ جس میں تاخیر کی گنجائش نہ ہو تو نماز کا توڑ دینا جائز ہے (تفسیر خازن جلد ثالث صا۲) اور اسی آیت کریمہ کے تحت تفسیر ابوالسعود میں ہے واختلف فیہ فقیل ھذا من خصائص دعائہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقیل لانہ اجابتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا تقطع الصلوٰۃ وقیل کان ذلک الدعاء لامر مھم لا یحتمل التاخیر وللمصلی ان یقطع الصلوٰۃ لمثلہ یعنی نماز توڑنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے تو بعض لوگوں نے فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے اور بعض نے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ حضور کو جواب دینے سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور بعض لوگوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا ایسے اہم کام کے لئے تھا کہ جس میں تاخیر کی گنجائش نہیں تھی۔ اور ایسے کاموں کے لئے نماز کا توڑ دینا جائز ہے۔ اور بہار شریعت حصہ سوم ص۱۷۲ میں ہے کہ ماں باپ دادا دادی وغیرہ اصول کے محض بلانے سے نماز کا قطع کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر ان کا پکارنا کسی بڑی مصیبت کے لئے ہو تو توڑ دے یہ حکم فرض کا ہے۔ اور اگر نفل نماز ہے اور ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھتا ہے تو ان کے معمولی پکارنے پر نماز نہ توڑے اور ان کا نماز پڑھنا انھیں معلوم نہ ہو اور پکارا تو توڑ دے اور جواب دے اگرچہ معمولی طور سے بلائیں (درمختار ردالمحتار جلد اول ص۴۴۲) اسی طرح فقہ کی اور کتابوں میں بھی پیر یا کسی دوسرے دینی پیشوا کا استثناء نہیں کیا گیا ہے اسی لئے خلفائے راشدین وائمہ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پکارنے پر نماز کا توڑ دینا کتابوں میں نہیں پایا جاتا ہے۔ لہٰذا بزرگوں کے بلانے پر نماز توڑ دینے کے جو واقعات کہ ذکر کئے گئے ہیں یا تو ان بزرگوں کی جانب ان واقعات کا انتساب ہی غلط ہے اور یا تو پکارنا کسی ایسے اہم کام کے لئے تھا کہ جس میں تاخیر کی گنجائش نہیں تھی اور یا تو نماز نفل تھی اور دینی پیشوا کے لئے والدین کا درجہ مان کر نماز کو توڑ دیا گیا اور مولانا مفتی نور محمد سے مراد علی کا جو یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ "جب نماز ہی والا بلاتا ہو تو نماز کیا پڑھوں" یہ

Marfat.com

قول منجر الی الکفر ہے۔ اس پر نور محمد کے گرفت نہ کرنے اور خوشخبری سنانے کا قصہ غلط ہے ایک عالم دین اور مفتی کے بارے میں ایسے واقعے کا ہرگز یقین نہیں کیا جا سکتا۔ وھو تعالیٰ وسبحانہٗ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۵ر رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از غلام محی الدین سبحانی علاؤالدین پور پوسٹ دولت پور گرنٹ۔ گونڈہ

سرکار امام اہلسنت اعلیٰحضرت کتاب فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۵۷۲ پر ایک مسئلہ تحریر فرماتے ہیں کہ مرد نماز میں تھا عورت نے اس کا بوسہ لیا اس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی نماز جاتی رہی اگرچہ یہ اس کا اپنا فعل نہ تھا۔ اور عورت نماز پڑھتی ہو مرد بوسہ لے عورت کو خواہش پیدا ہو عورت کی نماز نہ جائے گی عرض یہ ہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ صحیح ہے یا نہیں؟ ایک دیوبندی مولوی کہتا ہے کہ اعلیٰحضرت نے غلط لکھا ہے اور حوالہ دیتا ہے کہ فقہاء کرام کا متفق فیصلہ ہے کہ نماز باطل ہو جائے گی۔ لہٰذا سرکار والا بالتفصیل فتاویٰ رضویہ کے مسئلہ کو بیان فرمائیں۔

الجواب مسئلہ مذکورہ اختلافی ہے۔ درمختار و ردالمحتار میں یہی ہے کہ عورت کو مرد نے بوسہ لیا تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن فقہ کی کئی معتبر کتابوں میں یہ بھی ہے کہ نہیں فاسد ہوگی مثلاً جوہرہ نیرہ جلد اول ص۷۲ میں ہے لوکانت ھی تصلی فقبلھا لا تفسد صلاتھا۔ یعنی اگر عورت نماز پڑھ رہی ہو اور مرد اسے بوسہ لے تو عورت کی نماز نہیں فاسد ہوگی۔ اور بحر الرائق جلد دوم ص۱۳ پر شرح الزاہدی سے ہے لو قبل المصلیۃ لا تفسد صلاتھا وقال ابو جعفر ان کان بشھوۃ فسدت۔ یعنی اگر مرد نے نماز پڑھنے والی عورت کو بوسہ لیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور امام ابو جعفر نے فرمایا کہ اگر شہوت سے ہو تو فاسد ہوگی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اس مسئلہ میں فقہائے کرام کے تین قول ہیں ایک تو یہ کہ شہوت ہو یا نہ ہو بہر صورت عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ دوسرے یہ کہ کسی حالت میں اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ تیسرے یہ کہ بوسہ اگر شہوت سے ہے تو فاسد ہوگی ورنہ نہیں۔ لہٰذا دیوبندی مولوی کا یہ کہنا غلط ہے کہ اعلیٰحضرت نے غلط لکھا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ نماز کے بطلان پر فقہائے کرام کا متفقہ فیصلہ بتانا دیوبندی کی کھلی ہوئی جہالت ہے۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۳ر رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

مسئلہ۔ از محمد حسین مدرسہ اسلامیہ رضویہ مسجد علی پورہ مسٹھ کے پاس اودے پور (راجستھان)
نماز جمعہ وعیدین لاؤڈ اسپیکر پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں جواب مع حوالۂ کتب دیگر مشکور فرمائیں۔ ہمارے شہر اودے پور میں ایک مولوی صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں انھوں نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز عید الفطر پڑھا دی۔ اور جب ان کے سامنے علمائے کرام کے فتوے رکھے گئے تو جواباً فرمایا کہ میں بھی مولوی مفتی ہوں نوّے فیصدی علماء میرے ساتھ ہیں اور جواز کے قائل ہیں۔ اور حضرت سیدی مفتیٔ اعظم ہند قبلہ کا فتویٰ جو کہ عدم جواز سے متعلق ہے اسے بھی رد فرمادیا اور ایک کثیر علماء کرام کی کانفرنس کا تذکرہ کرتے ہوئے جو کہ موصوف کے الفاظ میں بریلی شریف منعقد ہوئی تھی فرمایا کہ جب اس کانفرنس میں حضرت مفتی اعظم ہند کو عدم جواز پر کوئی دلیل نہ ملی تو فرمایا کہ بحث نہ کرو اور مجھ بڈھے کی بات مان لو۔ ہمارے یہاں ایک عظیم فتنہ کھڑا ہوگیا ہے لہٰذا ان تمام باتوں کا تفصیلی جواب دیگر مشکور فرماتے ہوئے فتنہ کا سدباب کریں امید کہ پہلی فرصت میں جواب عنایت فرماکر مشکور فرمائیں گے۔ (نوٹ) علمائے کرام کے دستخط بھی کرادئے جائیں۔

الجواب اللّٰھمّ ھدایۃ الحق والصّواب نماز کے لئے خواہ جمعہ کی ہو یا عیدین کی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع ہے۔ کیونکہ وہ ایک صورت میں رافع سنّت ہے اور دوسری صورت میں اسراف ہے۔ رہا اودے پور نووارد مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ نوّے فیصدی علماء میرے ساتھ ہیں اور جواز کے قائل ہیں تو اس کے متعلق عرض ہے کہ قائلین جواز علماء کی تعداد نوّے فیصدی تک پہنچانا حقیقت حال کے ہرگز مطابق نہیں۔ ہاں اگر موصوف کے نزدیک مقررین، واعظین، خطباء مساجد، اور نوآموز فارغین یہ سب حضرات فقہی علماء ہیں تب تو نوّے فیصدی والی تعداد ضرور تسلیم کئے جانے کی گنجائش رکھتی ہے۔ لیکن تنقیح اور نکھار کا مسئلہ تو ابھی باقی ہی ہے وہ یہ کہ جواز سے کیا مراد ہے؟ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اقتدا کا جائز ہونا یا نماز کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہونا۔ یہ امر ظاہر نہ ہوسکا کہ حضرت موصوف نے جواز سے جواز اقتدا مراد لیا ہے یا جواز استعمال۔ میرے علم میں فقہی بصیرت رکھنے والے معتمد علیہ علماء میں صرف ایک ذات حضرت مولانا سیّد مفتی افضل حسین صاحب قبلہ کی ہے جس نے ہمارے ملک میں جواز اقتدا کا فتویٰ دیا۔ باقی جمہور اکابر مسئلہ متنازعہ فیہا میں عدم جواز کے قائل ہیں اور عدم جواز کا فتویٰ دیتے آئے ہیں۔ اور رہا جواز استعمال تو اس کے بارے میں حضرت سید مفتی صاحب قبلہ کا کوئی قول ہمارے پیش نظر نہیں۔ اب حضرت موصوف سے میں گذارش کرتا ہوں کہ اگر آپ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے فتویٰ پر اعتماد کرکے قائل جواز اقتدا ہیں تو رہیں۔ لیکن افراد امت کے درمیان ہنگامہ شور اور فتنہ کی صورت پیدا ہونے کا موقع نہ دیں

Marfat.com

جب آپ مسلمانوں میں عالم شمار کئے جاتے ہیں تو بشروا ولا تنفروا کا مصداق نہیں۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے فتویٰ کا مفاد صرف اباحت ہے۔ وجوب یا سنت نہیں۔ پھر مختلف فیہ اباحت کی بنیاد پر اکابر علماء کے فتاویٰ کو رد کرتے ہوئے ان کو عوام کی نگاہ میں بے اعتبار قرار دینا آپ کے شایان شان نہیں۔ اور جو قول آپ نے سرکار مفتئ اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی طرف منسوب کرکے نقل کیا ہے کہ حضرت کو جب کوئی دلیل نہ ملی تو فرمایا بحث نہ کرو مجھ بڈھے کی بات مان لو۔ تو اولاً یہ حضرت کا قول نہیں چنانچہ خود میں نے ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۹۷۲ء کو بمقام بچھرلوا ضلع گونڈہ حضور مفتی اعظم ہند قبلہ سے دریافت کیا حضور نے انکار فرمایا ثانیاً سن سنا کر یہ غیر ذمہ دارانہ قول ایک مرجع انام پیشوا دین کی طرف منسوب کرنا۔ اور عوام میں اسے مطعون ہونے کا موقع دینا یہ کہاں تک مناسب اور شان مفتی کے لائق ہے۔ آج فرائض، واجبات اور سنن کے مقابلہ میں بیشمار منکرات شرعیہ برسرپیکار ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ آپ احیاء شریعت کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ان منکرات کے ردو انکار پر اپنے فتویٰ کا زور صرف فرمائیں امید قوی ہے کہ حضرت موصوف میرے معروضات پر عالمانہ حیثیت سے غور فرماکر شہر اودے پور کے نماز پنجگانہ کے پابند سنی عوام و خواص کے دلوں کو ٹھنڈا ہونے کا موقع عنایت کریں گے۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح
غلام جیلانی اعظمی

کتبہ بدرالدین احمد قادری رضوی
۹ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

قد اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب

العبد محمد نعیم الدین عفی عنہ

مسئلہ ۔ از محمد اقلیم انصاری مقام کیوٹنوا پوسٹ نرکٹھا۔ بانسی ضلع بستی۔

لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا اور پڑھانا کیسا ہے نماز کے باہر لاؤڈ اسپیکر پر قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کی جائے تو نماز پڑھنے میں کون سی خرابی واقع ہو جاتی ہے۔

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب لاؤڈ اسپیکر پر قرآن عظیم کی تلاوت کرنا اور نعت شریف پڑھنا متفقہ طور پر سب علماء کے نزدیک جائز ہے مگر لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ بعض علماء کے نزدیک شرعی خرابی یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی آواز نہیں ہوتی بلکہ امام کی آواز مشین میں پہونچ کر ختم ہو جاتی ہے اور اس کے مثل دوسری آواز پیدا ہو کر سنائی پڑتی ہے جو لاؤڈ اسپیکر کی آواز ہوتی ہے اور

Marfat.com

لاؤڈ اسپیکر کی اقتدا صحیح نہیں۔ لہٰذا محققین فن کے ذریعہ اگر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ جائے کہ متکلم کی آواز لاؤڈ اسپیکر کی مشین میں پہونچ کر فنا نہیں ہوتی بلکہ وہی آواز بلند ہو کر سامعین تک پہونچتی ہے تو لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ متکلم کی آواز مشین میں پہونچ کر ختم ہو جاتی ہے اور اس کی مثل دوسری آواز پیدا ہو کر مسموع ہوتی ہے تو لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ و سبحانہ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۷ ذی القعدہ ۹۹ھ

مسئلہ۔ از شاہ محمد قادری امام مسجد ماماری پوسٹ و مقام چپلون رتناگیری (مہاراشٹر)

لاؤڈ اسپیکر سے نماز پنجگانہ و نماز عیدین پڑھنا پڑھانا کیسا ہے؟ نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب جو لوگ صرف لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر رکوع سجدہ کریں گے ان کی نماز نہ ہوگی۔ یہی فتویٰ حضور مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ اور بہت سے اکابر اہلسنت کا ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک اگرچہ نماز ہو جائے گی لیکن چونکہ معاملہ نماز جیسی اہم عبادت کے جائز اور ناجائز ہونے کا ہے اس لئے تاوقتیکہ محققین فن یہ ثابت نہ کر دیں کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے احتیاطاً نماز کے ناجائز ہونے ہی کا حکم کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از صوفی نثار احمد رضوی محمد حنیف سیٹھ حاجی اصغر علی سیٹھ رضوی و دیگر مصلیان سنی بڑی مسجد آزاد روڈ بمبئی ۸

شہر بمبئی کی اکثر مساجد اہلسنت میں نماز باجماعت لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ ادا کی جاتی ہے اور خاص طور سے جمعہ تراویح عیدین میں تو باقاعدہ لاؤڈ اسپیکر کا اہتمام ہوتا ہے۔ اس عالم میں صرف چار یا پانچ مساجد ایسی ہیں کہ جن میں نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہیں ہوتا اور مکبرین کے ذریعہ جماعت کثیرہ نماز ادا کرتی ہے انھیں چند مساجد میں سے ہماری یہ مسجد بھی ہے جہاں ہم پنج وقتہ و دیگر نمازیں ادا کرتے ہیں اس مسجد میں تراویح جمعۃ الوداع کی نمازوں میں ایک عظیم جماعت ہوتی ہے اور عیدین میں تقریباً تیس چالیس ہزار کا مجمع ہوتا ہے اس

Marfat.com

قدر عظیم جماعت میں ابھی تک مکبرین کا انتظام ہوتا ہے یہ بھی ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک آواز پہنچتے پہنچتے ایک طرف دوسرا رکن شروع ہوتا ہے جبکہ دوسرے طرف کے مقتدی ابھی رکن اول ہی میں ہوتے ہیں ایسی صورت میں ہزار احتیاط کے باوجود ہر سال جماعت میں انتشار اور اختلاف ہوتا ہے کبھی کبھی جھگڑے فساد کی بھی نوبت آجاتی ہے اور عوامی مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر لگایا جائے ہر مسجد میں نماز ہوتی ہے یہاں کیوں نہیں ہوتی غرض کہ جتنے منھ اتنی باتیں لہٰذا اس صورت حال میں فتنہ وفساد سے بچنے اور اتنی بڑی جماعت کے ارکان صحیح ہونے کی غرض سے نیز دفع شر کی خاطر کیا شرعاً ایسی کوئی صورت جواز ہے کہ جماعت میں مکبرین کا بھی نظم رہے اور لاؤڈ اسپیکر بھی استعمال ہو جائے یا ایسی ہی اور کوئی صورت جواز ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے ساتھ نماز صحیح ہو جائے۔ امید کہ اس شرعی اہم مسئلہ میں قوم کی صحیح رہبری و رہنمائی فرمائیں گے اور کوئی نہ کوئی مناسب صورت بیان فرما کر ہر وقت اور ہر سال کے اس انتشار و اختلاف کو دور فرما کر نوازش فرمائیں گے۔

۲- یہاں شہر کی ایک مسجد میں حالیہ چند ماہ سے ایک سنی عالم دین امامت کے لئے تشریف لائے ہیں اور موصوف لاؤڈ اسپیکر پر نماز باجماعت کی امامت فرماتے ہیں موصوف سے جب اس سلسلہ میں استفسار کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ خود حضور مفتیٔ اعظم صدر صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ القدسیہ ابتدا میں آٹھ سال تک لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کے قائل تھے بعد میں حضور نے اپنا فتویٰ بدل دیا اور نماز نہ ہونے کا فتویٰ دیا اس بات سے عوام میں مزید انتشار و اختلاف پھیلا ہوا ہے اور وہ چند مساجد جہاں لاؤڈ اسپیکر نہیں ہے وہاں کے ائمہ و مصلیان سخت پریشان ہیں کیا حضور مفتی اعظم صاحب قبلہ کا کوئی ایسا فتویٰ ہے۔ اور کیا اس فتویٰ میں کوئی صورت جواز ہے چونکہ ماہ رمضان قریب ہے لہٰذا عرض ہے کہ اولین فرصت میں جواب ارسال فرمائیں تاکہ وقت سے پہلے صحیح طور پر عوام کو مطمئن کیا جا سکے اور یہ اختلاف و انتشار دور ہو جائے۔

بینوا توجروا۔

الجواب بعض علماء کہتے ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہٖ متکلم کی آواز ہے اس لئے اس کی آواز پر انتقالات کرنا جائز ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن بعض علماء کے نزدیک لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہٖ متکلم کی آواز نہیں ہے بلکہ صدا ہے اور صدا کا وہ حکم نہیں جو متکلم کی آواز کا ہے کہ متکلم کی آواز بغیر کسی چیز سے ٹکرائے صرف ہوا کے تموج سے سننے والے کے کان تک پہنچتی ہے اس لئے صدا سے آیت سجدہ سنے تو

Marfat.com

سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا جیسا کہ امام ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں فی الخلاصۃ ان سمعھا من الصدا لا تجب (فتح القدیر جلد اوّل صفحہ ۴۶۸) اور تنویر الابصار در مختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۱۸ میں ہے لا تجب بسماعہ من الصدی اور مراقی الفلاح مع طحطاوی صفحہ ۲۶۴ میں ہے لا تجب بسماعہ من الصدی وھو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاری ونحوھا اس تغایر حکم سے صاف ظاہر ہوا کہ صدا کا حکم جداگانہ ہے اور جب سجدۂ تلاوت کے وجوب میں صدا کا اعتبار نہیں تو حکماً صدا نفس آواز متکلم سے الگ ہے اور جب سجدۂ تلاوت میں صدا نفس آواز متکلم سے جدا ٹھہری تو نماز کے سجدہ کے لئے صدا کو شرعاً بعینہ آواز متکلم مان لینا صحیح نہیں۔ یعنی جب کہ سجدۂ تلاوت میں صدا نفس آواز متکلم سے جدا اور خارج ہے تو اس میں بھی خارج قرار پائے گی اور جب خارج قرار پائی تو خارج سے تلقن مفسد نماز ہے۔ اس لئے حضور مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ اور بہت سے اکابر اہلسنت کا فتویٰ یہی ہے کہ جو لوگ صرف لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر انتقالات کریں گے ان کی نماز نہ ہوگی۔ اور اگرچہ بعض لوگوں کے نزدیک ہو جائے گی لیکن چونکہ معاملہ نماز جیسی اہم عبادت کے جواز و عدم جواز کا ہے اور عبادات میں احتیاطی پہلو ہی اختیار کیا جاتا ہے اس لئے تاوقتیکہ محققین فن اس بات کو ثابت نہ کر دیں کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے صدا نہیں ہے اس وقت تک اس کی آواز پر احتیاطاً نماز کے عدم جواز ہی کا حکم کیا جائے گا۔ اور مکبّرین کے ساتھ بھی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز نہ ہوگا اس لئے کہ جو مکبّر اور مقتدی دور ہونگے وہ لاؤڈ اسپیکر ہی کی آواز کی اتباع کریں گے جو نماز کے فساد کا باعث ہوگا لہٰذا فی الحال لاؤڈ اسپیکر کے جواز کی کوئی صورت بظاہر معلوم نہیں ہوتی۔

۲ - نماز کے لئے لاؤڈ اسپیکر کے جواز میں حضور مفتی اعظم ھند قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کا کوئی فتویٰ ہمارے علم میں نہیں ہے اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ پہلے جواز کے قائل تھے پھر بعد میں اپنا فتویٰ بدل دیا تو مجوزین کے لئے مفید نہیں اس لئے کہ قول مرجوع عنہ کی بنیاد پر فارسی میں نماز کے اندر قرأت کرنا بھی جائز ہو جائے گا۔

وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۵ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از حافظ محمد حنیف رضوی۔ خطیب سنی رضوی مسجد کھاڑی کرلا۔ بمبئی ۷۰

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ لاؤڈ اسپیکر کو نماز میں استعمال کرنا یعنی اس کی آواز پر مقتدیوں کو رکوع وسجود کرنا کیسا ہے۔ جگہ جگہ اسکے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے یہاں تک کہ نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ لہذا اس مسئلہ کے بارے میں تحقیق کے ساتھ تفصیلی جواب تحریر فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

الجواب وھو الموفق للصواب۔ بے شک یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر رکوع وسجود کرنا جائز ہے یا نہیں۔ جو لوگ کہ جواز کے قائل ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز چونکہ بعینہٖ امام کی آواز ہے اس لئے اس کی آواز پر اقتداد کرنا جائز ہے۔ اور جو لوگ کہ ناجائز کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہٖ امام کی آواز نہیں ہے اس لئے اسکی آواز پر رکوع وسجود کرنا جائز نہیں ہے کہ یہ خارج سے تلقن ہے جو مفسد نماز ہے۔ یعنی اختلاف کی بنیاد اس پر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہٖ امام کی آواز ہے یا نہیں۔ اگر بعینہٖ امام کی آواز ہے تو اس کی آواز پر اقتدا جائز ہے ورنہ نہیں۔

تو لاؤڈ اسپیکر چونکہ آلات جدیدہ میں سے ایک سائنسی چیز ہے تو اس کی آواز بعینہٖ متکلم کی آواز ہوتی ہے یا نہیں۔ اس کے بارے میں سائنسدانوں اور اس کے انجینیروں کی طرف رجوع کرنا لازم ہے اور انکی تحقیق یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہٖ متکلم کی آواز نہیں ہے ـــ جیسا کہ جناب ایم۔ آر۔ اے خاں صاحب بی ایس انجینیر طلائی تمغہ یافتہ علی گڈھ۔ سی اینڈ جی فائنل گریڈ لندن۔ ایم۔ اے۔ آئی۔ ای پاکستان۔ پی۔ اے۔ ایس اسپیشلسٹ ٹیلی کم ٹراگ جرمنی۔ ٹی۔ ای۔ ایس کلاس ۱ پرنسپل ٹیلی کیمونی کیشن اسٹاف کالج ہری پور۔ ہزارہ (پاکستان) لکھتے ہیں۔

لاؤڈ اسپیکر میں مقرر کی آواز کہنے والے اور سننے والے کے درمیان تین بڑے واسطے ہوتے ہیں (۱) مائیکروفون (۲) ایمپلی فائر (۳) لاؤڈ اسپیکر ـــ مائیکروفون میں کرنٹ موجود رہتا ہے۔ مگر بہت کمزور ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس قابل نہیں رہتا کہ لاؤڈ کو آواز کے بڑھانے میں مدد دے سکے۔ اس لئے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ایک آلہ جسے ایمپلی فائر کہتے ہیں جو مائیکروفون کے برقی کرنٹ کو لاؤڈ اسپیکر تک پہنچاتا ہے جس سے آواز حسب منشا اونچی ہوتی ہے۔ اور لاؤڈ اسپیکر کے مخروط کے ارتعاش سے اس کے اطراف کی ہوا میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے جو ہوا میں ویسی ہی آواز کی تبدیلیوں کا انسان کے کان پر سبب بنتا ہے۔ اس طرح بولنے والے کی آواز برقی رو میں مائیکروفون کے

Marfat.com

ذریعے تبدیل ہوجاتی ہے اور یہ برقی رو ایمپلی فائر کی مدد سے بڑھ جاتی ہے۔ اور ایمپلی فائر سے بڑھی ہوئی برقی رو لاؤڈ اسپیکر کو متاثر کرنے سے لاؤڈ اسپیکر میں ایسا ارتعاش پیدا ہوتا ہے جو سننے والے آدمی کے کان کے احساس آواز کا سبب بنتا ہے۔

مثال آواز جو (بولنے والے کے منہ سے) مائیکروفون میں داخل ہوتی ہے اور پھر وہ لاؤڈ اسپیکر پر دوبارہ پیدا ہوتی ہے ان دونوں میں تعلق اور مطابقت برقی گھنٹی کی مثال سے سمجھی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ برقی گھنٹی کا (سسٹم یہ ہوتا ہے کہ) بٹن دروازہ پر نصب ہوتا ہے اور اصل گھنٹی مکان کے اندر کسی مناسب مقام پر ہوتی ہے مگر جب یہاں بٹن دبایا جاتا ہے تو (اسی وقت بلا وقفہ) وہاں گھنٹی بجتی ہے۔ اور جب بٹن سے ہاتھ ہٹا لیتے ہیں تو گھنٹی بجنا بند کر دیتی ہے۔ اگر آپ بٹن کو دباتے اور چھوڑتے رہیں تو گھنٹی بھی اسی وقتی مناسبت کے ساتھ بجتی اور بند ہوتی رہے گی۔

لہٰذا اب یہ سوچنا غلط ہوگا کہ (اس برقی سسٹم میں) راست بلاواسطہ ہاتھ سے گھنٹی بجائی جارہی ہے — (خلاصہ یہ ہوا کہ) ہاتھ کا عمل تو بٹن پر ختم ہوجاتا ہے لیکن جو آواز بجتی ہوئی گھنٹی میں پیدا ہوتی ہے وہ گھنٹی کے اندر اس برقی ترکیب کا نتیجہ ہوتی ہے جو برقی کرنٹ اور وائر (میں تاروں) کی مدد سے عمل کرتی ہے۔

اسی طرح لاؤڈ اسپیکر (کے سسٹم) میں بھی اصل آواز مائیکروفون پر ختم ہوجاتی ہے لیکن برقی تار، برقی قوت اور برقی ترکیبیں (جو مائیکروفون اور لاؤڈ اسپیکر میں ہوتی ہیں) ایک ایسی مشابہ آواز دوبارہ پیدا کرتی ہیں جو اصل آواز کی پوری نقل ہوتی ہے۔ انتہیٰ کلامہٗ

سائنسداں کی مذکورہ مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح بٹن پر انگلی کے دباؤ کا اثر برقی تاروں کو متحرک کر کے گھنٹی بجانے کا سبب بنتا ہے۔ بالکل اسی طرح آواز کا مائیکروفون کے مشینی نظام پر اثر بھی لاؤڈ اسپیکر کے نظام کو حرکت میں لا کر اس سے آواز نکلنے کا سبب ہوتا ہے نہ کہ وہ آواز خود آگے بڑھتی ہے جیسا کہ مجوزین کا خیال ہے۔

سائنسداں کی اصل تحریر یہ ہے۔

Voice from the speaker to the loudspeaker.

In between the speaking men and the audience there are 3 main devices namely; the microphone, the amplifier

Marfat.com

and the loudspeaker. The current orginaled in the microphone is too weak to operate a loud speaker directly. In order that good volume be obtained for the loud speaker. A device which magnifies the microphone current and delivers it to the loudspeaker known as amplifier is used. The vibrations of the con set the surrounding air in vibrations and these vibrations in air cause corresponding sound variations on the man's ear. Thus the speech of the speaking man is converted through the miciophone. The electiic current is amplified in the amplifier and the out put of the amp ilier actuates the loudspeaker whose vibrations cause ser sation of sound on the listening man's ear.

AN EXAMPLE :—

The condition between voice in put at the microphone and that reproduced at the loudspeaker can be understood by the example of an electric call bell. The switch of the the bell is fixed at the door and the bell is fixed somewhere inside the house, as the switch is pressed the bell rings and when the switch is released the bell stops ringing. If you keep pressing and releasing the switch the bell will keep ringing and stopping in the same time accordingly. Now to think think that the bell is rung by the hand directly will be incorrect. The action of the hand finishes at the switch. It is the electric current wires and the electric device inside the bell which acts further to give the sound of the bell ringing. Similarly in the case of the voice from the loudspeaker the original voice finishes at the microphone and it is the electric wires, electric power and the electric device incorporated in the microphone and the

Marfat.com

loudspeaker which reproduce a sound exactly immitating the original one.

By M.R.A. Khan, B.Sc. Engrs. (Gold Medallist) Alig., C & G (Final Grade) London. A.M.I.E. Pakistan) P.A.A.S. Specialist Telecomm. Trg. Germany) T. E. S. Class 1st. Principal Telecommunications Staff College, Haripur (Hazara)

(۲) اور جناب ایل کنوٹ صاحب (ایم، پی، ٹی۔ اے) پی۔ ایم۔ جی کولمبو پلان اکسپرٹ ٹیلی کمونیکشن اسٹریلیا۔ ٹیلی کمونیکشن ٹریننگ سنٹر ہری پور۔ ہزارہ (پاکستان) ایک سوال کے جواب میں کہ "لاؤڈ اسپیکر سے نکلی ہوئی آواز آدمی کی آواز سمجھی جا سکتی ہے یا نہیں" لکھتے ہیں

میری رائے میں لاؤڈ اسپیکر سے نکلی ہوئی آواز آدمی کی اصل آواز نہیں سمجھی جا سکتی ـــ اصل کلام سے پیدا شدہ آواز کا ارتعاش مائیکروفون کے پردے پر دباؤ ڈالتا ہے جو ایمپلی فائر اور لاؤڈ اسپیکر سسٹم کو اس طرح پر کنٹرول کرتا ہے جس سے اصل آواز کی قابل شناخت نقل پیدا ہو سکے۔ از سرِ نو پیدائش یعنی ری پروڈکشن کی اصطلاح جو عام طور پر اس آلے کے لئے کہی جاتی ہے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ آلہ آواز پیدا کرتا ہے نہ کہ اصل کلام کو منتقل کرتا ہے۔

ماہر سائنس جناب کنوٹ صاحب کی اصل تحریر یہ ہے۔

In my view the sourd fiom the loudspeaker can not be regarded as the man's actual voice. The actual voice impresses it's sound vibrations. upon the microphone Diaphragm, which controls an amplifier-loudspeaker system in such a way as to produce a recognisab e copy of the original voice. The very term "Reproduction" commonly applied to such equipment itself imp ies that the equipment is producing the sound not the actual voice.

By L. canute (M.P.T.A.) P.M.G. Colombo Plan Expert (Tele Comm Australia) Tele Comm Trg. Cen re Haripur (Hazara) Pakistan.

Marfat.com

(۳) اور جناب سی۔ڈبلیو۔سی۔رچرڈ بی۔ ایس۔سی انگلینڈ۔ اے۔ایم۔آئی۔ای۔ ای کولمبو پلان ایکسپرٹ ایڈوائزر حکومت پاکستان۔ ٹیلی کمیونیکیشن اسٹاف کالج ہری پور۔ہزارا لکھتے ہیں: میری سوچی سمجھی ہوئی رائے ہے کہ یہ آواز جو لاؤڈ اسپیکر سے نکلی ہوئی ہے۔ آدمی کی اصل آواز نہیں سمجھی جاسکتی۔ اور جو آواز لاؤڈ اسپیکر سے سنی جاتی ہے آدمی کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے اور مشابہ آواز بالکل نقلی ہے۔۔۔ برقی میکانکی نظام سے جو آواز نکلتی ہے وہ خود ہوا کے دباؤ کے اتار چڑھاؤ کا نتیجہ ہوتی ہے جس سے آواز کی سماعت کا احساس ہوتا ہے اور یہ آواز انسانی آواز سے قطعاً راست تعلق نہیں رکھتی ہے۔ انتہائی قانونی بنیاد پر بغیر کسی پس وپیش کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو آواز لاؤڈ اسپیکر سے نکل رہی ہے وہ مائیکروفون پر بولنے والے آدمی کی اصل آواز نہیں ہے۔

اس سائنسداں کی اصل تحریر یہ ہے۔

It is my considered opinion that this sound from the loudspeaker can not be regarded as being the actual sound of the man's voice. The sound that is heard from the loud-speaker is merely a replica of the man's voice and this rep-lica is entirely artificial. The sound emanates from a mecha-nism known as an electric mechanical transducer and the sound itself, that is the air pressure variations which cause the sensation of hearing has absolutely no direct connecion with the sound of the man's voice on a strictly legalistic basis. It can unhesitatingly be said that the sound issuing from a loudspeaker is not the sound of a man's voice.

By C.W C. Richard B.Sc. (Eng.) A.M.I.C.E., A.M.I.E.E. Colombo
Plan Expert Advisor to the Government of Pakistan.
Telecommunication Staff College, Haripur (Hazara)

(۴) اور جناب آر۔ایچ ہانس گرانڈلی۔ دی نیٹ ورک لمیٹڈ گرانڈ ہاؤس، واٹر اسٹریٹ مانچسٹر ۲ گرانڈ مانچسٹر ٹیلکس ڈینس گیٹ ۱۲۱ لکھتے ہیں۔

یہ میری فنی رائے ہے کہ جو آواز لاؤڈ اسپیکر سے نکلتی ہے اور خطاب عام کے لئے رائج ہے اس سے نکلی ہوئی آواز آدمی کی اصل آواز نہیں سمجھی جاسکتی۔ اور سوائے اس کے اس میں کچھ نہیں ہے کہ یہ اصل آواز سے بہت قریبی مشابہت

Marfat.com

رکھتی ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو آدمی کی اصل آواز سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے کسی تصویر کی حقیقی نقل کو اصل تصویر (یعنی منقول عنہ) سمجھ لینا۔

اس ماہر سائنسداں کی اصل تحریر یہ ہے۔

This is to record my professional opinion that the sound of a voice emerging from a loudspeaker such as in use for a public adress system can not be held to be the real voice of the person originating the sound. It is a close replica but nothing more and is no more the original voice than a copy of a painting will be held to be the original painting.

By R.H. Hammans Granada T.V. Net work Limited Granada House Water Street, Manchester Telex Deans Gaie 7211.

نوٹ:۔ سائنسدانوں کی یہ ساری تحریریں مائیکرو فونی نمازیں بھی ۔ دی اسٹوری آف دی آرٹیفیشل وائس۔ بائی۔ سم اکسپرنس اینڈ اکسپرٹ پاکستان اینڈ فارنیرس۔

The story of the artificial voico. By some experianced and expert Pakistan and Foreighners. کے حوالے سے دیکھی جاسکتی ہے

ماہرین سائنس اور اس کے انجینیروں کے متفقہ اقوال سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہٖ متکلم کی آواز نہیں ہوتی بلکہ اس کی نقل ہوتی ہے جو آواز کے ٹکرانے سے پیدا ہوتی ہے اور آواز کے ٹکرانے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ صدا ہوتی ہے جیسے کہ پہاڑ اور گنبد وغیرہ سے ٹکرا کر پیدا ہونے والی آواز صدا ہوتی ہے اور صدا کا وہ حکم نہیں جو متکلم کی آواز کا ہے کہ متکلم کی آواز بغیر کسی چیز سے ٹکرائے صرف ہوا کے تموج سے سننے والے کے کان تک پہنچتی ہے۔ اور صدا چونکہ کسی چیز سے ٹکرا کر پیدا ہوتی ہے اسی لئے اس سے آیت سجدہ سنے تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا جیسا کہ امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں فی الخلاصۃ ان سمعہا من الصدا لاتجب (فتح القدیر جلد اول صفحہ ۴۶۵) اور تنویر الابصار و در مختار مع شامی جلد اول صفحہ ۵۱۸ میں ہے لاتجب بسماعہ من الصدی۔ مراقی الفلاح مع طحطاوی صفحہ ۲۶۵ میں ہے لاتجب بسماعہ من الصدی وھو مایجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاری ونحوھا۔

Marfat.com

اس تغایرِ حکم سے صاف ظاہر ہوا کہ صدا کا حکم جداگانہ ہے اور جب سجدۂ تلاوت کے وجوب میں صدا کا اعتبار نہیں۔ تو حکماً صدا نفسِ آوازِ متکلم سے الگ ہے۔ اور جب سجدۂ تلاوت میں صدا نفسِ آوازِ متکلم سے جدا ٹھہری تو نماز کے سجدہ کے لئے صدا کو شرعاً بعینہٖ آوازِ متکلم مان لینا صحیح نہیں۔ یعنی جب سجدۂ تلاوت میں صدا نفسِ آوازِ متکلم سے جدا اور خارج ہے تو اس میں بھی خارج قرار پائے گی اور جب صدا خارج قرار پائی تو حالتِ نماز میں اس سے تلقن جائز نہیں خواہ وہ لاؤڈ اسپیکر کی صدا ہو یا صحرا وغیرہ کی۔ اس لئے کہ خارج سے تلقن مفسدِ نماز ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد اول مطبوعہ دیوبند ص۴۱۸ • فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۹۳ • عنایہ شرح ہدایہ مع فتح القدیر جلد اول ص۳۵۱ • شرح النقایہ جلد اول ص۹۲ اور فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۴۱۲ پر مذکور ہے۔

ماہرینِ سائنس کی تحقیقات اور فقہائے متقدمین کے اقوال سے یہ امر پورے طور پر متحقق ہو گیا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر رکوع وسجود کرنے والوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور ایسی نماز کا پھر سے پڑھنا فرض ہوتا ہے۔ لیکن اگر اب بھی فسادِ نماز کا یقین نہ ہو تو کم از کم اس کا شبہہ ضرور ہے اور فسادِ عبادت کے شبہہ کو احتیاطاً ہمیشہ یقین ہی کا درجہ دیا جاتا ہے۔ جیسے کہ حدیث شریف میں ہونے کے باوجود ۱۳ ذی الحجہ کی قربانی کو ناجائز قرار دیا گیا اس لئے کہ اس تاریخ میں فسادِ قربانی کا شبہہ ہے۔ اور حطیم کو طواف میں احتیاطاً کعبہ شریف کا جز تسلیم کیا گیا اس لئے کہ خارج ماننے میں فسادِ طواف کا شبہ ہے مگر اسی حطیم کو نماز کے مسئلہ میں احتیاطاً کعبہ شریف سے خارج قرار دیا گیا اس لئے کہ جز تسلیم کرنے میں فسادِ نماز کا شبہہ ہے ردالمحتار جلد دوم ص۱۶۷ میں ہے۔ اذا استقبلہ المصلی لم تصح صلاتہ لان فرضیۃ استقبال الکعبۃ ثبتت بالنص القطعی وکون الحطیم من الکعبۃ ثبت بالاٰحاد فصار کانہ من الکعبۃ من وجہ دون وجہ فکان الاحتیاط فی وجوب الطواف وراءہ وفی عدم صحۃ استقبالہ۔ لہٰذا اس بنیاد پر بھی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناجائز ہی قرار دیا جائے گا اور اس کی آواز پر رکوع وسجود کرنے سے فسادِ نماز ہی کا حکم کیا جائے گا۔

اور عام لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں چونکہ لاؤڈ اسپیکر نماز کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے جائز ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کا احترام یقیناً ضروری اور باعثِ ثواب ہے۔ لیکن قرآن وحدیث اور اجماعِ امت وفقہائے ملت کے اقوال سے استدلال کرنے کی بجائے لوگوں کے عمل سے استدلال کرنا غلط ہے۔ خصوصاً نجدیوں کے عمل کو جائز وناجائز ہونے کا معیار بنانا تو بہت بڑے فتنے کا سبب ہو جائے گا کہ بزرگوں

Marfat.com

کی قبر کو توڑنا اور مسجدوں کو ڈھانا بھی جائز ہو جائے گا اس لئے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے بے شمار مزارات اور مساجد کو نجدیوں نے توڑا اور ڈھایا ہے ــــ اور مسجدوں کے اندر جوتے پہن کر چلنا، داڑھیوں کا منڈانا اپنی عورتوں کو ننگا لباس پہنا کر انگریزی لیڈیوں کی طرح بنانا، گھر گھر ٹیلی ویژن پر سینما دیکھنا، اور مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی صفوں میں مل جل کر نماز پڑھنا یہ سب جائز ہو جائے گا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ــــ یہاں تک کہ نجدیوں نے مسجد حرام، مسجد نبوی اور میدان عرفات وغیرہ مقدس مقامات میں حج جیسی اہم عبادت کو تماشا بنانے کے لئے فلم سازی کی اجازت دی اور مناسک حج ادا کرنے اور نماز پڑھنے میں حاجیوں کی تصویریں لی گئیں۔ اور ہر سال لی جاتی ہیں ــــ تو جب یہ ساری چیزیں مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ میں ہونے کے سبب جائز نہیں ہو سکتیں تو پھر نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا وہاں کے لوگوں کے عمل سے کیونکر جائز مانا جا سکتا ہے۔

اور پھر جس طرح آج کل کے بعض علماء کا اپنی تصویر کھنچانا تصویر کشی کو جائز نہیں بنا سکا اسی طرح کچھ لوگوں کے عمل سے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا بھی ہرگز جائز نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نمازوں کے لئے عام ہو چکا ہے لہٰذا اب اس فتویٰ کو لوگ نہیں مانیں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حکم شرع سے آگاہ کرنا ہم پر فرض تھا وہ ہم نے کر دیا۔ اب عمل کی ذمہ داری لوگوں پر ہے۔ اگر مسلمان اپنی نمازوں کو فساد سے نہیں بچائیں گے تو اس کا خمیازہ قیامت کے دن اٹھائیں گے۔

دعا ہے کہ خدائے عز وجل مسلمانوں کو حق بات کے قبول کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔ اور لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے نماز جیسی اہم عبادت کو خراب ہونے سے بچانے کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم الامین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات واکمل التسلیم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۶ر صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

تصنیفات فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی مدظلہ العالی

انوار الحدیث اردو، ہندی۔ عجائب الفقہ (فقہی پہیلیاں) بزرگوں کے عقیدے۔ خطبات محرم۔ تعظیم نبی۔ انوار شریعت اردو، ہندی۔ علم اور علماء۔ محققانہ فیصلہ اردو، ہندی۔ حج و زیارت اور نورانی تعلیم وغیرہ۔

Marfat.com

مکروہات الصلوٰۃ

نماز کے مکروہات کا بیان

مسئلہ۔ از عبدالوہاب خاں قادری رضوی ہر کر بولا چوک لاڑکانہ سندھ (پاکستان)

(۱) ٹوپی پر عمامہ اس طرح باندھنا کہ چاروں طرف سر کے عمامہ ہو اور ٹوپی درمیان میں سر کے اوپر کھلی رہے باندھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس طرح باندھ کر نماز پڑھنی کیسی ہے؟

(۲) کلاہ پر جو عمامہ باندھتے ہیں وہ بھی کلاہ کے چاروں طرف گرداگرد عمامہ ہوتا ہے اور اوپر کلاہ کھلا رہتا ہے اس کا باندھنا اور باندھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ مدلل جواب ارسال فرمائیں بینوا توجروا۔

الجواب (۱) اس طرح عمامہ باندھنا ناجائز اور نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے جیسا کہ بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۱۶۶ میں ہے کہ پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے۔ وکل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا اور شامی جلد اول صفحہ ۴۳۸ میں ہے تکویر عمامۃ علی رأسہ وترک وسطہ مکشوفا کراھۃ تحریمیۃ اھ ملخصاً اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۰۱ میں ہے ویکرہ الاعتجار وھو ان یکور عمامتہ ویترک وسط رأسہ مکشوفا کذا فی التبیین اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے یکرہ الاعتجار وھو شد الرأس بالمندیل وتکویر عمامتہ علی رأسہ وترک وسطھا مکشوفا اھ واللہ اعلم۔

(۲) کلاہ ہو یا کسی دوسری قسم کی ٹوپی ہو اعتجار بہرصورت مکروہ ہے۔ طحطاوی میں ہے المراد انہ مکشوف من العمامۃ لا مکشوف اصلاً لانہ فعل مالا یفعل اھ ھذا ما ظھرلی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۷ صفر المظفر ۱۳۹۱ھ

Marfat.com

مسئلہ ۔ از قدرت اللہ خاں معرفت مولانا محمد فاروق احمد خاں چھوٹی مسجد مکان ۱۱۶ گلی ۱ جونار سالہ اندور (ایم پی)

پینٹ و بوشرٹ پہننا کیسا ہے اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے کہ یہ لباس عام ہو چکا ہے اس لئے انھیں پہن سکتے ہیں اور اس سے نماز بھی پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب پینٹ اور بوشرٹ پہننا مکروہ ہے اور مکروہ کپڑا پہن کر نماز پڑھنا بھی مکروہ کہ یہ اگرچہ عام ہو چکا ہے مگر اب بھی فُسّاق و فجار کا لباس ہے فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۲۲۶ پر فتاویٰ قاضی خاں سے ہے الخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیءٍ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذلک کثیر اجر لا یستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ اھ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ رجب المرجب ۹۹ھ

مسئلہ ۔ از محمد امین نئی بازار بچپڑوا ۔ ضلع گونڈہ ۔

زید نے الٹے مصلے پر نماز پڑھائی بعدہٗ مقتدیوں میں انتشار پیدا ہوا کہ نماز نہیں ہوئی اور امام موصوف کا کہنا ہے کہ نماز ہو گئی تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسی صورت میں نماز ہوئی یا نہیں؟ بیّنوا توجروا

الجواب نماز ہو گئی مگر مکروہ ہوئی ۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۷ شوال المکرم ۹۹ھ

مسئلہ ۔ از محمد حنیف رضوی سُنّی مسجد آگرہ روڈ کرلا بمبئی ۔

حالت نماز میں اگر داہنے پاؤں کا انگوٹھا اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب داہنے پاؤں کا انگوٹھا اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو کوئی حرج نہیں لیکن مقتدی کا انگوٹھا داہنے بائیں یا آگے پیچھے اتنا ہٹنا کہ جس سے صف میں کشادگی پیدا ہو یا سینہ صف سے باہر نکلے مکروہ ہے کہ احادیث کریمہ میں صف کے درمیان کشادگی رکھنے اور صف سے سینہ کو باہر نکالنے سے منع کیا گیا ہے ۔ اور اگر ایک مقتدی جو امام کے برابر میں تھا وہ اتنا آگے بڑھا کہ اس کے قدم کا اکثر حصّہ امام کے قدم سے آگے ہوا تو مقتدی کی نماز فاسد ہوئی ورنہ نہیں جیسا کہ ردالمحتار جلد اول ص۳۸۱ میں ہے الاصح ما لم یتقدم

Marfat.com

اگر قدام المقتدی لا تفسد صلاتہ کما فی المجتبیٰ۔ اور اگر منفرد تنہا نماز پڑھنے والا قبلہ کی طرف ایک صف کی مقدار چلا پھر ایک رکن ادا کرنے کی مقدار ٹھہر گیا پھر اتنا ہی چلا اور اتنی ہی دیر ٹھہر گیا تو چاہے متعدد بار ہو اگر وہ مسجد میں نماز پڑھتا ہو تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہو نماز فاسد نہ ہوگی ایسا ہی بہار شریعت حصہ سوم مطبوعہ لاہور صـ۱۵۲ میں ہے اور درمختار مع شامی جلد اول صـ۴۲۲ میں ہے مشی مستقبل القبلۃ ھل تفسد ان قدر صف ثم وقف قدر رکن ثم مشی و وقف کذلک وھکذا لا تفسد وان کثر مالم یختلف المکان۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صـ۹۶ میں فتاویٰ قاضی خاں سے ہے لو مشی فی صلاتہ مقدار صف واحد لم تفسد صلاتہ۔ وان مشی الی صف و وقف ثم الی صف لا تفسد۔ لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ جس فعل کی زیادتی مفسد ہے اس کا تھوڑا کرنا ضرور مکروہ ہے اور دو صف کی مقدار ایک دم چلنا مفسد صلاۃ ہے ردالمحتار جلد اول صـ۴۲۲ پر ہے ما افسد کثیرہ کرہ قلیلہ بلا ضرورۃ اور عالمگیری جلد اول صـ۹۶ میں ہے ان مشی دفعۃ واحدۃ مقدار صفین فسدت صلاتہ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

۹ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد عبدالعزیز قادری یارعلوی او جاگر پور پوسٹ سکنواں ضلع گونڈہ یوپی

(۱) مسجد کے بیچ والے محراب میں امام کے بالکل سامنے فرش سے تقریباً دو فٹ کی اونچائی پر مربع چار فٹ یا اس سے کم و بیش کی سائز میں جالی لگی ہے زید کہتا ہے کہ درست نہیں ہے۔ اگر جالی لگانا ہی ہے تو محراب میں سامنے کے بجائے دائیں بائیں ہٹ کر لگانا چاہئے اس لئے کہ سامنے جالی ہونے میں امام کی نگاہ مختلف اشیاء پر پڑتی رہے گی لہٰذا جالی سامنے ہونے میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۲) منبر لکڑی کا ہو خواہ اینٹ کا اگر اس کی جگہ بازو میں دیوار کے حصے میں بنا دیا جائے تو شرعاً کوئی قباحت ہے؟ زید کہتا ہے کہ دیوار میں نہیں بلکہ منبر مسجد میں ہونا چاہئے جہاں پہلی صف کی چٹائی بچھتی ہے۔

(۳) خصی اور دیگر حلال چوپایوں کی اوجھڑی بچوتی کو زید طبعی بتاتا ہے آیا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب (۱) اگر جالی اتنی خوبصورت نہ ہو کہ امام کے خشوع و خضوع میں خلل پیدا کرے تو ایسی جالی کا امام کے سامنے لگانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اتنی خوبصورت ہو کہ خلل پیدا کرے تو مکروہ ہے۔ بہار شریعت حصہ سوم

Marfat.com

صـ۱۷۹ میں ہے کہ دیوار قبلہ میں نقش و نگار مکروہ ہے اور ظاہر کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صـ۴۴۲ میں ہے۔ اور کراہت تنزیہی ناجائز نہیں ہوتی کراہت تحریمی ناجائز ہوتی ہے۔ لہٰذا دیوار قبلہ میں جالی لگانے کے بارے میں زید کا کہنا درست نہیں ہے۔ کسی حالت میں صحیح نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) منبر کی جگہ دیوار کے حصے میں بنائی جائے تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں بلکہ دیوار میں بنانا بہتر ہے کہ صف اول کی جگہ میں بنانے سے صف قطع ہوتی ہے اور قطع صف سے حدیث شریف میں ممانعت وارد ہے وھو تعالیٰ اعلم

(۳) اوجھڑی پچونی کو طبعی کہنا صحیح نہیں کہ ان کا کھانا مکروہ تحریمی ناجائز اور گناہ ہے ھٰکذا قال امام لاھل السنۃ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ر شوال ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد حسن اشرفی مقام و پوسٹ سندھا وار ضلع راجکوٹ (گجرات)

چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ اگر چین والی گھڑی پہن کر نماز جائز نہیں تو ڈایل اور کیس کے جواز کی کیا وجہ ہے بالتفصیل جواب عنایت فرمادیں۔

الجواب چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان احکام شریعت حصہ دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز و امامت مکروہ تحریمی ہیں۔ اور ناجائز اس لئے ہے کہ گھڑی ہاتھ پر باندھنے میں چین متبوع ہوتا ہے جو از قسم زیور ہے اور نیلون وغیرہ کے پٹہ کے ساتھ دھات کی گھڑی کا استعمال اس لئے جائز ہے کہ گھڑی تابع ہے جیسے کہ سونے کا بٹن دھاتوں کی زنجیر کے ساتھ ناجائز ہے اور نیلون وغیرہ کے دھاگے کے ساتھ جائز ہے وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ر ربیع النور ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از ملا محمد حسین اوجھا گنج ضلع بستی۔

زید نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ اس کے کرتے کا اوپر والا بٹن کھلا ہوا تھا تو اس میں کوئی شرعی قباحت

Marfat.com

ہے یا نہیں ، مطلع فرمائیں۔

الجواب صورت مسئولہ میں کرتے کا بٹن کھلا رہنے کی چند صورتیں ہیں ۔۔۔ یا تو کرتے کے اوپر یا نیچے کوئی دوسرا کپڑا مثلاً صدری، شیروانی یا بنیائن وغیرہ پہنے ہوئے تھا ایسی صورت میں اگر اوپر یا نیچے والے دوسرے کپڑے کی وجہ سے سینہ ڈھکا ہوا تھا تو کرتے کے بٹن کا کھلا نماز میں کوئی ضرر نہیں پہونچائے گا۔ اور اگر کرتے کے اوپر یا نیچے دوسرا کپڑا نہیں تھا جس سے سینہ ڈھکا رہے اس صورت میں یا تو صرف اوپر والا بٹن کھلا ہوا تھا یا اس کے ساتھ نیچے والا بھی ۔۔۔ الحاصل اگر بٹن اس طرح کھلے ہوئے تھے (خواہ ایک ہی یا زیادہ) جس سے سینہ ظاہر ہے تو نماز قطعاً مکروہ تحریمی ہوگی۔ اور اگر صرف اوپر کا بٹن اس طرح کھلا ہوا ہے جس سے صرف گلے کے پاس کا خفیف حصہ نظر آرہا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ احکام فتاویٰ رضویہ جلد ثالث ص۴۴۲ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ماخوذ ہیں " اور کسی کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور اگر کرے تو بے ادب خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ بھی مکروہ ہے جیسے انگرکھا پہننا اور گھنڈی یا باہر کے بند نہ لگانا یا ایسا کرتا جس کے بٹن سینے پر ہیں پہننا اور بوتام اتنے نہ لگانا کہ سینہ یا شانہ کھلا رہے جبکہ اوپر سے انگرکھا نہ پہنے ہو یہ بھی مکروہ ہے اور اگر اوپر سے انگرکھا ہے یا اتنے بوتام لگا لئے کہ سینہ یا شانہ ڈھک گئے اگرچہ اوپر کا بوتام نہ لگانے سے گلے کے پاس کا خفیف حصہ کھلا رہا تو حرج نہیں ملخصاً۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد قدرت اللہ الرضوی

۲۱ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

مسئلہ۔ از ضیاء الحق ڈومری پوسٹ کٹرہ ضلع مظفر پور (بہار)

زید نماز جمعہ پڑھانے کے لئے کھڑا ہوا بکر نے دیکھا کہ اس کے سینہ کا بٹن کھلا ہوا تھا اور سینہ صاف نظر آرہا تھا بکر نے اعتراض کیا بٹن بند کر لو ورنہ کسی کی نماز نہ ہوگی مگر زید نے بند نہیں کیا اور نماز پڑھائی۔ بکر اپنے گھر واپس چلا گیا۔ اب ایسی صورت میں کیا لوگوں کی نماز زید کے پیچھے درست ہوئی؟ بینوا توجروا

الجواب سیدنا اعلیٰحضرت شاہ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ ارشد خاتم الفقہاء حضرت مولانا الشاہ امجد علی علیہ الرحمۃ والرضوان فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب بہار شریعت حصہ سوم ص۱۶۶ میں تحریر فرماتے ہیں " انگرکھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا اگر اس کے نیچے کرتا وغیرہ نہیں اور سینہ کھلا

Marfat.com

رہا تو ظاہر کراہت تحریم ہے اور نیچے کرتا وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی " صورت مسئولہ میں جب زید نے بٹن نہیں لگایا جس کے باعث سینہ کھلا رہا تو اس کی نماز نیز مقتدیوں کی نماز مکروہ تحریمی ہوئی اور جب کسی خرابی کے باعث نماز مکروہ تحریمی ہو جائے تو اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ بدرالدین احمد صدیقی قادری رضوی

۱۹ رذی القعدہ ۸۶ھ

مسئلہ۔ از رمضان علی قادری رضوی علی آباد۔ ضلع بارہ بنکی

جاڑے کی وجہ سے اگر مسجد کے اندر نماز پڑھنے کی صورت میں تمام دروازوں کو بند کر کے صرف درمیانی دروازہ کھول کر نماز پڑھی جائے تو کوئی کراہت تو نہیں ہے۔ اور باہر صحن میں نماز پڑھی جائے تو اندر کے دروازے کھولنے کی حاجت ہے یا نہیں؟

الجواب جب کہ ایک دروازہ کھول کر پڑھی جائے تو کراہت نہیں اس لئے کہ فقہائے کرام نے مسجد کا دروازہ بند کرنے کو جو مکروہ فرمایا اس کی علت مشابہ منع من الصلاۃ ہے اور صورت مذکورہ منع من الصلاۃ کے مشابہ نہیں۔ ھدایہ، عنایہ، فتح القدیر، بحرالرائق اور ردالمحتار میں ہے کہ ہ غلق باب المسجد لانّہ یشبہ المنع من الصلاۃ اھ اور اس علت سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ باہر صحن میں نماز پڑھنے کی صورت میں اندر کا دروازہ کھول رکھنا ضروری نہیں۔ ھٰذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ مرسلہ مولانا صوفی محمد صدیق مدرس نورالعلوم محلہ کھٹوتیہ بھیرہوا (نیپال)

کاندھے سے چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں اور حوالہ میں فتاویٰ امجدیہ کی یہ عبارت پیش کرتا ہے کہ " چادر اوڑھنے میں بہتر یہ ہے کہ سر سے اوڑھے اس طرح اوڑھنا مطابق سنت ہے اور کندھے سے اگر اوڑھے جب بھی نماز ہو جائے گی۔ نماز میں کراہت نہیں (جلد اول ص۲۰) حالانکہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۴۱۲ پر ہے کہ حضرت صدرالشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شخص سے فرمایا کہ چادر اگر رکوع میں یا کھڑے ہونے سے گر جائے تو ہاتھ سے اشارہ کر کے سر پر رکھ لینی چاہئے اگر نہیں رکھے گا تو نماز مکروہ ہوگی۔ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کے اس قول کا رد بھی نہیں فرمایا۔ تو ان دونوں

Marfat.com

اقوال میں تطبیق کی کیا صورت ہے ؟

الجواب چادر سر سے اوڑھ کر نماز پڑھنا سنت ہے۔ کندھے سے اوڑھ کر نماز پڑھنا خلاف سنت ہے۔ فتاویٰ امجدیہ میں "کراہت نہیں" سے مراد کراہت تحریمی نہیں ہے۔ اور فتاویٰ رضویہ میں کراہت سے مراد تنزیہی ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے جو حدیث نقل فرمائی ہے وہ کراہت تحریم کے اثبات کے لئے کافی نہیں کہ مکروہ تحریمی کا اثبات اس سنت کے ترک سے ہوگا جو سنت ھدیٰ مثل اذان وجماعت کے ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از محمد اسحٰق پھر ینڈی۔ ضلع گونڈہ (یوپی)

چشمہ لگائے ہوئے سجدہ کرنے سے نماز ہوگی یا نہیں ؟

الجواب اگر چشمہ (عینک) سجدہ کرنے میں ہڈی تک ناک کے دبنے میں رُکاوٹ نہیں پیدا کرتا ہے تو نماز بلاکراہت ہو جائے گی اور اگر رُکاوٹ پیدا کرتا ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یعنی دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "ناک ہڈی تک نہ دبی تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی" (بہار شریعت حصہ سوم صہ ۷۱) ھٰذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

مسئلہ۔ از ارشاد حسین صدیقی بانی دارالعلوم امجدیہ سنڈیلہ۔ ضلع ہردوئی

آج کل عورتیں تانبہ، پیتل اور لوہے کے زیورات پہننے لگی ہیں تو ان کو پہن کر نماز پڑھنے سے کچھ خرابی پیدا ہوتی ہے یا نہیں ؟

الجواب تانبہ، پیتل اور لوہے کے زیورات پہن کر پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد سوم صہ ۲۲۲ میں ہے۔ اور ہر وہ نماز کہ مکروہ تحریمی ہو اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے درمختار میں ہے۔ کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا۔ ھٰذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

نفل اور تراویح کا بیان

مسئلہ ۔ از جمیل الدین صدیقی ۔ شہر بہرائچ ۔

ظہر، مغرب اور عشار کی سنتوں کے بعد نفل نماز پڑھنا ضروری ہے یا نہیں ؟

الجواب نفل نماز کا پڑھنا ضروری نہیں بلکہ بہتر ہے ۔ ہاں اگر نفل نماز قصداً شروع کر دے تو اس کا پورا کرنا ضروری ہے اور قصداً شروع کرکے توڑ دے تو اس کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہے در مختار میں ہے لزم نفل شرع فیہ بتکبیرۃ الاحرام او بقیام الثالثۃ شروعاً صحیحاً قصداً ولو عند غروب وطلوع واستواء علی الظاہر فان افسدہ حرم لقولہ تعالیٰ ولا تبطلوا اعمالکم الا بعذر و وجب قضاءہ اھ ملخصاً وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ ۔ از فتح محمد شاہ دو بولیا بازار ۔ ضلع بستی ۔

عشار فرض کی جماعت چھوٹ گئی تو تراویح اور وتر کی جماعت میں شامل ہو یا نہ ہو ؟

الجواب جس نے عشار کی جماعت تنہا پڑھی وہ تراویح کی جماعت میں شامل ہو جائے تنہا نہ پڑھے ہاں وتر کی جماعت میں شامل نہ ہو درمختار میں ہے مصلیہ (ای الفرض) وحدہ یصلیھا (ای التراویح) معہ (ای مع الامام) اور ردالمحتار میں ہے اذا لم یصل الفرض معہ لا یتبعہ فی الوتر ۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ ۔ از محمد اسلام ۔ داروخانہ بمبئی

کیا احادیث کریمہ، صحابۂ کرام اور جمہور علمار کے اقوال سے بیس رکعت تراویح کا ہونا ثابت ہے؟ اگر ہے تو کتاب کے حوالوں کے ساتھ تحریر فرمائیں ۔

الجواب بیشک احادیث کریمہ اجماع صحابہ اور جمہور علمار کے اقوال سے ثابت ہے کہ تراویح

Marfat.com

بیس رکعت ہے جیساکہ بیہقی نے معرفہ میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، قال کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب بعشرین رکعۃ والوتر۔ یعنی صحابۂ کرام حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔ اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ میں ہے قال النووی فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح۔ یعنی امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہے۔ اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب فی رمضان بثلث وعشرین رکعۃ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ تیئس ۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔ (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر)

اور مشکوٰۃ میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گیارہ ۱۱ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا یعنی تین رکعت وتر اور آٹھ رکعت تراویح۔ تو اس روایت کے بارے میں علامہ ابن البر نے فرمایا کہ وہم ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں صحابۂ کرام بیس ۲۰ رکعت تراویح پڑھتے تھے (مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۱۷۱) اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح القدیر سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں جمع بینھما بانہ وقع اولاً ثم استقر الامر علی العشرین فانہ المتوارث۔ یعنی ان دو روایتوں کو اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ عہد فاروقی میں لوگ پہلے تو آٹھ رکعت پڑھتے تھے پھر بیس رکعت پر قرار ہوا جیساکہ مسلمانوں میں رائج ہے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۱۷۵) اور بیس رکعت تراویح پر صحابۂ کرام کا اجماع ہے جیساکہ ملک العلماء حضرت علامہ علاؤالدین ابوبکر بن مسعود کاسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں روی ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شھر رمضان علی ابی بن کعب فصلی بھم فی کل لیلۃ عشرین رکعۃ ولم ینکر علیہ احد فیکون اجماعاً منھم علی ذٰلک۔ یعنی مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان کے مہینے میں صحابۂ کرام کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جمع فرمایا تو وہ روزانہ صحابۂ کرام کو بیس رکعت پڑھاتے تھے اور ان میں سے کسی نے انکار نہیں کیا تو بیس ۲۰ رکعت پر صحابہ کا اجماع ہوگیا (بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۱۲۵) اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد پنجم صفحہ ۳۵۵ میں ہے قال ابن عبد البر وھو قول جمھور العلماء وبہ قال الکوفیون والشافعی واکثر الفقھاء وھو الصحیح

Marfat.com

عن ابی بن کعب من غیر خلاف من الصحابۃ۔ یعنی علامہ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ وہ (یعنی بیس رکعت تراویح) جمہور علماء کا قول ہے علمائے کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہا یہی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے ابی ابن کعب سے منقول ہے اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں۔ اور علامہ ابن حجر نے فرمایا اجماع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃ۔ یعنی صحابہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس۲۰ رکعت ہے اور مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں ہے وھی عشرون رکعۃ باجماع الصحابۃ۔ یعنی تراویح بیس۲۰ رکعت ہے اس لئے کہ اس پر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے۔ اور مولانا عبدالحئی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول صـ۱۷۵ میں لکھتے ہیں ثبت اھتمام الصحابۃ علی عشرین فی عھد عمر وعثمان وعلی فمن بعدھم اخرجہ مالک وابن سعد والبیھقی وغیرھم۔ یعنی حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں اور ان کے بعد بھی صحابۂ کرام کا بیس۲۰ رکعت پر اہتمام ثابت ہے۔ اس مضمون کی حدیث کو امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی وغیرہم نے تخریج کی ہے۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں اجمع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃ۔ یعنی صحابۂ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے (مرقاۃ جلد دوم صـ۱۷۵) بلکہ بیس رکعت جمہور کا قول ہے اور اسی پر عمل ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں اکثر اھل العلم علی ما روی عن علی وعمر وغیرھما من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشرین رکعۃ وھو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی وقال الشافعی ھکذا ادرکت ببلد نا مکۃ یصلون عشرین رکعۃ۔ یعنی کثیر علماء کا اسی پر عمل ہے جو حضرت مولا علی اور حضرت فاروق اعظم اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیس رکعت تراویح منقول ہے اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی یہی فرماتے ہیں (کہ تراویح بیس رکعت ہے) اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر مکہ معظمہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے ہوئے پایا ہے (ترمذی شریف باب قیام شہر رمضان صـ۹۹)

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح نقایہ میں تحریر فرماتے ہیں فصار اجماعًا لما روی البیھقی باسناد صحیح کانوا یقیمون علی عھد عمر بعشرین رکعۃ وعلی عھد عثمان وعلی۔ یعنی بیس۲۰ رکعت تراویح پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اس لئے کہ امام بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم حضرت عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانوں میں صحابۂ کرام اور تابعین عظام بیس رکعت

Marfat.com

تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اور طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۲۲۴ میں ہے ثبت العشرون بمواظبة الخلفاء الراشدین ما عدا الصدیق رضی اللہ تعالی عنہم یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دیگر خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مداومت سے بیس۲۰ رکعت تراویح ثابت ہے۔ اور علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں وھی عشرون رکعة ھو قول الجمھور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا۔ یعنی تراویح بیس۲۰ رکعت ہے یہی جمہور علماء کا قول ہے اور مشرق و مغرب ساری دنیا کے مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے (شامی جلد اول ص۴۷۴) اور شیخ زین الدین ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں ھو قول الجمھور لما فی المؤطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرین رکعة وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا۔ یعنی بیس رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے اس لئے کہ موطا امام مالک میں حضرت یزید ابن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں صحابۂ کرام تیئس۲۳ رکعت پڑھتے تھے (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر) اور اسی پر ساری دنیا کے مسلمانوں کا عمل ہے۔ (بحر الرائق جلد دوم ص۶۶) اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کان الناس یصلونھا فرادیٰ الی زمن عمر رضی اللہ تعالی عنہ فقال عمر انی اری ان اجمع الناس علی امام واحد فجمعھم علی ابی بن کعب فصلی بھم خمس ترویحات عشرین رکعة۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شروع زمانۂ خلافت تک صحابۂ کرام تراویح الگ الگ پڑھتے تھے بعدہٗ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک امام پر صحابۂ کرام کو جمع کرنا بہتر سمجھتا ہوں۔ پھر انھوں نے ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صحابۂ کرام کو جمع فرمایا حضرت ابی نے لوگوں کو پانچ ترویحہ بیس رکعت پڑھائی اور کفایہ میں ہے کانت جملتھا عشرین رکعة وھذا عندنا وعند الشافعی یعنی تراویح کل بیس رکعت ہے اور یہ ہمارا مسلک ہے اور یہی مسلک امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی ہے۔ اور بدائع الصنائع جلد اول ص۲۸۸ میں ہے واما قدرھا فعشرون رکعة فی عشر تسلیمات فی خمس ترویحات کل تسلیمتین ترویحة وھذا قول عامة العلماء یعنی تراویح کی تعداد بیس۲۰ رکعت ہے پانچ ترویحہ دس سلام کے ساتھ، ہر دو سلام ایک ترویحہ ہے اور یہی عام علماء کا قول ہے۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں وھی عشرون رکعة یعنی تراویح بیس رکعت ہے (احیاء العلوم جلد اول ص۲۰۱) اور شرح وقایہ جلد اول ص۱۷۵ میں ہے سن التراویح

Marfat.com

عشرون رکعۃ یعنی بیس رکعت تراویح مسنون ہے اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۰۸ میں ہے
وهی خمس ترویحات کل ترویحۃ اربع رکعات بتسلیمتین کذا فی السراجیۃ یعنی تراویح
پانچ ترویحہ ہے ہر ترویحہ چار رکعت کا دو سلام کے ساتھ ایسا ہی سراجیہ میں ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں عددہ عشرون رکعۃ یعنی تراویح کی
تعداد بیس رکعت ہے (حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم ص۱۸)

بیس رکعت تراویح کی حکمت

اور بیس رکعت تراویح کی حکمت یہ ہے کہ رات اور دن میں کل بیس رکعت فرض و واجب ہیں سترہ رکعت
فرض اور تین رکعت وتر۔ لہٰذا رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح مقرر کی گئی تاکہ فرض و واجب کے مدارج
اور بڑھ جائیں اور ان کی خوب تکمیل ہو جائے۔ جیسا کہ بحرالرائق جلد دوم ص۶۷ پر ہے ذکر العلامۃ الحلبی ان
الحکمۃ فی کونہا عشرین ان السنن شرعت مکملات للواجبات وهی عشرون بالوتر
فکان التراویح کذلک لتقع المساوات بین المکمِّل والمکمَّل یعنی علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
ذکر فرمایا کہ تراویح کے بیس رکعت ہونے میں حکمت یہ ہے کہ واجب اور فرض جو دن رات میں کل بیس رکعت ہیں۔
انھیں کی تکمیل کے لئے سنتیں مشروع ہوئی ہیں تو تراویح بھی بیس رکعت ہوئی تاکہ مکمل کرنے والی تراویح اور جنکی
تکمیل ہوگی یعنی فرض و واجب دونوں برابر ہو جائیں۔ اور مراقی الفلاح کے قول وهی عشرون رکعۃ کے
تحت حضرت علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں الحکمۃ فی تقدیرها بهذا العدد مساواۃ
المکمِّل وهی السنن للمکمَّل وهی الفرائض الاعتقادیۃ والعملیۃ۔ یعنی بیس رکعت تراویح مقرر
کرنے میں حکمت یہ ہے کہ مکمل کرنے والی سنتوں کی رکعات اور جن کی تکمیل ہوتی ہے یعنی فرض و واجب کی
رکعات کی تعداد برابر ہو جائیں۔ اور درمختار مع شامی جلد اول ص۴۹۵ میں ہے وهی عشرون رکعۃ
حکمتہ مساواۃ المکمِّل والمکمَّل۔ یعنی تراویح بیس رکعت ہے اور بیس رکعت تراویح میں حکمت
یہ ہے مکمِّل مکمَّل کے برابر ہو۔ اور درمختار کی اسی عبارت کے تحت شامی میں نہر سے منقول ہے لا یخفی ان
الرواتب وان کملت ایضا الا ان هذا الشهر لمزید کمالہ زید فیہ هذا المکمل

Marfat.com

فتکمل۔ یعنی واضح ہو کہ فرائض اگرچہ پہلے سے بھی مکمل ہیں لیکن ماہ رمضان میں اس کے کمال کی زیادتی کے سبب یہ مکمِّل یعنی بیس رکعت تراویح بڑھادی گئی تو وہ خوب کامل ہو گئے۔ ھٰذا ماعندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

مسئلہ۔ از محمد قابل صدیقی۔ تھانہ روڈ سلی گوڑی۔ دارجلنگ (مغربی بنگال)

تراویح کی نماز امام نے غلطی سے تین رکعت پڑھائی تو سجدۂ سہو کرنے سے دو رکعت نفل مانی جائے گی یا نہیں؟

الجواب اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھا تھا تو سجدۂ سہو کرنے کے باوجود دو رکعت نماز نفل نہیں مانی جائے گی۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۸ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ مسئولہ مولانا عبد القدوس صاحب کشمیری سیفی جوبلی اسٹریٹ بمبئی ۳

مومن پورہ بمبئی ۱۱ سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام حقیقۃ الفقہ ہے اس میں ہماری معتبر کتابوں کے حوالے سے تراویح کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں لکھی ہوئی ہیں۔

۱۔ تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے (درمختار۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ)

۲۔ تراویح آٹھ رکعت کی حدیث صحیح ہے۔ (شرح وقایہ)

۳۔ تراویح صحیح حدیث سے مع وتر کے گیارہ رکعت ثابت ہیں (ہدایہ۔ شرح وقایہ)

۴۔ مع وتر کے تراویح گیارہ رکعت سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور بیس رکعت سنت خلفائے راشدین ہے۔ (ہدایہ۔ شرح وقایہ)

۵۔ حضرت عمر نے جو نعم البدعۃ فرمایا اس سے مراد معنیٰ لغوی ہیں نہ کہ شرعی (شرح وقایہ)

۶۔ تراویح آٹھ رکعت سنت ہیں اور بیس مستحب ہیں (شرح وقایہ)

مذکورہ بالا باتوں کا حقیقت سے کچھ تعلق ہے یا نہیں؟ واضح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

Marfat.com

الجواب لعنۃ اللہ علی الکذبین. جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ مذکورہ بالا باتوں کا حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ صاحب ہدایہ حضرت شیخ برہان الدین ابوالحسن علی مرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یستحب ان یجتمع الناس فی شہر رمضان بعد العشاء فیصلی بہم امامہم خمس ترویحات۔ یعنی صاحب قدوری نے فرمایا مستحب ہے کہ لوگ ماہ رمضان میں عشاء کے بعد جمع ہوں تو ان کا امام ان کو پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت تراویح پڑھائے (ہدایہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۱) قدوری کی اس عبارت کے تحت صاحب ہدایہ تحریر فرماتے ہیں ذکر لفظ الاستحباب والاصح انہا سنۃ کذا روی الحسن عن ابی حنیفہ لانہ واظب علیہا الخلفاء الراشدون یعنی صاحب قدوری نے مستحب کا لفظ تحریر فرمایا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ تراویح سنّت ہے۔ ایسے ہی حضرت حسن نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اس لئے کہ تراویح خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے ہمیشہ ادا فرمائی ہے (ہدایہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۱) صاحب شرح وقایہ حضرت صدرالشریعہ عبیداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں سن التراویح عشرون رکعۃ بعد العشاء۔ یعنی عشاء کے بعد بیس رکعت تراویح سنّت ہے (شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۷۵) اور صاحب درمختار حضرت شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں وھی عشرون رکعۃ حکمتہ مساواۃ المکمل للمکمل۔ یعنی تراویح بیس رکعت ہے اور بیس رکعت میں حکمت یہ ہے کہ مکمِّل مکمَّل کے برابر ہو (یعنی رات اور دن کے فرض و واجب جو کل بیس رکعت ہیں تراویح ان کے برابر ہو) درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۴۹۵) معلوم ہوا کہ ہدایہ، شرح وقایہ اور درمختار کے نزدیک بیس ہی رکعت والی حدیث صحیح ہے۔ اسی لئے ان کتابوں میں بیس رکعت تراویح کو سنت لکھا۔ اور حقیقۃ الفقہ میں جتنی باتیں ان کتابوں کے حوالے سے لکھی گئی ہیں یعنی بیس رکعت تراویح والی حدیث کا ضعیف ہونا اور آٹھ رکعت والی حدیث کا صحیح ہونا وغیرہ سب جھوٹ ہے۔ ان کتابوں میں اس طرح کی باتیں ہرگز نہیں لکھی ہیں۔ یہ غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اور ان کے مصنفین پر واضح بہتان ہے۔ جھوٹوں نے اپنے جھوٹے مذہب کو پھیلانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا ہے۔ خدائے تعالیٰ ان کو سچے مذہب کے قبول کرنے کی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم الامین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات واکمل التسلیم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

قضا نماز کا بیان

مسئلہ از محمد اسلم بھیونڈی ضلع تھانہ (مہاراشٹر)

زید نے عصر کی نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ مغرب کا وقت آگیا اس کے لئے کیا حکم ہے؟ عصر کی نماز پڑھکر مغرب کی نماز پڑھے یا باجماعت مغرب پڑھنے کے بعد عصر پڑھے۔ اسی طرح اور نمازوں میں کیا حکم ہے؟

الجواب اللّٰھُمَّ ھدایۃ الحق والصواب بعد بلوغ زید کی اگرچہ یا چھ وقت سے زیادہ نمازیں قضا ہو گئی ہیں اور ابھی ان میں سے کل یا بعض کی قضا پڑھنی باقی ہے تو کسی بھی وقت کی نماز ہو قضا پڑھنے سے پہلے جماعت میں شامل ہو جائے۔ اور اگر پانچ وقت یا اس سے کم کی نمازیں قضا ہوئی ہیں اور ان میں سے کل یا بعض کی قضا پڑھنی ابھی باقی ہے تو قضا پڑھنے سے پہلے نہ جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور نہ تنہا وقتی نماز پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ قضا ہونا یاد ہو اور اس وقت میں گنجائش ہو۔ ھٰذا خلاصۃ ما فی الکتب الفقھیۃ واللّٰہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب جل جلالہ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۷ رجمادی الاخریٰ ۱۳۸۶ھ

باب سجود السھو

سجدۂ سہو کا بیان

مسئلہ ۔ از محمد ہارون رضوی پائیدھونی بمبئی نمبر ۳

امام نے نماز پڑھاتے ہوئے تلاوت قرآن میں کچھ غلطی کی مقتدی نے لقمہ دیا امام نے صحیح کر لیا۔ پھر اسی غلطی کی بنا پر آخر میں سجدۂ سہو کیا جس کی ضرورت نہ تھی دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ جو لوگ سجدۂ سہو کے بعد جماعت میں شامل ہوئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟۔

الجواب جو مقتدی امام کے سجدۂ سہو کا سلام پھیرنے کے بعد جماعت میں شامل ہوئے ان کی نماز نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ جب سجدۂ سہو واجب نہ تھا تو داہنی جانب سلام پھیرتے ہی نماز ختم ہو گئی

Marfat.com

اور مسبوق کی بھی نماز فاسد ہو گئی اس لئے کہ محل انفراد میں اقتدا پائی گئی جو مفسد نماز ہے درمختار میں ہے سلام من علیہ سجود سہو یخرجہ من الصلوٰۃ خروجا موقوفا ان سجد عاد الیہا والا لا۔ ردالمحتار جلد اول صہ ۵۲۷ میں ہے انہ اذا سجد وقع لغوا فکانہ لم یسجد فلم یعد الی حرمۃ الصلوٰۃ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ رجمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

مسئلہ از محمد مظہر حسین قادری مدرسہ اہلسنت گلشن رسول قصبہ دلاسی گنج۔ فیض آباد

زید نماز عصر ادا کر رہا تھا قعدہ اولیٰ میں اسے بیٹھنا تھا لیکن وہ بھول گیا اس کا اٹھنا اتنا تھا کہ قریب تھا کہ قیام مان لیا جاتا اتنے میں لقمہ پاتے ہی وہ قعدہ اولیٰ کے لئے بیٹھ گیا تشہد پڑھنے کے بعد کھڑا ہوا نماز دو رکعت وہ بھی پوری کی ایسی صورت میں نماز واجب الاعادہ ہوئی کہ نہیں جواب مدلل اور واضح عنایت فرمائیں۔

الجواب اگر امام کھڑے ہونے کے قریب تھا یعنی بدن کے نیچے کا آدھا حصہ سیدھا ہو گیا تھا اور پیٹھ میں خم باقی تھا کہ مقتدی کے لقمہ دینے پر بیٹھ گیا اور آخر میں سجدۂ سہو کر لیا تو نماز پوری ہو گئی اور اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز کا اعادہ واجب ہے مراقی الفلاح مع طحطاوی صہ ۲۵۴ میں ہے ان عاد وھو الی القیام اقرب بان استوی النصف الاسفل مع انحناء الظہر وھو الاصح فی تفسیرہ سجد للسہو۔ اور اگر بیٹھنے کے قریب تھا یعنی ابھی جسم کے نیچے کا آدھا حصہ سیدھا ہو تھا کہ لقمہ دینے پر بیٹھ گیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں نماز پوری ہو گئی اس کا اعادہ واجب نہیں ردالمحتار جلد اول صہ ۴۹۹ میں ہے اذا عاد قبل ان یستقیم قائما وکان الی القعود اقرب فانہ لا سجود علیہ فی الاصح وعلیہ الاکثر اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از اسرار احمد اعظمی معرفت محمد احمد یونس سیٹھ کی چال روم ۲ نیو آگرہ روڈ کرلا۔ بمبئی ۷۰

۱۔ امام عشاء کی نماز پڑھ رہا تھا دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور کھڑا ہو گیا دو تین مقتدیوں نے لقمہ دیا مگر امام کھڑا ہی رہا پھر آخر میں سجدۂ سہو کیا نماز ہو گئی یا نہیں؟ اور جن مقتدیوں نے لقمہ دیا ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟

۲۔ پچھلی صف میں ایک مقتدی دو رکعت پر امام کے ساتھ کھڑا نہ ہوا بلکہ بیٹھا رہا اور التحیات پڑھ کر کھڑا ہوا اس

Marfat.com

مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں ؟

الجواب صورت مستفسرہ میں امام کے کھڑے ہونے کے بعد جن مقتدیوں نے اسے لقمہ دیا ان کی نماز نہیں ہوئی۔ جیسا کہ فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۴۰۳ میں ہے: کہ جب امام قعدۂ اولی چھوڑ کر پورا کھڑا ہو جائے تو اب مقتدی بیٹھنے کا اشارہ نہ کرے ورنہ ہمارے امام کے مذہب پر مقتدی کی نماز جاتی رہے گی کہ پورا کھڑے ہونے کے بعد امام کو قعدۂ اولی کی طرف عود ناجائز تھا۔ تو اس کا بتانا محض بے فائدہ رہا اور اپنے اصلی حکم کے رو سے کلام ٹھہر کر مفسد نماز ہوا۔ اور جیسا کہ بحر الرائق جلد دوم ص ۷ میں ہے۔ ولا یسبح للامام اذا قام الی الاخریین لانہ لا یجوز لہ الرجوع اذا کان الی القیام اقرب فلم یکن التسبیح مفیداً کذا فی البدائع وینبغی فساد الصلوٰۃ بہ لان القیاس فسادھا بہ عند قصد الاعلام وانما ترک للحدیث الصحیح من نابہ شئی فی صلاتہ فلیسبح فللحاجۃ لم یعمل بالقیاس فعند عدمھا یبقی الامر علی اصل القیاس ـــــ اور جو شخص امام کے ساتھ کھڑا نہ ہوا بلکہ بیٹھا رہا التحیات پڑھ کر کھڑا ہوا وہ نماز کا اعادہ کرے۔ شامی جلد اول ص ۳۱۶ میں ہے۔ تجب متابعۃ للامام فی الواجبات فعلا وکذا ترکاً ان لزم من فعلہ مخالفۃ الامام فی الفعل کترکہ القنوت او تکبیرات العید او قعدۃ الاولی او سجود السھو والتلاوۃ فیترکہ المؤتم ایضاً اھ واللہ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۶ صفر المظفر سنہ ۱۳۹۱ھ

مسئلہ

از ابوالحسن منتری گورکھپوری

عید الاضحی کی نماز میں امام کو سہو ہوا اور اس نے سجدۂ سہو ادا کیا کیا نماز ہوگئی۔ زید کہتا ہے نماز نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ عیدین کی نماز میں سجدۂ سہو نہیں ہے امام نے سجدہ کر کے زیادتی کیا لہذا نماز نہیں ہوئی۔

الجواب زید کا کہنا عیدین کی نماز میں سجدۂ سہو نہیں ہے غلط ہے۔ بہار شریعت حصہ چہارم ص ۵۳ میں بحوالہ عالمگیری تحریر فرمایا ہے کہ ،، جمعہ وعیدین میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے ،، صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی۔ امام نے صرف بہتر کے خلاف کیا ہے جب کہ مقتدیوں کی جماعت کثیر رہی ہو۔ اور اگر مقتدیوں کی جماعت کثیر نہ رہی ہو تب تو سجدۂ سہو اس پر واجب تھا ہی۔ نماز نہ ہونے کا کیا معنی ہے۔

کتبہ بدر الدین احمد رضوی گورکھپوری
۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۹ھ

Marfat.com

مسئلہ از محمد امین الدین محلہ سگرامپورہ۔ مولوی اسماعیل اسٹریٹ سورت

امام تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا گیا اور دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا پھر مقتدی کے لقمہ دینے پر رکوع سے واپس ہوا دعائے قنوت پڑھی پھر رکوع کیا اور آخر میں سجدۂ سہو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں ؟

الجواب جو شخص دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ دعائے قنوت پڑھنے کے لئے رکوع سے پلٹے بلکہ حکم ہے کہ وہ نماز پوری کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ پھر اگر خود ہی یاد آجائے اور رکوع سے پلٹ کر دعائے قنوت پڑھے تو اصح یہ ہے کہ برا کیا گنہگار ہوا مگر نماز فاسد نہ ہوئی ردالمحتار میں ہے لوسھا عن القنوت فرکع فانہ لوعاد و قنت لا تفسد علی الاصح اھ مگر صورت مستفسرہ میں جب مقتدی نے امر ناجائز کے لئے لقمہ دیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی پھر امام اس کے بتانے سے پلٹا اور وہ نماز سے خارج تھا تو امام کی بھی نماز فاسد ہوگئی اور اس کے سبب کسی کی نماز نہیں ہوئی ھکذا فی الکتب الفقھیۃ وھو تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۵/ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

مسئلہ از محمد فاروق القادری متعلم دارالعلوم غوثیہ ذاکر نگر جمشید پور (بہار)

(۱) اگر امام بھول کر قعدۂ اولیٰ میں نہ بیٹھا بلکہ کھڑا ہو گیا یا کھڑے ہونے سے قریب ہو گیا پھر کسی مقتدی کے لقمہ دینے سے بیٹھ گیا اور آخر میں سجدۂ سہو کر لیا تو نماز ہو گی یا نہیں ؟

(۲) اور اگر امام نہیں بیٹھا پھر آخر میں سجدۂ سہو کر لیا تو امام و مقتدی کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

(۳) اور اگر امام بغیر لقمہ خود ہی خیال آنے سے بیٹھ گیا پھر سجدۂ سہو کیا تو نماز کا کیا حکم ہے ؟

(۴) اگر کوئی ایسی غلطی ہوئی کہ سجدۂ سہو نہیں تھا پھر بھی کر لیا تو کیا حکم ہے ؟

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب

(۱) اگر امام قعدۂ اولیٰ بھول کر سیدھا کھڑا ہو گیا اس کے بعد مقتدی کے لقمہ دینے سے بیٹھ گیا اور امام کی پیروی میں سب مقتدی بھی بیٹھ گئے تو کسی کی نماز نہ ہوئی سب کی نماز باطل ہو گئی اس لئے کہ سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد بیٹھنا گناہ ہے درمختار مع شامی جلد اول ص۵ میں ہے ان استقام قائما لا یعود فلو عاد الی القعود تفسد صلاتہ وقیل لا تفسد لکنہ یکون مسیئا وھو الاشبہ کما حققہ الکمال وھو الحق

Marfat.com

بحرا ھو لمخصا ردالمحتار میں ہے قولہ لکنہ یکون مسیئا ای ویاثم کما فی الفتح لہٰذا مقتدی نے امر ناجائز کے لئے لقمہ دیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ پھر امام اس مقتدی کے بتانے سے لوٹا جو نماز سے خارج تھا تو اس کی نماز بھی باطل ہو گئی اور مقتدیوں ———— کی نماز بھی فاسد ہو گئی اور اگر ابھی امام سیدھا نہ کھڑا ہوا تھا بلکہ کھڑے ہونے کے قریب تھا اور مقتدی کے لقمہ دینے پر بیٹھ گیا پھر آخر میں سجدۂ سہو کیا تو سب لوگوں کی نماز ہو گئی اس لئے کہ جب سیدھا کھڑا نہ ہو تو مذہب اصح میں پلٹ آنے کا حکم ہے مراقی الفلاح میں ہے ان عاد وھو الی القیام اقرب بان استوی النصف الاسفل مع انحناء الظھر وھو الاصح فی تفسیرہ سجد للسھو۔ طحطاوی ص ۲۵۴ میں ہے قولہ وھو الی القیام اقرب الخ ظاھرہ انہ ان لم یستو قائما یجب علیہ العود ثم یفصل فی سجود السھو فان کان الی القیام اقرب سجد لہ وان کان الی القعود اقرب لا فحکم السجود متعلق بالقرب وعدمہ وحکم العود متعلق بالاستواء وعدمہ۔ اور تنویر الابصار و درمختار میں ہے (سھا عن القعود الاول من الفرض) ولو عملیا اما النفل فیعود مالم یقید بالسجدۃ (ثم تذکرہ عاد الیہ) وتشھد ولا سھو علیہ فی الاصح (مالم یستقم قائما) فی ظاھر المذھب وھو الاصح فتح ردالمحتار ص $\frac{۴۹۹}{۱}$ میں ہے قولہ ولا سھو علیہ فی الاصح یعنی اذا عاد قبل ان یستتم قائما وکان الی القعود اقرب فانہ لا سجود علیہ فی الاصح وعلیہ الاکثر واما اذا عاد وھو الی القیام اقرب فعلیہ سجود السھو کما فی نور الایضاح وشرحہ بلا حکایۃ خلاف فیہ وصحح اعتبار ذالک فی الفتح بما فی الکافی ان استوی النصف الاسفل وظھرہ بعد منحن فھو اقرب الی القیام وان لم یستو فھو اقرب الی القعود۔ اور فتاوٰی رضویہ جلد ثالث ص ۶۳۲ میں ہے "اگر قیام سے قریب ہو گیا یعنی بدن کا نصف زیریں سیدھا اور پیٹھ میں خم باقی ہے تو بھی مذہب اصح وارجح میں پلٹ آنے ہی کا حکم ہے مگر اب اس پر سجدۂ سہو واجب" انتہی بالفاظہ۔ وھو اعلم بالصواب

(۲) اگر مقتدی نے اس وقت لقمہ دیا جب کہ امام بیٹھنے کے قریب تھا مگر وہ نہیں بیٹھا تو کسی کی نماز فاسد نہ ہوئی لیکن اس نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے اس لئے کہ امام نے لقمہ کے بعد قصداً ترک واجب کیا جس کی تلافی سجدۂ سہو سے نہیں ہو سکتی فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری ص ۱۱۸ میں ہے ان ترک ساھیا یجبر بسجد فی السھو وان ترک عامداً لا کذا فی التاتارخانیۃ وظاھر کلام الجم الغفیر انہ لا یجب السجود فی العمد وانما تجب الاعادۃ جبرا للنقصان کذا فی البحر الرائق۔ اور اگر مقتدی نے

Marfat.com

اس وقت بتایا جب کہ امام پورا سیدھا نہ کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں پورا سیدھا ہو گیا تو سجدۂ سہو سے سب کی نماز پوری ہو گئی کہ مقتدی نے اس وقت لقمہ دیا جب کہ امام کو بیٹھنے کا حکم ہے اس لئے مقتدی کی نماز فاسد نہ ہوئی اور چوں کہ امام بھول کر کھڑا ہوا اس لئے اس کا نقصان سجدۂ سہو سے پورا ہو گیا۔

(۳) اگر امام بیٹھنے کے قریب تھا اور بیٹھ گیا تو نماز ہو گئی اور اس صورت میں سجدۂ سہو نہیں۔ اور اگر کھڑے ہونے سے قریب ہوا پھر بیٹھ گیا تو اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوا اگر کر لیا تو نماز پوری ہو گئی۔ اور اگر پورا کھڑا ہو گیا پھر بغیر لقمہ خود ہی خیال آنے سے بیٹھ گیا تو گنہگار ہوا اور مذہب راجح پر نماز فاسد نہ ہوئی اور سجدۂ سہو کرنے سے پوری ہو گئی۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۶۳۳ میں ہے "ہر کہ در فرض یا وتر قعدۂ اولیٰ فراموش کردہ اٹھا تا بتمامہ استادہ نہ شود بسوئے قعود رجوعش باید پس اگر ہنوز بقعود اقرب بود سجدۂ سہو نیست واگر بقیام نزدیک تر شدہ باشد سجدۂ سہو لازم آید۔ واگر بتمامہ راست ایستاد آنگاہ نشستن روا نیست اگر بقعدۂ اولیٰ بازی گردد گنہگار شود امام راجح آنست کہ نماز دریں صورت ہم از دست نہ رود و سجدۂ سہو واجب شود" اھ ملخصا وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

(۴) اگر کوئی ایسی غلطی ہوئی کہ سجدۂ سہو لازم نہ تھا مگر پھر بھی سجدۂ سہو کیا تو منفرد امام اور وہ مقتدی جو مدرک ہیں یعنی پہلی رکعت سے آخر تک امام کے ساتھ پڑھے ہیں ان سب کی نماز ہو گئی۔ لیکن جو لوگ امام کے سجدۂ سہو کرنے کے لئے سلام پھیرنے کے بعد جماعت میں شریک ہوئے ان کی نماز نہ ہوئی کہ بے سبب سجدۂ سہو کرنے سے امام سلام پھیرتے ہی نماز سے الگ ہو گیا تو مابعد کے مقتدیوں کو نماز کے کسی جز میں امام کی شرکت نہ ملی درمختار مع شامی ج ا ص۵۰۳ میں ہے سلام من علیہ سجود سھو یخرجہ من الصلوٰۃ خروجا موقوفا ان سجد عاد الیھا والا لا۔ اور ردالمحتار جلد اول ص۵۰۴ میں ہے انہ اذا سجد وقع لغوا فکانہ لم یسجد فلم یعد الی حرمۃ الصلوٰۃ۔ اور وہ مقتدی جو مسبوق ہیں یعنی جن لوگوں کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی ہیں اگر وہ لوگ سجدہ کرنے میں امام کی اتباع کئے بعد کو معلوم ہوا کہ سجدۂ سہو واجب نہ تھا تو ایسے مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو گئی اس لئے کہ انھوں نے محل انفراد میں اقتدا کیا طحطاوی علی مراقی ص۲۵۳ میں ہے "ولو تابعہ المسبوق ثم تبین ان لاسھو علیہ ان علم ان لاسھو علی امامہ فسدت وان لم یعلم انہ لم یکن علیہ فلا تفسد وھو المختار کذا فی المحیط۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۳ / ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

Marfat.com

مسئلہ ازابو الکلام احمد مقام و پوسٹ کسم کھور ضلع فرخ آباد

قعدۂ اخیرہ میں امام بجائے بیٹھنے کے کھڑا ہو جائے یا کھڑا ہونے کے قریب ہو جائے۔ اور امام لقمہ پر بیٹھ جائے یا اپنے خیال سے بیٹھ جائے تو سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے تو کیوں؟

الجواب قعدۂ اخیرہ میں بھول کر سیدھا کھڑا ہو جائے یا کھڑے ہونے کے قریب ہو جائے یعنی بدن کا نصف زیریں سیدھا اور پیٹھ میں خم باقی رہے کہ مقتدی کے لقمہ دینے پر یا خود بیٹھ جائے تو قعدہ کی ادائگی میں تاخیر کے سبب سجدۂ سہو ضروری ہے۔ فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۲۱ میں ہے ان لم یقعد علی راس الرابعۃ حتی قام الی الخامسۃ ان تذکر قبل ان یقید الخامسۃ بالسجدۃ عاد الی القعدۃ ھکذا فی المحیط۔ وفی الخلاصۃ ویتشھد ویسجد للسہو کذا فی التاتار خانیہ۔ اور فتح القدیر جلد اول ص۴۴۵ میں محقق علی الاطلاق سجدۂ سہو کی علت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں لانہ اخر واجبا ای واجبا قطعیا وھو الفرض لان الکلام فی القعدۃ الاخیرۃ اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۲؍ ذو قعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۴۵۷ ازنور محمد مسجد قلیان سنٹرل اسٹیشن چھاؤنی کانپور

زید نے جہری نماز پڑھائی جس کی پہلی رکعت میں الم ترکیف الخ اور دوسری رکعت میں سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون الخ پڑھی۔ آیا صورت مذکورہ میں نماز جائز ہوگئی یا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی یا کچھ اور؟

الجواب قرآن مجید کو ترتیب سے پڑھنا واجبات تلاوت سے ہے واجبات نماز سے نہیں ہے اس لئے اگر کسی نے پہلی رکعت میں الم ترکیف الخ پڑھی اور دوسری رکعت میں سبحان ربک الخ پڑھی تو گنہگار ہوا توبہ کرے مگر نماز جائز ہو گئی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ نہیں ہوئی اور نہ بھول کر پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوا۔ جیسا کہ ردالمحتار جلد اول ص۳۰۰ میں ہے یجب الترتیب فی سور القرآن فلو قرأ منکوسا اثم لکن لا یلزمہ سجود السہو لان ذالک من واجبات القراءۃ لا من واجبات الصلوٰۃ کما ذکرہ فی البحر فی باب السہو اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۶؍ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

Marfat.com

مسئلہ از ظل الرحمٰن خطاط استقامت ڈائجسٹ کانپور

اگر امام بھول کر قعدۂ اخیرہ میں کھڑا ہو گیا تو مقتدی کیا کریں ؟

الجواب اگر قعدۂ اخیرہ میں بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد امام بھول کر کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں۔ بلکہ بیٹھے ہوئے انتظار کریں۔ اگر سجدہ کرنے سے پہلے امام لوٹ آئے تو مقتدی اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرنے کے بعد تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ اور اگر امام نہ لوٹے یہاں تک کہ سجدہ کرے تو مقتدی تنہا سلام پھیر لیں اور اگر قعدۂ اخیرہ میں بقدر تشہد بیٹھے بغیر امام بھول کر کھڑا ہو گیا اور لقمہ دینے پر واپس نہ ہوا یہاں تک کہ سجدہ کر لیا تو سب کی فرض نماز باطل ہو گئی۔ اور جس نے امام کے سجدہ کرنے سے پہلے سلام پھیر دیا اس کی بھی باطل ہو گئی مراقی الفلاح مع طحطاوی ص ۱۶۹ میں ہے لو قام بعد القعود الاخیر ساھیا لا یتبعہ المؤتم فیما لیس من صلاتہ بل یمکث فان عاد الامام قبل تقییدہ الزائدۃ بسجدۃ سلم معہ۔ وان قید الامام الرکعۃ الزائدۃ بسجدۃ سلم المقتدی وحدہٗ۔ وان قام الامام قبل القعود الاخیر ساھیًا انتظرہ الماموم وسبح لیتنبہ امامہ فان سلم المقتدی قبل ان یقید امامہ الزائدۃ بسجدۃ فسد فرضہ لانفرادہ برکن القعود حال الاقتداء کما تفسد بتقیید الامام الزائدۃ بسجدۃ لترکہ القعود الاخیر فی محلہ ملخصا۔ وھو تعالٰی اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از غلام حسین قادری رضوی نوری مدرسہ اسلامیہ سعدی مدنپور ضلع باندہ

امام نے نماز عید پڑھائی دوسری رکعت میں دو تکبیر زائد کہہ کر تیسری تکبیر میں رکوع کو چلا گیا لقمہ مقتدی نے دیا تو فورًا امام نے اعادہ کر لیا اور نماز پوری سجدۂ سہو کے ساتھ کیا کچھ مقتدیوں نے سلام سہو کو آخری سلام سمجھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو بھی کیا اس صورت میں جن لوگوں نے دونوں طرف سلام پھیر دیا ان کی نماز ہوئی یا نہیں ؟

الجواب (۱) اگر امام تکبیر زوائد بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو حکم ہے کہ نہ لوٹے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول ص ۵۶۰ اور بحر الرائق جلد دوم ص ۱۶۱ میں ہے لو رکع الامام قبل ان یکبر فلا یعود الی القیام لیکبر فی ظاھر الروایۃ اھ ملخصا۔ اور بہار شریعت حصہ چہارم لاہوری ص ۱۰۸ پر عید

Marfat.com

کے بیان میں ہے کہ "امام تکبیر کہنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو قیام کی طرف نہ لوٹے ۱ھ" اور جب تکبیر کے چھوٹنے پر نہ لوٹنے کا حکم ہے تو ایک تکبیر کے چھوٹنے پر بدرجۂ اولیٰ نہ لوٹنے کا حکم ہے ـــــ لہٰذا مقتدی نے غلط لقمہ دیا اور غلط لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صـ۳۲۲ میں بحر الرائق سے ہے القیاس فسادھا به وانما ترك للحاجة فعند عدمها یبقی الامر علی اصل القیاس ۱ھ مختصراً ـــــ اور لقمہ دینے والا جب کہ نماز سے خارج ہو گیا اور امام اس کے بتانے سے لوٹا تو امام کی نماز گئی اور اس کے سبب سے لوگوں کی نماز جاتی رہی کسی کی نہ ہوئی۔ ھٰکذا فی الجزء الثالث من الفتاویٰ الرضویة وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۶؍ ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ

بابٌ فی سجدۃ التلاوۃ

سجدۂ تلاوہ کا بیان

مسئلہ از حاجی معشوق علی و عبد الحق اعظم گڑھ

(۱) اسلامی مدارس میں جو آیت سجدہ لڑکوں کو پڑھائی جاتی ہے تو طالب علم اور معلم پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟ (۲) طالب علم اور معلم کا بغیر وضو کے قرآن پاک کا پڑھنا اور چھونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــ (۱) طالب علم اگر آیت سجدہ پڑھ رہا ہے اور معلم سن رہا ہے یا معلم پڑھا رہا ہے اور طالب علم پڑھ رہا ہے اور دونوں نابالغ ہیں تو دونوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا مگر کر لینا بہتر ہے اور اگر ان میں سے ایک بالغ ہے تو صرف بالغ پر واجب ہوگا خواہ آیت سجدہ وہ خود پڑھے یا کسی سے سنے اور اگر دونوں بالغ ہیں تو پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہوگا پھر اگر پڑھنے والے نے ایک مجلس میں ایک آیت سجدہ کو بار بار پڑھا اور سننے والے نے ایک ہی مجلس میں سنا تو دونوں پر ایک ہی بار سجدہ کرنا واجب ہوگا اور اگر پڑھنے والے کی مجلس ہر بار بدلتی رہی اور سننے والے کی مجلس نہ بدلی تو پڑھنے والا جتنی بار پڑھے گا اتنی

Marfat.com

ہی بار اس پر سجدہ کرنا واجب ہوگا اور سننے والے پر ایک ہی سجدہ کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر پڑھنے والے کی مجلس نہ بدلی اور سننے والے کی مجلس ہر بار بدلتی رہی تو حکم برعکس ہوگا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے ولو تبدل مجلس السامع دون التالی یتکرر الوجوب علیہ۔ ولو تبدل مجلس التالی دون السامع یتکرر الوجوب علیہ لا علی السامع علی قول اکثر المشائخ وبہ نأخذ کذا فی العتابیہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ سجدہ کی ایک ہی آیت کو بار بار پڑھا اور اگر سجدہ کی چند آیتوں کو پڑھا یا سنا خواہ ایک ہی مجلس میں تو جتنی آیتوں کو پڑھے گا یا سنے گا اتنی ہی بار سجدہ واجب ہوگا۔ طالب علم نے آیت سجدہ پڑھی اور معلم نے پڑھائی یا سنی اور دونوں نے سجدہ کر لیا پھر اسی مجلس میں طالب علم نے وہی آیت پڑھی اور معلم نے پڑھائی یا سنی تو وہی پہلا سجدہ کافی ہوگا۔ اور ایک ہی آیت کو بار بار پڑھنے اور سننے کے بعد آخر میں اگر ایک سجدہ کر لیا تب بھی ایک ہی کافی ہوگا اور تاخیر کرنے سے گنہگار نہ ہوگا۔ دو ایک لقمہ کھانے، دو ایک گھونٹ پینے، کھڑے ہو جانے، مدرسہ کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے کی طرف چلے جانے سے مجلس نہ بدلے گی۔ اور تین لقمے کھانے، تین گھونٹ پینے، تین کلمے بولنے، تین قدم میدان میں چلنے، لیٹ کر سو جانے سے مجلس بدل جائے گی اور کسی مجلس میں دیر تک بیٹھنے، قرأت، تسبیح، تہلیل، سبق پڑھانے وعظ میں مشغول ہونے سے مجلس نہیں بدلے گی۔

(۲) طالب علم اور معلم اگر دونوں نابالغ ہوں تو بے وضو قرآن مجید چھونا بہتر نہیں مگر چھو سکتے ہیں اور اگر مدرس بالغ ہو یا طالب علم بالغ ہو تو بالغ کو بغیر وضو کے قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے بے چھوئے یا دور سے دیکھ کر یا زبانی پڑھے تو کوئی حرج نہیں کما صرح بہ فی کتب الفقہ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ

مسئلہ

از محمد اسلم بھیونڈی ضلع تھانہ (مہاراشٹر)

سجدۂ تلاوت بیٹھ کر کیا جائے یا کھڑے ہو کر؟

الجواب

سجدۂ تلاوت میں بیٹھ کر سجدہ میں جانا جائز ہے، اور کھڑے ہو کر سجدے میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا مستحب ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل ص۱۲۸ میں ہے والمستحب انہ اذا اراد ان یسجد للتلاوۃ یقوم ثم یسجد واذا رفع راسہ من السجود یقوم ثم یقعد کذا فی الظہیریۃ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۷ رجمادی الاخری ۱۳۸۶ھ

باب صلوٰۃ المسافر
نماز مسافر کا بیان

مسئلہ از سید غلام جہانیاں، گوٹھ بٹ سرائی ضلع داؤد (پاکستان)

زید جو ہندوستان کا ایک سنی حنفی عالم دین ہے ۴ ر ذی الحجہ کو مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ حاضر ہوا جس کی نیت یہ تھی کہ حج کے بعد ایک ماہ مکہ معظمہ میں قیام کرے گا عالم مذکور نے منیٰ اور عرفات میں چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر کی ۹ ر ذی الحجہ کی رات کو جب عرفات سے مزدلفہ پہونچا تو عشا میں قصر کی اس پر بکر نے کہا کہ یہاں قصر کرنا غلط ہے عالم دین نے بکر کو سمجھانے کی کوشش کی مگر انھوں نے کہا کہ میں کئی بار حج کر چکا ہوں بڑے بڑے علماء کا ساتھ رہا ہے یہاں پر قصر ہرگز نہیں ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں عالم دین کا منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں قصر کرنا صحیح ہے یا بقول بکر ان مقامات پر قصر کرنا غلط ہے۔ کتب معتبرہ کے حوالہ سے بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب صورت مستفسرہ میں عالم دین جب کہ ۴ ر ذی الحجہ کو مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ حج کے لئے حاضر ہوا تو مسافر رہا مقیم نہ ہوا اس لئے کہ پندرہ دن کے قبل ہی اسے منیٰ اور عرفات کی طرف نکلنا تھا تو جب بحالت مسافرت اس نے منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کی حاضری دی تو ان مقامات پر چار رکعت والی فرض نماز میں قصر ضروری ہوا بلکہ وہ عالم دین ۴ ر ذی الحجہ کو جب کہ وہ مکہ معظمہ میں داخل ہوا اگر اقامت کی نیت بھی کرتا تو وہ نیت اس کی صحیح نہ ہوتی اور قصر لازم رہتا بکر کا قول صحیح نہیں لہٰذا اس نے اگر کسی بھی سال مذکورہ صورت میں قصر نہ کیا تو ترک واجب کے سبب گنہگار ہوا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص ۱۳۱ میں ہے ان نوی الاقامۃ اقل من خمسۃ عشر یوما قصر ھذا فی الھدایۃ اھ۔ بحر الرائق جلد ثانی ص ۱۳۲ اور فتاویٰ ہندیہ

Marfat.com

جلد اول مصری ص۱۳۱ میں ہے ذکر فی کتاب المناسک عند الحاج اذا دخل مکۃ فی ایام العشر و نوی الاقامۃ نصف شہر لا یصح لانہ لابد لہ من الخروج الی عرفات فلا یتحقق الشرط اھ۔ اور بدائع الصنائع جلد اول ص۹۸ میں کتاب مذکور کے حوالہ سے ہے ان الحاج اذا دخل مکۃ فی ایام العشر ونوی الاقامۃ خمسۃ عشر یوما او دخل قبل ایام العشر لکن بقی الی یوم الترویۃ اقل من خمسۃ عشر یوما ونوی الاقامۃ لا یصح لانہ لابد لہ من الخروج الی عرفات فلا یتحقق نیۃ اقامتہ خمسۃ عشر یوما فلا یصح اھ۔ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص۱۳۰ میں ہے القصر واجب عندنا کذا فی الخلاصۃ اھ۔ درمختار میں ہے صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا لقول ابن عباس ان اللہ فرض علی لسان نبیکم صلاۃ المقیم اربعا والمسافر رکعتین اھ۔ اور بحر الرائق میں ہے لو اتم فانہ اثم عاص اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب!

کتبہ

جلال الدین احمد الامجدی

۹ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ

مسئلہ

ازقادری بکڈپو محلہ کیلہ غازی آباد

زید اپنے آبائی وطن سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر برسر روزگار قیام پذیر ہے دوران سال ہفتہ یا پندرہ یوم کے لئے اپنے اعزا و اقارب سے ملنے کی غرض سے وطن جاتا ہے۔ آیا زید پر قصر واجب ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب معتبرہ جواب مرحمت فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر زید اپنے آبائی وطن سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر صرف تجارت کے لئے مقیم ہے کہ اس جگہ نہ اس کی ولادت ہوئی نہ وہاں اس نے شادی کی اور نہ اسے وطن بنایا یعنی یہ عزم نہیں کیا کہ اب یہیں رہوں گا اور یہاں کی سکونت نہ چھوڑوں گا بلکہ وہاں کا قیام صرف عارضی بربنائے تعلق تجارت یا نوکری ہے تو وہ جگہ وطن اصلی نہ ہوئی بلکہ وطن اقامت ہے اگرچہ وہاں بعض یا کل اہل و عیال کو بھی لے جائے کہ بہرحال یہ قیام مستقل نہیں بلکہ ایک وجہ خاص سے ہے تو جب وہاں سفر سے آئے گا جب تک پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہ کریگا قصر ہی پڑھے گا اور جب وہاں سے اپنے آبائی وطن کے لئے سفر کرے گا تو وہ راستہ میں قصر کرے گا کہ ساٹھ میل کا سفر کرے گا اور جب اپنے آبائی وطن میں پہونچ جائے گا تو قصر نہ کرے گا کہ وطن اصلی ہے اور مسافر جب وطن اصلی میں پہونچ جاتا ہے تو سفر ختم ہو جاتا ہے اگرچہ اقامت کی نیت نہ ہو درمختار میں ہے الوطن الاصلی موطن ولادتہ

Marfat.com

اوتاھلہ او توطنہ۔ ردالمحتار جلد اول صہ ۵۳۲ میں ہے قولہ اوتاھلہ ای تزوجہ وقولہ او توطنہ ای عزم علی القرار فیہ وعدم الارتحال وان لم یتاھل اور فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صہ ۱۳۳ میں ہے وطن الاقامۃ یبطل بوطن الاقامۃ وبانشاء السفر وبالوطن الاصلی ھکذا فی التبیین اور اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے اذا دخل المسافر مصرہ اتم الصلوۃ وان لم ینو الاقامۃ فیہ اھ وھو تعالی اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۸ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ

مسئلہ از ابوالکلام مقام کسم کھور ضلع فرخ آباد

زید ملازمت کے لئے وطن سے دور رہتا ہے کبھی کبھی معین جگہ سے آٹھ دس کے فاصلہ پر جانا پڑتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ساٹھ میل کی دوری پر بھی سفر میں جانا پڑتا ہے مگر درمیان میں آٹھ دس میل کے فاصلے پر گھنٹے دو گھنٹے یا ایک آدھ شب کے لئے رکنا پڑتا ہے، حالات مذکورہ میں درمیان سفر میں نماز قصر پڑھیگا یا پوری اور جب معین جگہ سے آٹھ دس میل کے فاصلے پر جانا پڑتا ہے تو وہاں نماز قصر کرے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب صورت مسئولہ میں جب معین جگہ سے آٹھ دس میل دور ہوجائے تو نماز قصر نہیں کرسکتا۔ کیوں کہ قصر کے لئے خشکی میں مسافت سفر کم از کم ۵۷ ½ میل ہے اور جب معین جگہ سے ساٹھ میل کے سفر پر جانا پڑے اور راستے میں آٹھ دس میل کے فاصلہ پر ایک دو شب قیام کا ارادہ ہے جب بھی قصر نہیں۔ کیونکہ قصر کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ ارادہ سفر متصل کا ہو۔ ہاں اگر ایک دو گھنٹے مثلاً کہیں بیچ میں رکنا ہے تو قصر کرے گا۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ محمد الیاس خاں

الجواب صحیح جلال الدین احمد الامجدی بدرالدین احمد الرضوی

مسئلہ از محمد حنیف مدرسہ اسلامیہ جلال پور سکندرہ پوسٹ مدیا پور۔ ضلع کانپور

ایک مدرس اپنے وطن سے تین دن کی راہ سے شہر میں گیا وہاں پر اس کے والدین رہتے ہیں خود بھی وہیں پر بڑھا اور پڑھا اور وہیں پر امامت اور مدرسی بھی کرنے لگا کبھی دوسرے دیہات یا شہروں میں چلا گیا اور وہاں امامت یا مدرسی کرنے لگا چھ ماہ یا ایک سال کے بعد جب واپس آیا جہاں پر والدین ہیں تو وہاں پر اس کو نماز قصر پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟ جب کہ ایک ہفتہ رہنے کا خیال ہو۔

Marfat.com

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب جہاں مدرس کے والدین رہتے ہیں اگر وہ شہر اس کا وطن اصلی ہوگیا ہے کہ اس کے گھر کے لوگ وہاں مستقل سکونت اختیار کرلئے ہیں یعنی اس شہر میں قیام عارضی نہیں ہے تو وہاں پہونچ کر کسی صورت میں قصر نہیں کرے گا۔ اور وہ شہر اگر وطن اقامت ہے یعنی وہاں پر قیام عارضی ہے تو پندرہ دن سے کم رہنے کی نیت کی صورت میں قصر کریگا بشرطیکہ مسافر ہوکر وہاں پہونچا ہو۔ وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۷ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از محمد عبد السمیع صدیقی مدرسہ رکن الاسلام مقام بڑی پوسٹ ماتور ضلع الور (راجستھان)

(ا) زید مسافر ہے بکر مقیم نے زید کی اقتدا کیا زید پر سجدۂ سہو لازم ہوا زید نے سجدۂ سہو کیا بکر نے سجدۂ سہو نہیں کیا بکر کی اقتدا صحیح رہی یا غلط؟

(ب) زید مسافر عشار کی نماز پڑھا رہا تھا بکر آخری رکعت میں شامل ہوا بکر اپنی تین رکعتیں کس طرح ادا کرے تینوں رکعتوں میں کیا کیا پڑھے؟

(ج) زید مسافر کی اقتدا بکر نے کیا بکر آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھے یا نہیں؟ کس طرح آخری دو رکعتیں ادا کرے؟

(د) مچھلی کب سے حلال ہوئی کس طرح حلال ہوئی مفصل تحریر فرمائیں کتب معتبرہ سے مدلل جواب مرحمت فرماکر ممنون ومشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب (ا) مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدی کے لئے سجدۂ سہو کے بارے میں وہی حکم ہے جو مسبوق کا ہے یعنی امام کے ساتھ بغیر سلام کے سجدۂ سہو کرے اگر امام کے ساتھ نہ کیا تو اقتدا باطل نہ ہوئی آخر میں سجدۂ سہو کرے اگر آخر میں بھی نہ کیا تو نماز کا اعادہ کرے فتاویٰ عالمگیری میں ہے المقیم خلف المسافر حکمہ حکم المسبوق فی سجدۃ السھو اھ اور مسبوق کے متعلق رد المحتار میں بحر وغیرہ سے ہے لو لم یتابعہ فی السجود وقام الی قضاء ما سبق بہ فانہ یسجد فی آخر صلاتہ استحسانا لان التحریمۃ متحدۃ فجعل کانھا صلوۃ واحدۃ اھ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

(ب، ج) بکر لاحق مسبوق ہے امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب کھڑا ہو تو قیام میں کچھ نہ پڑھے بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کی مقدار خاموش کھڑا رہے پھر رکوع وسجدہ سے فارغ ہوکر التحیات پڑھے کہ یہ اس کی دوسری رکعت

Marfat.com

ہوئی پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت اور ویسی ہی بلاقرأت پڑھے اور پھر التحیات کے لئے بیٹھے کہ یہ رکعت اگرچہ اس کی تیسری ہے مگر امام کے حساب سے چوتھی ہے اور پھر کھڑا ہو کر ثنا پڑھے اگرچہ پہلے نہیں پڑھی اور تعوذ و تسمیہ سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھے پھر رکوع سجدہ اور تشہد کے بعد نماز پوری کرے درمختار و ردالمحتار جلد اول ص۳۹۹ میں ہے مقیما ائتم بمسافر فھو لاحق بالنظر للاخیرتین وقد یکون مسبوقا ایضا کما اذا فاتہ اول صلاۃ امامہ المسافر اھ اور درمختار میں ہے اللاحق یبدأ بقضاء ما فاتہ بلا قراءۃ ثم ماسبق بہ بہا ان کان مسبوقا ایضا اھ تلخیصا اور ردالمحتار جلد اول ص۴۰۰ میں ہے صلی اللاحق ماسبق بہ بقراءۃ ان کان مسبوقا ایضا اھ پھر اسی صفحہ پر ہے فی شرح المنیۃ وشرح المجمع انہ لو سبق برکعۃ من ذوات الاربع ونام فی رکعتین یصلی اولا مانام فیہ ثم ما ادرکہ مع الامام ثم ماسبق بہ فیصلی رکعۃ مما نام فیہ مع الامام ویقعد متابعۃ لہ لانہا ثانیۃ امامہ ثم یصلی الاخری مما نام فیہ ویقعد لانہا ثانیتہ ثم یصلی التی انتبہ فیہا ویقعد متابعۃ لامامہ لانہا رابعۃ وکل ذالک بغیر قراءۃ لانہ مقتد ثم یصلی الرکعۃ التی سبق بہا بقراءۃ الفاتحۃ وسورۃ۔ والاصل ان اللاحق یصلی علی ترتیب صلاۃ الامام والمسبوق یقضی ماسبق بہ بعد فراغ الامام اھ۔

(د) دارالافتاء سے احکام شرعیہ حلال و حرام بتائے جاتے ہیں حرام و حلال کی تاریخ کا تعلق دارالافتاء سے نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۳ صفر المظفر ۹۸ھ

مسئلہ
از ابن حسن مین پوری (یوپی)

مکہ اور مدینہ کی نماز میں کیا فرق ہے؟ نیز یہ کیسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکہ کی نماز ہے یا مدینہ کی؟

الجواب
بعون الملک العزیز الوھاب سوال واضح نہیں کہ سائل کیا دریافت کرنا چاہتا ہے اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ نماز کا کتنا حصہ مکی اور کتنا حصہ مدنی ہے تو واضح ہو کہ مکہ شریف میں کل گیارہ رکعتیں فرض ہوئی تھیں ۲ فجر ۲ ظہر ۲ عصر تین مغرب اور ۲ عشا پھر مدینہ شریف میں چھ رکعتوں کا اضافہ ہوا ۲ ظہر میں ۲ عصر میں اور ۲ عشا میں اس طرح دن رات میں کل سترہ رکعتیں ہوئیں۔ اسے یوں بھی

Marfat.com

کہا جاسکتا ہے کہ مغرب کے علاوہ باقی وقتوں کی جو رکعتیں سورتوں سے خالی پڑھی جاتی ہیں وہ مدنی ہیں باقی مکی ہیں، اور بعض لوگ مکہ اور مدینہ کی نماز میں جو یہ فرق بیان کرتے ہیں کہ ہر وہ رکعتیں جو بھری پڑھی جاتی ہیں وہ مکی ہیں اور جو خالی پڑھی جاتی ہیں وہ مدنی ہیں صحیح نہیں اس لئے کہ مغرب کی تینوں رکعتیں مکہ شریف میں فرض ہوئی تھیں جس میں سے ایک خالی بھی ہے ھٰذہ الخلاصۃ ما قال الشاہ ولی اللہ المحدث الدھلوی فی حجۃ اللہ البالغۃ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲؍ ذوالقعدہ ۸۷ھ

مسئلہ از محمد ابراہیم خاں چھاؤنی ضلع بستی (یوپی)

ایک مولانا صاحب سلطانپور میں رہتے ہیں اور ریاست خاں چھاؤنی میں رہتے ہیں جو فیض آباد سے بوب بستی روڈ پر واقع ہے۔ ریاست خاں نے مولانا کو اپنے لڑکے کی شادی میں شرکت کی دعوت دی اور تاکید کردی کہ آپ صبح سویرے پہلے چھاؤنی آئیں دوپہر کا کھانا یہیں کھاکر آرام کریں پھر چھاؤنی سے فیض آباد ہوتے ہوئے علاقہ اکبرپور میں ٹانڈہ روڈ پر یعقوب پور بارات چلنا ہے۔ مولانا صاحب سلطانپور سے بوقت صبح شادی اور بارات کی شرکت کی نیت سے براہ فیض آباد چھاؤنی پہونچے دوپہر کا کھانا کھایا اور دو تین گھنٹے چھاؤنی میں رہے اور آرام کیا۔ پھر بارات کے ساتھ فیض آباد ہوتے ہوئے یعقوب پور گئے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس صورت میں مولانا صاحب شرعی مسافر ہوئے یا نہیں؟ اور وہ نماز قصر کریں گے یا نہیں؟

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب اگر سلطانپور سے چھاؤنی کی مسافت ۵۷ ۵/۸ میل یعنی ۹۲ کلومیٹر نہیں ہے اور نہ چھاؤنی سے یعقوب پور ۹۲ کلومیٹر ہے تو اس صورت میں مولانا صاحب شرعی مسافر نہیں ہوئے قصر نہیں کریں گے اگرچہ سلطانپور سے چھاؤنی اور چھاؤنی سے یعقوب پور کی مجموعی مسافت ۹۲ کلومیٹر سے زیادہ ہو کہ صورت مذکورہ میں سفر دو ٹکڑے ہوگیا کہ ضمناً کہیں راستہ میں رکنے سے سفر کا ٹکڑا نہیں ہوتا اور اس صورت میں مولانا کے لئے چھاؤنی کا سفر ضمناً نہیں ہوا بلکہ استقلالاً ہوا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ اگر دو سو میل کے ارادے پر چلا مگر ٹکڑے کرکے یعنی بیس میل جاکر یہ کام کروں گا وہاں سے بیس میل جاؤں گا وہاں سے پچیس میل وعلیٰ ہذا القیاس مجموعہ دو سو میل تو وہ مسافر نہ ہوا کہ ایک لخت ارادہ ۵۷ ۵/۸ میل کا نہ ہوا (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۶۶۷) اور اگر سلطانپور سے چھاؤنی ۹۲ کلومیٹر نہیں ہے مگر چھاؤنی سے یعقوب پور مسافت قصر ہے تو اس صورت میں

Marfat.com

چھاؤنی تک مسافر نہ رہے لیکن چھاؤنی سے یعقوب پور کے سفر میں شرعی مسافر ہوگئے نماز قصر کریں گے۔ اور اگر سلطانپور سے چھاؤنی ۹۲ کلومیٹر یا اس سے زیادہ ہے تو سلطانپور سے نکلتے ہی مولانا مسافر ہوگئے چھاؤنی اور یعقوب پور کے راستہ میں قصر کریں گے اور ان مقامات پر بھی چار رکعت والی فرض نماز کو دو ہی پڑھیں گے۔ ھٰذا ماظھرلی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ و رسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۵ رجب المرجب ۱۳۹۴ھ

مسئلہ

از سید محفوظ الرحمن ٹی ٹی۔ ای الہ آباد

میرا مکان ایک گاؤں میں ہے جہاں سے الہ آباد قریب ۱۲ کلومیٹر ہے۔ میں اپنے گاؤں سے قریب ۶ کلومیٹر پر نینی میں کرایہ پر مکان لے کر بسلسلۂ ملازمت رہتا ہوں۔ میں ریلوے میں ملازم ہوں اور گاڑی میں ٹکٹ چیک کرنے کی ڈیوٹی ہے۔ صدر مقام الہ آباد ہے وہاں سے مغل سرائے (۱۵۳ کلومیٹر) کانپور (۱۹۳ کلومیٹر) چوبن (۳۰۱) ٹونڈلہ (۴۲۳) دہلی (۶۳۱) کو گاڑی لے کر جانا پڑتا ہے۔ واپس آکر الہ آباد میں گاڑی چھوڑ کر پھر نینی آتا ہوں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مجھے نینی و سفر میں دونوں جگہ نماز قصر کرنی پڑے گی کہ نینی میں آپ کا کوئی ذاتی مکان نہیں ہے۔ مگر میں جب نینی رہتا ہوں تو قصر نہیں کرتا ہوں اور باقی سفر کے ایام میں قصر کرتا ہوں تو حوالہ کے ساتھ یہ فتویٰ دیں کہ میں جس طرح نماز پڑھ رہا ہوں وہ ٹھیک ہے یا کہ نینی میں رہنے پر بھی قصر کرنا ضروری ہے؟

الجواب

جبکہ نینی کو اپنا وطن نہ بنالیا ہو یعنی یہ عزم نہ کر لیا ہو کہ اب یہیں رہوں گا اور یہاں کی سکونت نہ چھوڑوں گا بلکہ وہاں کا رہنا صرف عارضی ہو ملازمت کے لئے تو وہ جگہ آپ کے لئے وطن اصلی نہ ہوئی اگرچہ وہاں کا رہنا اہل و عیال کے ساتھ ہو۔ لہٰذا جب ۹۲ کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت کی نیت سے سفر پر نکلیں تو واپسی کے بعد نینی میں بھی قصر کریں جب تک کہ وہاں پندرہ دن قیام کی نیت نہ کریں۔ البتہ اگر کبھی درمیان میں اپنے گاؤں جائیں گے تو مقیم ہو جائیں گے اب نینی آنے کے بعد بھی قصر نہ کریں گے جب تک کہ ۹۲ کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت کی نیت سے سفر پر نکل کر واپس نہ ہوں گے ایسا ہی درمختار و ردالمحتار جلد اول ص ۵۳۲ میں ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اسی قسم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں جبکہ وہ دوسری جگہ نہ اس کا مولد (جائے پیدائش) ہے نہ وہاں اس نے شادی کی نہ اسے اپنا وطن بنالیا یعنی یہ عزم نہ کر لیا کہ اب یہیں رہوں گا اور یہاں کی سکونت نہ چھوڑوں گا بلکہ وہاں کا قیام صرف عارضی بر بنائے

Marfat.com

متعلق تجارت یا نوکری ہے تو وہ جگہ وطن اصلی نہ ہوئی اگرچہ وہاں بضرورت معلومہ قیام زیادہ اگرچہ وہاں برائے چندے
یا تا حاجت اقامت بعض یا کل اہل وعیال کو بھی لے جائے کہ بہرحال یہ قیام ایک وجہ خاص سے ہے نہ مستقل و مستقر۔ تو
جب وہاں سفر سے آئے گا جب تک پندرہ دن کی نیت نہ کرے گا قصر ہی پڑھے گا کہ وطن اقامت سفر کرنے سے باطل
ہو جاتا ہے فی الدر المختار الوطن الاصلی موطن ولادته او تاهله او توطنه ردالمحتار میں ہے قوله او تاهله
ای تزوجه قال فی شرح المنية ولو تزوج المسافر ببلد ولم ينو الاقامة به فقيل لا يصير مقيما وقيل
يصير مقيما وهو الاوجه قوله او توطنه ای عزم علی القرار فيه وعدم الارتحال وان لم يتاهل
فلو كان له ابوان ببلد غير مولده وهو بالغ ولم يتاهل به فليس ذلك وطنا له الا اذا عزم علی
القرار فيه وترك الوطن الذی كان له قبله شرح المنية تنویر میں ہے ويبطل وطن الاقامة
بمثله والاصلی والسفر (فتاوی رضویہ جلد سوم ص۶۷) وهو اعلم بالصواب

كتبه
جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

بَابُ صلوٰۃ الجُمُعہ

نماز جمعہ کا بیان

مسئلہ از محمد نعیم خاں موضع سنگھ پور ایودھیا پوسٹ برگدواہریا ضلع گورکھپور

یہاں کے لوگ دیہات ہی میں جمعہ کی نماز ادا کرلیا کرتے ہیں لیکن بڑی بڑی اور مستند کتابوں کے ذریعہ معلوم ہوا کہ دیہات میں جمعہ کی نماز نہیں ہے یہ مسئلہ کہاں تک صحیح اور کہاں تک غلط ہے حوالہ کے ساتھ نقل کریں اور نیز یہ بھی بتادیں کہ دیہات میں عورتیں عید کی نماز گھر پر پڑھتی ہیں یہ کیسا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب بے شک دیہات میں جمعہ کی نماز جائز نہیں لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو انھیں منع نہ کیا جائے کہ وہ جس طرح بھی اللہ و رسول کا نام لیں غنیمت ہے ھکذا قال الامام احمد رضا البریلوی اور ہدایہ میں ہے لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القری لقولہ علیہ السلام لاجمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع اھ۔ اور اسی کے تحت فتح القدیر میں ہے رفعہ المصنف وانما رواہ ابن ابی شیبہ موقوفا علی علی رضی اللہ عنہ لاجمعۃ ولا تشریق ولا صلاۃ فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او فی مدینۃ عظیمۃ صححہ ابن حزم اھ۔ اور عورتیں اگر عید کی نماز گھر میں مردوں کے ساتھ پڑھتی ہیں تو اختلاط مردم کے سبب ناجائز ہے اور اگر صرف عورتیں جماعت کریں تو یہ بھی ناجائز اس لئے کہ صرف عورتوں کی جماعت ناجائز و مکروہ تحریمی ہے۔ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص۸۰ میں ہے یکرہ امامۃ المرأۃ للنساء فی الصلوات کلہا من الفرائض والنوافل الا فی صلوٰۃ الجنازۃ ھکذا فی النھایۃ اھ اور درمختار میں ہے یکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح فی غیر صلاۃ جنازۃ اھ۔ اور اگر فرداً فرداً پڑھیں تو بھی نماز جائز نہ ہوگی اس لئے کہ عیدین کی نماز کے لئے جماعت شرط ہے ہاں عورتیں اس دن اپنے اپنے گھروں میں فرداً فرداً نفل نمازیں پڑھیں تو باعث ثواب و برکت ہے اور سبب ازدیاد نعمت ہے واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

Marfat.com

کـــــــــتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۳ر ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ از سید محمد محسن علی الحسینی عفی عنہ ہیڈ مولوی۔ بی۔بی۔ ہائی اسکول پنسکورہ۔ ضلع مدناپور (بنگال)

شہر کسے کہتے ہیں؟ ایسا گاؤں کہ جہاں ضرورت کی اشیاء ہر وقت ملتی ہوں وہاں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب شہر وہ آبادی ہے جس میں دوامی بازار اور متعدد کوچے ہوں۔ وہ ضلع یا پرگنہ ہو اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اس میں کوئی ایسا حاکم ہو جو ظالم سے ظلم کا بدلہ لے سکے۔ ھٰکذا فی الفتاوی الرضویۃ ناقلا عن الخانیۃ والخلاصۃ والدر المختار وغیرھا من الکتب الفقھیۃ الحنفیۃ تعریف مذکور جس آبادی پر صادق آئے وہ شہر ہے ورنہ دیہات ہے۔ اور جمعہ شہر یا فنائے شہر میں جائز ہے۔ دیہات میں جمعہ جائز نہیں۔ اور جو بعض فقہا نے قصبہ میں جمعہ جائز بتایا ہے جیسا کہ غنیہ کے حوالہ سے بہار شریعت میں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تحصیل یا پرگنہ ہو جو مصر ہی کی ایک قسم ہے۔ واضح ہو کہ دیہات میں اگرچہ جمعہ جائز نہیں لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو اَرَأَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی سے خوف کرتے ہوئے انھیں روکا نہ جائے لیکن مسئلہ شرعیہ سے ضرور آگاہ کیا جائے کہ دیہات میں جمعہ ادا نہیں ہوتا ظہر پڑھنا ضروری ہے۔ شامی جلد اول صفحہ ۵۶۰ پر جواہر سے ہے لو صلوا فی القری لزمھم اداء الظھر۔ اھ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کـــــــــتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

۷۷ھ

مسئلہ از صمدہ فیض آباد۔ مرسلہ محمد عمر،

(۱) گوشائیں گنج ایک ایسا قصبہ ہے جہاں پر نہ کوئی عدالت ہے اور نہ کچہری ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی حاکم شرع رہتا ہے لیکن ایک بڑا بازار ہے اور ہندو مسلم کی ایک آبادی ہے مسلمانوں کی آبادی تقریباً ۴، ۵ سو ہے۔ ایسی صورت میں موضع گوشائیں گنج میں جمعہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) جن دیہاتوں میں عرصہ دراز سے جمعہ ہوتا چلا آرہا ہے تو وہاں جمعہ کو روکا جائے یا نہ روکا جائے؟

الجواب (۱) صحت جمعہ کے لئے مصر یا فناء مصر شرط ہے اور مصر کی تعریف مذہب معتمد

Marfat.com

ومسلک مستند برحسب ذیل ہے۔ مصر۔ وہ آبادی ہے جس میں متعدد کوچے اور دوامی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور اس میں کوئی حاکم مقدمات رعایا فیصل کرنے پر مقرر ہو جس کی حشمت وشوکت اس قابل ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔ ھکذا فی الفتاوی الرضویۃ ناقلاً عن الھدایۃ والخانیۃ والظھیریۃ والخلاصۃ والعنایۃ والدر المختار وغیرھا من الکتب الفقھیۃ الحنفیۃ۔ جہاں یہ تعریف صادق ہو شرعاً وہی شہر ہے وہاں جمعہ صحیح ودرست ہے ورنہ نہیں۔ مقام مذکور پر مصر کی تعریف صادق نہیں لہذا وہاں جمعہ صحیح نہیں اور جو بعض فقہاء نے صحت جمعہ کے لئے قصبہ ہونا لکھا ہے جیسا کہ غنیہ شرح منیہ میں ہے تو اس سے ہمارے یوپی جیسے قصبہ مراد نہیں بلکہ وہ تحصیل یا پرگنہ کے معنی میں ہے جو مصر ہی کی ایک قسم ہے لہذا گوشائیں گنج میں اگر مذکورہ بالا آبادی اور بازار کی بناء پر یہاں کے عرف حادث کے لحاظ سے قصبہ کہا جاتا ہو تو جب بھی صحت جمعہ کے لئے کافی نہیں!

(۲) ارأیت الذی ینھی عبداً اذا صلی سے خوف کرتے ہوئے مسلمانوں کو مطلقاً نماز جمعہ سے روکا نہ جائے لیکن مسئلہ شرعیہ سے ضرور آگاہ کیا جائے کہ دیہات میں جمعہ ادا نہیں ہوتا ظہر پڑھنا ضروری ہے۔ جیسا کہ شامی میں قہستانی سے ہے لو صلوا فی القری لزمھم اداء الظھر۔ یعنی مسلمانوں نے اگر دیہات میں جمعہ پڑھ لی تو انھیں ظہر پڑھ لینا ضروری اور فرض ہے واللہ ورسولہ اعلم

کتبہ محمد نعیم الدین صدیقی رضوی

۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

مسئلہ ازصمدہ ضلع فیض آباد مسئولہ عبدالغفور خاں مورخہ ۱۸ رجادی الاخری ۱۳۸۱ھ

(۱) موضع اور قصبہ میں کیا فرق ہے۔ گوشائیں گنج ایک قصبہ ہے متعدد محلہ اور متعدد کوچے ہیں دوامی بازار ہے جامع مسجد اور مستقل عیدگاہ ہے۔ ریلوے اسٹیشن، تھانہ، ٹاؤن ایریا، بس اسٹیشن اور دو کالج ہیں اس سے متعلق کھیل کے میدان ہیں ڈاکخانہ اور اسپتال بھی ہیں تو اسے موضع کہا جائے گا یا کہ قصبہ میں شمار کیا جائے گا اگر کوئی شخص ایسی جگہ کو استفتار کی صورت میں موضع لکھ کر فتوی حاصل کرتا ہے تو ایسے شخص نے علمائے ملت کو دھوکا دیا یا نہیں؟ اور ایسا شخص عنداللہ وعندالرسول کیسا ہے؟ اگر یہ قصبہ ہے تو یہاں عید وجمعہ پڑھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر پڑھا جاسکتا ہے تو کیا احتیاطاً ظہر پڑھی جائے گی؟ (۲) جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہوں وہاں اچھا طریقہ ہے کہ لوگوں کو منع نہ کیا جائے کہ آخر نام الٰہی لیتے ہیں جو بعض ائمہ کے طور پر صحیح آتا ہے مگر خود شریک نہ ہوں کہ

Marfat.com

ہمارے میں جائز نہیں فتاوی افریقہ صـ۳۳ ـ دریافت طلب بات یہ ہے کہ کون شخص شریک نہ ہو؟ اور ہمارے مذہب میں جائز نہیں، اس جملہ کا مطلب کیا ہے واضح فرمائیں ـ

الجواب قصبہ عرف عام میں ایسی آبادی کو کہتے ہیں جہاں ڈیڑھ ہزار آدمیوں سے لیکر دس بارہ ہزار تک آدمی بستے ہوں اور وہاں کچے مکانات کے ساتھ پختہ مکانات بھی ہوں کوئی مستقل بازار بھی ہو دو چار سڑکیں بھی ہوں ـ اور گاؤں یا موضع اسے کہتے ہیں جہاں یہ باتیں نہ پائی جاتی ہوں لیکن شرع میں ہر وہ آبادی کہ جس پر شہر کی تعریف صادق نہ آئے گاؤں اور موضع ہے ـ اور شہر وہ عمارت والی آبادی ہے جس میں متعدد کوچے ہوں دوامی بازار ہوں وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات ہوں اس میں کوئی حاکم رعایا کے مقدمات فیصل کرنے پر مقرر ہو جس کے یہاں قضایا پیش ہوتے ہوں اور اس کی شوکت اور حشمت مظلوم کا انصاف ظالم سے لینے کے قابل ہو اگرچہ کبھی نہ لیا جائے ـ شہر کی تعریف میں اگرچہ کثیر اقوال ہیں لیکن یہ تعریف ارشاد امام اعظم ظاہر الروایۃ اور اصل مذہب کے مطابق ہے جو کتب کثیرہ میں بالفاظ عدیدہ و معانی متقاربہ مرقوم ہے هکذا قال الامام احمد رضا فی الفتاوی الرضویۃ اور قصبہ گوشائیں گنج پر یہ تعریف صادق نہیں آتی اس لئے کہ ریلوے اسٹیشن، تھانہ، ٹاؤن ایریا، بس اسٹیشن، کالج، ڈاکخانہ اور اسپتال فیصلۂ مقدمات کے لئے نہیں ہوتے لہذا گوشائیں گنج کو موضع لکھ کر فتویٰ حاصل کرنے والا شرعاً علمائے کرام کا فریب دہندہ نہیں قرار دیا جاسکتا ہے اور وہاں عیدین اور جمعہ کی نماز پڑھنا مذہب حنفی میں جائز نہیں لیکن عوام پڑھتے ہوں تو منع نہ کریں گے کہ وہ جس طرح بھی اللہ و رسول کا نام لے لیں غنیمت ہے درمختار میں ہے، کرہ تحریما صلاۃ مطلقا ولو نفلا مع شروق الا العوام فلا یمنعون من فعلها لانهم یترکونها والاداء الجائز عند البعض اولی من الترک وهو تعالیٰ اعلم (۲) فتاوی افریقہ صـ۳۳ کی عبارت مگر خود شریک نہ ہوں" کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس مسئلہ سے واقف ہوں وہ شریک نہ ہوں اور ہمارے مذہب سے مراد مذہب حنفی ہے وهو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ ۳۸۵

از حافظ عبد الجبار کالپی بازار ٹرنگنج ضلع جالون (یوپی)

کسی گاؤں میں جہاں کی نماز جمعہ جائز ہونے کا شرعی جواز نہیں مگر کافی عرصہ سے اس گاؤں میں نماز جمعہ قائم ہے اور وہاں کے لوگ نماز پڑھتے چلے آرہے ہیں قریب کے لوگ شہر سے اس گاؤں میں نماز جمعہ پڑھنے جائیں؟ شہر ... چھوڑ کر، تو ان شہر کے لوگوں کی نماز جمعہ اس گاؤں میں ہو جائے گی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوگی تو جو نمازیں اس گاؤں میں

Marfat.com

پڑھی تھی دہرانا پڑے گی یا نہیں؟ جواب مفصل عنایت فرمائیں۔

الجواب گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنے سے اس دن کی ظہر کی نماز ساقط نہیں ہوتی لہذا جن لوگوں نے جتنے دنوں جمعہ کی نماز گاؤں میں پڑھی ہے اتنی دنوں کی ظہر کی نماز قضا کرنا ان پر واجب اور لازم ہے پھر گاؤں میں کسی کام سے جاتے ہیں اور وقت ہونے پر جمعہ کی نماز پڑھ لیتے ہیں یا صرف نماز جمعہ پڑھنے کی نیت سے شہر چھوڑ کر گاؤں میں چلے جاتے ہیں اگر صرف جمعہ پڑھنے کی نیت سے گاؤں میں چلے جاتے ہیں تو گنہ گار ہوتے ہیں ان پر لازم ہے کہ آئندہ نہ جائیں اور جو پہلے جانے سے گناہ ہوا اس سے توبہ کریں۔ اور اگر کسی ضروری کام سے جاتے ہیں تو حرج نہیں لیکن اگر وہ کام دوسرے روز ہو سکتا ہے تو دوسرے روز جائیں۔ واللہ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۳ ذیقعدہ ۹۲ھ

مسئلہ

مسئولہ عبدالغفور خاں صمدہ ضلع فیض آباد

(۱) گاؤں اور چھوٹے قصبوں کے رہنے والے مسلمان اگر جمعہ وعیدین کی نماز نہ پڑھیں صرف ظہر کی نماز پڑھیں تو گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ (۲) گاؤں میں عیدین کی نماز پڑھنے کے لئے نیا عیدگاہ بنانا اور اس میں مسلمانوں کا روپیہ صرف کرنا کیسا ہے؟ جب کہ اس رسم اسلامی کو جائز یا ناجائز طور پر بہر حال پہلے قریب کے قصبہ میں ادا کر لیا کرتے تھے، اور گاؤں میں عیدین کی نماز پڑھنے کے لئے نیا عیدگاہ بنانے کے بجائے اگر مدرسہ اسلامیہ اہلسنت وجماعت بنوایا جائے تو کون زیادہ افضل واعلیٰ ثابت ہوگا؟

الجواب جہاں جمعہ وعیدین کی نماز جائز نہیں اگر وہاں کے رہنے والے عیدین کی نماز نہ پڑھیں اور جمعہ کے بجائے ظہر پڑھیں تو عند الشرع گنہگار نہ ہوں گے لیکن عوام اگر جمعہ وعیدین کی نماز پڑھتے ہوں تو منع نہ کریں گے فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۷۴۲ پر بحوالہ درمختار منقول ہے کہ ہ تحریماً صلاۃ مطلقا ولو نفلا مع شروق الا العوام فلا یمنعون من فعلہا لانہم یترکونہا اور اسی کتاب میں صفحہ ۷۵۲ پر ہے دیہات میں نماز جمعہ وعیدین مذہب حنفی میں جائز نہیں مگر جہاں ہوتا ہے اسے بند کرنا جاہل کا کام ہے قال اللہ تعالیٰ ارأیت الذی ینھی عبداً اذا صلی واللہ تعالیٰ اعلم (۲) گاؤں میں عیدین کی نماز پڑھنے کے لئے نئی عیدگاہ بنانے اور اس میں مسلمانوں کا روپیہ صرف کرنے کے بجائے مدرسہ اسلامیہ بنوانا افضل اور باعث ثواب ہے۔ وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

کـــــــتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۴ محرم الحرام ۱۳۸۲ھ

مسئلہ ازمقام مدہ نگر دھوائی ضلع گونڈہ مرسلہ گل نورمیاں

دیہات میں نماز جمعہ امام کس طرح پڑھائے؟ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھ لینے سے ظہر کی نماز ساقط ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اگر بالفرض ساقط نہ ہوتی ہو تو ظہر کس طرح پڑھیں؟ اگر امام ومقتدی نماز ظہر جماعت سے پڑھیں تو عندالشرع اس میں جرم ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنا مذہب حنفی میں جائز نہیں لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو منع نہ کریں گے کہ شاید اس طرح اللہ ورسول کا نام لے لینا ان کے لئے ذریعہ نجات ہوجائے اور جب دیہات میں جمعہ ہی نہیں بلکہ شہر کے جمعہ فرض کی نقل ہے تو اس کے لئے علیحدہ کوئی طریقہ نہیں۔ دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھ لینے سے ظہر کی فرض نماز ساقط نہیں ہوتی لہذا دوسرے ایام کی طرح جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز باجماعت پڑھنا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کـــــــتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۶ ذی القعدہ ۱۳۸۲ھ

مسئلہ از حقیق اللہ دیبا پور ضلع بستی۔

(۱) دیہات میں جمعہ کی نماز ہے یا نہیں؟ (۲) جو عالم دیہات میں جمعہ نہ پڑھے اور نہ پڑھائے تو شریعت کے نزدیک گنہگار ہے یا نہیں؟ (۳) جو عالم دیہات میں جمعہ کی نماز برابر پڑھے اور پڑھائے تو عندالشرع گنہگار ہے کہ نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب (۱) دیہات میں جمعہ کی نماز نہیں ہے لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو انھیں منع نہ کیا جائے کہ وہ جس طرح بھی اللہ ورسول کا نام لیں غنیمت ہے هکذا قال الامام احمد رضا البریلوی وهو تعالیٰ اعلم (۲) شرعاً گنہگار نہیں ہے وهو سبحانہ وتعالیٰ اعلم (۳) اگر فتنہ کے اندیشہ سے عالم دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھے یا پڑھائے تو عندالشرع گنہگار نہیں فتاوی رضویہ جلد سوم میں ہے کہ اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو بہ نیت نفل مشارکت ممکن ہے هذا ما ظهر لی والعلم عند المولیٰ تعالیٰ عزوجل

کـــــــتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم جمادی الاخریٰ ۹۹ھ

Marfat.com

مسئلہ ازحافظ مطیع الحق تھپرہ، بستی (یوپی)

دیہات میں جمعہ سے پہلے اور بعد۔ قبل الجمعہ اور بعد الجمعہ کی نیت سے سنتیں پڑھنا کیسا ہے؟ اور ظہر کی فرض وسنت پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب فقہ کی تمام معتمد کتابوں میں تصریح ہے کہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں اور پڑھنے سے ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو انھیں منع نہ کیا جائے کہ وہ جس طرح بھی اللہ ورسول کا نام لیں غنیمت ہے۔ توجب دیہات میں جمعہ کی نماز جائز نہیں تو قبل الجمعہ اور بعد الجمعہ کی نیت سے سنتیں پڑھنا بھی صحیح نہیں کہ شریعت کی جانب سے قبل الجمعہ اور بعد الجمعہ کی سنتوں کے مطالبہ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور جب ظہر کی نماز ساقط نہیں ہوتی تو اس کی سنتوں کا پڑھنا لازمی ہے کہ جمعہ کے دن بھی ظہر کی سنتوں کے پڑھنے کا مطالبہ بدستور باقی ہے

خلاصہ یہ ہے کہ دیہات میں قبل الجمعہ اور بعد الجمعہ کی نیت سے سنتیں پڑھنا غلط ہے اور ظہر کی فرض کو پڑھنا فرض اور اس کی سنتوں کا پڑھنا ضروری۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ ربیع الآخر ۹۸ھ

مسئلہ از محمد عبد الشکور اوجاگرپوری ضلع گونڈہ

زید کہتا ہے کہ جمعہ کا خطبہ لکڑی کے منبر پر پڑھنا ناجائز ہے۔ واضح فرمائیں کہ کیا زید کا قول صحیح ہے؟

الجواب بخاری شریف جلد اول ص ۱۲۵ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے کر لکڑی کا منبر بنوایا اور اس پر بیٹھ کر خطبہ فرمایا لہٰذا جمعہ کا خطبہ لکڑی کے منبر پر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے بلکہ سنت ہے اور ناجائز بتلانے والا جاہل ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۱۱ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ

۴۹۳

مسئلہ از شوکت علی گورکھپوری

خطبہ زبانی پڑھنا سنت ہے یا کتاب دیکھ کر؟

الجواب فتاویٰ رضویہ حصہ سوم ص ۷۴۲ میں اعلیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں "دیکھ کر اور زبانی دونوں نفس ادائے حکم میں یکساں ہیں مگر زبانی اوفق بالسنۃ ہے" یعنی اگر

Marfat.com

کوئی شخص کتاب دیکھ کر خطبہ پڑھے تو درست ہے اور زبانی پڑھے تو بھی درست ہے مگر زبانی پڑھنا سنت سے زیادہ موافقت رکھتا ہے واللہ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۵ر شوال ۱۳۸۵ھ

مسئلہ از محمد ذکی موضع تو تہوان پوسٹ ہہداول ضلع بستی

جمعہ کے خطبہ میں اُردو اشعار پڑھنا کیسا ہے پڑھنا چاہیئے کہ نہیں؟ اور اگر نہیں پڑھنا چاہیئے تو کیوں لکھا گیا اور پڑھا جائے تو کیسے پڑھا جائے حدیث شریف کا حوالہ دے کر صاف تحریر کرنے کی تکلیف گوارہ کریں۔

الجواب خطبہ میں اردو نظم یا نثر پڑھنا خلاف سنت متوارثہ اور مکروہ ہے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں ہزاروں عجمی شہر فتح ہوئے مگر کہیں منقول نہیں کہ صحابہ نے ان کی غرض سے خطبہ غیر عربی میں پڑھا یا اس میں دوسری زبان خلط کیا ہو وکل مالو وجد مقتضیہ عینا مع عدم المانع ثم ترکوہ دل علیٰ انہم کفوا عنہ فکان ادناہ الکراہۃ ھٰکذا فی الفتاوی الرضویۃ خطبہ کے درمیان اُردو کیوں لکھا گیا؟ اس کو لکھنے والے سے پوچھئے اور اگر درمیان میں لکھنا پڑھنے کی دلیل بن جائے تو نماز میں عربی کے ساتھ اُردو پڑھنا بھی جائز ہو جائے اس لئے کہ بہت سے قرآن میں عربی کے درمیان اُردو لکھا ہے مولیٰ تعالیٰ ہٹ دھرمی سے بچائے اور احکام شرعیہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) بحرمۃ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۸ر جمادی الاخریٰ ۱۳۸۶ھ

مسئلہ از خواجہ معین الدین رضوی منجانب چیرمین تنظیم رضا گارڈن پیٹھ ہبلی ضلع دھارواڑ (کرناٹک)

عرض ہے کہ ہماری مسجد میں آج کل خطیب مسجد جمعہ کے دن خطبہ منبر پر چڑھ کر دینے سے پیشتر نیچے کھڑے ہو کر اُردو میں تقریر کرتے ہیں پھر منبر پر چڑھ کر دونوں خطبے عربی میں پڑھتے ہیں زید کہتا ہے کہ یہ طریقہ درست نہیں ہے منبر پر کھڑے ہو کر عربی اُردو کے ترجمہ سے پڑھنا بہتر ہے ازراہ کرم قرآن مجید واحادیث طیبہ کی روشنی میں مدلل حوالہ جات کے ساتھ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں عین نوازش وکرم ہوگا۔

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب اذان خطبہ سے پہلے منبر سے نیچے یا منبر پر اردو وغیرہ میں تقریر کرنا بلاشبہ جائز ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں اور بعد اذان خطبہ صرف اردو میں یا عربی اردو ترجمہ

Marfat.com

کے ساتھ پڑھنا سنت متواترہ کے خلاف ہے، اور مکروہ ہے اس لئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانۂ مبارکہ سے صحابۂ کرام تابعین عظام اور ائمہ اعلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانۂ مبارکہ تک اسلام بے شمار عجمی شہروں میں شائع ہوا۔ مسجدیں بنیں اور منبر نصب ہوئے مگر کبھی عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ فرمایا یا خطبہ میں دو زبانیں ملانا مروی نہ ہوا جس سے ظاہر ہوا کہ خطبہ میں دوسری زبان ملانا سنت متوارثہ کے مخالف اور مکروہ ہے لہذا زید کا یہ کہنا کہ "خطبہ عربی اردو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے" صحیح نہیں۔ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا خلاف سنت متوارثہ ہے (بہار شریعت حصہ چہارم صـ ۹۸) اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں دو زبان برکت نشان حضور پرنور سید الانس والجان علیہ وعلیٰ آلہ وافضل الصلوٰۃ والسلام سے عہد صحابۂ کرام و تابعین عظام وائمہ اعلام تک تمام قرون وطبقات میں جمعہ وعیدین کے خطبے ہمیشہ خالص زبان عربی میں مذکور و ماثور اور باآنکہ صحابہ من بعدہم من ائمۃ الکرام کے زمانوں میں ہزارہا بلاد عجم فتح ہوئے ہزارہا جوامع بنیں ہزارہا منبر نصب ہوئے عامۂ حاضرین اہل عجم ہوتے اور ان حضرات میں بہت وہ تھے کہ مفتوحین کی زبان جانتے اس میں ان سے کلام فرماتے بایں ہمہ کبھی مروی نہ ہوا کہ خطبہ غیر عربی میں فرمایا یا دونوں زبانوں کو ملایا ہو کما ذکرہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی فی شرح المؤطا مطلقاً سنت متوارثہ کا خلاف ناپسند ہے فی الدر المختار ان المسلمین توارثوہ فوجب اتباعھم اھ۔ ای تثبت وتاکد نہ کہ ایسی سنت جہاں باوصف تحقق حاجت خلاف رخ نہ فرمایا ہو کہ اب تو اس کا خلاف ضرور مکروہ و اساءت ہوگا اھ (فتاویٰ رضویہ صـ ۴۲۲ ج ۳) وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ر شوال المکرم ۹۹ھ

مسئلہ ۴۹۴

از متولی و سرپنچ گارڈن پیٹ ہبلی (کرناٹک)

حضور سید الکریم! عرض یہ ہے کہ ہمارے محلہ گارڈن پیٹ ہبلی کے مسجد میں عین علمائے اہلسنت کے طریقہ کار کے مطابق سلطان الواعظین مولانا ابو النور محمد بشیر صاحب کے مرتب کئے ہوئے خطبات کو منبر پر خطبہ جمعہ اول و ثانی فقط عربی زبان میں پڑھا جا رہا ہے، اذان خطبہ سے پہلے مذکورہ بالا خطبات کی کتاب سے اُردو وعظ و نصیحت منبر سے نیچے کھڑے ہو کر سنا رہے ہیں۔ لیکن زید کہتا ہے کہ یہ طریقہ درست نہیں ہے "کیونکہ مجموعہ خطبہ حرمین شریفین مع ترجمہ" ترجمہ و تالیف کیا گیا ہے حضرت مولانا شاہ محمد عبد الحی صاحب واعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں "لوگ جب

Marfat.com

زبان عربی نہ جانتے ہوں تو دوسری زبان میں جو سامعین سمجھتے ہوں خطبہ پڑھنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے" ہم اس سلسلے میں آپ سے فتویٰ حاصل کرکے پیش کر چکے ہیں اور دیگر بہار شریعت، درمختار، نوری کرن وغیرہ کتب کے بھی حوالے دے چکے ہیں لیکن زید بضد ہے کہ جب امام اعظم علیہ الرحمہ اس کو جائز کہتے ہیں، تو خطبہ عربی اور اُردو زبان کے ترجمہ کے ساتھ پڑھنے میں کیا حرج ہے؟ از راہ کرم اس مسئلہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح طریقۂ کار کیا ہے تحریر فرماویں۔ اور ایسے ضد کرنے والے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ ہم آپ کے بہت ممنون ومشکور ہوں گے۔

الجواب عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا سنت متوارثہ کے خلاف مکروہ اور بدعت سیئہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کہیں منقول نہیں کہ انھوں نے عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھا ہو اور خطبہ اذان سے پہلے کسی دوسری زبان میں تقریر کرنا بلاشبہ درست ہے اور صرف عربی زبان میں خطبہ پڑھنا سنت ہے، جو اسے ناجائز کہے وہ جاہل اگر فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت اور سنیوں کے فتوے کو نہیں مانتا تو اس سے کہئے کہ کتاب تحقیق الخطبہ جو کتب خانہ اعزازیہ دیوبند نے چھاپا ہے اور دیوبندیوں کے مشہور مولانا شبیر احمد عثمانی سابق مدرس دار العلوم دیوبند نے دیوبند کے مفتی عزیز الرحمن اور دیوبند کے سابق صدر المدرسین مولوی محمود الحسن اور دیوبند کے مدرس محمد انور شاہ کی تصدیق کے ساتھ فتویٰ لکھا ہے اُسے منگا کر پڑھے کہ اُس کتاب کے ص ۹ پر لکھا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فارس میں تشریف لاکر خطبہ فارسی زبان میں نہیں بلکہ عربی زبان میں پڑھتے تھے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے مؤطا کی شرح میں تحریر فرمایا ہے، پھر اسی صفحہ ۹ پر چند سطر کے بعد لکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ صاحبین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما قادر علی العربیۃ کی نسبت فرماتے ہیں کہ اگر وہ کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھے تو صحیح نہیں۔ امام صاحب اگرچہ صحیح کہتے ہیں لیکن پسندیدہ ان کے نزدیک بھی یہی ہے کہ عربی میں پڑھا جائے۔ دیوبندیوں کے مولوی شبیر احمد عثمانی کی اس عبارت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک عربی میں خطبہ پڑھنا پسندیدہ ہے۔ شخص مذکور اگر اب بھی ضد کرے اور اپنی ہٹ دھرمی پر اڑا رہے اور دیوبند کے مولوی شبیر احمد عثمانی کے فتویٰ کو بھی نہ مانے تو اس کی نہ سنیں بلکہ عربی میں خطبہ پڑھیں اور اذان خطبہ سے پہلے جس زبان میں چاہیں تقریر کریں۔ وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ: از محمد رضا منیجر دارالعلوم اسلامیہ سعدی مدنپور ضلع باندہ

صوفی جمیل الدین نظامی کا کہنا ہے کہ ملکی زبان میں خطبہ کا ترجمہ جائز ہے۔ آدمی جب عربی زبان نہ جانتے ہوں تو دوسری زبان میں جو سننے والے سمجھتے ہوں خطبہ پڑھنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست وجائز ہے۔ کیونکہ خطبہ سے مقصد یعنی مطلب احکام الٰہی دینی کا سمجھنا واطاعت وعبادت پر رغبت دلانا اور گناہوں سے نفرت دلانا وعذاب سے ڈرانا اور جنت کی خوشخبری سنانا ہے۔ تو جس زبان میں سامعین سمجھتے ہوں اس کے سوا دوسری زبان میں خطبہ پڑھنے سے یہ مطلب و مقصد حاصل نہیں ہوتا جبکہ خطبہ کا سننا فرض ہے۔ یہاں تک کہ خطبہ کے وقت سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا یا کسی قسم کی بات کرنا یا نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ بلکہ امام بیہقی قریب حرام کے کہتے ہیں۔ خطبہ کے وقت سلام کرنا اس لئے ناجائز ہے کہ خطبہ کے سننے وسمجھنے میں خلل نہ ہو بس اتنی تاکید وپابندی کا مطلب صرف خطبہ کے مضمون وعبارت کے سننے سے حاصل نہیں ہوتا جبتک کہ خطبہ کا مطلب نہ سمجھے۔ یہی قول صاحبین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا ہے بلکہ اقرب الی الجواز ہے جبکہ اللہ کا فرمان ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم اور خاتم الانبیاء کے حق میں فرمایا وما ارسلناك الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا اس لئے ہر زبان میں خطبہ اور رسول کو بھیجا جو کافی ہے دنیا کے سب آدمیوں کے لئے کہ خوشخبری دیں اور دوزخ سے ڈرائیں۔ بس ضروری بات دینیہ اور امر شرعیہ سے جو سامعین جو زبان جانتے ہوں اسی زبان میں خطبہ کا ترجمہ پڑھنا جائز ہے اور ضروری ہے۔ اس باب میں امام اعظم کا مذہب اوفق اور انسب ہے تاکہ دین کی حجت کا مدعا مکمل ہو اور لوگوں کو لاعلمی ونا سمجھی کا عذر نہ رہے۔

الجواب: حاضرین عربی زبان جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں بہرصورت دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جائز اس معنی میں ہے کہ جمعہ کی شرط جو خطبہ ہے وہ پالی جائے گی اور نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرنا سنت متوارثہ کے خلاف اور مکروہ ہے جیسے کہ امام اعظم کے نزدیک عربی تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کی بجائے فارسی وغیرہ دوسری زبان کے الفاظ سے نماز شروع کی تو نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے ردالمحتار جلد اول ص۳۲۵ میں ہے اما الشروع بالفارسیۃ فالدلیل فیہ للامام اقوی وھو کون المطلوب فی الشروع الذکر والتعظیم وذلك حاصل بای لفظ کان وای لسان کان نعم لفظ اللہ اکبر واجب للمواظبۃ علیہ اھ۔ اور خطبہ کی اصل ذکر الٰہی ہے جیسا کہ حضرت شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں الخطبۃ ذکر والمحدث والجنب لا یمنعان من ذکر اللہ یعنی خطبہ ذکر الٰہی ہے اور محدث اور جنب ذکر الٰہی سے نہیں روکے جائیں گے۔ (مبسوط جلد ثانی ص۲۶)

Marfat.com

اور ائمہ ثلاثہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد علیہم الرحمۃ والرضوان کسی امام کے نزدیک خطبہ کی اصل وعظ ونصیحت نہیں ہے اسی لئے اگر کسی خطیب نے صرف الحمد للہ کہا تو خطبہ ہو جائے گا۔ البتہ صاحبین کے نزدیک ذکر الٰہی کم سے کم تین آیت یا تشہد کی مقدار میں ہونا ضروری ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۳۷ میں ہے کفت تحمیدۃ اوتہلیلۃ اوتسبیحۃ کذا فی المتون اور جوہرہ نیرہ جلد اول صفحہ ۸۹ میں ہے فان اقتصر علی ذکر اللہ تعالیٰ جاز عند ابی حنیفۃ لقولہ تعالیٰ فاسعوا الی ذکر اللہ وقال ابو یوسف ومحمد لابد من ذکر طویل یسمی خطبۃ و ادناہ من قولہ التحیات للہ الی قولہ عبدہ ورسولہ۔ اور عنایہ مع فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۳۰ پر ذکر طویل کی شرح میں ہے وھو مقدار ثلث آیات عند الکرخی وقیل مقدار التشھد اور امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں فکان اجماعا منھم اما علی عدم اشتراطھا واما علی کون الحمد للہ ونحوھا تسمی خطبۃ لغۃ وان لم تسم بہ عرفا۔ یعنی پس صحابۂ کرام کا یا تو اس بات پر اجماع ہوگیا کہ ذکر طویل شرط نہیں اور یا تو اس بات پر اجماع ہوگیا کہ لفظ الحمد للہ اور اس کے مثل لغت کے اعتبار سے خطبہ ہے اگرچہ عرف کے اعتبار سے اسکا نام خطبہ نہ ہو (فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۳۰) اور حضرت شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں والذکر یحصل بقولہ الحمد للہ فما زاد علیہ شرط الکمال لاشرط الجواز۔ یعنی الحمد للہ سے بھی ذکر حاصل ہوجاتا ہے اس سے زائد کمال کی شرط ہے نہ کہ جواز کی (مبسوط جلد دوم صفحہ ۳۰) ان اقوال مذکورہ بالا سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اصل خطبہ مطلق ذکر ہے اور خطبہ سے مقصد حقیقی وعظ ونصیحت نہیں ہے اسی لئے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ مبارکہ میں ہزاروں عجمی شہر فتح ہوئے اور ان میں جمعے قائم ہوئے مگر حاضرین کی زبان جاننے کے باوجود ان کے سمجھنے کی رعایت کرتے ہوئے کبھی صحابۂ کرام نے ان کی زبان میں جمعہ کا خطبہ نہ فرمایا جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے مسوّیٰ ومصفّیٰ شرح مؤطا میں تحقیق فرمایا ہے۔ لہٰذا صحابۂ کرام، ائمۂ اسلام اور فقہاء عظام جو خطبہ کی حقیقت کو ہم سے زیادہ سمجھتے تھے ان کے عمل اور قول سے صوفی صاحب کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہوگیا کہ خطبہ سے مقصد احکام الٰہی کا سمجھنا ہے۔ اور یہ بات بھی غلط ثابت ہوگئی کہ سامعین جو زبان جانتے ہوں اس زبان میں خطبہ پڑھنا ضروری ہے۔ البتہ صوفی صاحب کا یہ کہنا صحیح ہے کہ خطبہ کا سننا فرض ہے مگر یہ خیال غلط ہے کہ سننے کے ساتھ سمجھنا بھی ضروری ہے یہاں تک کہ خطیب کو بھی خطبہ کا سمجھنا ضروری نہیں ورنہ عربی نہ جاننے والا خطیب اگر سنت متوارثہ پر عمل کرتے ہوئے صرف عربی میں خطبہ پڑھے تو وہ قابل مواخذہ ہوگا اور یہ سراسر غلط ہے۔ جو لوگ کہ

Marfat.com

حاضرین کی رعایت سے عربی کے علاوہ دوسری زبان میں خطبہ پڑھنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں وہ دن دور نہیں جب کہ یہ لوگ حاضرین کے سمجھنے کے لئے نماز میں بھی عربی کی بجائے دوسری زبانوں میں قرآن کا ترجمہ پڑھنے کے لئے کوشش کریں گے۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اگر ایک گجراتی مسلمان مثلاً مدراس میں پہونچ جائے جہاں کی زبان وہ نہیں جانتا ہے اور وہاں کا خطیب بقول صوفی صاحب لوگوں کو سمجھنے کے لئے مقامی زبان میں خطبہ پڑھے تو گجراتی مسلمان کو غیر مانوس زبان سے سخت وحشت ہوگی اور اگر وہ عربی میں پڑھے تو اسے کوئی وحشت نہ ہوگی اگرچہ وہ نہ سمجھے اس لئے کہ اس کا دین عربی، نبی عربی اور کتاب سب عربی ہیں۔ ہر مسلمان کو عربی زبان سے گہرا تعلق ہے۔ اے کاش! صوفی صاحب اور ان کے جیسا ذہن رکھنے والے دوسرے لوگ اس نکتہ کو سمجھ لیتے تو کبھی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنے کے لئے کوشش نہ کرتے۔ پھر یہ مسئلہ اختلافی نہیں ہے بلکہ اہلسنت وجماعت اور دیوبند کے مفتیوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ خطبہ عربی ہی میں ہونا چاہئے۔ جیسا کہ اعلیحضرت پیشوائے اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اردو میں خطبہ پڑھنا سنت متوارثہ کے خلاف اور بہت برا ہے (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۶۸۲) اور دارالعلوم دیوبند کے مفتی عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں کہ روایات فقہیہ سے اور عمل صحابہ سے بھی ثابت ہے کہ خطبہ میں اردو فارسی نظم ونثر مکروہ و بدعت ہے اور درمیان خطبہ کے وعظ کہنا بھی ایسا ہی ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد اول و دوم ص۲۹۴) اور دارالعلوم دیوبند کے دوسرے مشہور مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ جمعہ کے خطبہ کے ساتھ اردو میں ترجمہ خواہ نثر سے ہو یا نظم سے بدعت اور ناجائز ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند حصہ اول و دوم ص۳۱۲) خدائے تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ سنت متوارثہ کو مٹانے اور بری بات و بدعت کو رائج کرنے پر زور قلم نہ صرف کریں بلکہ سنت متوارثہ کو زندہ کرنے اور ناجائز امور کو مٹانے کے لئے کوشش کریں۔ آمین۔

وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۵ ررجب المرجب ۱۴۰۲ھ

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد قبلہ امجدی مدظلہ العالی کی تصنیفات

انوار الحدیث، خطبات محرم، تعظیم نبی، انوار شریعت اور بد مذہبوں سے رشتے کا مطالعہ ضرور کریں۔

Marfat.com

مسئلہ ازسید محمد عثمان رضوی۔ مقام وپوسٹ وستو ضلع بناس کانٹھا (گجرات)

(۱) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں خطبہ کی اذان مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر؟ (۲) کیا فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں مسجد کے اندر اذان پڑھنے کو مکروہ ومنع لکھا ہے؟ (۳) مسلمانوں کو حدیث وفقہ پر عمل کرنا چاہیئے یا رسم ورواج پر۔ جو رسم ورواج کہ حدیث وفقہ کے خلاف ہوں۔ تو ایسی رسم ورواج پر اڑا رہنا اور حدیث وفقہ پر عمل نہ کرنا کیسا ہے؟ اور کتابوں میں جو ہے کہ خطیب کے سامنے اذان دی جائے تو سامنے سے کیا مراد ہے مسجد کے اندر یا باہر؟ حوالہ کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب (۱) سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانۂ مبارکہ میں خطبہ کی اذان مسجد کے باہر دروازہ پر ہوا کرتی تھی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر۔ یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ جب رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جمعہ کے دن منبر پر رونق افروز ہوتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسے ہی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانۂ مبارکہ میں بھی رائج تھا (ابوداؤد شریف جلد اول ص۱۶۲) اور جیسا کہ تفسیر جمل جلد چہارم ص۳۴۳ پر آیت کریمہ اذا نودی للصلوٰۃ کے تحت ہے اذا جلس علی المنبر اذن علی باب المسجد۔ یعنی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے تو مسجد کے دروازہ پر اذان دی جاتی۔ (۲) بیشک فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں مسجد کے اندر پڑھنے کو مکروہ ومنع لکھا ہے۔ جیسا کہ فتاوی قاضی خان جلد اول مصری ص۷۸۔ اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص۵۵ اور بحر الرائق جلد اول ص۲۶۸ میں ہے لا یؤذن فی المسجد یعنی مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے۔ اور فتح القدیر جلد اول ص۲۱۵ میں ہے قالوا لا یؤذن فی المسجد۔ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے۔ اور طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۱۷ میں ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم۔ یعنی مسجد میں اذان پڑھنا مکروہ ہے ایسا ہی قہستانی میں نظم سے ہے۔ (۳) مسلمانوں کو حدیث وفقہ پر عمل کرنا لازم ہے۔ اور جو رسم ورواج کہ حدیث وفقہ کے خلاف ہوں تو رسم ورواج کو چھوڑ کر حدیث وفقہ پر نہ عمل کرنا اور رسم ورواج پر اڑا رہنا سخت ترین جہالت ہے۔ اور سامنے سے مراد خطیب کے سامنے مسجد کے باہر ہے جیسا کہ وہ حدیث شریف جو سوال نمبر۱ کے جواب میں مذکور ہوئی اس میں بین یدی کے ساتھ علی باب المسجد بھی ہے۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

مسئلہ ازسید جاوید اشرف چشتی رضوی نظامی ایم۔اے (فاضل) پیر محمد رضوی و محمد الیاس اشرفی۔ باری مسجد سلی گوڑی۔ دارجلنگ

امارت شرعیہ پھلواری شریف کے مندرجہ ذیل فتاویٰ کے بارے میں یہاں شدید اختلاف ہوگیا ہے۔

(الف) جمعہ کی اذان ثانی ابتداء سے اب تک اندرون مسجد منبر کے سامنے ہی ہوتی آرہی ہے۔ اس پر عمل رہا صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین ائمہ اربعہ و بزرگان دین کا۔ فقہانے بھی یہی لکھا ہے۔ شامی، درمختار، حلبی کبیر، بحرالرائق وغیرہ میں بھی یہی مذکور ہے۔ اس لئے جمعہ کی اذان ثانی اندرون مسجد منبر کے سامنے ہی دینی چاہیئے اس کے خلاف غلط اور بدعت سیئہ ہوگا۔ (ب) احادیث سے دونوں کا ثبوت ملتا ہے (شروع سے بھی حی علی الصلاۃ پر بھی) مگر اس زمانے میں چونکہ لوگ غافل ہیں صفوف سیدھی کرنے کا اہتمام نہیں کرتے اس لئے ابتدائے اقامت ہی میں کھڑے ہوجاتے ہیں بہتر۔ تاکہ ختم ہونے اور جماعت شروع ہونے تک صفیں سیدھی ہوجائیں۔

الجواب (الف) جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ یہ لکھنا سراسر جھوٹ ہے کہ جمعہ کی اذان ثانی ابتداء سے اب تک اندرون مسجد منبر کے سامنے ہی ہوتی آرہی ہے۔ حیرت ہے کہ ایک مفتی نے یہ کیسے لکھدیا کہ اسی پر عمل رہا صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ اربعہ کا اور بزرگان دین کا۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے زمانہ میں جمعہ کی اذان ثانی کا خارج مسجد دروازہ پر ہونا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ جیساکہ ابوداؤد جلد اول ص۱۶۲ میں ہے عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر۔ یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بھی رائج تھا۔ اور حضرت علامہ سلیمان جمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت کریمہ اذا نودی للصلوٰۃ کے تحت تحریر فرماتے ہیں اذا جلس علی المنبر اذن علی باب المسجد۔ یعنی جب سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے تو مسجد کے دروازہ پر اذان پڑھی جاتی تھی (تفسیر جمل جلد چہارم ص۳۴۳) اور فقہائے کرام نے یہ ہرگز نہیں لکھا ہے کہ جمعہ کی اذان ثانی اندرون مسجد دی جائے۔ یہ ان کے اوپر جھوٹا الزام ہے۔ درمختار اور شامی وغیرہ کی عبارت بین یدی الخطیب سے اندرون مسجد سمجھنا کھلی ہوئی جہالت ہے۔ اس لئے کہ حدیث شریف کی معتبر کتاب ابوداؤد شریف اور تفسیر جمل نے ثابت کردیا کہ بین یدی الخطیب سے مراد یہ ہے کہ امام کے سامنے مسجد کے دروازہ پر یعنی باہر اذان دی جائے۔ اور مسجد

Marfat.com

کے باہر اذان دینا بدعت سیئہ نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔ البتہ منبر کے پاس اندر اذان پڑھنا ضرور بدعت سیئہ ہے۔ اور باہر اذان پڑھنا جو حدیث شریف سے ثابت ہے اسے بدعت سیئہ کہنا گمراہی ہے۔ (ب) امام و مقتدی جب کہ مسجد میں حاضر ہوں تو شروع اقامت سے کھڑا ہو جانا اگر حدیث شریف سے ثابت ہے تو مفتی پر لازم تھا کہ اس حدیث کو پیش کرتا۔ اس لئے کہ فقہائے کرام نے اقامت کے وقت کھڑے رہنے کو مکروہ لکھا ہے۔ جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۵۳ میں ہے اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح۔ یعنی اگر کوئی شخص تکبیر کے وقت آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو۔ اسی طرح شامی جلد اول ص۳۶۸ میں بھی ہے اور مولوی عبد الحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی ص۱۳۶ میں لکھتے ہیں اذا دخل المسجد یکرہ لہ انتظار الصلوۃ قائما بل یجلس فی موضع ثم یقوم عند حی علی الفلاح وبہ صرح فی جامع المضمرات۔ یعنی جو شخص مسجد کے اندر داخل ہو اسے کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ کسی جگہ بیٹھ جائے پھر حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہو۔ اس کی تصریح جامع المضمرات میں ہے۔ اور حضرت علامہ سید طحطاوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ اذا دخل المؤذن فی الاقامۃ ودخل رجل المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائما فانہ مکروہ کما فی المضمرات قہستانی ویفہم منہ کراہۃ القیام ابتداء الاقامۃ والناس عنہ غافلون۔ یعنی جب مکبر تکبیر کہنے لگے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے اس لئے کہ تکبیر کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ مضمرات قہستانی میں ہے۔ اور اس حکم سے سمجھا جاتا ہے کہ شروع اقامت میں کھڑا ہو جانا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں (طحطاوی علی مراقی الفلاح مطبوعہ قسطنطنیہ ص۱۵۱) اسی لئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ امام و مقتدی حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑے ہوں جیسا کہ رئیس المحدثین حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں قال ائمتنا یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوۃ (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول ص۴۱۹) لوگوں کی غفلت اور صفوف کی درستگی کے اہتمام کو بہانہ بنا کر لوگوں کو کراہت کے ارتکاب کا حکم نہیں دیا جائے گا اس لئے کہ حدیث شریف سے بعد اقامت بھی صفوں کی درستگی کا اہتمام ثابت ہے۔ جیسا کہ امام مسلم حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی کہ حضور نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر تحریمہ کہتے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا تو حضور نے فرمایا خدا کے بندو اپنی صفوں کو برابر کرو۔ حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں خرج یوما فقام حتی کاد ان یکبر

Marfat.com

فرای رجلا بادیا صدرہ من الصف فقال عباد اللہ لتسون صفوفکم (مشکوٰۃ شریف ص۹۷) اور حضرت عمر فاروق اعظم و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ یہ حضرات بھی ختم اقامت کے بعد تکبیر تحریمہ نہ کہتے بلکہ جب صفوں کی درستگی کی خبر ملتی تو نماز شروع فرماتے۔ حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں عن ابی عمر عن عمر بن الخطاب کان یامر رجالا بتسویۃ الصفوف فاذا جاؤ فاخبروہ بتسویتہا کبر بعد وعن مالک بن ابی عامر الانصاری عن عثمان بن عفان لا یکبر حتی یاتیہ رجال قد وکلھم بتسویۃ الصفوف فیخبرونہ ان قد استوت فیکبر (مؤطا امام محمد ص۸۸) وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۳ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ
از ابوالکلام احمد مقام و پوسٹ کسم کھور ضلع فرخ آباد

خطبہ کے وقت گرمی کی شدت کی وجہ سے مقتدی کو خود اپنے لئے یا امام کے لئے پنکھا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب
خطبہ کے وقت مقتدی کو اپنے لئے یا امام کے لئے دستی پنکھا استعمال کرنا منع ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۲۸ میں ہے۔ یحرم فی الخطبۃ ما یحرم فی الصلوٰۃ حتی لا ینبغی ان یاکل اویشرب والامام فی الخطبۃ ھکذا فی الخلاصۃ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۲ ذو قعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ
از مولوی قاضی محمد خلیل پٹھان قادری خطیب مسجد جامع درگاہ شریف ماہم بمبئی ۱۶

کیا خطیب کے لئے جائز ہے کہ وہ خطبہ جمعہ منبر پر بیٹھ کر پڑھے اگر کھڑا ہونا اس کے لئے دشوار ہو۔

الجواب
حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ خطبہ جمعہ کے لئے خطیب کا کھڑا ہونا سنت ہے (بہار شریعت حصہ چہارم ص۹۹) اور علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ صرح فی متن الملتقی بسنۃ الطہارۃ والقیام کما فی کثیر من المعتبرات (ردالمحتار جلد اول ص۵۲۵) لہٰذا اگر خطیب کے لئے کھڑا ہونا دشوار ہو تو وہ بیٹھ کر خطبہ جمعہ پڑھ سکتا ہے لیکن حاضرین کو اس کی معذوری کا علم ہونا ضروری ہے تاکہ وہ خطیب کو متہم نہ کریں کہ وہ بلاعذر شرعی ترک سنت کا عادی ہے۔ لہٰذا ہر جمعہ کو خطبہ سے پہلے اعلان کر دیا کریں کہ خطیب معذور ہیں اس لئے وہ بیٹھ کر خطبہ پڑھیں گے تاکہ نئے حاضرین غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ

Marfat.com

اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از محمد انتخاب اشرفی ناپارہ ضلع بہرائچ شریف

جمعہ کے خطبہ کے وقت ڈبہ یا رومال میں پیسہ ہلاکر آواز پیدا کرتے ہوئے لوگوں سے چندہ مانگنا اور زبان سے کہنا کہ تعمیر مسجد کا چندہ دیجئے۔ تو عین خطبہ کے وقت اس طرح چندہ مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بھی دینی کام ہے اس لئے جائز ہے۔

الجواب عین خطبہ کے وقت اس طرح چندہ مانگنا جائز نہیں کہ تمام حاضرین پر خطبہ سننا اور چپ رہنا فرض ہے بلکہ جو لوگ امام سے دور ہوں اور ان تک خطبہ کی آواز نہ پہونچے ان پر بھی چپ رہنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ کے لئے نکلے اسی وقت سے ہر قسم کی نماز اور اذکار منع ہیں۔ صرف صاحب ترتیب کو قضا نماز پڑھ لینے کا حکم ہے درمختار میں ہے یجب علیہ ان یستمع ویسکت بلا فرق بین قریب وبعید فی الاصح محیط اھ۔ اور اسی کتاب میں ہے اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامہا خلا قضاء فائتۃ لم یسقط الترتیب بینہا وبین الوقتیۃ فانہا لا تکرہ سراج وغیرہ لضرورۃ صحۃ الجمعۃ والا لا اھ۔ اور جب نماز جیسا دینی کام حالت خطبہ میں جائز نہیں تو چندہ مانگنا بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہے ردالمحتار جلد اول صـ۵۵۱ میں ہے یکرہ الاشتغال بما یفوت السماع وان لم یکن کلاما وبہ صرح القہستانی اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۳ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مسئلہ از شوکت علی کرلا بمبئی ۷۰

موضع بلئی پوسٹ اترولہ ضلع گونڈہ میں بعد نماز جمعہ چار رکعت نماز ظہر با جماعت لوگ ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ یہی ہے۔ لہٰذا گذارش ہے کہ حکم شرع سے آگاہ فرمائیں کہ ان کا یہ طریقہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اعلیٰ حضرت کا ایسا کوئی فتویٰ ہے یا نہیں؟ اور ایسا کرنے والے لوگ شریعت کے نزدیک کیسے ہیں؟ ان پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب علمائے حنفیہ کے نزدیک دیہات میں جمعہ کی نماز جائز نہیں جیسا کہ ہدایہ جلد اول صـ۱۴۸ میں ہے لا تجوز فی القری لقولہ علیہ السلام لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع

Marfat.com

لیکن دیہات میں جہاں لوگ جمعہ کی نماز پڑھتے ہوں انھیں اس سے منع نہیں کیا جائے گا کہ عوام جس طرح بھی اللہ و رسول کا نام لیں غنیمت ہے۔ اور جب دیہات میں جمعہ جائز نہیں تو ایسی جگہ جمعہ پڑھنے سے ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط نہ ہوگی جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ دیہات میں دوسرے دنوں کی طرح جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا واجب ہے۔ لہٰذا موضع مذکور کے لوگوں کا طریقہ ناجائز نہیں ہے بلکہ صحیح ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص۷۰۴ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی کی تحریر سے ظاہر ہے۔ اور جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۳۶ میں ہے ومن لا تجب علیہم الجمعۃ من اھل القریٰ والبوادی لھم ان یصلوا الظھر بجماعۃ یوم الجمعۃ باذان واقامۃ اھ۔ اور بہار شریعت حصہ ۴ ص۱۰۲ میں ہے کہ گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان واقامت کے ساتھ پڑھیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۹ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ

از محمد حنیف رضوی جونپوری خطیب مسجد سنی رضوی کھاڑی کرلا بمبئی ۷۰

کیا شہر میں بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر پڑھنے کا حکم ہے؟

الجواب

ہندوستان کے عام شہروں میں صحت جمعہ کی بعض شرطوں کی تحقیق میں اختلاف واشتباہ ہے۔ اور ایسی جگہوں پر بعد نماز جمعہ چار رکعت احتیاط الظہر فرض پڑھنے کا علما نے حکم دیا ہے جو اس نیت سے ادا کرے کہ پچھلی وہ ظہر جس کا وقت میں نے پایا اور اب تک ادا نہیں کیا۔ اور جمعہ پڑھتے وقت نیت صحیح وثابت رکھے یعنی جمعہ کو صحیح سمجھ کر خاص فرض جمعہ کی نیت سے ادا کرے۔ مگر یہ حکم خواص کے لئے ہے۔ ایسے عوام کے لئے نہیں کہ جو تصحیح نیت پر قادر نہ ہوں۔ ان کے لئے ایک مذہب پر جمعہ کا صحیح ہو جانا کافی ہے۔ اور یہ چار رکعتیں عدم صحت کے توہم کی صورت میں مستحب ہیں اور شک واشتباہ کی حالت میں ظاہر وجوب رد المحتار جلد اول ص۵۴۲ میں ہے نقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصرا ینبغی لھم ان یصلوا بعد الجمعۃ اربعا بنیۃ الظھر احتیاطا حتی انہ لو لم تقع الجمعۃ موقعھا یخرجون عن عھدۃ فرض الوقت باداء الظھر ومثلہ فی الکافی وفی القنیۃ لما ابتلی اھل مرو باقامۃ الجمعتین فیھا مع اختلاف العلماء فی جوازھما امر ائمتھم بالاربع بعدھا حتما احتیاطا۔ وقال المقدسی ذکر ابن الشحنۃ عن جدہ التصریح بالندب وبحث فیہ بانہ ینبغی ان یکون مجرد التوھم اما عند قیام الشک والاشتباہ فی صحۃ الجمعۃ فالظاھر الوجوب ونقل عن شیخہ ابن الھمام ما یفیدہ۔ قال المقدسی نحن لا نامر بذالک امثال ھٰذہ العوام بل ندل علیہ الخواص ولو بالنسبۃ الیھم اھ ملخصا۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ

از ابن حسن مین پوری (یوپی)

خلفائے راشدین کا نام خطبہ میں لیا جاتا ہے نیز خلیفۂ دوم، خلیفۂ سوم، خلیفۂ چہارم کے باپ کا نام لیا جاتا ہے اور خلیفہ اوّل کے والد ماجد کا نام کیوں نہیں لیا جاتا ہے ؟

الجواب

بعون الملک العزیز الوھاب کسی کے باپ کا نام اس لئے ذکر کیا جاتا ہے کہ مخاطب کو اس شخص کی تعیین میں پریشانی نہ ہو اس لئے کہ ایک نام کے بہت سے لوگ ہوتے ہیں، اور جب کسی شخص کا لقب یا تخلص وغیرہ مشہور و معروف بین الناس ہوتا ہے تو اس لقب یا تخلص کے بعد باپ کے ذکر کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی۔ جب یہ قاعدہ معلوم ہو گیا تو واضح ہو کہ عمر، عثمان اور علی نام کے بہت سے صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور بزرگان دین ہوئے ہیں اگر خطبہ میں خلفائے ثلثہ کے نام کے ساتھ ان کے باپ کا ذکر نہ کیا جائے تو سامعین کو شبہ ہو سکتا ہے لیکن حضرت "ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ" میں آپ کا لقب صدیق ایسا مشہور بین السماء والارض ہے کہ اس لقب کے ذکر کر دینے کے بعد باپ کے ذکر کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی اس لئے کہ ابوبکر بہت گزرے ہیں مگر ان میں کوئی صدیق نہیں لیکن اس کے باوجود اگر کوئی خطیب ان کے باپ ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبہ میں نام لے تو بلاشبہ جائز ہے کوئی حرج نہیں واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

۲/ ذوالقعدہ ۱۳۸۷ھ

مسئلہ

از دبیر الحق قادری رضوی عزیزی

ایک عالم ہے جس کے پاس عالم و فاضل کی سند بھی موجود ہے جو ایک ہاتھ سے پانی پیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں شرع ورع کچھ نہیں جانتا کہ شریعت وریعت کسے کہتے ہیں یعنی شریعت کا منکر بھی ہے اور اس کے ساتھ لفظ مہمل وریعت اور ورع بھی استعمال کرتا ہے محلہ کا زید کہتا ہے کہ ہمارے علماء ایسے عالم کو مسلمان نہیں بلکہ کافر رکھتے ہیں تو محمود و حامد دامنگیر ہو جاتے ہیں کہ یہ عالم ہیں نائب رسول ہیں جو کچھ کہتے ہیں سب درست ہے تو ایسے عالم کو مومن سمجھا جائے یا نہیں ؟ (۲) ایک عالم نے دیہات کے اندر جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعت سنت کی جگہ چار رکعت فرض احتیاط ظہر کی نماز پڑھی اور لوگوں کو بتلایا کہ دیہات کے اندر ظہر احتیاطی پڑھنا ضروری ہے تو لوگوں نے حوالہ مانگا حوالہ میں انھوں نے انوار الحدیث بتایا اور انوار الحدیث کا بتلایا ہوا حوالہ کتب عامہ بتلایا تو لوگ نہیں مانتے

Marfat.com

ہیں کہ ہم لوگ نہیں مانیں گے اس کے بارے میں فتویٰ منگایا جائے تو اس بارے میں قول علماء واضح فرمائیں؟

(۳) زید نے جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد چار رکعت فرض ظہر کی جماعت کے ساتھ پڑھائی ایک مولوی صاحب آئے انھوں نے کہا کہ جن لوگوں نے نماز ظہر جمعہ کی جماعت کے ساتھ پڑھی ہے وہ توبہ کرلیں نہیں تو قہر خداوندی نازل ہوجائے گا اور ہمارے سامنے تم لوگ توبہ کرلو اور وہ وہی مولانا تھے جن کے بارے میں مسئلہ اول میں لکھا گیا ہے ان کا یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے؟ اور کہاں تک غلط واضح فرمائیں؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب (۱) صرف بائیں ہاتھ سے پانی پینا شیطان کا کام ہے اور دونوں ہاتھ سے پینا یا صرف داہنے ہاتھ سے پینا جائز ہے کوئی حرج نہیں مسلم شریف کی حدیث ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا لا یاکلن احدکم بشمالہ و لا یشربن بہا فان الشیطان یاکل بشمالہ ویشرب بہا (انوار الحدیث صـ۳) اور آجکل سند کوئی چیز نہیں کہ بہت سے جاہل عالم وفاضل کی فرضی سند لوگوں کو دکھاتے گھومتے ہیں شخص مذکور کا یہ قول کہ میں شرع ورع کچھ نہیں جانتا کلمۂ کفر ہے (بہار شریعت جلد نہم صـ۱۷۱) اسے اگر احتیاطاً کافر نہ کہا جائے تو کم از کم گمراہ ضرور ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس سے دور رہیں اور اس کو اپنے سے دور رکھیں ایسا شخص عالم دین اور نائب رسول ہرگز نہیں قرار دیا جاسکتا جو لوگ اسے عالم دین اور نائب رسول ملتے ہیں سخت غلطی پر ہیں وھو تعالیٰ اعلم (۲) صحت جمعہ کے لئے مصر یا فنائے مصر ہونا شرط ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد اول صـ۱۳۵، درمختار مع شامی جلد اول صـ۵۳۶) اور فتاویٰ رضویہ جلد سوم صـ۷۱۴ میں ہے کہ دیہات میں جمعہ ناجائز ہے لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو انھیں منع نہ کیا جائے کہ وہ جس طرح بھی اللہ و رسول کا نام لیں غنیمت ہے اور ہدایہ میں ہے لا تجوز فی القریٰ یعنی دیہاتوں میں جمعہ جائز نہیں اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے لا جمعۃ و لا تشریق و لا صلاۃ فطر و لا اضحیٰ الا فی مصر جامع او فی مدینۃ عظیمۃ رواہ ابن ابی شیبہ موقوفا عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (فتح القدیر جلد ثانی صـ۲۲) لہذا جب دیہات میں جمعہ صحیح نہ ہوا تو عالم صاحب کا اس کے بعد چار رکعت فرض احتیاطاً ظہر پڑھنا غلط ہے اس لئے کہ احتیاط ظہر تو خواص کے لئے وہاں ہوتی ہے کہ جہاں جمعہ کی ادائیگی میں کچھ شبہ ہو جیسے کہ ہمارے شہروں میں اور دیہاتوں میں جمعہ نہ ہونے کا یقین ہے اس لئے وہاں احتیاط ظہر کے بجائے چار رکعت ظہر فرض پڑھنا ضروری ہے چنانچہ انوار الحدیث میں بھی دیہات میں چار رکعت ظہر فرض پڑھنے کو لکھا گیا ہے نہ کہ احتیاط ظہر وھو تعالیٰ اعلم

(۳) جس طرح اور دنوں میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھنا واجب ہے ایسے ہی دیہاتوں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی

Marfat.com

نماز جماعت سے پڑھنا ضروری ہے اور پڑھنے والے گنہگار نہیں بلکہ جماعت سے نہ پڑھنے والے گنہگار ہیں۔ مولوی مذکور کو چاہیئے کہ فتاوی رضویہ حصہ سوم کا مطالعہ کرے تاکہ حق اس پر واضح ہو جائے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲؍ شعبان المعظم ۹۸ھ

مسئلہ از شیخ علی شیخ حسین خطیب بچو علی بلڈنگ ۹۶ پہلا مالا روم ۲ نشان پاڑہ روڈ بمبئی ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم ❊ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جمعہ کے وقت قبل اذان ثانی خطیب کے منبر پر جانے سے قبل مؤذن کا مندرجہ ذیل آیت کریمہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور یا معشر المسلمین رحمکم اللہ قد روی فی الخبر عن سید البشر وشفیع الامۃ فی المحشر سید الاشرف ومتمم مکارم الاخلاق والاوصاف سید العرب والعجم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف انہ قال اذا صعد الخطیب علی المنبر ثم خطب فلا یتکلمن احدکم ومن تکلم فقد لغیٰ فلا جمعۃ لہ انصتوا رحمکم اللہ فاستمعوا یغفر اللہ لنا ولکم ولوالدینا ولوالدیکم ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات فاستغفروہ انہ ھو الغفور الرحیم۔ اور جب خطیب منبر پر چڑھنے لگے تو مؤذن کا یہ دعا پڑھنا۔ اللھم اعز الاسلام والمسلمین واذل الشرک والمشرکین رب اختم لنا بالخیر برحمتک یا ارحم الراحمین ٭ ان مذکور بالا کلمات کا مؤذن کے لئے پڑھنا کیسا ہے سنت ہے یا مستحب ہے یا بدعت ہے تو کونسی بدعت ہے۔ زید کہتا ہے کہ سنت ہے اور بکر کا کہنا ہے کہ بدعت ہے۔ جبکہ طریقۂ مذکورہ بالا پر ایک قدیم زمانہ سے عمل کیا جاتا رہا اب کچھ لوگ جو علمائے دیوبند و پالن گجراتی کے پیروکار ہیں وہ مذکورۃ الصدر طریقہ کو بدعت کہہ کر بند کرنا چاہتے ہیں۔ ثانیا یہ کہ بعد جماعت دعائے ثانی کو بدعت کہہ کر بند کرنا چاہتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ دونوں قول میں کس کا قول صحیح و درست ہے اور دعائے ثانی کے متعلق دلائل سے مبرہن فرمائیں۔ ثالثاً یہ کہ بعد نماز آپس میں مصافحہ و معانقہ کرنا کیسا ہے؟ اس فعل کو بھی بدعت کہتے ہیں لہٰذا مدلل فرمائیں۔ رابعاً یہ کہ سنت کے بند کرنے والوں پر عند الشرع کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا بالتحقیق والتفصیل واطلبوا من اللہ الاجر الجزیل۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل وعلی اللہ توکلنا حسبی اللہ لا الٰہ الا اللہ۔

Marfat.com

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب (۱) خطیب کے منبر پر جانے سے قبل مؤذن کا آیت کریمہ کی تلاوت کرنا، خطبہ کے وقت خاموش رہنے کی حدیث سنانا، مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا، خطیب کے منبر پر چڑھتے وقت خدائے تعالیٰ سے اسلام و مسلمین کی عزت اور شرک و مشرکین کی ذلت کی دعا کرنا اور مسلمانوں کے لئے دعائے خاتمہ بالخیر کرنا بیشک جائز و مستحسن ہے اسے بند کرنا امور خیر سے روکنا اور مسلمانوں کو ثواب سے محروم کرنا ہے۔ قبل خطبہ قرآن و حدیث کے پڑھنے اور دعا کرنے کو بدعت سیئہ قرار دینا جنون و پاگل پن ہے یہ بدعت ضرور ہے مگر بدعت حسنہ ہے اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجورھم شئی۔ وھو تعالیٰ اعلم۔ (۲) خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے ادعونی استجب لکم اور یہ حکم مطلق ہے یعنی دعا کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں لہٰذا بندے کو اختیار ہے کہ جب وہ چاہے دعا کرے شرعاً کوئی ممانعت نہیں کہ اس حکم مطلق کو دعائے ثانی کے غیر کے ساتھ مقید کرنا ہرگز جائز نہیں اس مسئلہ کی تفصیل حضرت علامہ مفتی محبوب علی صاحب علیہ الرحمہ کے رسالہ دعائے ثانیہ کے ثبوت میں ملاحظہ کیجئے۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۳) بعد نماز مصافحہ کرنا جائز ہے درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء میں ہے تجوز المصافحۃ ولو بعد العصر وقولھم انہ بدعۃ ای مباحۃ حسنۃ کما افادہ النووی فی اذکارہ اھ ملخصاً یعنی بعد نماز عصر بھی مصافحہ کرنا جائز ہے اور فقہاء نے جو اسے بدعت فرمایا ہے تو وہ بدعت مباحہ حسنہ ہے جیسا کہ امام نووی نے اپنے اذکار میں فرمایا ہے۔ اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے قال اعلم ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاء واما ما اعتادہ الناس من المصافحۃ بعد صلوٰۃ الصبح والعصر فلا اصل لہ فی الشرع علی ھذا الوجہ ولکن لا باس بہ۔ قال الشیخ ابوالحسن البکری وتقییدہ بما بعد الصبح والعصر علی عادۃ کانت فی زمنہ والا فعقب الصلوات کلھا کذالک اھ ملخصاً یعنی امام نووی نے فرمایا ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور فجر و عصر کی نماز کے بعد جو مصافحہ کا رواج ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔ شیخ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ صبح و عصر کی قید فقط لوگوں کی عادت کی بنا پر ہے جو امام نووی کے زمانہ میں تھی ورنہ ہر نماز کے بعد مصافحہ کا یہی حکم ہے یعنی جائز ہے۔ (شامی جلد پنجم ص۲۵۲) جو لوگ مذکورہ بالا امور سے روکیں ان سے دریافت کیا جائے کہ ان باتوں سے اللہ و رسول نے روکا ہے یا تم روکتے ہو اگر اللہ و رسول نے روکا ہے تو آیت یا حدیث دکھاؤ

Marfat.com

اور اگر اللہ و رسول نے نہیں روکا ہے تو تم روکنے والے کون ہوتے ہو۔ وھو تعالیٰ اعلم (۲) سنت کا بند کرنے والا سخت گنہگار مستحق عذاب نار دین و دنیا میں روسیاہ و شرمسار ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد امجدی
۲۵ رجمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

باب العیدین

عیدین کا بیان

مسئلہ از محمد صدیق رائے بریلوی پوسٹ بکس ۹۴ لکھنؤ

عورتوں پر جمعہ و عیدین کی نماز واجب ہے یا نہیں اور کیا وہ عیدین کی نماز کے لئے عیدگاہ جا سکتی ہیں یا نہیں؟ سنا ہے کہ حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں عورتیں عیدگاہ جایا کرتی تھیں مگر یہ بھی حدیث ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر حضور آج ہوتے تو عورتوں کو عیدگاہ جانے سے ضرور منع فرماتے ہمارے یہاں کچھ اہل حدیث ہیں جو عورتوں کو عید کی نماز کے لئے عیدگاہ پر جانے پر بہت زور دیتے ہیں اس لئے ہمارے مذہب کی عورتیں بھی عیدگاہ جاتی ہیں تو اس کے بارے میں اس پرفتن زمانے میں شریعت کا کیا حکم ہے مدلل تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب عورتوں پر جمعہ و عیدین کی نماز واجب نہیں بدائع الصنائع جلد اول ص ۲۵۸ باب الجمعہ میں ہے لاجمعۃ علیھن اور پھر ص ۲۷۵ باب العیدین میں ہے لاتجب علی النسوان اور شامی جلد اول ص ۵۴۷ باب الجمعہ میں ہے لاتجب علی المرأۃ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص ۱۳۵ میں ہے لوجوبھا شرائط فی المصلی وھی الحریۃ والذکورۃ والاقامۃ والصحۃ کذا فی الکافی حتی لاتجب الجمعۃ علی العبید والنسوان والمسافرین والمرضی کذا فی محیط السرخسی اور پھر ص ۱۴۱

Marfat.com

میں ہے ویشترط للعید مایشترط للجمعۃ الا الخطبۃ کذا فی الخلاصۃ اور عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں دن کی نماز ہو یا رات کی جمعہ ہو یا عیدین خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیا تنویر الابصار اور درمختار میں ہے یکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید ووعظ مطلقا ولو عجوزا لیلا علی المذھب المفتی بہ لفساد الزمان اھ۔ اور مراقی الفلاح میں ہے ولا یحضرن الجماعات لما فیہ من الفتنۃ والمخالفۃ یعنی عورتیں جماعتوں میں حاضر نہ ہوں کہ اس میں فتنہ ہے اور اللہ و رسول کے حکم کی مخالفت ہے اس لئے کہ اللہ و رسول نے ان کو گھروں میں ٹھہرنے کا حکم فرمایا جیسا کہ پارہ ۲۲ رکوع اول میں ہے وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ اور حدیث شریف میں ہے بیوتھن خیر لھن لو کن یعلمن (طحطاوی ص ۱۹۶) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں جبکہ اسلام کا ابتدائی وقت تھا احکام شرعیہ سیکھنے کے لئے عورتیں عیدگاہ میں جاتی تھیں اسی لئے جو عورتیں حیض میں مبتلا ہوتی تھیں ان کو بھی حاضری کا حکم تھا جیسا کہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشھدن جماعۃ المسلمین ودعوتھم وتعتزل الحیض عن مصلاھن اھ اور جب احکام شرعیہ کی ترویج و اشاعت ہو گئی تو عورتوں کو عیدگاہ کی حاضری جائز نہیں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "برآمدن زناں در آں زماں بقصد تعلم شرائع بود و احتیاج نیست بداں در ایں زماں از جہت شیوع و اشتہار احکام شریعت (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۲۶۲) اور مسجد و عیدگاہ میں عورتوں کا جانا چونکہ فتنہ ہے اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزاج خوب جانتی پہچانتی تھیں اور جن کے بارے میں حضور نے فرمایا خذوا من ھذہ الحمیراء ثلثی دینکم یعنی اپنے دین کا دو تہائی حصہ اس حمیراء (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حاصل کرو۔ انھوں نے اپنے زمانے کی عورتوں کا حال دیکھ کر فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان عورتوں کا حال دیکھتے تو ان کو مسجد میں آنے سے ضرور منع فرما دیتے جیسا کہ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے لو ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأی ما احدث النساء لمنعھن المسجد اھ اور یہ زمانہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانہ سے کہیں زیادہ پرفتن ہے لہٰذا عورتوں کو عیدگاہ جانے سے سختی کے ساتھ روکا جائے اور ان پر لازم ہے کہ عیدگاہ ہرگز نہ جائیں اور غیر مقلد نام نہاد اہلحدیث کے ورغلانے میں نہ آئیں کہ ان کی بات ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ وھو

Marfat.com

تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۳ ربیع الآخر سنہ ۹۸ھ

مسئلہ از پیر محمد ٹیلر ماسٹر پوسٹ و مقام کوٹڑی ضلع بھیلواڑہ (راجستھان)

عیدین کے دن امام کو گھوڑے پر سوار کرکے اور پیچھے سے ڈھول بجاتے ہوئے عیدگاہ تک لے جاتے ہیں زید اگر روکتا ہے تو لوگ نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ یہ میرا پرانا رواج ہے تو آج میں تمہارے کہنے سے کیسے چھوڑ دوں لہذا آپ فرمائیں کہ از روئے شرع کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب ڈھول بجانا ناجائز ہے اور عیدگاہ جاتے ہوئے ڈھول بجانا بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہے۔ اور ناجائز فعل کو رواج کی بنیاد پر نہ چھوڑنے والے سخت گنہگار ہیں ان پر لازم ہے کہ اس ناجائز فعل سے باز آویں اور عیدگاہ جاتے ہوئے شریعت کے بتائے ہوئے مستحب طریقہ کو اختیار کریں یعنی اطمینان اور وقار اور نیچی نگاہ کئے ہوئے عیدگاہ کو جائیں عید الفطر کے دن آہستہ اور عید الاضحیٰ کے دن بلند آواز سے راستہ میں تکبیر کہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ مسئولہ محمد سمیع القادری متعلم فیض الرسول براؤں شریف۔ بستی

عورتوں کے لئے نماز عیدین جائز ہے یا نہیں؟

الجواب عالمگیری جلد اول ص۱۴۳ پر ہے لا تجب الجمعة علی العبید والنسوان والمسافرین والمرضیٰ کذا فی محیط السرخسی۔ یعنی غلاموں، عورتوں، مسافروں اور مریضوں پر نماز جمعہ واجب نہیں اور پھر اسی کتاب کے ص۱۵۰ پر ہے تجب صلوٰۃ العید علی کل من تجب علیہ صلوٰۃ الجمعة کذا فی الھدایہ یعنی جن لوگوں پر نماز جمعہ واجب ہے انہیں لوگوں پر نماز عید بھی واجب ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔ مذکورہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر نماز عید واجب نہیں۔ رہا جواز کا سوال تو عورتوں کے لئے عیدین کی نماز جائز بھی نہیں اس لئے کہ عیدگاہ میں اختلاط مرد ہوگا اور عورتیں جماعت کریں تو یہ بھی ناجائز اس لئے کہ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اور فرداً فرداً پڑھیں تو بھی نماز جائز نہ ہوگی اس لئے کہ عیدین کی نماز کے لئے جماعت شرط ہے واذا فات الشرط فات المشروط وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۲ر جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ

مسئلہ ازمولوی عبدالجبار صاحب قادری بستوی ۳۰راپریل ۶۰ء
زیدایک مرتبہ بروزسہ شنبہ عید کی نماز پڑھ چکا ہے اب دوسری جگہ بروزچہارشنبہ عید کی نماز پڑھ سکتا ہے یانہیں؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب اگرپہلے دن عید کی نماز صحیح ادا ہوگئی تواب پھر دوسرے روز زید کو عید کی نماز پڑھنا شرعاً جائزنہیں واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ ازثناراللہ خاں لطیفی صدرالمدرسین مدرسہ یارعلویہ کرونا۔ ضلع بستی۔
عیدین کی نماز پڑھنے کے لئے کوئی خاص جگہ مقررنہیں ہے برسات میں گاؤں کے باہرکوئی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں نماز پڑھ سکیں ایسی حالت میں اگرکسی کے مکان کی وسیع چھت ہے کہ جس پرنماز پڑھ سکتے ہیں تواس چھت پرعیدین کی نماز ہوسکتی ہے یانہیں؟ بینوا توجروا

الجواب اگرگاؤں کے لوگ عیدین کی نماز پڑھتے ہوں اورگاؤں کے باہر برسات میں نماز پڑھنے کے لائق کوئی جگہ نہیں ہے توعیدین کی نماز مکان کی چھت پرپڑھ سکتے ہیں۔ وھوسبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۹رشوال المکرم ۹۹ھ

مسئلہ ازشمیم احمد نرساچٹی ضلع دھنباد (بہار)
کیارمضان المبارک کے روزے اگرقضا ہوجائیں (ایک روزہ ہویاچند روزے ہوں) توکیا ایسے شخص کے پیچھے عید کی نماز صحیح نہیں ہے اس کے متعلق بھی کیا حکم ہے اورجب کہ ایسا شخص امام ہو۔ بینوا توجروا

الجواب بعون الملک الوھاب اگر رمضان المبارک کے روزے اس طرح قضا ہوئے کہ حلق میں مینھ کی بوندیا اولا چلاگیا یا یہ گمان کرکے کی رات ہے سحری کھالی یارات ہونے میں شک تھا اورسحری کھالی حالانکہ صبح ہوچکی تھی یا یہ گمان کرکے کہ آفتاب ڈوب گیا ہے افطارکرلیا حالانکہ ڈوبا نہ تھا یااس قسم

Marfat.com

ی کسی دوسری وجہ سے روزے قضا ہو گئے تو جس کے روزے اس طرح سے قضا ہو گئے اس کے پیچھے عید کی نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ کوئی اور وجہ مانع امامت نہ ہو اگر بلا وجہ شرعی قصداً روزہ قضا کر دیا مگر اس طرح قضا کرنے کا وہ عادی نہیں ہے تو بعد توبہ اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ر شوال المکرم ۹۹ھ

مسئلہ از محمد قاسم علوی خطیب لال مسجد ۱/۸/۷ اکبر اروڈ مٹیا برج کلکتہ ۲۴

عید الفطر کی امامت کے لئے کھڑا ہوا اس نے لوگوں کو نماز عید کی نیت اور ترکیبیں بھی بتائیں لیکن زید نے امامت کے لئے تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھ لیا اور ثناء پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے تکبیر کہنے کے بجائے قرارت شروع کر دی یہاں تک کہ سورۂ فاتحہ ختم کر دیا اور دوسری سورہ کی پہلی ہی آیت شروع کی تھی کہ زید کو لقمہ دیا گیا اور زید نے لقمہ لے کر تینوں تکبیریں کہیں اور الحمد سے پھر سے قرارت شروع کر کے نماز ختم کی نماز کے بعد کچھ لوگوں نے کہا کہ نماز نہیں ہوئی مگر زید نے کہا کہ نماز ہو گئی۔ ایک عظیم جم غفیر نماز ادا کر رہا تھا اگر پہلی رکعت کی تینوں تکبیریں بعد قرارت بھی جاتیں تو نماز میں بیحد انتشار کا خدشہ تھا زید نے فساد سے بچنے کی خاطر جو نماز ادا کی وہ صحیح ہوئی یا نہیں؟

(نوٹ) زید کے قول کی تصدیق بعض کتابوں سے بھی ہو رہی ہے، جس میں کبیری وغیرہ کا حوالہ درج ہے۔
جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب بعض کتب فقہ میں ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد اور سورت پڑھنے سے پہلے اگر معلوم ہوا کہ تکبیر زوائد بھول گیا ہے تو تکبیر کہے اور قرارت کا اعادہ کرے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے ان بدأ الامام بالقراءۃ سھواً فتذکر بعد الفاتحۃ والسورۃ یمضی فی صلاتہ وان لم یقرأ الا الفاتحۃ کبر واعاد الفاتحۃ لزوماً اھ۔ لہٰذا اس قول کے مطابق زید نے وہی کیا جو اسے کرنا چاہئے مگر بہار شریعت میں جو مفتیٰ بہ قول نقل کیا گیا ہے یہ ہے کہ پہلی رکعت میں امام تکبیریں بھول گیا اور قرأت شروع کر دی تو قرأت کے بعد کہہ لے یا رکوع میں اور قرأت کا اعادہ نہ کرے اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے اذا نسی الامام تکبیرات العید حتی قرأ فانہ یکبر بعد القراءۃ او فی الرکوع مالم یرفع رأسہ کذا فی التتارخانیہ اھ۔ تو اس قول کی روشنی میں زید کو چاہئے تھا کہ وہ تکبیر زوائد قرأت کے بعد کہتا یا رکوع میں اور قرأت کا اعادہ نہ کرتا لیکن اس نے ایسا نہ کیا تو برا کیا مگر نماز ہو گئی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۷ شوال المکرم ۹۹ھ

مسئلہ از محمد ادریس پیر کمہ مسجد بارسی ۔ شولاپور (مہاراشٹر)

نماز عید کی پہلی رکعت میں امام تکبیرات زوائد کو بھول گیا اور سورۂ فاتحہ ختم کر دی پھر تکبیرات زوائد کہکر سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھی اور حسب دستور نماز تمام کر دی، قاضی محمد فصیح الدین نے فتویٰ دیا کہ نماز ہو گئی ان کے فتویٰ کے الفاظ یہ ہیں "نماز عیدین میں اگر امام پہلی رکعت میں عیدین کی تکبیریں بھول کر قرأت شروع کر دے تو جبکہ سورۂ فاتحہ پڑھکر ختم کیا ہو تو بھولی ہوئی تکبیریں کہہ کر پھر سے قرأت شروع کر کے نماز پوری کرے" الخ دریافت طلب امر یہ ہے نماز عید ہوئی یا نہیں اور قاضی صاحب کا فتویٰ اہل علم کی نظر میں کیسا ہے؟

الجواب اللهم هداية الحق والصواب عیدین کی پہلی رکعت میں اگر امام تکبیریں بھول گیا اور قرأت شروع کر دی تو حکم یہ ہے کہ الحمد شریف اور سورت پڑھنے کے بعد کہے یا رکوع میں کہے اور قرأت کا اعادہ نہ کرے ھکذا قال صدر الشریعة رحمة الله تعالیٰ علیه فی الجزء الرابع من بهار شریعت ناقلا عن الغنیة وغیرها اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۴۲ پر ہے واذا نسی الامام تکبیرات العید حتی قرأ فانه یکبر بعد القراءة او فی الرکوع مالم یرفع راسه کذا فی التاتارخانیة الخ یعنی جب امام تکبیرات عید کو بھول گیا اور قرأت شروع کر دی تو قرأت کے بعد تکبیر کہے یا رکوع میں کہے جب کہ سر نہ اٹھایا ہو ایسے ہی تاتارخانیہ میں ہے لہذا الحمد شریف پڑھنے کے بعد سورہ ملانے سے پہلے ہی بھولی ہوئی تکبیریں کہنا اور دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنا دونوں باتیں غلط ہیں اور قاضی صاحب کا یہ فتویٰ دینا کہ "جب کہ سورۂ فاتحہ پڑھکر ختم ہو گیا ہو تو بھولی ہوئی تکبیریں کہہ کر پھر سے قرأت شروع کر کے نماز پوری کرے صحیح نہیں اس لئے کہ تاتارخانیہ سے فتاویٰ عالمگیری کی عبارت مذکور بالا میں واضح طور پر موجود ہے کہ فانه یکبر بعد القراءة او فی الرکوع الخ پھر چونکہ امام تکبیرات عید بھول گیا اور محل غیر میں کہا اس لئے سجدۂ سہو کرنا واجب ہوا فقہ حنفی کی مشہور کتاب بہار شریعت جلد چہارم ص۵۳ پر ہے کہ عیدین کی سب تکبیریں یا بعض بھول گیا یا زائد کہیں یا غیر محل میں کہیں ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے الخ اور فتاویٰ ہندیہ جلد اول مصری ص۱۲۰ پر ہے قال فی البدائع اذا ترکها (ای تکبیرات العید) او نقص منها او زاد علیها او اتی بها فی غیر موضعها فانه یجب علیه السجود کذا فی البحر الرائق پھر امام نے ایک ہی رکعت میں

Marfat.com

سورۂ فاتحہ دوبار پڑھی حالانکہ سورت سے پہلے ایک ہی بار الحمد شریف پڑھنا واجب ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری
فصل واجب الصلوٰۃ میں ہے یجب الاختصار فی الرکعتین الاولیین علی قرأۃ الفاتحۃ مرۃ واحدۃ
فی کل رکعۃ منہما ھکذا فی المنیۃ لہٰذا سورت سے پہلے قصداً دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنے سے واجب ترک
ہوا اور قصداً ترک واجب سے نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہے بہار شریعت جلد چہارم ص۳۹ پر ہے قصداً واجب ترک
کیا تو سجدۂ سہو سے وہ نقصان دفع نہ ہوگا بلکہ اعادہ واجب ہے - اور رد المحتار المعروف بشامی جلد اول ص۵۱۹
میں ہے والعمد لا یجبرہ سجود السہو بل تلزم فیہ الاعادۃ - اور سہواً سورۃ سے پہلے دوبارہ الحمد
شریف پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے فتاویٰ ہندیہ جلد اول مصری ص۱۱۸ میں ہے لو کررہا ای الفاتحۃ
فی الاولیین یجب علیہ سجود السہو بخلاف مالو اعادہا بعد السورۃ او کررہا فی الاخریین کذا
فی التبیین - یعنی سورۃ سے پہلے الحمد شریف کی تکرار سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے لیکن جمعہ اور عیدین میں
اگر جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے ھکذا فی الجزء الرابع من بہار شریعت ناقلاً عن رد
المحتار وغیرہ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۲۰ میں ہے قالوا لا یسجد للسہو فی العیدین والجمعۃ
لئلا یقع الناس فی فتنۃ کذا فی المضمرات ناقلاً عن المحیط - یعنی مشائخ کرام نے فرمایا کہ عیدین اور جمعہ
میں سجدۂ سہو نہ کرے اس لئے کہ لوگ فتنہ میں پڑ جائیں گے اسی طرح مضمرات میں محیط سے منقول ہے لہٰذا صورت
مستفسرہ میں اگر امام نے قصداً دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھی تو نماز کا اعادہ کرنا واجب اور سہواً کی صورت میں اگر جماعت
کثیر نہ تھی اور لوگوں کے فتنہ میں پڑ جانے کا اندیشہ نہ تھا تو امام پر سجدۂ سہو کرنا واجب اور نہ کرنے پر نماز کا اعادہ واجب
اور اگر جماعت کثیر تھی اور لوگوں کے فتنہ میں پڑ جانے کا اندیشہ تھا تو سجدۂ سہو نہ کرنا بہتر - ھذا ما عندی والعلم
بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۸۷ھ

مسئلہ از ارشاد حسین صدیقی بانی دار العلوم امجدیہ سنڈیلہ - ضلع ہردوئی

ایک عیدگاہ میں ایک ہی دن عید کی نماز دو اماموں نے دو خطبہ کے ساتھ جماعت سے پڑھائی یعنی عید
کی نماز ایک ہی عیدگاہ میں دوبار ہوئی تو دونوں نمازیں جائز ہوئیں یا ایک ہی ؟ اگر ایک ہی جائز ہوئی تو کونسی ؟

الجواب اگر دونوں اماموں کو عید کی نماز قائم کرنے کا اختیار تھا تو دونوں نمازیں جائز

Marfat.com

ہوگئیں ھکذا قال الامام احمد رضا البریلوی فی الجزء الثالث من الفتاوی الرضویۃ علی صفحۃ ۸۰۳ ۔ وھو تعالٰی اعلم بالصواب

کتبہ
جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ مرسلہ مولانا اختصاص الدین مدرسہ اہلسنت اجمل العلوم سنبھل ضلع مراد آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان شرع متین مندرجہ ذیل احادیث و عبارات علماء و فقہاء کے درمیان تطبیق اور ان کی تنقیح کے بارے میں کہ باب تکبیرات عیدین میں بروایت سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ محدث ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

روی عن ابن مسعود انہ قال فی التکبیرات فی العیدین تسع تکبیرات فی الرکعۃ الاولی خمس تکبیرات قبل القراءۃ وفی الرکعۃ الثانیۃ یبدأ بالقراءۃ ثم یکبر اربعا مع تکبیرۃ الرکوع وقد روی عن غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نحو ھذا وھو قول اھل الکوفۃ وبہ یقول سفیان الثوری ۔ اور حضرت محقق ابن ہمام فتح القدیر ج ۱ ص ۴۲۶ میں لکھتے ہیں ۔ واما ما عن الصحابۃ فاخرج عبد الرزاق اخبرنا سفیان الثوری عن ابی اسحاق عن علقمۃ والاسودان ابن مسعود کان یکبر فی العیدین تسعا اربعا قبل القراءۃ ثم یکبر فیرکع وفی الثانیۃ یقرأ فاذا فرغ کبر اربعا ثم رکع ۔ اخبرنا معمر عن ابی اسحاق عن علقمۃ والاسود قال کان ابن مسعود جالسا وعندہ حذیفۃ وابو موسی الاشعری فسألھم سعید بن العاص عن التکبیر فی صلوٰۃ العید فقال حذیفۃ سل الاشعری فقال الاشعری سل عبد اللہ فانہ اقدمنا واعلمنا فسألہ فقال ابن مسعود یکبر اربعا ثم یقرأ ثم یکبر فیرکع ثم یقوم فی الثانیۃ فیقرأ ثم یکبر اربعا بعد القراءۃ طریق آخر رواہ ابن ابی شیبۃ حدثنا ھشیم اخبرنا مجالس عن الشعبی عن مسروق قال کان عبد اللہ بن مسعود یعلمنا التکبیر فی العیدین تسع تکبیرات خمس فی الاولی واربع فی الآخرۃ ویوالی بین القراءتین والمراد بالخمس تکبیرۃ الافتتاح والرکوع وثلاث زوائد وبالاربع تکبیرۃ الرکوع طریق آخر رواہ محمد بن الحسن اخبرنا ابو حنیفہ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراھیم النخعی عن عبد اللہ بن مسعود کان قاعدا فی مسجد الکوفۃ ومعہ

Marfat.com

حذیفة الیمان وابوموسیٰ الاشعری فخرج علیھم الولید بن العقبة بن ابی معیط وھو امیر الکوفة
یومئذٍ فقال ان غدا عیدکم فکیف اصنع فقال اخبرہ یا اباعبد الرحمٰن فامرہٗ عبداللہ بن مسعودؓ
ان یصلی بغیر اذان ولا اقامة وان یکبر فی الاولیٰ خمسا وفی الثانیة اربعا وان یوالی بین القرأتین
وان یخطب بعد الصلوٰة علی راحلتہ۔ قال الترمذی وقد روی عن ابن مسعود انہ قال
فی التکبیر فی العید تسع تکبیرات فی الاولیٰ خمسا قبل القراءة وفی الثانیہ یبدأ بالقراءة ثم یکبر
اربعا مع تکبیرة الرکوع وقد روی عن غیر واحد من الصحابة نحو ھذا وھذا اثر صحیح قالہ
بحضرة جماعة من الصحابة اور حضرت امام حلبی غنیة المستملی شرح منیة المصلی کبیری ص ۵۲۷ میں فرماتے ہیں
وطریق المروی عن الصحابة ھو ما اخرج عبد الرزاق انا سفیان الثوری عن ابی اسحٰق عن
علقمہ والاسود ان ابن مسعود کان یکبر فی العیدین تسعا تسعا اربع قبل القراءة ثم یکبر
فیرکع وفی الثانیة یقرأ فاذا فرغ کبر اربعا ثم رکع۔ انا معمر عن ابی اسحٰق عن علقمة والاسودؓ
قال کان ابن مسعود جالسا وعندہ حذیفة وابوموسیٰ الاشعری فسألھم سعید بن العاص
عن التکبیر فی یوم الفطر والاضحیٰ فقال ابوموسیٰ الاشعری سل عبداللہ فانہ اقدمنا واعلمنا
فسالہ فقال ابن مسعود یکبر اربعا ثم یقرأ ثم یکبر فیرکع ثم یقوم الثانیة فیقرأ ثم یکبر
اربعا بعد القراءة روی ابن ابی شیبة ثنا ھشیم انبأنا مجالس عن الشعبی عن مسروق قال
کان عبداللہ بن مسعود لیعلمنا التکبیر فی العیدین تسع تکبیرات خمس فی الاولیٰ واربع فی
الاخریٰ ویوالی بین القراءتین۔ روی محمد بن الحسن انا ابوحنیفة عن حماد بن ابی سلیمان
عن ابراھیم النخعی عن عبداللہ بن مسعود وکان قاعدًا فی مسجد الکوفة ومعہ حذیفة
بن الیمان وابوموسیٰ الاشعری فخرج علیھم الولید بن عقبة بن ابی معیط وھو امیر الکوفة
یومئذٍ فقال ان غدا عیدکم فکیف اصنع فقال اخبرہ یا اباعبدالرحمٰن فامرہ عبداللہ بن
مسعود ان یصلی بغیر اذان ولا اقامة وان یکبر فی الاولیٰ خمسا وفی الثانیة اربعا ان یوالی بین
القراءتین وان یخطب بعد الصلوٰة علی راحلتہ۔ وقال الترمذی وقد روی عن ابن مسعودؓ
انہ قال فی التکبیر فی العیدین تسع تکبیرات فی الاولیٰ خمسا قبل القراءة وفی الثانیة یبدأ
بالقراءة ثم یکبر اربعا مع تکبیرة الرکوع وقد روی عن غیر واحد من الصحابة نحو ھذا

Marfat.com

انتھی وھذا اثر صحیح قالہ بحضرۃ جماعۃ من الصحابۃ۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۲۵۳و۲۵۴ بحوالۂ ترمذی تحریر فرماتے ہیں:

وروی عن عبد اللہ بن مسعود انہ قال فی التکبیر فی العیدین تسع تکبیرات فی الرکعۃ الاولیٰ یکبر خمسا قبل القراءۃ وفی الرکعۃ الثانیۃ بعد القراءۃ یکبر اربعا مع تکبیرۃ الرکوع وبہ یقول اھل الکوفۃ وسفیان الثوری اھ کلام الترمذی علی ما نقلہ میرک فان کان المراد باھل الکوفۃ اباحنیفۃ واصحابہ فیکون الخمس فی الرکعۃ الاولیٰ مع تکبیرۃ الاحرام وتکبیرۃ الرکوع۔ ففی تعبیرہ خمسا قبل القراءۃ نوع مسامحۃ ثم رأیت ابن الھمام ذکرہ مفصلا فقال اخرج عبد الرزاق اخبرنا سفیان الثوری عن ابی اسحٰق عن علقمۃ والاسود ان ابن مسعود کان یکبر فی العیدین تسعا اربعا قبل القراءۃ ثم یکبر فیرکع وفی الثانیۃ یقرأ فاذا فرغ کبر اربعا ثم ذکر لہ طرقا اخر وقال قد روی عن غیر واحد من الصحابۃ نحو ھذا اثر صحیح قالہ بحضرۃ جماعۃ من الصحابۃ شروح اربعہ ترمذی کی شرح ابی الطیب ج۱ ص۵۰ میں ہے۔

قولہ وروی عن ابن مسعود الخ فان کان المراد بقولہ وھو قول اھل الکوفۃ اباحنیفۃ واصحابہ فیکون الخمس فی الرکعۃ الاولیٰ مع تکبیرۃ التحریمۃ وتکبیرۃ الرکوع ففی تعبیرہ خمسا قبل القراءۃ نوع مسامحۃ وذکرہ ابن الھمام مفصلا فقال اخرج عبد الرزاق انا سفیان الثوری عن ابی اسحٰق عن علقمۃ والاسود ان ابن مسعود کان یکبر فی العیدین تسعا اربعا قبل القراءۃ ثم یکبر فیرکع وفی الثانیۃ یقرأ فاذا فرغ کبر اربعا ثم رکع ثم ذکرہ طرقا اخر وقال وقد روی عن غیر واحد من الصحابۃ نحو ھذا۔

اب سوال یہ ہے کہ محولہ بالا عبارات فقہا و علماء کے پیش نظر حدیث ترمذی بسند حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسمیں خمسا قبل القراءۃ کی قید ہے تکبیرات عیدین کے بارے میں احناف کے نزدیک حجت قرار دینے کے قابل و لائق ہے، یا حجت قرار دینے کے قابل و لائق نہیں ہے؟

ایک صحیح العقیدہ سنی حنفی عالم کہتے ہیں کہ جناب امام اعظم اور آپ کے پچاسوں اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ہر دو رکعت میں تین تکبیریں کہنے کو اپنا مذہب قرار دیتے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیث کو (جسمیں خمسا قبل القرارت کی قید نہیں ہے) اپنے مذہب کی دلیل بنانے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ

Marfat.com

ابن مسعود کا صحیح قول امام ترمذی علیہ الرحمہ کو نہیں پہونچا بلکہ کچھ متغیر ہو کر انہیں معلوم ہوا۔ اس متغیر قول کو امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہوئے اہل کوفہ اور سفیان ثوری کا مذہب بھی بتا دیا۔ یہ امام ترمذی علیہ الرحمہ سے ذلت ہوئی۔ محدثین احناف امام ترمذی کے اس قول میں مسامحت تحریر فرماتے ہیں چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں رقم طراز ہیں (ففی تعبیرہ خمسا قبل القراءۃ نوع مسامحۃ) اسی بنا پر امام ترمذی علیہ الرحمہ کے اس قول کو ذمہ داران خلیل العلوم نے اپنے اشتہار میں نہیں لکھا ہے اور نہ یہ قول ان کی نظر میں حجت قرار دینے کے لائق ہے۔ ایک دوسرے سنی صحیح العقیدہ حنفی عالم کہتے ہیں کہ ترمذی شریف کی حدیث مذکور حنفی مذہب کے لئے حجت قرار دینے کے لائق ہے کیونکہ اجلہ فقہائے احناف نے اپنی تصانیف میں اسے حجت قرار دیا ہے اور یہ دوسرے عالم بنظر تطبیق روایات حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ترمذی میں خمسا قبل القرات کی قید ہے اس کے علاوہ تمام روایات میں یہ قید نہیں ہے۔ لفظ مسامحۃ کی یہ توضیح کرتے ہیں کہ یہ لفظ اصطلاحی ہے۔ علماء اس کا استعمال ایسی جگہ میں کرتے ہیں جہاں شہرت کی بنا پر لفظ سے معنی مجازی کا مراد لینا ظاہر و آسان ہوتا ہے چنانچہ دستور العلماء مطبوعہ حیدرآباد جلد اول ص ۲۹۱ میں ہے التسامح فی اللغۃ جوانمردی نمودن و آسان گرفتن و یستعملونہ فیما یکون فی العبارۃ تجوز او القرینۃ ظاھر الدلالۃ علی التجوز ومنہ المسامحۃ وقال الفاضل الچلپی فی حواشیہ علی التلویح المراد بالتسامح استعمال اللفظ فی غیر حقیقۃ بلا قصد علاقۃ مقبولۃ ولا نصب قرینۃ دالۃ علیہ اعتمادا علی ظھورہ فھم المراد فی ذالک المقام حضرت مولانا الٰہی بخش صاحب فیض آبادی حاشیہ شرح تہذیب تحفۂ شاہجہانی ص ۱۳۲ میں لکھتے ہیں قولہ تسامح وھو فی اللغۃ مردی کردن و آسانی گرفتن و فی الاصطلاح استعمال اللفظ فی غیر ما وضع لہ حقیقۃ بلا قصد علاقۃ مقبولۃ ولا نصب قرینۃ دالۃ علیہ اعتمادا علی ظھورہ فھم المراد فی ذالک المقام لشھرتہ عند الخواص والعوام۔ تعریفات حضرت امام سید شریف جرجانی ص ۱۸۸ المسامحۃ ترک ما یجب تنزھا ای کے ص ۵ میں ہے۔ التسامح ھو ان لا یعلم الغرض من الکلام ویحتاج فی فھمہ الی تقدیر لفظ آخر۔ استعمال اللفظ فی غیر الحقیقۃ بلا قصد علاقۃ معنویۃ ولا نصب قرینۃ دالۃ علیہ اعتمادا علی ظھور المعنی فی المقام۔ لغات کی مشہور کتاب "المنجد" ص ۲۳ میں ہے مسامحۃ فی وبا لامر سھلہ فیہ و ترکہ لہ تسمح وتسامح ای تساھل مسئلہ زیر بحث میں ایسا ہی ہے کہ احناف کے نزدیک تکبیرات عیدین کے بارے میں یہ بات متعارف و مشہور تھی کہ پہلی رکعت میں کل پانچوں تکبیرات تکبیر تحریمہ تین زوائد تکبیر رکوع

Marfat.com

قبل قرارت نہیں کہی جاتی ہے بلکہ پہلی چار تکبیرات قبل قرارت اور اخیر تکبیر رکوع بعد قرارت کہی جاتی ہے لہذا اس شہرت مقام پر اعتماد کرتے ہوئے امام ترمذی نے اقل یعنی تکبیر رکوع کو قبلیت میں اکثر کے تابع کر کے خمسا قبل القراءۃ سے تعبیر فرمایا ہے اس سے نہ حضرت امام ترمذی سے یہاں پر ذلت ہوئی اور نہ لغات کی کسی معتمد کتاب میں لفظ مسامحہ کے معنی ذلت لکھا ہے۔ نیز حضرت امام محقق ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث ترمذی کو حنفی حجت میں پیش کر کے هذا اثر صحیح الخ کا افادہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ فتح القدیر کی خط کشیدہ عبارت سے ظاہر ہے۔ یہ جلیل القدر امام ابن ہمام کی مرتبت علمائے احناف کے سامنے پوشیدہ نہیں۔ ردالمحتار میں ان کے متعلق متعدد جگہ پر یہ تصریحا موجود ہیں۔ ان الکمال ابن الھمام بلغ مرتبۃ الاجتھاد) روایت ترمذی اگر نظر مجتہد میں حجت قرار دینے کے لائق نہ تھی تو اسے حنفی دلائل کے ساتھ تحریر فرمانا کیا معنی رکھتا ہے۔ و نیز حضرت امام حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی غنیۃ المستملی میں روایت ترمذی کو حنفی دلائل میں تحریر کر کے هذا اثر صحیح الخ کا افادہ برقرار رکھا ہے جیسا کہ منقولہ بالاخط کشیدہ عبارت سے واضح ہے۔ پھر حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شارح ترمذی یہ دونوں بزرگ حضرت عبداللہ بن مسعود کی تمام روایات کو حدیث ترمذی کی تفصیل قرار دے رہے ہیں جیسا کہ ان بزرگوں کی محررہ بالاخط کشیدہ عبارتوں سے ظاہر ہے۔ و نیز شہر سنبھل کے مشہور عالم مفتی سلطان المناظرین حضرت مولانا الحاج شاہ محمد اجمل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے رسالہ تحائف حنفیہ میں حدیث ترمذی کو حنفی حجت قرار دے کر نقل فرمایا ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے جواب میں لکھتے ہیں۔

جواب! احناف کے نزدیک نماز عیدین میں ۹ر تکبیریں ہیں پانچ پہلی رکعت میں مع تکبیر تحریمہ کے اور چار دوسری رکعت میں مع تکبیر رکوع کے۔ ان کے دلائل احادیث سے یہ ہیں۔ **حدیث** عن ابن مسعود قال فی التکبیر فی العید تسع تکبیرات فی الرکعۃ الاولی خمس تکبیرات قبل القراءۃ و فی الرکعۃ الثانیۃ یبدأ بالقراءۃ ثم یکبر اربعا مع تکبیر الرکوع از ترمذی ص۱۰۳ واضح رہے کہ حضرت شاہ صاحب موصوف ان ذمہ داران خلیل العلوم کے اُستاذ و استاذ الاستاذ بھی آج سے پیشتر ان ذمہ داران نے شاہ صاحب کا وہ رسالہ مسلمانوں میں نہایت اہتمام و خوشی کے ساتھ بھی تقسیم کیا اور کرایا ہے۔

و نیز دیوبندیوں کے ایک مشہور و مقتدا عالم مولانا خلیل احمد انبیٹھوی نے بھی بذل المجہود شرح سنن ابی داؤد شریف جلد دوم ص۲۰۹ میں اسی حدیث ترمذی کو مذہب احناف کی حجت و دلیل بنا کر تحریر کیا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شارح ترمذی نے حدیث ترمذی میں خمسا قبل

Marfat.com

قبل الفراغ کے متعلق جو مسامحہ تحریر فرمایا ہے اس کے کون سے معنی صحیح و درست ہیں۔ آیا ذلت کے معنی صحیح ہیں جو پہلے عالم صاحب نے تحریر کیا ہے یا وہ معنی صحیح ہیں جو دوسرے عالم صاحب نے بیان کیا ہے؟ ونیز ترمذی شریف کی حدیث مذکور دربارۂ تکبیرات عیدین احناف کے نزدیک قابل حجت ہے یا نہیں؟ ونیز جب محدث ترمذی یہ فرماتے ہیں وقد روی عن غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نحو ھذا تو پہلے عالم صاحب کا یہ کہنا صحیح و درست ہے یا نہیں کہ امام ترمذی کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحیح قول نہیں پہونچا۔ جواب تحقیق و تدقیق کے ساتھ معتبر کتابوں کے حوالے سے مرحمت فرمایا جائے بینوا و توجروا

الجواب

بعون الملک الوھاب (۱) شارح ترمذی اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے حدیث ترمذی میں خمسا قبل الفراغ کے متعلق جو مسامحہ تحریر فرمایا ہے اس کے وہی معنی صحیح ہیں جو دوسرے عالم نے فرمایا جن کی تائید کے لئے دستور العلماء، حاشیہ چلپی اور تحفۂ شاہجہانی وغیرہ جیسی معتمد کتابوں کا حوالہ کافی ہے۔ مسامحہ کے معنی ذلت کسی معتمد کتاب میں نہیں غیاث اللغات میں مسامحت بضم میم اول و فتح میم دوم و حائے مہملہ باہم کار آسان گرفتن و گاہے تجرید کردہ بمعنی آسان کردن کار کسی و آشتی و آسانی کردن و سہل گرفتن و دلیر و چیزے را سہل پنداشتہ توجہ بآں نکردن مشتق از سمح بالفتح کہ بمعنی جوانمردی و آسان گرفتن است از منتخب و لطائف و کشف و مدار اھ۔ (۲) بیشک ترمذی شریف کی حدیث تکبیرات عیدین کے متعلق قابل حجت ہے کہ اجلۂ علمائے احناف نے اسے اپنے مسلک کا مستدل قرار دیا ہے وھو تعالیٰ اعلم

(۳) جبکہ امام ترمذی یہ فرماتے ہیں کہ وقد روی عن غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نحو ھذا۔ تو یہ کہنا درست نہیں کہ انھیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحیح قول نہیں پہونچا بلکہ صحیح قول پہونچا لیکن اعتماد علی ظھور فھم المراد فی ذالک المقام لشھرتہ عند الخواص والعوام انھوں نے خمسا قبل الفراغ فرمادیا ھذا ما ظھر لی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۰ ربیع النور ۹۵ھ

Marfat.com

کتاب الجنائز

کفن اور نماز جنازہ وغیرہ کا بیان

مسئلہ:۔ از مصاحب خان ہتیرا بستی۔

(۱) مرد، عورت، اور نابالغ کا کفن سنت کے مطابق کیا کیا اور کتنا ہونا چاہئے؟

(۲) کفن پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب (۱) مرد کے لئے سنت تین کپڑے ہیں جیسا کہ عالمگیری میں ہے کفن الرجل سنۃ ازار وقمیص ولفافۃ یعنی مرد کا کفن سنت تہبند[۱]، قمیص[۲] اور لفافہ[۳] ہے۔ اور عورت کے پانچ[۵] کپڑے ہیں درع وازار وخمار ولفافۃ وخرقۃ تربط بھا ثدیاھا (عالمگیری) یعنی قمیص[۱]، تہبند[۲]، اوڑھنی[۳]، لفافہ[۴] اور سینہ بند[۵]۔ اور نابالغ اگر حد شہوت کو پہونچ گیا ہو جس کا اندازہ لڑکوں میں بارہ[۱۲] سال اور لڑکیوں میں نو[۹] ہے تو وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دئے جاتے ہیں اسے بھی دئے جائیں اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور اگر لڑکے کو بھی دو کپڑے دئے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو — لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اسقدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں — اور تہبند چوٹی سے قدم تک ہونا چاہئے یعنی لفافہ سے اتنا چھوٹا جو بندش کے لئے زیادہ تھا چنانچہ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۵۰ اور ہدایہ جلد اول ص۱۳۷ میں ہے والازار من القرن الی القدم یعنی تہبند کی مقدار چوٹی سے قدم تک ہے — اور قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں برابر ہوں اور بعض لوگ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے۔ چاک اور آستین اس میں نہ ہوں اور مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کے لئے سینہ کی طرف — اور اوڑھنی نصف پشت سے سینہ تک ہونا چاہئے جس کا اندازہ تین ہاتھ یعنی ڈیڑھ گز ہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک

Marfat.com

اور جو لوگ زندگی کی طرح اوڑھنی رکھتے ہیں یہ بیجا اور خلاف سنت ہے۔ اور سینہ بند پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو عالمگیری میں ہے والاولیٰ ان تکون الخرقة من الثدیین الی الفخذ کذا فی الجوهرة النیرة یعنی اور بہتر یہ ہے کہ سینہ بند پستان سے ران تک ہو جوہرہ نیرہ میں اسی طرح ہے۔

(۲) کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پوچھ لیں تاکہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے لفافہ پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور موضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے اور قدم پر کافور لگائیں پھر تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر داہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے تاکہ داہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں تاکہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے عورت کو کفنی پہنانے کے بعد اس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر موںھ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے۔ پھر مرد کی طرح عورت کو بھی تہبند اور لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔ عالمگیری جلد اول ص۱۶۲ میں ہے ثم الخرقة بعد ذٰلك تربط فوق الاكفان فوق الثدیین کذا فی المحیط یعنی پھر سینہ بند سب کپڑوں کے اوپر بالائے پستان باندھیں محیط میں اسی طرح ہے اور فتح القدیر میں ہے فی شرح الکنز فوق الاکفان یعنی شرح کنز الدقائق میں اس کی جگہ سب کپڑوں کے اوپر مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۷ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ

مسئلہ: از ابوالکلام احمد کسم کھور۔ ضلع فرخ آباد۔

(۱) مردہ کو کپڑا کتنا دیا جائے یہ تو معلوم ہے کہ مرد کے لئے تین کپڑے ہوں اور عورتوں کے لئے پانچ مگر کون کتنا لمبا چوڑا ہو اور مرد کے کپڑے کی مقدار کتنے میٹر ہوں اور ایسے ہی عورتوں کے کپڑے کی مقدار میٹر سے کیا ہونا چاہئے بعض جگہ لفافہ کی جگہ لوگ دوہرا کپڑا استعمال کرتے ہیں نیز یہ بھی تحریر فرمادیں کہ نہلانے کے بعد کونی کپڑا پہلے اور کس طرح پہنایا جائے اور کرتے کی شکل کیا ہونی چاہئے نیز نماز جنازہ میں سلام پھیرتے وقت ہاتھ باندھے رکھنا چاہئے یا ہاتھ کھول دینا چاہئے۔

Marfat.com

(۲) مردہ کے لئے جو چنے کلمہ شریف پڑھنے میں استعمال کیا جاتا ہے پڑھنے کے بعد اس کو کیا کیا جائے جبکہ کوئی ایسا شخص بھی نہ ہو جو محتاج ہو بلکہ سب کھاتے پیتے لوگ ہوں اس لئے کہ مردہ کے ایصال ثواب کے لئے جو چیز پکائی جائے اس میں سے کسی مالدار کو کھانا غالباً مولانا نسیم بستوی نے اپنی تصنیف نظام شریعت میں بدعت سیئہ اور مکروہ تحریمی لکھا ہے دریں حالات چنے کیا کئے جائیں مکمل و مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب (۱) لفافہ یعنی چادر میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکے اور ازار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو بندش کے لئے زیادہ تھا فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۰ ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۳۵ اور شامی جلد اول صفحہ ۶۰۳ میں ہے الازار من القرن الی القدم یعنی تہبند کی مقدار چوٹی سے قدم تک ہے اس طرح بہار شریعت میں بھی ہے اور قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے پیچھے برابر ہو جاہل لوگ جو پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلط ہے۔ چاک اور آستین اس میں نہ ہو اور مرد کی کفنی مونڈھے سے چیریں اور عورتوں کے لئے سینہ کی طرف عورت کی اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونی چاہئے یعنی ڈیڑھ گز لمبی اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک چوڑی اور سینہ بند پستان سے ناف تک مگر بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو فتاویٰ عالمگیری میں ہے والاولیٰ ان تکون الخرقۃ من الثدیین الی الفخذ کذا فی الجوهرۃ النیرۃ۔ چونکہ میت کا جسم موٹا پتلا اور کپڑے کی عرض کم زیادہ ہوا کرتی ہے اس لئے میٹر سے کپڑے کی مقدار ہر ایک کے لئے متعین نہیں کی جا سکتی۔

کفن پہنانے کے لئے پہلے بڑی چادر زمین پر بچھائی جائے پھر تہبند پھر کفنی یعنی مردہ کو اس پر رکھ کر پہلے کفنی پہنائیں پھر تہبند لپیٹیں پھر بڑی چادر۔ ان تمام مسائل کا تفصیلی بیان بہار شریعت حصہ چہارم میں دیکھیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۵۴)

(۲) جو چنا کلمہ شریف پڑھنے میں استعمال کیا جاتا ہے اسے اغنیاء کو کھانا جائز ہے مگر نہ کھانا بہتر ہے۔ البتہ میت کا وہ کھانا جو شادی کی دعوت کی طرح کھلایا جاتا ہے ناجائز اور بدعت سیئہ ہے لان الدعوۃ انما شرعت فی السرور لا فی الشرور کما فی فتح القدیر وغیرہ من کتب الصدور۔ اور عوام مسلمین کے چہلم، برسی اور ششماہی کا کھانا بھی اغنیاء کو مناسب نہیں (فتاویٰ رضویہ) وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ

Marfat.com

مسئلہ: از محمد نیاز احمد ٹانڈہ محلہ سکراول ضلع فیض آباد۔

زید کی عورت کا انتقال ہو گیا۔ اب زید چاہتا ہے کہ اپنی عورت کے جنازہ کو کندھا دے لیکن بکر نے اسے روک دیا اور کہا کہ میں نے علماء کرام سے یہ سنا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو کندھا نہیں دے سکتا۔ لہٰذا بکر نے زید کو روک دیا۔ بکر کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے۔ بکر ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ علماء کرام سے یہ بھی سنا ہوں کہ اس لئے کندھا نہیں دے سکتا کہ عورت شوہر کے جوتی برابر ہے آج اس کے جنازہ کو کیسے کندھا دے سکتا ہے۔

بکر کے کہنے کے مطابق یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۴۱ پر مذکور ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا اگر مراتب کے لحاظ سے کندھا نہیں دے سکتا تو یہاں کیا جواب ہے کہ کہاں سرکار کا مرتبہ اور صحابۂ کرام کا مرتبہ؟ تحریر فرمائیں۔

الجواب: بیوی کے جنازے کو کندھا دینا بلاشبہ جائز ہے اس کی ممانعت ثابت نہیں۔ بکر علمائے کرام کو جھوٹ بدنام کرتا ہے اور اگر یہ صحیح ہے کہ علماء نے منع کیا ہے تو بکر سے کہئے کہ ان علماء کی تحریر لائے۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۷/ ذی القعدہ ۹۷ھ

مسئلہ: از محمد اسحاق انصاری ٹیلر ماسٹر قصبہ بھنان ضلع بستی۔

زید کا چچا عمرو شرابی و بدکار تھا جس کی وجہ سے زید اس سے نفرت کرتا تھا اسی نفرت و بیزاری کی حالت میں عمرو کا انتقال ہو گیا زید اس کی لاش مشرک تاڑی فروش کے سپرد کر دی اور کہا کہ تم جس طرح چاہو اس کا کفن دفن کر دو میں اس کی تجہیز و تکفین میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اس مشرک نے قصبہ کے مسلمانوں سے بھی کہا کہ میت لے جاؤ اور اس کے آخری رسوم ادا کر دو مگر ان لوگوں نے بھی انکار کر دیا مجبوراً مشرک نے اس کی لاش اپنی رسم کے مطابق قصبہ میں باجہ کے ساتھ گھمایا پھر دفن کر دیا بعد میں قصبہ کے مسلمانوں نے لاش نکال کر نہلا دھلا کر نماز جنازہ پڑھ کر دوبارہ دفن کیا ـــــ زید کے اس فعل پر قصبہ کے مسلمانوں نے متنفر ہو کر اس کا بائیکاٹ کر دیا اور اس کو مسجد میں آنے سے روکنے کا ارادہ بھی کر رہے ہیں۔ براہ کرم زید اور ان مسلمانوں کے لئے جو شرعی حکم ہو مطلع فرمائیں۔

الجواب: جب کوئی مسلمان مرجائے خواہ متقی و پرہیزگار ہو یا شرابی و بدکار اسلامی طریقہ پر اس کی تجہیز و تکفین کرنا اور جنازہ کی نماز پڑھنا ہر اس مسلمان پر فرض کفایہ ہے جس کو موت کی اطلاع ہو جائے یعنی اگر مطلع ہونے

Marfat.com

والوں میں سے کسی ایک نے بھی اسلامی طریقہ پر تجہیز و تکفین نہ کی اور جنازہ کی نماز نہ پڑھی تو سبھی گنہ گار ہوئے۔ صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی زید اپنے چچا عمرو کی لاش کفن و دفن کیلئے مشرک کے سپرد کردینے کے سبب سخت گنہگار ہوا اعلانیہ توبہ کرے تاوقتیکہ زید علانیہ توبہ نہ کرے مسلمان اس سے قطع تعلق رکھیں مگر مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے سے ہرگز نہ روکیں ورنہ روکنے والے سخت گنہگار ہونگے۔ مشرک تاڑی فروش نے جن مسلمانوں سے کہا کہ میت لے جاؤ اور انھوں نے انکار کردیا وہ لوگ بھی گنہگار ہوئے علانیہ توبہ کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۳ محرم ربیع الاول ۱۳۸۳ھ

مسئلہ:۔ از محمد بشیر موضع ڈفلڈیہوا ضلع گونڈہ۔

زید اور اس کے ساتھ کچھ مسلمانوں نے صلح کل کی نماز جنازہ وہابی امام کی اقتدار میں پڑھی آیا ان کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب —— صورت مسئولہ میں برصدق تحریر اگر زید اور دیگر مسلمانوں نے وہابی کے پیچھے اس کی وہابیت جانتے ہوئے مسلمان اعتقاد رکھ کر نماز جنازہ ادا کی تو کفر ہے علی الاعلان توبہ تجدید ایمان و نکاح ضروری ہے اور اگر وہابی امام کو مرتد و بدمذہب سمجھتے ہوئے پڑھی تو فسق ہے علانیہ توبہ لازم ہے یہی حکم وہابی یا صلح کل کی نماز جنازہ پڑھنے کا بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ محمد یونس نعیمی اشرفی

۱۳ ربیع النور ۸۵ھ

مسئلہ:۔ از محمد علی ڈوکمی

زید بچپن سے مذہب حنفی رکھتا ہے لیکن وہابی کے یہاں پڑھاتا بھی تھا اسی وجہ سے وہابی کے یہاں آنا جانا رہا لیکن جب معلوم ہوا کہ وہابی کا عقیدہ خراب اور باطل ہے تو زید سے کہا گیا۔ تو زید نے توبہ کیا اور جس جس پر علمائے کرام نے فتویٰ دیا کہ کافر ہیں تو ان کو کافر بھی کہا لیکن وہابی کے یہاں آنا جانا بند نہ کیا حالانکہ زید نے تین مرتبہ توبہ کیا پھر بھی اس کا وہی اختیار رہا لیکن قریب عرصہ گذر رہا ہے کہ زید نے کہا میں اب صدق دل سے توبہ کروں گا لہٰذا زید کو پھر توبہ کرایا گیا لیکن تجدید نکاح نہیں کرایا گیا غفلت کی وجہ سے اور زید کا انتقال ہوگیا تو زید کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے یا نہیں درانحالیکہ زید کہتا تھا کہ جب سے ہم نے تین مرتبہ توبہ کیا ہے اس وقت سے وہابی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی نہ ان کا ذبیحہ

Marfat.com

گوشت کھایا لہٰذا اناج اور روپیہ کے لالچ میں جاتا تھا۔ بینوا توجروا

الجواب ـــــ اگر زید واقعی سنّی تھا اور اشرف علی تھانوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ خلیل احمد انبیٹھی۔ قاسم نانوتوی اور اس کے ماننے والوں کو ان کے کفریات قطعیہ کی وجہ سے کافر کہتا تھا اور اسی عمل پر اس کا انتقال ہوگیا تو اس کی نماز جنازہ جائز ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ بدرالدین احمد رضوی

۲۸ ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ

مسئلہ :۔ مسئولہ واجد علی و انور علی اہٹروا بستی

میت کا ہاتھ سینہ پر رکھنا کیسا ہے ؟

الجواب ـــــ میت کا ہاتھ سینے پر رکھنا غلط ہے۔ مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ میت کے پہلو میں رکھے جائیں کما صرح بہ فی نور الایضاح "وتوضع یداہ بجنبیہ ولا یجوز وضعھما علی صدرہ" یعنی ہاتھ پہلو میں رکھے جائیں سینے پر رکھنا جائز نہیں۔ فقہائے کرام نے سینے پر ہاتھ رکھنا اس لئے منع فرمایا کہ یہ یہودیوں اور نصرانیوں کا طریقہ ہے کما قال فی مراقی الفلاح لانہ صنع اھل الکتاب یعنی اس لئے کہ سینے پر ہاتھ رکھنے کا طریقہ اہل کتاب یعنی یہودی وغیرہ کا ہے۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ محمد یونس نعیمی

۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۸۸ء

مسئلہ :۔ از منصب علی معرفت جمعدار گورکھپور ۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ

نماز جمعہ اور نماز جنازہ کی نیت کے الفاظ کیا ہیں ؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــ نیت دل کے پکّے ارادے کو کہتے ہیں (بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۵۲) اور زبان سے کہہ لینا مستحب ہے ھکذا ذکر صدر الشریعۃ فی بہار شریعت ناقلا عن الدر المختار مقتدی کے لئے نماز جمعہ کی نیت کے الفاظ یہ ہیں۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز جمعہ پڑھنے کی واسطے اللہ کے پیچھے اس امام کے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔ اور اگر امام ہو تو "پیچھے اس امام کے"، نہ کہے۔ اور مقتدی کے لئے نماز جنازہ کی نیت کے الفاظ یہ ہیں۔ نیت کی میں نے نماز جنازہ کی واسطے اللہ کے دعا اس میت کے لئے پیچھے اس امام کے

Marfat.com

منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔ اور امام ہو تو "پیچھے اس امام کے" نہ کہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ از ضیاء الحق ساکن ڈومری پوسٹ کٹرہ ضلع مظفر پور (بہار)

زید ہمارے یہاں مسجد میں امام ہے اور بچوں کو تعلیم بھی دیتا ہے ایک روز گاؤں میں ایک آدمی کی موت واقع ہوئی اسے غسل وغیرہ کرانے میں عصر کا وقت ہو گیا۔ کچھ لوگ نماز عصر پڑھ چکے تھے اور کچھ لوگ باقی تھے زید بھی نماز سے فارغ ہو چکا تھا لوگوں نے جنازہ پڑھنے کے لئے کہا تو زید نے کہا چونکہ یہ زوال کا وقت ہے اسلئے جنازہ نہیں پڑھا جائیگا چنانچہ مغرب کے بعد جنازہ پڑھا گیا کیا یہ صحیح ہے کہ عصر و مغرب کے درمیان نماز جنازہ درست نہیں ؟

الجواب: زید نے غلط کہا عصر کی نماز پڑھنے کے بعد نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے بلکہ اگر مکروہ وقت مثلاً آفتاب غروب ہونے سے دس منٹ پیشتر جنازہ لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں۔ کراہت اس صورت میں ہے کہ پیشتر سے تیار موجود ہے۔ اور تاخیر کی یہانتک کہ وقت کراہت آگیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ بدر الدین احمد الصدیقی الرضوی القادری الگورکھپوری

۱۹ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ

مسئلہ:۔ از برکت اللہ ساکن پیپری بزرگ ضلع بستی

ایک ایسے پاگل کا انتقال ہوا جو بالغ ہے تو اس کی نماز جنازہ میں بالغ کی دعا پڑھی جائے یا نابالغ کی ؟

الجواب: بعون الملک الوہاب مجنون یعنی پاگل کے لئے وہی دعا پڑھی جائے جو نابالغ کے لئے پڑھی جاتی ہے ھکذا قال صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی الجزء الرابع من بہار شریعت ناقلا عن الجوھرۃ النیرۃ اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح مع طحطاوی صفحہ ۳۵۵ میں ہے لا یستغفر لمجنون وصبی اذلا ذنب لھما۔ اور درمختار مع ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۱۲ میں ہے ولا یستغفر فیھا الصبی ومجنون ومعتوہ لعدم تکلیفھم مجنون سے مراد وہ مجنون ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا اور تا وقت موت مجنون رہا اور اگر بلوغ کے بعد مجنون ہوا تو

Marfat.com

اس کے لئے مغفرت کی دعا پڑھی جائے یعنی اس کے جنازہ میں وہ دعا پڑھی جائے جو بالغ کے لئے پڑھی جاتی ہے ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ ربیع النور ۱۳۸۷ھ

مسئلہ: از محمد دادے پیر خطیب مکہ مسجد بارسی۔ شولاپور

نماز جنازہ کی تکبیرات میں اگر رفع یدین کیا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب نماز ہو جائے گی لیکن ایسا کرنا خلاف سنت اور مکروہ ہے لما روی الدارقطنی عن ابن عباس وابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا صلی علی جنازۃ رفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود وکان کل تکبیرۃ قائمۃ مقام رکعۃ وغیر الرکعۃ الاولیٰ لا رفع فیھا فکذا تکبیرات الجنازۃ ھٰکذا فی طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۵۴ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص ۱۵۴ میں ہے ولا یرفع یدیہ الا فی التکبیرات الاولیٰ فی ظاھر الروایۃ کما فی العینی شرح للکنز اور درمختار باب صلاۃ الجنازۃ میں ہے یرفع یدیہ فی الاولیٰ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ ربیع النور ۱۳۸۷ھ

مسئلہ: از عبد العزیز حاجی عبد الکریم پانچ بھیا ہمت نگر (گجرات)

ہمارے یہاں سالہا سال سے نماز جنازہ مسجد کے صحن میں ہوتی تھی جیسا کہ آج بھی احمد آباد وغیرہ کے ائمہ مساجد مسجدوں ہی میں نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ مگر ایک صاحب نے کہا کہ مسجد میں نماز جنازہ جائز نہیں تو ہمارے یہاں کے امام لوگ مسجد کے باہر ہی نماز جنازہ پڑھانے لگے مگر باہر نماز جنازہ پڑھانے کی صورت میں درمیان صف سے کتا وغیر ناپاک جانوروں کے گزرنے کا اندیشہ ہوتا ہے اس کے علاوہ سخت سردی تیز دھوپ اور بارش میں جنازہ پڑھنے والوں

Marfat.com

کو اور میت کو تکلیف ہوتی ہے تو ان وجوہات کی بنا پر مسجد میں جنازہ پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بیشک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ناجائز اور گناہ ہے۔ ائمۂ مساجد کے پڑھانے سے مسجد میں جنازہ جائز نہ ہوگا بلکہ ناجائز ہی رہے گا یہاں تک کہ پڑھنے والوں کو اس صورت میں ثواب بھی نہیں ملتا۔ حدیث شریف اور فقہ حنفی کی معتبر کتابوں سے یہی ثابت ہے جیساکہ ہدایہ اولین ص۱۶۱ میں ہے لا یصلی علی میت فی مسجد جماعۃ لقولہ علیہ السلام من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا اجر لہ۔ یعنی جماعت کی مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے اس کے لئے کوئی ثواب نہیں۔ اور بحر الرائق جلد دوم ص۱۸۶ میں ہے ولا فی مسجد لحدیث ابی داؤد مرفوعاً من صلی علی میت فی المسجد فلا اجر لہ وفی روایۃ فلا شئی لہ۔ یعنی مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اس لئے کہ ابوداؤد شریف کی حدیث مرفوع ہے کہ جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی ثواب نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لئے کچھ نہیں۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۵۵ میں ہے صلوٰۃ الجنازۃ فی المسجد الذی تقام فیہ الجماعۃ مکروھۃ یعنی جس مسجد میں جماعت قائم کی جاتی ہے اس میں نماز جنازہ مکروہ ہے۔ اور عنایہ مع فتح القدیر جلد دوم ص۹۰ میں ہے لا یصلی علی میت فی مسجد جماعۃ اذا کانت الجنازۃ فی المسجد فالصلوٰۃ علیھا مکروھۃ باتفاق اصحابنا۔ یعنی جماعت کی مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے جبکہ جنازہ مسجد میں ہو تو نماز مکروہ ہے۔ یہ ہمارے اصحاب کا متفقہ مسئلہ ہے۔ اور شامی جلد اول ص۵۹۳ میں ہے کما تکرہ الصلاۃ علیھا فی المسجد یکرہ ادخالھا فیہ۔ یعنی جیساکہ نماز جنازہ مسجد میں مکروہ ہے جنازہ کا مسجد میں داخل کرنا بھی مکروہ ہے اسی طرح فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ صغریٰ، فتاویٰ بزازیہ، فتح القدیر، شرح وقایہ عمدۃ الرعایہ مراقی الفلاح، طحطاوی علی مراقی اور درمختار وغیرہ تمام کتب معتبرہ میں تصریح ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں مکروہ و منع ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔ اور مکروہ تحریمی کا گناہ مثل حرام کے ہے جیساکہ درمختار میں ہے کل مکروہ ای کراھۃ تحریمۃ حرام ای کالحرام فی العقوبۃ بالنار۔ یعنی ہر مکروہ تحریمی استحقاق جہنم کا سبب ہونے میں حرام کے مثل ہے۔ بلکہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے نماز جنازہ کے مسجد میں مکروہ تحریمی ہونے کی تصریح فرمائی ہے جیساکہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص۵۰ میں ہے کہ "جنازہ مسجد میں رکھکر اس پر نماز مذہب حنفی میں مکروہ تحریمی ہے۔ اور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مکروہ تحریمی لکھا ہے

Marfat.com

جیسا کہ بہار شریعت حصۂ چہارم صـ۱۵۸ میں ہے مسجد میں جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض کہ احادیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنی کی ممانعت آئی ہے ـــــ ان تمام کتب معتبرہ کے حوالے سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو حرام کے مثل ہے۔ لہٰذا بغیر عذر شرعی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ اور سخت سردی اور تیز دھوپ کے سبب بھی مسجد میں جنازہ پڑھنے کا حکم نہ دیا جائے گا کہ جس طرح سردی اور دھوپ میں لوگ اپنے کاموں کے لئے نکلتے ہیں جنازہ کے لئے بھی تھوڑی دیر سردی اور دھوپ برداشت کر سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "نماز جنازہ بہت ہلکی اور جلد ہوتے والی چیز ہے اتنی دیر دھوپ کی تکلیف ایسی نہیں کہ اس کے لئے مکروہ تحریمی گوارہ کیا جائے اور مسجد کی بے حرمتی روا رکھیں (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صـ۵۷) رہی تیز بارش تو جس طرح بارش میں جنازہ گھر سے لے کر مسجد اور مسجد سے قبرستان تک جائیں گے اسی طرح بارش میں مسجد کے باہر جنازہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور اگر بارش میں جنازہ لے کر نکلنا اور دفن کرنا تو ممکن ہو مگر نماز جنازہ پڑھنا کسی طرح ممکن نہ ہو تو اس صورت میں ضرور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی رخصت دیدی جائے گی بشرطیکہ شہر میں کہیں مدرسہ مسافر خانہ اور جماعت خانہ وغیرہ میں پڑھنا ممکن نہ ہو ـــــ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کے عذر عموماً لوگ دھوپ، سردی اور بارش ہی کو بیان کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے عذر کے بغیر بھی لوگ مسجدوں میں نماز جنازہ بلا کھٹک پڑھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ سب بہانہ ہے وجہ صرف آرام طلبی اور سہل پسندی ہے جس کے مقابلہ میں ان کے نزدیک حکم شرع کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ (العیاذ باللہ) اور کتا وغیرہ کے صفوں میں گھسنے کا عذر بھی عند الشرع مسموع نہیں اس لئے کہ نماز جنازہ عیدگاہ کے احاطہ اور مدرسہ میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ سید العلماء حضرت علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ولا تکرہ فی مسجد اعد لھا وکذا فی مدرسۃ ومصلی عید (طحطاوی علی مراقی مطبوعہ قسطنطنیہ صـ۳۲۶) اور اگر عیدگاہ و مدرسہ نہ ہو تو میدان میں جانوروں سے حفاظت کے لئے آدمی کھڑے کئے جا سکتے ہیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ صرف جنازہ کے لئے الگ سے مسجد بنالیں پھر اسی میں دھوپ، سردی اور بارش وغیرہ ہر حال میں نماز جنازہ پڑھیں اس طرح میت اور جنازہ پڑھنے والوں کو کوئی تکلیف بھی نہ ہوگی۔ اور ناپاک جانوروں کے صفوں میں گھسنے کا اندیشہ بھی نہ رہے گا ـــــ وہ مسلمان جو غیر ضروری صرف جائز و مباح کاموں کے لئے ہزاروں اور لاکھوں روپئے خرچ کرتے ہیں اگر مسجد کی حرمت باقی رکھنے اور ناجائز کام سے بچنے کے لئے نماز جنازہ کی مسجدوں کو نہ بنائیں گے اور بارش وغیرہ کا بہانہ بنا کر عام مسجدوں میں نماز جنازہ پڑھیں گے تو ضرور گنہگار ہوں گے۔

Marfat.com

وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲۲ رجادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ :۔ از۔ غلام جیلانی کیرآف مولانا انصار احمد صاحب جمعہ مسجد مقام دھانو تھانہ (مہاراشٹر)

کیا مذہب حنفی میں نماز جنازہ غائبانہ پڑھنا پڑھانا جائز ہے ؟

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب مذہب حنفی میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا اور پڑھانا ناجائز وگناہ ہے کہ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام کی نماز جنازہ کا بہت اہتمام فرماتے تھے یہانتک کہ اگر کسی وقت اندھیری رات یا دوپہر کی گرمی وغیرہ کے سبب صحابۂ کرام حضور کو اطلاع نہ دیتے اور دفن کر دیتے تو حضور ان پر غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھتے بلکہ ارشاد فرماتے لاتفعلوا ادعونی لجنائزکم یعنی ایسا نہ کیا کرو مجھے اپنے جنازہ کے لئے بلالیا کرو (ابن ماجہ) یہانتک کہ صحابۂ کرام کے کئی علماء کو کفار نے فریب سے شہید کر دیا تو حضور کو اس واقعہ کا سخت رنج ہوا کہ ایک مہینہ تک ان کافروں پر خاص کر نمازیں لعنت فرماتے رہے مگر ان محبوبوں پر حضور کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ہرگز منقول نہیں۔ اس لئے کہ جنازہ کا نمازی کے سامنے ہونا شرائط جنازہ میں سے ہے جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے شرطھا وضعہ امام المصلی اور درمختار میں ہے شرطھا حضورہ فلا تصح علی غائب۔ یعنی جنازہ کا حاضر ہونا نماز کی شرط ہے لہٰذا کسی غائب پر نماز جنازہ صحیح نہیں۔ اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے میں عموماً نماز جنازہ کی تکرار بھی پائی جاتی ہے جس کے ناجائز وگناہ ہونے پر مذہب حنفی کا اجماع قطعی ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے تکرارھا غیر مشروع یعنی نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تو اس لئے کہ ان کا انتقال دار الکفر میں ہوا تھا وہاں ان پر نماز جنازہ نہ ہوئی تھی (فتاویٰ رضویہ) وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۵ رصفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ :۔ از۔ غلام جیلانی کیرآف مولانا انصار احمد صاحب جمعہ مسجد مقام دھانو تھانہ (مہاراشٹر)

زید نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی موت پر ہمارے شہر میں اسپیکر کے ذریعہ اپنی امامت کا اعلان باقاعدہ کرایا اور ہزاروں مسلمانوں سے نماز جنازہ غائبانہ پڑھوائی۔ ایسی صورت میں زید پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے ؟ بینوا

Marfat.com

توجروا۔

الجواب ـــــــ بعون الملک العزیز الوھاب بھٹو کا رافضی بلکہ مذہب کا مخالف دہریہ ہونا مشہور ہے لہٰذا اس کی حاضر لاش پر بھی نماز جنازہ پڑھنا ناجائز ہے۔ زید اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کے سبب کئی وجوہ سے گنہگار ہوا اس پر توبہ لازم ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ ـــــــ جلال الدین احمد الامجدی
۵ر صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ از غلام احمد یار علوی مدرس مدرسہ قادریہ رضویہ بدر العلوم ننداگر پوری ضلع بستی۔

زید بیمار تھا بیماری کی وجہ سے خودکشی کرلی یعنی دریا میں ڈوب کر مرگیا گئی ایک روز کے بعد زید کی لاش ملی لاش خراب ہوچکی تھی اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں؟ اور اس کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے یا نہیں؟ یا بغیر نماز جنازہ پڑھے ہوئے زید کی لاش کو دفن کر دیا جاوے تو ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب ـــــــ زید جس نے خودکشی کرلی اور لاش خراب ہوگئی تھی اس کی نماز جنازہ پڑھنا مسلمانوں پر واجب اور اس کی روح کو ایصال ثواب کرنا جائز۔ اگر بغیر نماز دفن کر دیا گیا تو جن لوگوں کو اس کی لاش کے برآمد ہونے کا علم ہوا سب گنہگار ہوئے توبہ کریں ـــــــ فتاویٰ عالمگیری مصری جلد اول صـ۱۵۲ میں ہے۔ من قتل نفسہ عمدا یصلی علیہ عند ابی حنیفۃ ومحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ وھو الاصح کذا فی التبیین۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ ـــــــ جلال الدین احمد الامجدی
۱۸ر من جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

مسئلہ:۔ از۔ محمد صادق موضع کوری ضلع بھوجپور (بہار)

کیا یہ طریقہ صحیح ہے کہ قبر کو کھودتے وقت پہلا پھاوڑا مار کر جو مٹی نکلے اسے الگ رکھ کر میت کے ساتھ یا سب سے پہلے حاشیہ پر وہی مٹی رکھی جائے اس کے بعد قبر پُر کی جائے۔ اگر نہیں تو ایسا کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ نیز ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ سب سے پہلے چند کنکریوں پر سورۂ قل پڑھ کر قبر میں رکھتے ہیں اس کے بعد قبر پُر کرتے ہیں تو کیا یہ درست

Marfat.com

ہے؟

الجواب پہلے پھاوڑے کی مٹی میت کے ساتھ یا سب سے پہلے حاشیہ پر رکھنا فضول و فعل لغو ہے۔ اور پہلے چند کنکریوں پر سورۂ قل پڑھکر قبر میں رکھنا جائز و مستحسن ہے کہ باعث رحمت و برکت ہے۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ از محمد فاروق القادری متعلم دار العلوم غوثیہ نظامیہ جمشید پور (بہار)

ہمارے یہاں جمشید پور میں میت کی تدفین کے لئے جو قبر بنائی جاتی ہے اس میں نہ تو لحد یعنی بغلی بنائی جاتی ہے اور نہ صندوقچی بلکہ صرف ایک چار کونہ لمبا گڈھا کھود کر اسی میں میت لٹا کر اور زمین سے برابر اوپر کی سطح پر محض چار انگل کی کھائی بنا کر تختہ لگاتے ہیں پھر اسی تختے پر مٹی ڈالتے ہیں اور قبر بنا دیتے ہیں اور اندر پوری قبر کھوکھلی ہوتی ہے۔ اور چند ہی روز کے بعد تختہ سڑ جاتا ہے یا دیمک کھا جاتی ہے تو تختہ اور اس پر کی مٹی قبر کے اندر میت کے اوپر گر جاتی ہے اور کبھی میت کھل بھی جاتی ہے اور آسانی سے درندہ جانوروں کی دسترس بھی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہ طریقۂ تدفین کہاں تک درست اور شرع کے مطابق ہے اطلاع بخشیں۔ اور جواب کی تمام صورت کو حوالوں سے مزین فرمائیں کرم ہوگا۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب قبر کی دو قسمیں ہیں ایک لحد یعنی قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کے لئے جگہ کھود دیں اور یہ سنت ہے جیسا کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ لحد لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لحد بنائی گئی۔ (مشکوٰۃ ص۱۴۸) اور حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سعد بن ابی وقاص قال فی مرضہ الذی ھلک فیہ الحدوا لی لحدا وانصبوا علی اللبن نصبا کما صنع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اس بیماری میں کہ جس میں انھوں نے وفات پائی یہ فرمایا کہ میرے دفن کے لئے لحد بنانا اور مجھ پر کچی اینٹیں کھڑی کرنا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کیا گیا (مسلم مشکوٰۃ ص۱۴۸) اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے السنۃ فی القبر عندنا اللحد۔ یعنی ہمارے علمائے حنفیہ کے نزدیک قبر کو لحد بنانا سنت ہے اور فتح القدیر جلد دوم ص۹۷ میں ہے السنۃ عندنا اللحد یعنی ہمارے نزدیک لحد بنانا سنت ہے اور شامی جلد اول ص۵۹۹ میں ہے یلحد لانہ السنۃ یعنی قبر کو لحد بنایا جائے اسلئے کہ

Marfat.com

وہ سنت ہے اور شرح النقایہ جلد اول صفحہ ۱۳۸ میں ہے ویلحد القبر ای یحفر حفرۃ فی جانبہ وھو السنۃ فی الدفن اذا کانت الارض صلبۃ ویکون فی الجانب یلی القبلۃ۔ یعنی قبر کو لحد بنایا جائے اس طرح کہ اس میں قبلہ کی طرف گڈھا کھودا جائے اور جب زمین سخت ہو تو یہی سنت ہے۔

اور قبر کی دوسری قسم شق یعنی صندوق ہے جو عام طور پر ہندوستان میں رائج ہے اور یہ سنت نہیں ہے اسی لئے فقہائے کرام نے سخت زمین میں صندوق بنانے سے منع فرمایا ہے۔ نور الایضاح و مراقی الفلاح میں ہے ولا یشق حفیرۃ فی وسط القبر یوضع فیھا المیت الا فی ارض رخوۃ فلا باس بہ فیھا یعنی میت کو رکھنے کے لئے درمیان قبر میں گڈھا کھود کر صندوق نہ بنائیں مگر نرم زمین میں حرج نہیں۔ اور درمختار میں ہے لا یشق الا فی ارض رخوۃ۔ یعنی صندوق نہ بنائی جائے مگر نرم زمین میں اور عنایہ میں ہے یلحد للمیت ولا یشق لہ خلافا للشافعی فانہ یقول بالعکس لتوارث اھل المدینۃ الشق دون اللحد ولنا قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللحد لنا والشق لغیرنا وانما فعل اھل المدینۃ الشق لضعف اراضیھم بالبقیع۔ یعنی میت کے لئے لحد بنائی جائے اور صندوق نہ بنائی جائے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں صندوق بنائی جائے لحد نہ بنائی جائے اس لئے کہ مدینہ شریف والوں نے ہمیشہ صندوق بنایا ہے اور ہماری دلیل یہ ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لحد ہمارے لئے ہے صندوق دوسروں کے لئے اور مدینہ طیبہ والے صندوق اس لئے بناتے ہیں کہ ان کی قبرستان جنت البقیع کی زمین کمزور ہے۔ اور شرح النقایہ میں ہے لا یشق ولا باس بہ فی الارض الرخوۃ یعنی صندوق نہ بنائی جائے اور نرم زمین میں ہو تو حرج نہیں۔ اور کفایہ میں ہے یلحد لان الشق فعل الیھود والتشبہ بھم مکروہ فیما منہ بد۔ یعنی لحد بنائی جائے اس لئے کہ صندوق بنانا یہودیوں کا کام ہے اور جب لحد بنانا ممکن ہو تو ان کی مشابہت مکروہ ہے اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے والسنۃ ھو اللحد دون الشق کذا فی محیط السرخسی فان کانت الارض رخوۃ فلا باس بالشق کذا فی فتاویٰ قاضی خان یعنی سنت لحد ہے نہ کہ صندوق جیسا کہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر زمین نرم ہو تو صندوق بنانے میں حرج نہیں ایسا ہی فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ اور بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۴۱ میں ہے "لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں" لہٰذا عام طور پر جو ہندوستان میں رائج ہے کہ سخت زمین میں بھی لحد نہیں بناتے بلکہ صندوق ہی بناتے ہیں یہ غلط اور خلاف سنت ہے ہاں اگر زمین نرم ہو اور

Marfat.com

لحد بنانا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں صندوق ہی مستحسن ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے لولم یمکن حفر اللحد تعین الشق اور بحر الرائق میں ہے واستحسنوا الشق فیما اذا کانت الارض رخوۃ۔

اور قبر کو گہری کرنے کا حکم ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے روز جماعت صحابہ سے فرمایا اعمقوا یعنی قبروں کو گہری کرو (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۱۴۸)

اور قبر کتنی گہری ہو اس کے بارے میں ائمہ کرام نے اختلاف فرمایا ہے جیسا کہ بحر الرائق جلد دوم ص۱۹۳ میں ہے۔ اختلفوا فی عمق القبر فقیل قدر نصف القامۃ وقیل الی الصدر وان زادوا فحسن یعنی ائمہ کرام نے قبر کی گہرائی کے بارے میں اختلاف کیا ہے تو بعض نے فرمایا کہ آدھے قد کے برابر اور بعض نے کہا کہ سینہ تک گہری ہو اور اگر اس سے بھی زیادہ گہری ہو تو بہتر ہے اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۱۵۵ میں ہے ینبغی ان یکون مقدار عمق القبر الی صدر رجل وسط القامۃ وکل زاد فھو افضل یعنی اوسط قد آدمی کے سینہ تک قبر گہری ہونی چاہئے اور جو اس سے بھی زیادہ گہری ہو تو افضل ہے اور تنویر الابصار و درمختار میں ہے حفر قبرہ مقدار نصف قامۃ فان زاد فحسن یعنی مردہ کی قبر آدھے قد کی مقدار گہری ہو اور اگر زیادہ ہو تو بہتر ہے اور بہار شریعت میں ہے کہ گہرائی کم سے کم نصف قد کی اور بہتر یہ ہے کہ گہرائی بھی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو ــــــ اور قبر کے گہری کرنے کا حکم اس لئے ہے تاکہ رائحہ سے بچت اور درندے جانور بجو وغیرہ کی دسترس سے میت محفوظ ہو مراقی الفلاح میں ہے یحفر القبر نصف قامۃ اوالی الصدر وان یزد کان حسنا لانہ ابلغ فی الحفظ۔ اور طحطاوی میں فرمایا قولہ لانہ ابلغ فی الحفظ ای حفظ المیت من السباع وحفظ الرائحۃ من الظھور۔ یعنی قبر آدھے قد کی مقدار کھودی جائے یا سینہ تک اور اگر زیادہ ہو تو بہتر ہے اس لئے کہ اس میں درندے جانوروں سے میت کی حفاظت زیادہ ہے اور اس کے رائحہ سے لوگوں کو پوری بچت ہے اور جوھرہ نیرہ میں ہے ینبغی ان یکون مقدار عمقہ الی صدر رجل وسط القامۃ وکل ما زاد فھو افضل لان فیہ صیانۃ المیت عن الضباع یعنی مناسب یہ ہے کہ قبر درمیانہ قد آدمی کے سینہ تک گہری ہو اور جتنی زیادہ ہو افضل ہے اس لئے کہ اس میں گوشت خور جانور بجو سے میت کو بچانا ہے۔ اور ردالمحتار میں ہے قولہ مقدار نصف قامۃ الخ اوالی حد الصدر وان زاد الی مقدار قامۃ فھو احسن کما فی الذخیرۃ فعلم ان الادنی نصف القامۃ والاعلی القامۃ وما

Marfat.com

بینھما بینھما شرح المنیۃ وھذا احد العمق والمقصود منہ المبالغۃ فی منع الرائحۃ ونبش السباع یعنی قبر کی گہرائی نصف قد کی مقدار ہو یا سینہ تک اور اگر پورے قد کے برابر گہری ہو تو بہتر ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے تو معلوم ہوا کہ ادنیٰ مقدار نصف قد ہے اور بہتر پورا قد۔ اور ان دونوں کے درمیان سینہ تک متوسط درجہ ہے اور یہ گہرائی کی مقدار ہے اور اس کا مقصد رائحہ سے بچنا اور درندوں کے کھودنے میں زیادہ رکاوٹ پیدا کرنا ہے۔ اور شرح النقایہ جلد اول صـ۱۳۸ میں ہے ویحفر القبر نصف القامۃ او الی الصدر وان زید کان حسنا لانہ ابلغ فی منع الرائحۃ ودفع السباع۔ یعنی قبر آدھے قد کے برابر کھودی جائے یا سینہ تک اور اگر زیادہ ہو تو مستحسن ہے اس لئے کہ رائحہ سے بچنے اور درندوں سے محفوظ رکھنے میں یہ مقدار زیادہ بہتر ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں اعماق در قبر سنت ست زیرا کہ درو سے صیانت میت ست از ضباع یعنی قبر کو گہری کرنا سنت ہے اس لئے کہ اس میں میت کو گوشت خور جانور بجو سے بچانا ہے (اشعۃ اللمعات جلد اول صـ۶۹۳) اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں "شریعت مطہرہ نے قبر کا گہرا ہونا اسی واسطے رکھا ہے کہ احیاء کی صحت کو ضرر نہ پہونچے (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صـ۱۰۲) اور حکم یہ ہے کہ پوری قبر کھودنے کے بعد لحد یا صندوق بنائی جائے جیسا کہ عنایہ اور بحر الرائق جلد دوم صـ۱۹۳ میں ہے صفۃ اللحد ان یحفر القبر بتمامہ ثم یحفر فی جانب القبلۃ منہ حفیرۃ یوضع فیہ المیت ویجعل ذلک کالبیت المسقف۔ وصفۃ الشق ان یحفر حفیرۃ فی وسط القبر یوضع فیھا المیت۔ یعنی لحد کی صورت یہ ہے کہ پوری قبر کھودی جائے پھر اس کے قبلہ کی طرف ایک گڈھا کھود کر اس میں میت رکھی جائے اور اس کو چھت والی کوٹھری کے مثل بنا دیا جائے اور صندوق کی صورت یہ ہے کہ بیچ قبر میں ایک گڈھا کھود کر اس میں میت رکھی جائے۔ اور کفایہ اور بدائع الصنائع جلد اول صـ۳۱۸ اور رد المحتار جلد اول صـ۵۹۹ میں ہے صفۃ اللحد ان یحفر القبر ثم یحفر فی جانب القبلۃ منہ حفیرۃ فیوضع فیہ المیت وصفۃ الشق ان یحفر حفیرۃ فی وسط القبر فیوضع فیہ المیت ھذا اللفظ للبدائع۔ یعنی لحد کی شکل یہ ہے کہ قبر کھودی جائے پھر اس کے قبلہ کی سمت میں ایک گڈھا کھودا جائے تو اس میں میت رکھی جائے۔ اور صندوق کی صورت یہ ہے کہ بیچ قبر میں ایک گڈھا کھودا جائے پھر اس میں میت رکھی جائے۔ اور شرح نقایہ جلد اول صـ۱۳۸ میں ہے وھو

Marfat.com

يحفر حفرة فى وسط القبر فيوضع فيها الميت ۔ یعنی صندوق کی صورت یہ ہے کہ بیچ قبر میں ایک گڈھا کھودا جائے اور اس میں میت رکھی جائے ۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۵۵ میں ہے صفة اللحد ان يحفر القبر بتمامه ثم يحفر فى جانب القبلة منه حفيرة فيوضع فيه الميت كذا فى المحيط وصفة الشق ان تحفر حفيرة كالنهر وسط القبر كذا فى معراج الدراية یعنی لحد کی صورت یہ ہے کہ پہلے پوری قبر کھودی جائے پھر اس کے قبلہ کی طرف گڈھا کھود کر اس میں میت رکھی جائے ایسا ہی محیط میں ہے اور صندوق کی صورت یہ ہے کہ بیچ قبر میں نہر کی طرح ایک گڈھا کھودا جائے جیسا کہ معراج الدرایہ میں ہے ۔

ائمۂ کرام وفقہائے عظام کی ان تصریحات سے ظاہر یہ ہے کہ پورے قد کی مقدار یا سینہ کے برابر یا کم سے کم آدھے قد کی مقدار پہلے قبر کھودے پھر اس کے بیچ میں نہر کے مثل کھود کر نرم زمین میں صندوق بنائے اور سخت زمین میں قبلہ کی طرف کھود کر لحد بنائے اور اس میں مردہ کو رکھے ۔ لہٰذا تدفین کا وہ طریقہ جو سوال میں مذکور ہے فقہائے کرام کی تصریحات کے خلاف ہے کہ نہ اس میں رائحہ سے کامل بچت ہے نہ درندوں سے پوری حفاظت اور نہ وہ صورت صندوقی قبر کی ہے اور نہ لحد کی اس لئے وہ طریقۂ تدفین غلط اور خلاف سنت ہے ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم ربیع النور ۱۴۰۰ھ

مسئلہ ۱۰ ۔ از ۔ سید معروف پیر قادری تاڑپتری اننت پور (آندھرا پردیش)

یہاں پر حضرت سید شاہ ابوبکر فضل اللہ قادری شطاری یعنی عرف یٰسین ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی درگاہ کے اطراف قبرستان ہے وہاں صرف حضرت کی اولاد ہی دفن ہوتی آئی ہے ان مشائخین نے اپنے چند معتقد و مریدوں کو دفن کرنے کی اجازت دے کر دفن کردئے ہیں اب ان مریدوں کی اولاد کہتے ہیں کہ اس قبرستان میں ہم کو بھی حق ہے ہمارے باپ دادا یہیں دفن ہوئے ہیں کہکر جبرًا دفن ہونا چاہتے ہیں ۔ اسلامی روسے یہ امر صحیح ہے ؟ جبرًا کسی کے خاص قبرستان میں دفن ہونا درست ہے یا نہیں ؟ بینوا وتوجروا

الجواب ـــــــ اللهم هداية الحق والصواب قبرستان کی زمین اگر عام مسلمانوں کے دفن کے لئے وقف ہے تو امیر وغریب سب مسلمان اس میں دفن ہوسکتے ہیں کوئی کسی کو منع نہیں کرسکتا ۔ اور اگر قبرستان

Marfat.com

کی زمین کسی کی ملک ہے تو مالک کی اجازت کے بغیر جبرًا اس میں دفن کرنا حرام ہے ھٰکذا فی الکتب الفقھیۃ۔
وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ ذی القعدہ ۹۹ھ

مسئلہ:۔ از لعل محمد قادری برکاتی۔ صفدر گنج ضلع بارہ بنکی

زید کے پیر طریقت علیہ الرحمہ کا وصال پیوستہ ۱۴ رجادی الاخری ۹۶ھ کو ہوا لحد مبارک لکڑیوں ہی سے بند کر کے قبر عام بنا دی گئی موصوف علیہ الرحمہ حضور سید العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے جو مسلک اعلیٰحضرت کے مکمل طریقہ سے پابند تھے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مرشد برحق کی قبر پختہ کرانے کے لئے آیا مٹی ہٹائی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور لحد کی لکڑیاں ہٹا کر سنگ مرمر وغیرہ سے دوبارہ از سرنو تعمیر کی جا سکتی ہے یا صرف مٹی ہٹائی جا سکتی ہے؟

الجواب: لحد کی مٹی ہٹائی جا سکتی ہے مگر وہ مٹی کہ لکڑیوں کی درازوں میں ہو اس کا ہٹانا منع ہے کہ ستر رب العالمین کے خلاف ہے اور لحد کی لکڑیاں نہیں ہٹائی جا سکتیں کہ بلا ضرورت شرعیہ قبر کھولنا جائز نہیں اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ "لحد از دفن کشودن حلال نیست" (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص۱۱۹)
وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۴ ربیع الآخر ۹۸ھ

مسئلہ:۔ سید محمد منظور عالم مسجد ورا اسٹیشن ضلع کوٹہ راجستھان۔

(۱) مردے کو دفنانے کے بعد کس کتاب سے اذان دینے کا ثبوت ہے اور وہ کتاب مستند ہے یا نہیں؟ اور کیا زمانۂ رسالت میں اذان دی جاتی تھی۔ معتبر کتابوں کے حوالے سے جواب دیں۔

(۲) بزرگوں کا عرس کرنا چادر پھول ڈالنا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کے مفتی صاحب نے خلاف شرع اور ناجائز بتایا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عرس ہوتا ہے یا نہیں؟ چادر پھول ڈالے جاتے ہیں کہ نہیں؟ تحریر کریں۔

(۳) پالن حقانی گجراتی کے بارے میں علمائے اہلسنت کا کیا فتویٰ ہے؟

الجواب: بعون الملک الوھاب۔ (۱) مردہ کو قبر میں رکھنے کے بعد اذان کے

Marfat.com

جواز کا ثبوت مستند کتابوں سے ہے بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا نودی للصلوٰۃ ادبر الشیطٰن ولہ ضراط۔ یعنی جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوز کرتا ہوا بھاگتا ہے۔ اور مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان الشیطن اذا سمع النداء بالصلوٰۃ ذھب حتی یکون مکان الروحاء۔ یعنی شیطان جب اذان سنتا ہے تو بھاگ کر مقام روحاء تک چلا جاتا ہے۔ اور روحاء مدینہ طیبہ سے چھبیس ۲۶ میل یعنی تقریباً ۵۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد جب منکر نکیر کا سوال ہوتا ہے تو شیطان خلل انداز ہو کر مردہ کو بہکاتا ہے۔ اس لئے اذان دے کر اس کو بھگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس اذان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا رسالہ مبارکہ "ایذان الاجر فی اذان القبر" کا مطالعہ کریں ـــــ بعض قبروں پر دفن کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تکبیر کہنا ثابت ہے۔ اور زمانۂ رسالت میں اس طرح کی اذان ثابت نہیں۔ بعد کی ایجاد ہے اور جائز ہے۔ جیسے کہ ایمان مجمل، ایمان مفصل، پانچوں کلمے، ان کے نام، ان کی ترتیب، قرآن شریف کا تیس پارہ بنانا، ان میں رکوع قائم کرنا، اس پر زبر زیر وغیرہ لگانا، حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا، اصول حدیث، اصول فقہ، فقہ، علم کلام، اور نماز میں زبان سے نیت کرنا یہ سب زمانۂ رسالت کے بعد کی ایجاد ہیں اور جائز ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) بزرگوں کا عرس کرنا اور چادر پھول ڈالنا جائز ہے تفصیل کے لئے جاء الحق حصہ اول دیکھیں۔ دیوبندیوں وہابیوں نے ہمیشہ ان کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے ان کے مذہب میں ناجائز ہے مگر ہمارے مذہب میں جائز ہے جیسا کہ علمائے اہل سنت کثرہم اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال اور ولادت کی تاریخ ایک ہے یعنی ۱۲ ربیع الاول اور اس تاریخ میں پوری دنیا کے اہل سنت و جماعت جلوس نکالتے اور جلسے منعقد کرتے ہیں۔ اور چادر پھول حضور کی مزار پر ڈالنے کے لئے کسی کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۳) پالن گجراتی علمائے اہل سنت کے نزدیک گمراہ و بد مذہب ہے۔ اور جس کے نزدیک اس کا وہابیوں کے کفریات قطعیہ پر مطلع ہونا ثابت ہے اس کے نزدیک وہ کافر و مرتد ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۵ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:- از عبد الکریم محلہ مرزا منڈی کالپی ضلع جالون۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ اولیاء اللہ پر بھی سلام پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب — اللھم ھدایۃ الحق والصواب کسی ولی اللہ کے مزار پر حاضر ہوکر اس طرح سلام پڑھنا جائز ہے کہ السلام علیك یاولی اللہ۔ السلام علیك یا اھل اللہ۔ السلام علیکم یا اولیاء اللہ۔ السلام علیکم یا اھل القبور، اس طرح سلام پڑھنے میں شرعًا کوئی قباحت نہیں بلکہ جائز و مستحسن ہے۔ وھو اعلم بالصواب۔

کتبہ — جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ :۔ از۔ حاجی مدار بخش کالپی محلہ دمدمہ ضلع جالون۔

کیا عورتیں بھی تنہا اپنے عزیزوں کی قبروں پر یا اولیاء اللہ کے مزار اقدس پر جا سکتی ہیں ؟

الجواب — عورتوں کو اپنے عزیزوں کی قبروں پر جانا ممنوع ہے اور تنہا جانا بدرجۂ اولیٰ ممنوع کہ اس صورت میں فتنہ کا اندیشہ ہے اور اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ پر برکت کے لئے حاضر ہونے میں بوڑھی عورتوں کے لئے حرج نہیں اور جوانوں کے لئے ناجائز ہے مگر بوڑھی عورتوں کو صرف اسی صورت میں اجازت ہے جبکہ زیارت ایسے طریقہ پر ہو کہ اس میں کوئی فتنہ نہ ہو اور آج کل فتنہ عام ہے خصوصًا تنہا جانے میں اسی لئے حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ "اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقًا (یعنی جوان ہوں یا بوڑھی سب) منع کی جائیں۔ (بہار شریعت جلد چہارم صہ ۵۲۹)۔

وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ — جلال الدین احمد الامجدی

۴ / ذی القعدہ سنہ ۹۵ھ

مسئلہ :۔ از محمد اسحاق خاں وارثی، اریاواں۔ ضلع رائے بریلی۔

ہمارے موضع میں فتح سنگھ کی قبر پختہ اوفتادہ مسمار شدہ بہت پرانی رہی جس کو ایک مسلمان شخص نے مسلمانوں کی قبر کی طرح پختہ از سر نو بنوایا۔ سرہانے ۷۸۶، اور اس کے نیچے یا اللہ کندہ کیا گیا اس ہندو کی قبر پر باوجود بتلانے اور منع کرنے کے مسلمان لوگ عود بتی سلگاتے ہیں شیرینی چڑھاتے چادریں اوڑھاتے ہیں فاتحہ کرتے کراتے ہیں جان بوجھ کر جو لوگ ہندو کی قبر پر منت مانتے، شیرینی چڑھاتے چادر اوڑھاتے فاتحہ کرتے یا کراتے ہیں ان کے لئے حکم شرعی کیا ہے ؟

ہم مسلمانان اہلسنت کو ایسوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیئے ؟ بینوا توجروا

الجواب — حدیث شریف میں ہے لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ زَارَ بِلَا مَزَارٍ۔ توجب

Marfat.com

بلا مزار زیارت کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے تو کافر کی قبر کی زیارت کرنے والے، اس پر شیرینی اور چادر چڑھانے والے بدرجۂ اولیٰ لعنت کے مستحق ہیں بلکہ کفر کا اندیشہ ہے۔ ایسے لوگوں کو صحیح حالات اور حکم شرعی سے آگاہ کیا جائے اگر وہ لوگ نہ مانیں تو پھر ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۷ر شوال المکرم ۹۸ھ

مسئلہ: از سید حبیب پاشاہ خانقاہ دیوان خانہ کپل ضلع بلہاری۔ کرناٹک۔

(۱) کسی ولی یا نبی یا کسی اور کو ایصال ثواب بخشنے کے لئے ارادہ کافی ہے یا زبان سے الفاظ کا نکالنا لازم ہے؟

(۲) زید کہتا ہے کہ دل میں یہ ارادہ کیا (زبان سے نہ کہا) کہ اے اللہ میرے پڑھے ہوئے سورۂ فاتحہ کا ثواب فلاں نبی یا ولی کو بخش دے مگر زید سورۂ فاتحہ پڑھا ہی نہیں تھا تو کیا زید کے ذمہ سورۂ فاتحہ پڑھکر اس نبی یا ولی کو بخشنا واجب ہے یا مستحب ہے I زبان سے نہ کہا۔ II زید گنہگار ہوا یا نہیں؟ اور زید جھوٹا ایسا ارادہ کرنے سے گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اس کا جواب بحوالہ عنایت فرمائیں۔

(۳) زید کہتا ہے کہ میں نے دل میں ارادہ یہ کیا (زبان سے نہ کہا) کہ اے اللہ میں فلاں کام ہونے پر فلاں نبی کو سورۂ اخلاص پڑھکر بخشوں گا۔ کام ہونے پر سورۂ فاتحہ پڑھکر اس نبی کو بخشنا واجب ہے یا مستحب۔ اگر نہ بخشا تو زید گنہگار ہوا یا نہیں؟ زبان سے نہ کہا۔

الجواب ــــــ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔ کسی کو ایصال ثواب کرنے کے لئے ارادہ کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں مگر کہہ لینا بہتر ہے یعنی اگر زبان سے نہیں کہا تو اس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ جو لوگوں کی نیتوں سے خوب واقف ہے اس شخص کو ثواب مرحمت فرمائے گا۔ کہ جس کے ایصال ثواب کی نیت سے کار خیر کیا گیا مثلاً کسی نے اپنے والدین کے ایصال ثواب کی نیت سے کسی کو حج کرایا اور غریب کو روٹی کے ٹکڑے یا چند پیسے دئے اور زبان سے ایصال ثواب نہ کیا تو اس کے والدین کو ثواب ملے گا۔

(۲) بیشک زید کے ذمہ سورۂ فاتحہ پڑھنا لازم ہے اگر نہیں پڑھے گا تو کسی کو ثواب نہ ملے گا جیسے کہ زید نے وہ کھانا جو اس کے سامنے رکھا ہے ابھی فقیر کو نہیں دیا مگر فقیر کو دینے کا ثواب کسی کو بخشا تو اس پر لازم ہے کہ فقیر کو دے اگر نہیں دیا تو کسی کو ثواب نہ ملے گا اور اس کا بخشنا لغو ہو جائے گا حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی

Marfat.com

ماں کے ایصال ثواب کے لئے کنواں کھدوایا اور فرمایا ھٰذہٖ لام سعد یعنی یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے یعنی اس کنواں کے پانی سے فائدہ اٹھانے کا ثواب میری ماں کو ملے رواہ ابوداؤد والنسائی مشکوۃ ص۱۶۹ غور کیجئے جب کوئیں کا پانی لوگ استعمال کریں گے تب ثواب مرتب ہوگا۔ اور جب تک کنواں موجود رہے گا مرتب ہوتا رہے گا مگر اس کا ثواب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے ہی اپنی ماں کو بخش دیا۔ اسی طرح جب زید سورۂ فاتحہ پڑھے گا تب اس کا ثواب مرتب ہوگا مگر اس نے پڑھنے کا ثواب پہلے ہی بخش دیا تو جائز ہے لیکن نہ پڑھنے کی صورت میں ثواب نہ ملے گا اور اگر از راہ فریب ایسا کیا تو زید ضرور گنہگار ہوا۔

(۳) یہ مسئلہ تعلیق ومنت کی قسموں میں سے ہے اور تعلیق ومنت میں زبان سے کہنا ضروری ہے لہٰذا کام ہوجانے کی صورت میں بھی زید پر سورۂ اخلاص پڑھکر ایصال ثواب کرنا واجب نہیں اور نہ کرنے کی صورت میں گنہگار نہیں اگر کرے تو بہتر ہے کہ عمل ارادہ کے مطابق ہوجائے۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ رجمادی الاولیٰ ۹۹ھ

مسئلہ: از سید شاہ محمد قادری۔ رائچور (کرناٹک)

(۱) آج کل یہ فیشن ہوگیا ہے کہ بہت سے لوگ جو سید نہیں ہیں وہ اپنے آپ کو سید کہتے ہیں اور لکھتے بھی ہیں تو ان کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) سادات کرام کو قربانی کا گوشت اور میت کے تیجہ، دسواں، بیسواں اور چالیسواں کی دعوت کھانا کیسا ہے؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ (۱) حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کو سید کہتے ہیں (فتاویٰ رضویہ) لہٰذا جو لوگ سید نہیں ہیں اور اپنے آپ کو سید کہتے اور لکھتے ہیں وہ لوگ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہیں۔ ان پر خدائے تعالیٰ کی، سب فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے جیسا کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے حدیث مروی ہے کہ سرکار اقدس نے فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی، سب فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہے۔ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن نہ اس کا فرض قبول کرے گا اور نہ نفل (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی وغیرہ) وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) سادات کرام اور ہر امیر وغریب کو قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے۔ کسی مسلمان کے لئے اس کا گوشت ناجائز

Marfat.com

نہیں (فتاویٰ عالمگیری) البتہ جو قربانی منت کی ہو اس کا گوشت نہ قربانی کرنے والا کھا سکتا ہے نہ مالک نصاب لوگ کھا سکتے ہیں اور نہ سادات کرام (بہار شریعت بحوالہ زیلعی) اور میت کے تیجہ، دسواں، بیسواں اور چالیسواں وغیرہ میں شادی بیاہ کی طرح دعوت کرنا بدعت قبیحہ اور ناجائز ہے کہ دعوت تو خوشی میں ہے نہ کہ غمی میں (فتح القدیر۔ عالمگیری۔ شامی) ۔ لہٰذا اہل میت جو ان موقعوں پر دوست واحباب اور عام مسلمانوں کی شادی کی طرح دعوت کرتے ہیں وہ ناجائز ہے ۔ اور سادات کرام وغیرہ کو ایسی دعوتوں کا کھانا منع ہے۔ البتہ میت کے ایصال ثواب کے لئے ان موقعوں پر غربا و مساکین کو کھلانا بہتر ہے اور ان کا کھانا بھی جائز ہے۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۷ ذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ:۔ از منظور احمد اسنگاوی مکتب فیض الرسول براؤں شریف۔ بستی

(۱) زید کے باپ کا تیجہ ہے اس میں اس نے فقراء کے علاوہ گاؤں والوں کی بھی دعوت کی ۔ گاؤں والوں کا اس دعوت میں نیز اس قسم کی دیگر دعوتوں میں مثلاً دسواں، بیسواں، چالیسواں شریک ہونا کیسا ہے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ ہم نے فقراء، گاؤں والوں و رشتہ داروں کا کھانا الگ الگ پکوایا ہے اور گاؤں والوں کو وہ کھانا ہم نہیں کھلائیں گے۔ جس پر میت کا فاتحہ ہوا ہے تو اس کھانے کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۳) تقریب تیجہ میں میلاد شریف ہوا جس میں شیرنی وغیرہ تقسیم کی گئی حاضرین مجلس کے لئے اس کا کھانا کیسا ہے۔

(۴) زید نے تیجہ کی تقریب میں گاؤں کے چند مردوں و عورتوں کو کھانا بنوانے نیز انتظام کرنے کے لئے بلوایا اسی کھانے ان لوگوں کو کھانا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب (۱) تیجہ کا کھانا فقراء و مساکین کے لئے ہے برادری اغنیاء اور گاؤں والوں کو شادی کی طرح دعوت دے کر کھانا کھلانا ممنوع و ناجائز ہے۔ شامی جلد اول ص ۶۲۹ ہے۔ یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ۔ اور پیشوائے اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۲۱۴ میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ طعام کہ عوام ایام موت میں بطور دعوت کرتے ہیں یہ ناجائز و ممنوع ہے۔ لان الدعوۃ انما شرعت فی السرور لا فی الشرور کما فی فتح القدیر وغیرہ من کتب الصدور۔ اغنیاء کو اس کا

Marfat.com

کھانا جائز نہیں اھ ـــــ اور بہر صـ۲۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سوم، دہم، چہلم، وغیرہ کا کھانا مساکین کو دیا جائے برادری کو تقسیم یا برادری کو جمع کرکے کھلانا بے معنی ہے۔ کما فی مجمع البرکات موت میں دعوت ناجائز ہے۔ فتح القدیر وغیرہ میں ہے انہا بدعۃ مستقبحۃ لانہا شرعت فی السرور لا فی الشرور تین دن تک اس کا معمول ہے۔ لہٰذا ممنوع ہے اس کے بعد بھی موت کی نیت سے اگر دعوت کرے گا ممنوع ہے انتھی بالفاظہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ

(۲) رشتہ دار اور برادری وغیرہ کے اغنیاء کو وہ کھانا فاتحہ کی وجہ سے ممنوع نہیں ہے بلکہ موت کے سلسلے میں دعوت کی وجہ سے ممنوع ہے۔ لہٰذا اغنیاء کے لئے الگ کھانا پکانے کی صورت میں بھی ممنوع و ناجائز ہی رہے گا۔ واللہ اعلم

(۳) میلاد شریف کی شیرنی فقراء اور اغنیاء سب کے لئے تبرک ہے کھانا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اجل جلالہ وصلے المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۴) انتظام کرنے والے اور پکانے والے اغنیاء کے لئے تیجہ کا کھانا جائز ہے اور نہ کھانا بہتر ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ انتظام کرنے کی نیت سے انھیں جمع کیا گیا ہو۔ اور اگر دعوت کے سبب جمع کیا گیا تو ناجائز و ممنوع ہی رہے گا۔ جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ من ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

مسئلہ: ازعبدالکریم۔ محلہ مرزامنڈی ڈاکخانہ کالپی ضلع جالون۔

تیجے اور چالیسویں میں اکثر لوگ شہر کے رشتہ داروں کو اور باہر کے بھی رشتہ داروں کو بلاکر فاتحہ میں شریک کرتے ہیں اور ان کو کھانا بھی کھلاتے ہیں تو کیا یہ کھانا کھانے میں کوئی شرعی قباحت یا ممانعت تو نہیں ہے؟

الجواب ـــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب میت کے تیجہ اور چالیسواں وغیرہ میں میت کے ایصال ثواب کے لئے غرباء و مساکین کو کھانا کھلانا بہتر ہے لیکن دوست و احباب اور رشتہ داروں کی شادی کی طرح دعوت کرنا بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم میں فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صـ۱۵۷ میں لایباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام کذا فی التتارخانیۃ۔ اور ردالمحتار جلد اول صـ۶۲۹ اور فتح القدیر جلد دوم صـ۱۰۲ میں ہے یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ۔ اور رشتہ دار وغیرہ کو اس موقع پر

Marfat.com

شادی کی طرح دعوت کرنا منع ہے تو ان لوگوں کو اس طرح کی دعوت کھانا بھی منع ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۵ر شوال ۱۴۰۰ھ

مسئلہ:۔ نظام الدین احمد متعلم دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف بستی

مندرجہ ذیل شقوق کی بنا پر میت کا کھانا جو عوام وخواص کو کھلایا جاتا ہے اس کا جواز ثابت ہوگا یا نہیں؟

(۱) جب دعوت دی جائے تو یہ نہ کہا جائے کہ میت کے کھانے کی دعوت ہے بلکہ صرف لفظ دعوت استعمال کیا جائے۔

(۲) ہم تعلقات کے بنا پر مجبور ہیں اور یہ تو بدلہ ہے۔

(۳) فقراء کا کھانا الگ فاتحہ کیا جائے اور بقیہ لوگوں کا کھانا الگ بغیر فاتحہ کے رکھا جائے۔

(۴) کھلانے والے کو اپنے کھانے سے زیادہ غلہ دے دیا جائے۔ اور عدم جواز پر اطلاع کے باوجود اس کا مرتکب کیسا ہے۔

الجواب ــــــ میت کے نام پر اہل میت کی طرف سے عوام وخواص کو دعوت دیکر کھلانا ناجائز اور بدعت سیئہ ہے جیسا کہ محقق علی الاطلاق فتح القدیر جلد دوم صـ۱۰۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔ یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ۔ یعنی میت والوں کی طرف سے کھانے کی دعوت کرنا ممنوع ہے کہ شرع نے دعوت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔ اسی طرح حضرت علامہ حسن شرنبلالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ تکرہ الضیافۃ من اھل المیت لانھا شرعت فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ (مراقی الفلاح مع طحطاوی صـ۳۳۹) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صـ۱۵۱ میں ہے لایباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام کذا فی التتارخانیۃ۔ غمی میں تیسرے دن دعوت کرنا جائز نہیں ہے ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اسی طرح شامی جلد اول صـ۶۲۹ میں بھی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صـ۱۹۲ میں تحریر فرماتے ہیں مردے کا کھانا صرف فقراء کے لئے ہو عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے۔ غنی نہ کھائے کما فی فتح القدیر و مجمع البرکات اور اسی جلد چہارم صـ۱۷۱ میں تحریر فرماتے

Marfat.com

ہیں۔ میت کے یہاں جو لوگ جمع ہوتے ہیں اور ان کی دعوت کی جاتی ہے اس کھانے کی تو ہر طرح ممانعت ہے اور اسی جلد صفحہ ۲۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں میت کی دعوت برادری کے لئے منع ہے۔ اور اسی فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۲۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔ سوم، دہم چہلم وغیرہ کا کھانا مساکین کو دیا جائے برادری کو تقسیم یا برادری کو جمع کرکے کھلانا بے معنی ہے کما فی مجمع البرکات موت میں دعوت ناجائز ہے فتح القدیر وغیرہ میں ہے انہا بدعۃ مستقبحۃ لانہا شرعت فی السرور لا فی الشرور۔ تین دن تک اس کا معمول ہے لہٰذا ممنوع ہے۔ اس کے بعد بھی موت کی نیت سے اگر دعوت کرے گا ممنوع ہے۔ اور مصنف بہار شریعت حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ عام میت کا کھانا صرف فقراء کو کھلائے اور اہل برادری میں کچھ لوگ محتاج ہوں تو انھیں بھی کھلائے اور اپنے رشتہ دار ایسے ہوں تو انھیں کھلانا اوروں سے بہتر ہے اور جو محتاج نہ ہوں انھیں نہ کھلائے۔ بلکہ انھیں کھانا بھی نہ چاہئے (فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ ۳۳۷) اور حضرت مفتی شریف الحق صاحب امجدی تحریر فرماتے ہیں۔ بعض جگہ دستور ہے کہ میت کے کھانے کو برادری اپنا حق سمجھتی ہے اگر نہ کھلائیں تو عیب لگاتے ہیں یہ ضرور بدعت قبیحہ ہے۔ لیکن میت کے ایصال ثواب کے لئے کھانا پکوا کر مسلمانوں کو کھلائیں تو اس میں حرج نہیں یہ کھانا اگر عام مسلمین میں سے کسی کے ایصال ثواب کا ہے تو اغنیاء کو کھانا منع اور فقراء کو جائز اور اگر بزرگان دین کے ایصال ثواب کے لئے ہو تو غنی فقیر سب کو کھانا جائز ہے (حاشیہ فتاویٰ امجدیہ صفحہ ۳۳۷ ج ۱) لہٰذا جس صورت میں دعوت ناجائز ہے وہ ناجائز ہی رہے گی چاہے میت کے کھانے کی دعوت کہی جائے یا صرف لفظ دعوت استعمال کیا جائے اور تعلقات و بدلہ کی وجہ سے لوگوں کا مطالبہ ہوگا اور دعوت نہ کرنے کی صورت میں لوگ طعنہ دیں گے۔ اور عیب لگائیں گے تو اس سے جواز نہیں ثابت ہوگا بلکہ ممانعت میں اور شدت ہوگی۔ اور ممانعت کی بنیاد فاتحہ نہیں ہے کہ فقراء کا کھانا الگ فاتحہ کرنے اور بقیہ لوگوں کا کھانا الگ بغیر فاتحہ کے رکھنے سے خرابی دفع ہو جائے گی۔ اور اس بدعت کے شنیعہ ہونے کی بنیاد کھلانے والے کی زیر باری بھی نہیں ہے کہ کھانے سے زیادہ غلہ دینے سے شناعت ختم ہو جائے گی بلکہ اس کی بنیاد میت والوں کی طرف سے کھانے کی دعوت ہے جس کو شرع نے خوشی میں رکھا ہے غمی میں نہیں رکھا ہے۔ اور دوسری وجہ نہ کھلانے کی صورت میں عیب لگانا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس غلط رواج کو ختم کریں۔ جس چیز کا ناجائز ہونا ثابت ہو اس کے باوجود اگر کوئی اس کا ارتکاب کرے تو وہ گنہگار ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ ذوقعدہ سنہ ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

مسئلہ:۔ از۔ محمد حنیف معرفت جمال وارثی پوسٹ پارہ کلاں ضلع رائے بریلی۔

جو مسلمان نمازیں نہیں پڑھتے اور نہ رمضان المبارک کا روزہ رکھتے ہیں بلکہ اپنے کو گناہوں میں ملوث رکھتے ہیں ایسے لوگوں پر کوئی دیوار گرجائے یا پیٹ میں درد ہونے یا آگ میں جل جانے یا پانی میں ڈوب جانے یا کوئی عورت بے نمازی حیض و نفاس کی حالت میں مرجائے تو شہید کا ثواب پائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ بعون الملک العزیز الوھاب کسی چیز پر ثواب پانے کے لئے پابند شرع ہونا ضروری نہیں بلکہ صرف مسلمان ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا جو مسلمان کہ مذکورہ صورتوں میں مرجائے وہ شہید کا ثواب پائے گا اگرچہ نماز و روزہ وغیرہ ادا نہ کرنے کے سبب گنہگار ہوگا جیسے کہ جو مسلمان اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے اگرچہ وہ اپنی زندگی میں پابند شرع نہ رہا ہو۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

کتبہ

جلال الدین احمد الامجدی

۲۵ ذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ:۔ محمد صفات موضع دھسوا کلاں پوسٹ پور ندر پور ضلع گورکھپور۔ یوپی۔

قبرستان کے نام سے زمین ہے اس کا کل رقبہ دو ڈیڑھ ایکڑ اٹھارہ ڈسمل ہے اسی زمین میں ایک گڑھا ہے اس کے جنوب کنارے پر عیدگاہ ہے اور اتر اور پورب وپچھم کنارے پر قبرستان پورب اور پچھم کنارے پر کچھ ہی قبریں ہیں باقی زمین خالی ہے یہاں کے اکثر مسلمان عیدگاہ کے قریب مدرسہ کی بنیاد ڈال دیئے ہیں دیوار تقریباً پانچ فٹ اونچی ہوگئی ہے گاؤں کے کچھ لوگ مخالفت کر رہے ہیں کہ یہ زمین قبرستان کے نام سے ہے لہٰذا ہم لوگ مدرسہ نہیں بنانے دیں گے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ مدرسہ بنانا جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب:۔ اگر مدرسہ ایسی زمین پر بنایا جا رہا ہے کہ جہاں کبھی قبریں تھیں تو بلا تاخیر اس کی دیواروں کو گرا دینا مسلمانوں پر لازم ہے اگر نہیں گرائیں گے تو گنہگار ہوں گے لان المیت یتأذی کما یتأذی منہ الحی کما فی الحدیث۔ اور اگر کبھی وہاں قبریں نہیں تھیں تو جو زمین قبرستان کی ملکیت ہے اسے مدرسہ کی ملکیت میں لانا جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

جلال الدین احمد امجدی

۲۵ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

مسئلہ: مرسلہ مولانا محمد برکت اللہ نانپاروی وارد حال مورانواں ضلع اناؤ۔

قصبہ مورانواں کا عیدگاہ بہت چھوٹی ہے۔ مقامی لوگ اس کی توسیع کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے تین طرف پرانا قبرستان ہے۔ اور جس طرف قبرستان نہیں ہے ادھر بڑھنا غیر ممکن ہے۔ قبرستان میں اب مردے دفن نہیں کئے جاتے ہیں اور نہ قبروں کے نشانات ہی پائے جاتے ہیں۔ مقامی لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ قبرستان کی طرف اس کی توسیع کی جائے اور اس کا فرش نیچے پائے قائم کرکے زمین کی سطح سے کچھ بلندی پر لنٹر ڈال کر بنا لیا جائے۔ لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس صورت میں قبرستان کی توسیع کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر بغیر لنٹر ڈالے توسیع کرنا چاہیں تو بھی جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: صورت مستفسرہ میں اگر لنٹر کے پائے خارج قبرستان قائم کئے جائیں یا داخل قبرستان ایسی جگہوں پر قائم کئے جائیں کہ جہاں کبھی مردہ نہ دفن کیا گیا ہو تو جائز ہے ورنہ اذیت اموات مسلمین کے سبب حرام و ناجائز ہے۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان المیت یتأذی مما یتأذی منہ الحی۔ ھٰذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی
۲۷ رجمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

مسئلہ: از عبد المصطفیٰ صدیقی گونڈوی متعلم دار العلوم منظر اسلام بریلی۔

ایک بہت ہی پرانا اور وسیع مسلمانوں کا قبرستان ہے اور قبرستان کے بیچ میں قبروں کے اوپر زید نے مدرسہ تعمیر کرایا۔ بنیاد میں متعدد جگہ قبر کے آثار ملے ہڈیاں بھی ملیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں اور زید کے اوپر کیا حکم شرعی ہے علاوہ ازیں مدرسہ مذکورہ میں نماز کا کیا حکم ہے مدرسہ قبرستان میں ہونے کے سبب مقابر مسلمین کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ لہٰذا حکم شرعی صادر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: قبروں کے اوپر مدرسہ تعمیر کرنا حرام، حرام، حرام ہے کہ اس میں قبور مسلمین کی توہین کے ساتھ اذیت اموات مومنین بھی ہے۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان المیت یتأذی مما یتأذی منہ الحی زید بہت بڑا موذی اور سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے۔ مدرسہ مذکور میں نماز پڑھنا حرام ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے لا تصلوا علی قبر (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

Marfat.com

کتبـــــــــــــــــــــــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۷ رمضان شوال ۹۱ھ

مسئلہ :۔ از۔ ثناء اللہ خاں بطیفی صدر المدرسین مدرسہ اہلسنت یار علویہ کرونا ضلع بستی۔

زید نے مدرسے اور عیدگاہ کے لئے زمین وقف کیا۔ زمین ایسی ہے کہ اس کے بیچ میں دو قبریں ہیں جنکا نشان مٹ چکا ہے۔ اندازہ لگ رہا ہے کہ اسی جگہ پر قبریں تھیں۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ مدرسہ دینیہ و عیدگاہ اس جگہ پر کس طرح تعمیر کیا جائے جبکہ قبریں درمیان میں پڑ رہی ہیں۔ بینوا توجروا

الجوابـــــــــــــ قبروں کا نشان اگرچہ مٹ چکا ہے مگر جس مقام پر قبروں کے ہونے کا ظن غالب ہو اس مقام کا احترام ضروری ہے۔ بہتر ہے کہ قبروں کے چاروں طرف کم سے کم سترہ کی مقدار دیواریں اونچی کرکے قبروں کو بیچ میں کر دیں۔ یا زمین سے ڈیڑھ دو فٹ چاروں طرف سے دیواریں اونچی کرکے اوپر سے چھت ڈھال دیں اور مدرسہ کا فرش اونچا کرکے چھت کے برابر کر دیں یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اور عیدگاہ بنانے کے بجائے زمین کے پچھلے حصے میں مدرسہ کا برآمدہ اتر دکھن خوب لمبا بنا دیں اور چوڑا اتنا ہو کہ برآمدہ میں امام کے پیچھے ایک صف قائم ہو سکے اور برآمدہ کے سامنے جہاں تک زمین مدرسہ کی ہو اسے تین طرف سے گھیر دیں۔ پھر گاؤں کے لوگ اگر عید کی نماز پڑھتے ہوں تو مدرسہ اور اس کے صحن میں نماز عید پڑھیں۔ یہ صورت بہتر ہے اور عیدگاہ نہ بنائیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۹ شوال المکرم ۹۹ھ

مسئلہ :۔ از عبد الغفور خاں محاسب مورخہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ

مرے موضع میں ایک قبرستان ہے جس کے خلاف دو مقدمہ ہندوؤں کے چل رہے ہیں اور قبرستان میں دو گڈھے ہیں جس کا ہموار کرانا ضروری ہے اور مقدموں میں خرچ بھی ہو رہا ہے قبرستان مذکور میں ایک درخت سیمر کا تھا جو سوکھ گیا اور فروخت کر دیا گیا تعلقدار سابق سے یہ درخت گڈھے ہموار کرنے اور قبرستان کے دیگر اخراجات کیلئے ہم لوگوں نے مانگ لیا تھا اور انھوں نے بخوشی دے دیا تھا اب چند لوگوں کا کہنا ہے کہ اس درخت کا روپیہ عیدگاہ بنوانے کے لئے دیدیا جائے تو ایسی صورت میں ایک مد کا روپیہ دوسرے مد میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

Marfat.com

(۲) ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں خرچ کرنا لوٹے اور فرش وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں ؟

(۳) مسجد میں کچھ روپیہ دینے کے بعد اس میں سے کچھ واپس لے لینا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب (۱) تعلقدار سابق نے جبکہ درخت مذکور کو قبرستان میں صرف کرنے کے لئے دیا تھا تو اس درخت کا روپیہ اسی قبرستان کی حفاظت میں صرف کیا جائیگا عیدگاہ کی تعمیر کے لئے دینا جائز نہیں۔

(۲) ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز نہیں نیز لوٹے اور فرش وغیرہ اگر ضرورت سے زائد نہ ہوں استعمال نہ کئے جانے کے سبب سے خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو دوسری مسجد میں دینا شرعاً جائز نہیں اور اگر ضرورت سے زائد ہوں اور استعمال نہ کئے جانے کے سبب سے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو دوسری مسجد میں متولی یا اہل محلہ دے سکتے ہیں۔

(۳) مسجد میں روپیہ دینا شرعاً صدقہ نافلہ ہے اور کسی صدقہ کا دیکر واپس لینا جائز نہیں لہٰذا مسجد میں دئے ہوئے روپئے میں سے بھی کچھ واپس لینا شرعاً جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: از غلام غوث علوی حاکم مدرسہ عرفان العلوم سینہ اپلیٹہ (گجرات)

ہمارے یہاں قبرستان کا گراؤنڈ کافی وسیع و عریض ہے۔ موسم برسات میں گھاس کثرت سے اگ جانے کی وجہ سے موسم گرما میں اکھاڑنے اور کاٹنے کی بجائے پورے گراؤنڈ میں آگ لگادی جاتی ہے اور ایسی صورت میں آگ کی لپیٹ میں آکر سیکڑوں قبریں جل جاتی ہیں۔ آیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں ؟ اور ایسا کرنے والوں کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب قبروں پر لگی ہوئی گھاسوں کو جلانا ممنوع ہے لما فیہ من التفاول القبیح بالنار وایذاء المیت فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص۱۰۳ میں ہے کہ علامہ طحطاوی وعلامہ شامی نے اس مسئلہ کی دلیل میں کہ مقابر میں پیشاب کرنا ممنوع ہے فرمایا لان المیت یتاذی بما یتاذی منہ الحی اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۷ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ

مسئلہ: از محمد اسحٰق موضع دھکدھئی پوسٹ بھیرہوا (نیپال)

قبرستان میں جہاں کہ قبریں ہیں اس جگہ پر عمارت بنوائی جا سکتی ہے یا نہیں ؟ نیز اس پر کاشتکاری ہو سکتی ہے

Marfat.com

یا نہیں؟

الجواب مسلمانوں کے قبرستان میں قبروں کی جگہ پر عمارت بنانا یا کاشتکاری کرنا ہرگز جائز نہیں۔ بہارِ شریعت حصہ دہم ص۸۳ پر ہے "مسلمانوں کا قبرستان ہے جس میں قبر کے نشان بھی مٹ چکے ہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں جب بھی اس کو کھیت بنانا یا اس میں مکان بنانا جائز نہیں۔ اب بھی وہ قبرستان ہی ہے۔ قبرستان کے تمام آداب بجالائے جائیں انتہی بالفاظہ۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد دوم ص۳۶۲ میں ہے سئل ھو ای القاضی الامام شمس الائمۃ محمود الاوزجندی) عن المقبرۃ فی القریٰ اذا اندرست ولم یبق فیھا اثر الموتیٰ لا العظم ولا غیرہ ھل یجوز زرعھا واستغلالھا قال لا ولھا حکم المقبرۃ کذا فی المحیط۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۵ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ

مسئلہ:۔ از محمد اسمٰعیل اطہر القادری۔ صدر المدرسین انجمن معین الاسلام پرانی بستی۔

قبرستان کی اس زمین میں جو کسی گاؤں یا شہر کے مسلمان مردوں کو دفن کرنے کے لئے کسی شخص یا کمیٹی کی طرف سے وقف ہوا اور اس میں مسلمان دفن کئے جارہے ہوں اگر کوئی شخص ان قبروں پر اپنے کسی شخص یا عوامی مفاد کے تحت کوئی کمرہ یا مکان کی تعمیر کرے یا کچھ قبروں کو کھدوا کر اس پر مکان کی بنیاد قائم کرے تو ایسا شخص شریعت کے نزدیک کیسا ہے؟ اور اس کا یہ فعل کیسا ہے؟ نیز اگر وہ نماز میں مسلمانوں کی امامت کرتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جواب مع دلائل وحوالہ جات مرحمت فرمائیں کرم ہوگا۔

الجواب قبروں کو کھدوا کر ان پر مکان کی بنیاد قائم کرنے والا یا قبروں پر مکان بنانے والا ظالم جفاکار اور اموات مسلمین کو اذیت پہونچانے والا سخت گنہگار ہے اس کا یہ فعل ہرگز جائز نہیں حکم شرع معلوم ہونے کے بعد اگر وہ اپنے اس فعل سے باز نہ آئے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کہ وہ فاسق معلن ہے اگر کسی نے غلطی سے پڑھ لی تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے بہارِ شریعت حصہ دہم ص۸۳ میں ہے مسلمانوں کا قبرستان ہے جس میں قبر کے نشانات بھی مٹ چکے ہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں جب بھی اسکو کھیت بنانا اس میں مکان بنانا جائز نہیں اب بھی وہ قبرستان ہی ہے قبرستان کے تمام آداب بجالائے جائیں انتہی بالفاظہ اور فتاویٰ

Marfat.com

عالمگیری جلد دوم صہ۳۶۲ میں ہے سئل هو (ای القاضی الامام شمس الائمه محمود الاوزجندی) عن المقبرة فی القری اذا اندرست ولم یبق فیها اثر الموتی لا العظم ولا غیره هل یجوز زرعها واستغلالها قال لا ولها حکم المقبرة کذا فی المحیط اھ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۶ رجمادی الاولیٰ سنہ ۹۸ھ

مسئلہ: از۔ فتح محمد شاہ پوسٹ ومقام دودیولیا بازار ضلع بستی۔

(۱) زید نے مسلمانوں کے قبرستان میں سب مسلمانوں کی رائے سے تیرہ ۱۳ درخت آم کے لگائے اور پھر زید کا انتقال ہوگیا۔ اب بکر جو کہ زید کا لڑکا ہے اس نے آم کے درخت کو اپنے باپ کے لگانے کی بنا پر یہ کہتا ہے کہ ہمیں اس کے پھل کے استعمال کرنے کا حق ہونا چاہئے رہ گیا اس درخت کو کٹوا کر یا بیچ کر اپنے صرف میں نہیں لائیں گے۔

مگر قوم اس میں بکر کو کہتی ہے کہ یہ درخت قبرستان کے نام رہیں گے اور بکر کا کہنا ہے کہ ان درختوں کا اندراج ہمارے نام ہونا چاہئے اس پر قوم تیار نہیں ہے تو ایسی صورت میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ درخت کی ملکیت بکر کی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرما دیا جائے۔

(۲) قوم کا کہنا ہے کہ درخت جتنی دوری میں ہے اتنی جگہ پھنسی ہوئی ہے اس لئے اس کا آدھا پھل ہمیں ملنا چاہئے تو ان کا کہنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) قبرستان میں درخت کی ملکیت کا حق عام مسلمانوں کو ہے یا بکر کو؟ بینوا وتوجروا!

الجواب: (۱) صورت مسئولہ میں زید جس نے مسلمانوں کے قبرستان میں درخت لگائے وہی زید شرعاً ان درختوں اور پھلوں کا مالک ہے اور زید کے انتقال کے بعد درختوں اور پھلوں کا مالک زید کی اولاد ہے انہی کو درختوں کے بیچنے کاٹنے اور ان کے پھلوں میں ہر قسم کے تصرف کا اختیار حاصل ہے۔ زید کا لڑکا بکر جب کہ دوسرے کے نام درختوں کے اندراج پر راضی نہیں ہے تو بکر ہی کے نام پر درختوں کا اندراج لازم ہے۔ درخت لگانے والے کی اولاد کے علاوہ دوسروں کے نام پر درختوں کے اندراج کرانے والا اور کرنے والا سب گنہگار مستحق عذاب نار اور حق العبد میں گرفتار ہوں گے۔ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں قبرستان میں کسی نے درخت لگائے تو یہی شخص ان درختوں کا مالک ہے (بہار شریعت حصہ دہم صہ۴۲) اور فتاوی عالمگیری جلد دوم مصری

Marfat.com

ص۳۶۳ میں ہے مقبرۃ علیہا اشجار عظیمۃ فھذا علی وجھین اما ان کانت الاشجار نابتۃ قبل اتخاذ الارض مقبرۃ اونبتت بعد اتخاذ الارض مقبرۃ ففی الوجہ الاول المسئلۃ علی قسمین اما ان کانت الارض مملوکۃ لہا مالک او کانت مواتا لا مالک لہا واتخذھا اھل القریۃ مقبرۃ ففی القسم الاول الاشجار باصلہا علی ملک رب الارض یصنع بالاشجار واصلہا ماشاء وفی القسم الثانی الاشجار باصلہا علی حالہا القدیم وفی الوجہ الثانی المسئلۃ علی قسمین اما ان علم لہا غارس اولم یعلم ففی القسم الاول کانت للغارس۔ وفی القسم الثانی الحکم فی ذلک الی القاضی ان رأی بیعہا وصرف ثمنہا الی عمارۃ المقبرۃ فلہ ذلک کذا فی الواقعات الحسامیۃ اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۲) قوم آدھے درختوں کے پھل کی مستحق نہیں ہے بلکہ پورے درختوں کے پھلوں کا استحقاق درخت لگانے والے کی اولاد ہی کو حاصل ہے۔ اور درختوں سے اگر زمین یعنی ہے تو اس سے نہ قوم کا نقصان ہے اور نہ مُردوں کا۔ بلکہ فائدہ ہے کہ دفن یا فاتحہ وغیرہ کے لئے جو لوگ قبرستان میں جاتے ہیں ان کو درختوں کے سائے سے فائدہ حاصل ہوتا ہے اور مُردوں کو ان کے سایہ اور تسبیح دونوں سے فائدہ پہونچتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ (پ۱۵ رکوع ۵) اور حدیث شریف میں ہے ان المیت یتاذی ممایتاذی من الحی اھ۔

(۳) صورت مستفسرہ میں قبرستان کے درخت بکر کی ملکیت ہیں نہ کسی دوسرے کی جیساکہ جواب اول کے سوالوں سے ظاہر ہے۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۶ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

مسئلہ:۔ از فتح محمد شاہ دوبولیا بازار ضلع بستی۔

اگر کسی نے زمین موقوفہ میں درخت لگایا تو وہ درخت کس کا ہے؟

الجواب درخت لگانے والا اگر زمین موقوفہ کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے مقرر ہے تو وہ درخت وقف کا ہے اور اگر کسی ایسے شخص نے درخت لگایا جو زمین وقف کی نگرانی کے لئے مقرر نہیں تو اس کا مالک درخت لگانے والا ہے جیساکہ فتاویٰ عالمگیری جلد ثانی مصری ص۳۶۳ میں ہے اذا غرس شجرا فی ارض موقوفۃ علی الرباط ینظر ان کان الغارس ولی تعاھد ھذہ الارض الموقوفۃ علی الرباط

فالشجر للوقف وان لم یول ذلك فالشجرۃ له وله قلعها اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبــــــــــــــــــــــــه
جلال الدین احمد الامجدی
۱۵ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: از محمد صفی اللہ ابو العلائی مقام وپوسٹ جیڈی سی کوٹری ہزاری باغ بہار۔

ہمارے یہاں کا قبرستان گورنمنٹ کے اکوائر میں آگیا ہے۔ گورنمنٹ اس کے بدلے میں دوسری جگہ دے رہی ہے تو ہم لوگ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ لیں یا کیا کریں؟

الجواب گورنمنٹ مسلمانوں کے قبرستان کو اکوائر کرنے کے بعد روڈ یا کارخانہ وغیرہ بنوائے گی یا میدان رکھے گی اور بہر صورت اس کے استعمال میں آنے سے اموات مسلمین کو سخت اذیت پہونچے گی۔ حاکم و طبرانی کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا یا صاحب القبر انزل من القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیك یعنی اے قبر والے تو قبر سے اتر جا نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے اسی لئے ہمارے فقہائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ قبر پر رہنے کا مکان بنانا اس پر بیٹھنا، سونا اس پر یا اس کے نزدیک پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ تحریمی قریب الحرام ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے یکرہ ان یبنی علی القبر او یقعد او ینام او یطأ او یقضی حاجۃ الانسان من بول او غائط اور اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے لان المیت یتأذی بما یتأذی به الحی یعنی اس لئے کہ جس سے زندوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے مردہ کو بھی اذیت ہوتی ہے لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس قبرستان کو باقی رکھنے کے لئے حتی الامکان گورنمنٹ سے لڑیں اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو سخت گنہگار ہوں گے۔ وھو اعلم بالصواب۔

کتبــــــــــــــــــــــــه
جلال الدین احمد الامجدی
یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: از تقریر احمد مقام گورہ چوکی پوسٹ بھن جوت ضلع گونڈہ۔ یوپی

ایک غیر مزروعہ زمین عرصہ دراز سے بیکار پڑی ہوئی تھی جس کے بارے میں غیر مسلموں کا یہ خیال تھا کہ وہاں کچھ ہے۔ اس علاقہ میں ایک پیر صاحب کا آنا ہوا جو بظاہر متقی پرہیزگار ہیں انھوں نے اس زمین پر مراقبہ کیا اس کے

Marfat.com

بعد کہا کہ یہاں ایک بزرگ کی قبر ہے پھر قبر کی انھوں نے نشاندہی کی مگر اس علاقہ کے بڑے بوڑھوں کا کہنا ہے کہ ہمارے علم میں یہاں کبھی کوئی قبر نہیں تھی اور اپنے بڑے بوڑھوں سے بھی وہاں قبر ہونے کے بارے میں کبھی نہیں سنا گیا۔ پیر صاحب کی بتائی ہوئی جگہ پر لوگوں نے شاندار پختہ قبر بنادی ہے عرس ہوتا ہے قوالیاں بھی ہوتی ہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس قبر پر فاتحہ پڑھنا اس کے عرس میں شرکت کرنا اور کسی طرح اس کا تعاون کرنا اور علماء کا وعظ کیلئے اس عرس میں جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــ حدیث شریف میں ہے لعن اللہ من زار بلا مزار یعنی فرضی قبر کی زیارت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور جبکہ مقام مذکور قبرستان نہیں اور نہ وہاں قبر کے ہونے کا بڑے بوڑھوں سے کوئی ثبوت ملتا ہے تو صرف پیر صاحب کے مراقبہ سے وہاں پر قبر ہونے کا یقین نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ الہام کی دو قسمیں ہیں ایک رحمانی دوسرے شیطانی تو پیر صاحب کو مراقبہ میں جو الہام ہوا ممکن ہے کہ وہ الہام شیطانی ہو۔ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالحسن علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ جو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں ان کے خلیفہ حضرت ابوالحسن جوسقی رضی اللہ عنہ کے مرید کو چلّے میں شب قدر نظر آئی اور ایسا معلوم ہوا شجر وحجر اور دیوار و در سب سجدے میں ہیں اور ہر طرف نور پھیلا ہوا ہے لیکن حقیقت میں وہ شیطان کا کرشمہ تھا (ملفوظ حصہ سوم مطبوعہ لاہور ص۳) اور تا وقتیکہ مسلمان کی قبر کا یقین نہ ہو اس کی زیارت کرنا جائز نہیں اس لئے کہ قبر نہ ہونے کی صورت میں خدائے تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہوگا اور اگر حقیقت میں مسلمان کی قبر ہو تو زیارت نہ کرنے سے گنہگار نہ ہوگا۔ لہٰذا قبر مذکور پر فاتحہ پڑھنا اس کے عرس میں شرکت کرنا اور کسی طرح سے اس کا تعاون کرنا جائز نہیں کہ اندیشۂ لعنت و گناہ ہے اور اس طرح کی قبروں کے عرس میں علماء کو وعظ و تذکیر کے لئے بھی جانے سے بچنا چاہئے کہ اس کے کسی پروگرام میں علماء کی شرکت عوام کے لئے جواز کا ثبوت بنے گی۔ وھو تعالیٰ وسبحانہ اعلم بالصواب۔

کتبہ ـــــ جلال الدین احمد الامجدی

۱۰ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ۔ محمد عثمان علی حبیبی سکریٹری خواجہ باغ مسجد کمیٹی بالیسر (اڑیسہ)

قبرستان میں بہت بڑے بڑے درخت ہیں جو کہ خود رو ہیں۔ اسے کاٹ کر فروخت کر کے قبرستان کے احاطہ وغیرہ میں لگا سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ بحوالہ معتبر کتب مع عبارت وصفحات جواب ارسال فرمائیں عنایت ہوگی۔ ہمارے چند علم داں طبقہ

Marfat.com

ہیں جو کہ عبارت اور صفحات پر زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ لہٰذا آپ کو زحمت دی جا رہی ہے عبارت اور صفحہ ضرور لکھیں۔
اس کے علاوہ جب درخت کاٹا جائے تو قبر پر چڑھنا ہوگا۔ اس میں کیا صورت ہے اگر سیڑھی کے ذریعہ درخت کاٹا جائے تو قبر پر چڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اس میں کیا صورت ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــ قبرستان کے خودرو درخت کو قاضی کے حکم سے کاٹ کر قبرستان کی مرمت میں لگا سکتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۳۶۳ میں ہے ان علم لها (ای الاشجار) غارس اولم یعلم ففی القسم الاول کانت للغارس وفی القسم الثانی الحکم فی ذلک الی القاضی ان رأی بیعها وصرف ثمنها الی عمارة المقبرة فله ذلک کذا فی الواقعات الحسامیه۔ یہاں قاضی شرع نہ ہو تو اس ضلع کا سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ عالم جو مرجع فتویٰ ہو اس کے قائم مقام ہے هکذا فی الحدیقة الندیة۔ اور اگر ضلع میں ایسا عالم بھی نہ ہو تو عام مسلمانوں کا فیصلہ حکم قاضی کے قائم مقام ہے هکذا قال الامام احمد رضا البریلوی رضی عنه ربه القوی۔
جو لوگ حقیقت میں اہل علم ہیں وہ صرف ناجائز امور کے لئے دلیل طلب کرتے ہیں جائز کاموں کے لئے حوالہ نہیں مانگتے۔ اس لئے کہ ہر جائز امور کی تفصیل کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔ مثلاً چار، چھ یا آٹھ گوشے کا کنواں اور حوض بنوانا جائز ہے مگر یہ جزیہ کتابوں میں نہیں ملے گا۔ لہٰذا آپ کے یہاں جو اہل علم ہیں وہ اپنا مزاج بدل دیں ناجائز امور کے لئے دلیل طلب کریں اور جائز کاموں کے لئے آئندہ حوالہ نہ مانگیں۔ قبر پر چڑھنا جائز نہیں کہ اس سے مردوں کو تکلیف ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے ان المیت یتأذی ممایتأذی منه الحی۔ لہٰذا سیڑھی لگا کر کاٹیں بشرطیکہ اس کا پایہ قبر پر نہ رکھیں۔ وهو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ رذوقعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از سید اعجاز احمد قادری تاڈپتری ضلع اننت پور (آندھرا پردیش)
یہاں پر حضرت سید شاہ ابوبکر فضل اللہ قادری شطاری یعنی عرف یٰسین ولی کی درگاہ کے قریب ایک قبرستان ہے جس میں صرف حضرت کی اولاد دفن ہوتی رہی درمیان میں ہمارے آبا و اجداد نے اپنے چند معتقدین و مریدین کو اس قبرستان میں دفن کی اجازت دیدی تھی جس کے سبب لوگ اس قبرستان میں اپنے مردوں کو

Marfat.com

زبردستی دفن کرنا چاہتے ہیں تو ان لوگوں کو اس مخصوص قبرستان میں اپنے مردوں کا دفن کرنا جائز ہے یا نہیں ۔ چونکہ یہ درگاہ وقف بورڈ آف آندھرا پردیش سے ملحق ہے اس لئے لوگ وقفیہ قبرستان کہکر اسے عام قبرستان بنانا چاہتے ہیں لہٰذا اس کے بارے میں حکم شرع تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔

الجواب بعون الملك الوهاب ۔ جو زمین کسی شخص خاص یا خاندان کی ملک ہو اس زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو دفن کرنا جائز نہیں ۔ اور جو زمین کہ عام مسلمانوں کے دفن کیلئے وقف ہو اس میں ہر مسلمان کو دفن ہونے کا حق ہے کسی مسلمان کو کوئی دفن کرنے سے روک نہیں سکتا۔ ہاں اگر وقف کرنے والے نے کسی خاص خاندان کے دفن کیلئے وقف کیا ہے تو اس خاندان کے علاوہ دوسرے کو اس میں دفن کرنا جائز نہیں لہٰذا صورت مستفسرہ میں زمین اگر عام مسلمانوں کے دفن کیلئے وقف ہے تو اس میں ہر مسلمان کو دفن ہونے کا حق حاصل ہے ۔ اور اگر زمین مذکورہ حضرت سید شاہ ابوبکر فضل اللہ قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملکیت میں ہے اور وقف بورڈ نے اس پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے تو اس صورت میں حضرت کی اولاد کے علاوہ ان کی اجازت کے بغیر دوسرے کا اس میں دفن کرنا جائز نہیں کہ غاصبانہ قبضہ سے حضرت کی اولاد کی ملکیت ختم نہ ہوگی اور اگر کسی نے خاص حضرت ہی کی اولاد کے دفن کیلئے وقف کیا ہے تو اس صورت میں بھی اس میں دوسرے کو دفن کرنا جائز نہیں کہ اشیائے موقوفہ میں واقف کی شرطوں کے خلاف کرنا جائز نہیں ۔ هٰكذا فى الكتب الفقهية وهو تعالىٰ اعلم

کتبـــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

۸ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ ۔ از محمد عمران انصاری ترسا بٹی ضلع دھنباد (بہار)

قبرستان میں اگے ہوئے پیڑ پودوں کی شاخوں کو کاٹا جا سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب ہرے پودے جو خاص قبر پر ہوں ان کی شاخوں کو کاٹنا منع ہے کہ ان کی تسبیح سے مردہ کو فائدہ پہونچتا ہے شامی جلد اول ص۶۰۶ میں ہے يكره قطع النبات الرطب والحشيش من المقبرة دون اليابس كما فى البحر والدرر وشرح المنية وعلله فى الامداد بانه مادام رطبا يسبح الله تعالىٰ فيونس الميت وتنزل بذكره الرحمة اه ونحوه فى الخانية ۔ لیکن اگر پودے کی جڑ سے قبر یا مردہ کو نقصان پہونچے تو کاٹ دئے جائیں ۔ اور قبرستان کے درخت اگر دوسرے کی ملک ہیں تو مالک جو چاہے کرے خواہ کاٹے یا باقی رکھے کوئی اسے روک نہیں سکتا ۔ اور اگر درخت قبرستان کی ملک ہوں تو نہ کاٹنا بہتر ہے کہ زائرین کیلئے سایہ رہے گا اور کسی ضرورت سے کاٹیں تو حرج نہیں ۔ وهو تعالىٰ اعلم ۔

کتبـــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

Marfat.com

کتاب الزکاۃ

زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ از عبدالغفور خاں موضع صدہ فیض آباد

(۱) ایک شخص مالک نصاب ہے مثلاً ایک ہزار روپیہ بینک میں اور ایک ہزار روپیہ ڈاکخانہ میں اور کچھ روپیہ زمین میں گاڑے ہوئے ہے اور سونے، چاندی کے زیورات بھی ہیں دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان تمام روپیوں اور زیورات پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ ثبوت تحریر فرمائیں۔

(۲) مالک نصاب ہو کر زکوٰۃ نہ دینے والے پر قرآن و حدیث میں کیا وعیدیں آئی ہیں؟

الجواب شخص مذکور کے بینک، ڈاکخانہ اور زمین میں گاڑے ہوئے روپے پر نیز زیورات سب پر زکوٰۃ فرض ہے لانہ مالک لھذہ الروابی والحلی وھی فاضلۃ عن النصاب الموجب للزکوٰۃ فتجب علیہ الزکوٰۃ ھکذا فی الکتب الفقھیۃ (۲) مالک نصاب ہو کر زکوٰۃ نہ دینے والے پر قرآن و حدیث میں بہت سی وعیدیں آئی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم ط بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ (پ ۴ ع ۹) یعنی جو لوگ بخل کرتے ہیں اس کے ساتھ جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا۔ وہ یہ گمان نہ کریں کہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے جس چیز کے ساتھ انھوں نے بخل کیا قیامت کے دن اس چیز کا ان کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا۔ اور فرماتا ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ۝ یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ط ھذا ما کنزتم لانفسکم

Marfat.com

فذوقوا ما كنتم تكنزون (پ ۱۰ ع ۱۱) یعنی جو لوگ سونا، چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو جس دن جہنم کی آگ میں وہ تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اوران سے کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لئے جمع کیا تھا تو اب اس جمع کرنے کا مزہ چکھو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من اتاہ اللہ مالا فلم یود زکوتہ مثل لہ مالہ یوم القیمۃ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیمۃ ثم یاخذ بلہزمتیہ یعنی شدقیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک (بخاری شریف) یعنی جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی شکل میں کردیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی وہ سانپ ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ اور ارشاد فرمایا یکون کنز احدکم یوم القیمۃ شجاعا اقرع یفر منہ صاحبہ ویطلبہ حتی یلقمہ اصابعہ (احمد) یعنی جس مال کی زکوٰۃ نہ دی گئی قیامت کے دن وہ مال گنجا سانپ ہو کر مالک کو دوڑائے گا وہ بھاگے گا یہاں تک کہ (وہ زکوٰۃ نہ دینے والا مجبور ہو کر) اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈال دے گا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ وھو تعالیٰ اعلم

جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ

۲۰ ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ

مسئلہ از سید اعجاز احمد قادری یمنی تاڈپتری (آندھرا پردیش)

حضرت علامہ مفتی صاحب قبلہ دامت برکاتہم۔ **السلام علیکم**

خدمت اقدس میں عرض یہ ہے کہ بہار شریعت مطبوعہ کتب خانہ اشاعت الاسلام دہلی حصہ پنجم ص ۲۷ پہ ہے کہ "پیسے جب رائج ہوں اور دوسو درم چاندی یا بیس مثقال سونے کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے اگر تجارت کے لئے نہ ہوں" پھر ایک سطر کے بعد ہے کہ "نوٹ پیسوں کے حکم میں ہے"۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ نوٹ جب رائج ہوں اور دوسو درم چاندی یا بیس مثقال سونے کی قیمت کے ہوں اگر تجارت کے لئے نہ ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے اور اگر نوٹ و پیسے تجارت کے لئے ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ ہم نے اس عبارت سے یہی سمجھا تو شبہ ہوا کہ ہو سکتا ہے غلط چھپ گیا ہو اس لئے کہ آپ نے کئی رسالوں میں اعلان فرمایا ہے کہ کتب خانہ اشاعت الاسلام دہلی کی چھاپی ہوئی بہار شریعت میں بیشمار غلطیاں ہیں اور وہ قابل اعتماد نہیں ہے تو ہم نے بہار شریعت مطبوعہ رضوی کتب خانہ بازار صندل خاں بریلی دیکھی تو اس میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ پھر ہم نے شیخ غلام علی کشمیری بازار لاہور کی چھاپی

Marfat.com

ہوئی بہار شریعت دیکھی تو اس میں بھی اسی طرح چھپا ہوا ہے جب ہر ایک نسخے میں اسی طرح عبارت ملی تو اب مجھے اپنی سمجھ پر شبہہ پیدا ہوا کہ شاید میں نے غلط سمجھا۔ لہذا آپ کی خدمت میں رجوع کر رہا ہوں کہ میری سمجھ کا قصور ہے یا بہار شریعت میں مسئلہ غلط چھپ گیا ہے۔ جواب تحریر فرما کر میرے خلجان کو دور فرمائیں کرم ہوگا۔

الجواب محبی و مخلصی زید اخلاصکم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بیشک بہار شریعت کی اس عبارت کا یہی مطلب ہے کہ نوٹ اور پیسے دو سو درم چاندی یا بیس مثقال سونے کی قیمت کے ہوں اور تجارت کے لئے نہ ہوں تو زکوٰۃ واجب ہے۔ اور اگر نوٹ تجارت کے لئے ہوں تو خواہ وہ لاکھوں درم چاندی اور ہزاروں مثقال سونے کی قیمت کے ہوں مگر ان پر زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ نوٹ اور پیسے اگر دو سو درم چاندی یا بیس مثقال سونے کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے خواہ وہ تجارت کے لئے ہوں یا نہ ہوں کہ ان میں وجوب زکوٰۃ کے لئے تجارت یا عدم نیت تجارت شرط نہیں۔ اس لئے کہ نوٹ اور پیسے ثمن اصطلاحی ہیں جب تک وہ رائج ہیں ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔ کفل الفقیہ الفاہم میں ہے ان الفتوی علی ان الثمن المصطلح تجب فیہ الزکوٰۃ ما دام رائجاً۔ لہذا آپ نے ان نسخوں میں چھپی ہوئی عبارت کا مطلب صحیح سمجھا ہے۔ آپ کی سمجھ کا قصور نہیں ہے بلکہ قصور بہار شریعت کے چھاپنے والوں کا ہے۔ کتب خانہ اشاعت الاسلام دہلی، رضوی کتب خانہ بازار صندل خاں بریلی اور شیخ غلام علی کشمیری بازار لاہور سب کے سب بہار شریعت کو غلط چھاپ کر مسلمانوں کو بیوقوف بنا رہے ہیں اور اپنے خزانے بھر رہے ہیں۔ جس میں سب سے زیادہ غلطیاں دہلی کی چھپی ہوئی بہار شریعت میں ہیں کہ مجھ کو صرف پہلے تین حصوں میں چھوٹی بڑی چھ سو چھبیس غلطیاں ملی ہیں۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ بہار شریعت جو فقہ حنفی کی ایسی عظیم کتاب ہے کہ جس کی کوئی مثال نہیں مگر افسوس کہ وہ ناشرین کے ہاتھوں برباد ہو رہی ہے۔ اگر بہار شریعت چھاپنے والوں کی غفلت و لاپرواہی کا یہی حال رہا تو وہ دن دور نہیں جبکہ بہار شریعت کا کوئی بھی مسئلہ قابل اعتبار نہیں رہ جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ بہار شریعت کی جو عبارت آپ نے پیش کی ہے وہ غلط چھپی ہوئی ہے صحیح عبارت یہ ہے "پیسے جب رائج ہوں اور دو سو درم چاندی یا بیس مثقال سونے کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ تجارت کے لئے نہ ہوں" یعنی روپئے اور پیسے خواہ تجارت کے لئے ہوں یا نہ ہوں لیکن جب رائج ہوں اور دو سو درم چاندی یا بیس مثقال سونے کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

جلال الدین احمد الامجدی

۴؍ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

Marfat.com

مسئلہ از عبدالرؤف قصبہ بانسی بستی

زید کے پاس مال تجارت ایک سو پانچ روپیہ ۱۰۵ ۔ چھ پچھتر روپیہ آٹھ آنہ کی قیمت کا سونا ایک سو پینسٹھ روپیہ کی قیمت چاندی کے زیورات اور نقد رقم تینتیس ۳۳ روپے جملہ رقوم تین سو اٹھہتر ۳۷۸ روپیہ آٹھ آنے ہیں اس رقم میں زید کو کتنی زکاۃ دینی ہوگی جب کہ سونے چاندی کے زیورات زید کی بیوی استعمال کرتی ہے۔

الجواب صورت مستفسرہ میں زید پر نو روپیہ پونے چوبیس نیا پیسہ (۹/۲۳ ۳/۴) زکاۃ کا دینا واجب ہے واللہ ورسولہ اعلم

کتبہ بدرالدین احمد الرضوی
۱۷ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

مسئلہ از محمد عمران انصاری معرفت عبدالرؤف شو شاپ گاندھی بازار نرسا پٹی۔ دھنباد

دینار کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور دینار کی قیمت مروجہ سکوں کے اعتبار سے کیا ہوگی؟

الجواب دینار عرفی کی بہت سی قسمیں ہیں جو مختلف الوزن اور مختلف القیمۃ ہیں جیساکہ خاتم المحققین حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں ان الدراھم والدنانیر المتعامل بھا فی ھذہ الزمان انواع کثیرۃ مختلفۃ الوزن والقیمۃ (ردالمحتار جلد دوم ص۳۰) البتہ دینار شرعی ایک مثقال کے برابر ہوتا ہے اور مثقال ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے جیساکہ غیاث اللغات میں ہے کہ "مقدار یک مثقال چہار و نصف ماشہ است" لہذا دینار شرعی ساڑھے چار ماشے کا ہوا جس کی قیمت کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔ درمختار مع شامی جلد دوم ص۲۹ میں ہے الدینار عشرون قیراطا۔ ردالمحتار میں ہے قولہ الدینار ای الذی ھو المثقال کما فی الزیلعی وغیرہ قال فی الفتح والظاھر ان المثقال اسم للمقدار المقدر بہ والدینار اسم للمقدر بہ بقید ذھبیتہ اھ۔ اور عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی ص۲۲۹ میں ہے قولہ مثقالا ھو لغۃ ما یوزن بہ وشرعا اسم للمقدار المعین الذی یقدر بہ الذھب ونحوہ وھو والدینار واحد لکن الدینار اسم للقطعۃ المضروبۃ المقدرۃ بالمثقال اھ۔ ھذا ما عندی وھو اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۶ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از صابر سنبھلی محلہ سیف خاں سرائے سنبھل ضلع مرادآباد (یوپی)

عمرو کے پاس ایک تولہ چاندی ہے اور ایک تولہ سونا اگر مروجہ قیمت پر سونے کو چاندی مان لیا جائے تو عمرو صاحب

Marfat.com

نصاب ہو جائے گا۔ مگر چاندی کو سونا مانا جائے تو وہ حدِ نصاب سے بہت پیچھے رہ جائے گا ایسی حالت میں اس پر زکوٰۃ کے لئے شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے۔

(۲) بکر کے پاس ۶۰ر تولے چاندی ہیں۔ اس نے تین سال تک زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ تین سال کے بعد جب ادا کی تو اس طرح کہ پہلے سال کی زکاۃ ۶۰ر تولے چاندی پر قیمت کا حساب لگا کر نوٹوں میں ادا کی۔ دوسرے سال کی زکاۃ بھی اسی طرح ساڑھے اٹھاون تولے چاندی کی نقد ادا کی۔ تیسرے سال کی زکوٰۃ بھی نقدی میں ہی ستاون تولے ساڑھے تین رتی پر ادا کی۔ اب وہ اگلے سال کی زکاۃ ادا کرے یا نہیں کہ اب اس کو چھپن تولے چاندی پر زکوٰۃ ادا کرنی ہے جو نصاب اور اس کے دسویں حصّے سے کم ہونے کے سبب معافی میں ہے۔ دوسری طرف اس نے زکاۃ نقدی ادا کی ہے۔ وہ اب بھی ۶۰ر تولے چاندی کا مالک ہے اس کی ایک رتی بھی کم نہیں ہوئی۔ اس لحاظ سے وہ صاحب نصاب ہے یا نہیں؟ کیا اس مال پر اس کو عمر بھر زکاۃ دینا نہ ہوگی۔

(۳) ایک شخص نے ایک فقیر سے طے کیا کہ وہ اس کو زکاۃ دے گا مگر بعد تملیک کے وہ اس کو واپس کر دے ایسا کرنے پر اس کو اس کے عوض میں کچھ رقم دی جائے گی۔ اگر فقیر اس شرط پر زکاۃ لینے اور واپس کرنے کا دہ نہیں ہوتا ہے تو دوسرے فقراء اس کے لئے رضامند ہیں۔ مجبورًا وہ بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کیا اس طرح زکاۃ ادا ہو جائیگی مندرجہ بالا سوالات کے شافی جوابات مرحمت فرمائیں حوالوں کی ضرورت نہیں ہے آپ کی تحریر ہی ہمارے لئے حوالہ ہے مگر جوابات مبہم نہ ہوں۔

الجواب (۱) عمرو کے پاس جب کہ سونا اور چاندی دونوں ہیں اور موجودہ زمانہ میں ایک تولہ سونا کی چاندی اگر چاندی میں ملائی جائے تو چاندی کا نصاب پورا ہو جائے تو اس صورت میں از روئے شرع عمرو پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (۲) بکر کے پاس ۶۰ر تولہ چاندی کے ساتھ مال تجارت یا روپیہ پیسہ اتنا نہیں تھا کہ ان سے ساڑھے باون تولہ چاندی کے اوپر ساڑھے دس تولہ چاندی پوری ہو جاتی تو اس صورت میں اس پر صرف ساڑھے باون تولہ چاندی ہی کی زکوٰۃ فرض ہوئی اس لئے کہ جو چاندی نصاب کے پانچویں حصہ سے کم ہو اس کی زکاۃ معاف ہے اور اگر اس کے مال تجارت کی قیمت یا روپیہ سے نصاب کا پانچواں حصّہ یا اس سے زیادہ چاندی ہو جاتی تو اس صورت میں ساڑھے باون تولہ کے اوپر ہر ساڑھے دس تولے چاندی کی بھی زکاۃ واجب ہوئی۔ اور اخیر میں جو ساڑھے دس تولہ چاندی سے کم بچے اس کی زکاۃ معاف رہے گی۔ یہی حکم ہر سال کا ہے۔ اور عمر بھر اگر اس کے پاس کم سے کم ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنے کا سامان تجارت یا روپیہ حاجتِ اصلیہ سے فاضل اور دین سے فارغ رہے گا تو وہ عمر بھر مالکِ نصاب

Marfat.com

رہے گا۔ اور ہر سال اس پر زکوٰۃ واجب رہے گی۔ (۳) زکاۃ ادا ہو جائے گی۔ اور فقیر سے زکاۃ دینے والے کا یہ شرط کرنا لغو ہے کہ وہ بعد تملیک واپس کر دے گا۔ زکاۃ کے مال کا فقیر مالک ہو جاتا ہے اسے اختیار ہے چاہے واپس کرے یا نہ کرے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲۶ رجادی الاخری ۱۴۰۲ھ

مسئلہ محمد عثمان مکان ۳ حضرت گنج دریا آباد۔ الہ آباد۔

صوبائی حکومت یا مرکزی حکومت کے ملازم اپنی تنخواہوں سے ۱/۸ حصہ بعد مجبوری جمع کرتے ہیں جسے عرف عام میں جنرل پروی ڈنڈ فنڈ کہتے ہیں، جس فنڈ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملازم ریٹائرڈ کے وقت اس جمع شدہ روپیہ مزید اس پر نفع حکومت وقت کے قانون کے مطابق جو کچھ ملے گا اس کا وہ حقدار ہوتا ہے اس جمع شدہ روپیہ میں سے ہر ایک ملازم کو مندرجہ ذیل سہولتیں بھی میسر ہیں۔ مثلاً اس فنڈ سے بغیر سود کے قرض لے سکتے ہیں اور اپنی سہولت کے مطابق زیادہ سے زیادہ چالیس ۴۰ مہینہ میں اس قرض کو ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بیس سال ملازمت ہونے کے بعد اس روپیہ سے قرض لے کر اسے پھر نہ لوٹانے کی بھی سہولت حاصل ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جنرل پروی ڈنڈ فنڈ کے جمع شدہ روپیہ پر کب سے زکاۃ واجب ہوگی؟ آیا یہ کہ جب سے روپیہ جمع ہونا شروع ہوا ہے یا جب کل روپیہ وہ ملازم ریٹائرڈ کے بعد اصول کرے گا۔ مثلاً پانچ ہزار اصول کرے گا اس دن سے ایک سال گزرنے پر زکاۃ واجب ہوگی یا شروع ہی سے یعنی جب سے اس ملازم نے ملازمت کی اور روپیہ جمع کرنا شروع کیا۔ (۲) حکومت ہند کے ڈاکخانہ کے قانون کے مطابق فکس ڈپوزٹ جس کی مدت چھ سال ہے جس میں ایک ہزار روپیہ چھ سال کے لئے جمع کرنے سے دوگنا سے بھی کچھ زائد ہوتا ہے۔ اس میں جمع کنندگان کے لئے یہ سہولت اور رعایت حاصل ہے کہ پچہتر فیصدی جمع رقم میں سے بطور قرض کے لے سکتے ہیں جن کو سود کے ساتھ لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔ اب یہ سوال ہے کہ اس فکس ڈپوزٹ روپیہ پر ہر سال زکاۃ واجب ہے یا جب کل روپیہ اصول کرے گا اس وقت گزشتہ چھ سال کی زکوٰۃ دے گا یا کل روپیہ ملنے کے بعد سے اس پر زکاۃ واجب ہوگی؟

الجواب ملازم اگر مالک نصاب ہے تو دیگر زکاتی مالوں کے ساتھ فنڈ مذکور میں جب سے رقم جمع ہونی شروع ہوئی ہے اسی وقت سے اس رقم کی بھی زکاۃ ہر سال واجب ہوگی اور اگر مالک نصاب نہیں ہے تو جب فنڈ کی رقم زکاۃ کے دوسرے مالوں کے ساتھ جوڑنے سے ۵۲ ۱/۲ تولہ چاندی کی مقدار کو پہونچ جائے اور حوائج اصلیہ سے بچکر اس پر سال گزر جائے اس وقت فنڈ کی رقم پر زکاۃ واجب ہوگی اور پھر سال بسال واجب

Marfat.com

ہوتی رہے گی۔ (۲) اس مسئلہ کا جواب بھی مسئلہ اوّل کے مثل ہے کہ ڈاکخانہ میں فکس ڈپازٹ کرنے والا اگر مالک نصاب ہے تو اس رقم پر ہر سال زکاۃ واجب ہوگی ورنہ جب مالک نصاب ہوگا تب واجب ہوگی وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ر صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسئلہ ازحاجی محمد یونس جلال پوری شہزادپور ضلع فیض آباد

زید ایک ہنڈلوم فیکٹری کا مالک ہے مال اُدھار نہ دے تو کھپت نہیں ہوسکے گی کئی برسوں تک رقم وصول نہیں ہوپاتی ہیں کبھی اُدھار رقم ڈوب بھی جاتی ہے ایسی صورت میں وہ زکوٰۃ کس طرح ادا کرے؟

الجواب جو مال کہ اُدھار دیا جاتا ہے سال تمام پر اس کی زکوٰۃ بھی واجب ہوتی ہے مگر ادائیگی واجب نہیں ہوتی جب نصاب کا پانچواں حصہ یعنی ساڑھے دس تولہ چاندی کی قیمت وصول ہوجائے تو اس میں سے چالیسواں حصہ زکاۃ ادا کرے اور جب کئی سال کے بعد رقم وصول ہو تو اس صورت میں گزرے ہوئے سالوں کی زکاۃ ادا کرے اور جو رقم وصول نہ ہو اس کی زکاۃ ادا کرنا واجب نہیں ھکذا قال الامام احمد رضا البریلوی علیہ الرّحمۃ والرضوان فی الجزء الرابع من الفتاوی الرضویۃ۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی
۲۹ر شوال ۱۴۰۱ھ

مسئلہ ازحافظ کمال الدین ظہوری پرسا میر ضلع گورکھپور

(۱) زید کہتا ہے کہ جہاں اسلامی حکومت ہے وہیں پر وجوب زکاۃ ہے اس لئے کہ مال وہاں بیت المال میں جمع کیا جائے گا اور مسلمانوں کے جان و مال کا تحفظ بادشاہ اسلام کرے گا اس صورت میں ہم زکاۃ کی رقم کہاں دیں جب کہ یہاں کافر کی حکومت ہے۔ (۲) زید ایک عالم دین ہوتے ہوئے کہتا ہے کہ مسلمان دھان اور گیہوں کی فصل میں چالیسواں ادا کریں تو بہتر ہے۔ اس کے برعکس بکر کہتا ہے کہ دھان کی فصل میں دسواں اور گیہوں کی فصل میں بیسواں دینا ضروری ہے۔ اس کے خلاف کرنے والا گنہگار ہوگا۔ لہٰذا اگر ہم گیہوں اور دھان دونوں میں چالیسواں دیں تو عند الشرع ہم بری الذمہ ہوں گے یا نہیں؟

الجواب جہاں پر اسلامی حکومت ہے وہیں پر وجوب زکاۃ ہے زید کا یہ قول باطل ہے اس لئے کہ اسلامی حکومت ہو یا نہ ہو بہرصورت مالدار عاقل بالغ مسلمان پر زکاۃ واجب ہے کہ وجوب زکاۃ کے

Marfat.com

لئے اسلامی حکومت ہونا شرط نہیں، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دار الحرب میں مسلمان ہونے کے بعد برسوں تک وہیں مقیم رہا پھر دار الاسلام میں آیا اور وہ جانتا تھا کہ مالدار مسلمان پر زکاۃ واجب ہوتی ہے تو اس صورت میں دار الحرب کے زمانۂ قیام کی زکاۃ بھی اس مسلمان پر واجب ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص۱۶۱ میں ہے اذا اسلم الکافر فی دار الحرب واقام سنین هناك ثم خرج الینا ان كان علم بالوجوب وجبت علیه ویفتی بالدفع اھ ملخصاً۔ اور زکاۃ کی ادائیگی کے لئے بیت المال ہونا ضروری نہیں ہے اس کے مصارف فقراء اور مساکین وغیرہ ہیں۔ لہٰذا زکاۃ انھیں کو دی جائے پ۱۰ رکوع ۱۴ میں ہے انما الصدقٰت للفقراء والمسٰكين الخ۔ زید پر لازم ہے کہ اپنے گمراہ کن قول سے رجوع کرے اور توبہ و استغفار کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں قال اللہ تعالیٰ واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذكرٰى مع القوم الظٰلمین (پ ع ۱۴) (۲) زید کا قول باطل ہے اس لئے کہ مسلمانوں کو زمین کی پیداوار دھان اور گیہوں کی فصل میں دسواں بیسواں دینا فرض ہے اور چالیسواں دینا بہتر نہیں بلکہ غلط ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے زمین کی پیداوار میں چالیسواں حصہ دیا تو وہ گنہگار ہوگا بری الذمہ نہ ہوگا ایسا ہی فتاوی عالمگیری جلد اول ص۱۷۳ میں ہے وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مسئلہ

از سید خوشتر ربانی متعلم دار العلوم ربانیہ علی گنج (باندہ)

زید نے جو کہ صاحب نصاب ہے پانچ ہزار روپیہ فکس ڈیپازٹ (بینک یا ڈاکخانہ میں) کیا جو سات سال بعد دوگنی رقم ہو کر اس کو ملے گی۔ تو زید اس کی زکاۃ کس طرح ادا کرے؟

الجواب

مقامی پوسٹ ماسٹر سے معلوم ہوا کہ فکس ڈیپازٹ کرنے والا ہر سال ایک متعین نفع کا مالک ہوتا ہے جسے وہ ہر سال نکال بھی سکتا ہے اگر یہ صحیح ہے تو فکس ڈیپازٹ کرنے والے پر ہر سال اصل رقم اور نفع کی زکاۃ نکالنا واجب ہے کما ھو الظاھر۔ وھو تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۳ جمادی الاولیٰ سنہ ۹۹ھ

مسئلہ

از اکرم سراجی جامعہ عربیہ ضیاء العلوم کچی باغ (بنارس)

چاندی کا نصاب ۵۲½ تولہ ہے اگر کسی کے پاس چاندی کسی شکل میں نہیں (اور سونا بھی کسی شکل میں نہیں) مگر

Marfat.com

نوٹ ہیں تو کتنے روپئے کے نوٹ ہونے پر وہ صاحب نصاب مانا جائے گا؟ یعنی ۵۲ ½ تولہ چاندی کے نوٹ ہونے پر جس کی قیمت آج بہت ہے وہ صاحب نصاب قرار پائیگا یا کوئی اور بات ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں۔

الجواب اگر کسی کے پاس سونا چاندی نہیں ہیں اور نہ مال تجارت ہے مگر اتنے نوٹ ہیں کہ بازار میں ۵۲ ½ تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ خرید سکتا ہے تو وہ مالک نصاب ہے اس پر زکاۃ فرض ہے ورنہیں یعنی کم سے کم ۵۲ ½ تولہ چاندی یا سات ½ تولہ سونا کی قیمت کے نوٹ ہوں تو زکاۃ واجب ہوگی لہذا اگر سونا چاندی اسقدر گراں ہوجائیں کہ لاکھ روپئے کا بھی ۵۲ ½ تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا بازار میں نہ مل سکے تو زکاۃ واجب نہیں اور اگر اس قدر سستے ہوجائیں کہ ایک روپیہ کے نوٹ سے سونا یا چاندی کی مقدار مذکور بازار میں مل سکے تو زکاۃ واجب ہے۔ کفل الفقیہ الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم میں ہے فی فتاوی قاری الهدایہ الفتوی علی وجوب الزکوۃ فی الفلوس اذا تعومل بها اذا بلغت ما تساوی مائتی درهم من الفضة او عشرین مثقالا من الذهب اھ۔ والنوط المستفاد قبل تمام الحول یضم الی نصاب من جنسه او من احد النقدین باعتبار القیمة کاموال التجارة اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از عبدالشکور مدرسہ مصباح المدارس کولدہ گورکھپور ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۸۰ھ

زمین عشری کون ہے؟ اور خراجی کسے کہتے ہیں؟ سادہ صاف اور مختصر لفظوں میں بتایا جائے۔ اور موجودہ کانگریسی دور حکومت میں ہندوستان کی زمین خصوصاً اطراف گورکھپور کی زمین کی پیداوار کا دسواں نکالنا واجب ہے یا بیسواں؟ بینوا توجروا۔

الجواب خراج وہ ٹیکس ہے جو بادشاہ اسلام نے کافر پر مقرر فرمایا ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ خراج مقاسمہ۔ کہ پیداوار کا کوئی حصہ آدھا یا تہائی یا چوتھائی وغیرہا مقرر ہو جیسے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود پر مقرر فرمایا تھا۔ اور خراج موظف کہ ایک مقدار لازم کردی جائے خواہ روپئے سالانہ دو روپئے بیگھہ یا کچھ اور۔ اور خراجی وہ زمین ہے جس پر بادشاہ اسلام نے کچھ خراج مقرر کیا ہو اس کی کئی صورتیں ہیں مثلاً فتح کرکے وہیں کے لوگوں کو احسان کے طور پر دی یا دوسرے کافروں کو دیدی یا وہ ملک صلح کے طور پر فتح کیا گیا یا ذمی نے بادشاہ اسلام کے حکم سے بنجر کو آباد کیا یا بنجر زمین ذمی کو دیدی گئی یا اسے مسلمان نے آباد کیا اور وہ خراجی

Marfat.com

زمین کے پاس تھی یا اسے خراجی پانی سے سیراب کیا (تفصیل کے لئے بہار شریعت حصہ پنجم دیکھئے) اور زمین خراجی نہ ہو تو وہ عشری ہوگی یا لا عشری لا خراجی اور ان دونوں کی پیداوار میں عشر دینا واجب ہے ھکذا ذکر الامام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا فی رسالتہ افصح البیان لہذا گورکھپور ضلع میں زمین کی پیداوار کا عشر دینا کانگریسی دور حکومت میں بھی واجب ہے۔ پھر جب کھیت کی آبپاشی چرسے یا ڈول وغیرہ سے ہو تو اس کی پیداوار میں نصفِ عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے ورنہ دسواں ھکذا ذکر صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ علیہ فی الجزء الخامس من بہار شریعۃ ناقلا عن رد المحتار۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ ازصمدہ پوسٹ گوشائیں گنج ضلع فیض آباد مرسلہ عبدالغفور خزانچی

کیا غلہ میں دسواں، بیسواں حصہ عشر نکالنا مثل زکوٰۃ کے فرض ہے؟ اگر نہ نکالے تو عند الشرع مجرم ہوگا یا نہیں؟

الجواب غلہ کی پیداوار کا عشر نکالنا مثل زکوٰۃ کے فرض ہے؟ اگر نہ نکالے تو یقیناً گنہگار ہوگا۔ ۱ھ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۳ر من ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۱ھ

مسئلہ از محمد یعقوب خاں ساکن سونی برگدوا پوسٹ بہرا جگنج ضلع کپلوستو (نیپال)

کسی ایسی جگہ مزروعہ زمین کی لگان اکیاون روپیہ فی بیگھہ حکومت وقت لیتی ہے۔ نیز اپنے مقررہ کردہ قیمت فی بیگھہ ساٹھ کلو دھان ہی یا اس کی قیمت لیتی ہے۔ ہر اس زمین کا کہ جس میں دھان پیدا ہوتا ہو یا کودو۔ ایسی صورت میں اگر اپنا کھیت بٹائی دینا ہے تو آدھا بونے والا لیتا ہے اور نصف باقی میں کھیت والے کو لگان ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور مقررہ قیمت کا دھان بھی حکومت کو بطور لگان دینا پڑتا ہے اس صورت میں کھیت والے کے پاس قلیل مقدار میں غلہ بچتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مقدار مذکور سے عشر کی ادائیگی ضروری ہے یا پورے غلہ کا عشر صاحب زمین کے لئے ضروری ہے۔ لہٰذا عشر کے ادا کرنے کا جو صحیح طریقہ ہے۔ حدیث و فقہ کی روشنی میں بیان فرمائیں۔ نیز اس مسئلہ کا جواب مرحمت فرمائیں وہ یہ کہ جو لوگ خود کاشت نہیں کرتے بلکہ مزدوروں سے کام لیتے ہیں ان کی پیداوار کا اکثر حصہ مزدوروں کی اخراجات اور لگان کی ادائیگی پر صرف ہو جاتا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب مزارعت بالمناصفہ کی صورت میں پوری پیداوار کا عشر مالک زمین پر واجب

Marfat.com

نہیں بلکہ صرف نصف میں عشر واجب ہے۔ فتاوی رضویہ جلد چہارم ص۴۵۲ میں ہے کہ اگر بٹائی پر دی جائے یعنی مزارع سے پیداوار کا حصہ مثلاً نصف یا ثلث غلہ قرار دیا جائے تو مالک زمین پر صرف بقدر حصہ کا عشر آئے گا مثلاً مزارعت بالمناصفہ کی صورت میں سو من غلہ پیدا ہو تو مالک زمین پانچ من عشر دے۔ انتہی بالفاظہ۔ اور دوسرے مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ مزدوری کی اجرت نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر دینا واجب ہوگا۔ ھکذا فی بہار شریعۃ عن الدر المختار ورد المحتار۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۱۹ ذی القعدہ ۹۲ھ

مسئلہ
از ثناء اللہ خاں موضع بھگوت پور۔ ضلع بستی

کیا غلہ کی پیداوار میں زکاۃ نکالنا واجب ہے اگر واجب ہے تو دسواں حصہ نکالا جائے یا بیسواں۔ نیز کٹائی وغیرہ کی مزدوری نکال کر باقی غلہ کی زکوٰۃ نکالی جائے یا کل پیداوار کی؟

الجواب
بیشک غلہ کی پیداوار میں زکاۃ نکالنا واجب ہے۔ قرآن مجید پارہ ۸ رکوع ۴ میں ہے۔ واٰتوا حقہ یوم حصادہ۔ یعنی کھیتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر اس شئی میں کہ جسے زمین نے پیدا کیا عشر یا نصف عشر یعنی دسواں یا بیسواں ہے۔ جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آب پاشی مشین چرسے یا ڈول سے ہو اس میں نصف عشر یعنی بیسواں واجب ہے اور پانی خرید کر آب پاشی کی ہو جب بھی نصف عشر واجب ہے۔ ھکذا فی الدر المختار ورد المحتار جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہوا اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر دیا جائیگا۔ مصارف زراعت ہل، بیل، حفاظت کرنے والے اور کاٹنے والوں کی اجرت بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دینے سے پوری زکاۃ ادا نہ ہوگی۔ ھکذا فی الدر المختار ورد المحتار۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۴ رجب المرجب ۸۸ھ

مسئلہ
از قاضی محمد الطیع الحق عثمانی قادری رضوی علاء الدین پور سعد اللہ نگر۔ گونڈہ

(۱) عشر و نصف عشر بغیر حیلۂ شرعی دینی مدارس و مساجد و عیدگاہ اور ہر دینی امور میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یا اس کی ادائیگی کے لئے بھی تملیک فقیر شرط ہے۔ (۲) زید نے بکر کو اپنا کھیت بٹائی پر دے رکھا ہے نصف غلہ اور

Marfat.com

پوال وغیرہ لیتا ہے تو عشر و نصف عشر زید و بکر دونوں پر واجب ہیں یا صرف زید پر؟

الجواب (۱) عشر صدقات واجبہ میں سے ہے اور صدقۂ واجبہ کی ادائیگی کے لئے تملیک شرط ہے۔ بغیر حیلۂ شرعی مدارس، مساجد اور عیدگاہ میں صرف کرنا جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم (۲) عشر و نصف عشر زید و بکر دونوں پر واجب ہے درمختار مع شامی جلد دوم ص۵۵ پر ہے فی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیہ ولو من العامل فعلیھما بالحصة۔ اور ردالمحتار جلد دوم ص۵۶ پر ہے ماذکرہ الشارح ھو قولھما اقتصر علیہ لما علمت من ان الفتویٰ علیٰ قولھما بصحة المزارعة۔ ھٰذا ماعندی وھو تعالیٰ اعلم

کـــــــــــتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۳ر شوال المکرم ۱۳۹۰ھ

مسئلہ از محمد بشیر قادری چشتی دفل ڈیہہ ضلع گونڈہ

زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور چرم قربانی، اپنی حقیقی بہن، حقیقی پھوپھی اور تکیہ دار کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اپنی حقیقی بہن اور حقیقی پھوپھی اور تکیہ دار اگر صاحب نصاب ہوں تو علاوہ چرم قربانی کے زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دینا جائز نہیں اور اگر صاحب نصاب نہ ہوں تو دے سکتے ہیں لیکن تکیہ دار کو جس سے سال بھر بلا اجرت دیئے ہوئے کام لیتے ہیں پھر انہیں کاموں کے لحاظ اور دباؤ سے زکوٰۃ اور صدقۂ فطر نیز چرم قربانی دیتے ہیں کہ جس میں تکیہ دار اس زکوٰۃ و صدقۂ فطر کو اپنے لئے اجرت ہی سمجھتا ہے تو یہ ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کـــــــــــتبہ
بدرالدین احمد الرضوی
۲۶ر جولائی ۵۷ء

مسئلہ از محمد حسین ساکن مجھونا پوسٹ ہرپور بدھہٹ ضلع گورکھپور

بکر نے اپنی آراضی خالد کو زراعت کے لئے دی اور یہ طے کیا کہ جس قدر غلہ پیدا ہوگا نصف تم لینا اور نصف میں لوں گا خالد اپنی پیداوار کا عشر نہیں نکالتا ہے تو ایسی صورت میں بکر صرف اپنے حصے کا عشر ادا کرے یا خالد کے حصے کا بھی؟

الجواب بکر پر صرف اپنے نصف حصے کا عشر دینا واجب ہوگا اور نصف آخر کے عشر کی ادائیگی بکر پر واجب نہ ہوگی بلکہ خالد ہی پر واجب ہوگی۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم

کـــــــــــتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲ر ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ

Marfat.com

مسئلہ ازیار محمد مقام وپوسٹ بھنگا بازار بہرائچ شریف

(۱) کیا صدقات وخیرات اور زکاۃ کے صحیح مصارف وہی مدارس ہیں جو یتیم خانہ سے موسوم ہیں؟ خواہ وہ محض نام ہی کے یتیم خانہ ہوں؟ یا دیگر مدارس دینیہ بھی؟ (۲) اگر کوئی شخص کہے کہ یتیم خانہ کے علاوہ دوسرے دینی مدارس میں کسی بھی قسم کا پیسہ لگانا ناجائز وحرام ہے۔ اور جو لوگ ان عربی مدارس کے لئے پیسہ وصول کرتے اور کراتے ہیں وہ سب دوزخی اور بداعمال ہیں اس کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب (۱) صدقات واجبہ اور زکاۃ کے صحیح مصارف فقراء ومساکین وغیرہ ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ اور غرباء ومساکین جو علم دین حاصل کرتے ہیں ان کو دینے میں ایک کے بدلے کم سے کم سات سو کا ثواب ہے۔ ھکذا فی الجزء الرابع من الفتاوی الرضویہ ص۵۰ لہذا ایسے طلبہ کو دینے کے لئے تمام مدارس دینیہ میں زکاۃ وغیرہ بھیجنا جائز بلکہ افضل ہے خواہ وہ مدارس یتیم خانہ سے موسوم ہوں یا نہ ہوں بلکہ جن مدارس میں غریب طلبہ نہ پڑھتے ہوں ان میں بھی حیلۂ شرعی کے بعد زکاۃ کا مال صرف کرنا جائز ہے ھکذا فی الجزء الثانی من رد المحتار (۲) جو شخص کہ یتیم خانہ کے علاوہ دوسرے دینی مدارس میں کسی بھی قسم کا پیسہ لگانے کو ناجائز وحرام بتاتا ہے اور ایسے مدارس کے لئے پیسہ وصول کرنے والوں کو دوزخی اور بداعمال کہتا ہے وہ گمراہ نہیں تو جاہل ہے اور جاہل نہیں تو گمراہ ہے کہ خدا ورسول جل مجدہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مصارف زکاۃ میں یتیم کا ذکر ہی نہیں فرمایا اسی لئے ہر یتیم کو زکاۃ دینا جائز نہیں اور شخص مذکور اتنا بڑا اجری ہے کہ خدا ورسول کے حکم کے خلاف یتیم خانہ ہی کو زکاۃ وغیرہ کا مصرف بتاتا ہے اور دوسرے دینی مدارس میں کسی بھی پیسے کے صرف کرنے کو حرام کہتا ہے تو وہ خود جہنمی ہے۔ مسلمانوں کو ایسے شخص سے دور رہنا لازم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین (پ ع ۱۴) وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مسئلہ از آفاق احمد لکھنؤ ۳

زکوٰۃ کا پیسہ کسی صورت سے مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب زکاۃ کا پیسہ کسی ایسے شخص کو دے دیا جائے جسے زکاۃ لینا جائز ہو۔ پھر وہ شخص اپنی طرف سے مسجد میں صرف کرے یا کسی شخص کو صرف کرنے کے لئے دیدے تو اس طرح سے زکاۃ کا پیسہ مسجد

Marfat.com

میں لگانا جائز نہیں ہے۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ زکاۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ تملیک فقیر نہیں پائی گئی۔ اور ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے تو ثواب دونوں کو ہوگا (بہار شریعت حصہ پنجم صـ۲۴) اور در مختار مع شامی جلد دوم صـ۱۲ میں ہے حیلۃ التکفین بہا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لہما وکذا فی تعمیر المسجد۔ وھو اعلم بالصواب

جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ

۹؍ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از محمد جعفر قادری پوسٹ و مقام کھیتا سرائے ضلع جونپور۔

اس قصبہ میں ایک مدرسہ اسکول کی شکل میں آج عرصہ دراز سے چلتا ہے جس میں حافظہ اور مولویانہ اور پرائمری اردو میڈیم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ پرائمری شعبہ میں قرآن کریم اور دینیات کی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔ شعبۂ پرائمری کو گورنمنٹ سے معمولی ایڈ بھی ملتی ہے اور معمولی فیس بھی بچوں سے لی جاتی ہے اور کچھ معمولی طور پر امدادی چندہ بھی آ جاتا ہے۔ مگر یہ مذکورہ رقم سے مدرسین کی تنخواہ پوری نہیں ہو پاتی ہے، جس کی بنا پر صدقۂ فطر اور چرم قربانی و زکاۃ صدقہ کی رقم وصولی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ رقم مدرسین و حافظ و مولوی صاحبان کی تنخواہ میں دی جا سکتی ہے تو پھر اس کے صرف کرنے کا کیا طریقہ ہے برائے کرم فقہ و حدیث کی روشنی میں جواب ارشاد فرما کر مطمئن فرمائیں؟

الجواب چرم قربانی مدرسہ میں وصول کرنے کے بعد مدرسین کی تنخواہ اور دار الاقامہ کی تعمیر پر صرف کیا جا سکتا ہے کہ اس کے لئے تملیک شرط نہیں لیکن زکاۃ و صدقۂ فطر کو ان چیزوں میں صرف کرنا جائز نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صـ۱۷۶ میں ہے لایجوز ان یبنی بالزکوٰۃ المسجد وکذا الحج وکل ما لا تملیك فیہ ولا یجوز ان یکفن بہا میت ولا یقضی بہا دین المیت کذا فی التبیین ملخصًا۔ اگر مال زکاۃ، صدقۂ فطر اور دیگر صدقات واجبہ مدرسین کی تنخواہ اور دار الاقامہ وغیرہ کی تعمیر پر صرف کرنا چاہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ کسی غریب آدمی کو دیدیں پھر وہ صرف کرے تو ثواب دونوں کو ملے گا ھکذا فی رد المحتار وھو تعالیٰ اعلم

جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ

۵؍ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از سلمان احمد زاہدی باسنی ضلع ناگور (راجستھان)

Marfat.com

ہمارے یہاں سنی تبلیغی جماعت کے نام سے ایک جماعت وجود میں آئی جنھوں نے ماہ رمضان المبارک میں چندہ کیا جس میں زکاۃ وغیرہ کا پیسہ بھی شامل ہے اسی خرچ سے دیہاتوں میں ٹیکسیوں پر جانا اور وہ غریب امام جو برسوں سے مع اہل وعیال وہاں امامت کرتے ہوں اگر وہ لوگ ان کی سرپرستی کو قبول نہ کریں تو عوام کو ورغلا کرکے وہاں سے امام کو ہٹوا دینا جب کہ مذکور امام سنی صحیح العقیدہ ہوں ان کو کہا گیا کہ تم اس طرح نہ کرو تو کہتے ہیں کہ جو ہماری سرپرستی قبول نہ کرے گا ہم اس کو ہٹوا دیں گے تو بڑے بڑے سنی اداروں کے چندہ کا کیا حال ہوگا جب کہ سنیت کی بقا ان سے وابستہ ہے۔

الجواب زکاۃ کے پیسے کو تبلیغ کے لئے ٹیکسی وغیرہ پر خرچ کرنا جائز نہیں کہ اس صورت میں تملیک نہیں پائی جاتی اور زکاۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک شرط ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صـ۱۷۶ میں ہے لا یجوز ان یبنی بالزکوٰۃ المسجد وکذا الحج وکل مالا تملیک فیہ ولا یجوز ان یکفن میت ولا یقضی بہا دین المیت کذا فی التبیین ملخصًا۔ جو امام کہ سنی صحیح العقیدہ ہو اگر کسی سبب سے وہ سنی تبلیغی جماعت کی سرپرستی نہ قبول کرسکے تو صرف اس بنیاد پر اسے امامت سے ہٹوا دینا جائز نہیں وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از عبد الرحمٰن عبد المجیب صدر جماعت مسلم جوناگڑھ (گجرات)

جماعت کی طرف سے جماعت کے غریب اشخاص کو زکوٰۃ اور خیرات دی جاتی ہے۔ اور جماعت نے ایک شخص کو قرض دیا ہے اور وہ شخص زکوٰۃ کا بھی مستحق ہے تو کیا زکاۃ کا پیسہ اس کو دیئے بغیر اور اسے اس کا مالک بنائے بغیر قرض میں وضع کرسکتے ہیں، اور کیا اس طرح کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

الجواب جماعت کی طرف سے جماعت کے غریب اشخاص کو زکوٰۃ اور خیرات دی جاتی ہے۔ اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کو جماعت میں دیکر قوم کی ملکیت ٹھہراتے ہیں تو یہ جائز نہیں اس لئے کہ اس کی ادائیگی میں تملیک یعنی مستحق زکاۃ کو مالک بنانا شرط ہے۔ بہار شریعت جلد پنجم صـ۵۸ پر ہے کہ بغیر تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی اور جیسا کہ درمختار کتاب الزکوٰۃ میں ہے یشترط ان یکون الصرف تملیکًا۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ جماعت کے صدر وغیرہ مستحقین میں زکوٰۃ تقسیم کرنے کے لئے وکیل بنائے جاتے ہیں تو یہ جائز ہے۔ لیکن اس صورت میں جماعت کے صدر وغیرہ کا کسی کو قرض دینا جائز نہیں۔ اول اس لئے کہ وہ زکوٰۃ کی تقسیم کا وکیل ہے نہ کہ قرض دینے کا

Marfat.com

دوسرے اس لئے کہ مستحق زکوٰۃ کو دینے کے بجائے قرض میں رقم پھنسانے سے زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر ہوگی جو ناجائز وگناہ ہے۔ بہار شریعت جلد پنجم صفحہ ۱ میں ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار مردود الشہادۃ ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۴۰ میں ہے۔ تجب علی الفور عند تمام الحول حتی یاثم بتاخیرہ من غیر عذر اور اسی طرح درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۳ پر ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ کا مال بذریعہ جماعت اگر قرض دینا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ مال زکوٰۃ کا فقیر کو مالک بنادیں اس طرح کہ وہ قبضہ بھی کرلے پھر فقیر اپنی خوشی سے جماعت میں اس نیت سے دیدے کہ ہماری یہ رقم غریبوں پر صرف کیجائے۔ اور حسب استطاعت غریب مسلمانوں کو تجارت وغیرہ کے لئے قرض دیجائے۔ اب وہ رقم فقراء ومساکین پر بھی تقسیم کی جاسکتی ہے اور غریب لوگوں کو تجارت وغیرہ کے لئے بطور قرض بھی دی جاسکتی ہے۔

صورت مسئولہ میں مستحق زکوٰۃ کو قرض دینا پھر زکاۃ کی رقم اسے دیئے بغیر قرض میں مجرا کرنا یہ جائز نہیں ہے۔ جواز کی صورت یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ کا مال دے جب وہ مال پر قبضہ کرلے تو اس سے اپنا قرض وصول کرے اگر وہ دینے سے انکار کرے تو ہاتھ پکڑ کر چھین بھی سکتا ہے۔ جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۳ پر ہے۔ حیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ ثم یاخذھا عن دینہ ولو امتنع المدیون مد یدہ واخذھا۔ ھٰذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲ رجمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

مسئلہ

محمد عبدالواحد انصاری مدرسہ اسلامیہ مکتب برڈپور ضلع بستی

کیا زکوٰۃ کی رقم مدرسین کی تنخواہ مدرسہ کے ٹاٹ وچٹائی اور غریب بچوں کی کتاب وکاپی میں خرچ کی جاسکتی ہے؟

الجواب

زکاۃ کی رقم مدرسین کی تنخواہ مدرسہ کے ٹاٹ وچٹائی یہاں تک کہ بعض صورتوں میں غریب بچوں کی کتاب وکاپی میں بھی نہیں خرچ کرسکتے۔ ہاں اگر زکاۃ کی رقم کسی ایسے شخص کو دیدیں جو مالک نصاب نہ ہو پھر وہ شخص مدرسہ میں دیدے تو اب وہ رقم مدرسہ کی ہر ضرورت پر خرچ ہوسکتی ہے۔ ھٰکذا فی کتب الفقہ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۹ رصفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسئلہ

از حاجی ریاض الحق صاحب جلال پور۔ ضلع فیض آباد

Marfat.com

(۱) مدارس اسلامیہ میں جو رقم زکوٰۃ کی دی جاتی ہے اس کو تنخواہ مدرسین میں صرف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) کیا رقوم زکاۃ حیلۂ شرعی کے بعد ضروریات مدرسہ یعنی تعمیر مدرسہ یا اور دیگر کاموں میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں اور حیلۂ شرعی کی کیا صورت ہے ایسی حالت میں زکوٰۃ دینے والے کی زکاۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ (۳) ہمارے یہاں حیلۂ شرعی اس طرح کیا جاتا ہے کہ چند طلبار کو بلا کر کہدیا گیا کہ یہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے اس کو تم مدرسہ میں دیدو پہلے سے ان کو بتا دیا جاتا ہے وہ لڑکا کہتا ہے کہ میری طرف سے اس کو مدرسہ میں داخل کر دو اور وہ داخل کر لیا گیا۔ کیا حیلۂ شرعی کی یہی صورت ہے یا کچھ اور۔ زکوٰۃ کی اس رقم پر تملیک شرط ہے یا نہیں؟ (۴) بعض جگہ یہ قاعدہ کہ زکاۃ کی رقم وصول کر لی گئی مگر مدرسہ میں کوئی طلبہ کے خورد و نوش کا انتظام نہیں ہے وہ زکوٰۃ کی رقم مدرسہ میں تنخواہ اور دیگر کاموں میں صرف کی جاتی ہے ایسے مدرسہ میں زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور دینے والے پر تاوان پڑے گا یا نہیں اور دینے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب (۱) زکوٰۃ کی رقم بغیر حیلۂ شرعی مدرسین کی تنخواہ میں ہرگز نہیں صرف کی جاسکتی بہار شریعت حصہ پنجم ص۵۸ میں ہے بہت سے لوگ مال زکوٰۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہیئے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مالِ زکوٰۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبار پر صرف کرے کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی انتھی بالفاظہ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم (۲) مالِ زکوٰۃ حیلۂ شرعی کے بعد تعمیر مدرسہ وغیرہ ہر کام میں صرف کیا جاسکتا ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ حیلۂ شرعی کی ایک صورت یہ ہے کہ مال زکاۃ کا فقیر کو مالک بنادیں اس طرح کہ زکوٰۃ کی رقم اس کے ہاتھ میں رکھدیں۔ اب وہ اپنی طرف سے ناظم مدرسہ کو صرف کرنے کا وکیل بنادے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم (۳) زکوٰۃ کی ادائگی کے لئے تملیک شرط ہے لہٰذا طلبہ سے یہ کہنا کہ یہ مال زکوٰۃ ہے اسے مدرسہ میں دیدو اور انھوں نے دیدیا صحیح نہیں بلکہ نادار بالغ طلبہ کو مال زکوٰۃ دیدیا جائے اور وہ لوگ اس پر قبضہ کرلیں پھر بخوشی مدرسہ میں دیدیں۔ اگر طلبہ نابالغ ہوں گے تو ان کا مدرسہ میں دینا شرعاً صحیح نہیں اگر دیں گے تو اس مال کا مدرسہ میں خرچ کرنا جائز نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۷۸ میں ہے اذا دفع الزکوٰۃ الی الفقیر لایتم الدفع مالم یقبضھا اھ۔ اور درمختار مع شامی جلد چہارم ص۵۳۱ میں ہے لاتصح ھبۃ صغیر اھ۔ ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ و رسولہ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم (۴) جس مدارس میں مال زکوٰۃ

Marfat.com

طلبہ پر نہیں صرف کیا جاتا اور اراکین مدرسہ بغیر حیلۂ شرعی مدرسہ کے دیگر کاموں میں صرف کرتے ہیں اور زکوٰۃ دینے والے کو اس بات کا علم ہے تو ایسے مدارس میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگر دیا تو تاوان دینا پڑے گا اگر تاوان نہیں دیگا تو گنہگار ہوگا ھٰذا خلاصۃ ما فی الکتب الفقھیۃ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ رجادی الاولیٰ سنہ ۱۳۸۶ھ

مسئلہ از حاجی مدار بخش عبد الکریم محمد امین مرزا منڈی کالپی (ضلع جالون)

سوتیلی ماں کو زکوٰۃ کا روپیہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب سوتیلی ماں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے جیسا کہ رد المحتار جلد ثانی ص۶۳ میں تاتر خانیہ سے ہے یجوز دفعھا لزوجۃ ابیہ اھ۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۶ رجادی الاولیٰ سنہ ۹۹ھ

مسئلہ از محمد شفیع خاں موضع پیری پوسٹ بنگھسری۔ ضلع گونڈہ

ایک دینی مدرسہ قائم کیا گیا ہے جس میں امیر و غریب سبھی طلبہ ناظرہ قرآن کریم، اُردو اور ہندی وغیرہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ غریب طلبہ کو مدرسہ کی طرف سے کاپی اور کتاب وغیرہ کا انتظام بھی کیا جاتا ہے تو اس مدرسہ میں زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور عشر کا غلہ یا اس کی رقم دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور عشر کی ادائیگی کے لئے تملیک یعنی مسکین وغیرہ کو مالک بنا دینا شرط ہے بغیر تملیک یہ ادا نہیں ہو سکتے لہٰذا مدرسہ تعمیر کرنے، مدرسین کی تنخواہ دینے یا کتاب وغیرہ خرید کر مدرسہ پر وقف کر دینے کے لئے مدرسہ کے منیجر کو زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور عشر دینا جائز نہیں۔ البتہ جو لوگ مالک نصاب نہ ہوں ان کے نابالغ بچوں کو کتاب وغیرہ دینے کے لئے منیجر مذکور کو اس قسم کی رقم دینا جائز ہے اور بالغ بچے جو مالکِ نصاب نہ ہوں ان کے لئے بھی جائز ہے اگر مدرسہ بنوانے، مدرسین و ملازمین کو تنخواہ دینے، جو لوگ مالک نصاب ہوں ان کے نابالغ بچوں کو کتاب وغیرہ دینے یا بالغ مالک نصاب بچوں پر خرچ کرنے کے لئے دیا تو زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور عشر ادا نہ ہوئے۔

حضرت صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں،، بہت سے لوگ مال زکوٰۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ

Marfat.com

متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مال زکوٰۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صرف کرے کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (بہار شریعت حصہ پنجم مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۸) وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۲/ ذی القعدہ ۹۹ھ

مسئلہ

ازپیر محمد ٹیلر ماسٹر پوسٹ ومقام کوٹڑی ضلع بھیلواڑہ (راجستھان)

زکوٰۃ اور صدقۂ فطر مسجد کی کسی ضرورت میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ان رقموں سے امام کا مشاہرہ ادا کرنا چاہیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

بعون الملک الوھاب زکوٰۃ اور صدقۂ فطر مسجد کی ضروریات میں صرف نہیں کر سکتے اور نہ ان رقموں سے امام کا مشاہرہ ادا کر سکتے ہیں اس لئے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک شرط ہے اور ان صورتوں میں تملیک نہیں پائی جاتی۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷۶ میں ہے لا یجوز ان یبنی بالزکوٰۃ المسجد وکذا الحج وکل مالا تملیک فیہ۔ اگر زکوٰۃ اور صدقۂ فطر مسجد کی ضروریات میں صرف کرنا چاہیں تو اس کی یہ صورت ہے کہ کسی غریب آدمی کو زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دیدیں پھر وہ اپنی طرف سے مسجد میں دیدے۔ اب وہ رقم مسجد کی ہر ضرورت اور امام کے مشاہرہ وغیرہ میں خرچ کر سکتے ہیں کوئی حرج نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ

ازحیدر علی متعلم دارالعلوم منظر اسلام التفات گنج۔ ضلع فیض آباد

ہندہ یتیم ہے بکر مالک نصاب ہے اور وہ ہندہ کا سرپرست ہے تو بکر ہندہ کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ اور اس سے حیلۂ شرعی کرا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

بکر جو مالک نصاب ہے وہ ہندہ یتیمہ کو زکوٰۃ دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ یتیمہ نہ مالک نصاب ہو نہ سیدہ ہو اور نہ ہاشمیہ اور نہ بکر کی اولاد کی اولاد ہو۔ مگر اس سے حیلۂ شرعی کرنا صحیح نہیں کہ مال زکوٰۃ پر قبضہ کرنے کے بعد جب وہ بکر کو دے گی تو ہبہ ہوگا اور نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں جیسا کہ درمختار مع شامی جلد چہارم صفحہ ۵۳۱ میں ہے لا تصح ھبۃ صغیر اھ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۸/ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

Marfat.com

مسئلہ از علی احمد مدرس مدرسہ فیض العلوم بیشی راوت ضلع گورکھپور

زکاۃ و فطرہ کی رقم براہ راست مدرسہ کی تعمیر و مدرسہ کے مدرسین کی تنخواہ میں صرف کیا جا سکتا ہے کہ نہیں اگر صرف کیا جا سکتا ہے تو کیوں اگر نہ صرف کیا جا سکتا ہو تو کیوں؟ اس کا جواب مدلل و مفصل قرآن و حدیث کی روشنی میں چاہئے

الجواب زکاۃ و فطرہ کی رقم کو براہ راست مدرسہ کی تعمیر یا مدرسین کی تنخواہ میں صرف کرنا جائز نہیں اس لئے کہ زکوٰۃ و فطرہ کی ادائیگی میں تملیک شرط ہے اور ان صورتوں میں تملیک نہیں پائی جاتی فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۷۸ میں ہے لا یجوز ان یبنی بالزکوٰۃ المسجد وکذا الحج وکل مالا تملیک فیه کذا فی التبیین ملخصا۔ اور بہار شریعت حصہ پنجم ص۵۸ میں در مختار وغیرہ سے ہے کہ بغیر تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی پھر تحریر فرمایا کہ بہت سے لوگ مال زکوٰۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مال زکوٰۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صرف کرے کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکاۃ ادا نہ ہوگی۔ اھ اور اسی بہار شریعت حصہ پنجم ص۳۲ میں ردالمحتار سے ہے۔ زکاۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ تملیک فقیر نہیں پائی گئی اھ ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کریں اور وہ صرف کرے ثواب دونوں کو ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۷ ذی القعدہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از محمد حسین خاں موضع نگرہ پوسٹ رام پور ضلع بستی (یوپی)

ایک دینی مدرسہ ہے جس میں غریب طلباء کو کھانے کا انتظام نہیں ہے اس کے باوجود چندہ سے اس کا خرچ پورا نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر اس میں چرم قربانی، زکوٰۃ، غلہ کا عشر اور صدقۂ فطر خرچ کرنا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہے؟

الجواب چرم قربانی بغیر حیلۂ شرعی کے مدرسہ میں دے سکتے ہیں اس لئے کہ چرم قربانی میں تملیک شرط نہیں۔ اور زکاۃ، غلہ کا عشر و صدقۂ فطر سے اگر اس کی مدد کرنا چاہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ اس قسم کی رقمیں کسی ایسے شخص کو دیدیں جو مالک نصاب نہ ہو اور نہ بنی ہاشم سے ہو۔ وہ شخص ان رقموں پر قبضہ کرے پھر اپنی طرف سے وہ مدرسہ میں دیدے اس طرح ثواب دونوں کو ملے گا اور مدرسہ کا کام بھی چل جائے گا الاشباہ والنظائر ص۴۰۲ میں ہے والحیلة فی التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب

Marfat.com

لہما وکذا فی تعمیر المساجد اھ، وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

۱۹/ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از نعمان احمد زاہدی چشتی القادری از مکان ۷۹۳ ہر بجن داس کا ناکہ سوداگر پول کے قریب جمال پور (احمد آباد)

بیت المال کی رقم تبلیغ دین پر خرچ کی جاسکتی ہے؟ جب کہ مبلغین حضرات خود صاحب نصاب ہوں پھر بھی اپنی جیب سے ایک پائی بھی خرچ نہ کرنا اور رمضان شریف میں جیپ گاڑی خصوصاً لے کر ادھر اُدھر گھومتے پھرنا اور یہ کہنا ہم تو صرف کلمہ اور نماز کی تبلیغ کرتے ہیں اور بے تحاشہ بیت المال کی رقم کو خرچ کرتے ہیں۔

الجواب اگر بیت المال کی رقم میں زکوٰۃ وفطرہ بھی شامل ہے تو اس کو مبلغین کی تبلیغ پر خرچ کرنا جائز نہیں کہ زکاۃ وفطرہ میں تملیک شرط ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۷۶ میں ہے۔ لا یجوز ان یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا الحج وکل مالا تملیک فیہ۔ اور اگر بیت المال کی رقم میں زکوٰۃ وفطرہ شامل نہیں تو عطیات کی رقم جو دینی ضرورتوں کے لئے جمع ہے اس میں سے بقدر ضرورت مبلغین پر خرچ کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ گمراہ وبدمذہب نہ ہوں ورنہ کوئی رقم ان پر خرچ کرنا جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

۴/ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از سید نصر اللہ قادری مدرسہ اشاعت الاسلام محمد ڈیہہ پوسٹ رہرا بازار ضلع گونڈہ۔

جس مدرسہ میں زکوٰۃ، فطرہ اور عشر کا غلہ جمع ہوتا ہے اس مدرسہ کے مطبخ سے مدرسین کو کھانا کھلانا اور زکاۃ وغیرہ کی رقم سے ان کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب مدرسین کا کھانا اور تنخواہ ان کے کام کی اجرت ہے اور زکوٰۃ وغیرہ کے پیسے و غلے کو اجرت میں دینا لینا جائز نہیں لہٰذا زکوٰۃ، فطرہ اور عشر کی رقم کو اگر منتظمین مدرسہ نے بلا حیلۂ شرعی مدرسین کی تنخواہ اور کھانے پر خرچہ کیا تو وہ گنہگار ہوئے اور مدرسین نے جان بوجھ کر لیا اور کھایا تو وہ بھی گنہگار ہوئے اور اس طرح زکاۃ وغیرہ بھی ادا نہیں ہوئی بہار شریعت حصہ پنجم مطبوعہ لاہور ص۸۵ پر ہے بہت سے لوگ مال زکاۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مال زکاۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صرف کرے کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکاۃ ادا نہ ہوگی اھ۔ لہٰذا

Marfat.com

جس مدرسہ میں زکوٰۃ، فطرہ اور عشر جمع ہو اس کے منتظمین پر لازم ہے کہ پہلے حیلۂ شرعی کریں یعنی اس قسم کی سب رقم کسی غریب کو دیدیں وہ ان پر قبضہ کرے پھر مدرسہ کو دیدے اب وہ رقم تنخواہ وغیرہ مدرسہ کی جس ضروریات پر چاہیں صرف کر سکتے ہیں وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم ربیع الاول سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از مولوی حکیم قاضی محمد خلیل پٹھان قادری رحمانی خطیب مسجد جامع درگاہ شریف ماہم بمبی ۱۶

کیا زکاۃ کی رقم سے یتیم خانہ کے بچوں کو کپڑے بنوا کر دے سکتے ہیں؟

الجواب زکوٰۃ کی رقم سے کپڑے بنوا کر یتیم خانہ کے بچوں کو مالک بنا دیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی بشرطیکہ وہ بچے مالک نصاب نہ ہوں نہ سید ہوں نہ ہاشمی ہوں نہ زکوٰۃ دینے والے کی اولاد ہوں اور نہ کسی مالک نصاب کی نابالغ اولاد ہوں کہ یتیم خانوں میں یتیم کے نام پر بعض غیر یتیم بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۸ صفر المظفر سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از مولانا محمد میاں بمقام ہمت نگر ضلع سابر کانٹھا (گجرات)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم حضرت قبلہ وکعبہ وکونین سرپرست اسلام بزرگ و برتر پیشوائے دین وملت امام اہلسنت والجماعت حضور مفتیٔ دار العلوم فیض الرسول بعد آداب وسلام کے خدمت اقدس میں عرض حال یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سوال کے جواب سے ممنون ومشکور فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ بہتر بن جزائے کاملہ عطا فرمائے (آمین) ہمارے قریب کے ایک گاؤں کھیڑ (چاندونی) میں مدرسہ بنانے کے لئے کچھ رقم جمع کی ہے یعنی چندہ وصول کیا ہے لیکن اس چندے کی رقم میں زکاۃ والی رقم اور للہ والی رقم کتنی ہے یہ معلوم نہیں اور اسی حالت میں عمارت کا کام شروع کر دیا ہے اور اس میں تقریباً ۳۳ ـ ۳۹۷۱ خرچ ہو گیا ہے اور تقریباً ـــ ۲۹۳۲ روپئے کا مال سامان بھی یعنی سیمنٹ، لوہا، پتھر اور اینٹ وغیرہ خریدا ہوا نیا ہے لیکن انھیں بعد میں معلوم ہوا کہ جو رقم ہمارے پاس آئی ہے اس میں زکوٰۃ یا للہ کی رقم کتنی ہے اور بغیر حیلہ کے اسے خرچ نہیں کر سکتے لیکن جو عمارت بنائی شروع کی ہے اسے اب بنانا بند کر دیا ہے اس لئے کہ اب تک جو سامان عمارت کے بنانے میں خرچ کر دیا ہے اور جو سامان باقی ہے اس کے حیلہ کا اب کیا طریقہ کیا جائے؟ اور کس طریقہ سے حیلہ کیا جائے؟ کیا جو سامان موجود ہے اور جو عمارت بنائی اسے کسی مسلم کے ہاتھ فروخت کر کے اس رقم کو پھر حیلہ کریں اور حیلہ کرنے کے

Marfat.com

بعد پھر اس مال، سامان کو اور جو عمارت بنائی ہے اسے پھر سے خرید لیں کیا اس طریقہ سے حیلہ ہو جائے گا یا نہیں؟ برائے کرم حیلہ کا صحیح اور آسان طریقہ ارشاد فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔ فقط والسلام

الجواب صورت مستفسرہ میں حیلۂ شرعی کی آسان صورت یہ ہے کہ زیر تعمیر عمارت اور کل تعمیری سامان کسی ایسے مسلمان کو دیدیا جائے جو مالک نصاب نہ ہو اور سید بھی نہ ہو۔ وہ مسلمان ان چیزوں پر قبضہ کرے پھر مدرسہ کے ناظم کو تعمیری سامان اور عمارت مدرسہ بنانے کے لئے دیدے یا کچھ روپے کے بدلے زیر تعمیر عمارت اور کل سامان اس سے خرید لیں اس طرح حیلۂ شرعی ہو جائے گا۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از محمد ضیاء اللہ منیجر مدرسہ عربیہ اہلسنت فیض العلوم غازی پور۔ گونڈہ

صدقہ وغیرہ کی رقموں سے دینی کتابیں خریدنا کیسا ہے؟ نیز زید ایام حصول علم میں صدقہ وغیرہ کی رقم اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب صدقۂ نافلہ کو ہر جائز کام میں صرف کرنا جائز ہے، اور صدقۂ واجبہ مثلاً صدقۂ فطر، زکوٰۃ اور عشر کی ادائیگی میں تملیک شرط ہے، لہٰذا اگر صدقۂ واجبہ سے کتابیں خریدی گئیں تو اسے کسی غریب کی ملکیت میں دینا ضروری ہے۔ اور طالب علم دین اگر بالغ اور مالک نصاب ہے یا نابالغ ہے اور اس کا باپ مالکِ نصاب ہے تو صدقۂ واجبہ کو اپنے مصرف میں نہیں لاسکتا۔ اور اگر بالغ ہے اور مالکِ نصاب نہیں ہے تو صدقۂ واجبہ کو اپنے مصرف میں لاسکتا ہے۔ وھو سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد عیسیٰ رضوی
۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ
الجواب صحیح۔ جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ از سکریٹری نظام الدین مدرسہ تعلیم القرآن بڑی مسجد جونا رسالہ۔ اندور (ایم پی)

بیت المال میں زکوٰۃ و صدقات واجبہ اور چرم قربانی کی رقم بھی جمع کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور اس رقم کا استعمال مستحقین کے علاوہ ایسے مسلمان حاجت مندان کو جو تجارت وغیرہ میں اچھی اہلیت رکھنے کے باوجود کمی سرمایہ کے باعث ترقی کرنے سے مجبور ہیں۔ ان ضرورت مندان کو بیت المال کی رقم سے بطور قرض امداد کی جائے تو شرعاً کن شرط پر جائز ہے اور بعد ہونے خود کفیل کے رقم واپس جمع کرادی جائے، اس طرح بہت سے مسلمان کاروبار میں کافی

Marfat.com

ترقی کرنے کے آرزومند ہیں کاش کوئی صورت جواز جو بین مطابق شرع شریف کے ہو آگاہ فرمانے کی زحمت فرمائیں۔ فقط والسلام

الجواب بعون الملک الوھاب زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کو بیت المال میں دیکر قوم کی ملکیت ٹھہرانا جائز نہیں اس لئے کہ ان کی ادائیگی میں تملیک یعنی مستحق زکاۃ کو مالک بنانا شرط ہے جیسا کہ درمختار کتاب الزکاۃ میں ہے کہ "یشترط ان یکون الصرف تملیکاً۔ ہاں ناظم بیت المال کو مستحقین میں زکاۃ تقسیم کرنے کے لئے وکیل بنانا جائز ہے لیکن اس صورت میں ناظم بیت المال کا دوسرے کو قرض دینا جائز نہیں اوّل اس لئے کہ وہ زکاۃ کی تقسیم کا وکیل ہے نہ کہ قرض دینے کا دوسرے اس لئے کہ مستحقین زکاۃ کو دینے کے بجائے قرض میں پھنسانے سے زکاۃ کی ادائیگی میں تاخیر ہوگی جو ناجائز وگناہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۶۰ میں ہے تجب علی الفور عند تمام الحول حتی یاثم بتاخیرہ من غیر عذر۔ اور درمختار مع شامی جلد دوم ص۱۳ پر ہے افتراضہا عمری ای علی التراخی وصححہ الباقانی وغیرہ وقیل فوری ای واجب علی الفور وعلیہ الفتوی کما فی شرح الوھبانیہ فیاثم بتاخیرھا بلا عذر وترد شہادتہ۔ لھذا زکاۃ کا مال بذریعہ بیت المال اگر قرض دینا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ مالِ زکوٰۃ کا فقیر کو مالک بنادیں اس طرح کہ وہ قبضہ بھی کرلے پھر فقیر اپنی خوشی سے بیت المال میں اس نیت سے دیدے کہ ہماری یہ رقم غریبوں پر صرف کی جائے اور حسبِ استطاعت نادار مسلمانوں کو تجارت وغیرہ کے لئے قرض دیجائے اب وہ رقم فقرا ر ومساکین پر بھی تقسیم کی جاسکتی ہے اور نادار لوگوں کو تجارت وغیرہ کے لئے بطور قرض بھی دی جاسکتی ہے ھٰذا خلاصۃ ماقال فی بہار شریعت والدر المختار ورد المحتار۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ ربیع الآخر ۸۸ھ

مسئلہ از محمد عثمان رضوی علی منزل ماڑی پور مظفرپور (بہار)

(۱) زکوٰۃ کی رقم کو کسی مردے کے کفن پر خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہاں تو اس کے خرچ کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ زید کے مکان کے سامنے ایک ایسے آدمی کا انتقال ہوگیا کہ اس میت کا کوئی وارث نہیں صاحب مکان کے پاس (جس شخص کے مکان کے سامنے اس کا انتقال ہوا ہے) زکوٰۃ کے مد کی رقم ہے، میت ننگا ہے اس کے کفن کے لئے کوئی کپڑا نہیں ہے۔ نہ زید کے پاس علاوہ زکوٰۃ کی رقم کے کوئی روپیہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ میت

Marfat.com

کو بلا کفن دفن کر دیا جائے یا زکوٰۃ کی رقم سے اس کے لئے کفن کا انتظام کیا جائے، اسی طرح ایک قبرستان ہے جس کے گرد اگرد مشرکین آباد ہیں، وہ صبح و شام قبروں کی بے حرمتی کرتے ہیں، اس قبرستان کا احاطہ زکوٰۃ کی رقم سے بنوایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ہاں تو پھر اس کے بنوانے اور خرچ کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ (۲) زید کا کہنا ہے کہ طالب علم نادار پر زکاۃ کی رقم خرچ کرنا کیوں کر جائز ہو گیا اور اگر جائز بھی ہوا تو اس حد تک سمجھ میں بات آتی ہے کہ مسائل ضروریہ سے واقف ہو لیکن عالم و فاضل کی سند حاصل کرنے تک زکوٰۃ کی رقم کو اس پر خرچ کرنا کس صورت سے جائز ہو سکتا ہے؟ جواب مدلل و مفصل تحریر فرمایا جائے۔

الجواب

(۱) مردہ کی تجہیز و تکفین یا قبرستان کی چہار دیواری میں صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی اس لئے کہ تملیک نہیں پائی جاتی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک شرط ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۷۶ میں ہے۔ لا یجوز ان یبنی بالزکوٰۃ المسجد وکذا الحج وکل مالا تملیک فیہ ولا یجوز ان یکفن بہا میت ولا یقضی بہا دین المیت کذا فی التبیین ملخصًا۔ لہٰذا کفن اور قبرستان کے احاطہ کے لئے مسلمان سے چندہ کر لیا جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو زکاۃ کی رقم کسی ایسے شخص کو دیدیں جو صاحب نصاب نہ ہو پھر وہ اپنی طرف سے ان چیزوں میں صرف کرے ثواب دونوں کو ملے گا۔ ھکذا فی رد المحتار و بہار شریعت۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم (۲) زکاۃ کے مصارف فقراء و مساکین وغیرہ ہیں جیسا کہ قرآن کریم پارہ دہم رکوع چہار دہم میں ہے انما الصدقات للفقراء الخ تو طالب علم اگر نادار ہے خواہ مبتدی ہو یا منتہی قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کے مطابق زکاۃ کی رقم اس پر صرف کرنا جائز ہے بلکہ عالم دین اگر نادار و غریب ہے تو جاہل کو دینے سے عالم کو دینا افضل ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۷۵ میں ہے۔ التصدق علی الفقیر العالم افضل من التصدق علی الجاہل کذا فی الزاہدی۔ اور زید جو کہتا ہے کہ طالب علم نادار پر زکاۃ کی رقم خرچ کرنا کیوں کر جائز ہو گیا تو اس کلام کا تیور بتا رہا ہے کہ پہلے جائز نہیں تھا بعد میں جائز ہو گیا حالانکہ قرآن جو کہ ازلی اور ابدی ہے اس میں فقیر مسکین یعنی نادار پر زکاۃ صرف کرنے کو واضح طور پر بتایا گیا ہے۔ خواہ نادار طالب علم ہو یا غیر طالب علم۔ اور پھر زید کو اس طرح دریافت کرنا چاہئے کہ نادار طالب علم پر عالم و فاضل کی سند حاصل کرنے تک زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مگر اس طرح دریافت کرنے کے بجائے یوں کہتا ہے۔ زکاۃ کی رقم اس پر خرچ کرنا کس صورت سے جائز ہو سکتا ہے؟ تو زید کا یہ انداز کلام کسی پوشیدہ امر کی خبر دے رہا ہے زید پر لازم ہے اس قسم کے کلام سے احتراز کرے ورنہ گمراہی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ ھذا

Marfat.com

ماعندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ / من شوال ۱۳۹۱ھ

مسئلہ از ڈاکٹر الٰہی بخش محلہ گیوال بیگہ گیا۔

(۱) فطرہ کا پیسہ کن کن مدوں میں صرف کیا جاسکتا ہے؟ (۲) صدقہ کا پیسہ کن کن مدوں میں صرف کیا جاسکتا ہے؟ (۳) چرم قربانی کا روپیہ کن کن مدوں میں صرف کیا جاسکتا ہے؟ (۴) زکاۃ کا روپیہ کن کن مدوں میں صرف کیا جاسکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب (۱، ۴) زکوٰۃ اور صدقۂ فطر میں جن لوگوں پر صرف کیا جاسکتا ہے ان میں سے چند یہ ہیں ۱ فقیر یعنی وہ شخص کہ جس کے پاس کچھ مال ہو لیکن نصاب بھر نہ ہو ۲ مسکین یعنی وہ شخص کہ جس کے پاس کھانے کے لئے غلہ اور بدن چھپانے کے لئے کپڑا بھی نہ ہو۔ (۳) قرضدار یعنی وہ شخص کہ جس کے ذمہ قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے فاضل کوئی مال بقدر نصاب نہ ہو۔ ۴ مسافر کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا اس پر بقدر ضرورت صرف کیا جاسکتا ہے، اور جن لوگوں پر زکوٰۃ وصدقۂ فطر صرف نہیں کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہیں۔ ۱ مالدار یعنی وہ شخص جو مالک نصاب ہو ۲ سادات کرام۔ ۳ بنی ہاشم یعنی حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت عباس وحارث بن عبد المطلب کی اولاد پر زکوٰۃ وصدقۂ فطر نہیں صرف کیا جاسکتا ۴ اپنی اصل اور اپنی فرع یعنی ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہم اور بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی پر نہیں صرف کیا جاسکتا ۵ عورت اپنے شوہر پر اور شوہر اپنی عورت پر اگرچہ مطلقہ ہو تا وقتیکہ عدت میں ہو زکوٰۃ وصدقۂ فطر نہیں صرف کیا جاسکتا ۶ مالدار مرد کے نابالغ بچے پر نہیں صرف کیا جاسکتا اور مالدار کی بالغ اولاد پر جبکہ وہ فقیر ہو صرف کیا جاسکتا ہے ۷ کافر وہابی یا کسی دوسرے مرتد اور بد مذہب پر نہیں صرف کیا جاسکتا، نیز زکوٰۃ وصدقۂ فطر کا مال مردہ کی تجہیز وتکفین یا مسجد ومدرسہ کی تعمیر میں نہیں لگایا جاسکتا جیسا کہ ہماری کتاب "انوار الحدیث" ص۱۹۲، اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۷۶ میں ہے لایجوز ان یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا الحج وکل مالا تملیک فیہ ولا یجوز ان یکفن بہا میت ولا یقضی بہا دین المیت کذا فی التبیین۔ ہاں اگر زکوٰۃ وصدقۂ فطر کا مال مسجد ومدرسہ وغیرہ کی تعمیر میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو دیدیں جو مالک نصاب نہ ہو پھر وہ صرف کرے تو ثواب دونوں کو ملے گا (ردالمحتار، بہار شریعت) (۲) صدقہ کی دو قسمیں ہیں۔ صدقۂ واجبہ

Marfat.com

اور صدقۂ نافلہ۔ صدقۂ واجبہ مثلاً کسی نے نذر مانی کہ میرا لڑکا تندرست ہوگیا تو میں اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کروں گا تو اس مال کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ وصدقۂ فطر کے مصارف ہیں۔ اور صدقۂ نافلہ اُسے مردہ کی تجہیز وتکفین اور مدرسہ ومسجد کی تعمیر میں بھی خرچ کیا جاسکتا ہے۔ (۳) قربانی کرنے والا چرم قربانی کو بیچنے سے پہلے اپنے استعمال میں لاسکتا ہے اور امیر وغریب کسی کو بھی دے سکتا ہے، لیکن اگر بیچ ڈالا تو اس کی نیت دیکھی جائے گی۔ اگر صدقہ کرنے کی نیت سے بیچا ہے تو امیر وغریب اور مسجد ومدرسہ وغیرہ کی تعمیر پر بھی صرف کرسکتا ہے اور اگر پیسہ کو اپنی ضرورت میں صرف کرنے کے لئے بیچا ہے تو اس صورت میں وہ پیسہ صرف انھیں لوگوں پر صرف کیا جا سکتا ہے کہ جن پر زکوٰۃ وصدقۂ فطر صرف کیا جاتا ہے ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند الباری ورسولہ الھادی جل جلالہ وصلی المولیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۸ ر شوال ۹۴ھ

مسئلہ از سید صدر عالم جونسی الہ آباد

زید کچھ کتابیں مثلاً بہار شریعت وغیرہ عوام کے فائدہ اور ایمان کی حفاظت کے لئے فطرہ وقیمت چرم قربانی وزکاۃ کے روپیہ سے منگانا چاہتا ہے، منگا سکتا ہے یا نہیں شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں؟ بینوا توجروا۔ وجزاکم اللہ خیراً۔

الجواب

بعون الملک الوھاب فطرہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک یعنی کسی غریب کو مالک بنا دینا شرط ہے لہٰذا اگر زکاۃ وفطرہ کی رقم سے کتاب منگائی گئی تو کتاب کسی غریب کو دیدی جائے ورنہ زکاۃ ادا نہ ہوگی فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا یجوز ان یبنی بالزکاۃ المسجد والحج وکل مالا تملیک فیہ۔ رہی چرم قربانی کی رقم تو اگر چرم قربانی صدقہ کرنے کی نیت سے فروخت کیا تو اس رقم کی تملیک واجب نہیں یعنی اس رقم کی کتاب لوگوں کے پڑھنے کے لئے منگائی جاسکتی ہے اور اگر چرم قربانی اس نیت سے فروخت کیا کہ اس کی رقم اپنی ضروریات میں صرف کرے گا تو اس رقم کا صدقہ کرنا واجب اور اس میں تملیک ضروری لہٰذا اس قسم کی رقم اور زکاۃ وفطرہ کی رقم سے کتاب منگانے کا شرعی حیلہ یہ ہے کہ رقم کسی ایسے شخص کو دے دی جائے جو مالک نصاب نہ ہو اور نہ بنی ہاشم ہو پھر وہ اپنی طرف سے کتاب منگا کر عوام کے لئے وقف کردے اس طرح دونوں کو ثواب ملے گا ایسا ہی شامی اور بہار شریعت وغیرہ میں ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

Marfat.com

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۰ر صفر المظفر ۹۷ھ

مسئلہ از عبد القدوس صدیقی رضوی مقام و پوسٹ بادم ضلع ہزاری باغ (بہار)
ہندوستان کے کفار حربی ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو زکاۃ، صدقۂ فطر اور صدقۂ نافلہ ان کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ہندوستان کے کفار حربی ہیں۔ اس لئے کہ کفار کی تین قسمیں ہیں ۱۔ ذمی، ۲۔ مستامن اور ۳۔ حربی۔ ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جس کے جان و مال کی حفاظت کا بادشاہ اسلام نے جزیہ کے بدلے ذمہ لیا ہو، اور مستامن اس کافر کو کہتے ہیں جسے بادشاہ اسلام نے امان دی ہو، اور ہندوستان کے کافروں کے لئے نہ بادشاہ اسلام کا ذمہ ہے اور نہ امان۔ اس لئے وہ حربی ہیں جیسا کہ رئیس الفقہا حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عالمگیر شہنشاہ اورنگ زیب علیہ الرحمہ کے زمانہ کے کافروں کے بارے میں لکھا ان ھم الاحربی وما یعقلھا الا العالمون (تفسیرات احمدیہ ص۳۰۰) اور جب زمانۂ عالمگیر کے کفار حربی ہیں تو اس زمانے کے کفار بدرجۂ اولیٰ حربی ہیں انھیں زکاۃ، صدقۂ فطر، اور کسی قسم کا صدقۂ واجبہ دینا جائز نہیں اور نہ صدقۂ نافلہ جیسا کہ بہار شریعت حصہ پنجم ص۶۳ میں ہے ذمی کافر کو نہ زکاۃ دے سکتے ہیں نہ کوئی صدقۂ واجبہ جیسے نذر و کفارہ و صدقۂ فطر۔ اور کافر حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں نہ واجبہ نہ نفل اگرچہ وہ دارالاسلام میں، بادشاہ اسلام سے امان لے کر آیا ہو۔ اور درمختار مع شامی جلد دوم ص۶۷ پر ہے اما الحربی ولو مستامنا فجمیع الصدقات لا تجوز لہ اتفاقا بحر عن الغایۃ وغیرھا۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۱۶ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ مسئولہ عابد علی پوسٹ و مقام لہرسن ضلع بستی
زید بکس کے واسطے باہر گیا ہوا تھا اس کی عدم موجودگی میں گھر چوری ہو گئی اطلاع پاکر گھر واپس آیا اور اپنی زبان سے بے ساختہ کہا کہ اللہ .... اس کی کتاب .... اللہ نے .... کیا رسول .... اور کہا کہ میں نے عالموں سے سنا تھا کہ زکاۃ کے مال میں چوری نہیں ہوتی اسی وقت بکر نے زید سے کہا کہ تم توبہ کر ڈالو یہ کلمہ کفر ہے زید نے اسی وقت توبہ کی زید کے گاؤں میں ایک عالم ہیں انھوں نے یہ کلمات سن کر کہا کہ زید کافر ہو گیا اسلام سے خارج ہے، اگر بقول عالم صاحب زید اسلام سے خارج ہو گیا تو اسلام میں آنے کا طریقہ تحریر فرمائیں۔

Marfat.com

الجواب

بیشک بیشک مولیٰ تعالیٰ جل جلالہ سب سچوں سے بڑھ کر سچا، اس کا کلام پاک سچا، اس کے پیارے حبیب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سچے۔ پیارے رسول کا پیارا کلام سچا۔ بیشک جس حلال مال کی زکوٰۃ شریعت کے مطابق ادا کردی جائے وہ مال محفوظ ہے، رہا وہ مال جو خلاف شرع طریقہ یا ناجائز تجارت سے حاصل ہوا اس کی اگرچہ زکاۃ دیدی جائے لیکن وہ محفوظ نہیں۔ یوں ہی وہ حلال مال بھی محفوظ نہیں جس کی زکاۃ کی ادائگی میں خامی ہو۔ سوال میں زید کے گستاخانہ کلمات نقل کئے گئے ان کو استعمال کرنے کے باعث زید کافر و مرتد ہوگیا اس کی عورت نکاح سے نکل گئی، زید پر توبہ و تجدید ایمان و اعادہ نکاح فرض ہے، زید اس طرح توبہ کرے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں ایمان لایا اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا معبود ہے وہی سارے جہان کا مالک ہے، اللہ تعالیٰ سچا ہے، اس کی کتاب سچی ہے، اس کے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔ پیارے رسول کا کلام سچا ہے، میں دین اسلام کے تمام حکموں پر ایمان لایا اور ان تمام حکموں کو دل سے مانتا ہوں۔ یا اللہ، یا رحمن، یا رحیم چوری ہوجانے کی وجہ سے گستاخی کے جو الفاظ میں بولا ہوں وہ کفر کے الفاظ ہیں میں ان الفاظ سے بیزار ہوں میں نادم ہوں، میں توبہ کرتا ہوں میں دین اسلام کے خلاف ہر بولی سے ہمیشہ ہمیشہ پرہیز کروں گا یا اللہ اپنی مہربانی سے میری توبہ قبول فرمالے (آمین) اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد و بارک وسلم۔ یارسول اللہ میں حضور کا گنہگار غلام ہوں حضور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری معافی کے لئے شفاعت فرمادیں۔ توبہ کرلینے کے بعد زید اپنی عورت سے نئے مہر پر نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ
بدرالدین احمد الرضوی
۲۲/ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

نوٹ:۔ سوال پڑھنے کے بعد کلمات کفریہ مٹا دیئے گئے کہ اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ۱۲

مسئلہ

از اختر حسین قادری مقام و پوسٹ چاکسو ضلع جے پور (راجستھان)

ایک صاحب مالک نصاب ہیں ان پر زکوٰۃ فرض ہے اور وہ اپنی زکوٰۃ کی رقم نکالنا چاہتے ہیں لیکن ابھی تک اس مال پر پورا سال نہیں گذرا ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ ان کی زکوٰۃ قبول نہیں کیوں کہ ابھی مال پر ایک سال نہیں گذرا ہے۔ جو شریعت مطہرہ کا حکم ہو تحریر فرمائیں؟

الجواب

شخص مذکور اگر سال گذشتہ مالک نصاب تھا اس پر سال پورا ہوچکا اب نئے

Marfat.com

سال کے درمیان اسی جنس کا کچھ اور مال حاصل ہوا تو اس نئے مال کا سال جدا نہیں ہوگا بلکہ پہلے مال کا ختم سال اس کے لئے بھی سال تمام ہے اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل ہوا ہو۔ اور اگر سال گزشتہ مالک نصاب نہیں تھا امسال ہوا تو مال پر سال گزرنے کے بعد ادائیگی واجب ہوگی۔ اور مالک نصاب پرانا ہو یا نیا بہر صورت سال تمام سے پہلے پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۶۴ میں ہے من کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الی ماله وزکاه هکذا فی الجوهرة النیرة۔ اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں اولیت چاہے تو سال تمام ہونے سے پہلے پیشگی ادا کرے اس کے لئے بہتر ماہ مبارک رمضان ہے جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ستّر فرضوں کے برابر (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص۴۳۹) وهو سبحانه وتعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحکم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۶ / ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ

ازنذیر حیات قادری دارالعلوم غوثیہ رضویہ کورہی ضلع باندہ

غلہ کے عشر کے لئے نصاب کی کوئی شرط ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو کم از کم کتنے غلہ پر عشر واجب ہوتا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

غلہ کے عشر کے لئے نصاب کی شرط نہیں۔ کم سے کم ایک صاع بھی پیدا ہو تو عشر واجب ہو جائے گا درمختار میں ہے تجب بلا شرط نصاب۔ اور ردالمحتار جلد دوم ص۴۹ میں ہے یجب فیمادون النصاب بشرط ان یبلغ صاعا۔ وهو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۷ / رجب المرجب سنہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ

از سمیع اللہ موضع جلالہ ضلع فتحپور

سبزیوں میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس حساب سے نکالنا چاہیئے؟

الجواب

سبزیوں میں اور تمام ترکاریوں میں زکوٰۃ واجب ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۷۴ میں ہے یجب العشر عند ابی حنیفة رحمة الله تعالیٰ علیه فی کل ما تخرجه الارض من الحنطة والشعیر والدخن والارز واصناف الحبوب والبقول قل او کثر هکذا فی

Marfat.com

فتاوی قاضی خاں اھ ملخصًا۔ یعنی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک گیہوں، جَو، باجرا، دھان اور ہر قسم کے غلے اور ہر طرح کی سبزیوں میں عشر واجب ہے تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔ ایسا ہی فتاوی قاضی خاں میں ہے پھر جو سبزیاں کہ زمین کی نمی یا بارش کے پانی سے پیدا ہوں ان میں کل پیداوار کا عشر یعنی دسواں حصہ زکوٰۃ نکالنا واجب ہے۔ اور جو ڈول، چرسے یا مشین وغیرہ سے سیراب کر کے پیدا کی جائیں ان میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے ھکذا فی الفتاوی الھندیۃ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ رجمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

مسئلہ

از راحت حسین موضع پیرا دائی پوسٹ بھبن جوت ۔ ضلع گونڈہ

مٹھی کا چاول جو کہ عمومًا مسلمانوں میں رائج ہے مسجد میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز صدقۂ فطر وغیرہ مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

مٹھی نکالنے والوں نے اگر کسی خاص کار خیر میں صرف کرنے کی نیت سے مٹھی نکالی تو صرف اسی کار خیر میں صرف کرنا جائز ہوگا۔ مٹھی نکالنے والوں کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کام میں صرف کرنا ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اور اگر مٹھی نکالنے والوں نے اس نیت سے مٹھی نکالی کہ کسی بھی کار خیر میں صرف کیا جائے تو اس صورت میں تعمیر مسجد وغیرہ کسی بھی کار خیر میں صرف کر سکتے ہیں۔ اور صدقۂ فطر نیز ہر قسم کا صدقۂ واجبہ زکوٰۃ وغیرہ مسجد میں نہیں لگا سکتے۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند المولیٰ ورسولہ الاعلیٰ

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۹ ذی قعدہ ۹۴ھ

مسئلہ

از محمد صدیق سابق سکریٹری انجمن پرانی بستی

ادارہ انجمن معین الاسلام کے پیسے سے جو کہ صدقہ وفطرہ وزکوٰۃ وغیرہ کی مد سے آتا ہے آیا وہ پیسہ محرم کے تعزیہ و باجہ نیز روشنی میں خرچ کیا جا سکتا ہے؟ از روئے شرع برائے کرم جواب سے مطلع فرمائیں بینوا توجروا

الجواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب مروجہ تعزیہ داری چونکہ ڈھول، تاشہ باجا وغیرہ بہت سے خرافات و ناجائز امور پر مشتمل ہے اس لئے اس میں ذاتی اور نجی پیسہ خرچ کرنا یا کسی طرح اس میں شریک ہونا سخت ناجائز ہے جیسا کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعًا ناجائز و حرام ہے انتہی بالفاظہ۔ اور جبکہ مروجہ تعزیہ داری کے لئے ذاتی پیسہ خرچ کرنا

Marfat.com

حرام ہے تو انجمن مذکور میں زکوٰۃ وفطرہ کی جمع شدہ رقم کو تعزیہ داری پر خرچ کرنا حرام سخت حرام ہے اگر خرچ کرے گا تو سخت گنہگار لائق عذاب قہار ہوگا اور توبہ شرعی کرنے کے ساتھ تاوان بھی دینا پڑے گا۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ رجمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

مسئلہ

از محمد مسعود رضا مدرسہ اسلامیہ حنفیہ منوان گڑھ ٹاؤن۔ ضلع گنگانگر

بھیک مانگنا کیسا ہے؟ اور بھیک مانگنے والوں کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب

بھیک مانگنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مالدار جیسے بہت سے قوم کے فقیر، جوگی اور سادھو۔ انھیں بھیک مانگنا حرام اور انھیں دینا بھی حرام۔ ایسے لوگوں کو دینے سے زکوٰۃ نہیں ادا ہو سکتی۔ دوسرے وہ جو حقیقت میں فقیر ہیں یعنی نصاب کے مالک نہیں ہیں مگر مضبوط و تندرست ہیں، کمانے کی قوت رکھتے ہیں اور بھیک مانگنا کسی ایسی ضرورت کے لئے نہیں جو ان کی طاقت سے باہر ہو۔ مزدوری وغیرہ کوئی کام نہیں کرنا چاہتے مفت کھانا کھانے کی عادت پڑ گئی ہے جس کے سبب بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بھیک مانگنا حرام ہے اور جو انھیں مانگنے سے ملے وہ ان کے لئے خبیث ہے حدیث شریف میں ہے لاتحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی۔ یعنی نہ کسی مالدار کے لئے صدقہ حلال ہے اور نہ کسی توانا تندرست کے لئے۔ ایسے لوگوں کو بھیک دینا منع ہے کہ گناہ پر مدد کرنا ہے۔ لوگ اگر نہیں دیں گے تو وہ محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہوں گے قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ یعنی گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو (پ ع ۵) مگر ایسے لوگوں کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی جبکہ اور کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ مالک نصاب نہیں ہیں۔ اور بھیک مانگنے والوں کی تیسری قسم وہ ہے کہ جو نہ مال رکھتے ہیں اور نہ کمانے کی طاقت رکھتے ہیں یا جتنے کی حاجت ہے اتنا کمانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ایسے لوگوں کو اپنی حاجت پوری کرنے بھر کی بھیک مانگنا جائز ہے اور مانگنے سے جو کچھ ملے وہ ان کے لئے حلال وطیب ہے۔ اور یہ لوگ زکوٰۃ کے بہترین مصرف ہیں۔ انھیں دینا بہت بڑا ثواب ہے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جنھیں جھڑکنا حرام ہے ھکذا قال الامام احمد رضا البریلوی رضی عنہ ربہ القوی فی الجزء الرابع من الفتاوی الرضویۃ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

باب صدقۃ الفطر

صدقۂ فطر کا بیان

مسئلہ از عبد الوارث اشرفی الیکٹرک دوکان مدینہ مسجد ریتی روڈ۔ گورکھپور

(۱) صدقۂ فطر کس شخص پر واجب ہوتا ہے؟ (۲) زکاۃ اور صدقۂ فطر کے نصاب میں کیا فرق ہے؟

الجواب صدقۂ فطر ہر اس مسلمان پر واجب ہوتا ہے جو مالک نصاب ہو خواہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اور چاہے وہ مرد ہو یا عورت، پاگل ہو یا نابالغ، درمختار میں ہے تجب علی کل مسلم ولو صغیرا مجنونا ذی نصاب فاضل عن حاجتہ الاصلیۃ وان لم ینم اھ تلخیصاً۔ وھو تعالیٰ اعلم (۲) زکاۃ کے نصاب میں مال کا نامی ہونا شرط ہے یعنی ساڑھے سات تولہ سونا، ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامان تجارت یا روپیہ کا حاجت اصلیہ سے زائد ہونا ضروری ہے اور وجوب زکاۃ کے لئے صاحب نصاب کا عاقل و بالغ ہونا بھی شرط ہے۔ اور صدقۂ فطر کے نصاب میں مال کا نامی ہونا شرط نہیں یعنی اگر کسی کے پاس سونا، چاندی کا نصاب نہ ہو اور نہ ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامان تجارت و روپیہ ہو مگر حاجت اصلیہ سے زائد سامان غیر تجارت ہو تو صدقۂ فطر واجب ہو جائے گا مثلاً کسی کے پاس تانبہ پیتل کے برتن ہوں مگر تجارت کے لئے نہ ہوں اور حاجت اصلیہ سے زائد ہوں اور ان کی قیمت سونا یا چاندی کے نصاب کے برابر ہو تو ان برتنوں کے سبب صدقۂ فطر واجب ہو جائے گا مگر زکاۃ واجب نہ ہوگی۔ اور صدقۂ فطر میں صاحب نصاب کا عاقل و بالغ ہونا شرط نہیں جیسا کہ جواب نمبر ۱ میں درمختار کی منقولہ عبارت سے ظاہر ہے۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ و رسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ

جلال الدین احمد امجدی

Marfat.com

مسئلہ از ارشاد حسین صدیقی بانی دارالعلوم امجدیہ سنڈیلہ۔ ضلع ہردوئی

عید کی چاندرات کو بچہ پیدا ہوا تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر نکالنا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا اگر بچہ اس وقت سے پہلے پیدا ہوا تو اس کی جانب سے صدقۂ فطر نکالنا واجب ہے اور اگر صبح صادق کے بعد پیدا ہوا تو نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷۹ باب صدقۃ الفطر میں ہے وقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثانی من یوم الفطر فمن مات قبل ذالک لم تجب علیہ الصدقۃ ومن ولد او اسلم بعدہ لم تجب کذا فی محیط السرخسی وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ از جمیل احمد سائیکل مستری مہراج گنج۔ ضلع بستی

جو شخص روزہ نہ رکھے اس پر صدقۂ فطر واجب ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب صدقۂ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں لہٰذا جو شخص کہ مالک نصاب ہو اگر کسی عذر مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذاللہ بلا عذر روزہ نہ رکھے جب بھی اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۷۶ میں ہے تجب الفطرۃ وان افطر عامدا۔ پھر دو سطر کے بعد ہے من افطر لکبر او مرض او سفر یلزمہ صدقۃ الفطر ھذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ محمد شفاعت اللہ ۲۵/۹/۹۷ مسجد محمد حسین ٹھیکدار طلاق محل کانپور

(۱) زید قصبہ کے ایک مکتب میں کلام اللہ، ناظرہ و اردو کی تعلیم بچوں کو دیتا ہے اور امامت کے فرائض بھی انجام دیتا ہے، اگرشتہ رمضان المبارک میں یتیم خانہ صفویہ کرنیل گنج ضلع گونڈہ کے اشتہار و دیگر کتب میں صدقۂ فطر پونے دو سیر لکھا دیکھکر نماز عید الفطر کے موقع پر مسجد کے ایک رکن نے پونے دو سیر فطرہ ادا کرنے کا اعلان زید کی موجودگی میں کر دیا، تو کیا اعلان کرنے والا و زید دونوں فاسق ہو گئے؟ (۲) کیا فطرہ غلط بتانے و دلوانے والا فاسق ہو جاتا ہے اور اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اسے دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت پڑے گی اور تجدید ایمان لازم ہے زید کی اقتداء میں نماز نہ ہو گی؟ (۳) صدقۂ فطر کا وزن کتنا ہے فی آدمی کو کتنا دینا چاہئے؟

Marfat.com

الجواب (۱) صدقۂ فطر کی مقدار میں علماء کا اختلاف ہے اعلیٰ تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ جو تین سو اکیاون روپیہ بھر یعنی انگریزی سیر سے چار سیر چھ چھٹانک ایک روپیہ بھر ادا کرے اور گیہوں ایک سو ساڑھے پچہتر روپئے بھر یعنی دو سیر تین چھٹانک اٹھنی بھر دے اور سو روپیہ کا سیر جو بریلی شریف اور مرادآباد وغیرہ کے علاقہ میں رائج ہے اس سے پونے دو سیر اٹھنی بھر۔ تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد چہارم یا ہماری کتاب انوار الحدیث کا مطالعہ کریں اور ۸۰م پوسٹروں پر عمل نہ کریں۔ شخص مذکور نے اگر پونے دو سیر سے سو کا سیر مراد لیا ہے تو اس کا اعلان احتیاط پر مبنی ہے اور اگر انگریزی سیر مراد لیا ہے تو اعلیٰ تحقیق اور احتیاط کے خلاف ہے مگر اس اعلان سے وہ فاسق نہ ہوا۔ (۲) کسی معتبر عالم کے لکھے ہوئے فطرہ کو بتانا غلط نہیں نہ بتانے والا فاسق ہوگا اور نہ اس کا نکاح ٹوٹے گا اور نہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہوگا بشرطیکہ کوئی اور وجہ مانع امامت نہ ہو (۳) صدقۂ فطر کے وزن کی تفصیل جواب نمبر۱ میں مذکور ہوئی۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۳ ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از سید سیف الحق مکان نمبر بی ۵۲/۲ پوسٹ آفس دھروا۔ رانچی ۴

بعض لوگ نصف صاع گیہوں کا مطلب ۲ کلو ۵ ۴ گرام بتاتے ہیں اور بعض لوگ صرف ایک سیر ۱۳ چھٹانک تو صاع کا صحیح وزن کیا ہے؟

الجواب صاع کے وزن میں اختلاف ہے اور اعلیٰ تحقیق یہ ہے کہ صاع کا وزن ۳۵۱ روپیہ بھر ہے یعنی انگریزی سیر سے چار سیر چھ چھٹانک ایک روپیہ بھر۔ اور نصف صاع ۱۷۵½ روپیہ بھر ہے یعنی دو سیر تین چھٹانک آٹھ آنہ بھر۔ اس لئے کہ صاع وہ پیمانہ ہے جس میں آٹھ رطل اناج آئے شرح وقایہ جلد اول مجیدی ص۲۳۹ میں ہے صاع کیل یسع فیہ ثمانیۃ ار طال اور ایک رطل نصف من ہے شامی جلد دوم مطبوعہ ہند ص۷۶ میں ہے الرطل نصف من تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں چار من اناج آئے، اور من کو مد بھی کہتے ہیں جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم مطبوعہ ہند ص۷۶ میں ہے المد والمن سواء کل منھما ربع صاع۔ اور من جس کو مد بھی کہتے ہیں چالیس استار کا ہوتا ہے، اور ہر استار ۴½ مثقال تو ہر من ایک سو اسی ۱۸۰ مثقال ہوا۔ شرح وقایہ جلد اول مجیدی ص۲۴ میں ہے ان المن اربعون استارا والاستار اربعۃ مثاقیل ونصف مثقال فالمن مائۃ وثمانون مثقالا۔ تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (۴ من × ۱۸۰ مثقال = ۷۲۰ مثقال) سات سو بیس مثقال اناج آئے۔ پھر اناج ہلکے بھاری ہر طرح کے ہوتے ہیں

Marfat.com

صاع کی تقدیر میں کس اناج کا اعتبار ہے؟ تو بعض ائمہ نے ماش و عدس یعنی مسور اور اُرد کا اعتبار کیا ہے۔ اور حضرت صدر الشریعہ صاحب شرح وقایہ نے فرمایا کہ ماش و عدس گیہوں سے بھاری ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ پیمانہ جس میں آٹھ رطل یعنی ۷۲۰ مثقال ماش و عدس آئے گا چھوٹا ہوگا اور وہ پیمانہ جس میں ۷۲۰ مثقال گیہوں آئے گا بڑا ہوگا۔ لہٰذا زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ گیہوں کا اعتبار کیا جائے حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اصل عبارت یہ ہے الماش اثقل من الحنطۃ والحنطۃ من الشعیر فالمکیال الذی یملأ بثمانیۃ ارطال من الماش یملأ باقل من ثمانیۃ ارطال من الحنطۃ الجیدۃ المکتنزۃ فالاحوط فیہ ان یقدر الصاع بثمانیۃ ارطال من الحنطۃ الجیدۃ (شرح وقایہ جلد اول مجیدی ص ۲۳۹) اور چونکہ گیہوں جَو سے بھاری ہوتا ہے لہٰذا وہ پیمانہ کہ جس میں آٹھ رطل یعنی ۷۲۰ مثقال جَو آئے بڑا ہوگا اسی لئے علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحب شرح وقایہ کی اس احتیاط کو ذکر کرکے فرمایا کہ سب سے زیادہ احتیاط یہ ہے کہ جَو کا اعتبار کیا جائے بلکہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ بعض علماء نے حاشیہ زیلعی سے نقل کیا ہے کہ حرم شریف مکہ معظمہ کے مشائخ موجودین وسابقین کا عمل اور فتویٰ اسی پر ہے کہ صاع کی تقدیر میں جَو کا اعتبار کیا جائے جیسا کہ رد المحتار جلد دوم مطبوعہ ہند ص ۸۴ پر ہے ولکن علی ھذا الاحوط تقدیرہ بالشعیر ولھذا نقل بعض المحشین عن حاشیۃ الزیلعی للسید محمد امین میر غنی ان الذی علیہ مشایخنا بالحرم الشریف المکی ومن قبلھم من مشایخھم وبہ کانوا یفتون تقدیرہ بثمانیۃ ارطال من الشعیر ولعل ذالک لیحتاطوا فی الخروج عن الواجب بیقین لما فی مبسوط السرخسی من ان الاخذ بالاحتیاط فی باب العبادات واجب اھ فاذا قدرہ بذالک فھو یسع ثمانیۃ ارطال من العدس ومن الحنطۃ ویزید علیھا البتۃ بخلاف العکس فھذا احوط تقدیر الصاع بالشعیر احوط اھ۔ خلاصۂ کلام یہ ہے صاع وہ پیمانہ ہے کہ جس میں ۷۲۰ مثقال جَو آئیں اسی میں سب سے زیادہ احتیاط ہے اور یہی حرم شریف مکہ معظمہ کے مشائخ کا معمول ومفتی بہ ہے اور مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (۷۲۰ مثقال × ۴½ ماشہ = ۳۲۴۰ ماشے) سات سو بیس مثقال یعنی تین ہزار دو سو چالیس ماشے جَو آئیں۔ پھر چونکہ بارہ ماشے کا تولہ ہوتا ہے تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (۳۲۴۰ ماشے ÷ ۱۲ = ۲۷۰ تولے) تین ہزار دو سو چالیس ماشے یعنی ۲۷۰ تولے جَو آئیں۔ اور چوں کہ ایک روپیہ کا وزن سوا گیارہ ماشہ ہوتا ہے اس لئے صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (۳۲۴۰ ماشے ÷ ۱۱¼ ماشے = ۲۸۸ روپیہ بھر) تین سو چالیس ماشے یعنی دو سو اٹھاسی روپیہ بھر جَو آئیں۔ اور نصف صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جَو آئیں۔ پھر چونکہ گیہوں جَو سے بھاری ہوتا

Marfat.com

ہے تو جس پیمانہ میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو آئے گا اس پیمانہ میں گیہوں ایک سو چوالیس روپیہ بھر سے زیادہ آئے گا۔
اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کا تجربہ کیا تو وہ پیمانہ کہ جس میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو آئے اسی پیمانہ میں ایک سو پچہتر روپیہ اٹھنی بھر گیہوں آئے۔ فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۱۴۵ میں ہے کہ فقیر نے ۲۰ رمضان المبارک ۲۷ ھ کو نیم صاع شعیری کا تجربہ کیا جو ٹھیک چار رطل جو کا پیمانہ تھا اس میں گیہوں برابر ہموار سطح بھر کر تولے تو ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو کی جگہ ایک سو پچہتر روپیہ آٹھ آنہ بھر گیہوں آئے، تو نصف صاع گیہوں صدقۂ فطر کا وزن ایک سو پچہتر روپیہ آٹھ آنہ بھر ہوا جو انگریزی سیر سے دو سیر تین چھٹانک آٹھ آنہ بھر ہے اس لئے کہ انگریزی سیر اسّی ۸۰ روپیہ بھر ہے یعنی پورے پچہتر تولے کا۔ اور نئے پیمانے سے نصف صاع گیہوں کا وزن ۲ کلو گرام $\frac{۱۳۲}{۱۶۰}$ ۴۷ گرام یعنی دو کلو اور تقریباً ۴۷ گرام ہوگا اس لئے کہ اسّی ۸۰ روپیہ بھر کا سیر ۹۳۳ گرام کا ہوتا ہے۔ ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۱۵ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسئلہ
از محمد ابراہیم خاں چھاؤنی۔ ضلع بستی

اگر کسی نے عید کے دن صدقۂ فطر نہیں ادا کیا اور زیادہ دن گذر گیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب صدقۂ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا سنت ہے لیکن اگر اس وقت نہیں ادا کیا تو اب ادا کر دے۔ عید کے دن نماز سے پہلے ادا نہ کرنے پر ساقط نہ ہوگا۔ اور جب بھی ادا کرے ادا ہی ہے قضا نہیں ہے درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۸۷ پر ہے صح اداءھا اذا قدمہ علی یوم الفطر او اخرہ اھ۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ
از محمد حسن محلہ باغیچہ التفات گنج۔ ضلع فیض آباد

عید کا دن آنے سے پہلے اگر صدقۂ فطر ادا کر دیا تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب عید کا دن آنے سے پہلے ماہ رمضان میں بلکہ ماہ رمضان سے پہلے بھی صدقۂ فطر ادا کر دیا تو جائز ہے فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۷۹ میں ہے ان قدموھا علی یوم الفطر جاز ولا تفصیل بین مدۃ ومدۃ وھو الصحیح۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

Marfat.com

مسئلہ ازفیضان رضا ——— اترولہ۔ ضلع گونڈہ

اگر کسی کے پاس گیہوں نہ ہو اور وہ اس کی جگہ پر دھان یا چاول دینا چاہے ——— تو صدقۂ فطر میں کتنا دھان یا چاول دینے سے بری الذمہ ہوگا؟

الجواب گیہوں، جو، کھجور اور منقی کے علاوہ دھان، چاول یا جوار و باجرہ وغیرہ کوئی دوسرا غلہ صدقۂ فطر میں دینا چاہے تو ان چاروں میں سے کسی ایک کی قیمت کا دوسرا غلہ دینے سے بری الذمہ ہوگا درمختار مع شامی جلد دوم ص۷۶ میں ہے مالم ینص علیہ کذرۃ وخبز یعتبر فیہ القیمۃ اھ۔ وھو تعالٰی اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ ازمحمد قابل صدیقی تھانہ روڈ سلی گوڑی۔ دارجلنگ (مغربی بنگال)

اہلسنت وجماعت کے علاوہ دوسرے لوگوں کو چندہ دینا کیسا ہے؟

الجواب اہلسنت وجماعت کے علاوہ دوسرے تمام لوگ یا تو کافر مرتد ہیں اور یا تو گمراہ وبدمذہب اور ان میں سے کسی کو چندہ دینا جائز نہیں۔ ھکذا قال العلماء لاھل السنۃ کثرھم اللّٰہ تعالٰی

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۸/ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ازمحمد حنیف رضوی خطیب سنی رضوی مسجد کھاڑی کرلا۔ بمبئی ۲۷

زید بمبئی میں ہے اور اس کے بچے وطن میں ہیں تو ان کے صدقۂ فطر کے گیہوں کی قیمت وطن کے بھاؤ سے ادا کرے یا بمبئی کے بھاؤ سے؟ اور زیورات جن کا وہ مالک ہے وہ وطن میں ہیں تو زکوٰۃ کی ادائگی میں کہاں کا اعتبار کرے؟

الجواب بچے اور زیورات جب کہ وطن میں ہیں تو صدقۂ فطر کے گیہوں میں بمبئی کی قیمت کا اعتبار کرنا ہوگا اور زیورات میں وطن کی قیمت کا لانہ یعتبر فی صدقۃ الفطر مکان المؤدی وفی الزکوٰۃ مکان المال۔ ھکذا قال صاحب الھدایۃ فی کتاب الاضحیۃ۔ ھذا ما عندی وھو تعالٰی اعلم بالصواب

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

کتاب الصّوم

روزہ کا بیان

مسئلہ از منیجر محی الدین احمد محلہ باغیچہ التفات گنج ۔ ضلع فیض آباد

کیا روزہ کی نیت رات سے کرنا ضروری ہے ؟ اگر کسی نے دس۱۰ بجے دن تک کچھ کھایا پیا نہیں اور اس وقت روزہ کی نیت کر لی تو اس کا روزہ ہوگا یا نہیں ؟

الجواب ادائے رمضان کا روزہ اور نذر معین و نفلی روزہ کی نیت رات سے کرنا ضروری نہیں اگر ضحوۂ کبریٰ یعنی دوپہر سے پہلے نیت کر لی تب بھی یہ روزے ہوجائیں گے۔ اور ان تین روزوں کے علاوہ قضائے رمضان، نذر غیر معین اور نفل کی قضا وغیرہ کے روزوں کی نیت عین اجالا شروع ہونے کے وقت یا رات میں کرنا ضروری ہے۔ ان میں سے کسی روزہ کی نیت اگر دس۱۰ بجے دن میں کی تو وہ روزہ نہ ہوا فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص۱۳۸ میں ہے جاز صوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیۃ ذالک الیوم او بنیۃ مطلق الصوم او بنیۃ النفل من اللیل الی ما قبل نصف النہار وھو المذکور فی الجامع الصغیر۔ وشرط القضاء والکفارات ان یبیت ویعین کذا فی النقایۃ وکذا النذر المطلق ھکذا فی السراج الوھاج۔ اور درمختار میں ہے یصح اداء صوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیۃ من اللیل الی الضحوۃ الکبریٰ۔ والشرط للباقی من الصیام قران النیۃ للفجر ولو حکما وھو تبییت النیۃ اھ تلخیصًا۔ ھٰذا ما عندی وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

کتبہ
جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ از عبدالرشید جام محلہ بھساول ضلع جلگاؤں (مہاراشٹر)

Marfat.com

بغیر سحری کے روزہ رکھنا کیسا ہے؟

الجواب بغیر سحری کے روزہ رکھنا جائز ہے (فتاویٰ عالمگیری) مگر مستحب یہ ہے کہ سحری کھا کر روزہ رکھے کہ حدیث شریف میں اس کی بہت فضیلتیں آئی ہیں طبرانی اوسط میں اور ابن حبان صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ اور امام احمد حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کل کی کل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے اس لئے کہ سحری کھانے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ

۴ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از محمد بشیر الدین قادری مسجد بانسر اکولیری پوسٹ رانی گنج ضلع بردوان

رمضان کے مہینہ میں جب اذان شروع ہو تو روزہ افطار کریں یا اذان کے بعد؟

الجواب سورج ڈوبنے کے بعد بلا تاخیر فوراً افطار کریں اذان کا انتظار نہ کریں اور جو لوگ اذان سے غروب آفتاب پر مطلع ہوتے ہیں انہیں چاہئیے کہ اذان ہوتے ہی فوراً افطار کریں ختم اذان تک افطار کو مؤخر نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان احب عبادی الی اعجلهم فطراً یعنی مجھے اپنے بندوں میں وہ شخص زیادہ پیارا ہے جو ان میں سب سے زیادہ جلد افطار کرتا ہے (احمد۔ ترمذی) اس لئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ سورج ڈوبنے سے پہلے کسی صحابی کو حکم فرماتے کہ وہ بلندی پر جا کر سورج کو دیکھتا رہے۔ صحابی سورج کو دیکھتے رہتے اور حضور ان کی خبر کے منتظر رہتے جیسے ہی صحابی عرض کرتے کہ سورج ڈوب گیا حضور فوراً خرما تناول فرماتے (حاکم۔ طبرانی) رہا سوال اذان کے جواب دینے کا تو اس کے بارے میں فقہائے کرام کے اقوال مختلف ہیں بعض نے وجوب کو مطلق بیان کیا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۵۳ میں ہے یجب علی السامعین عند الاذان الاجابة اور بعض نے فرمایا کہ اجابت باللسان مستحب ہے اور اجابت بالقدم واجب ہے درمختار میں ہے یجب وجوبا وقال الحلوانی ندبا والواجب الاجابة بالقدم۔ اور بحر الرائق جلد اول ص۲۵۹ میں فتاویٰ قاضی خاں سے ہے اجابة المؤذن فضیلة وان ترکھا لا یاثم واما قوله علیه الصلوٰة والسلام من لم یجب الاذان فلا صلاة له فمعناه الاجابة بالقدم

Marfat.com

لا باللسان فقط اور پھر بحر الرائق کے اسی صفحہ پر چند سطر کے بعد ہے الظاهر ان الاجابة باللسان واجبة اور طحطاوی علی مراقی ص۱۰۹ میں ہے اختلف التصحیح فی وجوب الاجابة باللسان والاظهر عدمه غالباً اسی اختلاف کے سبب حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دینے کو نہ واجب فرمایا نہ مستحب بلکہ مطلق رکھا جیسا کہ بہار شریعت حصہ سوم میں ہے جب اذان سنے تو جواب دینے کا حکم ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ اذان ہونے سے پہلے افطار کرے پھر جب اذان شروع ہو جائے تو کھانا پینا بند کر دے اور اگر اذان شروع ہونے پر افطار کرے تو تھوڑا کھا پی کر ٹھہر جائے اذان کا جواب دے پھر اس کے بعد جو چاہے کھائے پیئے اس لئے کہ اذان کے وقت جواب کے علاوہ کسی دوسرے کام میں مشغول ہونا منع ہے جیسا کہ بحر الرائق جلد اول ص۲۵۹ میں ہے ولا یقرأ السامع ولا یسلم ولا یرد السلام ولا یشتغل بشئ سوی الاجابة ولو کان السامع یقرأ یقطع القرأة ویجیب اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۵۴ میں ہے لا ینبغی ان یتکلم السامع فی خلال الاذان والاقامة ولا یشتغل بقرأة القرآن ولا بشئ من الاعمال سوی الاجابة وهو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
یکم رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

مسئلہ

از غفران احمد نئی سڑک کانپور

ماہ رمضان کے روزہ کی راتوں میں بیوی سے ہمبستری کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے جیسا کہ قرآن مجید پارہ دوم رکوع ۷ میں ہے أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ وهو تعالیٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ

از ارشاد حسین صدیقی بانی دار العلوم امجدیہ سنڈیلہ ضلع ہردوئی

ماہ رمضان کی رات میں ہمبستری کی اور میاں بیوی دونوں ناپاکی کی حالت میں روزہ رہے تو وہ گنہگار ہوئے یا نہیں اور ان کا روزہ ہوا یا نہیں؟

الجواب

حالت ناپاکی میں بھی میاں بیوی دونوں کا روزہ ہو گیا البتہ نماز نہ پڑھنے کے سبب دونوں سخت گنہگار ہوئے بحر الرائق جلد دوم ص۲۷۳ میں ہے لو اصبح جنبا لا یضره کذا فی المحیط۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۱۸۷ میں ہے من اصبح جنبا او احتلم فی النهار لم یضره کذا

Marfat.com

فی محیط السرخسی۔ ھٰذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ از محمد احمد قادری بھوٹہری پوسٹ رامسنہی گھاٹ ضلع بارہ بنکی

ماہ رمضان میں بہت سے لوگ کھلم کھلا کھاتے پیتے رہتے ہیں اور روزہ کا کوئی لحاظ نہیں کرتے ان کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب ایسے لوگ جو کہ ماہ رمضان کے دنوں میں علانیہ قصداً بلا عذر کھاتے ہیں ظالم جفاکار سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہیں بادشاہ اسلام کو حکم ہے کہ ایسے لوگوں کو قتل کر دے درمختار میں ہے لو اکل عمداً شہرۃ بلا عذر یقتل۔ اسی کے تحت شامی جلد دوم ص۱۱۰ میں ہے قال الشرنبلالی لانہ مستھزئ بالدین او منکر لما ثبت منہ بالضرورۃ ولا خلاف فی حل قتلہ والامر بہ اور جہاں بادشاہ اسلام نہ ہو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں پر سختی کریں اور ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے قال اللہ تعالیٰ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (پ ع ۱۴) وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ از حافظ محمد نعیم موضع کلنیاں پوسٹ کرمیا ضلع بستی

زید کہتا ہے کہ دور دفعہ کا روزہ رکھو اور گاؤں کے لوگوں کو تاکید بھی کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ جو روزہ رکھے وہ گاؤں کے کسی آدمی کے یہاں نہ تو سحری کھائے اور نہ افطار کرے بلکہ دوسرے گاؤں سے کھانا منگوا کر سحری کھائے اور افطار کرے۔ تو شریعت مطہرہ میں دور دفعہ کا روزہ رکھنا کیسا ہے؟ اور جو اس طرح کا روزہ رکھنے کے لئے کہتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب ایسا روزہ کہ جس میں دوسرے گاؤں سے کھانا منگوا کر سحری اور افطار کرنے کی شرط ہو جہالت ہے شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور جو اس طرح کا روزہ رکھنے کے لئے کہتا ہے وہ جاہل ہے۔ ھٰذا ما عندی وھو اعلم بالصواب

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۶ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

Marfat.com

مسئلہ
از عطاء اللہ سہنیاں کلاں گونڈہ

۲۹ رشعبان کو عصر کے وقت اگر چاند دکھائی دیا تو دوسرے دن رمضان شریف کی پہلی تاریخ مان کر روزہ رکھنا حرام ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب
۲۹ رشعبان کو عصر کے وقت اگر چاند دکھائی دیا تو دوسرے دن رمضان شریف کی پہلی تاریخ ہے اور روزہ رکھنا فرض ہے اگر نہ رکھیں گے تو گنہگار ہوں گے وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
بدرالدین احمد القادری الرضوی
۲۸ رمحرم الحرام ۷۷ھ

مسئلہ
مسئولہ مہدی حسن خاں ساکن مروٹیا پوسٹ روضہ درگاہ ضلع گورکھپور

روزہ افطار کرنے کی دعا (اللھم لک صمت الخ) افطار کرنے سے پہلے پڑھنی چاہیئے یا بعد میں؟ زید کہتا ہے کہ افطار سے پہلے پڑھی جائے اور بکر کہتا ہے کہ بعد میں پڑھے تو کس کا قول صحیح ہے تحریر فرمائیں۔

الجواب
روزہ افطار کرنے کی دعا افطار کے بعد پڑھی جائے بکر کا قول صحیح ہے حدیث شریف میں ہے عن معاذ بن زھرۃ قال ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا افطر قال اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت (مشکوٰۃ شریف ص۱۷۵) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں (کان اذا افطر قال) ای دعا و قال ابن الملک ای قرأ بعد الافطار۔ ھذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد امجدی
۳ رشعبان المعظم ۱۳۸۵ھ

مسئلہ
از عرفان احمد اوجھا گنج ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ حالت روزہ میں انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب
لک الحمد یا اللہ۔ والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بعون الملک الوھاب تحقیق یہ ہے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے رگ میں لگایا جائے چاہے گوشت میں۔ کیونکہ اس کے بارے میں ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ جماع اور اس کے

Marfat.com

منفذات کے علاوہ روزہ کو توڑنے والی صرف وہ دوا اور غذا ہے جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی منفذ سے صرف دماغ یا پیٹ میں پہنچے، درمختار مع شامی جلد دوم صـ۱۰۸ میں ہے الضابط وصول مافیہ صلاح بدنہ لجوفہ ردالمحتار میں ہے الذی ذکرہ المحققون ان معنی المفطر وصول مافیہ صلاح البدن الی الجوف اعم من کونہ غذاءً اودواءً اور فتاوٰی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صـ۱۹۱ میں ہے اکثر المشائخ علی ان العبرۃ للوصول الی الجوف والدماغ۔ ان سب عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ غذا اور دوا اسی وقت روزہ توڑے گی جب دماغ یا پیٹ تک کسی منفذ سے پہونچے بلکہ بعض حضرات نے صرف منفذ تک پہونچنے پر اکتفا فرمایا ہے اس لئے کہ ان کی تحقیق پر دماغ سے پیٹ تک براہ راست تعلق ہے۔ شامی جلد دوم صـ۱۰۳ میں بحر سے ہے التحقیق ان بین جوف الراس وجوف المعدۃ منفذًا اصلیًا فما وصل الی جوف الراس یصل الی جوف البدن۔ مسامات اور رگوں کی وساطت کے بغیر پہنچنے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ عامہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ اگر دماغ یا پیٹ کے زخم میں دوا ڈالی تو روزہ اس وقت ٹوٹے گا جب کہ دوا درحقیقت دماغ اور پیٹ میں پہنچ جانے کا ظن غالب ہو درمختار مع شامی جلد دوم صـ۱۰۲ میں ہے لواقطر فی اذنہ دھنًا اوداوی جائفۃ اوآمۃ فوصل الدواء حقیقۃ الی جوفہ ودماغہ لفظ حقیقۃً کا یہی فائدہ ہے کہ دوا اگر زخم کے شگاف سے دماغ یا پیٹ میں پہنچی تو روزہ ٹوٹ گیا اور رگوں یا مسامات کے ذریعہ پہنچی تو نہیں ٹوٹا ورنہ قید بیکار ہے اس لئے کہ جب کوئی دوا خصوصًا تر دوا ڈالی جائے گی تو عروق ومسامات کے ذریعہ ضرور دماغ تک پہونچے گی۔ اگر عروق ومسامات کے ذریعہ دوا کا پہونچنا روزہ کو توڑ دیتا تو یہ قید بیکا تھی بنا برعلی یہ تصریح ہے کہ اگر آنکھ میں دوا ڈالی یا سرمہ لگایا تو روزہ نہیں ٹوٹا اگرچہ دوا کا قطرہ حلق میں محسوس ہو کر سرمہ تھوک یا رینٹھ کے ساتھ نکلے فتاوٰی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صـ۱۴۰ میں ہے لو اقطر شیئًا من الدواء فی عینہ لا یفسد صومہ عندنا وان وجد طعمہ فی حلقہ واذا بزق فرأی اثر الکحل ولونہ فی بزاقہ عامۃ المشایخ علی انہ لا یفسد صومہ کذا فی الذخیرۃ۔ وھو الاصح ھکذا فی التبیین اور درمختار مع شامی جلد دوم صـ۹۸ میں ہے اوادھن اواکتحل وان وجد طعمہ فی حلقہ اسی کے تحت شامی میں ہے ای طعم الکحل اوالدھن کما فی السراج وکذا لو بزق فوجد لونہ فی الاصح بحر۔ قال فی النھر لان الموجود فی حلقہ اثر داخل المسام الذی ھو خلل البدن والمفطر انما ھو الداخل من المنافذ للاتفاق علی ان من اغتسل فی ماء فوجد بردہ فی باطنہ انہ لا یفطر دیکھئے صاحب نہر نے تصریح کر دی کہ حلق میں جو محسوس ہو تھوک میں جو آیا وہ چونکہ مسام کے ذریعہ آیا

Marfat.com

لہذا روزہ توڑنے والا نہیں، روزہ توڑنے والا وہ ہے جو منفذ سے دماغ یا پیٹ تک پہونچے۔ اسی طرح یہ جزیہ ہے کسی نے اپنے سوراخ ذکر میں تیل ڈالا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگرچہ تیل مثانہ تک پہنچ جائے اور علت یہ بیان فرمائی کہ سوراخ ذکر اور پیٹ کے درمیان منفذ نہیں ہدایہ جلد اول ص۲۰۰ میں ہے لو اقطر فی احلیله لم یفطر عند ابی حنیفة وقال ابو یوسف یفطر وقول محمد مضطرب فیه فکانه وقع عند ابی یوسف ان بینه وبین الجوف منفذا ولهذا یخرج منه البول ووقع عند ابی حنیفة ان المثانة بینهما حائل والبول یترشح منه اور رد المحتار جلد دوم ص۱۰۸ میں ہے ای قول ابی حنیفة ومحمد معه فی الاظهر وقال ابو یوسف یفطر والاختلاف مبنی علی انه هل بین المثانة والجوف منفذ اولا وهو لیس باختلاف علی التحقیق والاظهر انه لامنفذ له وانما یجتمع البول فیها بالترشح کذا یقول الاطباء زیلعی وافاد انه لو بقی فی قصبة الذکر لا یفسد اتفاقا ولا شك فی ذالك۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام اعظم اور امام ابو یوسف کا اختلاف اس پر مبنی ہے کہ سوراخ ذکر اور پیٹ کے درمیان منفذ ہے یا نہیں، مسامات کے وجود سے کسی کو انکار نہیں۔ اگر مسامات کے ذریعہ پہنچنا روزہ توڑتا تو سوراخ ذکر میں تیل ڈالنا بالاتفاق روزہ توڑ دیتا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۹۰ میں صاف تصریح ہے۔ وَمَا یدخل من مسام البدن من الدهن لا یفطر هکذا فی شرح المجمع۔ ثابت ہو گیا کہ اندرون جسم کسی جگہ دوا یا غذا کا مسام کے ذریعہ پہنچنا روزہ نہیں توڑتا۔ جب یہ ذہن نشین ہو گیا کہ روزہ توڑنے والی وہ دوا اور غذا ہے جو مسامات کے علاوہ کسی منفذ سے دماغ اور پیٹ تک پہنچے تو اب انجکشن کی حقیقت پر غور کیجئے، جو انجکشن گوشت میں لگتا ہے اس کے بارے میں تو ظاہر ہے کہ وہ پورے جسم میں مسامات ہی کے ذریعہ پہونچتا ہے لہذا اس سے روزہ کا نہ ٹوٹنا ظاہر ہے۔ رہ گیا رگ کا انجکشن تو اس کے جسم میں پہونچنے کی کیفیت یہ ہے کہ دوا خون کے ساتھ جسم میں پھیلتی ہے۔ ماہرین تشریح جانتے ہیں کہ خون رگوں سے دل میں جاتا ہے اور وہاں سے پھر واپس رگوں میں آتا ہے دل سے دماغ اور پیٹ تک کوئی منفذ نہیں اس لئے رگوں کے انجکشن سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ وهو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۳۰ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

مسئلہ از محمد اسرائیل رضوی مدرسہ حشمت العلوم گائے ڈیہہ ضلع گونڈہ

بہار شریعت حصہ پنجم ص۱۸۱ میں روزہ کے متعلق ہے کہ بھیگی انگلی پاخانہ کے مقام میں اس جگہ رکھی جہاں عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں تو روزہ جاتا رہا۔ تو یہاں عمل سے کیا مراد ہے؟ اور حقنہ کے کیا معنی ہیں؟

Marfat.com

الجواب یہاں عمل سے مراد دوا ہے اور حقنہ سے مراد پچکاری ہے یعنی جہاں دوا پہنچاتے وقت پچکاری کا سرا رکھتے ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ / شوال ۱۴۰۲ھ

مسئلہ مسئولہ الحاج خواجہ عبدالسمیع کاٹھمنڈو (نیپال)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین دریں مسئلہ کہ نیپال کا شہر کاٹھمنڈو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اکثر و بیشتر آسمان ابر آلود رہتا ہے جس کے باعث پورے سال میں چند ہی مہینہ کا چاند نظر آتا ہے اور نہ کوئی یہاں ہلال کمیٹی ہے تو کیا پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش کی رویت ہلال کمیٹیوں کے اعلانات پر جو بذریعہ ریڈیو یا تار کئے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے مفتی اور عالم کے حوالہ سے کرتے ہیں بڑی ذمہ داری سے اطلاع دیتے ہیں ہم کاٹھمنڈو کے مسلمان عید، بقرعید، شبرات، محرم، معراج کے مراسم ادا کریں یا نہیں فی الحال ایک فتوی مولوی عون احمد پھلواری کا آیا ہے جسے کتابچہ کی شکل میں شائع کیا ہے جس میں موصوف نے لکھا ہے کہ ریڈیو کا اعلان مانا جائے گا اس اعلان پر عمل کیا جائے گا اس کے لئے انھوں نے دو دلیلیں پیش کیا ہے عالمگیری کی یہ عبارت ہے خبر منادی السلطان مقبول عدلا کان اوفسقا کذا فی الجواھر الاخلاطی (فتاویٰ عالمگیری) دوسری عبارت ردالمحتار شامی کی ہے قلت والظاھر انہ یلزم اھل القری الصوم بسماع المدافع او رؤیۃ القنادیل عن المصر لانہ علامۃ ظاھرۃ تفید غلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل کما صرحوا شامی ص ۱۲۶ ج ۲۔ اس عبارت کے نقل کے بعد قمطراز ہیں جزئیہ مذکورہ کا منشا یہ ہے کہ رمضان کے چاند کا اعلان کسی شہر سے ڈھول کے ذریعہ کیا جائے یا روشنی جلا کر یا فائر کر کے تو دیہات اور دور دراز کے جن لوگوں نے چاند نہ دیکھا ہے ان پر اس اطلاع سے روزہ لازم ہو جائے گا تو اگر اس وقت جدید طریقے سے مثلاً ریڈیو کے ذریعہ کیا جائے تو روزہ واجب ہو جائے گا کیوں کہ چاند کے اعلان کے لئے ریڈیو کا پہلے سے متعین کیا جانا علامت ظاہرہ ہے اور علامت ظاہرہ سے غلبۂ ظن ہوتا ہے جو حجت شرعی ہے پھر اپنے فتوے کے اخیر میں تحریر فرماتے ہیں لیکن اس فیصلہ کا اہل کاٹھمنڈو کے عوام کو نہ ہوگا کہ وہ جب چاہیں ہندوستان کے ریڈیو کا اعلان سن کر عمل شروع کر دیں یہ صحیح نہ ہوگا۔ بلکہ وہاں ایک کمیٹی بنادی جائے جس میں تین یا پانچ ارکان ہوں اس میں دو عالم دین ہوں بقیہ اہل نظر اہل صلاح دیندار مسلمان جب ہندوستان کے ریڈیو سے اعلان ہو اور کاٹھمنڈو میں رویت نہیں ہوئی ہو تو اسی وقت

Marfat.com

اس کمیٹی کا جلسہ طلب کیا جائے اور ارکان کمیٹی اعلان رویت کی اپنے طور پر تحقیق کرکے اس سے اطمینان کرلیں پھر فیصلہ کریں اور اس کا اعلان وہاں کے عوام کے سامنے کردیں۔ عون احمد پھلواری نے یہ بھی لکھا ہے کہ ریڈیو کے اس اعلان پر شہر کے توابع اور متحد المطالع مقامات میں روزہ رکھنا لازم ہوگا اور اگر عید کے چاند کا اعلان ہو تو ایک ریڈیو اسٹیشن کا یہ نشریہ ثبوت کے لئے کافی نہ ہوگا ہاں اگر متعدد (تین سے کم نہ ہو) تو عید منانا درست ہوگا۔ اور متحد المطالع کے متعلق لکھتے ہیں ایسے مقامات جن کے درمیان ایک دن کا فرق نہیں ہوتا وہ متحد المطلع ہیں اس عبارت سے نیپال کاٹھمنڈو ہندوستان کا متحد المطلع ہوا کیوں کہ طلوع و غروب میں کل ۱۲ منٹ یا ۱۴ منٹ کا فرق بتایا جاتا ہے دوسرا فتویٰ مفتی جمعیۃ علمائے ہند دہلی کا ہے جو مذکورہ بالا مولوی عون احمد صاحب کے فتویٰ کے مطابق ہے لکھا ہے ریڈیو کی اطلاع خبر ہے شہادت نہیں ہاں اگر اعلان کیا جائے کہ چاند ہوگیا یا شہادت سے ثابت ہوگیا ہے اور فلاں ذمہ دار اعلان ثبوت رویت کرتا ہے تو اس خبر کو کمیٹی رویت ہلال صحیح سمجھے تو اس کا فیصلہ منزلہ حکم قاضی ہوگا۔ مفصل بیان فرماکر کرم فرمائیں!

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب شریعت مطہرہ نے دربارۂ ثبوت ہلال دوسرے شہر کی خبر کو شرعیات میں شہادت شرعیہ یا استفاضۂ شرعیہ پر معلق فرمایا ہے درمختار ص ۹۹ جلد ۲ میں ہے فیلزم اھل المشرق برؤیۃ اھل المغرب اذا ثبت عندھم رؤیۃ اولٰئک بطریق موجب کما مر اھ علامہ حلبی اور علامہ طحطاوی اور علامہ شامی فرماتے ہیں کان یتحمل اثنان الشھادۃ او یشھدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبران اھل بلدۃ کذا رأوہ لانہ حکایۃ۔ دوسرے شہر سے کچھ لوگوں کا آکر یہ کہنا بلکہ شہادت دینا کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر اس طرح بھی شہادت دیں کہ فلاں شہر میں لوگوں نے چاند دیکھا ہے اور قاضی شہر نے وہاں کے لوگوں سے روزہ رکھنے یا عید کرنے کا حکم کیا ہے یہ سب طریقہ ثبوت کے لئے شرعًا ناکافی ہیں درمختار ہی میں ہے لا لو شھدوا برؤیۃ غیرھم لانہ حکایۃ اھ قال الشامی (قولہ لانہ حکایۃ) فانہ لم یشھدوا بالرؤیۃ ولا علی شھادۃ غیرھم وانما حکوا رؤیۃ غیرھم کذا فی فتح القدیر قلت وکذا لو شھدوا برؤیۃ غیرھم وان قاضی تلک المصر امر الناس بصوم رمضان لانہ حکایۃ لفعل القاضی ایضًا ولیس بحجۃ اھ فتح القدیر وفتاویٰ عالمگیری ص ۱/۸۶ میں ہے ثم انما یلزم الصوم علی متاخری الرؤیۃ اذا ثبت عندھم رؤیۃ اولئک بطریق موجب حتی لو شھد جماعۃ ان اھل بلدۃ قد رأوا ھلال رمضان قبلکم

بیوم فصاموا وھذا الیوم ثلاثون بحسابھم ولم یر ھولاء الھلال لایباح فطر غد ولا یترك التراویح فی ھذہ اللیلۃ لانھم لم یشھدوا بالرؤیۃ ولا علی شھادۃ غیرھم وانما حکوا رؤیۃ غیرھم ان عبارات فقہاء سے ظاہر ہوا کہ دربارۂ ثبوت دوسرے شہر سے ریڈیو، تار، ٹیلیفون واخبار کی خبریں بے کار وبے اعتبار ہیں۔ اگر شریعت مطہرہ میں گنجائش ہوتی تو ان آنے والے عادل پرہیزگار لوگوں کی خبر اور شہادت کا اعتبار ضرور فرماتے پھر ٹیلیفون وریڈیو کی بے اعتباری تو اس سے زیادہ ہے یہی فقہا تصریح فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز سنی جائے اس پر احکام شرعیہ کی بنا نہیں ہو سکتی کہ آواز آواز سے مشابہ ہوتی ہے تو ریڈیو اور ٹیلیفون وغیرہ کی خبروں میں نہ صرف آڑ بلکہ کوسوں کا فاصلہ ہے وہ کب معتبر ہوگی تبیین اور پھر عالمگیری میں ہے لو سمع من وراء الحجاب لایسعہ ان یشھد لاحتمال ان یکون غیرہ اذ النغمۃ یشبہ النغمۃ اھ۔ ریڈیو ٹیلیفون جن کی ایجاد ہے وہ بھی دربارۂ شہادت اسے ناکافی جانتے ہیں تو شرع شریف میں کب اعتبار ہوگا اور فتاوی عالمگیری وردالمحتار کی ان عبارتوں کو جو سوال میں درج ہیں دلیل بنانا غلط و باطل ہے اسے اس مقام سے تعلق نہیں وہ تو اپنے شہر کے اعلان کے لئے ہے شہر یا حوالی شہر کے دیہات والوں کے لئے ثبوت ہلال کے واسطے دلیل ہے نہ کہ دوسرے شہر والوں کے لئے جیسا کہ ان عبارتوں میں تصریح ہے آخر یہی علماء دربارۂ ثبوت ہلال دوسرے شہر کے واسطے وہ فرماتے ہیں جو اوپر مذکور ہوا تو ان کے صریح ارشادات کو چھوڑ کر مقام سے بیگانہ عبارت کو دلیل بنانا کس قدر باطل ہے پھر اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اسلامی شہر میں حاکم شرع معتمد کے حکم سے توپوں کے فیر ہوں یا روشنی کی جائے اور ان لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو کہ بادشاہ اسلام یا قاضی شہر کی طرف سے ایسا ہوتا ہے اور آجکل جو خود ساختہ قاضی یا مفتی ریڈیو سے اعلان کرتے ہیں وہ نہ شرعی قاضی نہ مفتی نہ ان کا اعلان حجت۔ متحد المطلع کی تخصیص بھی فضول ہے ہمارے ائمہ کا مذہب معتمد یہی ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے درمختار کے متن تنویر الابصار میں ہے واختلاف المطالع غیر معتبر علی المذھب اور علامہ شامی کا فرمان وہ ان کی اپنی رائے ہے اور حدیث شریف صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ نص ہے مسلمان اس پر عمل کرے جو اللہ ورسول (جل وعلی وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کا فرمان ہے اور کسی شخص کا ایسا حکم جو اللہ ورسول کے ارشاد کے خلاف ہو قطعاً غیر معتبر ہے ہرگز قابل عمل نہیں ہے۔ کاٹھمنڈو والوں پر یہی ہے کہ جب چاند دیکھیں تو روزہ رکھیں عید کریں ورنہ تیس کی گنتی پوری کریں اور دوسری جگہ سے شہادت شرعیہ آجائے تو اس کے مطابق عمل کریں۔ ریڈیو، ٹیلیفون وغیرہ محدثات کی خبروں کو دین کے معاملہ میں بنا رکار نہ بنائیں۔ والمولی

Marfat.com

تعالیٰ اعلم۔

محمد عیسیٰ قادری

کتبہ

۲۴ / ربیع الآخر ۱۴۰۸ھ

مسئلہ از صدر مسجد چوک، بھدراوتی۔ ضلع شیموگہ (کرناٹک)

بروز سنیچر ۲۹ / رمضان المبارک کی شام یہاں پر اور اطراف واکناف میں دور دور تک ابر و بارش کی وجہ سے عید الفطر کا چاند نظر نہیں آیا مگر دیگر بیرونی مقامات سے بذریعہ ٹیلیفون وہاں عید الفطر بروز یکشنبہ منائی جانے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔ وہاں اور دیگر مقامات میں عید الفطر بروز یکشنبہ ہی منائی جانے کی اطلاعات بذریعہ ریڈیو نشر ہوئیں ہماری ریاست کرناٹک کے شہر بنگلور میں ریاستی سطح پر رویت ہلال کے لئے ایک ہلال کمیٹی قائم کی گئی ہے کمیٹی نے بروز یکشنبہ عید الفطر منائی جانے کا فیصلہ دیا جس کی اطلاع ریڈیو ٹیلیفون سے ہمیں موصول ہوئیں ہمارے شہر بھدراوتی اور شہر شیموگہ کی مساجد میں بفضلہ تعالیٰ اہلسنت والجماعت کے علمائے کرام امامت کے منصب پر فائز ہیں ان علمائے اہلسنت میں سے چند بروز یکشنبہ عید منانے کا فیصلہ کیا ہمارے شہر بھدراوتی میں ایک قومی ادارہ اصلاح المسلمین کے نام سے موجود ہے اس ادارے کی جانب سے بروز یکشنبہ عید منانے کا فیصلہ کیا ان تمام حالات کے باوجود ہمارے مسجد کے امام صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ ریڈیو، ٹیلیفون، اور تار سے جو اطلاعات ملی ہیں وہ شرعی اعتبار سے عینی شہادت میں شمار نہیں کی جا سکتی لہذا ۲۹ / روزے ہوئے ہیں شریعت کے تحت ۳۰ / روزے پورے کرنا ہے نیز میں روزہ رہوں گا اس لئے میں عید کی نماز نہیں پڑھا سکتا جب کہ شہر بھر میں عید منائی گئی۔ امام صاحب اور مقتدیوں میں اس بنا پر جو اختلافات شرعی پیدا ہو گئے ہیں اس شرعی اختلافات پر مندرجہ ذیل مسائل رونما ہوئے ہیں جن پر شریعت کی روشنی میں فتوے درکار ہیں۔

(۱) مندرجہ بالا حالات کے تحت امام اور مقتدیوں میں جو شرعی مسئلہ پر اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان دلوں میں کراہت اور بغض پیدا ہوئی ہے ایسی حالت میں امام صاحب کی امامت میں مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟ (۲) انھیں حالات کے تحت اسی شہر کے دیگر علمائے کرام بروز یکشنبہ عید منائی ان علمائے کرام کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروہ فان غم علیکم فاقدروا له وفی روایة قال الشهر تسع وعشرون لیلة فلا تصوموا حتی تروہ فان غم

Marfat.com

علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین۔ یعنی جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ چھوڑو اور اگر ابر یا غبار ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو تیس ۳۰ دن کی مقدار پوری کرلو اور ایک روایت میں ہے کہ مہینہ کبھی ۲۹ ؍ دن کا ہوتا ہے پس تم جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور اگر تمہارے سامنے ابر یا غبار ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرلو (مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۴) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین۔ یعنی چاند دیکھکر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھکر روزہ چھوڑو اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس پوری کرلو۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۴) لہذا اگر ۲۹ ؍ رمضان کو چاند نظر نہ آئے تو حدیث شریف کے مطابق مسلمانوں پر تیس کی گنتی پوری کرنا لازم ہے اور اگر ایک شہر میں چاند کا ثبوت شرعی ہو جائے تو دوسرے شہر میں ریڈیو کی خبر پر روزہ چھوڑنا اور عید کرنا جائز نہیں ہاں اگر دوسرے شہر میں بھی ثبوت شرعی ہو جائے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں شریعت کے مطابق وہاں سے آکر چاند دیکھنے کی گواہی دیں یا حکم قاضی پر شہادت دیں یا خبر مستفیض یا خبر متواتر سے چاند ہونے کا علم ہو جائے تو اس دوسرے شہر میں بھی عید منانا جائز بلکہ ضروری ہے لیکن ریڈیو کی خبر خبر مستفیض نہیں اور نہ چاند دیکھنے کی شہادت ہے نہ حکم قاضی پر شہادت ہے لہذا ٹیلیفون اور ریڈیو کی خبر عید کے چاند کے لئے شرعاً معتبر نہیں کہ یہ نئے آلات خبر پہونچانے میں تو کام آسکتے ہیں لیکن شہادتوں میں معتبر نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیلیفون اور ریڈیو کی خبروں پر کچہریوں کے مقدموں کا فیصلہ نہیں ہوتا بلکہ گواہوں کو حاضر ہو کر گواہی دینی پڑتی ہے اور جب دنیوی معاملات میں موجودہ کچہری کا قانون ٹیلیفون اور ریڈیو کے ذریعہ گواہی ماننے کو تیار نہیں تو پھر دینی معاملات میں شریعت کا قانون ان کے ذریعہ خبر یا گواہی کو کیونکر مان سکتا ہے رہا ہلال کمیٹی کا اعلان تو آج کل بہت سے مقامات پر ہلال کمیٹیاں قائم ہیں جن کے ممبران عموماً مسائل شرعیہ سے ناواقف ہیں اسی لئے ریڈیو کی خبر پر عید منانے کا اعلان کر دیتے ہیں اور بہت سے جاہل عالموں کا لباس پہنکر علمائے اہلسنت کہلاتے ہیں جو مسلمانوں کو گمراہی کے راستے پر ڈالتے ہیں ان کا اعلان عند الشرع ہرگز معتبر نہیں اور نہ اس پر عمل کرنا جائز۔ لہذا صورت مذکورہ میں صرف ریڈیو کے اعلان پر جس امام نے یکشنبہ کو عید منانے کی مخالفت کی وہ حق پر ہے اور مقتدی غلطی پر اس کے پیچھے مقتدیوں کی نماز بلاشبہ جائز اور حکم شرع پر عمل کرنے کے سبب امام سے رنجش رکھنا گناہ (۲) صورت مسئولہ میں جن لوگوں نے ریڈیو کے اعلان پر یکشنبہ کو عید منانے کا فیصلہ کیا وہ خطاکار و گنہگار ہیں ان پر توبہ لازم ہے کہ ان کا فیصلہ شریعت کے فیصلے کے مخالف ہے۔ وھو تعالیٰ

Marfat.com

اعلم ۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۶؍ذوالقعدہ سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از حاجی مداد بخش محلہ دمدمہ کالپی ضلع جالون

کالپی سے ایک مسلمان کانپور مفتی صاحب کے پاس عید کے چاند کی سند لینے گیا بدھ کے سویرے قریب ۶ بجے صبح چاند کی تصدیق ہوگئی کہ آج عید ہے لہٰذا مفتی صاحب نے خود روزہ توڑدیا اور اعلان کرادیا سب مسلمانوں نے بھی روزہ توڑدیا پھر مفتی صاحب نے جو آدمی کالپی سے سند لینے گیا تھا اس کو سند لکھدی اور مہر بھی لگادی پھر وہ شخص کالپی سند لے کر آیا لہٰذا مفتی صاحب کی تحریر اور مہر دیکھکر امام صاحب اور سب مسلمانوں نے روزے توڑدیئے صرف دو چار چند مسلمانوں نے نہیں توڑے تو کیا دو چار چند مسلمانوں نے جنھوں نے روزے نہیں توڑے ان کے اوپر کوئی شرعی حکم ہوتا ہے یا جنھوں نے روزے توڑدیئے ان کے اوپر کوئی شرعی قانون و حکم لاگو ہوتا ہے؟

الجواب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کتاب القاضی الی القاضی'' یعنی قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے فصل مقدمات کے لئے مقرر کیا ہو اس کے سامنے (اور قاضی شرع نہ ہونے کی صورت میں شہر کے سب سے بڑے سنی صحیح العقیدہ مرجع فتویٰ عالم کے سامنے) شرعی گواہی گذری اس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت شرعیہ قائم ہوئی اور اس اپنا اور مکتوب الیہ کا نام و نشان پورا لکھا جس سے امتیاز کافی واقع ہو اور وہ خط دو گواہان عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط قاضی فلاں شہر کے نام ہے وہ باحتیاط اس قاضی کے پاس لائے اور شہادت ادا کرے کہ آپ کے نام یہ خط فلاں قاضی شہر نے ہم کو دیا اور ہمیں گواہ کیا کہ یہ خط اس کا ہے اب یہ قاضی اگر اس شہادت کو اپنے مذہب کے مطابق ثبوت کے لئے کافی سمجھے تو عمل کرسکتا ہے (فتاوی رضویہ جلد چہارم ص۵۵۱) لہٰذا صورت مستفسرہ میں اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ کانپور شہر کے سنی مرجع فتویٰ عالم نے تحریر لکھی اور یہ بھی مان لیا جائے کہ کالپی کے سب سے بڑے عالم کے نام اس نے تحریر لکھی اور یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ تحریر اس نے عادل یعنی متقی پرہیزگار جماعت سے نماز پڑھنے کا پابند اور داڑھی باشرع رکھنے والے مسلمان کے سپرد کی تو بھی اس تحریر پر روزہ توڑنا جائز نہیں اس لئے کہ مفتی کو تحریر کا دو گواہان عادل کے سپرد کرنا ضروری ہے فتاوی رضویہ جلد چہارم ص۵۵۱ در مختار اور غرر سے ہے لا یقبلہ ایضا الا بشہادۃ رجلین او رجل وامرأتین لان الکتابۃ قد یزور اذ الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم فلا یثبت الا بحجۃ تامۃ۔ اور صورۃ مسئولہ میں کانپور کے مفتی نے دو عادل گواہوں کو تحریر سپرد کرنے کی بجائے

Marfat.com

ایک کے سپرد کیا اس لئے وہ تحریر قابل اعتبار نہیں لہذا جن لوگوں نے اس تحریر پر روزہ توڑ دیا ان پر توبہ و استغفار لازم ہے مگر ان پر روزہ کی قضا فرض نہیں کہ بعد میں منگل کی شام کا چاند ثابت ہو گیا ھٰذا ما عندی والعلم عند المولیٰ تعالیٰ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از محمد مطیع الرحمٰن۔ مدرسہ احیاء العلوم تھتیاں بلور ضلع مظفر پور

میرا قیام ان دنوں بسلسلۂ درس و تدریس مدرسہ احیاء العلوم موضع تھتیاں مظفر پور میں ہے یہاں نہ میں نے اور نہ کسی بھی مسلمان نے ۲۹ رجب کو چاند دیکھا میں نے مقامی مسلمانوں کو بتایا کہ رجب کے تیس دن پورے کرنے کے بعد شب برأت منگل کو کرو پھر شعبان کی ۲۹ کو بھی تھتیاں میں نہ چاند دیکھا گیا اور نہ کوئی شہادت شرعی پہونچی میں نے لوگوں کو بتایا کہ شعبان بھی تیس دن پورے کرو۔ اس طرح سے یہاں کے لوگوں نے رمضان کا روزہ جمعہ کے دن سے شروع کیا رمضان میں جب میں کلکتہ پہونچا تو مجھے معلوم ہوا کہ کلکتہ میں شعبان و رمضان کی رویت بالترتیب ۲۹ رجب و شعبان کو ہوئی میں نے اہل تھتیاں کو دو روزہ کی قضا کا حکم دیا اور خود بھی اس پر عمل کیا کیونکہ اس سال رمضان میں روزے ۳۰ ہوئے میرے اس طرز پر کچھ لوگوں کو اعتراض ہے ان کا کہنا ہے کہ مولانا کے مسئلہ بتانے کی وجہ سے تھتیاں میں رمضان کے ۲۸ روزے ہو گئے لہذا ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ بالا میں کیا میں عند الشرع مجرم ہوں مفصل و مدلل جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب صورت مذکورہ میں آپ نے شریعت کے مطابق کیا۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین یعنی چاند دیکھکر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھکر افطار کرو اور اگر چاند نظر نہ آئے تو شعبان کی گنتی ۳۰ پوری کرو لہذا آپ ہرگز مجرم نہیں بلکہ جو لوگ آپ کو مجرم ٹھہرانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ خود ہی بہت بڑی غلطی پر ہیں خدائے تعالیٰ مسلمانوں کو شریعت کی باتوں کے ماننے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از الحاج عبد السمیع اندر چوک۔ کاٹھمنڈو۔ (نیپال)

Marfat.com

(۱) کاٹھمنڈو راج نیپال کی راجدھانی ایسی جگہ پر واقع ہے کہ جہاں پر ابر و باد کی وجہ سے اکثر ۲۹؍ کا چاند نظر نہیں آتا تو اگر تار، ٹیلیفون سے چاند کی خبر آئے تو اس خبر کو مان کر روزہ رکھنا یا عید الفطر یا عید قربانی کرنا کیسا ہے؟

(۲) اگر کوئی شخص ریڈیو پاکستان کے اعتبار سے دس ذی الحجہ کو اور رویت یا شہادت شرعی ۹؍ ذی الحجہ ۹ نی کرلے تو اس کی قربانی ہوگی یا نہیں؟ یعنی ریڈیو کے اعتبار سے ۱۰؍ تاریخ ہوتی ہے اور دیکھنے یا گواہی کے اعتبار سے ۹؍ ذی الحجہ کا ثبوت ہوتا ہے تو ایسی صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

الجواب

بعون الملک الوھاب (۱) سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الشھر تسع وعشرون لیلۃ فلا تصوموا حتی تروہ فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین یعنی کبھی مہینہ ۲۹؍ دن کا ہوتا ہے پس تم جبتک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور اگر تمہارے سامنے ابر یا غبار ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرلو (بخاری، مسلم) لہذا اگر ۲۹؍ کا چاند نظر نہ آئے تو حضور کے ارشاد کے مطابق ۳۰؍ کی گنتی پوری کرنا ضروری ہے تار، ٹیلیفون کی خبر پر ۲۹؍ کا چاند ماننا ہرگز ہرگز جائز نہیں اس لئے کہ یہ نئے آلات خبر پہونچانے میں تو کام آسکتے ہیں لیکن شہادتوں میں نہیں معتبر ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ خط، تار، ٹیلیفون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبروں پر موجودہ کچہریوں کے مقدموں کا فیصلہ نہیں ہوتا بلکہ گواہوں کو حاضر ہوکر گواہی دینی پڑتی ہے، اور جب دنیوی جھگڑوں میں موجودہ کچہری کا قانون ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ گواہی ماننے کو تیار نہیں تو پھر دینی امور میں شریعت کا قانون ان کے ذریعہ گواہی کیونکر مان سکتا ہے۔ (۲) پاکستان ہو یا عرب کسی ریڈیو کی خبر پر بلا ثبوت شرعی ۹؍ ذی الحجہ کو ۱۰؍ ذی الحجہ قرار دے کر قربانی کی تو قربانی نہ ہوئی۔ افسوس کہ بعض دنیا دار اپنی ناقص عقل کو حکم شرعی میں دخیل ٹھہرا کر اپنی عبادتوں کو برباد کرتے ہیں اور مستحق عذاب نار ہوتے ہیں خدائے تعالیٰ ایسے لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے کہ عبادت کو شریعت کے مطابق ادا کریں اور شرعی معاملہ میں اپنی ناقص عقل کو دخیل نہ بنائیں۔ ھذا ما ظھر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

یکم ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ

مسئلہ

از محمد عبداللہ علیمی، علی منزل پی ڈبلو ڈی چوک ماڑی پور مظفر پور (بہار)

(۱) ریڈیو، ٹیلی ویژن، خط، تار، ٹیلی گرام، ٹیلی فون کے ذریعہ اگر رویت ہلال کی اطلاع ملے تو عند الشرع معتبر ہے یا نہیں؟ (۲) زید کا کہنا ہے کہ ان ایجادات نو سے دور حاضر میں فائدہ نہ حاصل کرنا قدامت پسندی اور خلاف عقل ہے۔ کیا زید کا قول مانا جا سکتا ہے اور رویت ہلال کے سلسلے میں سوال نمبر ۱ میں درج اشیاء کے ذریعہ ملنے والی اطلاع کو۔

Marfat.com

صحیح اور معتبر سمجھ کر رمضان کا روزہ رکھنا یا عید کی نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ (۳) جس مقامات پر رویت ہلال نہ ہوئی وہاں کے لوگوں نے ریڈیو یا ٹیلیفون یا اسی طرح کے دوسرے ذریعے کی خبروں پر اعتماد کر کے نماز عید ادا کرلی اور تیس کا روزہ پورا نہ کیا۔ کیا ان لوگوں پر روزہ کی قضا لازم ہے اور عید کی نماز دوسرے تاریخ پر ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۴) بعض مقامات کے لوگوں نے خط تار وغیرہ کا اعتبار معاملہ رویت ہلال میں نہ کیا اور تیس روزے پورے کر کے یکم شوال کو عید پڑھی بعد میں دوسرے مقامات سے شہادت شرعیہ ملی سوال یہ ہے کہ تیس روزے پورے کرنے والے ماہ شوال کی تاریخ کس حساب سے مانیں آیا ۲۹ ر کے اعتبار سے یا ۳۰ ر کے اعتبار سے؟۔ بینوا بالدلیل توجروا عند الجلیل۔

الجواب

(۱) خط کے ذریعہ اگر رویت ہلال کی اطلاع ملے تو عند الشرع معتبر نہیں اس لئے کہ ایک تحریر دوسری تحریر سے مل جاتی ہے لہذا اس سے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ خط کے ذریعہ کچہری میں گواہی نہیں لی جاتی۔ درمختار میں ہے۔ لا یعمل بالخط اور ہدایہ میں ہے الخط یشبہ الخط فلا یعتبر۔ ہے تار اور ٹیلیفون تو یہ بے اعتباری میں خط سے بڑھ کر ہیں اس لئے کہ خط میں کم از کم کاتب کے ہاتھ کی علامت ہوتی ہے تار و ٹیلی فون میں وہ بھی مفقود۔ نیز گواہ جب پردے کے پیچھے ہوتا ہے تو گواہی معتبر نہیں ہوتی اس لئے کہ ایک آواز دوسری آواز سے مل جاتی ہے تو تار ٹیلیفون کے ذریعہ گواہی کیسے معتبر ہو سکتی ہے فتاوی عالمگیری جلد سوم صفحہ ۳۵۵ میں ہے۔ لو سمع من وراء الحجاب لا یسعه ان یشهد لاحتمال ان یکون غیرہ اذ النغمة تشبه النغمة۔ اور ریڈیو و ٹیلی ویژن میں تار و ٹیلی فون سے زیادہ دشواریاں ہیں اس لئے کہ تار و ٹیلیفون پر سوال و جواب بھی کر سکتے ہیں مگر ریڈیو و ٹیلی ویژن پر کچھ نہیں کر سکتے۔ غرضیکہ نئے آلات خبر پہونچانے میں کام آسکتے ہیں لیکن شہادتوں میں معتبر نہیں ہو سکتے۔ (۲) اپنے آپ کو ترقی پسند کہنے والے دنیا دار بلکہ ان مذکورہ بالا اشیاء کو ایجاد کرنے والے اور بنانے والے بھی ان خبروں پر مقدمے فیصلے نہیں کرتے بلکہ گواہوں کو حاضر ہو کر گواہی دینی پڑتی ہے تو جب دنیوی جھگڑوں میں موجودہ کچہری کا قانون ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کے ذریعہ گواہی ماننے کو تیار نہیں تو پھر دینی امور میں شریعت کا قانون ان کے ذریعہ گواہی کیونکر مان سکتا ہے خبر و شہادت کے درمیان فرق نہ کرنے کے سبب زید کو غلط فہمی ہو گئی ہے خدائے تعالیٰ اسے ان کے درمیان فرق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) (۳) جن لوگوں نے ریڈیو اور ٹیلی فون وغیرہ کی خبروں پر عید کرلی اور تیس روزے پورے نہ کئے ان پر توبہ و استغفار اور روزہ کی قضا لازم ہے اور عید کی نماز دوسرے روز پڑھنا واجب ہے ہاں اگر بعد میں شہادت شرعیہ سے ۲۹ ر کی رویت ہلال

ثابت ہو جائے تو روزہ کی قضا لازم نہیں مگر توبہ استغفار بہر صورت ضروری ہے۔ (۴) اگر بعد شہادت شرعیہ ۲۹ر کی رویت ثابت ہو جائے تو ماہ شوال کی تاریخ ۲۹ر کے حساب سے مانی جائے گی۔ ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ

۲۰ر شوال المکرم ۱۳۹۱ھ

مسئلہ ازغلام محی الدین صدیقی خطیب مسجد شاہجہانی درگاہ خواجہ اجمیر شریف (راجستھان)

زید مولوی ہے وہ کہتا ہے کہ داڑھی صرف انبیاء علیہ السلام کی سنت ہے لہٰذا داڑھی منڈوانے والوں کی شہادت رویت ہلال کے ثبوت کے لئے کافی ہے قابل تسلیم ہے۔ تو کیا واقعی داڑھی کی حیثیت اس سے زائد نہیں کہ یہ انبیاء علیہ السلام کی سنت ہے اور داڑھی منڈوانے والوں کی شہادت پر رویت ہلال کا ثبوت ہوسکتا ہے؟ (۲) اختلاف مطالع احناف کے نزدیک معتبر ہے یا نہیں؟ اگر معتبر ہے تو کتنی دور تک کی شہادت قابل تسلیم ہے اگر معتبر نہیں ہے تو کیا ایک شخص سیکڑوں میل سے اگر شہادت دیتا ہے تو اس کی شہادت سے رویت ہلال کا ثبوت یہاں کے لئے ہوسکتا ہے؟ (۳) اکثر مقامات پر شاہی امام عبد اللہ بخاری صاحب کے اعلان پر عید الفطر اور عید الاضحیٰ لوگ منا لیتے ہیں حالانکہ ان لوگوں کے یہاں کوئی شرعی ثبوت رویت ہلال کا نہیں ہوتا کیا اس طرح اعلان پر عید کر لینا جائز ہے؟ کیا کسی طرح بھی ان کے ریڈیو کے اعلان سے رویت ہلال کا شرعی ثبوت ہوسکتا ہے؟

الجواب (۱) داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اسے منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے لہٰذا جو شخص داڑھی منڈانے کا عادی ہو وہ علانیہ ارتکاب حرام کے سبب فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کی شہادت سے رویت ہلال کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔ اور داڑھی کو جو انبیاء کرام کی سنت کہا گیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ داڑھی واجب نہیں ہے بلکہ سنت لغویہ ہے یعنی داڑھی بڑھانا انبیاء کرام کا طریقہ ہے مگر واجب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ سنۃ ابیکم ابراھیم یعنی قربانی تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے حالانکہ قربانی واجب ہے بہار شریعت حصہ شانزدہم ص۱۹۷ میں ہے داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے۔ منڈانا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے اور درمختار مع شامی جلد پنجم ص۲۶۱ میں ہے یحرم علی الرجل قطع لحیتہ۔ یعنی مرد کو اپنی داڑھی کاٹنا حرام ہے اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حلق کردن لحیہ حرام ست و روش

Marfat.com

افرنج وہنود وجوالقیان ست کہ ایشان راقلندریہ گویند وگزاشتن آں بقدر قبضہ واجب ست وآں کہ آں راسنت گویند بہ معنی طریقہ مسلوک دردین ست یا بجہت آں کہ ثبوت آں بسنت ست چنانچہ نماز عید راسنت گفتہ اند۔ یعنی داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں ہندؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے اور داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اور جو لوگ کہ ایک مشت داڑھی رکھنے کو سنت کہتے ہیں (تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کے نزدیک واجب نہیں بلکہ اس وجہ سے یا) تو یہاں سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے اور یا تو اس وجہ سے کہ ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے جیساکہ نماز عید کو مسنون فرمایا (حالانکہ نماز عید واجب ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد اول ص۲۱۲) اور درمختار مع درالمحتار جلد دوم ص۱۱۶ شامی جلد دوم ص۱۱۷ بحر الرائق جلد دوم ص۲۸۰ فتح القدیر جلد دوم ص۲۷ اور طحطاوی علی مراقی ص۴۱۱ میں ہے واللفظ للطحطاوی الاخذ من اللحیۃ وھو دون ذالك ای قدر المسنون وھو القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال لم یبحہ احد واخذ کلھا فعل یھود الھند ومجوس الاعاجم۔ یعنی داڑھی جبکہ ایک مشت سے کم ہو تو اس کو کاٹنا جس طرح بعض مغربی اور زنانے ہیجڑے کرتے ہیں کسی کے نزدیک حلال نہیں۔ اور کل داڑھی کا صفایا کرنا یہ کام تو ہندوستان کے یہودیوں اور ایران کے مجوسیوں کا ہے۔ (۲) احناف کے نزدیک اختلاف مطالع ہرگز معتبر نہیں یہی ظاہر الروایت ہے اور اسی پر فتوی ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم ص۹۶ میں ہے اختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاھر المذھب وعلیہ اکثر المشائخ وعلیہ الفتوی بحر عن الخلاصۃ فیلزم اھل المشرق برویۃ اھل المغرب اذا ثبت عندھم رویۃ اولئك بطریق موجب کما مر۔ لہٰذا دو عادل ثقہ اگر سیکڑوں بلکہ ہزاروں میل کی دوری سے آکر کسی شہر میں گواہی دیں تو ان کی شہادت سے اس شہر والوں کے لئے رویت ثابت ہو جائے گی لیکن اگر وہ ریڈیو یا ٹیلیفون وغیرہ پر دور سے گواہی دیں تو ایسی شہادت سے دوسرے شہر والوں کے لئے رویت ہرگز ثابت نہ ہوگی۔

(۳) ریڈیو پر اعلان کوئی بخاری کرے یا سمرقندی دوسرے شہر والوں کے لئے اس طرح چاند کی رویت ہرگز ثابت نہ ہوگی اس لئے کہ گواہ جب پردہ کے پیچھے ہو تو اس کی شہادت عند الشرع معتبر نہیں تو ریڈیو کا اعلان کیسے معتبر ہو سکتا ہے فتاوی عالمگیری جلد سوم مطبوعہ مصر ص۳۵۷ میں ہے لو سمع من وراء الحجاب لایسعہ ان یشھد لہٰذا دوسرے شہر کے لوگ جو ریڈیو کے اعلان پر عید الفطر وغیرہ کر لیتے ہیں وہ سخت گنہگار ہوتے ہیں وھو سبحانہ اعلم بالصواب۔

جلال الدین احمد الامجدی

۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

Marfat.com

مسئلہ

از محمد حدیث القادری مدرسہ قادریہ مصباح العلوم جبر کے ضلع گریڈیہہ

۲۹ / شعبان کو آسمان پر ابر ہو اور چاند نظر نہ آئے تو مہینہ کا ۳۰ / دن پورا کیا جائے گا یا نہیں؟ ریڈیو، تار، اخبار، ٹیلی ویژن اور جنتری وغیرہ کی خبر پر رمضان المبارک کا روزہ رکھا جائے گا یا نہیں؟ عید منائی جائے گی یا نہیں؟ یہ سب خبریں مذہب اسلام میں معتبر ہیں یا نہیں؟ اگر ریڈیو وغیرہ کی خبر پر رمضان المبارک کے روزہ کی نیت کر کے رکھے تو روزہ ہو گیا یا نہیں؟

الجواب

۲۹ / تاریخ کو کسی بھی سبب سے چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ / دن پورا کرنا ضروری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین۔ یعنی اگر تمہارے سامنے ابر یا غبار ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرلو (بخاری، مسلم) اور ریڈیو، تار، اخبار، ٹیلی ویژن اور جنتری وغیرہ کی خبروں پر نہ رمضان المبارک کا روزہ رکھا جائے گا اور نہ عید منائی جائے گی کہ ان کے ذریعہ ملی ہوئی خبریں چاند کے بارے میں شرعاً معتبر نہیں۔ ریڈیو کی خبر پر اگر کسی نے رمضان المبارک کی نیت سے روزہ رکھا تو اگر بعد میں شرعی طور پر ۲۹ / کی رویت ثابت ہو گئی تو وہ روزہ ماہ رمضان کا ہو گا ورنہ نفل۔ اور روزہ رکھنے والا بہر صورت گنہگار ہو گا تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ جلد چہارم یا ہماری کتاب انوار الحدیث کا مطالعہ کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۲۸ / شوال ۱۴۰۲ھ

مسئلہ

از حاجی مدار بخش کالپی محلہ دمدمہ ضلع جالون

ایک حافظ قرآن امام صاحب نے ریڈیو کی خبر لوگوں سے سنی اور مقتدیوں نے امام صاحب سے کہا کہ آپ عید کی نماز پڑھا دیجئے لہٰذا حافظ صاحب نے لوگوں کے کہنے سے نماز عید پڑھا دی ایسی صورت میں حکم شرع سے آگاہ فرمانے کی زحمت کریں۔

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب جب ۲۹ / رمضان المبارک کو چاند ہونے کا ثبوت شرعی حاصل نہ ہو تو ایسی صورت میں ۳۰ / تاریخ کو نماز عید ہرگز نہیں ہو سکتی اور اگر کسی شخص نے ریڈیو وغیرہ کی خبر پر لوگوں کے کہنے سے شہادت شرعی نہ گزرنے کے باوجود نماز عید پڑھا دی تو وہ شخص گنہگار ہوا اس پر توبہ فرض ہے۔

کتبہ: محمد الیاس خاں سالک

۲۰ / صفر ۹۳ھ

Marfat.com

مسئلہ ازحافظ عبدالجبار کالپی بازار ٹرننگنج ضلع جالون (یوپی)

ہمارے شہر میں گزشتہ عیدالفطر کی نماز دو روز پڑھی گئی تھی ایک گروہ نے قرب دجوار میں بہت جگہ ۲۹ کی رویت ہلال ملتے ہوئے نماز پڑھی اسی سند پر ایک گروہ نے پہلے روز نماز پڑھی دوسرے گروہ نے ۳۰ کا چاند دیکھکر نماز پڑھی جس امام نے یا جن لوگوں نے پہلے روز نماز پڑھی کیا اب ان کے پیچھے نماز ناجائز ہے اگر ایسا ہے تو تمام صوبہ بلکہ سارے ملک ہندوستان پاکستان میں بھی پہلے روز یعنی ۲۹ کے حساب سے نماز پڑھی گئی کیا سب لوگ اس قابل نہیں رہے کہ اب ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ جواب مفصل عنایت فرمائیں۔

الجواب اگر ۲۹ رمضان کو رویت نہ ہوئی تو جن لوگوں نے بغیر ثبوت شرعی عید کی نماز پڑھ لی ان پر ایک روزہ کی قضاء اور توبہ لازم ہے۔ ہاں اگر بعد میں ۲۹ رمضان کی رویت ثبوت شرعی سے ثابت ہوگئی تو روزہ کی قضا نہیں مگر توبہ بہر صورت ہے لہٰذا ایسے لوگ اگر علانیہ توبہ نہ کریں تو ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ جو لوگ غیر ثبوت شرعی کو ثبوت مان کر عید کرلیں تو ان پر ایک روزہ کی قضا لازم ہے اگرچہ واقع میں وہ دن عید ہی کا ہو مگر یہ کہ بعد کو ثبوت شرعی سے اس دن کی عید ثابت ہو جائے تو اب اس روزہ کی قضا نہ ہوگی صرف بے ثبوت شرعی عید کرلینے کا گناہ رہے گا جس سے توبہ کریں۔ (فتاوی افریقہ ص ۱۵۳)

جلال الدین احمد الامجدی

۱۳ ذی قعدہ سنہ ۹۲ھ

مسئلہ ازغلام مرتضیٰ حشمتی مسجد گلشن بغداد آزاد نگر۔ گھاٹ کوپر بمبئی ۸۹

لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۲۹ کا چاند دکھا رہی تھیں اتفاقاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں پہونچے فرمایا اے فاطمہ کیا کر رہی ہو؟ فرمایا کہ بچوں کو چاند دکھا رہی ہوں حضور نے فرمایا آج ۲۹ ہے چاند کیسے دکھائی دے گا۔ تو حضرت فاطمہ نے عرض کیا کیا میرے بچے بغیر چاند دیکھے واپس چلے جائیں۔ کہتے ہیں معاً چاند دکھائی دیا اور اسی وقت سے ۲۹ کا بھی مہینہ ہونے لگا تو یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب واقعۂ مذکور بالکل بے اصل ہے جو کسی جاہل نے وضع کیا ہے اس لئے کہ جب سے نظام فلکی قائم ہوا اسی وقت سے چاند کبھی تیس اور کبھی ۲۹ کا ہوتا چلا آیا ہے جیسا کہ علم ہیئت سے ظاہر ہے نہ کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن سے۔ ھذا ما عندی وھو اعلم۔

Marfat.com

جلال الدین احمد الامجدی

۳۰/ محرم الحرام سنہ ۱۴۰۳ھ

مسئلہ از حضور احمد منظری سکراول چکم نانڈہ۔ ضلع فیض آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ فقہائے کرام نے ثبوت چاند کے سلسلے میں مندرجہ ذیل صورتیں وضع کی ہیں ۱ شہادت ۲ شہادۃ علی الشہادۃ ۳ شہادۃ علی القضاء ۴ کتاب القاضی الی القاضی ۵ استفاضہ ۶ اکمال عدت ۷ توپوں کا سننا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توپوں کے سننے کو بھی حوالی شہر کے دیہات والوں کے لئے دلائل ثبوت ہلال سے شمار کیا ہے جب کہ رویت کے مواقع پر کسی کے خیر مقدم کے لئے یا کسی اور بنا پر توپوں کے دغنے کا احتمال نہ ہو۔

مندرجہ بالا صورتوں میں سے کسی میں ریڈیو یا اخبار کی خبروں پر اعتبار و اعتماد کرنے کی نہ تو وضاحت ہے اور نہ ہی کوئی اشارہ جب کہ موجودہ دور میں یہی آلات خبروں کے ذرائع ہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) رویت کے سلسلے میں خبر معتبر ہے یا نہیں (۲) اگر کوئی عالم ریڈیو یا اخبار سے رویت کا اعلان کرے اور اس پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی شخص یہ کہے کہ پورے ملک کے لئے رویت ثابت ہو گئی تو کیا وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہے (۳) اعلان رویت کے حدود کیا ہیں؟ یعنی رویت کے اعلان پر کہاں تک کے لوگ عمل کر سکتے ہیں جب کہ علامہ شامی علیہ الرحمہ کی عبارت کا مفہوم شہر اور مضافات شہر ہیں (۴) ریڈیو کی خبر پر اعتماد کر کے اگر لوگ روزہ رکھ لیں یا عید منا لیں تو ان کا یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟ (۵) ایسا شہر جہاں خود دارالافتاء اور علماء پر مشتمل ہلال کمیٹی ہو تو وہاں کے لوگ ریڈیو کی خبر پر عمل کریں یا اپنے شہر کے دارالافتاء کے فتوے یا ہلال کمیٹی کے فیصلے پر عمل کریں؟ بینوا توجروا

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب (۱) رمضان المبارک کے چاند کی رویت کے بارے میں ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال کی خبر معتبر ہے جب کہ ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو حدیث شریف میں ہے عن ابن عباس قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال انی رأیت الھلال یعنی ھلال رمضان فقال اتشھد ان لا الٰہ الا اللہ قال نعم قال اتشھد ان محمدا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قال نعم قال یا بلال اذن فی الناس ان یصوموا غدا رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی (مشکوٰۃ ص ۱۷۴) حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "دریں حدیث دلیل است برآنکہ یک مرد مستور الحال یعنی آنکہ فسق او معلوم نباشد

Marfat.com

مقبول ست خبر وے در ماہ رمضان وشرط نیست لفظ شہادت (اشعۃ اللمعات جلد دوم ص۹۷) اور در مختار مع رد المحتار جلد دوم ص۹۳ میں ہے قبل للصوم مع علة کغیم وغبار خبر عدل او مستور لا فاسق اتفاقا اھ ملخصا اور اسلامی شہر جہاں مفتی اسلام مرجع عوام ومتبع الاحکام ہو کہ روزہ اور عیدین کے احکام اسی کے فتوے سے نافذ ہوتے ہوں اگر وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب بیک زبان خبر دیں کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھکر روزہ ہوا یا عید کی گئی اس طرح بھی رویت کے ثبوت میں خبر معتبر ہے جسے استفاضہ کہتے ہیں جیسا کہ شامی جلد دوم ص۹۷ میں ہے قال الرحمتی معنی الاستفاضة ان تاتی من تلك البلدة جماعات متعددون کل منهم یخبر عن تلك البلدة انهم صاموا عن رویة۔ لیکن ریڈیو وغیرہ کی خبر رمضان المبارک کے چاند کی رویت کے بارے میں بھی بچند وجوہ مقبول نہیں اول اس کی بہت سی خبریں جھوٹی ہوتی ہیں دوم خبر دینے والے عموماً کافر وفاسق ہوتے ہیں۔ سوم اپنا دیکھنا نہیں بیان کرتے بلکہ دوسروں کے دیکھنے کی حکایت کرتے ہیں اور اگر بالفرض اپنے دیکھنے کی خبر دیں تب بھی مقبول نہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز مسموع ہو اس پر احکام شرعیہ کی بنا نہیں ہو سکتی کہ آواز آواز سے مشابہ ہوتی ہے (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص۵۲۷) چہارم کبھی نا اہل مفتی کے فیصلہ کی خبر دیتے ہیں پنجم کبھی بازار میں اڑی ہوئی افواہ کا اعلان کر دیتے ہیں شامی جلد دوم ص۹۷ میں ہے قد تشیع اخبار یتحدث بها سائر اهل البلدة ولا یعلم من اشاعها کما ورد ان فی آخر الزمان یجلس الشیطان بین الجماعة فیتکلم الکلمة فیتحدثون بها ویقولون لا ندری من قالها فمثل هذا لا ینبغی ان یسمع فضلا ان یثبت به حکم۔ هذا ما عندی وهو تعالیٰ اعلم بالصواب (۲) عالم ریڈیو یا اخبار سے رویت کا اعلان کرے تو اس سے پورے ملک کے لئے رویت کو ثابت ماننے والا حق بجانب نہیں بلکہ کھلی ہوئی غلطی پر ہے (۳) اعلان رویت کے حدود شہر اور حوالی شہر ہیں۔ لہٰذا جو لوگ کہ شہر اور اس کے مضافات میں رہتے ہیں اعلان رویت کے مطابق ان کو عمل کرنا ضروری ہے علامہ شامی علیہ الرحمہ والرضوان رد المحتار میں اور امام ابن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق میں اسی طرح افادہ فرمایا ہے (۴) ریڈیو کی خبر پر شہر اور اس کے مضافات کے علاوہ دوسرے لوگوں کا روزہ رکھنا اور عیدین کرنا جائز نہیں (۵) ریڈیو کی خبر پر عمل نہ کریں بلکہ ہلال کمیٹی کا فیصلہ جس کو دار الافتاء کی تصدیق حاصل ہو اس پر عمل کریں۔ هذا ما ظهر لی والعلم بالحق عند الله تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جلال الدین احمد امجدی

۷ صفر المظفر سنہ ۱۴۰۳ھ

Marfat.com

بابُ الاعتکاف

اعتکاف کا بیان

مسئلہ مسئولہ محمد اسحاق خاں وارثی خطیب جامع مسجد اریاوان ضلع رائے بریلی

زید کے محلہ میں اس دروازے پر مسجد ہے جس میں نماز پنجگانہ و نماز جمعہ ہوتی ہے زید نماز پنجگانہ تو اسی مسجد میں پڑھاتا ہے لیکن نماز جمعہ دوسرے محلے کی مسجد میں بحیثیت امام ادا کرتا ہے زید اعتکاف اپنے دروازے والی ہی مسجد میں بیٹھنا چاہتا ہے تو امر دریافت طلب یہ ہے کہ وہ نماز جمعہ کس مسجد میں ادا کرے گا جس میں معتکف ہوا ہے وہیں نماز جمعہ ادا کرے یا جس غیر محلہ کے مسجد کا امام ہے وہاں پر جائے؟ اور نماز جمعہ پڑھا کر کے فوراً ہی اپنی جائے اعتکاف پر واپس آجائے۔

الجواب جمعہ اسی مسجد میں ادا کرے گا کہ جس میں معتکف ہوا اگر جمعہ پڑھانے کے لئے دوسری مسجد میں گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا بلکہ اگر ڈوبنے یا جلنے والے کو بچانے کے لئے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لئے گیا یا جہاد میں سب لوگوں کا بلاوا ہوا اور یہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لئے گیا اگرچہ کوئی دوسرا پڑھانے والا نہ ہو تو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا ھکذا فی بہار شریعت اور فتاوی عالمگیری میں ہے ولو خرج لجنازۃ یفسد اعتکافہ وکذا الصلوتہا ولو تعینت علیہ اولا نجاء الغریق او الحریق او الجہاد اذا کان النفیر عاما او لاداء الشہادۃ ھکذا فی التبیین۔ وھو تعالٰی اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۷ر شوال المکرم سنہ ۹۸ھ

مسئلہ از نصیر خاں ماسٹر فراش واڑہ۔ ڈونگر پور (راجستھان)

Marfat.com

معتکف اگر بیڑی، سگریٹ، حقہ پینے کا عادی ہو تو کیا کرے اگر بیڑی، سگریٹ، حقہ وغیرہ استعمال کرے یعنی پینے کی غرض سے مسجد سے باہر آئے جائے ایسی صورت میں اعتکاف باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا دلائل کے ساتھ بیان فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب معتکف بیڑی، سگریٹ یا حقہ پینے کے لئے فنائے مسجد میں نکل سکتا ہے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ فنائے مسجد جو جگہ مسجد سے باہر اس سے ملحق ضروریات مسجد کے لئے ہے مثلاً جوتا آتارنے کی جگہ اور غسل خانہ وغیرہ ان میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا (فتاویٰ امجدیہ ج ۱ ص ۳۹۹) لیکن خوب منھ صاف کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہو اس لئے کہ بیڑی اور سگریٹ وغیرہ کی بو جب تک کہ باقی ہو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔ وھو اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۷/ ذوقعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از ملا محمد حسین اوجھا گنج ضلع بستی

اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں؟

الجواب اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ اول واجب کہ اعتکاف کی منت مانی مثلاً یوں کہا کہ میرا بچہ تندرست ہو گیا تو میں تین دن اعتکاف کروں گا تو بچہ کے تندرست ہونے پر تین دن کا اعتکاف واجب ہوگا۔ دوم سنت مؤکدہ کہ بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ہو اور تیسویں رمضان کو غروب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے۔ یعنی اگر سب لوگ ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کر لیا تو سب بری الذمہ ہو گئے (فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۱۹۷ و بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۴۸) ان دونوں اعتکافوں کے لئے روزہ شرط ہے (ردالمحتار جلد دوم ص ۱۳۰) اور اعتکاف کی تیسری قسم مستحب ہے جس کے لئے نہ روزہ شرط ہے اور نہ کوئی خاص وقت مقرر ہے۔ اس کی آسان صورت یہ ہے کہ جب بھی مسجد میں داخل ہونا چاہے تو دروازہ پر دخول مسجد کی نیت کے ساتھ اعتکاف کی بھی نیت کرلے۔ جب تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا بھی ثواب ملے گا۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

کتاب الحج

حج کا بیان

مسئلہ از مولوی امیر حسین مہاجر مدنی۔ ص۔ ب ۱۷۴۷ مدینہ منورہ (سعودی عرب)

وہ مسلمان جو کہ ظالم کفار حکومت کے تحت اپنی زندگی گزارتے ہیں اور وہ مسلمان حج بیت اللہ شریف کے لئے چوری چھپے پڑوس والی دوسری حکومت میں داخل ہوکر اسی حکومت کے کہلاتے ہیں اور اس حکومت سے پاسپورٹ حاصل کرنے کے لئے رشوت بھی دیتے ہیں پھر بعد میں اسی حکومت کے ذریعہ حج بیت اللہ کے لئے آتے ہیں اور حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد پھر اسی راستے سے چوری چھپے اپنے اصلی وطن چلے جاتے ہیں۔ لیکن راستے میں آنے اور جانے کے درمیان حکومت کے قانون کے مطابق عقوبات کے مستحق ہوتے ہیں تو ان مسلمانوں پر اس طرح حج فرض ہوتا ہے یا نہیں؟ اور مذکورہ بالا صورت میں جن حضرات نے حج ادا کیا اس کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب مدلل و مفصل تحریر فرمائیں عین کرم ہوگا۔

الجواب وجوب حج کی شرطوں میں سے ایک شرط امن طریق بھی ہے یعنی اگر سلامتی کا غالب گمان ہو تو جانا واجب ہے اور اگر ہلاکت کا غالب گمان ہو تو جانا واجب نہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں تبیین سے ہے قال ابو اللیث ان کان الغالب فی الطریق السلامۃ یجب وان کان خلاف ذالک لا یجب وعلیہ الاعتماد۔ اسی قول پر علامہ ابن نجیم مصری نے بحر الرائق میں اور علامہ ابن عابدین شامی نے رد المحتار میں بھی اعتماد فرمایا ہے۔ اور ملا علی قاری نے شرح النقایہ میں فرمایا یہ قول مفتی بہ ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ غلبۂ سلامتی کے ساتھ خوف کے غالب نہ ہونے کا بھی اعتبار کیا جائے گا۔ جیسا کہ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں فرمایا والذی یظھر ان یعتبر مع غلبۃ السلامۃ عدم غلبۃ الخوف۔ پھر اسی قول کو بحر الرائق اور رد المحتار میں نقل کرنے کے بعد

Marfat.com

برقرار رکھا۔ لہذا وہ لوگ جو کسی ظالم حکومت میں رہتے ہیں اگر ان کو حج کی ادائیگی میں خوف کا غلبہ ہو تو ان لوگوں پر حج واجب نہیں ورنہ واجب ہے۔ اور حج کرنے میں اگر بعض لوگوں کو قید و بند کی تکلیفیں اٹھانی پڑیں یا بعض حجاج قتل کر دیئے جائیں تو یہ مانع وجوب حج نہیں۔ اس لئے کہ پانی کی قلت، گرم ہوا کی تکلیف اور بعض حجاج کے قتل سے حجاز مقدس کا سفر زمانہ سابق میں اکثر محفوظ نہ تھا اس کے باوجود حج فرض رہا۔ ہاں اگر حج کرنے کے سبب ظالم حکومت اکثر حجاج کو قتل کر دے تو اس صورت میں حج فرض نہ ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے غلبۃ السلامۃ لیس المراد بہا لکل احد بل للمجموع وھی لا تنتفی الا بقتل الاکثر او الکثیر اور فتاوی بزازیہ میں فرمایا والمختار لکن عدم السقوط لان البادیۃ والطریق ما خلت عن آفۃ ومانع ماوانی یوجد رضی اللہ تعالی عنہ یارتہ الغا اللہ ایفۃ بلا مخاطرۃ۔ اور حج کرنے کے لئے کچھ رشوت دینا پڑے جب بھی جانا واجب ہے۔ اور چونکہ مسلمان اپنے فرائض ادا کرنے کے لئے مجبور ہیں اس لئے دینے والوں پر مواخذہ نہیں۔ درمختار میں ہے امن الطریق بغلبۃ السلامۃ ولو بالرشوۃ علی ما حققہ الکمال اور فتح القدیر و بحر الرائق میں ہے وعلی تقدیر اخذھم الرشوۃ فالاثم فی مثلہ علی الآخذ لا المعطی علی ما عرف من تقسیم الرشوۃ فی کتاب القضاء ولا یترک الفرض لمعصیۃ عاص۔ اور مذکورہ بالا حالات میں جن لوگوں نے حج کر لیا ان کا حج فرض ادا ہو گیا۔ ھذا ما ظہر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالی و رسولہ الاعلی جل جلالہ وصلی المولی تعالی علیہ وسلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۸ / ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مسئلہ از جان محمد عرف بتو چوڑی فروش ہریا بازار بستی۔

حج میں بیوی کو ساتھ لے جانا ضروری ہے؟ ساتھ نہ لے جانے میں کیا حج کے ثواب میں کمی رہ جاتی ہے؟ بینوا توجروا

الجواب حج میں بیوی کو ساتھ لے جانا ضروری نہیں ساتھ نہ لے جانے سے حج کے ثواب میں کوئی کمی نہیں۔ وھو تعالی و رسولہ الاعلی اعلم

کتبہ
بدر الدین احمد رضوی
۵ / جمادی الاخری ۷۷ھ

مسئلہ از کلو کمہریا پوسٹ گورا بازار بستی

مسماۃ رؤفہ اپنے شوہر کے پھوپھا ملک رفیق صاحب کے ہمراہ حج کو جانا چاہتی ہیں شرعاً ان کا جانا جائز ہے کہ نہیں؟ بینوا توجروا

Marfat.com

الجواب صورت مسئولہ میں مسماۃ رؤفہ کا سفر ملک محمد رفیق کے ہمراہ حرام ہے انوار البشارہ فی مسائل الحج والزیارہ ص۳ میں ہے عورت کے ساتھ جب تک شوہر یا محرم بالغ قابل اطمینان نہ ہو جس سے نکاح ہمیشہ حرام ہے سفر حرام ہے اگر کرے گی حج ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا وسبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ بدرالدین احمد رضوی
۲۳ رجب ۱۳۷۸ھ

مسئلہ از صمدہ پوسٹ گوتنائیں گنج ضلع فیض آباد مرسلہ عبدالغفور خزانچی

جس روپئے میں سے زکوٰۃ نہ نکالی گئی ہو اور اس روپیہ سے کسی نے حج بیت اللہ شریف ادا کیا تو حج ہو گیا یا نہیں؟ اور اس روپئے کی زکوٰۃ ادا کرنا اب بھی فرض ہے یا نہیں؟

الجواب جن روپیوں کی زکاۃ نہ ادا کی گئی ہو ان روپیوں سے اگر کسی نے حج کیا تو حج ہو جائیگا لیکن ان روپیوں کی زکوٰۃ ادا کرنا اب بھی فرض ہے اگر نہیں ادا کریگا تو گنہگار ہوگا۔ وھو سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۳ من ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ

مسئلہ از عبدالکریم رحمانی محلہ مرزامنڈی کالپی ضلع جالون

نیشنل انجمن کمیٹی چالیس ممبران کے ساتھ ایک عرصہ دراز سے پچھڑے ہوئے بلکہ خصوصاً غرباء ومساکین کی رقومات کے ذریعہ دینی خدمات انجام دے رہی ہے بفضل خدا یہ سب صاحب وسعت ہیں اور گرانی کی وجہ سے ان چالیس ممبران نے یہ طے کیا کہ ہر ممبر دو ہزار سالانہ دے ایک سال میں اسی ہزار ہو جائیں گے قرعہ اندازی کے ذریعہ آٹھ ممبران سالانہ روانہ کر کے پانچ سال میں چالیس ممبران زیارت حج بیت اللہ سے سرفراز ہو سکتے ہیں۔ تو کیا ان چالیس ممبران کا اس طرح حج بیت اللہ کرنا از روئے شرع جائز ہے؟

الجواب صورت مذکورہ کے ساتھ لوگوں کا حج بیت اللہ کے لئے جانا جائز ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ ھٰذا ما ظھر لی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از محمد زماں قادری کلیان پور برگدوا ضلع گونڈہ

Marfat.com

زید کی بیوی کا نام زیب النساء ہے عرصہ پچیس سال کا گزرا زید نے اپنی بیوی زیب النساء کو بوجہ بے اولاد ہونے کے اپنی جائداد سے حصہ دیکر الگ کر کے دوسری شادی کرلیا اور زیب النساء سے تعلقات منقطع کر لئے لیکن طلاق نہیں دیا آج تک زیب النساء بذات خود اپنی جائداد کا انتظام کر رہی ہے اور گزر اوقات کر رہی ہے اب زیب النساء اپنی جائداد کی بچت کی رقم سے حج بیت اللہ شریف کو جانا چاہتی ہے لیکن زید اسے اجازت نہیں دیتا اور ساتھ جانے کو تیار بھی نہیں حالانکہ زیب النساء زید کو نصف خرچہ بھی دینے کو تیار ہے ایسی صورت میں زیب النساء کے ادائیگی حج بیت اللہ شریف کی کیا صورت ہے جبکہ زیب النساء نے مغل لائن میں روپیہ بھی داخل کر دیا ہے؟

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے حج کے لئے جانا حرام ہے (فتاوی رضویہ) صورت مسئولہ میں اگر عورت پر حج فرض ہے اور شوہر عورت کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہے تو کسی ایسے محرم کے ساتھ جو عاقل بالغ غیر فاسق ہو شوہر کی اجازت کے بغیر چلی جائے بہار شریعت جلد ششم ص۱۴ پر ہے "جب محرم ہے تو حج فرض کے لئے محرم کے ساتھ جائے اگرچہ شوہر اجازت نہ دیتا ہو نفل اور سنت کا حج ہو تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے" انتہی بالفاظہ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالی ورسولہ الاعلی جل جلالہ وصلی المولی تعالی علیہ وسلم

کتبہ

جلال الدین احمد الامجدی

۱۹ر جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

مسئلہ

محمد حنیف رضوی سنی رضوی مسجد، آگرہ روڈ کرلا، بمبئی

زید حج کے لئے جا رہا ہے اس کے نام سے گھر پر قربانی ہوگی تو زید پر حج کی قربانی واجب ہوگی یا نہیں؟

الجواب

زید نے اگر حج افراد کیا تو اس پر حج کی قربانی واجب نہ ہوگی بلکہ اس صورت میں مستحب ہوگی اور حج تمتع یا قران کیا تو بہر حال اس پر حج کے شکرانہ کی قربانی واجب ہوگی البتہ اگر محتاج محض ہو جائے یعنی اس کے پاس اتنا نقد نہ رہ جائے کہ جانور خرید سکے اور نہ ایسا سامان رہے کہ اسے بیچ کر لا سکے تو اس صورت میں قران یا تمتع کرنے والے پر قربانی کے بدلے دس روزے واجب ہوں گے تین تو حج کے مہینے میں یعنی یکم شوال سے نویں ذی الحجہ تک حج کا احرام باندھنے کے بعد جب چاہے رکھے اور باقی سات روزے تیرہویں ذی الحجہ کے بعد بہتر یہ ہے کہ گھر پہونچ کر رکھے قال اللہ تعالی فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ (پ۲ ع۸) اور در مختار مع شامی جلد دوم ص۱۹۲ میں ہے ذبح للقران وھو دم شکر بعد رمی یوم النحر وان عجز صام ثلثۃ ایام ولو متفرقۃ آخرھا یوم عرفۃ وسبعۃ

Marfat.com

بعد تمام ایام حج اھ ملخصًا۔ پھر اگر ایام نحر میں قارن اور متمتع شرعًا مقیم رہے یعنی مکہ شریف میں کم سے کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت سے اس وقت حاضر ہوئے کہ منیٰ کی طرف حج کے لئے نکلنے میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ باقی رہے اور اس درمیان میں تین دن کی مسافت کا سفر نہ کرے اور مالک نصاب رہے تو ان پر عید اضحیٰ کی قربانی بھی واجب ہے چاہے حرم میں کریں یا گھر پر اور اگر شرعًا مسافر رہے اور وطن میں اپنے نام قربانی کا انتظام کیے تو وہ قربانی ان کی جانب سے نفلی ہوگی۔ کسی صورت میں گھر کی قربانی حج کے شکرانہ کی قربانی کا بدل نہیں بن سکتی کہ اس کے لئے منیٰ اور حدود حرم خاص ہیں جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم ص۱۹۳ پر حج کے شکرانہ کی قربانی کے بارے میں ہے یختص بالمکان وھو الحرم اھ ھذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۸؍ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ

از حاجی محمد رفیق خاں ساکن اٹہڑی ضلع بستی

اگر کسی شخص پر حج فرض ہو لیکن وہ حج کرنے پر قادر نہ ہو تو وہ اپنی جانب سے حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس صورت میں حج مفروض سے بری الذمہ ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب

اگر کسی پر حج فرض ہو اور اس نے ادا نہ کیا یہاں تک کہ اب اس کے ادا کرنے پر قادر نہ رہ گیا مثلًا اپاہج یا مفلوج ہو گیا یا عورت تھی اب اس کا محرم نہیں رہ گیا تو اس پر وہ حج فرض باقی ہے خود نہ کر سکے تو حج بدل کرائے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۲۰۴ میں ہے ولو ملک الزاد والراحلۃ وھو صحیح البدن ولم یحج حتی صار زمنا او مفلوجا لزمہ الاحجاج بالمال بلا خلاف کذا فی المحیط یعنی اگر کوئی حالت تندرستی میں زاد و راحلہ کا مالک ہوا اور اس نے حج نہ ادا کیا یہاں تک کہ اپاہج یا مفلوج ہو گیا تو اس پر حج بدل کرانا بلا اختلاف واجب و لازم ہے اسی طرح محیط میں ہے اور اس طرح کرنے سے وہ حج مفروض سے بری الذمہ ہو جائے گا جیسا کہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے مشکوٰۃ شریف کتاب الحج ص۲۲۱ میں ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اتی رجل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال ان اختی نذرت ان تحج وانھا ماتت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان علیھا دین اکنت قاضیہ قال نعم قال فاقض دین اللہ فھو احق بالقضاء متفق علیہ۔ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی اور حج کرنے سے پہلے وہ مر گئی آپ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا کرتا اس نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا تو پھر خدائے تعالیٰ کا

Marfat.com

قرض بھی ادا کرو اور اس کا ادا کرنا زیادہ ضروری ہے (بخاری و مسلم) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۶؍ شعبان المکرم ۱۳۸۲ھ

مسئلہ از (مولانا) محمد حفیظ اللہ نعیمی دار العلوم فاروقیہ مدھ نگر دھوائی ضلع گونڈہ۔

متمتع محرم بدون الہدی قبل احرام حج ایام اقامت میں نفلی عمرے کر سکتا ہے یا نہیں؟ پاکستان کراچی سے "فتویٰ برائے ادائے عمرہ" نام کر کے ایک فتویٰ شائع ہوا ہے۔ جس میں جواز کی طرف روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے برخلاف بہار شریعت کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایام اقامت میں عمرہ ممنوع ہے حجاج کو صرف طواف کرنا چاہیئے بہار شریعت کی عبارت درج ذیل ہے (۳۰) اب یہ سب حجاج (قارن متمتع مفرد کوئی ہو) منیٰ کے جانے کے لئے مکہ معظمہ میں آٹھویں تاریخ کا انتظار کر رہے ہیں ایام اقامت میں جس قدر ہو سکے نرا طواف بغیر اضطباع و رمل و سعی کرتے رہیں کہ باہر والوں کے لئے یہ سب سے بہتر عبادت ہے۔ بہار شریعت حصہ ششم "طواف و سعی صفا مروہ و عمرہ کا بیان"، اس سلسلہ میں حکم شرعی کیا ہے؟ آپ اپنی تحقیقات سے فیض یاب فرمائیں۔

الجواب بعون الملک العزیز الوهاب متمتع غیر السائق للہدی مکہ معظمہ ہو کر عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد قبل احرام حج مزید عمرے کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اور راجح قول یہی ہے کہ کر سکتا ہے اس لئے کہ عمرے کا کوئی وقت مقرر نہیں صرف پانچ دن یعنی ۹؍ ذی الحجہ سے ۱۳؍ ذی الحجہ تک ناجائز ہے۔ ان ایام کے علاوہ پورے سال میں جب چاہے کر سکتا ہے اور قارن کو ان دنوں میں بھی عمرہ کرنا جائز ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص ۲۲۱ اور فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ جلد اول ص ۲۷۵ میں ہے وقتھا جمیع السنۃ الا خمسۃ ایام تکرہ فیھا العمرۃ لغیر القارن وھی یوم عرفۃ و یوم النحر و ایام التشریق اور درمختار میں ہے جازت فی کل السنۃ وندبت فی رمضان وکرھت تحریما یوم عرفۃ واربعۃ بعدھا اور علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ نے صاف لفظوں میں جواز کی صراحت فرمائی ہے جیسا کہ منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق جلد دوم ص ۳۶۶ میں ہے وقد ذکر فی اللباب ان المتمتع لا یعتمر قبل الحج قال شارحہ ھذا ابناء علی ان المکی ممنوع من العمرۃ المفردۃ ایضا وقد سبق انہ غیر صحیح بل انہ ممنوع من التمتع والقران وھذا المتمتع آفاقی غیر ممنوع من العمرۃ فجاز لہ تکرارھا لانھا عبادۃ مستقلۃ ایضا کالطواف اھ اور رد المحتار باب التمتع جلد دوم ص ۱۹۵ میں ہے درمختار کے قول واقام مکۃ حلالا کے تحت تنبیہ فرمایا ہے افادانہ یفعل ما یفعلہ الحلال فیطوف بالبیت ما بدالہ ویعتمر قبل الحج۔ اور چونکہ یہ مسئلہ

Marfat.com

مختلف فیہ ہے جیساکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فتاوی رضویہ جلد چہارم ص۲۷ پر اس مسئلہ کے اختلاف کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے لاختلاف العلماء فی نفس جواز العمرۃ فی اشھر الحج۔ اور اہل حرم کے عمل سے عدم جواز ظاہر ہے غالباً اس لئے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس مسئلہ کے بیان سے سکوت فرمایا۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۴/ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ

از احسان علی سبحانی موضع پرساڈ اکخانہ کوٹ خاص ضلع گونڈہ

حجر اسود کیا چیز ہے؟ وہ کہاں سے آیا ہے؟

الجواب

حجر اسود اس کالے پتھر کو کہتے ہیں جو کعبہ شریف کی دیوار کے ایک کونے میں زمین سے تقریباً چار فٹ اوپر نصب ہے یہ پتھر جنت سے آیا ہے اور اس کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت ہے جیساکہ حدیث شریف میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزل الحجر الاسود من الجنۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجر اسود جنت سے آیا ہے (احمد، ترمذی، مشکوٰۃ ص۲۲۷) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ان الرکن والمقام یاقوتتان من یاقوت الجنۃ۔ یعنی حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں (ترمذی، مشکوٰۃ ص۲۲۷) واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۴/ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ

از جمیل احمد خاں موضع بسنت پور (مدرہوا) پوسٹ بچھیڑوا، منکاپور۔ ضلع گونڈہ

زید کہتا ہے کہ بیت اللہ شریف حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اسی جگہ کی مٹی لیا تھا جس جگہ بیت اللہ شریف بنا ہے تو کیا واقعی بیت اللہ شریف حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے اگر نہیں ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب بیت اللہ شریف کو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر بتانا اور دلیل میں یہ پیش کرنا کہ "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اسی جگہ کی مٹی لیا تھا" غلط ہے اس لئے کہ حدیث اور تفسیر کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کرنے کے لئے پوری روئے زمین سے مٹی لی گئی تھی جس میں سیاہ، سفید، سرخ اور کھاری وغیرہ ہر قسم کی مٹی تھی اسی لئے ان کی اولاد

Marfat.com

کا مزاج ہر قسم کا ہے جیسا کہ حدیث کی مشہور کتاب احمد، ترمذی اور ابوداؤد میں ہے عن ابی موسیٰ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول ان اللہ خلق آدم من قبضۃ قبضھا من جمیع الارض فجاء بنو آدم علیٰ قدر الارض بھم الاحمر والابیض والاسود وبین ذلک والسھل والحزن والخبیث والطیب یعنی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا ہے جو پوری زمین سے لی گئی تھی تو آدم علیہ السلام کی اولاد کا مزاج زمین کے مطابق ہے کہ بعض ان میں سے سرخ ہیں، بعض سفید، بعض کالے ہیں اور بعض ان کے درمیان اور بعض نرم مزاج ہیں اور بعض سخت مزاج اور کچھ پاک طبیعت کے ہیں اور کچھ ناپاک طبیعت کے (مشکوٰۃ شریف ص۲۲) اور تفسیر جلالین ص۷ پر ہے خلق تعالیٰ آدم من ادیم الارض ای وجھھا بان قبض منھا قبضۃ من جمیع الوانھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے روئے زمین سے ہر رنگ کی ایک ایک مٹھی مٹی لے کر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور تفسیر صاوی جلد اول ص۱۹ میں ہے ھو ماخوذ من ادیم الارض لخلقہ من جمیع اجزائھا وکانت ستین جزأ ولذالک کانت طباع بنیہ ستین طبعًا۔ یعنی لفظ آدم ادیم الارض سے ماخوذ ہے اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زمین کے تمام اجزاء سے ہوئی ہے جو ساٹھ جز ہیں اسی لئے ان کی اولاد کی طبیعتیں ساٹھ قسم کی ہیں اور تفسیر جمل جلد ثانی ص۴۳ میں ہے انہ کان ترابًا متفرق الاجزاء۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا مختلف حصوں کی مٹی سے تیار ہوا تھا۔ اور تفسیر ابوالسعود علی ہامش تفسیر کبیر جلد اول ص۲۶۴ میں ہے انہ تعالیٰ قبض قبضۃ من جمیع الارض یعنی خدائے تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے لئے پوری زمین سے ایک مٹھی مٹی لی۔ اور تفسیر خازن جلد اول ص۴۶ میں ہے قبض منھا قبضۃ من جمیع بقاعھا من عذبھا وملحھا وحلوھا ومرھا وطیبھا وخبیثھا۔ یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کرنے کے لئے زمین کے ہر حصے سے ایک مٹھی مٹی جس میں خوشگوار، نمکین، میٹھی، کڑوی، اچھی اور خراب ہر قسم کی مٹی تھی۔ اور تفسیر روح البیان جلد اول ص۹۹ میں ہے قبض قبضۃ من وجہ الارض مقدار اربعین ذراعًا من زوایاھا الارض فلذالک یاتی بنوہ اخیافًا ای مختلفین علیٰ حسب اختلاف الوان الارض واوصافھا فنھم الابیض والاسود والاحمر واللین والغلیظ۔ یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کرنے کے لئے زمین کے ہر حصے سے چالیس ہاتھ مٹی لی اسی لئے زمین کے رنگ اور اس کی حالتوں کے مختلف ہونے کے لحاظ سے ان کی اولاد بھی مختلف ہے کہ ان میں سے بعض سفید، بعض کالے، بعض سرخ، بعض نرم اور بعض سخت ہیں۔ حدیث شریف اور معتبر تفسیروں کے ان تمام

Marfat.com

حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام پوری روئے زمین کی ہر قسم کی مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ جہاں بیت اللہ شریف ہے صرف وہاں کی مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ بیت اللہ شریف حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے اس لئے کہ ان کی قبر منیٰ میں مسجد خیف کے پاس ہے اسی طرح تفسیر عزیزی وغیرہ میں حضرت مجاہد سے روایت ہے (تفسیر نعیمی جلد اول ص۲۰۲) وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۳ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از صفی اللہ خاں موضع یکڈنگوا پوسٹ کلھوئی بازار۔ ضلع گورکھپور

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ کو ہاتھ سے بوسہ لینا اور اس کا طواف کرنا اور منھ سے چومنا اور اتنا جھکنا کہ دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ حالت رکوع میں ہے یہ کرنا عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟ جواب باصواب مرحمت فرمائیں!

الجواب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ کو ہاتھ سے بوسہ لینے یا اس کے منھ سے چومنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ کسی انسان کی حضور کی قبر مبارک تک رسائی ہی نہیں ہوتی البتہ روضۂ مبارکہ کی جالی شریف جو باہر ہے اس کا بوسہ لینا اور ہاتھ سے چھونا منع ہے جیسا کہ پیشوائے اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے قریب نہ جاؤ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص۷۲۲) اور روضۂ مبارکہ کا طواف کرنا یا اس کے سامنے بحد رکوع جھکنا منع ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں روضۂ انور کا طواف نہ کرو نہ سجدہ نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص۷۲۴) وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۳ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از فیض اللہ متعلم مدرسہ اہلسنت فیضان الرسول شیوہرا ضلع بستی

کیا حج کرنے سے سبھی گناہ کبیرہ وصغیرہ فرائض جن کی قضا ہے اور وہ گناہ جن کی قضا نہیں ہے سب معاف ہو جاتے ہیں؟ یا اس میں تخصیص ہے؟ بحوالہ کتب جواب سے ممنون فرمایا جائے۔

Marfat.com

الجواب حج سے گناہوں کی معافی کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے رسالہ مبارکہ "اعجب الامداد" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس نے پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کیا اور اس میں لڑائی، جھگڑا نیز ہر قسم کے گناہوں اور نافرمانی سے بچا پھر حج کے بعد فوراً مر گیا اتنی مہلت نہ ملی کہ جو حقوق اللہ یا حقوق العباد اس کے ذمہ تھے انھیں ادا کرتا یا ادا کرنے کی فکر کرتا تو حج قبول ہونے کی صورت میں امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام حقوق کو معاف کر دے اور حقوق العباد کو اپنے ذمہ کرم پر لے کر حق والوں کو قیامت کے دن راضی کرے اور خصومت سے نجات بخشے۔ اور اگر حج کے بعد زندہ رہا اور حتی الامکان حقوق کا تدارک کر لیا یعنی سالہائے گزشتہ کی مابقی زکوٰۃ ادا کر دی، چھوٹی ہوئی نماز اور روزہ کی قضا کی، جس کا حق مار لیا تھا اس کو یاد آنے کے بعد اس کے وارثین کو دیدیا، جسے تکلیف پہونچائی تھی معاف کرالیا، جو صاحب حق نہ رہا اس کی طرف سے صدقہ کر دیا اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے ادا کرتے کرتے کچھ رہ گیا تو موت کے وقت اپنے مال میں سے ان کی ادائیگی کی وصیت کر گیا۔ خلاصہ یہ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد سے چھٹکارے کی ہر ممکن کوشش کی تو اس کے لئے بخشش کی اور زیادہ امید ہے۔ ہاں اگر حج کے بعد قدرت ہونے کے باوجود ان امور سے غفلت برتی انھیں ادا نہ کیا تو یہ سب گناہ ازسرنو اس کے ذمہ ہوں گے اس لئے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد تو باقی ہی تھے ان کی ادائیگی میں تاخیر کرنا پھر تازہ گناہ ہوا جس کے ازالہ کے لئے وہ حج کافی نہ ہوگا اس لئے کہ حج گذرے ہوئے گناہوں یعنی وقت پر نماز و روزہ وغیرہ ادا نہ کرنے کی تقصیر کو دھوتا ہے۔ حج سے قضا شدہ نماز اور روزہ ہرگز نہیں معاف ہوتے اور نہ آئندہ کے لئے پروانۂ آزادی ملتا ہے انتہی کلامہ ملخصاً۔ اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں ان الحجۃ والحج لایکفران المظالم ولا یقطع فیہا بمحو الکبائر وانما یکفران الصغائر۔ وقال الترمذی ہو مخصوص بالمعاصی المتعلقۃ بحق اللہ تعالیٰ لا العباد ولا یسقط الحق نفسہ بل من علیہ صلاۃ یسقط عنہ اثم تاخیرہا لا نفسہا فلو اخرہا بعدہ تجدد اثم اخر۔ ونحوہ فی البحر وحقق ذالک البرہان اللقانی فی شرح الکبیر علی جوہرۃ التوحید بان قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج من ذنوبہ لایتناول حقوق اللہ تعالیٰ وحقوق عبادہ لانہا فی الذمۃ لیست ذنبا وانما الذنب المطل فیہا فالذی یسقط اثم مخالفۃ اللہ تعالیٰ فقط اھ۔ والحاصل ان تاخیر الدین وغیرہ وتاخیر نحو الصلوٰۃ والزکاۃ من حقوقہ تعالیٰ فیسقط اثم التاخیر فقط عما مضی دون الاصل ودون التاخیر المستقبل قال فی البحر فلیس معنی التکفیر کما یتوہمہ کثیر من الناس ان الدین یسقط عنہ وکذا قضاء الصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ اذ لم یقل احد

Marfat.com

بذالك اھ قلت قد یقال بسقوط نفس الحق اذا مات قبل القدرۃ علی ادائہ سواء کان حق اللہ تعالیٰ او حق عبادہ ولیس فی ترکتہ ما یفی بہ لانہ اذا سقط اثم التاخیر ولم یتحقق منہ اثم بعدہ فلا مانع من سقوط نفس الحق اما حق اللہ تعالیٰ فظاھر واما حق العبد فاللہ تعالیٰ یرضی خصمہ عنہ والحاصل کما فی البحران المسئلۃ ظنیۃ فلا یقطع بتکفیر الحج للکبائر من حقوقہ تعالیٰ فضلا عن حقوق العباد اھ تلخیصًا (ردالمحتار جلد ثانی ص ۲۵۵) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲۵ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

مسئلہ از غلام نبی خاں پوسٹ ومقام پچوکھری ضلع بستی

زید تیس سال سے ایک مدرسہ میں تعلیم دے رہا ہے خدائے تعالیٰ نے ان کو حج بیت اللہ سے سرفراز فرمایا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان کو ایام حج کی تنخواہ کا مطالبہ کرنا اور کمیٹی کا ان کے مطالبہ کو منظور کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حج کی ادائیگی میں جو ایام صرف ہوئے ان ایام کی تنخواہ کا مطالبہ جائز نہیں اور ایسے مطالبہ کا منظور کرنا بھی جائز نہیں اس لئے کہ مدرس ان ایام کی تنخواہ کا مستحق نہیں ہے جیسا کہ شامی جلد سوم مطبوعہ ہند ص ۴۰۸ میں ہے ان المدرس ونحوہ اذا اصابہ عذر من مرض او حج بحیث لا یمکنہ المباشرۃ لا یستحق المعلوم لانہ ادار الحکم فی المعلوم علی نفس المباشرۃ فان وجدت استحق المعلوم والا فلا وھذا ھو الفقہ اھ۔ ھذا ما ظھر لی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

شعیب الاولیا حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم یادگار دار العلوم اہلسنت
فیض الرسول براؤں شریف
زندہ باد - پائندہ باد

Marfat.com

كتابُ النِّكاح

نکاح کا بیان

مسئلہ ازمختار احمد پوسٹ ومقام لوہرسن محلہ اتر ضلع بستی

نکاح کرنا حدیث میں سنت ہے اور قرآن میں فرض۔ اب اگر ہم قرآن پر عمل کر رہے ہیں تو حدیث چھوٹ رہی ہے اور اگر ہم حدیث پر عمل کر رہے ہیں تو قرآن چھوٹ رہا ہے اب ہم کس پر عمل کریں مدلل اور مفصل جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

الجواب جو شخص مہر ونفقہ کی قدرت رکھتا ہو اور اُسے یقین ہو کہ بحالت تجرد زنا کی معصیت میں مبتلا ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے اور اگر زنا کا یقین نہیں ہے بلکہ صرف اندیشہ ہے تو نکاح کرنا واجب ہے اور اگر شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو تو نکاح کرنا سنت موکدہ ہے اور اگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا یا نکاح کے بعد جو فرائض متعلقہ ہیں انھیں پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت) خلاصہ یہ ہے کہ بعض صورتوں میں نکاح کرنا سنت ہے اور بعض صورتوں میں فرض ہے نہ ہر صورت میں نکاح کرنا سنت ہے اور نہ ہر صورت میں فرض ہے اور قرآن کی کسی آیت میں نکاح کے فرض ہونے کی تنصیص نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ محرم الحرام سنہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از محمد ممتاز احمد مقام کولدہ پوسٹ پورندپور ضلع گورکھپور

زید کے لڑکی کی شادی عمر کے لڑکے کے ساتھ کرنے کی بات چیت ہوگئی بعدہٗ۔ بکر (جو عالم دین ہے) نے عمر کو جہیز کثیر کا لالچ دلا کر اپنی لڑکی سے شادی کرنے کو طے کر لیا تو کیا یہ عمر کا فعل عندالشرع درست ہے؟

Marfat.com

الجواب — اگر واقعی زید کی لڑکی کی شادی عمر کے لڑکے کے ساتھ طے ہوگئی تھی پھر بکر نے عمر کو لالچ دلا کر اپنی لڑکی کی شادی طے کرلی تو عمر اور بکر دونوں کا یہ فعل شرعاً مذموم بے جا اور قابل مواخذہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ان العھد کان مسئولا (پ۱۵ ع ۴) وقد صح ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھی عن السوم علی سوم اخیہ والخطبۃ علی خطبۃ اخیہ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲۲/ ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از مطلوب حسین صدیقی فرخ آبادی مدرسہ زینت الاسلام قصبہ امرودھا کانپور

کیا نکاح سے پہلے دولہا کو کلمہ پڑھانا ضروری ہے؟ زید نے نکاح سے پہلے کلمہ پڑھنے سے انکار کردیا اور نکاح خواں سے کہا کہ آپ نکاح پڑھانے آئے ہیں یا مجھے مسلمان بنانے۔ کلمہ شرائط نکاح میں سے نہیں ہے آپ نکاح پڑھائیے ویسے مجھے کلمہ پڑھنے سے انکار نہیں ہے مگر اس طرح پڑھانا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس موقع پر زید کا کلمہ پڑھنے سے انکار کرنا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب — نکاح سے پہلے دولہا کو کلمہ پڑھانا ضروری نہیں ہے مگر دولہا یا دولھن کو اس کے پڑھنے سے انکار کرنا غلط ہے کہ اس کا پڑھنا پڑھانا باعث برکت اور نزول رحمت کا سبب بھی ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں ہے لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ۔ یعنی اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرو۔ اور خاتم المحققین حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں قد روی عنہ علیہ السلام انہ امر بالتلقین بعد الدفن۔ یعنی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث شریف مروی ہے کہ آپ نے دفن کے بعد کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کا حکم فرمایا۔ (رد المحتار جلد اول ص۵۷۱) حالانکہ بعد موت ایمان لانا بے کار ہے معلوم ہوا کہ کلمہ کا پڑھنا پڑھانا صرف مسلمان ہی بنانے کے لئے نہیں ہے جیسا کہ زید نے سمجھا بلکہ اس کے دیگر فوائد بھی ہیں۔ اور بوقت نکاح بہت سے فوائد کے ساتھ کلمۂ طیبہ وغیرہ پڑھانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مومن و کافر کا نکاح نہیں ہوتا ہے تو اگر لاعلمی میں دولہا دولھن کسی سے کفر سرزد ہوا ہوگا تو نکاح ہی نہیں ہوگا اور زندگی بھر حرام کاری ہوتی رہے گی اس لئے علمائے محتاطین نے دولہا دولھن کو نکاح سے پہلے کلمہ پڑھانا جاری فرمایا جیسا کہ خاتم المحدثین حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نکاح سے پہلے کلمۂ طیبہ وغیرہ پڑھانے کے بارے میں جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "از روئے شریعت درمیان مومن و کافر نکاح منعقد نمی گردد و ظاہر ست کہ از ایشاں در حالت لاعلمی یا از روئے سہو اکثر کلمۂ کفر صادر می گردد کہ ایشاں بر آں متنبہ نمی شوند دریں صورت اکثر نکاح متناکحین منعقد

Marfat.com

نمی گردد لہذا متاخرین از علمائے محتاطین احتیاطاً صفت ایمان مجمل و مفصل را بحضور متنا کحین می گویند و می گویانند تا انعقاذ نکاح بحالت اسلام واقع شود - فی الحقیقت کہ علمائے متاخرین ایں احتیاط را در عقد نکاح افزودہ اند خالی از برکت اسلامی نیست کسانیکہ از اسلام بہرہ ندارند بلطف آں کے می رسند" یعنی شریعت مطہرہ کے قانون کے مطابق مومن اور کافر کے درمیان نکاح منعقد نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ دولہا دولہن سے لاعلمی کی حالت میں یا بھول سے اکثر کلمۂ کفر صادر ہو جاتا ہے جس سے وہ لوگ آگاہ نہیں ہوتے اس صورت میں اکثر ان کا نکاح منعقد نہیں ہوتا اس لئے متاخرین علمائے محتاطین احتیاطاً ایمان مجمل و مفصل کے مضمون کو دولہا دولہن کے سامنے پڑھتے اور پڑھاتے ہیں تاکہ نکاح حالت اسلام میں منعقد ہو جائے - حقیقت میں علمائے متاخرین نے اس احتیاط کو جو عقد نکاح میں بڑھایا ہے وہ اسلام کی برکت سے خالی نہیں ہے - مگر جو لوگ کہ اسلام سے خاص حصہ نہیں رکھتے وہ اس باریکی کو نہیں پہونچ سکتے (فتاوی عزیزیہ مجلد اول صفحہ ۲۸) ثابت ہوا کہ اپنی ناسمجھی سے زید نے بوقت نکاح جو کلمہ پڑھنے سے انکار کیا غلط کیا - وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی
یکم ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از امین الدین سراج الدین قادری سگرامپورہ مولوی اسماعیل اسٹریٹ سورت (گجرات)

کیا فرماتے ہیں حضرت مفتی صاحب قبلہ اس مسئلہ میں ہمارے یہاں سورت میں پرانے رواج کے مطابق قاضی شہر کے نائب نکاح پڑھاتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے - **اولاً**: وکیل صاحب سے قاضی صاحب دریافت کرتے ہیں کہ آپ نے لڑکی کی اجازت لی؟ جواب ملتا ہے ہاں بعدہٗ دونوں گواہوں سے مخاطب ہو کر کہا جاتا ہے کہ تم دونوں نے سنا؟ جواب ملتا ہے ہاں اس کے بعد قاضی صاحب وکیل صاحب سے اجازت طلب کرتے ہیں کہ نکاح پڑھا دوں؟ جواب ملتا ہے ہاں - **دوم**: نوشہ کو کلمۂ شہادت اور ایمان مفصل پڑھاتے ہیں - **سوم**: خطبہ پڑھا جاتا ہے - **چہارم**: وکیل صاحب سے مخاطب ہو کر کہا جاتا ہے کہ سنئے آپ نے اپنی موکلہ، عاقلہ، بالغہ سماۃ نام بنت والدین دادا کو اس کی خود کی اصالتاً سے اور آپ کی وکالت سے ان دونوں شاہدین کی شہادت سے اور جمیع حاضرین مجلس کے سامنے ذات اس شخص نام بن والد بن دادا کے ساتھ بعوض روپیہ سکۂ رائج الوقت مہر موجل کے نام بنت والدین دادا کا نکاح نام بن والدین دادا کے ساتھ کر دیا؟ ہاں اس کو ان کے نکاح میں دی؟ ہاں **پنجم**: نوشہ سے مخاطب ہو کر کہا جاتا ہے کہ سنئے جناب نام صاحب عاقلہ، بالغہ، سماۃ نام بنت والدین دادا کو اس کی خود کی اصالتاً سے اور جناب (وکیل) نام بن والد کی وکالت سے اور ان دونوں شاہدین کی شہادت سے اور جمیع

Marfat.com

حاضرین مجلس کے سامنے بعوض روپیہ عدد سکۂ رائج الوقت مہر مؤجل کے صحیح شرعاً اصالتاً وکالتاً نام بنت والد کو آپ نے اپنے نکاح میں قبول کی؟ ہاں! آپ نے اپنی زوجیت میں لی؟ ہاں۔ پڑھو فَقَبِلْتُهَا وَتَزَوَّجْتُهَا وَنَكَحْتُهَا۔

ششم: دعا پڑھی جاتی ہے کیا مذکورہ بالا تفصیل سے پڑھایا گیا نکاح درست ہے؟ زید کہتا ہے یہ نکاح فضولی ہے۔ اگر لڑکی نے بعد میں انکار کر دیا تو نکاح فسخ (ٹوٹ) ہو جائیگا تو یہ اس کا کہنا ٹھیک ہے؟ اگر نہیں ہے تو صحیح طریقہ سے آگاہ فرمائیں؟

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب صورت مسئولہ میں اگر لڑکی نے اجازت طلب کرنے والے کو نکاح کا وکیل بنایا مگر وکیل نے خود نکاح پڑھانے کے بجائے دوسرے کو نکاح پڑھانے کی اجازت دی تو اس صورت میں بیشک نکاح فضولی ہوا اس لئے کہ وکیل کو اختیار نہیں کہ اس کام کے لئے وہ دوسرے کو وکیل بنائے ردالمحتار میں ہے الوکیل لیس لہ التوکیل بالنکاح اھ۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "وکیل بالنکاح کو شرعاً اتنا اختیار ہے کہ خود نکاح پڑھائے نہ کہ دوسرے کو پڑھانے کی اجازت دے جب تک کہ ماذون مطلق یا صراحتاً دوسرے کو وکیل کرنے کا مجاز نہ ہو بغیر اس کے اگر اس نے دوسرے سے نکاح پڑھوایا تو صحیح مذہب پر نکاح بلا اذن ہوگا اگرچہ عقد اس (وکیل) کے سامنے ہی واقع ہو فی ردالمحتار عن العلامۃ الرحمتی الحموی عن کلام الامام محمد فی الاصل ان مباشرۃ وکیل الوکیل بحضرۃ الوکیل فی النکاح لاتکون کمباشرۃ الوکیل بنفسہ بخلافہ فی البیع" (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص۱۳) اور حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں یہ جو تمام ہندوستان میں رائج ہے کہ عورت سے ایک شخص اذن لیکر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں وہ نکاح پڑھانے والے سے کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے یہ طریقہ محض غلط ہے وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ اس کام کے لئے وہ دوسرے کو وکیل بنا دے اگر ایسا کیا گیا تو نکاح فضولی ہوا اجازت پر موقوف ہے اجازت سے پہلے مرد و عورت ہر ایک کو توڑنے کا اختیار ہے بلکہ یوں چاہیئے کہ جو نکاح پڑھائے وہ عورت یا اس کے ولی کا وکیل بنے خواہ یہ خود اس کے پاس جاکر وکالت حاصل کرے یا دوسرا اس کی وکالت کے لئے اذن لائے کہ فلاں ابن فلاں کو تو نے وکیل کیا کہ وہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں سے کر دے عورت کہے ہاں (بہار شریعت حصہ ہفتم ص۱۴۳) مگر جب کہ اس علاقہ میں یہ بات مشہور و معروف ہو کہ وکیل خود نہ پڑھائے گا بلکہ دوسرے سے پڑھوائے گا تو اذن کے ضمن میں دوسرے کو بھی اذن دینے کا عرفاً اذن مل گیا فان المعروف کالمشروط کما ھو من القواعد المقررۃ الفقھیۃ اور وکیل کو جب اذن توکیل ہو تو بیشک اسے اختیار ہے کہ خود پڑھائے یا دوسرے کو اجازت دے۔

Marfat.com

فی الاشباہ لایوکل الوکیل الا باذن اوتعمیم ۱ھ۔ اس تقدیر پر نکاح فضولی نہ ہوا بلکہ نافذ اور لازم واقع ہوا مگر یہ اسی صورت میں ہوگا جبکہ اس طریقۂ نکاح کی شہرت ایسی عام ہو کہ کنواری لڑکیاں بھی اس سے واقف ہوں اور جانتی ہوں کہ وکیل خود نہ پڑھائے گا دوسرے سے پڑھوائے گا والا لم یکن معروفاً عندھن فلا یجعل کالمشروط فی حقھن۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ وکیل اصلی نے نکاح کے بعد کوئی ایسا کلمہ نہ کہا کہ جس سے اس نکاح کی اجازت ٹھہرے ورنہ خود اسی کے جائز کر دینے سے جائز ہو جائے گا اگرچہ اسے اذن توکیل نہ ہو فی الاشباہ الوکیل اذا وکل بغیر اذن وتعمیم واجاز مافعلہ وکیلہ نفذ الا الطلاق والعتاق اھ۔ وھو تعالٰی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۳ر شوال المکرم سنہ ۹۹ھ

مسئلہ از عابد علی محلہ بہترین قصبہ مہنداول ضلع بستی

ہمارے یہاں رواج ہے کہ بالغہ لڑکی کے والدین لڑکی کی نسبت اس سے اجازت لئے بغیر طے کر لیتے ہیں اور لڑکی اس نسبت کی مخالفت بھی نہیں کرتی ہے کچھ دنوں کے بعد نکاح کا وقت آتا ہے تو دو وکیل دولہا کی طرف سے اور دو وکیل دولھن کی طرف سے دولھن کے باپ کے پاس جاکر کہتے ہیں کہ فلاں بن فلاں کا نکاح تمہاری فلاں لڑکی کے ساتھ کتنے مہر پر کر دیا جائے تو باپ بغیر لڑکی سے اجازت لئے ہوئے مہر بتا دیتا ہے اور نکاح پڑھانے کی اجازت دیدیتا ہے وکیل آکر نکاح خواں سے کہتے ہیں کہ فلاں بنت فلاں کا نکاح اتنے مہر میں فلاں بن فلاں کے ساتھ پڑھ دیا جائے تو نکاح خواں دولہا سے تین مرتبہ کہتا ہے کہ فلاں بنت فلاں کو اتنے مہر کے عوض اپنے نکاح میں قبول کرتے ہو کہ نہیں تو دولہا ہر مرتبہ جواب میں کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا اب نکاح خواں خطبۂ نکاح پڑھتا ہے لڑکی راضی رہتی ہے اور خوشی اپنے شوہر کے ساتھ رخصت ہو جاتی ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس طرح کے نکاح شرعاً جائز ہوتے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو شرعی طریقہ کیا ہے؟

الجواب جو رواج صورت مسئولہ میں درج ہے اس میں بعض صورتیں ایسی ہیں کہ نکاح ہو جائے گا اور کچھ صورتیں ایسی بھی نکلیں گی کہ نکاح نہ ہوگا لہذا لوگوں کو نکاح کے بارے میں رواجی طریقے سے پرہیز کرنا ضروری ہے کیونکہ جواز عدم جواز کے قوانین کی یادداشت عوام کے لئے دشوار ہے بہرحال سوال میں رواجی نکاح کا جو خاکہ پیش کیا گیا وہ نکاح فضولی ہے اور فضولی نکاح اجازت پر موقوف رہتا ہے پھر اس صورت میں بالغہ لڑکی کا بخوشی اپنے شوہر کے ساتھ رخصت ہو کر جانا اجازت ہے لہذا اب نکاح صحیح ہو جائے گا۔ نکاح کا آسان اور شرعی طریقہ

Marfat.com

یہ ہے کہ زید مثلاً کسی بالغہ عورت خواہ اپنی بیٹی یا غیر کا نکاح پڑھانا چاہتا ہے تو وہ خود عورت کے پاس جائے اور اسے کہے کہ تونے فلاں بن فلاں کے ساتھ اتنے مہر پر نکاح پڑھانے کے لئے مجھے وکیل بنایا؟ اگر عورت ہاں کہدے تو زید مجلس نکاح میں آکر خطبۂ نکاح پڑھے اور دولہا سے ایجاب کرکے اس سے قبول کرائے اور اگر دولہا نابالغ ہو تو اس کا ولی اس کی طرف سے قبول کرے ایجاب وقبول میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ وہ ماضی کے الفاظ ہوں یعنی دولہا سے یوں کہے کہ میں نے فلاں بنت فلاں کا نکاح اتنے مہر پر تمہارے ساتھ کیا اس پر دولہا یوں کہے کہ میں نے قبول کیا۔

کتبہ بدرالدین احمد رضوی

مسئلہ

از منصب گورکھپور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ٭ خاتون بیگم کے شوہر مرجانے کے بعد اس کے لڑکا پیدا ہوا اور لڑکا کے بارے میں پوچھا گیا کہ کس کا ہے جواب ملا کہ مسلمان کا لڑکا بالغ ہوگیا اور اب اس کا نکاح کیسے ہو اس کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں دیں شوہر مرجانے کے ۵ سال بعد لڑکا پیدا ہوا۔

الجواب نکاح میں باپ کی جگہ اس کی ماں کا نام لیا جائے گا اور باقی باتوں میں جیسے سب مسلمانوں کا نکاح ہوتا ہے ویسے ہی اس کا بھی ہوگا۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ رجمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

مسئلہ

از محمد صدیق بڑھرا ضلع بستی

زید کی شادی ہندہ سے ہوئی دونوں صحیح العقیدہ ہیں لیکن نکاح خواں غیر مقلد وہابی ہے تو ایسی حالت میں نکاح ہوا کہ نہیں؟

الجواب جو لوگ غیر مقلد وہابی کو نکاح پڑھانے کے لئے لائے وہ گنہگار ہوئے توبہ کریں کہ اس میں وہابی کی ایک طرح تعظیم ہے اور اس کی تعظیم ناجائز وگناہ ہے مگر اس نے جو نکاح پڑھایا وہ منعقد ہوگیا کہ نکاح خواں حقیقت میں وکیل ہوتا ہے اور صحت وکالت کے لئے اسلام شرط نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد سوم ص ۲۳۹ میں ہے تجوز وکالۃ المرتد بان وکل مسلم مرتدا وکذا لوکان مسلما وقت التوکیل ثم ارتد فھو علی وکالتہ الا ان یلحق بدار الحرب فتبطل وکالتہ کذا فی البدائع۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۳ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

مسئلہ از نظام اللہ بگولہوا قاضی پوسٹ شہرت گڑھ ضلع بستی

محمود نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دے دی۔ ہندہ کے محمود سے ایک لڑکا زید بھی تھا پھر ہندہ نے بکر سے نکاح کر لیا تو جب زید کا نکاح ہوا تو زید بن محمود کے بجائے زید بن بکر کہا گیا صورت مذکورہ بالا میں نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب بوقت اذن جب کہ زید بن محمود کے بجائے زید بن بکر کہا گیا اور دولھن نے یا اُس کے نابالغہ ہونے کی صورت میں اس کے ولی نے یہ جان کر اذن دیا کہ نکاح اس زید کے ساتھ ہوگا جو محمود کا لڑکا ہے لیکن بکر کے نکاح میں اس کی ماں ہونے کے سبب زید بن بکر کہہ دیا گیا ہے یعنی اذن دینے والے کے نزدیک زید متمیز ہو گیا تھا تو نکاح درست ہوا ورنہ نہیں۔ وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مسئلہ از محمد زکی موضع تونہواں ڈاکخانہ ہندا ول ضلع بستی

ایک مولوی صاحب نے نکاح پڑھاتے وقت یہ کلمہ زبان سے کہا زید کی لڑکی اصغر النساء مسمّاۃ ضروری امر یہ ہے کہ مولوی صاحب نے نہ تو لڑکے کا نام لیا اور نہ لڑکے کے والد کا نام لیا بلکہ لڑکی کے نام کے بعد مسماۃ کا لفظ کہا تو یہ کہنا کیسا ہوا؟ صحیح یا غلط نکاح ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب اگر لڑکے سے قبول کرایا جا رہا ہے تو لڑکے اور اس کے باپ کا نام لینے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ لڑکا خود سامنے موجود ہے لہٰذا نکاح ہو جائے گا۔ ہاں لڑکی سے نکاح پڑھانے کی اجازت طلب کرنے کے وقت البتہ لڑکے کا نام بتاتے ہوئے اس کی تعیین ضروری ہے ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۸ من جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ از محمد عبد العزیز قادری پارعلوی بیدی پور ضلع بستی

زید نے بکر و ہندہ کا عقد پڑھا اور دولہا کے مہر وغیرہ قبول کرنے کے بعد زید نے دولہا سے تین مرتبہ یہ لفظ کہلوایا کہ کہو میں نے قبول کیا اور میرا اللہ و رسول قبول فرمائے (۳ بار) اب خالد کہتا ہے کہ میرا اللہ و رسول قبول فرمائے اتنا لفظ کہلوانا درست نہیں ہے اور خالد دلیل دیتا ہے کہ کیا؟ نکاح اللہ و رسول کے ساتھ ہو رہا ہے جو تم کہلوا رہے

Marfat.com

ہو کہ میرا اللہ ورسول قبول فرمائے۔ لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید نے جیسا قبول کروایا ہے وہ درست ہے یا نہیں یا خالد ہی کا کہنا صحیح ہے۔ بینوا و توجروا

الجواب

بعون الملک الوھاب میرا اللہ ورسول قبول فرمائے اس جملہ کا مطلب اگر یہ ہے کہ میرے قبول کئے ہوئے نکاح کو اللہ ورسول بابرکت بنائیں تو جملہ صحیح ہے لیکن میں نے قبول کیا کے ساتھ میرا اللہ ورسول قبول فرمائے، جملہ بے محل ہے ھٰذا ما ظھر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۲ جمادی الاخریٰ ۹۲ھ

مسئلہ

از عبدالوکیل المصباحی انجمن مڈل اسکول گلمنڈی بھیلواڑہ (راجستھان)

حضور مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم۔ عرض یہ ہے کہ ایک شخص نے نکاح کے بعد کی دعا پڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھی۔ اللھم الف بینھما کما الفت بین یوسف وزلیخاء تو زید نے کہا کہ حضرت یوسف اور زلیخا کی صحبت کا ثبوت تفاسیر سے نہیں ہے یہ دعا سراسر غلط ہے تفسیر ابن کثیر نے اس کو بے بنیاد کہا ہے۔ لہٰذا حضور والا سے مؤدبانہ بصد اخلاص و احترام گذارش ہے کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام و زلیخا کی صحبت صحیح ہے تو کون سی کتاب میں اس کا ذکر ہے؟ زیادہ سے زیادہ معتبر حوالوں کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔

الجواب

مولانا المحترم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللھم الف بینھما کما الفت بین یوسف وزلیخاء یہ دعا صحیح ہے اس دعا کو غلط بتانا سراسر غلط ہے کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کے نکاح میں حضرت زلیخا کا آنا اور ان سے بچوں کا پیدا ہونا اتنی معتبر تفسیروں سے ثابت ہے کہ انکار کی گنجائش نہیں۔ آیت کریمہ وکذلک مکنا لیوسف فی الارض یتبوأ منھا حیث یشاء کے تحت تفسیر کبیر جلد خامس ص۱۳۶ میں ہے عزل الملک قطفیر زوج المرأۃ المعلومۃ ومات بعد ذالک وزوجہ الملک امرأتہ فلما دخل علیھا قال الیس ھٰذا خیر مما طلبت فوجدھا عذراء فولدت لہ ولدین افرایم ومیشا۔ یعنی بادشاہ نے زلیخا کے شوہر قطفیر کو معزول کر دیا پھر جب وہ مرگیا تو بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی شادی اس کی عورت سے کردی جب حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے جو تو چاہتی تھی۔ آپ نے حضرت زلیخا کو باکرہ پایا جن سے دو لڑکے پیدا ہوئے افرایم اور میشا۔ اور قال اجعلنی علیٰ خزائن الارض انی حفیظ علیم کے تحت تفسیر روح البیان جلد رابع ص۲۸۲ میں ہے فحملت من یوسف وولدت لہ ابنین فی بطن احدھما

Marfat.com

افرایم والآخر میشا وکانا کالشمس والقمر فی الحسن یعنی حضرت زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو ایک بطن سے دو بچے پیدا ہوئے ایک افرایم اور دوسرے میشا جو حسن میں چاند وسورج کی طرح چمکتے تھے۔ پھر اسی تفسیر روح البیان جلد رابع ص۳۲۳ پر آیت کریمہ ان ربی لطیف لمایشاء انہ ھوالعلیم الحکیم کے تحت ہے وولد یوسف من راعیل ای زلیخاء افرایم ومیشا ورحمۃ امراۃ ایوب علیہ السلام یعنی راعیل عرف زلیخا سے حضرت یوسف علیہ السلام کے دو صاحبزادے پیدا ہوئے افرایم اور میشا۔ اور ایک صاحبزادی رحمت پیدا ہوئیں جو حضرت ایوب علیہ السلام کے نکاح میں آئیں۔ اور آیت کریمہ قال انک الیوم لدینا مکین امین کے تحت تفسیر ابوالسعود علی ہامش تفسیر کبیر جلد سادس ص۱۴۲ میں ہے زوجہ راعیل فوجدھا عذراء وولدت لہ افرایم ومیشا یعنی بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح حضرت زلیخا سے کر دیا تو آپ نے ان کو کنواری پایا جن سے دو بچے افرایم اور میشا پیدا ہوئے۔ اور تفسیر مدارک جلد ثانی ص۲۲۸ پر آیت کریمہ ولاجر الآخرۃ خیر للذین آمنوا وکانوا یتقون کے تحت ہے فوض الملک الیہ امرہ وعزل قطفیر ثم مات بعد فزوجہ الملک امرأتہ فلما دخل علیھا قال الیس ھذا خیر مما طلبت فوجدھا عذراء فولدت لہ ولدین افرایم ومیشا۔ یعنی بادشاہ نے اپنا معاملہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سپرد کر دیا اور عزیز مصر قطفیر کو معزول کر دیا پھر جب وہ مر گیا تو بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا عقد اس کی بیوی زلیخا سے کر دیا جب آپ ان کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے جو تم نے چاہا تھا تو آپ نے حضرت زلیخا کو باکرہ پایا جن سے دو بچے افرایم اور میشا پیدا ہوئے۔ اور آیت کریمہ وکذالک مکنا لیوسف فی الارض یتبوأ منھا حیث یشاء کے تحت تفسیر خازن جلد ثالث ص۲۹۳ میں ہے زوج الملک یوسف امرأۃ العزیز بعد ھلاکہ یعنی عزیز مصر کی موت کے بعد بادشاہ نے اس کی بیوی زلیخا کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا۔ اور تفسیر معالم التنزیل مع خازن جلد ثالث ص۲۹۲ پر آیت کریمہ قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم کے تحت ہے زوج الملک لیوسف راعیل امراۃ قطفیر یعنی بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی شادی قطفیر عزیز مصر کی بیوی زلیخا سے کی۔ اور آیت کریمہ وکذالک مکنا لیوسف فی الارض یتبوأ منھا حیث یشاء کے تحت تفسیر جلالین ص۱۹۴ میں ہے ان الملک توجہ وختمہ وولاہ مکان العزیز وعزلہ ومات بعد فزوجہ امرأتہ زلیخاء فوجدھا عذراء وولدت لہ ولدین یعنی بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تاج دیا انگوٹھی دی اور عزیز مصر کو معزول کر کے اس کی جگہ پر آپ کو حاکم بنایا پھر جب وہ مر گیا تو بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی شادی اس کی بیوی زلیخا سے کر دی جن کو آپ نے

Marfat.com

باکرہ پایا اور ان سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اور اسی کے تحت تفسیر صاوی جلد ثانی ص۲۱۰ میں ہے فتزوج الملک یوسف امرأۃ العزیز بعد ھلاکہ فولدت لہ ولدین ذکرین افرائیم ومیشا وبنتا واسمھا رحمۃ زوجۃ ایوب علیہ السلام۔ یعنی عزیز مصر کی موت کے بعد اس کی بیوی سے بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی شادی کردی تو ان سے دو لڑکے افرائیم اور میشا پیدا ہوئے اور ایک لڑکی رحمت پیدا ہوئیں جو حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی ہوئیں۔ اور اسی کے تحت تفسیر جمل جلد ثالث ص۴۶۳ میں ہے تزوج الملک یوسف امرأۃ العزیز بعد ھلاکہ فولدت لہ ولدین ذکرین افرائیم ومیشا وھما ابنا یوسف۔ یعنی بادشاہ نے عزیز مصر کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے حضرت یوسف علیہ السلام کی شادی کردی تو حضرت زلیخا کو دو اولاد نرینہ ہوئے جو یوسف علیہ السلام کے صاحبزادے تھے۔ اور تفسیر جامع البیان میں آیت کریمہ قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم کے تحت ہے ان العزیز توفی او عزل فجعل الملک یوسف مکانہ فزوجہ امرأتہ زلیخاء فوجدھا عذراء وولد منھا ابنان یعنی عزیز مصر مرگیا یا معزول کرنے کے بعد اس کی جگہ پر بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو مقرر کردیا پھر اس کی بیوی زلیخا سے آپ کی شادی کردی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو باکرہ پایا جس سے دو بچے پیدا ہوئے۔ اور وکذلک مکنا لیوسف فی الارض یتبوأ منھا حیث یشاء کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے " بادشاہ نے اس (عزیز مصر) کے انتقال کے بعد زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے کردیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو باکرہ پایا اور اس سے آپ کے دو فرزند ہوئے افرائیم اور میشا۔" اور اسی آیت کریمہ کے تحت تفسیر نور العرفان میں ہے " ایک سال کے بعد بادشاہ نے آپ کو بادشاہ بنادیا اور عزیز مصر کے مرنے کے بعد زلیخا سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کردیا۔ اور اسی تفسیر نور العرفان میں آیت کریمہ ان ربی لطیف لما یشاء کے تحت ہے کہ " زلیخا کے شکم سے یوسف علیہ السلام کے دو فرزند افرائیم اور میشا ایک دختر رحمت پیدا ہوئیں جو ایوب علیہ السلام کے نکاح میں آئیں"۔ یہاں تک کہ دیوبندیوں کے مولانا اشرف علی تھانوی نے آیت کریمہ رب قد اتیتنی الخ کے تحت لکھا ہے کہ " حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے نکاح کیا جن سے دو لڑکے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اسی طرح اکثر مفسرین نے حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح میں حضرت زلیخا کا آنا بیان کیا ہے بلکہ ان سے اولاد ہونے کو بھی لکھا ہے لہٰذا ابن کثیر نے اگر عام مفسرین کے خلاف لکھا ہو تو وہ ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۹ / ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ از (مولانا) عبد المبین نعمانی ذاکر نگر جمشید پور

Marfat.com

مجلس نکاح میں قاضی نے ایجاب وقبول کرایا اور گواہ حاضر تو تھے مگر ایجاب وقبول کے الفاظ کو نہیں سنا تو نکاح درست ہوا یا نہیں؟

الجواب گواہوں نے اگر ایجاب وقبول کے الفاظ کو نہیں سنا تو نکاح درست نہ ہوا۔ بلکہ اگر پہلی بار ایک گواہ نے سنا اور دوسرے نے نہیں سنا پھر جب نکاح کے لفظ کو دہرایا تو اب دوسرے نے سنا پہلے نے نہیں سنا یا دونوں نے ایک ساتھ ایجاب سنا مگر قبول نہ سنا یا قبول سنا ایجاب نہ سنا یا ایک نے ایجاب سنا دوسرے نے قبول سنا تو ان سب صورتوں میں بھی نکاح درست نہ ہوا اس لئے کہ دو گواہوں کا ایجاب وقبول کے الفاظ کو ایک ساتھ سننا نکاح میں شرط ہے درمختار میں ہے شرط حضور شاهدين حرين او حر وحرتين مكلفين سامعين قولهما معا على الاصح اھ۔ فتح القدیر میں ہے اشتراط السماع لانه المقصود من الحضور اھ۔ فتاوی قاضی خاں میں ہے ان سمع احد الشاهدين كلامهما ولم يسمع الشاهد الآخر لا يجوز فان اعاد لفظة النكاح فسمع الذى لم يسمع العقد الاول ولم يسمع الاول العقد الثانى لا يجوز اھ۔ فتاوی عالمگیری میں ہے لو سمعا كلام احدهما دون الآخر او سمع احدهما كلام احدهما والآخر كلام الآخر لا يجوز النكاح هكذا فى البدائع اھ۔ وهو تعالى اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
یکم شعبان المعظم ۹۹ھ

مسئلہ از صغیر احمد پوسٹ ومقام بہادر پور ضلع بستی

ایک شخص نے نکاح کے لئے فاسقوں کو گواہ ٹھہرایا تو فاسقوں کی گواہی سے نکاح ہوا یا نہیں؟ اور فاسقوں کو گواہ ٹھہرانے والا گنہگار ہوا یا نہیں؟

الجواب ایجاب وقبول کا نام نکاح ہے اور جس کی موجودگی میں کوئی کام ہو وہ گواہ ہے لہٰذا جب بہت سے لوگوں کی موجودگی میں نکاح ہو تو مجلس نکاح میں جو لوگ ایجاب وقبول کے الفاظ کو سنیں حقیقت میں وہ سب نکاح کے گواہ ہیں خواہ انھیں گواہ نامزد کیا گیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور جو لوگ لڑکی یا اس کے ولی سے اجازت لینے کے لئے عام طور پر وکیل کے ساتھ جانے کے لئے نامزد کئے جاتے ہیں وہ خاص طور پر اس بات کے گواہ ہوتے ہیں کہ فلاں نے فلاں کو وکیل بنایا اگرچہ عوام انھیں نکاح کا گواہ سمجھتے ہیں ہاں اگر وہی نامزد گواہ مجلس نکاح میں ایجاب وقبول کے الفاظ کو بھی سنیں تو وہ لوگ وکالت کے گواہ ہونے کے ساتھ نکاح کے بھی گواہ ہو گئے۔ خلاصہ یہ کہ نکاح کے گواہ صرف نامزد کردہ گواہ نہیں بلکہ مجلس نکاح کا ہر وہ شخص گواہ ہے کہ جس نے ایجاب وقبول کے الفاظ کو سنا۔ اور

Marfat.com

اگر صرف دو فاسقوں نے ایجاب وقبول کو سنا تو بھی نکاح صحیح ہوگیا فتاویٰ قاضی خاں مع ہندیہ ج ا صـ۳۰۳ـ اور فتاویٰ عالمگیری جلد ایک صـ۲۵۰ـ میں ہے یصح بشہادۃ الفاسقین والاعمیین۔ یعنی دو فاسقوں یا صرف دو اندھوں کی گواہی سے بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور بحر الرائق جلد ۳ صـ۸۹ـ وردالمحتار جلد ۲ صـ۲۷۲ـ میں ہے انعقد بحضور الفاسقین و الاعمیین۔ یعنی دو فاسقوں یا صرف دو اندھوں کی موجودگی میں بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور شرح وقایہ جلد ۲ صـ۵ـ میں ہے صح عند فاسقین یعنی دو فاسقوں کی موجودگی میں نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ صفحۂ مذکور میں ہے ان حضر فاسقان عند النکاح انعقد النکاح۔ یعنی اگر نکاح کے وقت صرف دو فاسق موجود ہوں تو بھی نکاح ہو جائے گا اور ہدایہ جلد اول صـ۲۸۶ـ میں ہے لانہ صلح مقلِداً فیصلح مقلَداً وکذا شاھداً یعنی بسبب کہ فاسق بادشاہ اسلام بننے کی صلاحیت رکھتا ہے تو قاضی شرع اور گواہ بننے کی بھی وہ صلاحیت رکھتا ہے۔ لہٰذا نکاح مذکور دو فاسقوں کی گواہی سے ہوگیا اور فاسقوں کو گواہ مقرر کرنے والا گنہگار نہ ہوا البتہ اگر عرف میں گواہ ہونا ایک قسم کی تعظیم ہے تو فاسقوں کو گواہ مقرر کرنا جائز نہیں اس لئے کہ تعظیم وتوہین کا مدار عرف پر ہے فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صـ۲۷۴ـ اور فاسقوں کی تعظیم ناجائز ہے اور فاسقوں کی گواہی سے اگرچہ نکاح ہو جاتا ہے مگر ان کی گواہی سے نکاح نہیں کرنا چاہیئے اس لئے کہ اس صورت میں اگر عاقدین میں سے کسی نے نکاح کا انکار کر دیا تو فاسقوں کی گواہیوں سے نکاح ثابت نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تقبلوا لھم شہادۃ ابدا (پ۱۸ ع ۷) یعنی ان فاسقوں کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور بہار شریعت ج ۷ صـ۱۲ـ میں ہے نکاح کے گواہ فاسق ہوں یا اندھے ان پر تہمت کی حد لگائی گئی ہو تو ان کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جائے گا مگر عاقدین میں سے اگر کوئی انکار کر بیٹھے تو ان کی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہوگا۔ یعنی نکاح کے دو حکم ہیں ایک حکم انعقاد دوسرے حکم اظہار تو فاسقوں کی گواہیوں سے نکاح کے انعقاد کا حکم تو ثابت ہو جائے گا مگر اظہار کا حکم ثابت نہ ہوگا جیسا کہ شامی جلد ۲ صـ۲۷۲ـ میں ہے النکاح لہ حکمان حکم الانعقاد وحکم الاظہار فالاول ماذکرہ (الماتن) والثانی انما تکون عند التجاحد فلا یقبل فی الاظہار الاشہادۃ من تقبل شہادتہ فی سائر الاحکام کما فی شرح الطحاوی۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد امجدی
یکم شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

مسئلہ

از عبد السلام ٹیچر۔ عابدہ ہائی اسکول۔ مظفر پور (بہار)

استقامت شمارہ فروری ومارچ ۱۹۸۲ء میں آپ نے لکھا ہے کہ نکاح غائبانہ درست ہے جب کہ عورت نے اجازت دی

Marfat.com

ہو تو اگر کوئی شخص کسی عورت یا بالغ لڑکی سے نکاح کرنا چاہے اور اس عورت یا لڑکی سے مہر وغیرہ کے معاملات طے کرکے غائبانہ نکاح پڑھوالے اور اس عورت یا لڑکی کو خبر کرے کہ میں نے تمہارے ساتھ ان شرائط کے ساتھ نکاح کیا اور وہ عورت یا بالغ لڑکی اسے منظور کرلے تو کیا شرعی اعتبار سے نکاح درست ہوجائے گا؟

الجواب آج کل نکاح غائبانہ ہی ہوتا ہے کہ عورت مجلس نکاح میں حاضر نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ کسی شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بنا دیتی ہے وہ مجلس نکاح میں جاکر ایجاب وقبول کرا دیتا ہے لہٰذا اگر کوئی عورت مشرق میں ہو اور وہ کسی شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بنا دے کہ تم میرا نکاح اتنے مہر کے ساتھ فلاں شخص سے کردو جو مغرب میں ہے وکیل نے وہاں پہونچ کر دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرا دیا نکاح ہوگیا۔ اور اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہے تو مہر وغیرہ کے معاملات طے کئے بغیر بھی اگر دو گواہوں کی موجودگی میں اس سے نکاح کرلے اس طرح کہ کوئی شخص اسی مجلس میں قبول کرلے تو اگرچہ وہ قبول کرنے کا وکیل نہ ہو اس صورت میں بھی نکاح ہوجائے گا مگر نکاح فضولی ہوگا یعنی عورت کی اجازت پر موقوف ہوگا اگر وہ جائز کردے تو صحیح ہوجائے گا ورنہ لغو ہوجائے گا فتاوٰی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۲۸۰ میں ہے رجل قال اشهدوا انی تزوجت فلانة فبلغها الخبر فاجازت فهو باطل وكذا لو قالت المرأة بين يدى الشهود اشهدوا انی زوجت نفسی من فلان الغائب فبلغه الخبر فاجاز لا يجوز ولو قبل فضولی عن الغائب فی الفصلين يتوقف علی اجازة الغائب فی قول اصحابنا كذا فی شرح الجامع الصغير لقاضی خان۔ وهو سبحانه وتعالٰی اعلم بالصواب

كتبه جلال الدين احمد الامجدی
۷ رذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از شیر محمد کیراف عبدالمنان صاحب کرانہ مرچنٹ سرائے گیٹ بلرام پور گونڈہ

مسمٰی سہراب علی کے نابالغ لڑکے کا نکاح ایک نابالغہ لڑکی سے ہوا مگر ایجاب وقبول اسی نابالغ دولہا سے کرایا گیا۔ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ نابالغ کے والد کو اپنے نابالغ لڑکے کی طرف سے قبول کرنا چاہئیے مگر لوگوں نے یہ غلط سمجھا اور اسی نابالغ ہی سے قبول کرایا کیا یہ نکاح صحیح ہوا یا غلط اور مولوی صاحب صحیح کہہ رہے تھے یا غلط۔

الجواب اگر نابالغ بچہ ناسمجھ ہے تو نکاح منعقد نہ ہوا اور اگر سمجھ والا ہے تو نکاح منعقد ہوجائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اول ص۲۵ میں ہے لا ينعقد نكاح الصبی الذی لا يعقل ونكاح الصبی العاقل يتوقف نفاذه علی اجازة وليه هكذا فی البدائع ملخصًا۔

Marfat.com

وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ جمادی الاولیٰ ۹۶ھ

مسئلہ از محبوب خاں عرفانی ٹرسٹی جامع مسجد منچر ضلع پونہ (مہاراشٹر)

ٹیلی فون کے ذریعہ نکاح پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب فتاویٰ عالمگیری میں ہے من شرطہ سماع الشاھدین کلامھما یعنی نکاح کے لئے دو گواہوں کا ساتھ میں ایجاب وقبول کے الفاظ کا سننا شرط ہے اور یہ ٹیلی فون پر کسی طرح ممکن ہے لیکن جب گواہ پردہ کے پیچھے ہو تو معتبر نہیں اس لئے کہ ایک آواز دوسری آواز سے مل جاتی ہے اور ٹیلی فون پر بولنے والے کی تعیین میں عموماً اشتباہ ہوتا ہے تو اس کے ذریعہ سننے والا گواہ نہیں بن سکتا اس لئے ٹیلی فون کے ذریعہ نکاح پڑھنا ہرگز صحیح نہیں فتاویٰ عالمگیری کتاب الشہادۃ میں ہے لو سمع من وراء الحجاب لایسعہ ان یشھد لاحتمال ان یکون غیرہٗ اذ النغمۃ تشبہ النغمۃ اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی
۹ ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ از شمس الحسن کمپاونڈ جنتا چیکتسالیہ ریتی چوک گورکھپور

ایک لڑکا جس کا نام عبدالقادر ہے اور اس کے والد کا نام جعفر علی صاحب ہے اس لڑکے عبدالقادر کو بچپن ہی میں جب اس کی عمر ۲½ سال کی تھی تو جناب جھمن نے گود لے لیا تھا۔ جعفر علی صاحب اور جھمن علی صاحب آپس میں سگے بھائی ہیں اور ان کی بیویاں بھی آپس میں بہن تھیں۔ جھمن صاحب جعفر علی کے بڑے بھائی ہیں ۵ اپریل ۸۲ء کو اس لڑکے عبدالقادر کی شادی ہوگئی دولھن گھر آئی اور ساری رسم پوری ہوگئی ہے۔ ایجاب وقبول کرنے کے وقت یہ کہا گیا کہ (عبدالقادر ولد جھمن) اس بات کو لڑکے نے بھی تسلیم کر لیا۔ نکاح کے وقت کچھ لوگوں نے اس بات پر اعتراض کیا۔ تو اس پر لڑکی والوں کو کوئی اعتراض نہیں ہوا جھمن صاحب نے جعفر علی صاحب سے کہا کہ آپ ولی بن جائیے اور اس کی ساری ذمہ داری آپ پر رہے گی تو جعفر علی صاحب نے کہا کہ میں عبدالقادر کو بچپن ہی میں آپ کی دیکھ ریکھ میں سونپ دیا تھا اس لئے کہ میں کچھ نہیں جانتا اور مجھ سے کوئی مطلب نہیں ہے جھمن صاحب ہی نے اس لڑکے کو بچپن سے پالا پوسا ہے کسی طرح کی کوئی شکایت نہیں آنے دی۔ یا اس کے علاوہ جھمن صاحب کا کوئی سگی اولاد نہیں ہے نکاح پڑھتے وقت عبدالقادر کے ساتھ ولدیت میں کس کا نام لینا چاہئیے تھا جعفر علی صاحب کا یا جھمن صاحب کا؟ کیا یہ صحیح ہے اگر یہ غلط ہوگیا تو اب کیا کیا جائے؟ جب کہ شادی کی پوری رسم ادا ہوچکی جواب فوراً ارسال

Marfat.com

کریں۔ میں آپ کا ممنون ہوں گا۔

الجواب نکاح کے سلسلے میں عبدالقادر ولد جعفر علی کہنا چاہیئے تھا لیکن اگر نکاح پڑھانے والے نے یوں کہا کہ اے عبدالقادر ولد جھمن ہم نے تمہارے ساتھ فلانہ بنت فلاں کا نکاح اتنے مہر کے بدلے میں کیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں نکاح ہوگیا۔ اس لئے کہ جب نکاح پڑھانے والے کا مخاطب لڑکا ہو تو اس صورت میں قبول کرانے کے لئے لڑکا کے نام لینے کی حاجت ہی نہیں صرف تم یا آپ کہنا کافی ہے۔ البتہ لڑکی سے اذن لیتے وقت اور اگر لڑکی نابالغہ ہو تو اس کے ولی سے اذن لیتے وقت لڑکا کے نام لینے کی حاجت ہوتی ہے تو اگر لڑکی سے اذن لیتے وقت عبدالقادر ولد جھمن کہا گیا اور لڑکی نے یہ جان کر اذن دیا کہ میں اس عبدالقادر کے ساتھ نکاح کی اجازت دیتی ہوں جو جعفر علی کا لڑکا ہے اور جھمن کی پرورش کے سبب ولد جھمن کہدیا گیا ہے تو اس صورت میں بھی نکاح ہوگیا کہ نکاح ہونے کے لئے جس کے ساتھ نکاح کیا جائے اس کا صرف متمیز ہونا ضروری ہے ھکذا فی الجزء الخامس من الفتاوی الرضویہ۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲۴ر جمادی الاُخریٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از محمد اکرام محلہ مکری گنج مکان ۲۷ اعظم گڑھ

ہم محمد اکرام و محمد عاشق کے سامنے عبدالستار خاں کے فرزند عین الحق صاحب نے ایک لڑکی بالغہ سے کہا تو میری ہوجا اس نے جواب میں کہا ہوگئی اپنے آپ کو اس کی زوجیت میں دیا۔ کیا یہ نکاح شریعت اسلامیہ کے مطابق صحیح ہوگیا؟

الجواب صورت مسئولہ میں اگر محمد اکرام و محمد عاشق نے عین الحق اور لڑکی کے کلمات مذکورہ کو سنا تو نکاح منعقد ہوگیا اگر کوئی اور دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۲۵۳ میں ہے لو قال تزوجینی نفسک فقبلت انعقد اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ر ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

مسئلہ از محمد بشیر ڈفل ڈہوا۔ ضلع گونڈہ

ماہ صفر میں ۱۳ر تاریخ تک اور ربیع الاول شریف میں ۱۲ر تاریخ تک عوام شادی بیاہ کرنے سے منع کرتے ہیں تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

Marfat.com

الجواب یکم صفر سے ۱۳ر صفر تک اور یکم ربیع الاول سے ۱۲ر ربیع الاول تک شادی بیاہ کرنا بلاشبہہ جائز ہے شرعاً کوئی حرج نہیں۔ ان تاریخوں میں شادی بیاہ کرنے کو منع کرنا جہالت ونادانی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۷ھ

مسئلہ از جمیل الدین صدیقی شہر بہرائچ

ماہ محرم میں شادی بیاہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب جائز ہے شرعاً کوئی ممانعت نہیں؟ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از محمد شریف مدرسہ ندائے حق اشرفیہ پرانا گولہ۔ بڑہل گنج گورکھپور

ہندہ شادی شدہ شوہر والی غیر مطلقہ ہے اور یہ بات زید کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہندہ شادی شدہ شوہر والی غیر مطلقہ ہے پھر بھی اس کا نکاح بکر کے ساتھ زید نے بڑھ دیا کیا اس کا نکاح صحیح ہے؟ نیز یہ بھی مدلل تحریر فرمائیں کہ زید کی بیوی اس کے نکاح میں رہی یا نکل گئی؟

الجواب جب عورت کسی کے نکاح یا عدت میں ہو جان بوجھ اس کا نکاح دوسرے سے بڑھنا ہرگز جائز نہیں لہذا ہندہ اگر شوہر والی ہے اور یہ جانتے ہوئے زید نے اس کا نکاح بکر کے ساتھ پڑھ دیا تو وہ نکاح حرام ہے ہندہ اور بکر پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور علانیہ توبہ واستغفار کریں اور زید سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے وہ توبہ واستغفار کرنے کے ساتھ اس نکاح کے ناجائز ہونے کا اعلان عام کرے اور نکاحانہ پیسہ واپس کرے اگر یہ لوگ ایسا نہ کریں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین (پ ۷ ع ۱۴) شوہر والی عورت کا نکاح جان بوجھ کر دوسرے سے پڑھنا حرام ہے اور فعل حرام کے سبب عورت نکاح سے نہیں نکلتی۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی
۲۲ر ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

مسئلہ مسئولہ منشی محمد سلیمان نوناواں درگاہ ضلع گونڈہ

جو عورت کسی کے نکاح میں ہو تو اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ پڑھنے والے قاضی پر شرعًا کیا حکم ہے؟

الجواب جو عورت کسی کے نکاح میں ہو پھر اس کا دوسرے سے نکاح پڑھنا حرام و زنا کاری کا دروازہ کھولنا ہے جو سخت ناجائز اور اشد حرام ہے۔ قاضی پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ و استغفار کرے اور اس نکاح کے ناجائز ہونے کا اعلان عام کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا بائیکاٹ کردیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم ذی الحجہ ۸۵ھ

مسئلہ مسئولہ محی الدین موضع کنو ضلع سلطان پور ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ

زید نے لاعلمی میں ایک منکوحہ عورت زینب کا نکاح بکر سے پڑھ دیا تو زید کی بیوی اس کے نکاح سے نکلی یا نہیں؟ نیز ایسے شخص کو امام یا موذن بنانا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب صورت مسئولہ میں اگر زینب منکوحہ تھی اور زید کو اس کا علم تھا مگر اس کے باوجود اس نے زینب کا نکاح بکر سے پڑھ دیا تا وقتیکہ زید علانیہ توبہ نہ کرے اور نکاح مذکور کے غلط اور باطل ہونے کا اعلان عام نہ کردے زید کو امام موذن بنانا جائز نہیں اس لئے کہ ایسا شخص فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امامت اور اذان کے لئے مقرر کرنا جائز نہیں ھکذا فی کتب الفقہ اور اگر زید یقینًا نہیں جانتا تھا اور نکاح پڑھ دیا تو گنہگار نہیں ہوگا اور اس کی بیوی دونوں صورتوں میں اس کے نکاح سے نہیں نکلے گی لیکن اس صورت میں بھی زید پر فرض ہے کہ اپنے پڑھے ہوئے نکاح کے غلط اور ناجائز ہونے کا اعلان عام کردے اور آئندہ تحقیقات کے بعد نکاح پڑھا کرے اور بکر و زینب پر فرض ہے کہ آپس میں ازدواجی تعلقات ہرگز ہرگز قائم نہ کریں ورنہ دونوں سخت حرام کار نہایت بدکار، لائق عذاب قہار اور دین و دنیا میں روسیاہ و شرمسار ہوں گے واللہ ورسولہ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از محمد ادریس انکنیا پوسٹ چترا شیخ ضلع بستی

رحم اللہ شادی شدہ ہے اس کی بیوی موجود ہے اس کے پاس دو بچے بھی ہیں اس کے بڑے بھائی کا انتقال ہوگیا مدت گزرنے کے بعد رحم اللہ نے اپنی بھاوج کے ساتھ نکاح کرنا چاہا تو محمد صدیق صاحب نے رحم اللہ کی

Marfat.com

بیوی سے اجازت لئے بغیر رحم اللہ کا نکاح اس کی بھاوج کے ساتھ پڑھ دیا تو اجازت نہ لینے کے سبب محمد صدیق گنہگار ہوئے یا نہیں ؟

الجواب بعون الملک العزیز الوهاب دوسرا نکاح کرنے کے لئے پہلی بیوی سے نکاح خواں کا اجازت لینا ضروری نہیں ۔لہذا صورت مسئولہ میں پہلی عورت سے اجازت نہ لینے کے سبب محمد صدیق گنہگار نہیں ہوئے ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جمال احمد خاں الرضوی
یکم جمادی الاخریٰ سنہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ از حاجی مدار بخش کالپی محلہ دمدمہ ضلع جالون

اگر قاضی بغیر کسی عورت کی طلاق ہوئے دوسرے کے ساتھ نکاح پڑھا دے تو قاضی کے اوپر کیا جرم ہوتا ہے ؟

الجواب اگر قاضی نے کسی منکوحہ عورت کا نکاح دوسرے کے ساتھ پڑھ دیا تو قاضی پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ واستغفار کرے ، نکاح کے ناجائز ہونے کا اعلان عام کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب لوگ اس کا اسلامی بائیکاٹ کریں ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۴ ذی القعدہ سنہ ۹۹ھ

مسئلہ از عبد الرؤف میمن رضوی عثمانیہ مسجد دھوراجی سوراشٹر

ہندہ زید کی بیوی ہے عرصہ ۶ ماہ کا گزر چکا ہندہ کا باپ ہندہ کو میکے روک رکھا ہے زید نے روکنے کا سبب معلوم کیا تو ہندہ کا باپ کوئی معقول وجہ نہیں بتاتا ہے زید سے بار بار طلاق کا مطالبہ کرتا ہے ہندہ اور زید کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ زید یوروپین فیشن و سینما سے خود بچتا ہے اور شرعی زندگی گذارنے کا عادی ہے اسی طرح وہ اپنی منکوحہ کو بھی دیکھنا اور رکھنا چاہتا ہے عام عورتوں کی طرح بازار میں ہندہ کو گھومنے سے منع کرتا ہے ہندہ اپنے باپ سے شوہر اور بیوی کے مابین پیار و محبت کے چھپے ہوئے راز کو بتاتی ہے ہندہ کا باپ بیوی سے ملاقات کرنے سے روکتا ہے اور شوہر کی ہر خوشی کرنے سے منع کرتا ہے اور عورت کے لئے وہ کہتا ہے کہ عورت صرف گھر کی زینت ہے اسے دیکھا جاسکتا ہے استعمال کو پیر صاحب نے منع کیا ہے اور شریعت میں منع ہے ایسی صورت میں استدعا ہے کہ میاں بیوی کو ۶ ماہ سے جدا رکھنا بلا وجہ گھر خراب کرنے والا گنہگار ہے کہ نہیں ؟ اور اس پر

Marfat.com

کیا حکم اسلامی ہے میاں بیوی کی شرعی حد کیا ہے؟ کیا ایسا ہی ہے جیسا ہندہ کا باپ کرتا ہے؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب مسلم شریف کی حدیث ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کر دے تو وہ ذات جو آسمان پر ہے یعنی خدائے تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے جب تک کہ شوہر اس سے راضی نہ ہو (مشکوٰۃ شریف صہ ۲۸۱) اور ترمذی شریف کی حدیث ہے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جب شوہر اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لئے بلائے تو عورت کو اس کا حکم ماننا چاہیئے اگرچہ وہ تنور پر کھانا پکانے میں مشغول ہو (مشکوٰۃ شریف صہ ۲۸۱) لہٰذا ہندہ کو اس کے شوہر کے پاس آنے سے روکنا یا اس کا خود رکنا سخت گناہ اور خدائے ذوالجلال کی ناراضگی کا سبب ہے اور بلا کسی وجہ معقول کے طلاق طلب کرنے والے پر جنت کی بو حرام ہے جیسا کہ ابو داؤد شریف کی حدیث ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو عورت بلا وجہ اپنے شوہر سے طلاق چاہے اس پر جنت کی بو حرام ہے (مشکوٰۃ شریف صہ ۲۸۳) اور ابو داؤد شریف کی دوسری حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک سب سے بری چیز طلاق ہے (مشکوٰۃ شریف صہ ۲۸۳) اور دار قطنی شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے روئے زمین پر جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سب سے زیادہ مبغوض و ناپسندیدہ طلاق ہے (مشکوٰۃ شریف صہ ۲۸۴) اور زید جو یورپین فیشن سے بچتا ہے اور شرعی زندگی گذارتا ہے تو یہ عیب نہیں بلکہ ہر مسلمان پر وہی واجب ہے جو زید کرتا ہے اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں انگریزی وضع کے کپڑے پہننا حرام سخت حرام اشد حرام۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صہ ۲۲۳) اور بے شک زید پر لازم ہے کہ وہ عام عورتوں کی طرح اپنی بیوی ہندہ کو بازار وغیرہ میں گھومنے سے منع کرے۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو مرد کی نگاہ میں بہت بہتر صورت میں دکھاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صہ ۲۶۹) اور ہندہ اپنے شوہر کے راز کو بتانے کے سبب سخت گنہگار ہوتی ہے کہ یہ ایک قسم کی امانت ہے جس میں وہ خیانت کرتی ہے اگر وہ اپنی اس عادت سے باز آکر توبہ نہ کرے گی تو اس کی دنیا اور دین دونوں برباد ہو جائیں گے اور وہ دونوں جہان میں خائب و خاسر ہوگی۔ اور شوہر کو اس کی بیوی کی ملاقات سے روکنا گناہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی حاجت ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ہے "ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ (پ ۲ ع ۷) اور عورت صرف گھر کی زینت نہیں ہے اور نہ شریعت نے اس کے استعمال سے منع کیا

Marfat.com

ہے بلکہ وہ انسان کی کھیتی بھی ہے جس کے استعمال کا خدائے تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ہے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ (پ ۲ ع ۱۲) اور بیشک میاں بیوی کو ایک دوسرے سے جدا کرنے والا اور بلا وجہ شرعی دوسرے کے گھر کو خراب کرنے والا گنہگار اور مستحق عذاب نار ہے۔ اور میاں بیوی کی شرعی حد یہ ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ لہٰذا جو شخص ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے سے روکے گا وہ لائق عذاب قہار ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ ہندہ کے باپ نے اگر بغیر کسی وجہ معقول کے اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے یہاں جانے سے روکا تو گنہگار مستحق ملامت ہوا۔ اس پر لازم ہے کہ اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے یہاں بھیجے یا عذر معقول بیان کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

چند اصول فقہ

۱۔ الضرورات تبیح المحظورات	۱۔ شرعی ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔
۲۔ الیقین لا یزول بالشک	۲۔ یقین شک سے زائل نہیں ہوگا۔
۳۔ ماثبت بیقین لا یرتفع الا بالیقین	۳۔ جو چیز یقین سے ثابت ہو وہ یقین ہی سے مرتفع ہوگی۔
۴۔ ماحرم فعلہ حرم طلبہ	۴۔ جس کام کا کرنا حرام اس کی طلب بھی حرام۔
۵۔ التابع یسقط بسقوط المتبوع	۵۔ متبوع کے سقوط سے تابع بھی ساقط ہو جاتا ہے۔
۶۔ یسقط الفرع اذا سقط الاصل	۶۔ جب اصل ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جائے گی۔
۷۔ مجرد الخبر لا یصلح حجۃ	۷۔ خبر محض حجت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔
۸۔ المعلق بالشرط یثبت بوجود الشرط	۸۔ کسی شرط پر معلق چیز اسی وقت ثابت ہوگی جبکہ شرط پائی جائے۔
۹۔ خیر الامور اوسطھا	۹۔ ہر چیز میں بہتر وہی ہے جو درمیانی ہو۔
۱۰۔ السکران فی الحکم کالصاحی	۱۰۔ نشہ والا حکم میں ہوش والے کی طرح ہے۔
۱۱۔ لا یجوز ترک الواجب للاستحباب	۱۱۔ مستحب کی وجہ سے واجب کا ترک جائز نہیں۔

(الاشباہ والنظائر۔ شرح السیر الکبیر)

Marfat.com

فصل فی المحرمات

محرمات کا بیان

مسئلہ ازبرکت علی خاں پوسٹ ومقام چھپیا۔ ضلع گورکھپور

زید کی بیوی ہندہ سے زید کے پاس ایک لڑکا ہے اب زید کی بیوی مرگئی اس کے بعد زید نے دوسری شادی کی اور دوسری بیوی کے ساتھ ہمبستری نہیں کی طلاق دیدی۔ اب زید کا لڑکا اپنی اس سوتیلی ماں سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب سوتیلی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے خواہ باپ نے اس سے ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو قرآن کریم پارہ چہارم رکوع تیرہ[۱۳] میں ہے: وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ آبَاۗؤُكُمْ مِنَ النِّسَاۗءِ۔ اور ردالمحتار جلد دوم صـ ۲۷۹ میں ہے تحرم زوجة الاصل والفرع بمجرد العقد دخل بها اولا۔ وهو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ ازبرخوردار امسن خورد ضلع فیض آباد

زید نے اپنی سگی بہو کے ساتھ لڑکا کے انتقال کے بعد نکاح کرلیا جب کہ زید کی برادری نے اس پر بہت دباؤ ڈالا لیکن اس کے باوجود وہ اس حرکت قبیحہ سے باز نہ آیا اور اس کے نکاح کے بعد بہو کے دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ اور جب اس کی بہو بچوں کی ماں بن گئی تو نہ معلوم کس بنا پر اس نے بہو کو گھر سے نکال دیا ایسی صورت میں ارشاد فرمائیں کہ زید اور اس کی بہو کا کیا حکم ہے؟ اور عام مسلمانوں کو اب کیا کرنا چاہئے؟

الجواب زید اور اس کی بہو کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہیں؟ سوال واضح نہیں ہے۔

Marfat.com

بہو کے ساتھ نکاح کرنا قطعی حرام ہے ہرگز ہرگز جائز نہیں پارۂ چہارم کی آخری آیت کریمہ میں ہے وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم۔ یعنی تمہارے نسبی بیٹوں کی بیویاں تمہارے لئے حرام ہیں۔ لہذا زید اور اس کی بہو کو ایک دوسرے سے الگ ہو جانا ضروری تھا۔ بہتر ہوا کہ اس نے خود ہی بہو کو الگ کر دیا اب ہرگز ہرگز ایک دوسرے کو اکٹھا نہ ہونے دیا جائے بلکہ بہو کو توبہ کرانے کے بعد کسی دوسرے سے عقد کر دیا جائے اور زید حرام کار کا مکمل سخت بائیکاٹ کیا جائے اگر مسلمان ایسا نہیں کریں گے تو وہ بھی سخت گنہگار ہوں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ رجمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

مسئلہ ۷۳۹ از سید اعجاز احمد قادری ۱۱/۲۷۲ متصل پوسٹ آفس تاڈپتری ضلع انت پور۔ (اے پی)

زید کی دو بیویاں پہلی بیوی کی خاص نواسی ہندہ کے ساتھ دوسری بیوی کے لڑکے بکر کے ساتھ نکاح کیا ہے۔ ہندہ کی ماں اور بکر دونوں زید ہی کے نطفہ سے ہوئے ہیں یہاں کے علماء و مشائخین کے منع کرنے پر بھی زید خون بدلنے سے نکاح درست ہے کہکر نکاح کیا ہے۔ (الف) زید کو خدا کا حکم حرمت علیکم ...... بنت الاخت سنانے پر بھی نکاح کیا۔ کیا خدا کے حکم کو ٹھکرانے والے پر کفر لازم ہوتا ہے یا نہیں؟ (ب) ایسے کے ساتھ ترک تعلق کرنا مسلمانوں کو ضروری ہے یا نہیں؟ (ج) زید اور ہندہ بکر کو اب اسلامی اصول سے کیا کرنا ضروری ہے۔ (س) ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست ہے یا نہیں؟ (ص) ایسے کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ (ط) ایک صاحب کہتے ہیں کہ ایسے نکاح میں جا کر نکاح سنے ہوئے لوگوں کا بھی نکاح فاسد ہوتا ہے یہ کہنا صحیح نہیں؟ اگر ان کا قول صحیح رہا تو نکاح میں شریک ہوئے لوگوں کو اب کیا کرنا چاہیئے۔ بینوا توجروا

الجواب بہن خواہ عینی ہو یا علاتی یا اخیافی اس کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہے قال اللہ حرمت علیکم امھتکم الی ان قال وبنت الاخت اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۲۵۶ میں ہے۔ اما الاخوات فالاخت لاب وام والاخت لاب والاخت لام وکذا بنات الاخ والاخت وان سفلن ھ (الف) زید نے اگر اس بنیاد پر نکاح کر دیا کہ علماء و مشائخ نے قرآن کی آیت کریمہ کا مطلب نہیں سمجھا ہے اس لئے نکاح کی مذکورہ صورت کو ناجائز بتاتے ہیں یا اس نے نکاح مذکورہ کو حرام مانتے ہوئے نکاح کر دیا جیسے کہ شرابی نے شراب کو حرام مانتے ہوئے پیا تو وہ فاسق، گنہگار، ظالم جفا کار مستحق عذاب نار ہے اور اگر جانتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے نکاح کی مذکورہ صورت کو حرام فرمایا ہے مگر اپنی سرکشی سے اس کی حرمت کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ کافر و مرتد ہے (ب) بہرحال زید کا اسلامی

Marfat.com

بائیکاٹ کرنا مسلمان پر ضروری ہے ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع قوم الظلمین (پ ۷ ع ۱۴) (ج) زید پر اس نکاح کے باطل ہونے کا اعلان عام کرنا اور علانیہ توبہ واستغفار کرنا لازم ہے ہندہ وبکر نے اگر آپس میں میاں بیوی کا تعلق قائم کیا ہو تو اس سے توبہ واستغفار کرنا اور آئندہ ایک دوسرے سے آپس میں اس قسم کا تعلق قائم نہ کرنا ان دونوں پر واجب ہے (س) جو لوگ جانتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے نکاح کی اس صورت کو حرام فرمایا ہے اس کے باوجود وہ اس کی حرمت کو نہیں تسلیم کرتے ان لوگوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں (ص) ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں، (ط) بے شک ایسے نکاح میں شرکت کرنے والے نکاح خواں اور گواہ وغیرہ کا نکاح فاسد نہ ہوا البتہ ان سب پر علانیہ توبہ واستغفار کرنا لازم ہے اور نکاح خواں پر نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۳ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از قاضی محمد امام الحق پوسٹ دیورا بازار روایا تتری بازار ضلع بستی

بکر کا حقیقی لڑکا زید نے ہندہ عورت سے نکاح کیا کچھ عرصہ تک ہندہ زید کی زوجیت میں رہی یہاں تک کہ ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔ ماحصل یہ کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدیا۔ بکر جو ہندہ کا خسر رشتہ میں ہوتا تھا اب بکر اپنی بہو یعنی ہندہ کو اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے۔ حضرت سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ بکر اپنی بہو سے بعد طلاق وانقضائے عدت نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ عند الشرع جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب بکر کا اپنے حقیقی بیٹا کی بیوی سے بعد طلاق وانقضائے عدت بھی نکاح کرنا حرام ہے ہرگز جائز نہیں جیسا کہ پارہ چہارم کی آخری آیت کریمہ میں ہے وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم یعنی تمہاری اصلی بیٹوں کی بیویاں تم پر حرام ہیں۔ اور شامی جلد دوم ص ۲۷۷ میں ہے تحرم زوجۃ الاصل والفرع بمجرد العقد دخل بہا اولا اھ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از عبد اللہ سبحانی عرف بندھو پردھان پھلواپور بستی

زید کے نکاح میں ہندہ ہے۔ اب زید اپنے بیٹے بکر جو اس کی پہلی بیوی زبیدہ سے ہے اس کا نکاح ہندہ

Marfat.com

کی باپ شریکی بہن سے کرنا چاہتا ہے تو یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب صورت مسئولہ میں زید کا اپنی بیوی کی باپ شریکی بہن سے اپنی پہلی بیوی کے لڑکے کا نکاح کرنا جائز ہے۔ وقال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم (پ ۴ ع ۱) وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از رمضان علی محلہ قاضی پورہ متصل مسجد بمدہ سازاں شہر بہرائچ شریف

زید کی پہلی بیوی سے ایک پوتا یعنی لڑکے کا لڑکا موجود ہے اور اس کے بعد زید نے دوسری عورت سے نکاح کی پانچ چھ ماہ آنا جانا رہا پھر اس کو طلاق دیدیا اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی پھر اس مطلقہ نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا۔ اس دوسرے مرد سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی مطلقہ عورت سے جو لڑکی دوسرے مرد سے پیدا ہوئی اس کا نکاح زید کی پہلی بیوی کے پوتے سے ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب صورت مستفسرہ میں مذکورہ لڑکی کا نکاح زید کے پوتے سے کرنا جائز ہے اگر کوئی اور دوسری وجہ مانع شرع نہ ہو لانہ لم یثبت فی الشرع حرمۃ کذالک واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۵ ذی الحجہ ۸۵ھ

مسئلہ از حسن رضا ساکن شیوہرو پوسٹ اٹوا ضلع بستی

زید کی پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہے کچھ دنوں کے بعد زید نے ہندہ سے نکاح کیا تو ہندہ اپنے ساتھ ایک لڑکی لائی جو شوہر اول سے ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید ہندہ کی اس لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب صورت مستفسرہ میں زید کے لڑکے کا نکاح ہندہ کی اس لڑکی سے کرنا جائز ہے اگر کوئی اور دوسری وجہ مانع جواز نہ ہو لانہ لم یثبت فی الشرع حرمۃ کذالک واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۰ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ

مسئلہ مسئولہ غلام رسول ساکن بچھیا پوسٹ میاں بازار ضلع گورکھپور

زید کے حقیقی ماموں کا انتقال ہو گیا۔ عدت گذر جانے کے بعد زید نے ممانی سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح شرعاً جائز

Marfat.com

ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ زید کے دوسرے ماموں کی لڑکی زید کے چھوٹے بھائی کے عقد میں ہے؟

الجواب صورت مستفسرہ میں ماموں کے انتقال ہو جانے اور عدت گذر جانے کے بعد زید کا اپنی حقیقی ممانی سے نکاح کر لینا شرعاً جائز ہے کوئی قباحت نہیں اگر کوئی دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو زید کے دوسرے ماموں کی لڑکی کا زید کے چھوٹے بھائی کے عقد میں ہونا نکاح کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲ جمادی الاخری ۱۳۸۴ھ

مسئلہ

از ہمت علی خاں ندی محلہ للت پور (یوپی)

عمرو نے فہمیدہ سے نکاح کیا دو چار سال فہمیدہ عمرو کے ساتھ رہی مگر اس سے عمرو کی کوئی اولاد نہیں ہوئی جس کی وجہ سے عمرو نے اسے طلاق دیدی۔ بعد ازاں عمرو نے دوسرا نکاح رشیدہ سے کیا جس سے اولادیں ہوئیں اور فہمیدہ جو عمرو کی سابق بیوی رہ چکی ہے اس کا بھی نکاح خالد سے کر دیا گیا بفضل خدا خالد کے وہاں اس سے اولادیں ہوئیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا خالد کی لڑکیوں اور عمرو کے لڑکوں یا عمرو کی لڑکیوں اور خالد کے لڑکوں سے نکاح کر دینا بحکم شرع جائز ہے؟ بیان فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ بینوا توجروا

الجواب خالد کے لڑکوں اور عمرو کی لڑکیوں یا عمرو کے لڑکوں اور خالد کی لڑکیوں کا ایک دوسرے سے نکاح کرنا عند الشرع جائز ہے بشرطیکہ رضاعت وغیرہ کوئی دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو اس لئے کہ مدخولہ بیوی کی اولاد جو دوسرے شوہر سے ہو ان سے اپنی اولاد کے نکاح کرنے میں شرعاً کوئی خرابی نہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص ۲۲۱ کی اس عبارت میں ظاہر ہے الاخ لاب اذا کانت لہ اخت من امہ یحل لاخیہ من ابیہ ان یتزوجہا کذا فی الکافی۔ ھذا ما عندی وھو اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۳۰ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

مسئلہ

مرسلہ مولوی عبد الرزاق چھاونی ضلع بستی

زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا اور ہندہ کے پاس پہلے شوہر سے ایک لڑکا خالد ہے اب ہندہ کا دوسرا شوہر خالد کی بیوی سے عقد کر سکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب صورت مسئولہ میں زید ہندہ کے لڑکے خالد کی بیوی سے طلاق یا خالد کی

Marfat.com

موت کے بعد عدت گذرنے پر نکاح کرسکتا ہے اگر کوئی دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو لانہ لم یثبت فی الشرع حرمۃ کذالک۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۶ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ

مسئلہ از محمد نصیر موضع دفالی کاپوروہ۔ ضلع گونڈہ

زید کے دو بیٹے ہیں عمر اور فاروق۔ پھر عمر کا ایک لڑکا ہاشم ہے اور فاروق کا لڑکا جعفر۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ جعفر کی لڑکی فاطمہ کا نکاح ہاشم کے ساتھ کرنا شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب

اگر کوئی اور وجہ مانع نکاح نہ ہو تو صورت مسئولہ میں جعفر کی لڑکی فاطمہ کا نکاح ہاشم کے ساتھ کرنا جائز ہے۔ ھذا ما عندی وھو اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۶ شوال ۱۳۸۰ھ

مسئلہ از فاروق احمد ساکن سرسیا چودھری۔ ضلع بستی

زید اپنے باپ کی چچازاد بہن سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اپنے باپ کی چچازاد بہن سے زید نکاح کرسکتا ہے اس میں کوئی قباحت نہیں اگر کوئی دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم۔ ھذا ما عندی وھو اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۲ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ

مسئلہ مرسلہ مولوی محمد عبد الحکیم برہ پور ضلع بستی

حمیدہ بانو کے بعد دیگرے دو شوہروں سے عقد کیا۔ اول سے سعید ہے اور دوسرے سے رافع ہے چند دنوں بعد سعید کی منکوحہ مر گئی بعد ازاں رافع کا انتقال ہوگیا۔ سوال یہ ہے کہ رافع کی منکوحہ سے سعید کا عقد جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

رافع کی منکوحہ سے سعید کا نکاح عدت پوری ہونے کے بعد جائز ہے بشرطیکہ کوئی دوسرا مانع جواز نکاح نہ ہو قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ بدر الدین احمد رضوی

Marfat.com

مسئلہ مرسلہ مولانا علاء الدین صابر اوجھا گنج۔ ضلع بستی

زید کی بہن ہندہ جس کا لڑکا عمرو ہے اور عمرو کا لڑکا خالد ہے۔ زید اپنی لڑکی عابدہ کی شادی خالد کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے؟ بینوا توجروا

الجواب صورت مسئولہ میں عابدہ کی شادی خالد کے ساتھ جائز ہے بشرطیکہ رضاعت وغیرہ کوئی دوسری وجہ مانع جواز نہ ہو۔ اس لئے کہ عمرو عابدہ کا پھوپھی زاد بھائی ہے اور پھوپھی زاد بھائی سے عقد جائز ہے تو اس کے لڑکے سے بدرجۂ اولیٰ جائز ہے قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از سلیمان پھپیا کیمپ گورکھپور

رمضان و عبد الرحمٰن دونوں حقیقی بھائی ہیں اور ان دونوں کے بھانجے غلام رسول و محمد رفیق ہیں۔ رمضان کی لڑکی کا عقد محمد رفیق کے ساتھ ہوا تو عبد الرحمٰن کے انتقال کے بعد اس کی بیوی سے غلام رسول کا عقد کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب صورت مستفسرہ میں غلام رسول کا عبد الرحمٰن کی بیوی کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے اگر کوئی اور دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو کما قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم۔ ھذا ما عندی وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۸ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

مسئلہ از شہزاد علی متعلم مدرسہ عربیہ اہلسنت غوث العلوم بھولا پور شنکر پور رلہوڑ ضلع بستی

خالدہ کا عقد اوّل زید کے سگے چچا عمرو کے ساتھ ہوا تھا خالدہ کو عمرو نے بغیر رخصتی کرائے اور بغیر خلوت صحیحہ کے طلاق دیدیا پھر خالدہ کی دوسری شادی بکر کے ساتھ ہوئی بکر کے یہاں خالدہ کچھ دنوں رہی بکر نے بھی خالدہ کو طلاق دیدیا پھر خالدہ نے اپنا عقد ثالث خالد کے ساتھ کیا خالد نے بھی کچھ دنوں رکھنے کے بعد خالدہ کو طلاق دیدیا اب زید جو کہ عمرو کا سگا بھتیجا ہے خالدہ کو اپنے عقد میں لانا چاہتا ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید خالدہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ خالدہ زید کی سگی چچی تھی اور اگر نکاح زید کے ساتھ جائز ہے تو کب نکاح کرے۔

الجواب بعد انقضائے عدت زید خالدہ سے نکاح کر سکتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ یعنی حرام عورتوں کو شمار کرنے کے بعد ارشاد فرمایا ان کے سوا سب عورتیں

Marfat.com

تمہارے لئے حلال ہیں ۔ اور حرام عورتوں میں چچی کو شمار نہ فرمایا نہ حدیث وفقہ میں کہیں چچی کی حرمت بیان ہوئی لہذا وہ ضرور حلال عورتوں میں سے ہے ۔ وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۸ / رجب المرجب ۹۹ھ

مسئلہ

خواجہ غلام محمد قادری سرنکوٹ ۔ پونچھ (جموں وکشمیر)

عبدالغنی نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کیں ۔ زوجۂ اول مسماۃ سعیدہ بیگم ۔ زوجۂ ثانی مسماۃ ساجدہ بیگم ۔ زوجۂ اول سے ایک لڑکی بھی ہوئی بعدہٗ عبدالغنی نے زوجۂ اول کو طلاق دیدی ۔ اب مسماۃ مذکورہ مطلقہ کا عقد غلام احمد سے ہوا ۔ اور غلام احمد کا مسماۃ مذکورہ مطلقہ سے ایک لڑکا ہوا جس کا نام خلیل احمد ہے ۔ اب عبدالغنی کی زوجۂ ثانیہ مسماۃ ساجدہ بیگم کے بطن سے عائشہ بیگم پیدا ہوئی ۔ اب عائشہ بیگم کی دختر مجیدہ بیگم ہے ۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ خلیل احمد کا عقد مجیدہ بیگم سے درست ہے یا نہیں جب کہ مجیدہ بیگم کے نانا حقیقی سعیدہ بیگم خلیل احمد کی والدہ مدخولہ مطلقہ ہے ۔

شجرۂ نسب

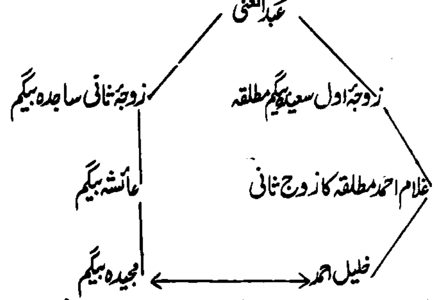

ایک دوسرے سے ان دونوں کا عقد درست ہے یا نہیں ؟

الجواب

خلیل احمد جب کہ دوسرے شوہر کا لڑکا ہے تو اگرچہ وہ عبدالغنی کی مدخولہ مطلقہ کے بطن سے ہے اس کا نکاح عبدالغنی کی نواسی سے جائز ہے بشرطیکہ رشتۂ رضاعت وغیرہ کوئی دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو اس لئے کہ مدخولہ بیوی کی اولاد کا نکاح جو دوسرے شوہر سے ہوں ان سے اپنی اولاد یا اپنی اولاد کی اولاد کے نکاح میں شرعاً کوئی حرج نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صـ ۲۲۱ کی اس عبارت سے ظاہر ہے الاخ لاب اذا کانت له اخت من امه یحل لاخیه من ابیه ان یتزوجها کذا

فی الکافی ۔ وھو تعالیٰ اعلم

جلال الدین احمد امجدی
کتبہ
۱۷؍ شوال ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از حبیب اللہ جونیر ہائی اسکول بہدری بازار گورکھپور

زید کے پاس دو بیویاں ہیں اور دونوں سے ایک ایک لڑکی پیدا ہوئیں ایک لڑکی کی شادی بکر کے ساتھ کر دیا اور دوسری لڑکی کی شادی بکر کی پہلی بیوی سے جو لڑکا ہے اس کے ساتھ کرنا چاہتا ہے تو آیا یہ جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب جائز ہے اگر کوئی اور دوسری وجہ مانع جواز نہ ہو لانہ لم یثبت فی الشرع حرمۃ کذالک کما قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذالکم ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ وھو تعالیٰ اعلم

جلال الدین احمد الامجدی
کتبہ
۲۶؍ ذی القعدہ ۸۶ھ

مسئلہ از میاں عباس علی کٹھوتیہ ۔ بھیرہوا (نیپال)

ایک شخص کی پہلی بیوی سے ایک لڑکی ہے ۔ اور اسی شخص نے اپنی بیوی کی بہن کو بلا نکاح رکھ لیا ہے جس سے ایک لڑکا بھی ہے جس عورت کو اس نے بلا نکاح رکھا ہے وہ بیوہ ہو گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ پہلی بیوی جو نکاح میں ہے اس کی لڑکی سے اس لڑکے کا نکاح کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں ؟ اگر نکاح درست بھی ہے تو ایسے شخص کے دہاں کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا شرعاً درست ہے یا نہیں ؟

الجواب لڑکا مذکور اگر پہلے شوہر سے ہے تو شخص مذکور کی لڑکی سے اس کا عقد کرنا جائز ہے اور اگر وہ لڑکا اسی شخص کی حرام کاری سے پیدا ہے تو اس لڑکے کا نکاح شخص مذکور کی لڑکی سے کرنا جائز نہیں نکاح کرنا جائز ہو یا ناجائز بہر صورت شخص مذکور تاوقتیکہ حرام کاری سے الگ ہو کر توبہ واستغفار نہ کرے تمام مسلمان اس کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا اور سلام وکلام ہر قسم کے اسلامی تعلقات ختم کر دیں ۔ اگر مسلمان ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے ۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جلال الدین احمد الامجدی
کتبہ
۲؍ ذوالقعدہ ۱۳۸۷ھ

مسئلہ از تعلقدار ساکن بھولاپور ۔ ڈومریا گنج بستی

زید نے اپنی حقیقی لڑکی شاہدہ کا نکاح عمرو کے ساتھ کیا ہے اور اب وہ اپنی دوسری حقیقی لڑکی زینب کا نکاح عمرو

Marfat.com

کے حقیقی بھتیجے احمد کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟

الجواب صورت مسئولہ میں اگر اور کوئی وجہ شرعی مانع جواز نکاح نہ ہو تو جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ محمد محسن
۹ رجمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

مسئلہ از محمد رئیس القادری متعلم مدرسہ مدینۃ العلوم بلبھریا دعائے پور گونڈہ

زید اپنے لڑکے کا عقد اپنی سگی پھوپھی کی لڑکی نواسی کے ساتھ کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب اپنی سگی پھوپھی کی لڑکی نواسی کے ساتھ اپنے لڑکے کا عقد کر سکتا ہے بشرطیکہ رضاعت وغیرہ کوئی اور وجہ مانع نکاح نہ ہو قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم۔ وھو اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۳ رصفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسئلہ از رمضان علی محلہ قاضی پورہ شہر بہرائچ

زید کی پہلی بیوی سے ایک پوتا یعنی لڑکے کا لڑکا موجود ہے اس کے بعد زید نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا پانچ، چھ ماہ آتا جاتا رہا پھر اس کو طلاق دیدی اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی پھر اس مطلقہ نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا اس دوسرے مرد سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کی مطلقہ عورت سے جو لڑکی دوسرے مرد سے ہے اس کا نکاح زید کی پہلی بیوی کے پوتے سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب مذکورہ لڑکی کا نکاح زید کے پوتے سے کرنا جائز ہے اگر کوئی اور دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم (پ ۵ ع اول) ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ و رسولہ

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از غلام رسول گورکھپور

خالد کے حقیقی ماموں کا انتقال ہو گیا عدت گذر جانے کے بعد خالد نے اپنی ممانی سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ خالد کے دوسرے ماموں کی لڑکی خالد کے چھوٹے بھائی کے عقد میں ہے۔

الجواب ماموں کے انتقال ہو جانے اور عدت گذر جانے کے بعد خالد کا اپنی سگی ممانی

Marfat.com

سے نکاح کرلینا شرعاً جائز ہے کوئی قباحت نہیں اگر کوئی دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو۔ اور خالد کے دوسرے ماموں کی لڑکی کا خالد کے چھوٹے بھائی کے عقد میں ہونا اس نکاح کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتا قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از محمد نذیر کمانی پورہ۔ بمبئی ۸

سوتیلی ماں کی حقیقی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب جائز ہے قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم۔ ھذا ما ظھر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از اختر جمال صدیقی چرکھوا۔ ضلع بستی

زید وبکر دونوں بھائی ہیں تو زید کی نواسی فاطمہ کا نکاح بکر کے لڑکے خالد کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب صورت مسئولہ میں زید خالد کا چچا ہوا تو خالد کا نکاح زید کی لڑکی سے جائز ہے تو اس کی نواسی فاطمہ سے بدرجہ اولیٰ جائز ہے لانہ لم یثبت فی الشرع حرمۃ کذالک۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از محمد نصیر متعلم دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

زید کے دو بیٹے ہیں عمر اور فاروق۔ پھر عمر کا ایک لڑکا ہاشم ہے اور فاروق کا لڑکا جعفر دریافت طلب یہ امر ہے کہ جعفر کی لڑکی فاطمہ کا نکاح ہاشم کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب جائز ہے اگر کوئی اور دوسری وجہ مانع جواز نہ ہو جیساکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ کیا لانہ قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ ازابوالکلام احمد کسم کھور ضلع فرخ آباد

خالد کے نکاح اول سے ایک لڑکا پیدا ہوا اس کے بعد بیوی کا انتقال ہوگیا تو اس نے نکاح ثانی کیا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زوجۂ ثانی کی حقیقی بہن سے خالد کے نکاح اول سے جو لڑکا ہے اس سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح ہو سکتا ہے اگر کوئی اور دوسری وجہ رضاعت وغیرہ مانع نکاح نہ ہو قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذالکم۔ ھذا ما ظہر لی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۱۷ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از علی امام مویشی خانہ ہاٹا ضلع دیوریا

(۱) ایک عورت جو چچی لگتی ہے مگر خاص چچی نہیں ہے تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) بڑا بھائی مرگیا ہے تو اس کی بیوی سے چھوٹے بھائی کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

الجواب (۱) مذکورہ عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اگر رضاعت وغیرہ کوئی دوسری مانع نکاح نہ ہو قال اللہ تعالیٰ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب (۲) بھائی کی موت کے بعد اگر اس کی بیوی کی عدت ختم ہوگئی ہے تو چھوٹے بھائی سے اس کا نکاح کرنا جائز ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از شوکت علی ساکن پُرینہ پوسٹ دیوا کلپور ضلع بستی

زید و بکر حقیقی دو بھائی ہیں زید نے اپنی لڑکی ھندہ کا نکاح اپنے بھانجہ کے ساتھ کردیا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے بھانجے کے لڑکے کے ساتھ بکر کی لڑکی کا عقد درست ہے یا نہیں؟ اس کا جواب مرحمت فرماکر آخرت میں ماجور ہوں۔

الجواب صورت مستفسرہ میں برصدق مستفتی بکر کی لڑکی کا زید کے بھانجہ کے لڑکے ساتھ عقد کرنا جائز ہے اگر کوئی اور دوسری وجہ مانع جواز نہ ہو۔ لانہ لم یثبت فی الشرع حرمۃ کذالک۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۴ ر ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ

Marfat.com

مسئلہ از حسن علی ساکن ہردیا پوسٹ ہرتیا ضلع بستی، (یوپی)

دین محمد اور بقرعیدی ایک باپ کے لڑکے ہیں آج کئی مہینہ ہوگیا بقرعیدی کا انتقال ہوگیا۔ دین محمد کا لڑکا محمد سلیمان کے ساتھ لوگ بقرعیدی کی بیوہ کا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں ہے۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ جائز ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمائیں۔

الجواب صورت مستفسرہ میں بعد عدت محمد سلیمان بقرعیدی مذکور کی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے اگر کوئی دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو۔ ھٰذا ما ظھر لی والعلم بالحق عند الرحمٰن

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ رذی الحجہ سنہ ۹۴ھ

مسئلہ از عبدالرؤف انصاری نرسرچٹی۔ دھنباد (بہار)

زید کی بیوی ہندہ کے ساتھ بکر زنا کا مرتکب ہوا اور اس سے ایک ناجائز اولاد بھی ہے۔ ایسی صورت میں ہندہ اپنے شوہر زید کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اگر زید اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو بکر کے ساتھ ہندہ کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ جب کہ ہندہ زید کی ممیری خالہ اور چچیری مامی ہے؟ بینوا توجروا

الجواب ارتکاب زنا کے سبب ہندہ زید کی زوجیت سے نہیں نکلی وہ اب بھی بدستور اپنے شوہر زید کے لئے حلال ہے البتہ ہندہ اور بکر پر علانیہ توبہ واستغفار کرنا لازم اور ضروری ہے۔ اگر زید اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدے تو اگرچہ وہ بکر کی ممیری خالہ اور چچیری مامی ہے بعد عدت بکر سے اس کا نکاح کرنا جائز ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ (الآیۃ) وھو تعالٰی ورسولہ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲۴ رذی الحجہ سنہ ۹۹ھ

مسئلہ از محمد سمیع اللہ۔ اسٹیشن ماسٹر کوارٹر نمبر ٹی ۲۔ اے گورکھپور کینٹ۔ ضلع گورکھپور

شوکت علی کی دو لڑکیاں ہیں (زینب اور خاتون) ایک لڑکی یعنی (زینب) سے ایک لڑکی (خالدہ بیگم) پیدا ہوئی اور دوسری لڑکی خاتون سے ایک لڑکی سروری بیگم پیدا ہوئی اور اس سے ایک لڑکا آفتاب عالم پیدا ہوا تو کیا خالدہ بیگم کے ساتھ آفتاب عالم کا عقد ہوسکتا ہے؟

الجواب صورت مستفسرہ میں آفتاب عالم کا نکاح خالدہ بیگم سے جائز ہے بشرطیکہ رضاعت

Marfat.com

وغیرہ کوئی دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو اس لئے کہ خالدہ بیگم سروری بیگم کی خالہ زاد بہن ہے اور خالہ زاد بہن سے نکاح کرنا جائز ہے تو ماں کی خالہ زاد بہن سے نکاح کرنا بدرجۂ اولیٰ جائز ہے کہ یہ اور دور کا رشتہ ہے قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذالکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۹ محرم الحرام ۹۹ھ

مسئلہ از شوکت علی پورینوی۔ ممبر مدرسہ فیض المصطفیٰ قصبہ ہریا بازار بستی

زید کی مدخولہ بیوی ہندہ کو حمل رہ گیا جب کہ اس کا شوہر پردیش میں تھا لوگوں کو شک ہوا یہاں تک کہ تحقیق پر ہندہ نے بیان دیا کہ یہ حمل میرے خسر کا ہے انھوں نے مجھ سے غلط کام کیا۔ اب ایسی صورت میں لوگ خسر کے درپے ہوئے کہ وہ بتائے کہ اس سے غلط کام ہوا کہ نہیں۔ ہندہ کے خسر نے بیان دیا کہ مجھ سے غلط کام ہو گیا ہے اور ہندہ برابر بیان دیتی رہی کہ یہ حمل میرے خسر ہی کا ہے اور لوگوں نے دو ماہ بیشتر ہندہ کو رات کے تاریکی میں چارپائی پر پیر خسر کا دابتے ہوئے بھی دیکھا قرآن حدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں کہ ہندہ اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے یا نہیں؟ اور خسر پر اور ہندہ پر کیا عائد ہو رہا ہے اور پورے برادری کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب اگر شوہر کو غالب گمان ہو کہ ایسا واقعہ ہوا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی وہ طلاق دے کر اس کو آزاد کر دے کہ بعد عدت وہ جس سے چاہے نکاح کرے اور اگر شوہر تصدیق نہ کرے تو عورت اور اس کے خسر کے بیان سے حرمت مصاہرت نہیں ثابت ہوگی جیسا کہ بحر الرائق جلد سوم ص۱۰۱ میں فتح القدیر سے ہے ثبوت الحرمۃ بلمسہا مشروط بان یصدقہا ویقع فی اکبر رایہ صدقہا وعلی ھذا ینبغی ان یقال فی مسہ ایاھا لاتحرم علی ابیہ وابنہ الا ان یصدقہا او یغلب علی ظنہ صدقہا ثم رأیت عن ابی یوسف ما یفید ذالک اھ۔ اور فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص۱۷۵ میں ہے اگر پدر شوہر بھی اقرار کرے جب بھی شوہر پر حجت نہیں لانہ یرید ان التملک ثابت بشہادۃ واحد لاسیما وھی علی نفسہ وشہادۃ المرء علی فعل نفسہ لاتقبل کما نصوا علیہ قاطبۃ اھ۔ ہاں اگر دو عادل گواہوں سے ثابت ہو جائے اگرچہ صرف اسی قدر کہ باپ نے بہو کو شہوت کے ساتھ چھوا یا بوسہ لیا تو اس صورت میں شوہر کی تصدیق کے بغیر حرمت ثابت ہو جائے گی جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے تقبل الشہادۃ علی اللمس والتقبیل عن شہوۃ فی المختار۔ عورت اور خسر کو اگر زنا کا اقرار ہے تو وہ دونوں سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہیں دونوں کو علانیہ توبہ واستغفار کرایا جائے، نماز پڑھنے کی تاکید کی جائے اور میلاد شریف وقرآن خوانی کرنے، غربا و مساکین کو کھانا کھلانے اور مسجد میں لوٹا و چٹائی رکھنے کی تلقین کی جائے کہ اعمال صالحہ

Marfat.com

قبول توبہ میں معاون ہوتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا (پ ۱۹ ع ۴)

وھو تعالیٰ وسبحانہ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۷ ذوالقعدہ سنہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ از محمد شفیع موضع سگانگر۔ ضلع گونڈہ

زید کی بیوی ہندہ نے زید کے باپ یعنی اپنے خسر کے ساتھ زنا کیا جب کہ زید کو معلوم ہوا تو اس نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق مغلظہ دیدی تحریر لکھدی اور کہا اب بجائے عورت کے میری ماں ہو گئی۔ ہندہ نے تین سال تک اپنے میکے میں گذر کیا تین سال کے بعد ہندہ پھر زید کے یہاں چلی آئی زید نے حلالہ کر کے پھر اپنے نکاح میں لے لیا تو یہ نکاح منعقد ہوا کہ نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب جب کہ زید کے باپ نے زید کی بیوی ہندہ سے زنا کیا اور زید نے اس کی تصدیق کی تو اس کی بیوی ہندہ زید کے لئے محرمات ابدیہ میں سے ہو گئی کہ زید کبھی اس کے ساتھ نکاح کر ہی نہیں سکتا اس لئے بعد حلالہ بھی ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ جائز نہ ہوا زید و ہندہ پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں علانیہ توبہ و استغفار کریں اگر وہ دونوں ایسا نہ کریں تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۲۲۵ میں فتح القدیر سے ہے: تحرم المزنی بھا علی آباء الزانی واجدادہ وان علوا وابنائہ وان سفلوا۔ اھ ملخصا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از عبدالقدوس موضع پڑولی پوسٹ جھنگٹی ضلع گورکھپور

عمرو باہر تھا اس کی بیوی ہندہ مکان پر تھی عمرو کے باپ نے اس کی بیوی ہندہ سے زنا کیا تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اب ہندہ عمرو کے لائق رہ گئی یا نہیں؟ عمرو اب بھی ہندہ کے ساتھ میاں بیوی جیسا تعلق رکھتا ہے تو کیا اس کے یہاں کھانا پینا درست ہے؟ بینوا توجروا

الجواب برصدق مستفتی صورت مستفسرہ میں عمرو پر ہندہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی عمرو اور ہندہ دونوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے سے فوراً الگ ہو جائیں اور آپس میں زن و شوہر کے تعلقات ہرگز ہرگز نہ رکھیں عمرو اگر ہندہ کو الگ نہ کردے تو مسلمان اس کے یہاں کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا اور ہر قسم کے اسلامی

Marfat.com

تعلقات بند کردیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۸/ شعبان ۱۳۸۳ھ

مسئلہ از علی احمد موضع سہری۔ بڑھنی بازار۔ ضلع گونڈہ

زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی ہندہ کی ماں شاکرہ ہے شاکرہ بیوہ ہے زید اور شاکرہ سے تعلقات ہوئے اور زید نے اپنی خوشدامن شاکرہ کے ساتھ زنا کیا ایسی صورت میں زید کے بارے میں کیا حکم ہے تحریر فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ زید نے اپنی خوشدامن شاکرہ سے زنا کیا (معاذ اللہ رب العلمین) تو زید پر اس کی لڑکی ہندہ حرام ہوگئی فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص۲۵۶ میں ہے من زنیٰ بامرأۃ حرمت علیہ امہا وان علت وابنتہا وان سفلت کذا فی فتح القدیر۔ اور اپنی خوشدامن شاکرہ سے بھی نکاح نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ بیوی کی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے جیسا کہ قرآن کریم پارۂ چہارم آیت محرمات میں ہے وامہٰت نسائکم۔ زید پر علانیہ توبہ واستغفار لازم ہے اور واجب ہے کہ ماں اور بیٹی دونوں کو اپنے گھر سے الگ کردے۔ اگر دونوں میں کسی ایک کو رکھے یا علانیہ توبہ واستغفار نہ کرے تو سب مسلمان اس بائیکاٹ کردیں۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۱۸/ شوال ۹۵ھ

مسئلہ از محمد اسلام خاں قادری رضوی پھلکول میگھول مٹھیا ضلع چمپارن (بہار)

زید کہتا ہے کہ جو شخص اپنی ساس سے زنا کرے یا غلط نگاہ سے اس کو دیکھے یا بری نیت سے اس کو بوسہ لے تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی اور طلاق پڑ جائے گی تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب آئندہ کبھی کارڈ پر فتوی نہ طلب کریں ورنہ جواب نہیں دیا جائے گا۔ جو شخص کہ اپنی ساس سے زنا کرے یا شہوت کے ساتھ اس کا بوسہ لے تو اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہوجائے گی۔ اور اگر منھ کا بوسہ لے اور یہ کہے کہ شہوت نہ تھی تب بھی یہی حکم ہے لیکن بوسہ میں یہ شرط ہے کہ انزال نہ ہو مگر بیوی بہر حال نکاح سے نہیں نکلے گی اور نہ طلاق پڑے گی بلکہ شوہر پر فرض ہوگا کہ اس کی لڑکی کو چھوڑ دے۔ جب تک کہ وہ نہیں چھوڑے گا یا حاکم شرع تفریق نہیں کردے گا نکاح باقی رہے گا ھکذا فی الجزء الخامس من الفتاوی الرضویۃ۔ اور ساس کو غلط نگاہ سے دیکھنا اگرچہ بڑا گناہ ہے لیکن ایسا کرنے سے بیوی حرام بھی

Marfat.com

نہیں ہوتی۔ ھذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۱؍صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسئلہ از نقر عیدی موضع جمی پوروہ پوسٹ ناپارہ ضلع بہرائچ شریف

ایک عورت کی ایک جگہ شادی ہوئی اور اس کے بطن سے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی پھر اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا عورت نے دوسرے جگہ محمد بخش کے ساتھ عقد کر لیا اور اپنے لڑکی کا دوسرے مقام پر احمد کے ساتھ عقد کر دیا پھر اس عورت کا انتقال ہو گیا اور اس لڑکی کے شوہر احمد نے بھی طلاق دیدی تب محمد بخش نے اس لڑکی کو اپنے عقد میں لے لیا جس کے نطفے سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاح مذکورہ حق ہے کہ باطل اور ایسے شخص کے ساتھ ہم سب کو کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے؟ بحکم شریعت مطہرہ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب محمد بخش اگر اپنی بیوی سے ہمبستری کر چکا تھا تو اب اس لڑکی سے نکاح کرنا حرام اور سخت حرام ہے قرآن پاک پارۂ چہارم کی آخری آیت میں ہے وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد کو اپنی بیوی مدخولہ کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہے حدیث شریف میں ہے اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ایما رجل نکح امرأۃ فدخل بھا فلا یحل لہ نکاح ابنتھا رواہ الترمذی یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے پھر اس کے ساتھ ہمبستر ہو تو اس کے لئے اس کی بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے (ترمذی شریف) فتاویٰ عالمگیری میں ہے بنات الزوجۃ وبنات اولادھا وان سفلن بشرط الدخول بالام کذا فی الحاوی القدسی سواء کانت الابنۃ فی حجرہ اولم تکن کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خاں۔ یعنی مرد اگر اپنی بیوی سے ہمبستری کر چکا ہے تو اس پر اپنی اس مدخولہ بیوی کی لڑکیاں اور اس کے اولاد کی لڑکیاں پوتیاں اور نواسیاں حرام ہیں حاوی قدسی میں اسی طرح ہے خواہ وہ لڑکی مرد کی پرورش میں ہو یا نہ ہو جیسا کہ قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں ہے لہٰذا محمد بخش پر لازم ہے کہ اسے فوراً الگ کر کے صدق دل سے علانیہ توبہ کرے اور محمد بخش ایسا نہ کرے تو مسلمانوں کو اس سے قطع تعلق کرنا واجب ہے واللّٰہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۱۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ

Marfat.com

مسئلہ
از جاوید اختر کرلا ۔ بمبئی ۷۰

زید کے دادا محمود نے زینب سے زنا کیا اب زید اپنے لڑکے خالد کی شادی زینب کی لڑکی فاطمہ سے کرنا چاہتا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ خالد و فاطمہ کے مابین نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بحوالۂ کتب مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب
صورت مسئولہ میں خالد و فاطمہ کے مابین نکاح جائز ہے اگر کوئی اور دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو جیسا کہ بحر الرائق جلد دوم صہ۱۰۱ اور ردالمحتار جلد دوم صہ۲۷۹ میں ہے یحل لاصول الزانی وفروعہ اصول المزنی بہا وفروعہا اھ ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۵ محرم الحرام سنہ۱۴۰۳ھ

مسئلہ
از محمد اسلام محلہ بیگم گنج مقبرہ فیض آباد

ہندہ کا شوہر پردیس ہے۔ ہندہ کا بیان ہے کہ اس کا حقیقی خسر بری نیت سے اس کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھری میں زبردستی لے گیا اور برائی کرنا چاہا مگر میں راضی نہ ہوئی اور برائی نہ ہوئی تو اس کے بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟

الجواب
ہندہ کے شوہر کو مطلع کیا جائے کہ تمہارے باپ کے بارے میں تمہاری بیوی کا ایسا بیان ہے۔ اگر شوہر تسلیم کرے کہ ہاں ایسا ہوا تو ہندہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ اب اس صورت میں شوہر پر فرض ہے کہ ہندہ سے متارکہ کرے مثلاً کہدے کہ میں نے اسے چھوڑا ۔ اس کے بعد ہندہ عدت گذار کر دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے ۔ اور اگر شوہر ہندہ کی تصدیق نہ کرے تو اس کا بیان شرعاً کوئی چیز نہیں (درمختار۔ فتاویٰ رضویہ) وھو تعالیٰ اعلم ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ
از مولانا حافظ ریاض الدین صاحب دریاپور مالدہ (بنگال)

(۱) باپ نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے زنا کیا تو کیا حکم ہے؟ (۲) اور اگر زنا نہ کیا بلکہ صرف شہوت سے بوسہ لیا یا چھوا تو کیا حکم ہے؟

الجواب
(۱) اگر ہندہ نو برس یا اس سے زیادہ عمر کی ہو اور اس کے خسر نے اس کے ساتھ زنا کیا تو ہندہ زید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی (۲) اور اگر ہندۂ مذکورہ کے خسر (زید کے باپ) نے اس کو شہوت کے ساتھ چھوا یا بوسہ لیا تو اس صورت میں بھی ہندہ زید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی حرمت کی ان دونوں صورتوں

Marfat.com

کو حرمت مصاہرت کہتے ہیں یہاں شہوت سے مراد یہ ہے کہ اس کی وجہ سے انتشار آلہ ہو جائے اور اگر پہلے سے انتشار موجود تھا تو اب زیادہ ہو جائے اور یہ صورت جوان کے لئے ہے بوڑھے اور عورت کے لئے شہوت یہ ہے کہ دل میں حرکت پیدا ہو اور پہلے سے ہو تو زیادہ ہو جائے۔ واضح ہو کہ ہندہ جب اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی تو زید پر فرض ہے کہ اس سے شوہری تعلقات ختم کر دے اور اس کو طلاق دیدے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

کتبہ بدرالدین احمد رضوی
۲۱ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ

مسئلہ

از عبدالرشید کپتان گنج ضلع بستی (یوپی)

(۱) زید کو ہندہ جو کہ زید کی بیوی ہے اپنے لڑکے عمرو کی بیوی خالدہ کے ساتھ زنا کا الزام لگا چکی ہے تو اس معاملہ میں زید کی بیوی پر کیا حکم شرعی ہے؟ (۲) سوال مذکورہ نمبر ا کو جیسا کہ ہندہ نے بیان کیا ہے ہندہ کا لڑکا عمرو کو صحیح غالب گمان ہو خواہ یہ قول صدق ہو یا کذب عمرو کی بیوی عمرو کے لئے حرام ابدیہ ہو جائے گی یا کیا صورت ہو گی؟ (۳) اگر زید نے اپنے لڑکے کی بیوی کے ساتھ معاذاللہ زنا کر لیا تو مزنیہ عورت زید کے لڑکے کے لئے جائز رہے گی یا نہیں؟ اور زید کو مزنیہ عورت سے عدت گذارنے کے بعد نکاح کرنا پڑے گا یا کوئی اور صورت ہو گی؟ بیان فرمائیں۔

الجواب

ہندہ نے اگر اپنے شوہر زید پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو وہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے اس پر توبہ و استغفار لازم ہے (۲) اگر شوہر تسلیم کر لے کہ ہماری ماں کا بیان صحیح ہے تو اس کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی اور اگر شوہر تصدیق نہ کرے تو اس کی ماں کا بیان بلکہ خود اس کی عورت کا بیان بھی کوئی چیز نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم (۳) اگر واقعہ مذکور کو شوہر تسلیم کر لے تو اس پر فرض ہے کہ اپنی بیوی سے متارکہ کرے مثلاً کہہ دے کہ میں نے اسے چھوڑا۔ پھر وہ عدت طلاق گذار کر کسی دوسرے سنی صحیح العقیدہ سے نکاح کر سکتی ہے۔

وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ ذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ

از ماسٹر نذیر احمد مقام بھندیوا۔ پوسٹ ہرپور تیواری۔ ضلع گورکھپور

ہندہ کی رخصتی ہوئی (یعنی گونا) اور وہ اپنے میکے سے اپنے گھر گئی چند روز گذرنے کے بعد اس کا سسر خالد نے اس کے ساتھ زنا بالجبر کرنا چاہا لیکن ہندہ ایک شریف لڑکی ہے جو اپنی عصمت کو بچاتے ہوئے اپنے میکے چلی آئی تو چند روز گذرنے کے بعد گاؤں والوں نے ہندہ کے بھائی بکر کو بھیجا کہ کیا واقعی اس نے ایسا کرنے پر ہندہ کو مجبور کیا تھا

Marfat.com

تو زید اور زید کا باپ دونوں مل کر بکر کو گالی وغیرہ دینے لگے بعد میں ہی پتہ چلا کہ زنا کار وہ پہلے ہی سے ہے تو اب ہندہ کہتی ہے کہ میں کس طرح اس کے گھر جاؤں جبکہ عزت پر حملہ کیا جارہا ہے تو طلاق لینے کے لئے گاؤں والوں نے کوشش کیا تو اس نے کہا یعنی زید اور اس کے باپ نے کہ ہم نہ طلاق دیں گے اور نہ رکھیں گے تو ہندہ کو اب کیا کرنا چاہیئے از روئے شرع کیا ہندہ یوں ہی بیٹھی رہے یا دوسری شادی کرے ؟

الجواب ہو سکتا ہے کہ ہندہ اپنے اس بیان میں صحیح ہو کہ اس کے خسر نے اس کے ساتھ زنا کرنا چاہا۔ لیکن جب تک کہ اس کا شوہر اس بات کی تصدیق نہ کرے عند الشرع عورت کا بیان کوئی چیز نہیں۔ اگر شوہر کم سے کم اتنا ہی تسلیم کرلے کہ میرے باپ نے میری بیوی کا ہاتھ شہوت سے پکڑا ہے تو اس کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی مگر نکاح نہیں زائل ہوا لہذا اس صورت میں شوہر پر فرض ہے کہ ہندہ سے متارکہ کرے مثلاً کہدے کہ میں نے اسے چھوڑا اس کے بعد ہندہ عدت گذار کر دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر شوہر اتنی بات کی تصدیق نہ کرے تو ہندہ بدستور اس کی بیوی ہے اگر شوہر اول کے ساتھ رہنے میں اس کو اپنی عصمت کا خطرہ ہے تو اس صورت میں بھی وہ طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ گاؤں کی پنچایت اور حکام وغیرہ کے دباؤ سے جس طرح بھی ہو سکے طلاق حاصل کرے پھر بعد عدت اگر چاہے تو دوسرے سے نکاح کرے۔ ھکذا فی الکتب الفقھیۃ وھو اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۹ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از شان اللہ موضع ذہرا پوسٹ بشیشر گنج ضلع سلطان پور

زید ایک شادی شدہ عورت کو بھگا لایا اس کے شوہر نے اسے طلاق نہیں دی تھی زید نے کچھ دنوں تک اس عورت کو اپنے پاس رکھا پھر زید کا انتقال ہو گیا تو اس کا بیٹا بکر جو پہلی بیوی سے ہے طلاق حاصل کرنے کے بعد اس عورت کو رکھ لیا تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے ؟

الجواب جب کہ عورت مذکور کو زید نے رکھا تو وہ اس کے لڑکے پر حرام ہو گئی۔ طلاق کے بعد بھی زید کے لڑکے بکر کا نکاح اس عورت کے ساتھ حرام ہے ہرگز ہرگز جائز نہیں ہو سکتا فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص۲۵۶ میں ہے "و تحرم المزنی بھا علی آباء الزانی واجدادہ وان علوا وابنائہ وان سفلوا کذا فی فتح القدیر"، لہذا مسلمانوں پر لازم ہے ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کریں اور دونوں کو علانیہ توبہ و استغفار کرائیں اگر وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ

Marfat.com

بھی گنہگار ہوں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۱۲ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

مسئلہ از سعید احمد وارثی موضع گجادھر پور۔ پوسٹ انٹیا تھوک ۔ گونڈہ

ایک شخص نے اپنی سالی سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی یا نہیں؟

الجواب سالی سے زنا کرنے کے سبب شخص مذکور کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوئی جیسا درمختار مع ردالمحتار جلد دوم ص۲۸۱ میں ہے فی الخلاصۃ وطی اخت امرأتہ لا تحرم علیہ امرأتہ اھ ۔البتہ شخص مذکور اور اس کی سالی پر توبہ و استغفار لازم ہے۔ہاں اگر سالی کے ساتھ دیدہ و دانستہ زنا نہ کیا بلکہ بیوی سمجھ کر دھوکے میں ہمبستری کرلی تو اس صورت میں سالی پر وطی بالشبہہ کی عدت لازم ہے اور تاوقتیکہ سالی کی عدت نہ گذرجائے شخص مذکور پر اس کی بیوی حرام۔ شامی جلد دوم ص۲۸۱ پر بحر سے ہے لو وطی اخت امرأتہ بشبھۃ تحرم امرأتہ مالم تنقض عدۃ ذات الشبھۃ ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی
۱۹ شوال ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از محمد انتخاب اشرفی ناپارہ ضلع بہرائچ

زید نے اپنے بیٹے بکر کی بیوی سے زنا کیا تو بکر اپنی اس بیوی کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ثبوت زنا کے لئے از روئے شرع زانی کا اقرار یا چار عادل گواہوں کی شہادت ضروری ہے۔ لہٰذا صورت مستفسرہ میں اگر زید اپنی بہو سے زنا کرنے یا شہوت کے ساتھ چھونے کا اقرار کرے یا اس کی بیوی اقرار کرے اور بکر اقرار کی تصدیق کرے یا شہادت شرعیہ سے زنا یا دو شاہد عادل سے بشہوت چھونا ثابت ہو تو بکر کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی بکر پر لازم ہے کہ اسے طلاق دے کر اپنے سے الگ کردے اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ بحرالرائق جلد ثالث ص۱۰۰ میں ہے فی فتح القدیر وثبوت الحرمۃ بلمسھا مشروط بان یصدقھا ویقع فی اکبر رأیہ صدقھا وعلی ھذا ینبغی ان یقال فی مسہ ایاھا لا تحرم علی ابیہ و ابنہ الا ان یصدقھا او یغلب علی ظنہ صدقھا ثم رأیت عن ابی یوسف ما یفید ذالک اھ ۔ وقال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین ۔ (پ ۷ ع ۱۴) اور زید کا زنا اگر واقعی ثابت ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ۔ وھو اعلم

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۱۳ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

Marfat.com

مسئلہ از رضوان علی موضع بھامٹ پوسٹ پورندر پور ضلع گورکھپور (یوپی)

زید کی شادی ہندہ سے ہوئی نابالغی کی حالت میں اور زید ہندہ کی ماں سے محبت کیا اور اس سے زنا بھی کیا اور حمل بھی رہ گیا اب زید نے ہندہ کو طلاق دیدیا اور اس کی ماں سے شادی کرنا چاہتا ہے کر سکتا ہے کہ نہیں ؟

الجواب جب کہ زید کی شادی ہندہ سے ہوئی تو ہندہ کی ماں زید پر حرام ہو گئی ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پارۂ چہارم کی آخری آیت کریمہ میں فرمایا وامھٰت نسائکم ۔ یعنی تمہاری عورتوں کی مائیں تمہارے لئے حرام ہیں ۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں بیویوں کی مائیں صرف عقد نکاح سے حرام ہو جاتی ہیں خواہ وہ بیویاں مدخولہ ہوں یا غیر مدخولہ یعنی ان سے صحبت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور درمختار مع شامی جلد دوم صـ۲۷۸ میں ہے نکاح البنات یحرم الامھات ۔ لہٰذا زید کا نکاح ہندہ کی ماں سے ہرگز ہرگز جائز نہیں ہو سکتا ۔ اس پر لازم ہے کہ اس عورت سے قطع تعلق کرے اور علانیہ توبہ و استغفار کرے نماز کی پابندی کرے اور قرآن خوانی و میلاد شریف کرے اور غرباء و مساکین کو کھانا کھلائے کہ یہ چیزیں قبول توبہ میں معاون ہوں گی ۔ اگر زید ہندہ کی ماں سے قطع تعلق نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں قال اللہ تعالیٰ وامایُنسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین (پ ع ۱۴) اور اگر زید نے ہندہ کی ماں سے واقعی زنا کیا تو ہندہ بھی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی اب زید ہندہ سے کبھی نکاح نہیں کر سکتا جیسا کہ فتاوےٰ عالمگیری جلد اول مصری صـ۲۵۶ میں ہے من زنیٰ بامرأۃ حرمت علیہ امھا وان علت وابنتھا وان سفلت کذا فی فتح القدیر ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

۱۶؍ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از محمد وارث متعلم مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا ضلع بستی

(الف) زید نے اپنے حقیقی لڑکے بکر کی بیوی ہندہ کے ساتھ جماع کیا یا شہوت کے ساتھ اس کے ہاتھ کو پکڑا تو ہندہ بکر کے لئے حلال رہ گئی یا نہیں ؟ (ب) اگر ہندہ بکر کے لئے حرام ہو گئی تو کس مدت معینہ تک یا ہمیشہ کے لئے کیا حلال ہونے کی بھی کوئی صورت ہے ؟ (ج) مذکورہ بالا فعل شنیعہ کے مرتکب زید پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے ؟ قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کے حوالہ سے جواب مرحمت فرمایا جائے ؟

الجواب بعون الملک الوھاب ۔ (الف) اگر زید نے ہندہ کے ساتھ جماع کیا یا شہوت کے ساتھ اس کے ہاتھ کو پکڑا ۔ بہر صورت ہندہ بکر پر حرام ہو گئی فتاویٰ عالمگیری جلد اول صـ۲۵۶ میں ہے

Marfat.com

تحرم المزنی بہا علی اٰباء الزانی ولجدادہ وان علوا وابنائہ وان سفلوا کذا فی فتح القدیر اور اسی میں ہے کما تثبت ھذہ الحرمۃ بالوطئ تثبت باللمس والتقبیل والنظر الی الفرج بشھوۃ کذا فی الذخیرہ ۔ واعلم ان اللمس بشھوۃ انما یوجب حرمۃ المصاھرۃ اذا لم یکن بینھما ثوب صفیق ھٰکذا قال العلماء لاھل السنۃ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ب) ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اب بکر پر حلال ہونے کی کوئی صورت نہیں ھٰکذا فی الکتب الفقھیۃ لہٰذا بکر ہندہ کو طلاق دیکر اپنے سے فوراً الگ کردے ۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم (ج) اگر زید سے یہ فعل سرزد ہوا تو وہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے علانیہ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ اس قسم کے گناہ کے قریب نہ جانے کا عہد کرے ۔ نیز اسے نیک کام کرنے مثلاً پابندی نماز باجماعت قرآن خوانی اور میلاد شریف کرنے کی تلقین کریں کہ یہ چیزیں مقبولیت توبہ میں معاون ومددگار ہوں گی ۔ قال اللہ تعالیٰ ان الحسنٰت یذھبن السیّاٰت ھٰذا ماظھرلی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۶ھ

مسئلہ از محمد عبد العزیز قادری مدرسہ اہلسنت صدیقیہ اشاعت العلوم بھنان ضلع بستی

(۱) بکر نے اپنے بیٹے زید کی بیوی یعنی اپنی بہو بنام خالدہ کے ساتھ بدفعلی کا ارادہ کیا اور اپنی خواہش کا اظہار بھی خالدہ سے کیا تو اس صورت میں خالدہ زید کے نکاح میں رہی یا نکل گئی ؟ (۲) مسئلہ میں جو بات درج ہے اس کا اظہار خالدہ کی زبانی ہو رہا ہے تو کیا یہ معتبر ہے یا بکر کے اقرار کرنے پر اعتماد کیا جائے گا ؟

الجواب (۱) بکر اگر واقعی اپنے بیٹے زید کی بیوی کو شہوت کے ساتھ چھوا اور انزال نہ ہوا تو زید کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اس صورت میں زید پر فرض ہے کہ اپنی بیوی سے متارکہ کرے مثلاً کہدے کہ میں نے اسے چھوڑا ۔ اس کے بعد خالدہ عدت گذار کر دوسرا نکاح کرسکتی ہے درمختار میں ہے بحرمۃ المصاھرۃ لایرتفع النکاح حتی لایحل لھا التزوج باٰخر الابعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ ۔ وھو تعالیٰ اعلم ۔ (۲) خالدہ کا بیان یا بکر کا اقرار عند الشرع کوئی چیز نہیں جب تک کہ شوہر تصدیق نہ کرے لہٰذا اگر خالدہ کا شوہر یقین کرے کہ میرے باپ نے میری بیوی کو شہوت کے ساتھ چھوا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی ۔ ورنہ نہیں

Marfat.com

هکذا فی الجزء الخامس من الفتاوی الرضویة ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲؍جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ از محمد ادریس خاں پارک سائٹ وکرولی بمبئی ۷۹

زید کی منکوحہ ہندہ مکان پر تھی اور خود زید روزی کی تلاش میں نکل گیا۔ دوران سفر ایک سال کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اس کی بیوی ہندہ حمل سے ہے۔ یہ خبر سن کر وہ مکان آیا اور اپنی بیوی سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ یہ حمل تمہارے چھوٹے بھائی کا ہے جب اس پر اور سختی کی گئی تو اس نے کہا یہ تمہارے باپ کا ہے اور جب ان سے یہ کہا گیا کہ چھوٹے بھائی کو کیوں کہا تھا؟ تو اس نے کہا اصلیت کو چھپانے کے لئے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ یہ حمل تمہارے باپ کا ہے۔ باپ سے دریافت کرنے پر باپ لڑکے کو مارنے دوڑتا ہے اور قسم کھانے کو تیار ہے مگر دلائل ثبوت اس کے خلاف ہیں یہاں تک کہ گاؤں والے بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ حمل اس کے باپ ہی کا ہے۔ اس کے بارے میں شریعت کا جو حکم ہو آگاہ فرمائیں۔

الجواب اگر زید کو قرائن وعلامات سے ظن غالب ہو کہ اس کی بیوی ہندہ سچ کہتی ہے کہ شوہر کے باپ نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی یعنی زید پر وہ عورت حرام ہوگئی۔ اس صورت میں شوہر پر واجب ہے کہ عورت کو طلاق دے کر اپنے سے الگ کر دے پھر وہ عورت عدت گذرنے کے بعد جس سنی صحیح العقیدہ سے چاہے نکاح کر سکتی ہے فتح القدیر جلد سوم صفحہ ۱۳۰ میں ہے ثبوت الحرمة بمسها مشروط بان یصدقها او یقع فی اکبر رایه صدقها وعلی ھذا ینبغی ان یقال فی مسه ایاھا لا تحرم علی ابیه وابنه الا ان یصدقاه او یغلب علی ظنهما صدقه ثم رأیت عن ابی یوسف انه ذکر فی الامالی ما یفید ذالک قال امرأة قبلت ابن زوجها وقالت کان عن شهوة ان کذبها الزوج لا یفرق بینهما ولو صدقها وقعت الفرقة ھذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۸؍شعبان المعظم ۱۳۹۱ھ

مسئلہ از حکیم بدیع الزماں التفات گنج ضلع فیض آباد

ہندہ کی دو لڑکیاں ہیں زید ہندہ کی ایک لڑکی سے زنا کرتا ہے اور بعد میں دوسری لڑکی سے عقد کر لیا تو کیا زید کا ہندہ کی دوسری لڑکی سے عقد کرنا جائز ہے؟ ہندہ کی اس دوسری لڑکی سے عقد کرنے کے بعد بھی زید ہندہ

Marfat.com

سے برابر زنا کر رہا ہے لہذا زید اور ہندہ کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے مفصل تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب صورت مستفسرہ میں اگر واقعی زید نے ہندہ سے زنا کیا العیاذ باللہ تعالیٰ تو اس کی سب لڑکیاں زید پر حرام ہوگئیں۔ ہندہ کی کسی لڑکی سے اس کا نکاح کرنا جائز نہیں۔ لہذا اس کی لڑکی سے جو زید نے نکاح کیا وہ ہرگز ہرگز جائز نہ ہوا فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۲۵۶ میں فتح القدیر سے ہے من زنی بامرأۃ حرمت علیہ امہا وان علت وابنتہا وان سفلت اھ۔ زید پر فرض ہے کہ ہندہ کی لڑکی کو اپنے سے الگ کر دے میاں بیوی کا تعلق اس سے ہرگز ہرگز قائم نہ کرے اور ہندہ اور اس کی دوسری لڑکی سے ناجائز تعلق ختم کرے اور علانیہ توبہ و استغفار کرے اگر زید ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا سلام و کلام اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات ختم کر دیں اگر مسلمان ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین (پ ع ۱۴) وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ ۹۸۷/۸۸ / ۹ از الحاج حفیظ اللہ انصاری حفیظ منزل پوسٹ و مقام شہرت گڈھ ضلع بستی

زید کی شادی محمود کی لڑکی فاطمہ سے ہوئی تھی محمود کی اول زوجہ سے بکر پیدا ہوا زوجۂ اول کے انتقال کے بعد محمود نے نکاح ثانی کیا دوسری بیوی سے فاطمہ پیدا ہوئی زید کی بیوی فاطمہ کا انتقال ہو گیا محمود کی اول زوجہ کے لڑکے بکر کی لڑکی زینب جو کہ بیوہ ہے تو زینب بیوہ سے زید کا نکاح درست ہے کہ نہیں؟

الجواب صورت مستفسرہ میں فاطمہ زینب کی پھوپھی ہوئی اور جب کہ فاطمہ کا انتقال ہو گیا تو زینب کا اپنے پھوپھا سے نکاح کرنا جائز ہے بشرطیکہ رضاعت وغیرہ کوئی اور وجہ مانع نکاح نہ ہو اس لئے کہ عورت اور اس کی پھوپھی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور یہ صورت جمع کی نہیں ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۲۵۹ میں ہے لا یجوز الجمع بین امرأۃ و عمتہا نسبا او رضاعا اھ۔ وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ ذی الحجہ ۹۹ھ

مسئلہ از شوکت علی پورینہ پوسٹ دیواکل پور۔ ضلع بستی

زید کے لڑکے بکر کی بیوی ہندہ نے اپنے حمل کے متعلق بیان دیا کہ یہ حمل زید کا ہے۔ زید انکار کرتا رہا لیکن ہندہ

Marfat.com

نے پھر بیان دیا تو زید نے خاموشی اختیار کرلی۔ البتہ لوگوں کے زیادہ اصرار پر زید نے محض اتنی بات کا اقرار کیا کہ ہم نے ہندہ کے ساتھ برائی نہیں کی ہے صرف ہاتھ پیر، سر کی خدمت لیا ہے۔ ایسی صورت میں ہندہ کے بیان سے زید پر شرعًا زنا کا حکم ہوتا ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اوّل ہندہ بکر کے نکاح میں رہ گئی یا الگ ہو گئی؛ اور بکر ہندہ کو شرعًا اپنی بیوی تصور کرے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ہندہ کا حمل شرعًا اس کے شوہر بکر کا ہے حدیث شریف میں ہے الولد للفراش اور صرف ہندہ کے بیان سے اس کے خسر زید کو زانی نہیں قرار دیا جا سکتا کما فی الکتب الفقہیۃ اور اگر شوہر کو ظن غالب ہو کہ میرے باپ نے میری بیوی کے ساتھ زنا کیا ہے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی شوہر کہے کہ میں نے اپنی بیوی ہندہ کو چھوڑ دیا اور عملًا بھی اس سے متارکہ کرے تو ہندہ عدت گذارنے کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ بحر الرائق جلد سوم صـ۱۰۱ میں ہے فی فتح القدیر وثبوت الحرمۃ بلمسہا مشروط بان یصدقہا ویقع فی اکبر رایہ صدقہا وعلی ہذا ینبغی ان یقال فی مسہ ایاہا لاتحرم علی ابیہ وابنہ الا ان یصدقہا او یغلب علی ظنہ صدقہا ثم رأیت عن ابی یوسف ما یفید ذالک اھ۔ اور فتاوی رضویہ ج۵ صـ۱۷۵ میں ہے کہ عورت کا بیان کوئی چیز نہیں جب تک کہ شوہر اس کی تصدیق نہ کرے اھ۔ اور در مختار میں ہے بحرمۃ المصاہرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لہا التزوج بآخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ اھ۔ وھو تعالی ورسولہ الاعلی اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۹ ؍ جمادی الاولی سنہ ۹۹ھ

مسئلہ از حقیق اللہ یار علوی دیبیا پور ضلع بستی

ہندہ بکر کی لڑکی ہے اور زید ہندہ سے شادی کرنا چاہتا ہے جب کہ زید نے ہندہ کی ماں سے زنا کر لیا تھا آیا زید ہندہ کو اپنے نکاح میں لا سکتا ہے؟

الجواب جب کہ زید نے ہندہ کی والدہ سے زنا کیا ہے العیاذ باللہ تعالے تو ہندہ زید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی زید ہندہ کو اپنے نکاح میں ہرگز نہیں لا سکتا۔ فتاوی عالمگیری میں ہے من زنی بامرأۃ حرمت علیہ امہا وان علت وابنتہا وان سفلت اھ وھو تعالی اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۷ ؍ جمادی الاخری سنہ ۹۹ھ

Marfat.com

مسئلہ از محمد لطیف اسٹینڈرواچ سروس مہنداول بستی

ہندہ جو تقریباً چودہ سال سے اپنے شوہر زید کے ساتھ رہتی ہے اور اس کی عمر لگ بھگ تینتیس سال ہے مگر اس کے کوئی اولاد نہیں ہوئی اب اس کا شوہر زید ہندہ کی حقیقی بہن زبیدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے کہ ہندہ کو تاحیات اپنے گھر ہی میں رکھوں اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے ؟

الجواب ایک مرد کا دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے کما قال اللہ وان تجمعوا بین الاختین (پ۴ رکوع آخر) اور حدیث شریف میں ہے عن الضحاک بن فیروز الدیلمی عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ انی اسلمت وتحتی اختان قال اختر ایتھما شئت یعنی حضرت ضحاک بن فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں۔ حضور نے فرمایا دونوں میں سے ایک کا انتخاب کرلے (ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۲۷۴) یہاں تک کہ اگر ایک بہن کو طلاق دیدی تو جب تک کہ اس کی عدت نہ گذر جائے دوسری بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ چاہے طلاق رجعی دی ہو یا بائن یا مغلظہ۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۲۶۱ میں ہے لایجوز ان یتزوج اخت متعدۃ سواء کانت العدۃ عن طلاق رجعی او بائن او ثلاث ھکذا فی الکافی اھ ملخصا۔ لہٰذا اگر زید اپنی بیوی ہندہ کی حقیقی بہن زبیدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو ہندہ کو طلاق دے پھر جب اس کی عدت گذر جائے تو اس کی بہن زبیدہ سے نکاح کرے۔ اس سے پہلے زبیدہ سے نکاح کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اور ہندہ کی عدت صورت مسئولہ میں تین حیض ہوگی جب تک کہ وہ پچپن سالہ نہ ہوجائے۔ خواہ تین حیض تین ماہ تین سال یا اس سے زیادہ میں آئیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ والمطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلٰثۃ قروء (پ۲ ع۱۲) اور طلاق کے بعد جب ہندہ کی عدت گذر جائے تو اُسے اپنے گھر میں نہ رہنے دے اگرچہ اس سے میاں بیوی جیسا تعلق نہ رکھے۔ اس لئے کہ طلاق وعدت کے بعد ہندہ کو اپنے گھر میں رکھے گا تو وہ متہم ومطعون ہوگا اور اس کی غیبت کا دروازہ کھلے گا جس سے مسلمان فتنہ میں پڑیں گے اور مسلمانوں کو فتنہ میں ڈالنا حرام ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں جس بات میں آدمی متہم ہو مطعون ہو انگشت نما ہو شرعاً منع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ہے من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یقف مواقف التھم جو بات مسلمانوں پر فتح باب غیبت کرے انھیں فتنے میں ڈالے گی اور انھیں فتنے میں ڈالنا حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات

Marfat.com

ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق (فتاوی رضویہ جلد دہم ص۲۲۷) وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲ر ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ

از عبدالرحمٰن مدرس منظر اسلام التفات گنج ضلع فیض آباد

دو سگی بہنیں دو سگے بھائیوں کو بیاہی تھیں بڑے بھائی کا انتقال ہوگیا اور چھوٹا بھائی دونوں عورتوں کو رکھے ہوئے ہے اس کے لئے شرعًا کیا حکم ہے؟

الجواب

ایک مرد کا دو سگی بہنوں کو بیک وقت رکھنا سخت ناجائز و حرام ہے آیت محرمات میں ہے وان تجمعوا بین الاختین۔ لہذا چھوٹے بھائی پر واجب ہے کہ فورًا بڑے بھائی کی بیوہ عورت کو اپنے سے الگ کردے اور علانیہ توبہ و استغفار کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، سلام و کلام اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات ختم کردیں۔ اگر مسلمان ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔
ھذا ما عندی وھو اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ر ذوالقعدہ سنہ ۱۳۸۶ھ

مسئلہ

از اسرار احمد اعظمی سکینہ بی طیب عطار بنگڑی والا کمپاؤنڈ قریش نگر کرلا بمبئی ۷۰

میری بیوی کی بہن بیوہ ہوگئی ہے۔ میری بیوی کہتی ہے کہ میری بہن سے بھی نکاح کر لیجئے تو اس صورت میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا بیوی کی بہن سے بھی نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

بیوی کی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے جیسا کہ پارۂ چہارم کی آخری آیت کریمہ میں ہے وان تجمعوا بین الاُختَینِ یعنی دو بہنوں کو اکٹھا کرنا حرام ہے اور جیسا کہ حدیث شریف میں ہے من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یجمعن ماءہ فی رحم اُختین یہاں تک کہ اگر بیوی کو طلاق دیدے تو جب تک کہ عدت ختم نہ ہوجائے اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا جیسا کہ شرح وقایہ جلد ثانی ص۱۲ میں ہے کون المرأۃ فی نکاح رجل اوفی عدتہ ولو من طلاق بائن یحرم نکاح امرأۃ ایتھا فرضت ذکرًا لم تحل لہ الاخری ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۸ر جمادی الاخری سنہ ۹۵ھ

Marfat.com

مسئلہ از منشی رضا ٹیلر مقام و پوسٹ گوراڈانشر ضلع پرتاب گڈھ

ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی جس کے چار بچے ہیں۔ پھر اس نے بیوی کی چھوٹی بہن سے نکاح کر لیا اور پہلی بیوی جس کو طلاق دی ہے اس کو کھانا خرچہ دیتا ہے اور اپنے مکان کے برابر مکان بنوا کر رکھنا چاہتا ہے جس بیوی کو طلاق دی ہے وہ اپنے میکے میں رہتی ہے اور اس شخص کا اس کے میکہ بھی آنا جانا رہتا ہے دونوں سے بات چیت بھی رہتی ہے دونوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اس کی نسبت علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟

الجواب مطلقہ بیوی کی عدت گذرنے سے پہلے اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں جیساکہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صـ ۲۶۱ میں ہے لا یجوز ان یتزوج اخت معتدتہ سواء کانت العدۃ عن طلاق رجعی او بائن او ثلاث او عن نکاح فاسد او من شبھۃ۔ لہٰذا اگر شخص مذکور نے بیوی کی عدت گزرنے سے پہلے اس کی بہن سے نکاح کیا تو وہ سخت گنہگار ہوا اس صورت میں اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور اس سے الگ رہے پھر پہلی بیوی کی عدت گذرنے کے بعد اگر اس کی بہن کو رکھنا چاہے تو دوبارہ نکاح کرے اور اگر عدت گذرنے کے بعد اس کی بہن سے نکاح کیا تو شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن طلاق دینے کے باوجود اگر وہ پہلی بیوی سے کسی قسم کا ناجائز تعلق رکھتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ سختی کے ساتھ اس کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین (پ ۷ ع ۱۴) وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مسئلہ خالد کی دو عورتیں ہیں ان دونوں سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں خالد نے دونوں لڑکیوں کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ پھر ان میں سے کوئی عورت زید کے لئے جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب قرآن مجید میں آیت محرمات کی آخری آیت ہے وان تجمعوا بین الاختین یعنی ایک وقت میں دو بہنوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے، سخت در سخت گناہ ہے اور اخت کا لفظ عینی، علاتی، اخیافی تینوں قسم کی بہنوں کو شامل ہے چنانچہ عالمگیری جلد اول صـ ۲۵۶ میں ہے اما الاخوات فالاخت لاب وام والاخت لاب والاخت لام اور صورت مسئولہ میں زید کی دونوں بیویاں آپس میں علاتی بہن ہیں لہٰذا جس عورت سے پہلے نکاح کیا وہ صحیح اور درست ہے اور دوسرے سے نکاح فاسد اور ناجائز ہے اس لئے زید کے حق میں پہلی بیوی حلال ہے اور دوسری بیوی حرام ہے۔ اور اگر غلطی سے دونوں سے ہمبستری کر لیا ہے تو دونوں حرام ہو گئیں لہٰذا جس سے

Marfat.com

پہلے نکاح کیا تھا اگر اسے نکاح میں رکھنا چاہتا ہے تو دوسری بیوی کی عدت گذر جانے کے قبل پہلی بیوی سے تعلقات ناجائز وگناہ ہے بعد تمام عدت بیوی بنا سکتا ہے اور اگر دوسری کو نکاح میں لانا چاہتا ہے تو پہلی بیوی کو طلاق دے کر عدت پوری کرنے کے بعد نکاح میں لا سکتا ہے، غرض دونوں کو بیوی بنانا کسی طرح جائز نہیں ایسا کرنے والا فاسق وبدکار سخت حرام کا مرتکب ہے ایسے شخص سے میل جول رکھنا سخت گناہ ہے لہٰذا زید بالاعلان توبہ کرکے صحیح طریقے سے مطابق شرع بیوی بنائے وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد نعیم الدین احمد صدیقی رضوی

مسئلہ از عبدالسلام نعمانی شہر بنارس

اپنی بیوی کی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب بیوی اور اس کی بہن کی لڑکی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے لیکن اگر بیوی فوت ہو چکی ہو یا اسے طلاق دیدی ہو اور عدت گذر گئی ہو تو اب اس کی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے لا یجمع بین المرأۃ وعمتہا ولا بین المرأۃ وخالتہا متفق علیہ۔ وفی الدر المختار حرم الجمع بین المحارم نکاحا وعدۃ ولو من طلاق بائن بین امرأتین ایتہما فرضت ذکرا لم تحل للاخری ردالمحتار میں ہے کالجمع بین المرأۃ وعمتہا او خالتہا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ مسئولہ دین محمد متوطن پالی نیپال

زینب اور ہندہ دو بہنیں ہیں۔ زینب زید کے نکاح میں ہے۔ اور ہندہ کا نکاح بھی ایک مولوی صاحب نے زید سے کر دیا تو یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے تو کیا ان کا یہ کہنا درست ہے؟

الجواب صورت مستفسرہ میں زید کا ہندہ سے نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں اس لئے کہ وہ جمع بین الاختین ہے جس کا حرام ہونا قرآن مجید، حدیث شریف اور فقہ سے ثابت ہے پارۂ چہارم کی آخری آیت محرمات میں ہے وان تجمعوا بین الاختین یعنی دو بہنوں کا ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور حدیث شریف میں ہے من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یجمعن ماءہ فی رحم اختین یعنی جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے نطفہ کو ہرگز دو بہنوں کے رحم میں جمع نہ کرے یعنی دو بہنوں سے عقد نہ کرے۔ اور

Marfat.com

فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۳۵۹ میں ہے لا یجمع بین اختین بنکاح یعنی دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع نہ کرے ھکذا فی السراج الوھاج خواہ وہ بہنیں عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی خلاصہ یہ ہے کہ نکاح مذکور حرام ہے زید و ہندہ آپس میں ہرگز ہرگز میاں بیوی کے تعلقات قائم نہ کریں ورنہ دونوں سخت حرام کار نہایت بدکار، لائق عذاب قہار، دین و دنیا میں روسیاہ اور شرمسار ہوں گے نکاح خواں مولوی پر علانیہ توبہ کرنا اور نکاح مذکور کے بطلان کا اعلان کرنا واجب و لازم ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

مسئلہ

ازمستان علی۔ پرسونا پوسٹ شہرت گڈھ ضلع بستی

زید نے ہندہ سے نکاح کیا زید کے نطفہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نکاح بکر سے کر دیا گیا پھر بعد وفات زید ہندہ نے عمر سے شادی کی اور چند دن کے بعد عمر کے نطفہ سے بھی بشکم ہندہ لڑکی پیدا ہوئی عمر نے اپنی لڑکی کی شادی ریاض سے کر دی۔ کچھ دنوں بعد بکر جو کہ ہندہ کی دختر اول کا شوہر اول ہے انتقال کر گیا۔ اب ہندہ کی پہلی لڑکی چاہتی ہے کہ میں ریاض سے جو کہ ہندہ کی دوسری لڑکی کا شوہر ہے نکاح کر لوں دراں حالیکہ اس کی ماں شریکی بہن ابھی ریاض کے عقد میں موجود ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ ریاض ماں شریکی دو بہنوں کو رکھ سکتا ہے کہ نہیں ؟ اور اگر ریاض چاہے کہ زوجہ اول کے خورد و نوش کا دوسری جگہ انتظام کر دے یا طلاق دیدے تو ان صورتوں میں کیا حکم ہے؟

الجواب

جب کہ ہندہ کی ایک لڑکی ریاض کے نکاح میں ہے تو ہندہ کی دوسری لڑکی کا نکاح ریاض کے ساتھ کسی طرح ہرگز ہرگز جائز نہ ہوگا۔ ہاں اگر پہلی بیوی مرجائے یا اس کو طلاق دیدے اور عدت گذر جائے تو اس کی دوسری بہن سے نکاح کر سکتا ہے۔ عدت گذرنے سے پہلے دوسری بہن سے نکاح کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ قرآن مجید پارۂ چہارم کی آخری آیت کریمہ میں ہے وان تجمعوا بین الاختین اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۲۶۱ میں ہے لا یجوز ان یتزوج اخت معتدۃ سواء کانت العدۃ من طلاق رجعی او بائن او ثلاث اھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ

از فتح محمد شاہ پوسٹ و مقام دو بولیا بازار ضلع بستی

زید کا لڑکا خالد ہے۔ زید کی موت کے بعد خالد کی ماں زینب نے بکر سے نکاح کر لیا کچھ دن کے بعد خالد

Marfat.com

کی بیوی سے بھی نکاح کرلیا تو یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب اگر خالد فوت ہوگیا یا اس نے طلاق دی پھر عدت گذرنے کے بعد بکر نے اس کی بیوی سے بھی نکاح کرلیا تو جائز ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ اس کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں کہ ان میں سے جس ایک کو مرد فرض کریں دوسری اس کے لئے حرام ہو جیسے دو بہنیں کہ ایک کو مرد فرض کریں تو بھائی بہن کا رشتہ ہوا۔ یا پھوپھی بھتیجی کہ پھوپھی کو مرد فرض کریں تو چچا بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فرض کیا جائے تو پھوپھی بھتیجے کا رشتہ ہوا۔ یا خالہ بھانجی کہ خالہ کو مرد فرض کیا جائے تو ماموں بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کیا جائے تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہوا تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر ایک کو مرد فرض کریں دوسری اس کے لئے حرام ہو اور دوسری کو مرد فرض کریں تو پہلی اس پر حرام نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے جیسے کہ صورت مسئولہ کہ اگر زینب کو مرد فرض کیا جائے تو خالد کی بیوی اس پر حرام ہو کہ اس کی بہو ہے اور خالد کی بیوی کو مرد فرض کریں تو زینب سے کوئی رشتہ پیدا نہ ہوگا لہٰذا ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۲۵۹ میں ہے والاصل ان کل امرأتین لو صورنا احداھما من ای جانب ذکرا لم یجز النکاح بینھما برضاع او نسب لم یجز الجمع بینھما ھکذا فی المحیط فلا یجوز الجمع بین امرأۃ وعمتھا نسبا او رضاعا وخالتھا کذلک ونحوھا ویجوز بین امرأۃ وبنت زوجھا فان المرأۃ لو فرضت ذکرا حلت لہ تلک البنت بخلاف العکس اھ۔ درمختار میں ہے جاز الجمع بین امرأۃ وبنت زوجھا وامرأۃ ابنھا اھ۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ از محمد شفیع بیتیوا ضلع بستی

زید کی دو بیویاں ہیں "ہندہ اور زینب" ہندہ سے ایک لڑکی اور زینب سے ایک لڑکی اب دونوں لڑکیوں کو بکر اپنے نکاح میں لا سکتا ہے کہ نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب بکر ان دونوں لڑکیوں کو اپنے نکاح میں ہرگز نہیں لا سکتا ہے اس لئے کہ وہ جمع بین الاختین ہے جس کا حرام ہونا قرآن مجید، حدیث شریف اور فقہ سے ثابت ہے پارہ چہارم کی آخری آیت محرمات میں ہے۔ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ یعنی دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یَجْمَعَنَّ مَاءَہٗ فِیْ رَحِمِ اُخْتَیْنِ۔ یعنی جو اللہ اور قیامت

Marfat.com

پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے نطفہ کو ہرگز دو بہنوں کے رحم میں جمع نہ کرے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دو بہنوں سے عقد نہ کرے اور فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۹ میں ہے لَا یَجْمَعُ بَیْنَ اُخْتَیْنِ بِنِکَاحٍ یعنی دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع نہ کرے ھکذا فی السراج الوھاج خواہ دونوں بہنیں عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی لہذا بکر اسی شادی ہرگز ہرگز نہ کرے ورنہ سخت حرام کار نہایت بدکار، لائق عذاب قہار اور دین و دنیا میں روسیاہ و شرمسار ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم و رسولہ الاعلی اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ مسئولہ سدھو خاں اموڑھا ڈاک خانہ چھاؤنی ضلع بستی

ایک مسلمان اپنی بیوی کی ہمشیرہ سے حرام انجام کیا اور اس کے حمل حرام رہ گیا اور بچہ پیدا ہوا اب اس کے لئے کیا حکم ہے اور مسلمان کی بیوی موجود ہے تو دونوں سگی بہن ہیں تو دوسری کے ساتھ بھی اس مسلمان سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں صادر فرمایا جاوے اور اس مسلمان مرد اور اس عورت کے لئے کیا حکم ہے اس مسلمان کو مسلمانوں نے ترک کر دیا ہے اب وہ کس طرح مسلمانوں میں شریک ہو سکتا ہے؟

الجواب صورت مسئولہ میں اس مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے اس حرام فعل سے توبہ کرے اور اپنی بیوی کی ہمشیرہ سے اپنے تعلقات کو ختم کر دے یوں ہی وہ عورت بھی اپنے فعل بد سے توبہ کرے اور اس مرد سے پردہ اختیار کرے۔ بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی ہمشیرہ سے نکاح حرام ہے بقولہ تعالیٰ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ پھر اگر وہ بیوی کی ہمشیرہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اپنی بیوی کو طلاق دے بیوی کی عدت گذر جانے کے بعد اس کی ہمشیرہ سے نکاح کر سکتا ہے جب وہ مسلمان توبہ کر کے صحیح راستہ پر آجائے تو اب دوسرے مسلمان حضرات اس سے تعلقات وابستہ کر لیں قال اللہ تعالیٰ من تاب وآمن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما (پ ۱۹ ع ۴)

کتبہ عبدہ العاصی جمیل احمد الیار علوی غفرلہ الباری

مسئلہ از نصیب دار احمد قادری سگانگر ضلع گونڈہ

زینب کی حقیقی پھوپھی ہندہ کا نکاح زید سے ہوا پھر چند سال کے بعد ہندہ کا انتقال ہوگیا اب زینب اپنے پھوپھا زید سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو کیا زینب کا نکاح زید کے ساتھ صحیح ہو جائے گا؟ شرعاً کیا حکم ہے؟

Marfat.com

الجواب اگر زینب کی پھوپھی کا انتقال ہوگیا تو زینب اپنے پھوپھا سے نکاح کرسکتی ہے بشرطیکہ کوئی اور وجہ یعنی رضاعت وغیرہ مانع نکاح نہ ہو۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ

مسئلہ از صابر حسین نوری بارہ امام مسجد ۹۲۳ شکروار پیٹھ پونہ ۲

زید کی پہلی بیوی سے پانچ بچے ہیں تین لڑکے اور دو لڑکیاں اور دونوں لڑکیاں شادی کے لائق ہیں اسی سال زید حج کو گیا اور اثنائے حج میں بذریعہ خط پہلی بیوی کو طلاق دیدیا اور مع پانچ بچوں کے گھر سے نکال دیا واقعہ یوں ہے کہ پانچویں بچے کے زچگی کے وقت پہلی بیوی کی بہن یعنی زید کی سگی سالی زید کے گھر آئی تو پہلی بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح کرلیا لوگوں نے منع کیا تو کہنے لگا کہ اگر تم سالی سے نکاح کرتے ہو تو میں دونوں کو نبھاؤں گا نہیں تو پہلی بیوی کو بھی چھوڑدوں گا اس خوف سے سالی کے ماں باپ مجبور ہوکر نکاح کی اجازت دیئے۔ اور کسی اناڑی یعنی کم پڑھے لکھے نے نکاح پڑھا دیا۔ آٹھ سال تک تو دونوں کو نبھایا اس سال جب حج کو گیا تو وہاں پہونچ کر خط کے ذریعہ پہلی بیوی کو طلاق دیدیا بیوی اپنے پانچ بچوں کے ساتھ علیحدہ رہتی ہے اور تقاضا کرتی ہے کہ میرا کچھ بندوبست کیا جائے۔ تو ارشاد فرمائیں کہ طلاق پڑی یا نہیں؟ اور نکاح ہوا کہ نہیں؟ اور پہلی بیوی کے لئے کیا راستہ نکل سکتا ہے؟ جواب سے نوازیں کرم ہوگا۔

الجواب بعون الملک الوھاب ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری بہن سے نکاح حرام ہے جیسا کہ پارۂ چہارم کی آخری آیت محرمات میں ہے وان تجمعوا بین الاختین یعنی دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ لہٰذا نکاح کرنے والا زید، لڑکی کے ماں باپ، نکاح خواں، گواہ اور ہر وہ شخص جو اس نکاح سے راضی ہوا سب پر علانیہ توبہ واستغفار واجب ہے اور زید پر یہ بھی لازم ہے کہ دوسری بہن کو اپنے سے الگ رکھے ہرگز ہرگز اس سے میاں بیوی کے تعلقات نہ قائم رکھے پھر اگر واقعی اس نے طلاق دیدی ہے تو جب پہلی بیوی کی عدت گذر جائے تو اس کے بعد دوسری سے نکاح کرسکتا ہے۔ اگر یہ تا انقضائے عدت دوسری بہن کو اپنے سے الگ نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین (پ ۷ رکوع ۱۴) اور تحریر سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے کہ تحریر مثل کلام کے ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر میں ہے الکتاب کالخطاب۔ اگر

Marfat.com

عورت کو غالب گمان ہو کہ یہ تحریر اس کے شوہر کی ہے تو اس پر طلاق واقع ہو گئی۔ عورت اپنے بندوبست کا تقاضا کرتی ہے تو وقوع طلاق کی صورت میں اگر تاہنوز مہر باقی ہے تو شوہر سے پورا مہر وصول کرے اور عدت گذارنے کے لئے مکان اور عدت کے پورے اخراجات بھی وصول کرے اور بچوں کی پرورش کا حق طلاق و عدت کے بعد بھی ماں کے لئے ہے۔ تاوقتیکہ وہ بچوں کے غیر محرم سے نکاح نہ کرلے اور ہر لڑکا ماں کے پاس سات برس کی عمر تک رہے گا اور ہر لڑکی نو سال کی عمر تک۔ لہٰذا ہر لڑکے کا کھانا، خرچ کپڑا، تیل صابن اور رہنے کا مکان وغیرہ جب تک کہ اس کے پاس رہیں عورت زید سے وصول کرتی رہے۔ اور چھوٹے بچہ کی ڈھائی برس عمر ہونے تک دودھ پلانے کی اجرت عدت گذرنے کے بعد سے وصول کرے۔ اور اگر طلاق بائن یا مغلظہ دی ہو تو عدت کے زمانہ میں بھی دودھ پلانے کی اجرت وصول کرے بلکہ پرورش کا معاوضہ اور بچہ کا نفقہ یہاں تک کہ مکان نہ ہو تو رہنے کے لئے مکان بھی وصول کر سکتی ہے ایسا ہی بہار شریعت حصہ ہشتم بچہ کی پرورش اور نفقہ کے بیان میں درمختار کے حوالہ سے ہے اور جیسا کہ پارۂ ۲۸ سورۂ طلاق میں ہے فان ارضعن لکم فاتوھن اجورھن۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ عورت کے حقوق اور لڑکوں کا نفقہ وغیرہ اس کے شوہر سے دلوانے کی حتی الامکان کوشش کریں جس طرح بھی ہو سکے دباؤ ڈال کر اس سے وصول کریں۔ اگر وہ نہ دے تو سب مسلمان اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سلام وکلام وغیرہ سب بند کر دیں۔ جو لوگ ایسا نہ کریں گے اور ظالم شوہر کا ساتھ دیں گے تو اس کے ساتھ وہ لوگ بھی گنہگار مستحق عذاب نار ہوں گے یہاں تک کہ بیہقی شریف کی حدیث ہے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من مشی ظالم لیقویہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام یعنی جو شخص ظالم کو تقویت دینے کے لئے اس کا ساتھ دے یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے تو وہ (کمال) اسلام سے خارج ہو جاتا ہے (مشکوٰۃ شریف ص۴۳۶) وھو تعالیٰ اعلم۔

الانتباہ شوہر نے بچہ پیدا ہونے کے بعد طلاق دی ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے چاہے تین ماہ یا تین سال یا اس سے زیادہ میں آئیں تاوقتیکہ تین حیض نہ آئیں اس کی عدت ختم نہ ہوگی اور اگر حالت حمل میں طلاق دی ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے اور عوام میں جو مشہور ہے کہ طلاق والی عورت کی عدت تین مہینہ تیرہ دن ہے تو یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں پارۂ دوم رکوع ۱۲ میں ہے والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

جلال الدین احمد الامجدی
۱۵ صفر المظفر سنہ ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

مسئلہ از عبد العزیز انصاری متعلم مدرسہ منظر اسلام التفات گنج ضلع فیض آباد

زید کی ایک لڑکی ہندہ خالدہ کے بطن سے ہے اور دوسری لڑکی زینب فاطمہ کے بطن سے ہے ہندہ کی شادی بکر کے ساتھ ہوئی جب ہندہ سے کوئی اولاد نہ ہوئی تو بکر نے ہندہ کو طلاق دیدی اور عدت گذرنے سے پہلے ہندہ کی بہن زینب سے نکاح کر لیا پھر ہندہ اور زینب بکر کے ساتھ رہتی ہیں تو دریافت طلب یہ امور ہیں کہ ہندہ کی عدت گذرنے سے پہلے زینب کے ساتھ بکر کا نکاح منعقد ہوا یا نہیں ؟ اگر نہیں تو زینب، بکر، نکاح خواں اور گواہ کے لئے شرعاً کیا حکم ہے ؟ نیز ہندہ کا بکر کے ساتھ رہنا کیسا ہے ؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب صورت مستفسرہ میں ہندہ کی عدت گذرنے سے پہلے زینب کے ساتھ بکر کا نکاح ہرگز ہرگز جائز نہ ہوا زینب و بکر پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور نکاح خواں اور گواہ پر لازم ہے کہ نکاح مذکور کے ناجائز ہونے کا اعلان عام کریں نیز زینب و بکر اور نکاح خواں و گواہ سب علانیہ توبہ و استغفار کریں۔ اگر یہ لوگ ایسا نہ کریں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ بکر نے اگر ہندہ کو طلاق رجعی دی تھی اور قبل انقضائے عدت بکر نے رجعت کر لی تو ہندہ بکر کی بدستور بیوی ہے اس کے ساتھ میاں بیوی کے تعلقات قائم کر سکتی ہے۔ اور اگر طلاق بائن دی تھی تو عدت گذرنے کے پہلے یا بعد بکر کے ساتھ دوبارہ نکاح کر کے رہ سکتی ہے۔ اور اگر طلاق مغلظہ دی تھی تو ہندہ کا بکر کی زوجیت میں رہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں تاوقتیکہ حلالہ کے بعد بکر کے ساتھ دوبارہ نکاح نہ کرے۔ ھذا ما ظھر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

اعلیٰ حضرت پیشوائے اہلسنت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ اور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی مدظلہ و دیگر علمائے اہلسنت کی تصنیفات مبارکہ ایمان و عمل کی صحت کے لئے اپنے مطالعہ میں ضرور رکھیں۔

Marfat.com

مسئلہ۔ از محمد شمیم موضع بڑھیا پوسٹ کھنڈسری بازار۔ ضلع بستی

زید نے اپنی سسرال والوں کو مطمئن کرنے کے لئے ۹ نومبر ۱۹۸۰ء کو یہ تحریر لکھ کر دی کہ مجھ سے متعدد بار شدید غلطیاں ہوئیں جس سے میری بیوی ہندہ کے والدین اور بھائیوں کی شدید دل آزاری ہوئی جس کی میں معذرت چاہتا ہوں۔ آئندہ اگر مجھ سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہوئی جس سے کہ دل آزاری ہو تو میری بیوی ہندہ کو اختیار ہے وہ جب چاہے طلاق اپنے اوپر واقع کرلے گی ــــــ زید نے اس تحریر معاہدہ کے بعد اپنی سابقہ عادات کے مطابق اپنے قول وعمل سے ایسے سرزد کئے جس سے ہندہ کے ماں باپ کو شدید دکھ پہنچا تو ہندہ نے ۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۸۱ء کو دو آدمیوں کی موجودگی میں اپنے اوپر طلاق واقع کرلی۔ اس سلسلہ میں دارالافتاء فیض الرسول براؤں شریف، دارالافتاء اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ اور اور دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف کے مفتیان کرام کی خدمت میں استفتاء بھیجا گیا کہ ہندہ نے اس بنیاد پر کہ اس کے شوہر نے اپنے تحریری معاہدہ کی خلاف ورزی کی اپنا حق تفویض استعمال کرتے ہوئے اپنی ذات پر طلاق واقع کرلی ہے۔ تو ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ تو مفتیان کرام نے بالاتفاق فتویٰ دیا کہ ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی۔ پھر عرصہ ہوا کہ ہندہ عدت کے ایام گذار چکی ہے۔ حضرات علماء سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر ہندہ اپنا نکاح کسی دوسری جگہ کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا

الجواب جبکہ ہندہ طلاق واقع کرنے کے بعد ایام عدت بھی گذار چکی ہے تو اب اگر وہ اپنا نکاح کسی دوسرے سنی صحیح العقیدہ سے کرے تو جائز ہے شرعاً کوئی قباحت نہیں وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم عز شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۶ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسئلہ۔ از عین اللہ خاں سہنیاں کلاں ضلع گونڈہ

زینب کی شادی دیوبندی سے ہوئی اور زینب یہ چاہتی ہے کہ میں ایک سنی سے شادی کروں اور دیوبندی شوہر نے اسے طلاق نہیں دی۔ ایسی صورت میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ شرعاً کیا حکم ہے؟ آیا طلاق کی ضرورت پڑے گی یا نہیں؟

الجواب زینب کی شادی اگر ایسے شخص سے ہوئی جو مولوی اشرف علی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی

Marfat.com

رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے کفریات پر مطلع ہوتے ہوئے انھیں کافر و مرتد نہیں کہتا تو وہ شرعاً کافر و مرتد ہے کما فی الفتاوی حسام الحرمین اور مرتد کا نکاح کسی سے شرعاً منعقد ہو ہی نہیں سکتا جیسا کہ کتب فقہیہ میں مذکور ہے لا یجوز نکاح المرتد مسلمۃ ولا مرتدۃ ولا کافرۃ (قدوری ص۱۸۹) یعنی مرتد کا نکاح نہ کسی مسلمان عورت سے نہ مرتد عورت سے اور نہ کسی کافر عورت سے ہو سکتا ہے لہٰذا زینب بغیر دوسرے سے طلاق حاصل کئے ہوئے دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم

کتبہ بدرالدین احمد رضوی

۱۹ ذوالحجہ ۱۳۷۷ھ

مسئلہ۔ از صدرالدین گورکھپوری متعلم دارالعلوم ھٰذا

وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغی جماعت والوں، مودودی جماعت والوں اور رافضیوں سے نکاح بیاہ کرنا۔ ان سے میل جول رکھنا اور ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب مذکورہ بالا جماعتیں اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے بحکم شرع بد مذہب گمراہ ہیں اور بدمذہبوں کے بارے میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم ـــــ یعنی بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو پوچھنے مت جاؤ اور اگر وہ مرجائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو اور جب ان سے ملو تو سلام نہ کرو۔ اور ان کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے ساتھ پانی نہ پیو۔ کھانا نہ کھاؤ ان سے شادی بیاہ نہ کرو ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ وابوداؤد عن ابن عمر وابن ماجۃ عن جابر وللعقیلی وابن حبان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنھم محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں روی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف ان الصلوٰۃ خلف اھل الھواء لا تجوز یعنی امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرات شیخین سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ وسیدنا قاضی امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ بدمذہبوں کے پیچھے نماز جائز نہیں لہٰذا حدیث شریف اور فقہ کے ارشاد سے واضح ہو گیا کہ وہابیوں اور دیوبندیوں مودودی جماعت والوں تبلیغی جماعت والوں اور رافضیوں سے

Marfat.com

شادی بیاہ کرنا ان سے میل جول رکھنا ناجائز وحرام ہے ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

مسئلہ ۔ از غلام محی الدین سبحانی مدرسہ مخدومیہ علاء الدین پور گلر ہوا پوسٹ دولت پور گرنٹ ضلع گونڈہ

دیوبندی مولوی نے سرکار اعلیٰ حضرت کی کتاب الملفوظ پر اعتراض کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت سے کسی نے پوچھا کہ حضور وہابی کا پڑھایا نکاح ہوجاتا ہے جواب دیا نکاح تو ہو ہی جائے گا اگرچہ برہمن پڑھائے عرض یہ ہے کہ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے اثبات کی صورت میں کیا کوئی دلیل ہے کہ برہمن کا پڑھایا نکاح ہو جائے گا؟

الجواب بیشک نکاح ہو جائے گا اگرچہ برہمن پڑھائے۔ اس لئے کہ ایجاب وقبول کا نام نکاح ہے اور نکاح پڑھانے والا وکیل ہوتا ہے اور وکیل کا مسلمان ہونا شرط نہیں بلکہ کافر بھی نکاح کا وکیل ہوسکتا ہے۔ یہاں تک کہ مرتد جو واجب القتل ہوتا ہے وہ بھی مسلمان کا وکیل ہو سکتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد ثالث ص۴۳۹ میں ہے تجوز وکالۃ المرتد بان وکل مسلم مرتدا وکذا لو کان مسلماً وقت التوکیل ثم ارتد فھو علی وکالتہ الا ان یلحق بدار الحرب فتبطل وکالتہ۔ اور بدائع الصنائع جلد سادس ص۲۰ میں ردۃ الوکیل لا تمنع صحۃ الوکالۃ۔ لھٰذا دیوبندی مولوی کا الملفوظ کی اس عبارت پر اعتراض کرنا اس کی نری جہالت ہے۔ اگر اس کے نزدیک کافر کو وکیل بنانا غلط ہے تو وہ دلائل سے مبرہن کرے اور قیامت تک وہ ایسا نہیں کرسکتا۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۳ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۔ از حافظ محمد ہاشم رضا ساحل مدرسہ فیض القرآن نیو سوسائٹی چونا بھٹی شانتا کروز بمبئی ۵۲

ایک سنی صحیح العقیدہ لڑکی کی شادی اس کے بھائی نے ناواقفیت کی بنا پر شیعہ کے ساتھ کردی کافی عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شیعہ مذہب رکھتا ہے اس اثنا میں اولادیں بھی ہوئیں اور نکاح سنی صحیح العقیدہ مولوی نے پڑھائی تھی تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟ کیا اس سے علیحدگی کی صورت میں طلاق کی ضرورت پڑے گی؟ نیز جو اولادیں ہوئیں ان کے متعلق

Marfat.com

کیا حکم ہے؟

الجواب تبرائی رافضی کافر ومرتد ہیں فتاوی ہندیہ میں ہے الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما والعیاذ باللہ فهو کافر اور مرتد کے ساتھ نکاح باطل محض ہے عالمگیری میں ہے ومنهاماهو باطل بالاتفاق نحو النکاح فلایجوز لہ ان یتزوج امرأۃ مسلمۃ ولا مرتدۃ ولا ذمیۃ لہذا اس صورت میں بغیر طلاق لئے دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر تفضیلی رافضی ہے تو مبتدع اور گمراہ ہے فتاوی ہندیہ میں ہے وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالی وجهہ علی ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ لا یکون کافرا الا انہ مبتدع اس صورت میں نکاح درست ہوگیا مگر عورت کا اس گمراہ شوہر کے ساتھ رہنا اور شوہری تعلقات قائم کرنا سخت حرام ہے لہذا جس طرح ممکن ہو اس سے طلاق حاصل کرے مرد کے تبرائی رافضی ہونے کی صورت میں جو اولادیں ہوئیں شرعا سب ولد الزنا (حرامی) ہیں واللہ تعالی اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۰ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

مسئلہ ۔ از عبد الجبار چرکھوی متعلم دار العلوم ھذا

زید سنی ہے اور زینب وہابیہ ہے اور ان دونوں کی شادی ہوئی اور نکاح پڑھنے والا بھی وہابی ہے رخصتی ہونے کے بعد زینب کو بچہ پیدا ہوا اور پھر بھی حمل سے ہے بوقت حمل زید نے زینب کو تین طلاقیں دیں طلاق دینے کے بعد بھی زینب زید ہی پر رہنا چاہتی ہے اور زید زینب کو اس شرط پر رکھنے کے لئے تیار ہے کہ اگر حلالہ کی صورت ہوگی تو نہیں رکھوں گا اور اگر بغیر حلالہ کئے صرف نکاح کر لینے سے جائز ہو جائے تو میں رکھ سکتا ہوں اب اس صورت میں زید کے رکھنے کے لئے جو راہ ہو تحریر فرمائیں۔

الجواب صورت مسئولہ میں زید کا نکاح زینب وہابیہ سے منعقد ہی نہیں ہوا عالمگیری جلد اول ص ۲۶۳ میں ہے لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط ۔ یعنی مرتد کا نکاح مرتدہ اور مسلمہ اور کافرہ اصلیہ سے جائز نہیں اور ایسے ہی مرتدہ کا نکاح مرتد اور مسلم و کافر اصلی سے جائز نہیں ایسے ہی مبسوط میں مرقوم ہے اور وہابیت خالص ارتداد ہے لہذا اگر زینب واقعی وہابیہ ہی تھی کہ اشرف علی تھانوی اور رشید احمد گنگوہی وغیرہما

Marfat.com

وہ عقائد وہابی مولویوں کو مسلمان جانتی تھی یا انھیں کافر سمجھنے والوں کو کافر سمجھتی تھی جیسے اس زمانہ کا ہر وہابی تمام اہل سنیوں کو مشرک اعتقاد کرتا ہے تو اس کا نکاح نکاح نہیں اور اس صورت میں نکاح کے تحت جو کچھ بھی تعلقات زوجیت قائم رہے یہاں تک کہ زینب حاملہ بھی ہوئی یہ سب حرام اور ناجائز ہوا اور اس کو طلاق ضرورت ہی نہیں کہ اس سے حلالہ کی ضرورت پڑے بلکہ اس کو سنیہ صحیحۃ العقیدہ بنا لینا نکاح جائز ہونے کے لئے کافی ہے لیکن اگر زینب کا وہابیہ ہونا ثابت نہ ہو بلکہ صرف اس کے والدین کے وہابیہ ہونے کی باعث اس کو وہابیہ سمجھا گیا ہو تو وہ نکاح صحیح تھا اور بغیر حلالہ کئے ہرگز زینب کے لئے جائز نہ ہوگی وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد نعیم الدین رضا احمد صدیقی رضوی غفرلہ

۳ر جمادی الاول [illegible]ھ

مسئلہ۔ از محمد حنیف۔ کٹھیلا بستی

ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ زید وہابی ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہندہ کا نکاح باقی ہے یا ختم ہو گیا تو ہندہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب صورت مسئولہ میں برصدق بیان مستفتی اگر زید وہابیوں دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو مسلمان اور اپنا پیشوا مانتا ہے تو وہ یقیناً مرتد کافر ہے اور مرتد سے کسی مسلمان سنیہ کا سرے سے نکاح ہی منعقد نہیں ہوتا لہٰذا ہندہ زید سے بغیر طلاق حاصل کئے دوسرے مسلمان سنی سے جب چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ عدت گذارنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ عدت نکاح کی ہوتی ہے اور یہاں جب نکاح منعقد ہی نہیں ہوا تو عدت کس طرح ہوگی فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۶۳ میں ہے ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط اگر زید نکاح کے وقت سنی مسلمان رہا اور بعد میں مرتد ہو گیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔ لہٰذا ہندہ عدت گذارنے کے بعد دوسرے سنی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے واللہ ورسولہ اعلم

کتبہ محمد صابر القادری نسیم بستوی

۲۰ر فروری ۵۹ء

مسئلہ۔ از محمد سمیع اللہ جہنداول ضلع بستی

زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کیا بوقت نکاح اس کو علم نہیں تھا کہ بکر غیر مقلد ہے بلکہ وہ سمجھ رہا

Marfat.com

تھا اور یقین کئے ہوئے تھا کہ بکر سنی صحیح العقیدہ ہے۔ لڑکی دو تین مرتبہ بکر کے یہاں جا چکی ہے تب معلوم ہوا کہ وہ غیر مقلد ہے۔ اب زید اپنی لڑکی کا نکاح ایک سنی لڑکے سے کرنا چاہتا ہے۔ زید کو شریعت کیا حکم دیتی ہے! آیا نکاح اول کا انعقاد ہوا یا نہیں ؟ زید اپنی لڑکی کا دوسرا نکاح بغیر طلاق کے کر سکتا ہے یا نہیں ؛ نیز لڑکی وہاں جانے کے لئے راضی نہیں ہے۔ احکام قطعیہ سے آگاہ فرمایا جائے۔

الجواب نکاح کے وقت اگر بکر غیر مقلد تھا تو نکاح منعقد ہی نہ ہوا۔ اور اگر بعد نکاح وہابی ہوا تو اب نکاح باطل ہو گیا۔ لہٰذا زید اپنی لڑکی کا نکاح بلا حصول طلاق دوسرے سے کر سکتا ہے۔ وہابیت غیر مقلدیت ارتداد ہے اس لئے کہ کوئی وہابی اس زمانے میں ایسا نہیں ملے گا جو خود کو موحد اور سنیوں کو مشرک اعتقاد کرتا ہو۔ جامع الفصولین میں ہے والمختار للفتوی هٰذه المسائل ان قائل هٰذه المقالات لو اراد الشتم ولا یعتقد کافرًا لا یکفر وان اعتقده کافرًا کفر والمولی تعالی سبحانه ورسوله اعلم

کتبہ بدر الدین احمد رضوی

مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ (۱) کافرہ عورت کو مسلمان کر کے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؛ (۲) کافرہ کو مسلمان کرنے کا طریقہ کیا ہے ؛

الجواب (۱) کافرہ عورت کو مسلمان کر کے اس سے نکاح کرنا جائز ہے (۲) کافرہ کو کفر سے توبہ کرا کے فوراً کلمہ طیبہ پڑھایا جاوے وھو تعالی اعلم

کتبہ بدر الدین احمد رضوی

۸ جولائی ۵۹ء

مسئلہ ۔ کمال احمد مدرس مکتب اسلامیہ مئو پوسٹ کرہی ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ زید جو حاجی ہے اس نے اپنی پوتی کی شادی وہابی لڑکے سے طے کی اور نکاح پڑھانے کے لئے ایک سنی مولوی کو لڑکا کے گھر لے گئے مولوی صاحب کو پہلے سے نہیں معلوم تھا کہ لڑکا وہابی ہے۔ بعد میں پتہ چلا تو اس صورت میں مولوی صاحب کے لئے کیا حکم ہے ؟

الجواب جب کہ وہابیت عام ہو رہی ہے مولوی صاحب مذکور پر تحقیق لازم تھی۔ بلا تحقیق نکاح پڑھ دینے کے سبب جبکہ بعد میں لڑکے کا وہابی ہونا ان پر ظاہر ہوا تو مولوی صاحب توبہ و استغفار کریں اور بالغ لڑکا

Marfat.com

وہابی یعنی مرتد ہو یا نابالغ ہو مگر اس کا ولی وہابی ہو تو ان صورتوں میں نکاح کے باطل ہونے کا اعلان عام کریں اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۲ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد اسرائیل مقام بڑھیا پوسٹ مڑلا ضلع بستی

زید کی لڑکی ہندہ سنی صحیح العقیدہ ہے اس کی شادی زید نے ایک وہابی غیر مقلد کے ساتھ کر دی تھی اب ہندہ اپنے گھر سے چلی آئی ہے اور اس کے گھر بھیجنا بھی نہیں چاہتا بلکہ اس ہندہ مدخولہ کی شادی ایک سنی صحیح العقیدہ کے ساتھ کرنا چاہتا ہے اب ایسی صورت میں ہندہ کو طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں۔ بغیر طلاق لئے اس کا نکاح کر دیا جائے؟

الجواب زید نے اپنی لڑکی سنی صحیح العقیدہ کا نکاح اگر جان بوجھ کر وہابی غیر مقلد کے ساتھ کیا تو زید کو علانیہ توبہ و استغفار کرایا جائے بیوی والا ہو تو اس کا نکاح پھر سے پڑھایا جائے کسی سے مرید تھا تو تجدید بیعت کرائی جائے پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید کی جائے اور قرآن خوانی و میلاد شریف کرنے غرباء و مساکین کو کھانا کھلانے اور مسجد میں لوٹا و چٹائی رکھنے کو کہا جائے کہ یہ چیزیں قبول توبہ میں معاون ہوں گی قال اللہ تعالیٰ من تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا (پ۱۹ ع ۴) جب یہ کام سب ہو جائے پھر اس کے بعد زید کی لڑکی کے بارے میں پوچھا جائے کہ بغیر طلاق اس کا دوسرا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ تب جواب دیا جائیگا۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد صابر القادری جامعہ اہلسنت انوار العلوم رہرا بازار گونڈہ

زید سنی صحیح العقیدہ ہے زید نے سنی صحیح العقیدہ لڑکی اور اس کے خاندان کے لوگ سب سنی ہیں اس کا نکاح انجان میں دیوبندی لڑکے سے پڑھ دیا۔ نکاح پڑھنے کے بعد کچھ ایسی گفتگو ہوئی جس سے صاف ظاہر ہوا کہ دولھا اور براتی سب دیوبندی عقائد کے ہیں۔ ایسی صورت میں نکاح خواں زید سنی رہ گیا یا مرتد ہو گیا اور اس کی بیوی اس کی نکاح میں رہی یا خارج ہو گئی اور وکیل اور گواہان کے بارے میں۔ جو نکاح میں شامل تھے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ مگر زید دولھا کو سنی سمجھ کر پڑھا ہے حکم شرع کیا ہے؟

Marfat.com

الجواب جب کہ دیوبندیت عام ہو رہی ہے اور سنّی عوام مذہب کی تحقیق کیے بغیر رشتہ طے کر دیتے ہیں تو نکاح خواں پر لازم ہے قبل از عقد کلمہ وغیرہ پڑھانے کے بعد وہابیوں دیوبندیوں سے دور رہنے کا دولھا سے عہد لے کر یا کسی دوسرے مناسب طریقہ سے اس کا عقیدہ معلوم کرے۔ اگر زید نے ایسا نہیں کیا اور دیوبندی کو سنّی سمجھ کر نکاح پڑھ دیا تو وہ مرتد نہیں ہوا نہ اس کے نکاح سے اس کی بیوی نکلی۔ مگر زید علانیہ توبہ و استغفار کرے نکاح کے ناجائز ہونے کا اعلان کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے۔ اور وکیل و گواہان بھی توبہ کریں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں۔ اور لڑکی والے اگر رشتہ کو باقی رکھیں تو ان کا بھی بائیکاٹ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۶ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۔ از شہادت علی سکندر پور

زید کا باپ کٹر وہابی دیوبندی ہے بلکہ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوپر جب بدرسہ کے دیوبندیوں نے مقدمہ فیض آباد میں دائر کیا تھا تو زید کے والد نے دیوبندیوں کی بڑی مدد کی تھی بلکہ چندہ جمع کر کے مقدمہ میں دیوبندیوں کو دیا تھا زید جاہل ہے بکر اپنی لڑکی زید سے بیاہنا چاہتا ہے۔ زید اپنے والد کے ہمراہ رہتا ہے زید خود کو سُنّی بتاتا ہے۔ آیا بکر اپنی لڑکی زید کے ساتھ کر سکتا ہے؟ بیّنوا توجروا

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب دین و ایمان اسلام و سنّیت کی حفاظت ہر فرض سے بڑھکر فرض ہے۔ زید جبکہ اپنے متعصب دیوبندی باپ کے ساتھ رہتا ہے اور جاہل بھی ہے تو ایسی صورت میں اس کی سُنّیت خطرے میں ہے تو بیچاری لڑکی کی سُنّیت کے بچاؤ کی کیا صورت ہوگی۔ لہٰذا بکر کو ازروئے شرع اسلامی سخت ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی سنی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ ہرگز ہرگز نہ کرے۔ ایسے گھرانے میں اپنی لڑکی کو بیاہنا جس کا اگوا دیوبندی ہو شرعاً درست نہیں۔ بکر اپنی لڑکی کا نکاح اس گھرانے میں کرے جہاں سُنیت کی سلامتی اور حفاظت پر اطمینان ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ بدر الدین احمد الرضوی

۱۶ ذی القعدہ ۱۳۸۷ھ

Marfat.com

مسئلہ ۔ از واحد علی صدیقی موضع پپراتال بھرت کنڈ ضلع فیض آباد

زید نے دیدہ دانستہ اپنی لڑکی شاہدہ کا عقد ایک دیوبندی کے ساتھ کر دیا آبادی کے لوگ عقائد دیوبندیت سے باخبر ہونے پر سخت نالاں ہوئے۔ اور رشتہ قائم کرنے کے سلسلے میں اظہار ناپسندیدگی کرتے رہے۔ مگر زید بدطینت نے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ عقد کر ہی دیا اور حال میں ابھی رخصت بھی کر دیا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ عقد شرعاً ہوا یا نہیں؟ زید سے آبادی کے لوگ نشست و برخاست سلام و کلام میل جول قائم رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ وضاحت سے بیان فرمائیں۔ دیوبندیوں وہابیوں پر حکم شرع کیا ہے بالتفصیل تحریر کریں۔ اور اجر جزیل کے مستحق بنیں۔

الجواب صورت مسئولہ میں زید سخت فاسق و فاجر ہو گیا۔ آبادی کے لوگوں پر بحکم شریعت اسلامیہ فرض ہے کہ زید جب تک راہ راست پر نہ آجائے اس وقت تک اس کا بالکل بائیکاٹ رکھیں اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا سلام و کلام کھانا پینا بند کر دیں جس دیوبندی مرد کے ساتھ شاہدہ کا عقد کیا گیا وہ اگر پیشوایان وہابیہ مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمد قاسم نانوتوی وغیرہ کے عقائد باطلہ کفریہ مندرجہ حفظ الایمان ص۸ و براہین قاطعہ ص۵۱ و تحذیر الناس ص۳،۱۴ پر اطلاع رکھتے ہوئے ان کو کافر و مرتد نہیں مانتا بلکہ مسلمان سمجھتا ہے تو خود وہ بھی شرعاً کافر و مرتد ہے جیسا کہ فتاویٰ حسام الحرمین میں ہے۔ ومن شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر اور شاہدہ مذکورہ کا عقد اس کے ساتھ شرعاً منعقد ہوا ہی نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۲۶۳ میں ہے لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلک نکاح المرتدۃ مع احد۔ یعنی مرتد مرد کا نکاح، مرتدہ عورت یا مسلمہ عورت یا کافرہ اصلیہ عورت سے جائز نہیں اور یونہی مرتدہ عورت کا نکاح کسی سے جائز نہیں۔ پھر ایسی صورت میں اس دیوبندی کے ساتھ شاہدہ کی قربت زنائے خالص ہوگی۔ لہٰذا زید پر فرض ہے کہ وہ علی الاعلان گاؤں والوں کے سامنے توبہ و استغفار کرے اور اس دیوبندی سے طلاق حاصل کئے بغیر اپنی بیٹی شاہدہ کا نکاح کسی صحیح العقیدہ سنی مرد کے ساتھ کر دے۔ اور اگر وہ دیوبندی اس معنیٰ میں دیوبندی کہا جاتا ہو کہ نیاز و فاتحہ، میلاد شریف، قیام تعظیمی کو ناجائز مانتا ہے اور اور اہل سنت کے دیگر معمولات کو بدعت سمجھتا ہے اور وہابی ملاؤں مثلاً مولوی تھانوی، مولوی گنگوہی وغیرہ کو سنی عالموں کی طرح اپنا دینی عالم سمجھتا ہے لیکن ان وہابی ملاؤں کے عقائد کفریہ کی اسے مطلق خبر نہیں تب وہ گمراہ اور بدمذہب ہے چونکہ اس صورت میں بھی شاہدہ کا اس کے یہاں رخصت ہو کر جانا حرام سخت حرام

Marfat.com

اور سنیت کے لئے زہر قاتل ہے اس لئے زید پر فرض ہے کہ وہ علی الاعلان لوگوں کے سامنے توبہ واستغفار بجالائے۔ اور ہر امکانی کوشش کرکے اس دیوبندی سے طلاق حاصل کرے اور شاہدہ کی عدت پوری ہونے کے بعد اس کا کسی سنّی صحیح العقیدہ مرد کے ساتھ نکاح کر دے۔ حاصل یہ کہ وہ دیوبندی جس کے ساتھ شاہدہ کا نکاح پڑھایا گیا چاہے وہ دیوبندی یعنی مرتد ہو یا دیوبندی یعنی گمراہ بدمذہب ہو ہر صورت میں شاہدہ کا اس کے یہاں جانا حرام۔ اس سے میاں بیوی جیسے تعلقات رکھنا حرام۔ اس کی طرف محبت سے دیکھنا حرام۔ اور شاہدہ کا باپ فاسق ظالم جفاکار مستحق عذاب نار ہے اس پر توبہ استغفار فرض ہے اسے اپنی بیٹی کو جہنم کے عذاب سے بچانا فرض ہے۔ گاؤں کے لوگ پنچایت کرکے زید کو اس شرعی فتویٰ پر عمل کرنے کے لئے مجبور کریں۔ ورنہ وہ خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں پکڑے جائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ھٰذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ رب العٰلمین ثم عند رسولہ رحمۃ اللعٰلمین جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

کتبہ
غلام غوث قادری
۱۵ صفر المظفر ۱۳۹۳ھ

الجوابُ صحیح
بدر الدین احمد

مسئلہ۔ از الٰہی بخش ساکن دیوکھال پوسٹ رُوپ گڈھ ضلع بستی

زید جس گاؤں کا رہنے والا ہے وہاں کے لوگوں کا وہابی ہونا عرصۂ دراز سے ظاہر ہے۔ جن کے بارے میں ان لوگوں کا قول اور عمل گواہ ہے خود زید بھی انھیں لوگوں میں سے ہے۔ زید کی لڑکی سے ایک دوسری آبادی کے سنّی آدمی بکر نے اپنے لڑکے کے ساتھ رشتہ طے کیا حالانکہ بکر بھی جانتا ہے کہ زید وہابی ہے بکر کے اس طریقہ کار پر برادریوں نے وہابی کے گھر رشتہ قائم کرنے سے بکر کو روکا مگر بکر نے جواب دیا کہ ہم اگر وہاں رشتہ نہ کریں تو پانچ گاؤں کے سنیوں میں سے کون ہمارے لڑکے کو اپنے گھر بیاہ کرے گا برادریوں کے منع کرنے کے باوجود بکر نے رشتہ کر دیا۔ عین نکاح کے دن بکر کے گھر زید آیا۔ برادریوں نے زید سے سوال کیا کہ تمہارا کیا مذہب ہے۔ اس پر زید نے جواب دیا کہ تمہارے پانچ گاؤں کے لوگ جو جو کام کرتے ہیں وہ کیا ہمارے گھر نہیں ہوتا؟ دریافت طلب بات یہ ہے کہ زید وہابی کے اس بیان دینے سے زید کو سنی تسلیم کیا جائے یا وہابی مانا جائے۔ اور جن برادریوں نے اس نکاح میں شرکت کیا ان برادریوں پر شرعاً کیا حکم ہے اور بکر پر شریعت کا کیا حکم ہے۔ نکاح ہو جانے کے بعد کچھ دن کے بعد زید نے یہ کہا ہے کہ ہم نے رشتہ طے ہونے سے پہلے ہی بکر سے کہہ دیا تھا کہ ہم وہابی ہیں شادی کر دیا نہ کرو؟

Marfat.com

الجواب جب زید کو اپنے وہابی ہونے کا اقرار ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو بحکم شریعت مطہرہ زید وہابی ہے حدیث شریف میں ہے۔ المرء یوخذ باقرارہ ۱ھ پھر اگر مولوی اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد امیٹھوی اور قاسم نانوتوی کی عبارات کفریہ مندرجہ حفظ الایمان ص۸۔ براہین قاطعہ ص۵۱ اور تحذیر الناس ۳، ۱۴، ۲۸ پر یقینی اطلاع پاکر انھیں مسلمان سمجھتا ہے کافر نہیں کہتا ہے تو بمطابق فتویٰ حسام الحرمین زید کافر و مرتد ہے اور اگر ان کفری عبارتوں پر اسے اطلاع نہیں اور اس کا طریقہ مرتد وہابیوں جیسا ہے تو زید گمراہ ہے اور دونوں صورتوں میں اس سے رشتہ کرنا جائز نہیں۔ برادریوں نے اگر زید کو وہابی جانتے ہوئے نکاح مذکورہ میں شرکت کی ہے تو سب علانیہ توبہ کریں۔ اور بکر پر بھی لازم ہے کہ علانیہ توبہ و استغفار کرے، اور زید کی لڑکی پر مذہب حق اہل سنت و جماعت پیش کرے۔ اگر وہ قبول کرے تو بہ اور تجدید نکاح کے بعد اپنے گھر رکھے۔ میکہ ہرگز نہ جانے دے۔ خود بکر اور اس کے گھر والے زید کے یہاں ہرگز آمد و رفت نہ رکھیں۔ اور اگر لڑکی مذہب اہل سنت و جماعت نہ قبول کرے تو اسے اپنے گھر سے نکال دے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ' وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۷ رجب المرجب ۸۹ھ

مسئلہ۔ از شبیر احمد انصاری موضع رسوا شمالی پوسٹ بنگھسری تھانہ پچپڑوا گونڈہ۔

زید سنی کا لڑکا ہے لیکن باپ کے انتقال کے بعد اس کی ماں ایک وہابی کے گھر چلی گئی ساتھ میں لڑکا بھی گیا۔ زید کی پرورش وہابی کے گھر ہوئی اب یہ کہ زید کا عقد ایک سنی لڑکی سے ہوا نکاح پڑھانے والا وہابی تھا اب دریافت یہ کرنا ہے کہ جس کی لڑکی ہے وہ سنی ہے لڑکی کا نام زینب اور اس کے والد کا نام عبداللہ ہے عبداللہ کا کہنا ہے کہ اگر نا معلوم ہونے کی وجہ سے نکاح کر دیا ہے تو نکاح ہوا یا نہیں؟ اور اس کے گھر بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب اگر زید وہابی ہے اس طرح کہ وہ اپنے بڑوں قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی، خلیل امبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی کے کفریات قطعیہ یقینیہ (جو تحذیر الناس، براہین قاطعہ اور حفظ الایمان میں مذکور ہیں) پر آگاہ ہوتے ہوئے ان کو کافر و مرتد نہ سمجھے یا ان کے کفر میں شک کرے

Marfat.com

تو وہ کافر و مرتد ہے۔ سنی کا بیٹا ہونا اسے کچھ نفع نہ دے گا۔ اور حسب تصریح فقہائے کرام مرتد کا نکاح کسی سے اصلاً منعقد ہی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد پنجم ص ۱۲۳ (مطبوعہ پاکستان) میں فرمایا کہ ولا نکاح لمرتد مع احد ولو مرتدۃ مثلہ کما فی الدر المختار والفتاوی العالمگیری وغیرھما۔ اور اس کے حاشیہ پر ص ۱۲۴ میں فرمایا کہ "مرتد اور مرتدہ کا نکاح عالم میں کسی سے نہیں ہوسکتا نہ آپس میں نہ کافر یا کافرہ سے، تو جب ان کا آپس میں بھی نکاح نہیں ہوسکتا تو ثابت ہوا کہ کافر و مرتد کا نکاح مومنہ سے منعقد ہی نہیں ہوتا بلکہ باطل محض ہے۔ اور ایسی صورت میں اس کے گھر بھیجنا شدید ترین گناہ اور حرام ہے ھٰذا ما ظھرلی والعلم عند اللہ ورسولہ

کتبہ محمد قدرت اللہ رضوی غفرلہ القوی

۴ ر جمادی الاُولیٰ ۹۵ھ

مسئلہ۔ از شمس الحق مٹیار عرف بھوتھوا۔ بستی

ایک شخص نے قیم النساء کو لا کر ایک وہابی کے بدست بیچ دیا اور قیمت پانچ سو روپے وصول بھی کر لیا وہابی نے اس کے ساتھ نکاح کیا پھر تین دن کے بعد اس نے طلاق دے کر آٹھ سو روپے میں جمن کے بدست فروخت کر دیا۔ جمن نے پندرہ روز کے بعد اپنے لڑکے جیش محمد کے ساتھ قیم النساء کا نکاح کر دیا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ نکاحِ مذکور ہوا کہ نہیں نیز نکاح خواں اور گواہان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب صورت مستفسرہ میں وہابی سے پہلے اگر قیم النساء کسی اور کے نکاح میں یا عدت میں نہ تھی تو جیش کے ساتھ نکاح منعقد ہو گیا اور اگر پہلے کسی کے نکاح یا عدت میں تھی تو جیش محمد کے ساتھ نکاح منعقد نہ ہوا اس صورت میں نکاح خواں اور گواہان پر توبہ و استغفار لازم اور نکاح نہ ہونے کا اعلان واجب ہے رہا وہابی عقیدہ رکھنے والے کے ساتھ نکاح تو چونکہ بطابق فتویٰ حسام الحرمین وہابی عقیدہ والا مرتد ہے اور مرتد کا نکاح کسی سے منعقد ہی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے لہذا قیم النساء کا نکاح وہابی کے ساتھ منعقد نہ ہوا تھا اور جب وہابی کے ساتھ نکاح ہی نہ ہوا تھا تو طلاق اور عدت کی ضرورت نہیں کہ زنا کے لئے عدت نہیں فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے لاعدۃ علی الزانیۃ۔ وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۵ ر رجب ۹۵ھ

Marfat.com

مسئلہ۔ ازجواد علی دھنکھر پوری پوکھر بھٹوا پوسٹ بسکوہر بازار ضلع بستی۔
ایک لڑکی کا عقد ایک وہابی کے ساتھ ہوا کچھ دنوں کے بعد اس نے طلاق دیدی۔ بعد عدت اس کا نکاح کچھ لوگوں نے دباؤ ڈال کر دوسرے وہابی کے ساتھ کر دیا جس کے ساتھ لڑکی رہنا نہیں چاہتی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا لڑکی بغیر طلاق حاصل کئے دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟ بیّنوا توجروا

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ جو شخص مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی کی عبارات کفریہ مندرجہ حفظ الایمان ص۸ تحذیر الناس ص۳، ۱۴، ۲۸ اور براہین قاطعہ ص۵۱ پر یقینی اطلاع پاتے ہوئے مذکورہ بالا مولویوں کے کافر ہونے کا قائل نہیں ہے یا مسلمانان اہلسنت کو کافر سمجھتا ہے تو وہ بمطابق فتاویٰ حسام الحرمین وہابی مرتد ہے اور جسے ان کتابوں کی کفری عبارتوں پر یقینی اطلاع نہیں ہے اور نہ مسلمانان اہلسنت کو کافر سمجھتا ہے لیکن وہابیوں کے طور طریقے پر چلتا ہے تو وہابی گمراہ ہے ان میں سے کسی کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں۔ اور اگر کر دیا تو مرتد وہابی کیساتھ نکاح منعقد ہی نہ ہوا۔ اس صورت میں طلاق حاصل کئے بغیر دوسرے سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اگر وہابی گمراہ کے ساتھ نکاح ہوا تو منعقد ہو گیا لیکن عورت کا اس کے ساتھ ازدواجی تعلقات رکھنا حرام ہے۔
اس صورت میں جس طرح بھی ہو سکے طلاق حاصل کی جائے۔ طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں۔ ھذا ما ظھر لی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ خلق اللہ خلیق فیضی
۱۱ ربیع الآخر ۱۳۹۶ھ
دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف بستی

مسئلہ۔ از نظام الدین موضع بوراہی پوسٹ دھلنے پور گونڈہ۔
زید نے اپنی دختر کا نکاح دانستہ طور پر ایک دیوبندی کے ساتھ کر دیا وہ لڑکا تبلیغی جماعت کا حامی اکثر تبلیغی دورے پر رہتا ہے آیا یہ نکاح منعقد ہوا کہ نہیں اور بغیر طلاق حاصل کئے ہوئے اس لڑکی کا نکاح دوسرے سنی صحیح العقیدہ شخص سے ہو سکتا ہے کہ نہیں؟
۲۔ زید نے اپنی زوجہ منکوحہ کو کہہ دیا کہ میں نہیں لاؤں گا کیا ایسا کہنے سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

الجواب لڑکا مذکور جو تبلیغی جماعت کا حامی ہے دیابنہ کے کفریات قطعیہ مندرجہ حفظ الایمان ص۸ تحذیر الناس

Marfat.com

ص ۱۲۸۱۴۱۳ اور براہین قاطعہ ص ۵۱ کی بنا پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ نیز ہندوستان، پاکستان، برما اور بنگال وغیرہ کے سیکڑوں مفتیان کرام وعلماء عظام نے جو مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی کو کافر مرتد قرار دیا گیا ہے جس کی تفصیل حسام الحرمین اور الصوارم الھندیہ میں ہے اسے یہ فتویٰ تسلیم ہے یا نہیں ؟ یعنی وہ مولویان مذکور کو کافر و مرتد کہتا ہے یا نہیں اگر نہیں کہتا یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک کرتا ہے تو بمطابق فتویٰ حسام الحرمین کافر و مرتد ہے اور مرتد کا نکاح کسی سے منعقد نہیں ہو سکتا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ و کذالک المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط یعنی مرتد کا نکاح مرتدہ مسلمہ اور کافرہ اصلیہ کسی سے نہیں ہو سکتا اور ایسا ہی مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا ایسا ہی مبسوط میں ہے لہٰذا اس صورت میں لڑکی مذکور طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کسی سنی صحیح العقیدہ سے کر سکتی ہے اور اگر لڑکا مذکور کو دیابنہ کے کفریات قطعیہ پر یقینی اطلاع نہیں ہے مگر اس طریقہ کا رو ہابیوں جیسا ہے تو وہ گمراہ بدمذہب ہے اس صورت میں لڑکی مذکور کا نکاح منعقد ہو گیا لیکن لڑکی کو اس سے میاں بیوی کے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں بلکہ جس طرح بھی ہو سکے اس سے طلاق حاصل کرے۔ خلاصہ یہ کہ پہلی صورت میں طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور دوسری صورت میں طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نہیں کر سکتی اور گمراہ شوہر کے ساتھ میاں بیوی کے تعلقات بھی نہیں قائم کر سکتی ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ و رسولہ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۔ نہیں واقع ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۱ر صفر المظفر ۹۷ھ

مسئلہ۔ از محمد عرفان رضا اُپلیٹہ (گجرات)

ایک شہر میں چند افراد وہابی، تبلیغی خیالات کے ہیں اور اکثریت سنی حضرات کی ہے ان لوگوں کا سنی حضرات سے لڑکیوں کا لین دین ہوتا ہے لیکن ان لڑکوں اور لڑکیوں کے خیالات نامعلوم جیسے ہوتے ہیں بلکہ اکثر قائل بسُنّیت ہوتے ہیں۔ تو ان حالات میں کسی امام کا ان کے عقد میں شریک ہونا اور پڑھانا از روئے شرع کیسا ہے ؟ نیز ایسے امام کی اقتدا صحیح ہے یا نہیں ؟ بغیر تحقیق کسی کو وہابی، دیوبندی بنا دینے والے کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

Marfat.com

الجواب چند افراد جو وہابی تبلیغی خیالات کے ہیں اگر وہ لوگ مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی کی عبارات کفریہ مندرجہ حفظ الایمان ص۸ تحذیر الناس ص۳، ۱۴، ۲۸ اور براہین قاطعہ ص۵۱ پر یقینی اطلاع کے باوجود مولویان مذکور کو کافر و مرتد نہیں کہتے تو وہ فتاویٰ حسام الحرمین کے مطابق کافر و مرتد ہیں ان سے رشتہ کرنا حرام و ناجائز ہے کہ مرتد کا نکاح کسی سے منعقد ہی نہیں ہوسکتا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۲۶۳ میں ہے لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ و لا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذا لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط۔ یعنی مرتد کا نکاح مرتدہ، مسلمہ اور کافرہ اصلیہ کسی سے جائز نہیں۔ اور ایسے ہی مرتدہ کا نکاح کسی سے جائز نہیں ایسا ہی مبسوط میں ہے۔ اور مرتد والدین کے لڑکے اور لڑکیاں اگر ان کے ساتھ رہتے سہتے ہیں اور قطع تعلق ان سے نہیں کئے ہیں تو اگرچہ ان کے خیالات نامعلوم جیسے ہوں ان سے رشتہ نکاح پیدا کرنا جائز نہیں کہ اگر وہ مرتد نہیں تو کم از کم گمراہ ضرور ہیں اور گمراہ سے بھی مناکحت جائز نہیں۔ اور پھر ان کے خیالات نامعلوم جیسے کیوں ہوتے ہیں؟ لڑکی لڑکا دینے والے پہلے ان کا عقیدہ کیوں نہیں معلوم کرتے؟ خلاصہ یہ کہ جن کے والدین مرتد یا گمراہ ہوں اور ان کا والدین سے قطع تعلق نہ ہو تو ان کے عقد میں شریک ہونا اور ان کا نکاح پڑھانا جائز نہیں۔ اور جو امام کہ پیسے کی لالچ میں جائز ناجائز نہ دیکھے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کہ ایسا امام بے غسل و وضو بھی نماز پڑھا سکتا ہے۔ کسی کو بلا تحقیق وہابی، دیوبندی بنانے والے سخت گنہگار ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۸ر صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ ۔ از ریاست علی خاں چھاؤنی ضلع بستی۔

زید نے بذریعہ سول میرج کورٹ میں ایک عیسائی عورت سے شادی کیا ہے زید کہتا ہے کہ میں اپنے مذہب اسلام پر قائم ہوں اور وہ اپنے مذہب عیسائیت پر قائم ہے تو ایسی عورت سے شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز زید سے اور اس کے گھر والوں سے اسلامی تعلقات قائم رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اسلامی قانون یہ ہے کہ جو کتابیہ عورت نیچری لا مذہب نہ ہو بلکہ اپنے مذہب عیسائیت یا مذہب یہودیت پر قائم ہو تو اس سے مسلمان مرد کا نکاح ہوسکتا ہے لیکن مسلمانوں کو اس قسم کے نکاح سے قطعی پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اس میں بہت سے مفاسد کا دروازہ کھلتا ہے عالمگیری جلد ثانی ص۸ میں ہے ویجوز

Marfat.com

للسلم نکاح الکتابیۃ الحربیۃ والذمیۃ حرۃ کانت او امۃ صورت مسئولہ میں جس عیسائی عورت کا ذکر ہے اگر وہ نیچری اور لامذہب نہ ہو بلکہ اپنے دین عیسائیت پر قائم ہو اور زید نے اس کے ساتھ اسلامی قانون کے مطابق یعنی دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح کیا ہے تو یہ نکاح ہو گیا لہٰذا اگر زید کا سول میرج نکاح کے شکل میں ہوا ہے تو زید سے اور اس کے گھر والوں سے اسلامی تعلقات رکھنا جائز ہے واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ بدر الدین احمد الرضوی

مسئلہ۔ از مقبول احمد سونٹر والے کالپی شریف ضلع جالون

عیسائیوں کی عورتوں سے مسلمان بغیر کلمہ پڑھائے ہوئے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب عیسائی عورت کو مسلمان کئے بغیر اس سے نکاح کرنا جائز ہے فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص ۲۶۳ میں ہے یجوز للسلم نکاح الکتابیۃ الحربیۃ والذمیۃ حرۃ کانت او امۃ کذا فی محیط السرخسی۔ لیکن عیسائی عورت سے نکاح نہ کرنا بہتر ہے کہ اس میں بہت سے مفاسد کا دروازہ کھلتا ہے فتاوی عالمگیری کے اسی صفحہ مذکور پر ہے والاولی ان لا یفعل ولا توکل ذبیحتھم الا لضرورۃ کذا فی فتح القدیر۔ اور عیسائی عورت سے نکاح اسی وقت جائز ہے جبکہ اپنے اسی مذہب عیسائیت پر ہو اور اگر صرف نام کی عیسائی ہو اور حقیقت میں نیچری اور دہریہ ہو جیسے کہ آجکل کے عام عیسائیوں کا حال ہے تو ان سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ ھٰذا ما عندی وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ

مسئلہ۔ از حکیم عبد الغفور مکان ۱۲/۲۳ اعظم منزل تاڑپتری اننت پور

۱۔ زید کا تعلق ایک غیر مسلم عورت سے ہوا جو شادی شدہ اور ایک لڑکے کی ماں تھی زید نے اس پر اسلام پیش کیا تو اس نے چند ذمہ دار مسلمانوں کے سامنے اسلام قبول کیا تو اسی مجلس میں زید نے اس عورت کے ساتھ نکاح کر لیا جس سے اب تک سات بچے بھی پیدا ہو چکے ہیں اب دریافت طلب یہ امور ہیں کہ نکاح مذکور شرعاً صحیح ہوا یا نہیں؟

Marfat.com

۲۔ جو لڑکا غیر مسلم کے نطفہ سے ہے اپنی ماں کے ساتھ اسلامی طور وطریقہ سے رہتا ہے اور مسلمان ہے اس کا نکاح کسی مسلمان لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

۳۔ عورت مذکورہ بعد موت کے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب (۱) اگر شوہر والی کافرہ عورت مسلمان ہو جائے تو حکم ہے کہ اس کے شوہر پر اسلام پیش کیا جائے اگر وہ اسلام لے آئے تو عورت بدستور اس کی بیوی اور اگر شوہر اسلام سے انکار کرے تو تین حیض کے بعد عورت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اس سے پہلے نکاح کرنا صحیح نہیں امام ابن ہمام فتح القدیر جلد سوم ص۲۸۸ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ولید ابن مغیرہ کی صاحبزادی صفوان بن امیہ کے عقد میں تھیں جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں مگر ان کا شوہر صفوان بھاگ گیا مسلمان نہ ہوا تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان تفریق نہ کی یہاں تک کہ صفوان بھی مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نصرانیہ کے مسلمان ہونے پر اس وقت تفریق کی جبکہ اس کے شوہر نے اسلام لانے سے انکار کر دیا جیسا کہ فتح القدیر کی اسی جلد اور اسی صفحہ پر ہے۔ اور بہار شریعت حصہ ہفتم بیان حرمت بالشرک صفحہ ۲۷ پر ہے اگر عورت پہلے مسلمان ہوئی تو مرد پر اسلام پیش کریں اگر تین حیض آنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی ہے ورنہ بعد کو جس سے چاہے نکاح کرے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں جب کافرہ عورت مسلمان ہوئی تو اس وقت سے اسے تین حیض آنے سے پہلے اگر اس کا شوہر مسلمان ہو گیا تو وہ بدستور اس کی بیوی ہے۔ طلاق یا اس کی موت کے بغیر اس کی بیوی سے نکاح کرنا صحیح نہیں۔ اور اگر وہ مسلمان نہ ہوا تو تین حیض آنے کے بعد وہ کسی مسلمان سنی صحیح العقیدہ سے نکاح کر سکتی ہے اگر تین حیض آنے سے پہلے نکاح کیا تو صحیح نہ ہوا مدت مذکور کے بعد دوبارہ نکاح کریں۔ اور نکاح صحیح نہ ہونے کے سبب جو گناہ ہوئے اس سے دونوں علانیہ توبہ استغفار کریں۔ وھو اعلم

۲۔ وہ لڑکا جو غیر مسلم کے نطفہ سے ہے اور مسلمان ہے اس کا نکاح مسلمان لڑکی سے جائز ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

۳۔ عورت مذکورہ جبکہ مسلمان ہو چکی ہے تو بعد موت اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے اگر اسے کافروں کے طریقہ پر دفن کریں گے یا پھونکیں گے تو مسلمان سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوں گے وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۲ شوال ۱۴۰۰ھ

Marfat.com

مسئلہ ۔ از مولوی شیر محمد معرفت عبدالمنان ۔ بلرام پور ضلع گونڈہ

مسمیٰ محمد حلیم انصاری نے ایک مشرکہ عورت کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا برادری والوں نے عبدالحلیم سے سزا کے طور پر جرمانہ وصول کیا اور توبہ کرایا تقریباً دو مہینے کے بعد معلوم ہوا کہ عبدالحلیم کی نومسلمہ منکوحہ کو نکاح سے قبل کا حمل ہے ۔ برادری والوں نے قطع برادری کر دیا ۔ صورت مسئولہ میں یہ نکاح صحیح ہوا کہ نہیں ؟ اور عبدالحلیم کے یہاں کھانا اور انھیں اپنے یہاں کھلانا حلال ہے یا حرام ۔ نیز یہ کہ انھیں برادری سے علیحدہ کرنا چاہئے کہ نہیں ؟

الجواب کسی گنہگار کو صدقہ کرنے کی تلقین کرنا تو ضرور بہتر ہے لیکن سزا کے طور پر جرمانہ وصول کرنا حرام و ناجائز ہے لان التعزیر بالمال منسوخ والعمل علی المنسوخ حرام ۔ لھٰذا برادری والوں پر جرمانہ کی رقم واپس کرنا لازم ہے اگر نہیں واپس کریں گے تو سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوں گے ۔ اگر مشرکہ عورت شوہر والی تھی اور مسلمان ہو گئی تو حکم یہ ہے کہ اس کے شوہر پر اسلام پیش کیا جائے اگر تین حیض آنے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو نکاح باقی ہے ورنہ بعد کو جس سے چاہے نکاح کرے ۔ ھٰکذا فی الجزء السابع من بہار شریعت علی ص۲۷ اور درمختار میں ہے لو اسلم احدھما ثمہ لم تبن حتی تحیض ثلاثا و تمضی ثلاثۃ اشھر قبل اسلام الآخر اھ ملخصاً ۔ اگر شوہر والی نہیں تو بعد اسلام فوراً نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔ رہا حالت حمل میں نکاح تو ظاہر الروایۃ میں اگر حمل کا فرشوہر کا ہے تو نکاح جائز نہ ہوا عمدۃ الرعایہ میں ہے لا یجوز لھا النکاح قبل وضع الحمل وذٰلک لان حملھا ثابت النسب فیومر فی منع النکاح احتیاطاً وھو ظاہر الروایۃ اور اگر زنا کا حمل ہے تو نکاح منعقد ہو گیا ۔ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم مطبوعہ پاکستان ص۱۶۷ میں ہے جو عورت معاذ اللہ زنا سے حاملہ ہو اس سے نکاح صحیح ہے خواہ اس زانی سے ہو یا اس کے غیر سے فرق اتنا ہے کہ زانی جس کا حمل ہے وہ اس سے قربت کر سکتا ہے اور غیر زانی اگر نکاح کرے تو تا وضع حمل قربت ہی نہیں کر سکتا ۔ لئلا یسقی ماءہ زرع غیرہ ۔ ھٰکذا فی الجزء السابع من بہار شریعت علی ص۱۹ اگر محمد حلیم عورت مذکورہ کو جائز صورت کے ساتھ رکھے ہوئے ہے تو اس کے ساتھ کھانے پینے کے تعلقات رکھنا بلاشبہ جائز ہے اور برادری سے علیحدہ کرنا جائز نہیں اور اگر ناجائز صورت کے ساتھ رکھے ہوئے ہے تو اس کا بائیکاٹ کرنا لازم ہے ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۲ جمادی الاولیٰ ۹۶ھ

Marfat.com

مسئولہ۔ از قاسم علی ساکن نہرا پوسٹ کپتان گنج ضلع بستی

سوال۔ زید نے ایک مشرکہ کو رکھ لیا اب معلوم نہیں کہ اس کو مسلمان کرکے عقد کیا یا یونہی بغیر عقد کے رکھا۔ کچھ دنوں کے بعد اس عورت کے شکم سے چار اولاد تولد ہوئے جس میں دو مذکر ہیں اور دو مؤنث ہیں۔ ان دونوں لڑکیوں کی شادی مسلمان کے گھر ہوئی۔ اب دونوں لڑکیوں سے جو نسل چلی رہی ہے کیا ان سے شادی بیاہ کرنا جائز ہے یا نہیں جب کہ ان لڑکیوں سے جو نسل چلی ہے مسلمان کے نطفہ سے ہے ہمارے برادری کے لوگوں نے ہم کو برادری سے الگ کر دیا ہے کہتے ہیں تم نے مشرکہ (چمائن) کی لڑکی سے رشتہ جوڑ لیا (تھی) اس لئے ہم لوگ تمہارے یہاں نہیں کھائیں گے۔ صورت مستفسرہ میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ لڑکی مسلمان کے نطفہ سے ہے ہاں اس کے دوسری پشت میں اس کی جدۂ فاسدہ (نانی) ضرور چمائن تھی جس کے لئے معلوم نہیں کہ اسلام لائی یا نہیں۔ اب جبکہ ہم نے رشتہ کر لیا ہے تو کیا شرعاً ہم پر کچھ سزا واقع ہوتی ہے اگر شرعاً کوئی جرم واقع ہوتا ہو تو مطلع فرمائیں گے یا اگر کوئی سزا کے مستحق نہ ہوں تو ان لوگوں کے لئے اسلام کے اندر کیا قانون ہے جن لوگوں نے ہم کو برادری سے الگ کر دیا ہے جیسا حکم شرع ہو مطلع فرما کر عنداللہ اجر عظیم کے مستحق ہوں۔

جواب۔ صورت مستفسرہ میں جبکہ لڑکی مسلمان ہے تو اس کی نانی کا چمارن ہونا مضر نہیں اس سے نکاح کرنا بلا شبہ جائز ہے نکاح کرنے والوں پر کوئی جرم نہیں۔ اس بنیاد پر جن لوگوں نے بائیکاٹ کیا ہے وہ غلطی پر ہیں ان پر لازم ہے کہ حکم شرع معلوم ہونے کے بعد بائیکاٹ ختم کر دیں ورنہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۰؍ رجب المرجب ۹۷ ۱۳ھ

مسئلہ۔ از محمد صدیق ماسٹر محلہ دیوپور گلی نمبر ۵ دھولیا (مہاراشٹر)

یہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی جو قریب البلوغ ہیں اور غیر شادی شدہ ہیں ان دونوں سے زنا کاری کا فعل سرزد ہو گیا ہے اور بات مشتہر ہو گئی۔ واقعہ کے فیصلہ کے لئے محلہ کے لوگوں کی پنچایت بیٹھی۔ فیصلہ یہ ہوا کہ ان دونوں کا آپس میں نکاح کر دیا جائے۔ لڑکے کے سرپرستوں نے اس کو منظور نہیں کیا۔ دوسری نشست میں بھی اس فیصلہ کو منظور نہیں کیا۔ تیسری نشست میں لڑکے کے سرپرستوں کو جماعت سے نکال دیا گیا مطلب یہ ہے کہ برادری سے قطع کر دیا۔ یہ واقعہ محرم ۹۹ ۱۳ھ کے دوسرے نصف کا ہے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل

Marfat.com

امور دریافت طلب ہیں۔

(۱) زانی اور زانیہ کا آپس میں نکاح ہونا ہی ضروری ہے شرعی احکام سے نوازیں (اگرچہ یہ بات آسانی سے سمجھ میں آتی ہے کہ ایسی گنہگار لڑکی یا عورت کی شادی دوسری جگہ ہونے میں مشکل پیش آتی ہے) پھر بھی شرعی حکم معلوم ہو جائے تو بہتر ہے۔

(۲) جماعت سے نکال دینے کی ذلت آمیز سزا کی کوئی میعاد بھی ہونی چاہیے یا نہیں یا غیر معینہ مدت تک ایسا کیا جا سکتا ہے؟

(۳) یا ایسی سزا غیر مختتم میعاد کی ہوتی ہے؟

عرض یہ ہے کہ واقعہ سے متعلق سوالات کے جوابات کی زحمت فرمائیں نیز جو گوشے میری نگاہ سے اوجھل ہیں ان سے بھی آگہی فرمائیں بیحد ممنون ہوں گا۔ بینوا توجروا

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب خدائے تعالیٰ نے زانی اور زانیہ کے بارے میں ارشاد فرمایا الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ۔ ولا تاخذکم بھما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر۔ یعنی جو عورت بدکار ہو اور جو مرد۔ تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو (پ ۱۸ رکوع ۷) اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا البکر بالبکر جلد مائۃ رواہ مسلم۔ یعنی کنواری عورت کے کنوارے مرد سے زنا کرنے کی سزا سو درّے ہیں مسلم مشکوٰۃ ص۳۰۹ اسی حدیث کی شرح میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری تحریر فرماتے ہیں ای ضرب مائۃ جلدۃ لکل واحد منھما یعنی کنواری عورت اور کنوارے مرد دونوں کو سو سو کوڑے مارے جائیں (مرقاۃ جلد چہارم ص۶۳) مگر قرآن و حدیث کا یہ حکم بادشاہ اسلام کے ساتھ خاص ہے۔ اگر بادشاہ اسلام نہ ہو تو دوسرے لوگوں کو شرعی حد قائم کرنے کا اختیار نہیں۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر جلد ششم ص۲۵۶ میں فرماتے ہیں اذا فقد الامام فلیس لاٰحاد الناس اقامۃ ھٰذہ الحدود بل الاولیٰ ان یعینوا واحدًا من الصالحین لیقوم بہٖ۔ یعنی جب بادشاہ اسلام نہ ہو تو حدود شرعیہ قائم کرنا لوگوں کو جائز نہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ کسی نیک آدمی کو مقرر کریں جو حدود شرعیہ کو قائم کرے۔ لہٰذا اگر ممکن ہو تو اس طرح دونوں پر شرعی حد قائم کی جائے۔ اور اگر اس طرح

Marfat.com

بھی شرعی حد قائم کرنا ممکن نہ ہو تو کم از کم زانی اور زانیہ اور ان کے ہر حمایتی کا بائیکاٹ کیا جائے قال اللہ تعالیٰ
واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین (پ۷ رکوع ۱۴) اس آیت کریمہ کے
تحت ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں ان القوم الظّٰلمین یعم المبتدع والفاسق والکافر
والقعود مع کلھم ممتنع اھ۔ تفسیرات احمدیہ ص۲۵۵ لہذا پنچایت پر لازم ہے کہ زنا جیسے گناہ عظیم میں
مبتلا ہونے والوں کا بائیکاٹ کریں خصوصاً عورت کا۔ اس لئے کہ اس گناہ کبیرہ کی زیادہ ذمہ دار عورت ہے اسی
لئے خدائے تعالیٰ نے زنا کی حد بیان کرنے میں پہلے الزانیۃ اور بعد میں الزانی فرمایا حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ آیت کریمہ میں لفظ الزانیۃ کے مقدم ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں فی باب الزنا لہ
المرأۃ کاملۃ لانھا لولم تمکن الرجل علیھا لم یتمکن علیھا ھکذا فی المدارک (تفسیرات احمدیہ ص۲۳)
اور اسی تفسیر کے صفحہ ۳۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ المرأۃ الیق فی الزنا اذھی المادۃ التی لولم تطمع الرجال
لما امکنھم ذلک اھ اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں المرأۃ ھی المادۃ فی الزنا
(تفسیر کبیر جلد ۶ ص۲۶) اسی طرح دیگر مفسرین کرام و فقہائے عظام نے زنا کی زیادہ ذمہ دار عورت ہی کو ٹھہرایا
ہے۔ لھذا پنچایت اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرے یعنی زنا کی ذمہ دار زیادہ عورت کو ٹھہرائے اور اس گناہ عظیم کے
سبب دونوں کا بائیکاٹ کرے اور عورت کے سرپرستوں نے اسے آزاد رکھا، بے پردہ باہر نکلنے سے نہ روکا اور غیر محرم
کی مخالطت سے منع نہ کیا تو وہ بھی سخت گنہگار ہیں ان سب کا بائیکاٹ کیا جائے۔ اور مرد کے سرپرستوں کو اس
کی غلط روی کا علم نہ تھا یا علم تھا مگر اسے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی تو وہ بری الذمہ ہیں قال اللہ تعالیٰ
لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ یعنی کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتی (پ۲۷ سورۃ النجم)
اور اگر علم ہوتے ہوئے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش نہ کی تو وہ بھی سخت گنہگار مستحق سزا ہیں قال اللہ تعالیٰ
یاایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا یعنی اے ایمان والو اپنے آپ کو اپنے اہل کو جہنم سے
بچاؤ (پارہ ۲۸ رکوع ۱۹) وھو تعالیٰ اعلم والیہ المرجع والمآب

(۱) زانی اور زانیہ کا آپس میں نکاح ہونا از روئے شرع ضروری نہیں لیکن صورت مستفسرہ میں زانی اگر زانیہ کے ساتھ نکاح کرلے تو بہتر ہے بشرطیکہ ان میں سے کوئی گمراہ و بدمذہب نہ ہو کہ ان سے مناکحت جائز نہیں وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲-۳) جماعت سے نکال دینے کی ذلت آمیز سزا کی میعاد یہ ہے کہ جس گناہ کے سبب بائیکاٹ کیا گیا ہو

Marfat.com

اگر وہ گناہ مشتہر ہو گیا ہو تو جب تک کہ اس سے علانیہ توبہ واستغفار نہ کرے اور اپنے گناہ پر نادم و شرمندہ نہ ہو اس کا بائیکاٹ کیا جائے جیسے کہ صورت مسئولہ میں تاوقتیکہ زانی، زانیہ اور ہر وہ شخص جو اس گناہ میں ماخوذ ہے علانیہ توبہ واستغفار نہ کرے اس کا بائیکاٹ رکھا جائے۔ ھٰذا ماظھرلی والعلم عند الباری

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۳ ر رجب المرجب ۹۹ھ

مسئلہ۔ از محمد عمر صدیقی مقام پھلواپور ضلع بستی

خالد کی لڑکی ھندہ سے زنا کا۔ بچہ پیدا ہوا چار چھ ماہ گذرنے کے بعد گاؤں والوں نے ھندہ پر سختی کیا تو اس نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور توبہ کیا کہ ہم سے غلطی ہوئی اب میں ایسا نہیں کروں گی۔ کل دن میں خلوت میں زانی و زانیہ کو بات کرنے کی وجہ سے گاؤں والوں نے اسے (ھندہ) کافی مارا پیٹا۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو اس پر سو درّے لگائے جاتے اس وجہ سے مار پیٹ کر چھوڑ دیا۔ مارنے پیٹنے کے بعد جب اس کی حالت ٹھیک ہوئی تو اس نے اپنے باپ خالد سے کہا کہ میرا نکاح دوسرے شخص سے کر دو اب اس کا باپ خالد بکر کے پاس آیا (بکر ایک عالم دین اور گاؤں کا امام ہے) اور کہا کہ میری لڑکی کا توبہ کرا کے نکاح پڑھ دیجئے بکر کو ایک عالم اور امام کی وجہ سے گاؤں والے کھانا بھی کھلا رہے ہیں امام ھندہ کے یہاں پہلے کھانا کھا رہا تھا لیکن بچہ پیدا ہونے کے سال بھر کے پہلے سے اپنا کھانا پینا بند کئے ہوئے ہے۔ جب نکاح کے لئے اس کے باپ نے کہا تو امام نے قبول توبہ کے لئے میلاد شریف سننے اور فقیر کو کھانا کھلانے کی تلقین کی تو اس نے میلاد شریف سنا فقیروں کو کھانا کھلایا اس کے بعد بکر جو امام ہے اس نے ہندہ کو توبہ کرا کے نکاح پڑھ دیا۔۔۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ کفارہ کے بغیر ہندہ کا دوسرا نکاح پڑھنا کیسا ہے اور امام صاحب پر شرعاً کوئی جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب صورت مستفسرہ میں کفارہ کے بغیر ھندہ کا دوسرا نکاح پڑھنا جائز ہے امام پر شرعاً کوئی جرم نہیں اس لئے کہ زانی اور زانیہ کے لئے شرع نے کوئی کفارہ نہیں مقرر کیا ہے۔ ہاں اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو زانی اور زانیہ کو یا تو سنگسار کیا جاتا یا سو کوڑے مارے جاتے موجودہ صورت حال میں وہی حکم ہے جو امام نے کیا یعنی اس کو علانیہ توبہ واستغفار کرایا جائے اور انہیں نماز وغیرہ احکام شرعیہ پر عمل کی تاکید کی جائے نیز فقیروں کو کھانا کھلانے اور میلاد شریف وغیرہ کرنے کی تلقین کی جائے کہ نیک اعمال قبول توبہ میں معاون ہوتے ہیں۔

قرآن مجید پارہ ۱۹، رکوع ۴ میں ہے مَنْ تَابَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ

Marfat.com

حَسَنَاتٍ اھ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۵ شوال المکرم ۱۳۹۷ھ

مسئلہ۔ از ماسٹر عباس علی مہتمم مدرسہ برکاتیہ سراج العلوم ساکن مغلہا ضلع گورکھپور

ہندہ غیر مسلمہ مسلمان ہوکر بکر کے ساتھ عقد میں آئی ھندہ اور بکر قریب دو سال تک عیش کی زندگی گذارا ہندہ بکر سے بدظن ہوکر زید کے ساتھ نامعلوم جگہ پر بھاگ گئی قریب قریب پانچ سال تک ہندہ زید کے ساتھ رہی زید سے ایک بچہ بھی ہوا جو تقریباً تین سال کا ہوگا کچھ ہی مدت ہوا زید کا انتقال ہوگیا اور ہندہ اپنے اصلی شوہر بکر کے گھر واپس آگئی لیکن بکر کی برادری والے ہندہ کو بکر کے پاس رہنے سے روکتے ہیں لہٰذا اب مسئلہ دریافت طلب ہے کہ بکر ہندہ کو اپنے ساتھ رکھے تو ہندہ یا بکر پر کفارہ کیا لازم ہے؟

الجواب اس کے بارے میں شرع نے کوئی کفارہ نہیں مقرر کیا ہے ہاں اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو ہندہ کو زید کے ساتھ چار پانچ سال رہنے کے سبب سخت سزا دی جاتی موجودہ صورت حال میں ہندہ کو بکر کے ساتھ رہنے سے روکنا غلط ہے کہ وہ اب بھی بکر کی بیوی ہے اس کو بکر کے ساتھ رہنے دیا جائے اور اس سے علانیہ توبہ و استغفار کرایا جائے نماز پڑھنے کی تاکید کی جائے۔ اور قرآن خوانی کرنے، میلاد شریف سننے اور غرباء و مساکین کو کھانا کھلانے کی تلقین کی جائے کہ اس قسم کی چیزیں قبول توبہ میں معاون ہوتی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے من تاب وعمل عملا صالحاً فاولئك يبدل الله سياتهم حسنت۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ شوال المکرم ۱۳۹۷ھ

مسئلہ۔ از شمشیر احمد بار بر پوسٹ ومقام مسکنواں بازار ضلع گونڈہ۔

ایک بیوہ عورت تھی اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا تھا کافی عرصہ ہوگیا اس عورت کو کوئی سہارا نہیں تھا مزدوری کرتی تھی پھر بھی پریشان تھی اس نے اپنی زندگی گذارنے کے لئے ایک شخص سے محبت کرلی اور نکاح کر لیا نکاح کے پہلے عورت سے غلط کام اسی مرد سے ہوگیا تھا جس نے نکاح کرلیا ہے نکاح کے بعد حمل ظاہر ہوا تو اس پر کیا کرنا چاہئے آپ سب جیسا جواب میں لکھ کر ہمارے پاس بھیجیں گے ویسا کروں گا نکاح جائز ہے کہ نہیں یا پھر

Marfat.com

سے کرنا چاہئے دو ماہ بعد حمل اپنے آپ گر گیا۔

الجواب صورت مسئولہ میں اگر واقعی عدت گذارنے کے بعد حمل ہوا اور حالت حمل میں نکاح ہوا تو صحیح ہو گیا نکاح کی دوبارہ ضرورت نہیں البتہ نکاح سے پہلے اس عورت اور جس مرد کے درمیان غلط کام ہوا وہ دونوں سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوئے ان دونوں کو علانیہ توبہ و استغفار کرایا جائے اور دونوں کو پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید کی جائے اور قرآن خوانی و میلاد شریف کرنے غربا و مساکین کو کھانا کھلانے اور مسجد میں لوٹا و چٹائی رکھنے کی ان لوگوں کو تلقین کی جائے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ ۔ از رحمت اللہ سبزی فروش پوسٹ و مقام چوکھڑا ضلع بستی

زید نے ایک چار سالہ بیوہ سے نکاح کیا بعد نکاح قریب دس روز پر یہ معلوم ہوا کہ منکوحہ کو تقریباً تین چار ماہ کا حمل ہے۔ تو اس صورت میں زید کا نکاح درست ہوا کہ نہیں؟ اگر نکاح درست ہے تو شریعت مطہرہ میں منکوحہ کے لئے کیا حکم ہے؟ زید اس ایام حمل میں طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ زید پر عدت کا خرچہ اور مہر دین واجب ہے یا نہیں؟ اگر زید کا نکاح نہیں ہوا تو جو لوگ اسے جائز قرار دیتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب اگر عقد کے وقت حاملہ عورت کسی کے نکاح یا عدت میں نہیں تھی تو زید کے ساتھ نکاح صحیح ہو گیا۔ پھر اگر ناجائز حمل زید ہی سے ہے تو زید کا اس سے ہمبستری کرنا حالت حمل میں جائز ہے ورنہ نہیں۔ زید ایام حمل میں طلاق دے سکتا ہے اور ایسی عورت کو اگر خلوت صحیحہ یا ہمبستری کے بعد طلاق دی تو پورے مہر کے ساتھ عدت کے زمانہ کا نان و نفقہ بھی واجب ہوگا۔ اور اگر خلوت صحیحہ و ہمبستری کے پہلے طلاق دی تو صرف مقررہ مہر کا نصف واجب ہوگا فتاویٰ عالمگیری جلد اول میں ہے فی مجموع النوازل اذا تزوج امرأۃ قد زنی ھو بھا وظھر بھا حبل فالنکاح جائز عند الکل و لہ ان یطأھا عند الکل کذا فی الذخیرۃ۔ اور پارۂ دوم رکوع ۱۵ میں ہے وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم۔ اور عورت مذکورہ اپنے گناہ سے علانیہ توبہ و استغفار کرے۔ ھٰذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۹ ذوالقعدہ ۱۳۹۰ھ

Marfat.com

مسئلہ۔ از سلامت علی جملا پور ضلع گونڈہ (یوپی)

ہندہ نے خالد کے ساتھ نکاح کیا خالد نے طلاق دے دیا اس کے بعد زید سے نکاح کیا زید مر گیا بعدہٗ بغیر نکاح کئے ہندہ بکر سے ساتھ رہنے لگی اور اس سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا۔ اب ہندہ بکر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی ہے بلکہ بکر سے قطع تعلق کر لیا ہے اور دوسرا شوہر تلاش رہی ہے۔ آیا ہندہ دوسرے کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے؟ نیز ہندہ کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب صورت مسئولہ میں جب کہ پہلے شوہر نے طلاق دیدی اور دوسرا شوہر مر گیا اور اب وہ کسی کے نکاح میں نہیں ہے تو بکر کے ساتھ بغیر نکاح رہنے سے جو گناہ ہوا ہندہ کو اس سے علانیہ توبہ و استغفار کرایا جائے نماز پڑھنے کی تاکید کی جائے، میلاد شریف اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے غربا و مساکین کو کھانا کھلانے اور مسجد میں لوٹا و چٹائی رکھنے کی تلقین کی جائے۔ اور اسے تیسرا نکاح کرنے سے روکا نہ جائے کہ جب اس نے بکر کے ساتھ نکاح نہیں کیا ہے تو وہ دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے۔ اور اگر ثابت ہو کہ بکر سے نکاح کر چکی ہے تو اس سے طلاق حاصل کرنے اور عدت گذارنے سے پہلے دوسرا نکاح نہیں کرسکتی۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۹ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از حافظ محمد حنیف پکورہ ضلع بستی۔

زانیہ عورت جبکہ حاملہ ہو تو اس کا نکاح کسی مرد سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب زانیہ حاملہ اگر کسی کے نکاح اور عدت میں نہ ہو تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔ پھر اگر اسی شخص نے نکاح کیا کہ جس کا وہ حمل ہے تو بعد نکاح حالت حمل میں وہ مرد اس سے ہمبستری بھی کرسکتا ہے ورنہ نہیں درمختار فصل فی المحرمات میں ہے صح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیر الزنا لثبوت نسبہ وان حرم وطؤھا حتی تضعھا ولو نکحھا الزانی حل لہ وطؤھا اتفاقا اھ ملخصاً اور فتاوی عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۲۶۲ میں ہے قال ابو حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ تعالی یجوز ان یتزوج امرأۃ حاملا من الزنا ولا یطأھا حتی تضع وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی لا یصح والفتوی علی قولھما کذا فی المحیط وکما لا یباح وطأھا لا تباح دواعیہ کذا فی فتح القدیر۔ وفی مجموع النوازل اذا تزوج امرأۃ

Marfat.com

قد زنی ھو بہا و ظہر بہا حبل فالنکاح جائز عند الکل ولہ ان یطأھا عند الکل وتستحق النفقۃ عند الکل کذا فی الذخیرۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ زید نے ھندہ سے نکاح کیا ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اس درمیان میں زید کے بڑے بھائی نے وفات پائی زید نے عدت گذرنے کے بعد اپنی بھاوج سے نکاح کیا پھر زید کی پہلی بیوی ھندہ کی رخصتی ہوئی لیکن دونوں عورتوں میں جھگڑا رہنے کے باعث زید نے اپنی بھاوج کو طلاق دیدی بعدہٗ ھندہ کا انتقال ہوگیا عرصہ چار سال کا ہو رہا ہے پھر زید نے اپنی بھاوج سے تعلق پیدا کرلی ہے جس سے بھاوج کو حمل ٹھہر گیا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ زمانہ حمل میں زید کا دوبارہ نکاح اس کی بھاوج ہوسکتا ہے یا نہیں؛

الجواب اگر زید نے اپنی بھاوج کو طلاق مغلظہ یعنی تین طلاق دی ہے تو اب زید کا نکاح اپنی مذکورہ بھاوج سے بغیر حلالہ درست نہیں ہے اور اگر زید نے اپنی بھاوج کو ایک طلاق یا دو طلاق دی ہے تو اس کا نکاح اپنی بھاوج سے زمانہ حمل میں بھی درست ہے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد بھی درست ہے لیکن جب زمانہ حمل میں نکاح ہو تو اگر وہ حمل زید ہی کا ہو تب تو زید اپنی بھاوج سے ہمبستری کرسکتا ہے اور اگر وہ حمل کسی دوسرے کا ہے تو بچہ پیدا ہونے سے پہلے پہلے وہ اپنی بھاوج سے ہمبستری نہیں کرسکتا اور اگر پتہ نہ چلے کہ حمل کس کا ہے تو اس صورت میں بھی تا پیدائش حمل ہمبستری سے پرہیز کرنا پڑے گا واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ رحیم الدین احمد رضوی

مسئلہ۔ از محمد اسلام الدین مدرسہ عربیہ انوار العلوم اُسکا بازار ضلع بستی

ایک لڑکی کا نکاح ہوا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ نکاح حالتِ حمل میں ہوا تو ایسی صورت میں وہ نکاح شرعاً ہوا یا نہیں؟ نیز نکاح خواں پر کیا حکم عائد ہوگا؟

الجواب جس لڑکی کا نکاح ہونا حالتِ حمل میں بتایا جاتا ہے اگر وہ لڑکی بوقت نکاح کسی کے نکاح یا عدت میں تھی تو اس کا نکاح جائز نہ ہوا۔ اس صورت میں نکاح خواں اس عقد کے ناجائز ہونے کا اعلان کرے اور جان بوجھ کر ایسا نکاح پڑھایا تو علانیہ توبہ واستغفار کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے۔ اور اگر وہ لڑکی

Marfat.com

بوقتِ نکاح کسی کے نکاح یا عدت میں نہیں تھی تو اگرچہ وہ لڑکی حاملہ تھی اس کا نکاح ہوگیا۔ مگر اس صورت میں جس کے ساتھ نکاح ہوا اگر اسی کا حمل ہے تو وضع حمل سے پہلے اس سے وطی بھی کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا حمل ہے تو بچہ پیدا ہونے سے پہلے شوہر کا اس سے ہمبستری کرنا جائز نہیں ھٰکذا فی الکتب الفقھیۃ۔
وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصّواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۸ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از کلو مقام اُسکا بازار ضلع بستی۔

تجمل حسین نے اپنی بیوی عزیز النساء کو حالتِ حمل میں طلاق دے دی تو عزیز النساء کچھ دنوں میکہ میں رہ کر ایک دوسرے شخص کے پاس چلی گئی۔ وہیں اس کو بچہ پیدا ہوا۔ پھر جب دوسرا حمل ہوا تو اسی شخص مذکور کے ساتھ عزیز النساء نے نکاح کر لیا۔ اب عزیز النساء پھر تجمل حسین کے پاس رہنا چاہتی ہے تو شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا بالدلیل۔

الجواب۔ تجمل حسین نے جو حالت حمل میں عزیز النساء کو طلاق دی وہ واقع ہوگئی اور بچہ پیدا ہونے پر اس کی عدت بھی ختم ہوگئی۔ کما قال اللہ تعالیٰ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (پارہ ۲۸ رکوع ۱۷) لہٰذا ناجائز حمل ہونے کی صورت میں اس نے جو دوسرے شخص سے نکاح کیا وہ صحیح ہوگیا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۶۲ میں ہے فی مجموع النوازل اذا تزوج امرأۃ قد زنیٰ ھو بھا وظھر بھا حمل فالنکاح جائز عند الکل ولہ ان یطأھا عند الکل کذا فی الذخیرۃ۔
لہٰذا اب عزیز النساء دوسرے شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر شوہر اول کے پاس ہرگز نہیں رہ سکتی۔ اگر شوہر ثانی سے طلاق حاصل کئے بغیر تجمل حسین عزیز النساء کو رکھے تو سب مسلمان ان دونوں کا بائیکاٹ کریں۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین (پارہ ہفتم ع ۱۴) ھٰذا ما ظھر لی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از حافظ عبد الوحید سبحانی مدرسہ سبحانیہ فرینده بزرگ۔ سیتارام پور گرنٹ۔ ضلع گونڈہ
ہندہ کی شادی ہوئی رخصتی سے پہلے ہندہ کو شوہر نے طلاق دیدی خلوت صحیحہ نہیں ہے۔ ہندہ اپنے ایک

Marfat.com

رشتہ دار کے یہاں رہنے لگی۔ چار پانچ ماہ کے بعد ہندہ کا تعلق ایک غیر آدمی سے ہوگیا اور ہندہ حاملہ ہوگئی۔ جب گاؤں والوں نے یہ معاملہ دیکھا تو ہندہ سے پوچھا کہ یہ حمل کس کا ہے۔ ہندہ نے پورے گاؤں والوں کے سامنے ایک مولوی صاحب کو بتایا کہ انھیں کا ہے۔ پھر گاؤں والوں نے مولوی صاحب سے پوچھا تو انھوں نے اقرار کرلیا۔ تب گاؤں والوں نے کہا کہ آپ اسی وقت نکاح پڑھوالیں اور یہاں سے لے جائیں۔ فوراً ایک مولوی صاحب نے نکاح پڑھ دیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں نکاح درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہے تو پڑھنے اور پڑھوانے والوں کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ بیّنوا توجروا

الجواب ایسی حاملہ عورت کہ جو کسی کے نکاح اور عدّت میں نہ ہو اس سے نکاح کرنا جائز ہے پھر اگر حمل اسی شخص کا ہو کہ جس سے نکاح ہوا تو وہ بعد نکاح اس سے ہمبستری بھی کرسکتا ہے ورنہ نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۲۶۲ میں ہے فی مجموع النوازل اذا تزوج امرأۃ قد زنیٰ ھو بھا وظھر بھا حبل فالنکاح جائز عند الکل ولہ ان یطأھا عند الکل کذا فی الذخیرۃ۔ اور درمختار مع شامی جلد دوم ص۲۹۱ میں ہے صح النکاح حبلیٰ من زنا لا من غیرہ وان حرم وطؤھا ودواعیہ حتی تضع ولو نکح الزانی حل لہ وطؤھا اتفاقا اھ ملخصا۔ لہٰذا اگر ہندہ بوقت حمل کسی کے نکاح اور عدت میں نہ تھی تو حالت حمل میں مولوی کا اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور جبکہ حمل مذکور مولوی کا بتاتی ہے اور مولوی کو اس کا اقرار بھی ہے تو وہ بعد نکاح اس سے ہمبستری بھی کرسکتا ہے۔ ھذا ما عندی وھو اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۶؍ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از زیارت علی موضع چیتیوا۔ ضلع بستی۔

ایک بیوہ عورت کو عدّت گذرنے کے کئی ماہ بعد ناجائز حمل ہوگیا تو اس حاملہ عورت کا حالت حمل میں نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب عورت مذکور کا حالت حمل میں نکاح کرنا جائز ہے لیکن جس مرد کا ناجائز حمل ہے اگر اسی کے ساتھ نکاح کیا تو وہ حالت حمل میں ہمبستری بھی کرسکتا ہے۔ اور اگر دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کیا تو بچہ پیدا ہونے سے پہلے عورت مذکور کے ساتھ ہمبستری کرنا جائز نہیں ھٰکذا فی الکتب الفقھیۃ۔ وھو

Marfat.com

تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۴ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

مسئلہ۔ از مجید اللہ ساکن رموا پور پوسٹ کپتان گنج۔ ضلع بستی

زید کی بیوی ہندہ کو بکر سے ناجائز تعلق ہو گیا پھر کچھ دنوں کے بعد ہندہ کو حمل ظاہر ہوا تو زید نے ہندہ کو طلاق دے دی اور حالت حمل میں خالد نے بکر کے ساتھ ہندہ کا نکاح پڑھ دیا۔ تو ہندہ پر حالت حمل میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو اس کی عدت کیا ہے؟ اور بکر کے ساتھ حالت حمل میں کیا ہوا نکاح منعقد ہوا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو نکاح خواں کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ہندہ پر حالت حمل میں طلاق واقع ہو گئی۔ اس کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ پارہ ۲۸ سورۂ طلاق میں ہے واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن۔ اور بکر کے ساتھ حالت حمل میں کیا ہوا نکاح ہرگز جائز نہ ہوا۔ نکاح خواں پر علانیہ واستغفار کرنا اور نکاح مذکور کے ناجائز ہونے کا اعلان کرنا لازم ہے۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

مسئلہ۔ از احسان علی سبحانی ڈاکخانہ کوٹ خاص وایا بھنان ضلع بستی

(۱) زید کی بیوی کا جس وقت نکاح ہوا اس وقت اس کے پیٹ میں بچہ تھا اور جس سے نکاح ہوا اسی کا تھا تو نکاح ہوا یا نہیں؟ اور شوہر کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک عورت دو مرد رکھ سکتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی عورت ایسا کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) زید کی بیوی سے اس کے بھائی نے ہمبستری کی تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب (۱) عورت مذکورہ کا جس وقت نکاح ہوا اگر اس وقت وہ کسی کے نکاح یا عدت میں نہیں تھی تو اس کا نکاح ہو گیا اگرچہ اس کے پیٹ میں بچہ تھا پھر اگر نکاح اسی شخص سے ہوا کہ جس کا حمل تھا تو وہ بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس عورت سے ہمبستری کر سکتا ہے ورنہ نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص ۲۶۲ میں ہے قال ابو حنیفة ومحمد رحمهما الله تعالیٰ یجوز ان یتزوج امرأة

Marfat.com

حاملاً من الزّنا ولا یطأھا حتی تضع وقال ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ لا یصح والفتویٰ علیٰ قولھما کذا فی المحیط وفی مجموع النوازل اذا تزوج امرأۃ قد زنیٰ ھو بھا وظھر بھا حبل فالنکاح جائز عند الکل ولہ ان یطأھا عند الکل کذا فی الذخیرۃ اھ ملخصاً عورت اور مرد دونوں اپنے گناہوں کے سبب علانیہ توبہ واستغفار کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) ایک عورت کا دو مرد کو رکھنا حرام حرام اشد حرام۔ اگر کوئی عورت ایسا کرے تو سب مسلمان اس عورت اور ان دو مردوں کا بائیکاٹ کریں۔ قال تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین ط (پ۷ ع ۱۴) وھو تعالیٰ اعلم

(۳) زید کی بیوی سے اگر واقعی اس کے بھائی نے ہمبستری کی ہے تو حکومت اسلامیہ ہونے کی صورت میں انھیں سخت سزا دی جاتی۔ موجودہ حال میں یہ حکم ہے کہ ان دونوں کو علانیہ توبہ واستغفار کرایا جائے اور نماز کو پابندی کے ساتھ پڑھنے کی تاکید کی جائے۔ اور قرآن خوانی ومیلاد شریف کرنے اور غربا ومساکین کو کھانا کھلانے کی تلقین کی جائے کہ یہ چیزیں قبول توبہ میں معاون ہونگی قال اللہ تعالیٰ ومن تاب وعمل صالحاً فانہ یتوب الی اللہ متاباً (پ۱۹ ع ۴) وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۸؍ ذی القعدہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد حوصل خاں موضع برگدوا رام سہائے پوسٹ پورندر پور ضلع گورکھپور

زید کی بیوی کے دو بچے تھے زید نے ہندہ کو بغیر طلاق دئے اس کے میکے میں پانچ سال تک چھوڑ دیا اور کہا کہ ہم ایک بار اٹھارہ سو روپیہ لیں گے تو طلاق دیں گے اب جبکہ ہندہ رقم مذکور کے ادا کرنے پر قادر نہیں تھی تو بغیر شوہر اوّل سے طلاق حاصل کئے اس نے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر لیا تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ کا عقد شوہر ثانی سے درست ہے یا نہیں اور اگر شوہر ثانی سے اس کا عقد درست نہیں ہے تو اس کا گذر اوقات کیسے ہو؟

الجواب شوہر اول سے طلاق حاصل کئے بغیر دوسرے شخص سے نکاح ہرگز جائز نہ ہوا۔ جس نے نکاح پڑھایا ہے اس پر لازم ہے کہ اس نکاح کے ناجائز ہونے کا اعلان عام کرے، علانیہ توبہ واستغفار کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے اور اگر ان دونوں نے آپس میں میاں بیوی جیسا تعلق رکھا تو وہ سخت گنہگار مستحق

Marfat.com

عذاب نار ہوئے۔ ان دونوں پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور علانیہ توبہ و استغفار کریں اگر وہ لوگ ایسا نہ کریں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی سخت گنہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ و اما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین (پ ۷ ع ۱۴) جس طرح بھی ہو سکے ہندہ شوہر اول سے طلاق حاصل کرے اس کے بعد عدت گذار کر کسی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر وہ طلاق نہیں دیتا تو گاؤں کی پنچائت اور مقامی حکام کے دباؤ سے جس طرح بھی ہو سکے طلاق حاصل کرے۔ اگر بغیر روپیہ کے طلاق نہ دے اور عورت روپیہ کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تو جو شخص اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہے وہ روپیہ ادا کرے۔ بہر حال شوہر ثانی سے اس وقت تک نکاح نہیں ہو سکتا جب تک کہ شوہر اول طلاق نہ دے یا مر نہ جائے۔ رہا سوال اس عورت کے گذر اوقات کا تو اگر اس کا شوہر لنج ہو جاتا یا کسی دوسرے مرض میں ایسا گرفتار ہو جاتا کہ عورت کا نان و نفقہ وغیرہ نہ ادا کر پاتا تو اس صورت میں عورت جو کرتی وہی طلاق نہ دینے کی صورت میں بدرجۂ مجبوری کرے محنت و مزدوری کر کے گذر اوقات کرے اور اللہ واحد قہار کے عذاب سے ڈرے اور حرام کاری سے باز آئے۔ وھو تعالیٰ و رسولہ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ از حافظ شہاب الدین صاحب موضع پٹھان جوت پوسٹ مہراج گنج۔ گونڈہ

زید نے ہندہ منکوحہ کا نکاح بغیر طلاق کے خالد کے ساتھ کر دیا اور نکاح مذکور پر اکتفا کر لیا۔ حالانکہ ہندہ کے شوہر اول نے ابھی تک طلاق نہیں دی ہے۔ ایسی صورت میں زید قاضی اور ہندہ کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟

الجواب ہندہ منکوحہ کا عقد جو خالد کے ساتھ بغیر طلاق کیا گیا وہ حرام حرام اشد حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ والمحصنٰت من النساء یعنی شوہر والی عورتیں حرام ہیں (پ ۵ ع ۱) لہٰذا ہندہ اور خالد پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں۔ اور زید قاضی نکاح مذکور کے ناجائز ہونے کا اعلان عام کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے اور یہ سب علانیہ توبہ و استغفار کریں۔ اگر یہ لوگ ایسا نہ کریں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین (پ ۷ ع ۱۴) وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

Marfat.com

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از محمد حنیف۔ لہرا بازار گورکھپور۔

بکر کی بیوی سلمہ عرصہ تین سال سے میکے میں بیٹھی ہے۔ بکر سلمہ کو اپنے یہاں لے جانا نہیں چاہتا ہے اور طلاق بھی نہیں دے رہا ہے۔ والدین سلمہ کے نان ونفقہ کے کفیل نہیں بن سکتے۔ لہٰذا ایسی صورت میں سلمہ دوسرا عقد کرسکتی ہے یا نہیں؟ شریعت کے رُو سے آگاہ فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

الجواب بکر اگر سلمہ کو پریشان کرنا چاہتا ہے نہ اسے طلاق دیتا ہے اور نہ لے جاتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے طلاق دینے یا لے جانے پر مجبور کریں۔ اگر وہ نہ مانے اور کوئی وجہ معقول بھی نہ بیان کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ اور سلمہ بہر صورت طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح ہرگز نہیں کرسکتی۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از شعبان علی گورڈیہہ بازار ضلع بستی۔

ہندہ کا عقد بکر سے ہوا اور ایک عرصہ تک ہندہ بکر کے ساتھ رہی اس کے بعد بکر نے ہندہ کو طلاق دے دی۔ بکر کے طلاق دینے کے بعد عدت گزرنے سے پہلے ہندہ سے زید نے نکاح کر لیا چند ماہ ہندہ زید کے پاس رہی۔ پھر ہندہ بغیر زید کے طلاق دئے ہوئے ایک کافر غیر مسلم کے یہاں جاکر رہنے لگی تقریباً ۱۵ یوم اس کافر کے ساتھ رہنے کے بعد اب ایک مسلمان کے یہاں آگئی ہے۔ اور ہندہ نے اس کافر کے یہاں کوئی کفری کام نہیں کیا ہے۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہندہ کا نکاح اس مسلمان سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب اگر زید نے یہ جانتے ہوئے کہ ہندہ ابھی عدّت میں ہے اس سے نکاح کیا تو وہ عقد باطل ہے لہٰذا اس صورت میں بکر کے طلاق دینے کے بعد سے اگر ہندہ کو تین حیض آگئے یا حمل تھا اور بچہ پیدا ہوگیا تو اب مسلمان مذکور سے اس کا نکاح جائز ہے اور اگر لاعلمی میں زید نے عدت گزرنے سے پہلے ہندہ سے نکاح کیا تو عقد فاسد ہوا۔ اس صورت میں اگر زید نے عقد کے بعد اس سے ہمبستری کی تو جس روز وہ زید سے الگ ہوئی اس وقت سے عدّت گزرنے کے بعد مسلمان مذکور سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے کہ نکاح فاسد کے لئے بھی تفریق

Marfat.com

یا متارکہ کے بعد عدت لازم ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم ص۵۱۳ پر نکاح فاسد کے احکام میں ہے۔ تجب العدۃ بعد الوطئ لا الخلوۃ من وقت التفریق او متارکۃ الخ وج اھ ملخصًا۔ اور ہندہ سخت گنہگار ہے اس کو بہر حال علانیہ توبہ و استغفار کرایا جائے۔ پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید کی جائے۔ اور قرآن خوانی و میلاد شریف کرنے غربا و مساکین کو کھانا کھلانے اور مسجد میں لوٹا چٹائی رکھنے کی تلقین کی جائے۔ قال اللہ تعالیٰ و من تاب و عمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا (پ۱۹ ع۴) وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسئلہ۔ از محمد سلیم موضع بکسر پوسٹ نگر بازار ضلع بستی

زید نے ہندہ کو بغیر نکاح کے بیوی بنا کر رکھ لیا ہے جس کو تقریباً تیس ۳۰ سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ ہندہ کا شوہر بکر زمانہ تک بمبئی غائب رہا عرصہ کے بعد جب گھر آیا تو زید نے بکر سے کہا کہ تم مجھ سے روپیہ پیسہ لے کر ہندہ کو طلاق دے دو تا کہ عدت گزر جانے کے بعد میں نکاح کر لوں۔ ویسے میں نے بڑا پاپ کیا بہت جرم کیا۔ سات اولادیں ہوئیں مگر اب خدا معاف کرے وہ عورت ہندہ جب تمہارے لائق نہیں ہے تو تم اس کو آزاد کر دو۔ مجھے اور اسے دونوں کو گناہ سے بچا لو جو روپیہ کہو میں دیدوں برادری نے مجھے آج تیس ۳۰ سال سے آزاد کر رکھا ہے میرے بچوں کی شادیاں نہیں ہو پا رہی ہیں سارے پیغامات جو آتے ہیں یہ سن کر فوری واپس ہو جاتے ہیں کہ زید برادری سے خارج ہے۔ بکر نے ۸۰۰ سو روپیہ طلب کیا زید نے فوراً پیش کر دیا بکر نے روپیہ صحیح لینے کا اور طلاق دینے کا وعدہ کیا۔ اور بغیر طلاق دئے ہوئے پھر بمبئی بھاگ گیا۔ اب بکر کا پتہ نہیں۔ ایسی صورت میں زید کہتا ہے کہ ہم کسی بھی طرح طلاق حاصل کریں گے جب بھی بکر مل جائے گا۔ مگر بر وقت میرے بچوں کی شادیاں درپیش ہیں۔ وقتی طور پر پنچایت یعنی برادری کے لوگ میرے بچوں کی شادیوں میں شریک ہو جائیں۔ آگے پیچھے جب بھی بکر آ گیا کسی بھی طرح ہم طلاق لیں گے اور عدت گزر جانے کے بعد نکاح کر کے صحیح کریں گے۔ اگر مجرم ہوں تو میں ہوں مرے بچے بے قصور ہیں۔ برادری نے جواب دیا کہ یہ صحیح ہے کہ تمہارے بچے بے قصور ہیں اگر ہم لوگ شریک ہوں اور تمہارا کام نکلوا دیں۔ تم بعد میں اس معاملہ کو حل کر لینا۔ مگر ہم پر کوئی جرم عائد نہ ہو ہم گنہگار نہ ہوں تو تمہارے بچوں کے کام میں شریک ہو جائیں گے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ سرکار کوئی ایسا راستہ

Marfat.com

نکال دیں کہ بے قصور بچوں کی شادیاں ہوجائیں جب تک برادری کے لوگ شامل نہ ہوں گے اس وقت تک شادیاں نہ ہوں گی۔ لہٰذا برادری کی شرکت کا کوئی راستہ نکل جاتا اور بغیر جرم کے تو برادری شرکت کرکے زید کے بچوں کی شادیاں کرادے۔

الجواب: عورت اس کی بیوی ہے نہ لڑکے اس کی اولاد۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ لہٰذا شخص مذکوران سب کو اپنے گھر سے نکال دے ان سے کوئی تعلق نہ رکھے۔ اور بمبئی جاکر اس کے شوہر سے ملاقات کرے۔ اگر وہ اپنی بیوی کو نہ رکھنا چاہے تو اس سے سفارش، دھمکی، پیسہ وغیرہ دے کر یا زبردستی جس طرح بھی ہوسکے طلاق حاصل کرے پھر بعد عدت اس سے نکاح کرے۔ اور برسہا برس جو حرام کاریاں کی ہیں۔ العیاذ باللہ ان سے علانیہ توبہ واستغفار کرے۔ نماز کی پابندی کا عہد کرے اور میلاد شریف وقرآن خوانی کرے، غرباء ومساکین کو کھانا کھلائے اور مسجد میں لوٹا وچٹائی رکھے کہ یہ چیزیں قبول میں معاون ہوں گی۔ قال اللہ تعالیٰ ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا (پ ۱۹ ع ۴) عورت کو گھر سے نکالنے اور توبہ کرنے کے بعد مسلمان اس کے ساتھ کھانا پینا جاری کریں۔ اگر وہ شخص شرعی طور پر نکاح کے بغیر اس عورت کو رکھے تو سب مسلمان اس سے دور رہیں اس کے کسی کام میں شریک نہ ہوں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین (پ ۷ ع ۱۴) وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۵ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از عبدالغنی موضع ہتھیوا ضلع گورکھپور

ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی اور ہندہ اپنے شوہر زید کے گھر گئی یہاں تک کہ ہندہ اپنے شوہر زید کے ساتھ تقریباً تین یا چار ماہ تک رہی بعد اس کے ہندہ اپنے شوہر زید سے ناراض ہو کر اپنے میکے میں چلی گئی اور اپنے میکے میں تقریباً ایک سال تک رہی بعد اس کے ہندہ کا باپ یعنی خالد اپنی بیٹی ہندہ کا بغیر طلاق لئے ہوئے ہندہ کو دوسرے لڑکے یعنی بکر کے سپرد کر دیا اور خالد نے بکر سے یہ بھی کہہ دیا کہ اب میں ہندہ کو زید کے گھر کبھی نہیں بھیجوں گا۔ ہندہ اب تمہاری ہے اور اب تم زید سے ہندہ کا طلاق لے لو۔ لہٰذا بکر نے ہندہ کا طلاق زید سے لے لیا اور بکر نے زید کو کچھ روپے وغیرہ بھی دئے۔ بعد طلاق کے ہندہ بکر ہی گھر اسی کے

Marfat.com

ساتھ اٹھتی بیٹھتی اور رہتی ہے۔ اور ہندہ کا طلاق لئے ہوئے تقریباً چار ماہ سے زائد ہوگیا اور یہ بھی تصدیق ہے کہ ہندہ کو چار حیض بھی آچکا۔ اب بکر کہتا ہے حامد سے کہ اے حامد! تم ہمارا نکاح ہندہ کے ساتھ پڑھا دو اور ہندہ بھی کہتی ہے کہ ہاں ہمارا نکاح بکر سے پڑھا دو اور ابھی تک ہندہ بکر ہی کے ساتھ ہے جب سے طلاق حاصل کی گئی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں حضرت مفتی صاحب قبلہ واضح فرما دیں کہ کیا ہندہ کا نکاح بکر سے فی الوقت صحیح ہوگا اور اس کا نکاح بکر کے ساتھ پڑھا دیا جائے؟ تحریر فرمائیں۔

الجواب: زید نے اگر واقعی ہندہ کو طلاق دی ہے اور بعد طلاق اسے چار حیض بھی آگئے ہیں تو اس صورت میں ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (پ۲ ع۱۲) اور خالد نے جو اپنی لڑکی ہندہ کو بکر ساتھ بغیر طلاق کے کر دیا اور بکر نے بغیر نکاح ہندہ کو اپنے ساتھ رکھا تو یہ سب سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوئے۔ ان تینوں کو علانیہ توبہ و استغفار کرایا جائے۔ نماز پڑھنے کی تاکید کی جائے۔ اور قرآن خوانی و میلاد شریف کرنے، غربا و مساکین کو کھانا کھلانے اور مسجد میں لوٹا و چٹائی رکھنے کی تلقین کی جائے کہ یہ چیزیں قبول توبہ میں معاون ہوں گی۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی
۲۹؍ ذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: مرسلہ مولوی پیر محمد مدرسہ مسعود العلوم روضہ شریف ضلع گونڈہ

زید نے ہندہ کو بغیر نکاح کے اپنی بیوی بنا لیا عرصہ ڈھائی سال ہوگیا۔ زید اور ہندہ کے ناجائز تعلق سے ایک بچہ بھی پیدا ہوا۔ اب زید ہندہ کو بمبئی سے اپنے ہمراہ اپنے گھر لے آیا ہے۔ زید اور ہندہ دونوں اپنے فعل قبیح پر نادم ہیں، توبہ و استغفار کر رہے ہیں، دونوں ناجائز تعلق ختم کر کے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اب اس کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب: زید کے ساتھ رہنے سے پہلے اگر ہندہ کا نکاح کسی دوسرے کے ساتھ ہوا تھا اور ابھی تک یہ اس کے نکاح میں ہے تو اس صورت میں ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ نہیں ہو سکتا ورنہ ہو سکتا ہے۔ مگر اس سلسلے میں زید و ہندہ کا بیان ہرگز معتبر نہ ہوگا اس لئے کہ جو اتنے جری ہیں کہ بغیر نکاح کئی سال سے میاں بیوی کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں یہاں تک کہ بچہ بھی پیدا ہوگیا تو ایسے عورت و مرد بڑے سے بڑا جھوٹ بھی بول سکتے ہیں۔ اور ڈھائی سال تک بلا نکاح بمبئی میں رہنے سے ظاہر یہی ہے کہ وہ کسی کے نکاح میں ہے ورنہ

Marfat.com

کیا وجہ ہے کہ اتنے زمانہ تک بمبئی میں رہنے کے باوجود وہاں نکاح کرنے کی بجائے یہاں لاکر کرنا چاہتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایسی عورت کے بارے میں تاوقتیکہ تحقیق نہ ہوجائے کہ وہ کسی کے نکاح میں نہیں ہے زید کے ساتھ اس کے نکاح کے جواز کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ ھٰذا ماظھر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالٰی ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۷ر صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسئلہ۔ از محمد یعقوب خاں پڑولی ضلع گورکھپور

ایک شخص نے اپنی شادی شدہ لڑکی کو بغیر طلاق حاصل کئے دوسرے کے ساتھ کردیا۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب معاذ اللہ رب العٰلمین شادی شدہ لڑکی کو طلاق حاصل کئے بغیر دوسرے کے ساتھ کرنا لڑکی کو حرام کاری کے لئے دینا ہے جو حرام سخت حرام ہے شخص مذکور پر واجب ہے کہ اس لڑکی کو واپس لائے اور علانیہ توبہ واستغفار کرے۔ پھر اگر چاہے تو اس کے شوہر سے طلاق حاصل کرے اور عدّت گزر جانے کے بعد جہاں چاہے شادی کردے اور یا تو لڑکی کو اس کے شوہر کے ساتھ کردے۔ شخص مذکور اگر اپنی لڑکی کو غیر مرد کے یہاں سے واپس نہ لائے اور توبہ نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالٰی ورسولہ

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از آس محمد مقام و پوسٹ شنکرپور ضلع بستی

ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی تھی۔ زید کا انتقال ہوگیا۔ ہندہ نے دوسری شادی کرلی۔ پھر ہندہ نے بغیر طلاق لئے ہوئے تیسری شادی کرلی کسی نے اس کا نکاح پڑھ دیا ایسی صورت میں اس کا نکاح ہوا یا نہیں؟ نکاح خواں کے لئے کیا حکم ہے؟ اور ہندہ نے جس کے ساتھ شادی کی ہے اس کے گھر کھانا پینا اس سے میل جول اور رسم وراہ اختیار کرنا کیسا ہے؟

الجواب ہندہ نے اگر دوسرے شوہر کی موت یا طلاق کے بغیر تیسری شادی کی ہے تو وہ نکاح صحیح

Marfat.com

نہ ہوا۔ نکاح خواں پر لازم ہے کہ اس عقد کے ناجائز ہونے کا اعلان عام کرے، علانیہ توبہ و استغفار کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ اور ہندہ نے جس کے ساتھ تیسری شادی کی ہے تاوقتیکہ وہ ہندہ کو اپنے گھر سے نکال کر لوگوں کے سامنے توبہ و استغفار نہ کرے اس کے گھر کھانا پینا اور اس سے میل جول رکھنا جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین (پ ۷ ع ۱۴) وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۷ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

مسئلہ ۔ از محمد ابراہیم ۱۰۲/۶۲ چوڑی محلہ کرنیل گنج کانپور

زید پاکستانی باشندہ ہے اس نے ہندوستان میں آکر ہندہ سے عقد کیا۔ بعد عقد جب وہ پاکستان جانے لگا تو اس نے ہندہ کے گھر والوں سے وعدہ کیا کہ ایک سال کے بعد ہندہ کو اپنے ہمراہ لے جائے گا۔ لیکن عرصہ تقریباً چار سال ہوا زید اپنی بیوی ہندہ کو رخصت کرانے نہیں آیا۔ معلوم ہوا کہ زید نے پاکستان پہنچنے کے چار ماہ بعد دوسرا عقد کر لیا اور ہندہ سے پہلے بھی تین عورتوں سے عقد کر چکا تھا اور ان عورتوں کو طلاق بھی دیتا رہا۔ اس وقت ہندہ کی عمر ۲۲ سال ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا ہندہ اپنا عقد فسخ کرکے دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟ اور اگر ہندہ کو عقد فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے تو پھر اس کے دوسرا عقد کرنے کی کیا صورت ہے؟ غیر ملک میں قانونی چارہ جوئی بھی نہیں ہو سکتی۔ جواب عطا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب ہندہ کو غیر ملکی کے ساتھ عقد نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اور اگر کیا تھا تو اس سے اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا اختیار لے لینا چاہئے تھا۔ یا جب وہ پاکستان جانے لگا تھا تو اس سے دو معتبر گواہوں کے ساتھ اس قسم کی تحریر لے لینی چاہئے تھی کہ اگر میں ڈیڑھ سال کے اندر اپنی بیوی ہندہ کو لینے کے لئے نہ آؤں تو اسے طلاق۔ اس طرح معاملہ آسان ہو جاتا۔ صورت مسئولہ میں ہندہ کو اپنے عقد کے فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ بیدہ عقدۃ النکاح (پ ۲ ع ۱۵) اور حدیث شریف میں ہے الطلاق لمن اخذ بالساق ۔ ہندہ کسی طرح پاکستان اپنے شوہر کے پاس چلی جائے۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ہندہ کے گھر والے پاکستان جا کر یا خط کے ذریعہ اس سے طلاق حاصل کریں کہ اس کے بغیر شوہر کی موت سے پہلے ہندہ کا دوسرا نکاح ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

Marfat.com

عزّ اسمہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۹ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ ازمنگرے میاں ساکن پکھربھنڈا عرف بندہوا پوسٹ آفس جار اضلع گورکھپور

زید کی بیوی ھندہ رخصت ہوکر میکے سے سسرال آئی زید کے یہاں میاں بیوی میں جھگڑا ہوا زید نے اپنی بیوی ھندہ کو اپنے مکان سے نکال دیا وہ میکہ میں آئی قریب قریب سال بھر رہی اس ایک سال کے عرصہ میں ہندہ اپنے شوہر زید کے یہاں بار بار گئی مگر زید نے اپنے مکان سے نکال ہی دیا اس کو رکھنے پر راضی نہ ہوا۔ ہندہ کے میکہ میں ذریعہ معاش کا کوئی انتظام نہ رہا ہندہ محنت مزدوری کرکے اپنی زندگی کا گزارہ کرنے لگی کچھ دنوں کے بعد وہ ناجائز تعلق کرکے بکر کے یہاں چلی گئی قریب نو سال کے رہی اس عرصہ میں دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ حسن اتفاق کچھ لوگ بکر کے یہاں گئے اور بکر سے کہا کہ تم ناجائز کر رہے ہو اس لئے تمہارے ساتھ کھانا پینا کوئی نہیں کھائے گا۔ اس کے بعد ہندہ کو لوگوں نے سمجھایا کہ جب تک اپنے شوہر زید سے تم طلاق نہیں لوگی اس وقت تک تم بکر کے یہاں نہیں رہ سکتی ہو۔ ایسی صورت میں ہندہ وہاں سے اپنے میکہ میں آئی میکہ والوں نے اسے اپنے گھر سے نکال دیا ہندہ کیا کرے اندیشہ ہے کہ وہ پھر ناجائز کام کرنہ بیٹھے لکھنے کا حاصل یہ ہے کہ زید نہ تو طلاق دے رہا ہے نہ تو رکھنے پر راضی ہے اور کہتا ہے کہ زندگی بھر نہ طلاق دوں گا ایسی صورت میں ہندہ کیا کرے۔ دو بچے جو ناجائز پیدا ہوئے وہ بھی ہندہ کے ساتھ میں ہیں اپنی زندگی گزارے کہ بچوں کی اس کا وارث کوئی نہیں ہو رہا ہے۔ ازراہِ کرم شرع میں اس کا کیا حکم ہے ایسی حالت میں ہندہ اپنی دوسری شادی یعنی عقد کرسکتی ہے کہ نہیں جواب جلد عنایت فرماکر اس جھگڑے کو دور فرمائیں۔

الجواب گاؤں کی پنچایت یا حکام وغیرہ کے دباؤ سے جس طرح بھی ہوسکے ہندہ زید سے طلاق حاصل کرے بغیر طلاق دوسرے سے نکاح ہرگز ہرگز جائز نہ ہوگا اور زید پر لازم ہے کہ وہ ھندہ کو رکھے یا اسے طلاق دے۔ ھٰذا ماعندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمٗ

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۳ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

Marfat.com

مسئلہ۔ از محمد ضمیر اوراں تال ضلع بستی۔

زید نے ہندہ سے نکاح کیا یہاں تک کہ اس کے ایک بچہ بھی پیدا ہوا۔ بعدہٗ بکر نے اسے رکھ لیا حال یہ ہے کہ بکر کے یہاں اس کے تین بچّے پیدا ہوئے اور زید نے ابھی طلاق نہیں دی تو بکر کے یہاں جو بچّے پیدا ہوئے ان سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بکر کے یہاں جو بچے پیدا ہوئے ان سے نکاح کرنا جائز ہے۔ البتہ بکر و ہندہ پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہوجائیں اور تا وقتیکہ زید سے طلاق حاصل کرکے یا اس کی موت کے بعد عدت گزار کر جائز طریقہ سے نکاح نہ کرلیں آپس میں میاں بیوی کا تعلق ہرگز نہ قائم کریں۔ اگر وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ ھٰذا ما عندی وھو اعلم بالصّواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۴؍ ذوالقعدہ ۱۳۸۱ھ

مسئلہ۔ از محمد اسحٰق گورکھپور

ہندہ اپنے شوہر زید کے یہاں سے بکر کے ساتھ چلی گئی اور اس کے یہاں چار یا چھ مہینہ تھی پھر زید کے یہاں واپس آئی۔ پھر بھاگ گئی بعدہٗ پھر آنا چاہتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید اسے رکھنے سے گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب زید اپنی بیوی ہندہ کو توبہ کرانے کے بعد اگر پھر رکھ لے تو اس پر شرعاً کوئی گناہ نہ ہوگا واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۳؍ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ

مسئلہ۔ از احسان علی سبحانی موضع پرسا ڈاکخانہ کوٹ خاص ضلع گونڈہ

زید نے ایک عورت خریدا وہ عورت بدیسی ہے۔ یعنی دوسرے ملک کی ہے اس کے ساتھ ایک بچہ بھی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میرا شوہر مرگیا اور میں مسلمان ہوں اس نے اپنا نکاح کرنا چاہا تو نکاح خواں کے دریافت پر اس نے کہا کہ میں قسم کھاتی ہوں اپنے بچے کی اور اللہ و رسول کی۔ کہ میرا شوہر مرگیا لہٰذا اس کے قسم

Marfat.com

کھلانے پر نکاح خواں نے نکاح پڑھ دیا۔ تو وہ نکاح درست ہوایا نہیں؟ اور پڑھانے والے پر کیا حکم ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب آجکل بہت سی عورتوں کو لوگ دوسرے صوبوں اور ملکوں سے لاتے ہیں۔ اور روپیہ لے کر کسی شخص کے سپرد کر دیتے ہیں۔ وہ بغیر نکاح یا نکاح کے ساتھ اس عورت کو اپنی بیوی لیتا ہے۔ پھر اس قسم کی عورتیں عموماً بھاگ کر کسی دوسرے شخص کے گھر پہونچ جاتی ہیں پھر وہ شخص عورت کے جھوٹ، سچ بیان کے مطابق یا تو اسے اپنی بیوی بنا لیتا ہے یا پیسہ لیکر دوسرے کے سپرد کر دیتا ہے۔ پھر وہاں سے بھی اس قسم کی عورتیں فرار ہو جاتی ہیں۔ اور ایسے ہی متعدد مقامات پر نکاح کرتی اور بھاگتی رہتی ہیں۔ لہٰذا تا وقتیکہ یقینی طور پر نہ معلوم ہو جائے کہ عورت کسی کے نکاح اور عدت میں نہیں ہے۔ صرف عورت کے بیان اور اس کی قسم پر اس طرح عورتوں کے ساتھ نکاح کے جواز کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ نکاح خواں پر لازم ہے کہ نکاح مذکور کے غلط ہونے کا اعلان عام کرے اور اس کا نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ اور جس نے اس عورت کے ساتھ نکاح کیا ہے فوراً اس کو اپنے سے الگ کر دے اور ہرگز ہرگز اس کے ساتھ میاں بیوی جیسا تعلق نہ قائم کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا بھی بائیکاٹ کریں وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۴؍ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از حاجی ولی محمد خاں شنکر پور ضلع بستی

زید بمبئی چلا گیا اس کی بیوی ہندہ اس کے گھر کچھ دن رہی جب زید نے خرچہ وغیرہ نہیں بھیجا تو ہندہ بکر کے گھر چلی گئی جو غیر محرم تھا لیکن جب زید بمبئی سے آیا تو ہندہ اپنے شوہر یعنی زید کے پاس چلی آئی تو وہ دونوں رہنے لگے لیکن پھر جب زید بمبئی چلا گیا تو ہندہ پھر بکر کے پاس چلی گئی ایسے تین مرتبہ ہوا یعنی جب زید بمبئی سے آتا تو وہ زید کے پاس آجاتی۔ تیسری یا چوتھی بار بکر نے ہندہ سے نکاح پڑھا لیا تو اس کے بعد بمبئی سے طلاق ایک خط میں آیا کئی دن گذر جانے کے بعد تو گاؤں والے اور اس کے گھر والے ان دونوں پر بڑی سختی کرتے ہیں اور نکاح خواں و گواہان پر سختیاں کرنے کو کہتے ہیں تو دریافت طلب یہ امور ہیں۔

۱۔ ہندہ جو دونوں شوہروں پر رہتی تھی اس کے لئے کیا حکم ہے؟

Marfat.com

۲۔ ھندہ کا نکاح قبل طلاق ہوا کہ نہیں؟

۳۔ وہ طلاق جو نکاح کے بعد خط کے ذریعہ آیا وہ معتبر ہوگا یا نہیں ؟

۴۔ گاؤں والوں اور گھر والوں کو بکر، ہندہ، نکاح خواں اور گواہان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے ؟

۵۔ اب بکر کا ہندہ کے ساتھ نکاح پڑھانے کی کیا صورت ہوگی؟

بالتفصیل جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر کیا جائے تاکہ صحیح طور پر شریعت پر چلنے کا راستہ معلوم ہو جائے۔

الجواب (۱) بکر غیر محرم کے ساتھ رہنے کے سبب ہندہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) ہندہ کا نکاح جو قبل طلاق بکر کے ساتھ کیا گیا وہ ہرگز ہرگز منعقد نہ ہوا۔

(۳) اگر واقعی وہ خط ھندہ کے شوہر زید نے لکھ کر بھیجا ہے یا دوسرے سے لکھا کر روانہ کیا ہے تو اس کی بیوی ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۴) گاؤں والوں پر لازم ہے کہ ھندہ کو فوراً بکر سے الگ کر دیں اور ہرگز ہرگز ان دونوں کو آپس میں میاں بیوی کا تعلق نہ قائم کرنے دیں اور دونوں کو علانیہ توبہ واستغفار کرائیں تا وقتیکہ وہ دونوں ایسا نہ کریں مسلمان ان کا بائیکاٹ جاری رکھیں۔ اور جان بوجھ کر نکاح پڑھانے والے نیز گواہان پر علانیہ توبہ واستغفار کرنا لازم ہے اور نکاح خواں کو چاہیئے کہ وہ نکاحانہ پیسہ بھی واپس کر دے اور نکاح مذکور کے باطل ہونے کا اعلان عام کرے اگر وہ ایسا نہ کریں تو سب مسلمان ان کا بھی بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

(۵) ہندہ بکر سے الگ ہو کر عدت گزارے۔ اگر طلاق کے وقت وہ حاملہ تھی تو بچہ پیدا ہونے پر عدت ختم ہوگی جیسا کہ پارہ ۲۸، سورۂ طلاق میں ہے واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔ اور اگر بوقت طلاق وہ حاملہ نہ تھی تو اس کی عدت تین حیض ہے خواہ تین حیض تین ماہ یا تین سال یا اس سے زیادہ میں آئیں جیسا کہ پارۂ دوم میں ہے والمطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء۔ اور اگر بعد طلاق تین حیض آنے سے پہلے اسے حمل ظاہر ہوا تو اس صورت میں بھی اس کی عدت وضع حمل ہے۔ عدت گزارنے کے بعد بکر یا جس سنی صحیح العقیدہ سے چاہے نکاح کر سکتی ہے

Marfat.com

وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۳ ر رجب المرجب ۱۳۹۶ھ

مسئلہ۔ از منشی رضا موضع گوراڈانڈ ضلع پرتاب گڈھ۔

زید اپنی لڑکی کو عمرو کے یہاں نکاح کیا تھا کچھ دن اپنے گھر آئی گئی بعد میں کچھ دن زید اپنی لڑکی کو دوسری جگہ یعنی اختر کے یہاں بلا طلاق کے بھیج دیا اب وہیں اختر کے یہاں موجود ہے لہٰذا ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب زید پر لازم ہے کہ اختر کے یہاں سے اپنی لڑکی واپس لائے اور زید، اس کی لڑکی نیز اختر اور ہر وہ شخص جو ناجائز طریقے سے لڑکی بھیجنے پر راضی تھا سب علانیہ توبہ واستغفار کریں اگر یہ سب ایسا نہ کریں تو مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ زید کو چاہئے کہ اپنی لڑکی عمرو کے یہاں بھیجے اور اگر کسی معقول وجہ سے عمرو کے یہاں نہ بھیجنا چاہے تو کسی طرح سے طلاق حاصل کرے پھر بعد عدت اختر یا کسی دوسرے سنی صحیح العقیدہ سے نکاح کرے۔ بغیر طلاق دوسرے کے یہاں بھیجنا لڑکی کو (معاذاللہ) زنا کرانے کے لئے سپرد کرنا ہے جو حرام، حرام، سخت حرام ہے۔ زید اللہ واحد قہار کے عذاب سے ڈرے، حرام کاری کو بند کرے، دل سے توبہ کرے اور آئندہ ہرگز ہرگز حرام کا اقدام نہ کرے۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۳ ر رجب المرجب ۱۳۹۶ھ

مسئلہ ۔ از محمد صابر کوآپریٹیو سپروائزر کالپی محلہ ٹرننگنج ضلع جالون۔

ایک شخص نے ایک ایسی عورت کو اپنے گھر رکھ لیا جس کا شوہر موجود ہے اور اس نے اس کو طلاق بھی نہیں دی ہے شخص مذکور نے اس عورت کو بطور بیوی رکھا اور کلی طور سے بیوی کے حقوق دیدئے اور عرصہ قریب آٹھ سال ہوگئے اور اس کے اولادیں بھی پیدا ہوئیں اور اسکا شوہر اول اب بھی موجود ہے اس کے بارے میں شریعت مطہرہ کا ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔ تفصیل کے واسطے نمبروار سوال تحریر ہے امید کہ آپ اپنا قیمتی وقت صرف کرکے مفصل جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں نمبروار عنایت فرمائیے تاکہ برادری کی کشمکش دور کی جاسکے۔

Marfat.com

۱۔ کیا ایسے مرد وعورت سے سلام کلام ملنا جلنا جائز ہے ؟
۲۔ کیا ان لوگوں کو برادری سے خارج نہ کیا جائے اور ان سے ترک موالات نہ کیا جاوے ؟
۳۔ ایسے لوگوں کو اپنے یہاں تقاریب کے موقعوں پر بلانا اور خود ان کی تقاریب میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں ؟
۴۔ جو لوگ ایسے لوگوں سے خلع ملع رکھیں اور ملیں اور ان سے نہ کوئی اجتناب کریں اور نہ ان کی غلطی کو شرع کے خلاف سمجھیں ان کے متعلق کیا شرعی حکم ہے ؟
۵۔ اگر یہ لوگ برادری کے غریب طبقہ کو اپنے اثر اور تمول سے اپنا ہم خیال بنائیں ایسے لوگوں کی مدد اعانت کریں اور ان کی ہاں میں ہاں ملانا کیسا ہے اور ایسے لوگوں کے لئے برادری کا کیا فرض ہے ؟
۶۔ مزید برآں لڑکی کے باپ نے اس بات پر پردہ ڈالنے کے لئے کہ میری لڑکی کی طلاق نہیں ہوئی ہے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر دیا لھذا باپ لڑکی کا کس سزا کا مستحق ہے اور اس کے ازالہ کی کیا صورت ہے جبکہ لڑکی کا شوہر اول زندہ ہے اور بغیر طلاق دوسرے شخص سے لڑکی کا نکاح کر دیا۔

الجواب ۱ تا ۴ شخص مذکور غیر منکوحہ عورت کو بطور بیوی رکھنے والا سخت گنہگار لائق عذاب قہار دین و دنیا میں روسیاہ و شرمسار ہوگا اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو ایسے بدبخت کو سزا دی جاتی۔ موجودہ صورت میں یہ ہے کہ کوئی مسلمان اس سے سلام و کلام نہ کرے نہ اس کے یہاں کھائے نہ اسے اپنے یہاں کھلائے یعنی برادری سے خارج قرار دے کر مکمل بائیکاٹ کیا جائے جو مسلمان اس سے قطع تعلق نہیں کرے گا اس کی تائید میں ہوگا اور اس سے میل جول رکھے گا وہ بھی بمصداق آیت کریمہ لا تعاونوا علی الاثم والعدوان سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم۔
۵۔ اگر شخص مذکور اور اس کے ہمنوا غریب طبقہ کو پیسہ وغیرہ کی لالچ دے کر اپنا ہم خیال بنانا چاہیں تو غریب پر لازم ہے کہ ہرگز کسی بھی قیمت پر ان کے ساتھی نہ بنیں ورنہ وہ بھی سخت گنہگار ہوں گے۔
۶۔ منکوحہ لڑکی کا طلاق حاصل کئے بغیر دوسرے سے نکاح کرنا حرام ہے، باپ، نکاح خواں، گواہان اور ہر وہ شخص جو اس نکاح سے راضی رہا سب پر علانیہ توبہ واستغفار لازم ہے۔ اور نکاح خواں پر یہ بھی لازم ہے کہ نکاح مذکور کے ناجائز ہونے کا اعلان عام کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس کا بھی بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

Marfat.com

وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۴ ر جمادی الاخریٰ ۹۶ھ

مسئلہ ۔ از عبد الستار موضع پڑولی پوسٹ جھنگٹی ضلع گورکھپور

(۱) ہندہ کا نکاح زید سے ہوا تھا کچھ دن کے بعد ہندہ مدخول بہا بغیر طلاق لئے بکر کے گھر چلی گئی بلا نکاح دو سال سے زائد گزر گئے ناجائز بچے بھی جنم لے لئے تو کیا ہندہ اور بکر کو بائیکاٹ کر دیا جائے بائیکاٹ کرنے کی حالت میں اگر کسی نے اس کے گھر کھا پی لیا اس مصلحت سے کہ سنیت میں کچھ مدد ملے گی کیا اس کا کھا پی لینا بکر کے گھر بالکل حرام ہے گنہگار ہوگا۔ اور بائیکاٹ کیوں کیا جائیگا کیا مصلحت ہے؟

(۲) کیا ہندہ کا نکاح بغیر طلاق حاصل کئے بکر کے ساتھ ہو سکتی ہے دو چار سال کے بعد اور کچھ لوگ جو کہ مسئلہ کی تھوڑا تھوڑا واقفیت رکھتے ہیں ان لوگوں کا کہنا ہے کہ بغیر شوہر اول کے طلاق کے بکر سے نکاح نہیں ہو سکتا ناجائز ہے کیا یہ لوگ صحیح راستے پر ہیں؟ اور کچھ لوگ جن کو مسئلہ کی بالکل جانکاری نہیں شریعت طاہرہ سے کوسوں دور ہیں صرف دعا تعویز کرتے ہیں اردو کی کتابوں کو بھی پڑھ لیتے ہیں لیکن کچھ سمجھ نہیں پاتے ہیں ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ہندہ کا نکاح بکر سے بغیر شوہر اول کے طلاق کے ہو جائیگا دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ اب اگر شوہر کے سامنے اس قسم کی بات چیت کیا تو وہ کہہ دے گا کہ اب ہم سے کوئی ضرورت اور واسطہ نہیں حالانکہ یہ دلیل صرف خالی ہے کسی نے اس شوہر سے بات چیت نہیں کیا۔ تو اتنے سے طلاق ہو گیا؟ تو کیا اس نکاح کو جائز سمجھ کر پڑھنے والے صحیح راستہ پر ہیں ان کا خیال صحیح ہے ان لوگوں کے حق میں کیا کیا وعیدیں ہیں کیا ایسے لوگ قوم کے پیشوا بن سکتے ہیں ان کے باتوں پر عمل کیا جا سکتا ہے ہر ہر گوشہ سے مفصل اور مدلل جواب مطلوب ہے عین کرم ہوگا۔

(۳) بہشتی زیور جو وہابی مولانا اشرف علی تھانوی کی تصنیف کردہ ہے کیا مسائل شرعیہ اس کتاب سے اخذ کیا جا سکتا ہے اس کتاب کو معتبر ماننا کیسا ہے مانا جائے یا نہیں معتبر مان کر عمل کیا جائے تو کیوں اور اگر غیر معتبر مان کر عمل کیا جائے تو کیوں کیا کیا خرابیاں اور غلطیاں ہیں کچھ لوگ اس کتاب کو مردود کر دیتے ہیں تو برا کہے جاتے ہیں واضح جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب ہندہ اور بکر سخت گنہگار، لائق عذاب قہار مستحق عذاب نار ہیں۔ بیشک ان کا بائیکاٹ کرنا

Marfat.com

ہندہ کی شادی خالد کے ساتھ ہوئی تھی جس کو عرصہ ہوگیا آپس کے تعلقات خراب ہونے کی وجہ سے ہندہ کے گھر والوں نے بلا طلاق کے اس کا نکاح بکر کے ساتھ کردیا۔ عرصہ ڈیڑھ دو سال ہوئے بکر کا انتقال ہوگیا۔ اب ہندہ پریشان ہے اور خطرہ ہے کہ گناہ میں آلودہ ہوجائے خالد سے طلاق حاصل کرنے کی کوششیں کی گئیں مگر وہ کسی طرح طلاق دینے پر رضامند نہیں ہے حالانکہ ہندہ کو اس کے پاس جانے سے انکار ہے۔ ہندہ کا کوئی سہارا ابھی نہیں ہے حالات مذکورہ میں ھندہ کے لئے کیا صورت ہوسکتی ہے جس سے کہ وہ گناہ سے بھی بچ جائے اور زندگی گذارنے کے لئے کسی کے ساتھ نکاح کرلے۔ ایک صاحب نے یہ کہا کہ اب اس کے لئے ایک صورت یہ ہے کہ وہ کلمہ کفر کہہ دے پھر اس کے بعد توبہ کرکے ازسرنو کلمہ پڑھ کر پھر نکاح کسی کے ساتھ کرلے کیا یہ صورت ہوسکتی ہے؟ اگر یہ ہوسکتا ہے تو کیا الفاظ ان سے کہلوا دیا جائے تاکہ نکاح کے جواز کی صورت پیدا ہوسکے مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب خالد سے طلاق حاصل کئے بغیر ہندہ کا نکاح اس کے گھر والوں نے بکر کے ساتھ کردیا تھا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اس نکاح کا پڑھانے والا، گواہان نیز ہندہ اور ہر وہ شخص جو اس نکاح سے راضی ہوا سب لوگ علانیہ توبہ و استغفار کریں اور جبکہ خالد طلاق نہیں دیتا تو اب ہندہ کے لئے گناہ سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ وہ خالد کے ساتھ زندگی گذارے اور خدائے ذوالجلال کے قہر و جلال سے ڈرے۔ اور بغیر طلاق دوسرا نکاح ہرگز نہ کرتے اور جس نے ہندہ کو کافر ہونے کا مشورہ دیا وہ اور آپ دونوں توبہ و تجدید ایمان کریں اور بیوی والے ہوں تو پھر سے نکاح کریں اس لئے کہ اس نے کافر ہونے کا مشورہ دیا اور آپ کافر بنانے پر راضی ہوکر مجھ سے اس کا طریقہ پوچھتے ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں فقہ کا مشہور مسئلہ ہے الرضا بالکفر کفر یعنی کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے اور مسلمہ عورت اگر کافر ہوجائے تو کسی کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتی۔ اور اگر پھر مسلمہ ہوجائے تو پہلے شوہر کو چھوڑ کر دوسرے کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتی۔ ھٰکذا فی الکتب الفقھیۃ وھو تعالیٰ سبحانہ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از پدّن حجام موضع کرٹھینا۔ رُدھولی ضلع بستی

زید کی شادی ہندہ سے ہوئی ہندہ رخصت ہوکر زید کے وہاں گئی کچھ دنوں کے بعد زید نے اپنی

Marfat.com

بیوی ہندہ سے منہ موڑ لیا اور اس کے کھانے کپڑے اور دیگر ضروریات زندگی کی خبر نہیں لیتا اور نہ طلاق دیتا ہے۔ اس کے بعد ہندہ اپنے میکے چلی آئی اور تین سال یہیں رہ گئی اس درمیان میں بھی زید نے ہندہ کی کچھ خبر گیری نہیں کی اور وہ پردیس چلا گیا ادھر ہندہ کے والدین کی رضا سے بکر ہندہ کو اپنے یہاں رخصت کرا لایا اور پانچ مہینہ سے ویسی ہی رکھے ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ غیر مطلقہ کو بکر جو رکھے ہوئے ہے اس پر شریعت کا کیا حکم نافذ ہوگا؟ اور ان دونوں کے لئے کیا صورت ہے کہ از روئے شرع صحیح طور پر زندگی گزار سکیں نیز ہندہ زید سے طلاق نہ لے سکے یا زید طلاق نہ دے تو ہندہ اپنی زندگی کس طرح گذارے؟

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب ہندہ اور بکر پر واجب ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور اپنے گناہوں سے علانیہ توبہ واستغفار کریں اگر وہ دونوں ایسا نہ کریں تو تمام مسلمان ان کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، سلام وکلام اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات نہ رکھیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

ہندہ کو چاہئے کہ جس طرح بھی ہوسکے اپنے شوہر زید سے طلاق حاصل کرے پھر عدت گزار کر جس کے ساتھ چاہے نکاح کرسکتی ہے اگر زید طلاق نہ دے تو ہندہ صبر کرے اور نفس کشی کے لئے اکثر روزہ رکھے ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۳ رجمادی الاخری ۱۳۸۷ھ

مسئلہ ۔ از حقیق اللہ موضع ذسیا پوسٹ چتیا ضلع بستی

زید کا زینب سے نکاح ہوا کچھ دنوں کے بعد زید نے زینب کے ساتھ ہمبستری وتنہائی ہونے سے پہلے زینب کو ان الفاظ سے طلاق دی۔ میں زینب کو طلاق دیتا ہوں، میں زینب کو طلاق دیتا ہوں، میں زینب کو طلاق دیتا ہوں۔ اس طلاق کے بعد زینب نے دوسرے سے نکاح کیا دوسرے شوہر نے بھی ہمبستری وتنہائی سے پہلے طلاق دے دی۔ پھر زینب نے پہلے شوہر سے نکاح کرنا چاہا تو لوگوں نے کہا کہ بغیر حلالہ نکاح نہیں ہوگا۔ تو زینب نے تیسرے آدمی سے نکاح کیا اور ایک رات گذرنے کے بعد اس نے بھی طلاق دے دی۔ تو اب عورت مذکورہ پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

Marfat.com

الجواب اگر شوہر اول نے واقعی دخول سے پہلے مذکورہ الفاظ کے ساتھ زینب کو طلاق دی تھی تو اب پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن تیسرے شوہر نے اگر ہمبستری یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی ہو تو عدت گذرنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے اور اگر تیسرے شوہر نے ہمبستری یا خلوت صحیحہ نہیں کی تھی اور طلاق دے دی تو اس صورت میں چونکہ عدت نہیں اس لئے شوہر سے فوراً نکاح کر سکتی ہے اگر کوئی اور وجہ مانع جواز نہ ہو۔ ھٰذا ما ظہر لی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۹ ر جمادی الاولیٰ ۸۹ھ

مسئلہ۔ از سبحان علی محلہ ہدی پور بنگلہ ۱۱ گورکھپور

رستم علی کا نکاح قمر النساء کے ساتھ ہوا رستم علی نے ابھی قمر النساء سے ہمبستری نہیں کی تھی اور نہ دونوں میں تنہائی ہوئی تھی کہ قمر النساء ایک دوسرے کے ساتھ فرار ہوگئی تو رستم علی نے دوسرا نکاح کر لیا۔ اب سوال یہ ہے کہ قمر النساء اگر دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اس کی کیا صورت ہوگی۔ رستم علی اسے نہ تو رکھنا چاہتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب صورت مسئولہ میں قمر النساء رستم علی سے طلاق حاصل کرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ طلاق حاصل کئے بغیر دوسرے سے نکاح ہرگز نہیں کر سکتی پھر اگر رستم علی نے طلاق دیدی اور طلاق کے وقت قمر النساء حاملہ نہیں تو بعد طلاق فوراً نکاح کر سکتی ہے کہ اس صورت میں عدت نہیں اور اگر بوقت طلاق حاملہ ہو تو بچہ پیدا ہونے کے بعد نکاح کر سکتی ہے۔ رستم علی پر لازم ہے کہ یا تو قمر النساء کا نان ونفقہ وغیرہ ادا کرے اور یا تو اسے طلاق دیدے۔ اور اگر رستم علی اسے رکھنا نہیں چاہتا اور نہ طلاق دیتا ہے تو مسلمان اس پر ہر طرح کا دباؤ ڈال کر دونوں باتوں میں سے ایک بات کرنے پر مجبور کریں۔ اور قمر النساء جو دوسرے کے ساتھ فرار ہوگئی تھی تو یہ گناہ عظیم ہے قمر النساء اپنے اس گناہ سے علانیہ توبہ واستغفار کرے اور نماز کی پابندی کرے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ۔ از عاشق علی شاہ روضہ شریف پوسٹ اچپور ضلع گونڈہ

Marfat.com

خالد نے ہندہ کے ساتھ شادی کی اس کے بعد لڑکے کا فعل خراب یعنی جواڑی اور شرابی ہو گیا جس وقت شادی ہوئی لڑکی بالغ تھی۔ شادی ہوئے عرصہ ایک سال ہو گیا خالد گونا نہیں لے گیا ابھی تک اور نہ لے جانے کا ارادہ ہے اور نہ طلاق دیتا ہے ــــ ہندہ لڑکی کی شادی دوسری نہیں کی جاتی ہے تو لڑکی خودکشی کرنے پر آمادہ ہے اب ایسی صورت میں ہندہ کے گھر والے کیا کریں؛

الجواب گاؤں کی پنچایت یا حکام کی دباؤ سے یا پیسہ دے کر جس طرح بھی ہو سکے طلاق حاصل کی جائے۔ طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کرنا حرام ہے ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اگر لڑکی خودکشی کرے گی تو کسی کا کچھ نہیں بگاڑے گی حرام موت مرے گی جہنم کا ایندھن بنے گی اور اپنی دنیا و دین برباد کرے گی۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۵ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد صدیق پرتابگڈھی کمرہ نمبرا ببئی سخت چال اے سائز گراؤنڈ فلور۔ بھائی کھلا اسٹیشن روڈ ببئی ۱۱

زید نے اپنی منکوحہ ہندہ کو طلاق دیا اور اسے اس کے رشتہ داروں کے یہاں پہونچا دیا۔ زید نے اور اس کے احباب نے طلاق کی وجہ اور طلاق کی تاریخ اس کے یعنی ہندہ کے رشتہ داروں کو بتایا مگر ہندہ کے رشتہ داروں نے ہندہ کی عدت پوری ہونے سے قبل ہی ہندہ کا نکاح ایک شخص سے کر دیا۔ نکاح کے وقت بھی کچھ لوگوں نے عدت کے متعلق توجہ دلائی مگر وہ لوگ نہ مانے اور نکاح کر دیا۔ اب جواب طلب امر یہ ہے کہ کیا شریعت مطہرہ کی رو سے وہ نکاح قابل قبول ہے؟ برائے کرم حضور والا قرآن کریم و احادیث مبارکہ کی روشنی میں شرعی حکم سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقعہ مرحمت فرمائیں۔ بیّنوا توجروا

الجواب بعون الملک الوھاب طلاق والی عورت اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ پارہ ۲۸ سورۂ طلاق میں ہے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر آئسہ یعنی پچپن ۵۵ سالہ یا نابالغہ ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے جیسا کہ پارہ ۲۸ سورۂ طلاق میں ہے وَاللَّائِیْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّاللَّائِیْ لَمْ يَحِضْنَ۔ اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر حاملہ نابالغہ یا پچپن ۵۵ سالہ نہ ہو یعنی حیض والی ہو تو اس کی عدت تین ۳ حیض ہے خواہ یہ تین ۳ حیض تین ماہ یا تین ۳ سال یا اس سے زیادہ میں آئیں کما قال اللہ تعالیٰ والمطلقٰت یتربصن بانفسھن

Marfat.com

ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ (پارہ ۲ رکوع ۱۲) اور طلاق والی غیر مدخولہ عورت کے لئے کوئی عدّت نہیں جیسا کہ (پارہ ۲۲ رکوع ۳ میں ہے) اِذَا نَکَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ ط لہٰذا عوام میں جو مشہور ہے کہ طلاق والی عورت کی عدّت تین مہینہ تیرہ دن ہے تو یہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ صورت مستفسرہ میں اگر عورت مدخولہ تھی اور قبل انقضائے عدّت نکاح کیا گیا تو شرعًا وہ نکاح ناجائز ہے ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں۔ عورت اور مرد نیز نکاح کرنے والے عورت کے رشتہ دار، نکاح خواں، گواہ، حاضرین مجلسِ نکاح اور ہر وہ آدمی جو اس نکاح سے راضی تھا سب کے سب گنہگار لائق عذاب قہار ہوئے۔ سب پر علانیہ توبہ واستغفار کرنا اور نکاح مذکور کے ناجائز ہونے کا اعلان کرنا اور عورت و مرد کو ایک دوسرے سے الگ ہوجانا واجب ہے اگر وہ لوگ ایسا نہ کریں تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ هٰذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ جمادی الاُخریٰ ۱۳۸۷ھ

مسئلہ۔ مرسلہ مولوی محمد الیاس مہرونا بھاٹ پار رانی بازار۔ ضلع دیوریا۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امّا بعد

دریں مسئلہ علمائے دین ومفتیان شرع متین چہ می فرمایند کہ

زید نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک بار طلاق دیا پھر بیس سال کے بعد زید نے ہندہ کو راضی کر کے نکاح کیا اور پھر دوسرا طلاق دیا۔ پھر تقریبًا پانچ سال کے بعد زید نے ہندہ سے نکاح کیا پھر تیسرا طلاق دینے کے بعد ہی بغیر حلالہ کے زید نے ہندہ سے نکاح کر لیا آیا یہ سب نکاح درست ہوئے یا ناجائز ہوئے اور زید کے لئے ہندہ حرام ہے یا حلال؟

الجواب اللّٰھمّ ھدایۃ الحق والصّواب صورت مسئولہ میں زید نے اگر پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک طلاق دی تھی تو طلاق کے بعد پہلا اور دوسرا نکاح شرعًا درست ہوگیا تھا پھر تیسری طلاق کے بعد ہندہ زید پر ایسی حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ زید سے نکاح ہرگز ہرگز منعقد نہ ہوا۔ زید و ہندہ پر واجب ہے کہ فورًا ایک دوسرے سے الگ ہوجائیں اور علانیہ توبہ کریں نیز آپس میں میاں بیوی کے تعلقات ہرگز ہرگز قائم

Marfat.com

نہ رکھیں اگر وہ دونوں ایسا نہ کریں تو تمام مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ اور اگر شوہر اوّل کی پہلی یا دوسری طلاق کے بعد ہندہ نے کسی دوسرے سے نکاح کیا ہوا ور شوہر ثانی نے ہمبستری کے بعد طلاق دی ہو اور بعد عدّت شوہر اول سے نکاح کیا ہو تو تیسرا نکاح بھی شرعاً منعقد ہوگیا۔ ھٰذا ماعندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۸، ذی القعدہ ۱۳۸۶ھ

مسئلہ۔ از محمد سعید ساغر صدّیقی مقام ترری پوسٹ بھروٹیا ضلع بستی

زید کی بیوی کو بکر لے آیا بغیر طلاق کے اسے اپنی بیوی کی طرح رکھتا ہے۔ ۶ صہ تین ماہ کے بعد زید نے طلاق دی اور بکر نے صرف بارہ تیرہ دن کے بعد اس سے عقد کر لیا عمرو نے نکاح پڑھا شریعت کی نظر میں کہاں تک یہ مسئلہ جائز ہے۔ اور عمرو پر بھی کوئی خمیازہ ہوتا ہے یا نہیں ؟ برائے مہربانی صاف صاف جواب سے نوازیں کیا نکاح واقع ہوا یا نہیں اور اگر پھر دوبارہ نکاح کرے تو کتنے دنوں کی عدت پر ؟ بینوا توجروا

الجواب مطلقہ اگر نابالغہ یا آئسہ یعنی (پچپن سالہ) ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور اگر نا بالغہ حاملہ اور آئسہ نہ ہو یعنی حیض والی ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے خواہ تین حیض تین ماہ یا تین سال یا اس سے زیادہ میں آئیں۔ ھذا خلاصۃ ما فی الکتب الفقھیۃ۔ صورت مستفسرہ میں اگر وہ عورت زید کی مدخولہ نہیں تھی تو بکر کے ساتھ نکاح منعقد ہوگیا اور اگر مدخولہ تھی اور قبل انقضائے عدت بکر نے نکاح کیا تو وہ نکاح منعقد نہ ہوا اس صورت میں عورت مرد کا ایک دوسرے سے الگ ہو جانا اور دونوں کا علانیہ توبہ واستغفار کرنا واجب ہے اگر وہ ایسا نہ کریں تو تمام مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ اور نکاح خواں عمرو کو اگر اس بات کا علم تھا کہ ابھی عدت نہیں ختم ہوئی ہے اس کے باوجود اس نے بکر کے ساتھ نکاح پڑھا تو عمرو سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے عمرو پر بھی علانیہ توبہ واستغفار کرنا اور نکاح مذکور کے باطل ہونے کا اعلان کرنا واجب ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا بھی بائیکاٹ کریں بکر بعد ختم عدت دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ۔ از سید محمد قادری جامع مسجد دبھوئی۔ ضلع بڑودہ (گجرات)

۱۔ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاقیں مع مہر کے تحریر لکھ کر دی اور جانے کی اجازت دیدی چونکہ ہندہ کا والد وغیرہ نہیں ہے اس لئے ہندہ کسی اپنے رشتہ دار کے گھر رہنے چلی گئی ابھی صرف نو دن یا پندرہ دن طلاق کو گذرے تھے کہ کچھ لوگوں نے مل کر ہندہ کے مرضی کے مطابق اس کا دوسرا نکاح کر دیا چونکہ نکاح عدت میں ہوا ہے اس لئے دریافت طلب یہ ہے کہ وکیل گواہ و قاضی دیگر جو لوگ اس شادی میں شریک ہوئے ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے چونکہ قاضی ایک مسجد کا امام ہے ایسے کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں ؟ مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

۲۔ ایک گاؤں کا امام نسبندی کرا چکا ہے آج عرصہ دو سال کا ہوا اور امامت کرتا ہے اور نکاح وغیرہ بھی پڑھتا ہے لہذا از روئے شرع ایسے کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں ؟ اور آج تک جو نماز پڑھی گئی اس کے پیچھے اور نکاح پڑھایا جائز ہے کہ نہیں ؟ پڑھی گئی نماز و نکاح کا دوبارہ لوٹانا ضروری ہے یا نہیں ؟

الجواب ۱۔ اگر طلاق کے بعد عورت کو بچہ نہ پیدا ہو تو نو دن میں عدت ختم ہو جانے کی کوئی صورت نہیں لہذا اگر جان بوجھ کر عورتِ مذکورہ کا نکاح عدت کے اندر دوسرے سے ہوا تو وہ نکاح باطل ہے ہرگز ہرگز منعقد نہ ہوا قال اللہ تعالیٰ والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء (پ ۲ ع ۱۲) عورت مرد میاں بیوی بننے والے، گواہ، وکیل، نکاح خواں اور ہر وہ شخص کہ جس کی رائے سے عدت میں نکاح ہوا یا شادی میں شریک ہوا سب لوگ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوئے ان سب پر علانیہ توبہ و استغفار کرنا واجب ہے اور میاں بیوی بننے والوں پر لازم ہے حرام کاری نہ کریں فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور قاضی جس نے زنا کاری و حرام کاری کا دروازہ کھولا ہے وہ لوگوں کے سامنے علانیہ توبہ و استغفار کرنے کے ساتھ نکاح مذکورہ کے باطل ہونے کا اعلان عام کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے اگر یہ سب لوگ ایسا نہ کریں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں اور قاضی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین (پ ۷ ع ۱۴) وھو تعالیٰ اعلم۔

۲۔ امام مذکور نے اگر نسبندی کے بعد توبہ کرلی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ نہیں ورنہ ہے۔ اور نکاح کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں خواہ توبہ کے بعد پڑھایا ہو یا پہلے

Marfat.com

اس لئے کہ کافر بھی نکاح پڑھائے تو ہو جاتا ہے اگرچہ اس سے پڑھوانا گناہ ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۳؍ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از عبدالحق عرف کلو بنگو اپوسٹ مہدیا ہنج گونڈہ۔

زید کا ہندہ سے عقد ہوا اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ زید کو ۹ سال گذر گئے بغیر طلاق دئے ہوئے بمبئی چلا گیا نہ ہندہ کو لے جاتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے۔ اور ہندہ اپنے میکہ میں رہتی ہے۔ اب ہندہ بغیر طلاق حاصل کئے ہوئے دوسرا عقد کر سکتی ہے یا نہیں؟ بکر کا کہنا ہے کہ زید کے والدین اگر زید کی بیوی ہندہ کو دوسرا عقد کرنے کی اجازت دیدیں تو وہ کر سکتی ہے؟

الجواب ہندہ زید سے طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح ہرگز نہیں کر سکتی۔ بکر کا قول باطل ہے اس لئے کہ شریعت نے طلاق دینے کا اختیار شوہر کو دیا ہے نہ کہ شوہر کے والدین کو قرآن مجید پارہ دوم میں ہے بیدہ عقدۃ النکاح وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۱؍ رجب المرجب ۱۳۹۰ھ

مسئلہ۔ از رئیس الزماں ساکن بیبیا پور پوسٹ پیڑھی ضلع رائے بریلی

زید کی شادی ہندہ سے ہوئی اور تقریباً پانچ ۵ سال تک زید کے ساتھ گزاری اس کے بعد کسی شناسا کے ساتھ زید کے گھر بہت سے زیورات لے کر فرار ہوگئی۔ اور اس نے زید کے متعلق عنینیت کا الزام لگایا لیکن ایک سال کے بعد زید نے دوسری شادی کی اور اس سے اولاد بھی ہوگئی۔ زید کی شادی ہو جانے کے بعد اس کے بھائی زید سے طلاق لینے کے لئے آئے اس پر زید نے کہا کہ میں طلاق دینے کو تیار ہوں جب کہ آپ لوگ ہمارے زیورات واپس کر دیں۔ اور ہم سے مہر کی رقم لے جائیں لیکن وہ لوگ زیورات دینے پر راضی نہ ہوئے اور اس ہندہ لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی جب برادری نے ان کا بائیکاٹ کیا تو انھوں نے ایک عذر لنگ پیش کیا کہ چونکہ زید وہابی شخص ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ کبھی نکاح صحیح ہی نہیں ہوا تھا۔ تو کیا ایسی صورت میں ان کی یہ دلیل صحیح ہے؟ اور ہندہ کا نکاح ثانی صحیح ہے اور زید کے زیورات کا ناجائز ہڑپ کر جانا کیسا ہے جب کہ زید ہندہ کو پورا پورا مہر دینے پر تیار ہے۔ برائے مہربانی جواب مفصل

Marfat.com

تحریر فرمائیں؟

الجواب زید اگر واقعی بوقت نکاح وہابی مرتد تھا تو نکاح نہ ہوا۔ اور اگر بعد نکاح مرتد ہوا تو نکاح جاتا رہا۔ اور اگر مرتد نہیں تھا بلکہ وہابی گمراہ تھا اور ہندہ کا نکاح باپ دادا کے علاوہ کسی غیر نے حالت نابالغی میں گمراہ وہابی کے ساتھ کر دیا تھا۔ یا باپ دادا نے ہی حالت نابالغی میں ہندہ کا نکاح گمراہ وہابی کے ساتھ کیا تھا۔ اور ان کا سوء اختیار معلوم تھا تو ان صورتوں میں نکاح نہ ہوا۔ طلاق حاصل کئے بغیر ہندہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اگر زید وہابی نہیں تھا اور سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے یہ غلط الزام ہے۔ تو دوسرا نکاح ہرگز ہرگز جائز نہ ہوا۔ ہندہ اور اس کے بھائی وغیرہ اللہ واحد قہار کے عذاب سے ڈریں۔ اور زنا کاری وحرام کاری کا دروازہ بند کریں یعنی ہندہ نئے شوہر سے میاں بیوی جیسا تعلق نہ پیدا کرے اس سے دور رہے طلاق حاصل کرنے اور عدت گزارنے کے بعد اگر چاہے تو اس سے نکاح کرے۔ سب مسلمان ہندہ اور اس کے بھائی کو ایسا کرنے پر مجبور کریں۔ اگر وہ نہ مانیں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین (پ ۷ ع ۱۴) اور زید کے زیورات کو ہندہ اور اس کے بھائی پر لازم ہے کہ اس کے سپرد کریں اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو حق العبد میں گرفتار، سخت گنہگار اور مستحق عذاب نار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانٰت الیٰ اھلھا (سورۂ مائدہ رکوع اول)

وھو تعالیٰ وسبحانہ اعلم بالصواب

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ ۔ از شمشاد احمد مدرس مدرسہ احسان العلوم کھرہوا پوسٹ کولھوی ضلع گورکھپور

ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی بعدہٗ زید بمبئی چلا گیا اور دو سال تک وہیں رہا ہندہ کے گھر والوں کو معلوم ہے کہ زید بمبئی میں ہے اس کے باوجود ان لوگوں نے ہندہ کی شادی بکر کے ساتھ کر دی پھر زید دو سال بعد بمبئی سے آیا تو بکر نے کوشش کر کے زید سے طلاق حاصل کیا اور اب بھی ہندہ کو بکر بغیر دوسرے نکاح کے رکھے ہوئے ہے زید کے طلاق دینے سے پہلے جو نکاح کیا تھا اسی پر اعتماد کئے ہوئے ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ کا دوسرا نکاح جو بکر کے ساتھ ہوا وہ منعقد ہوا یا نہیں اور بغیر زید سے طلاق حاصل کئے ہوئے

Marfat.com

جو ہندہ کے گھر والوں نے اس کی شادی بکر کے ساتھ کردی ان پر ازروئے شرع کیا حکم ہے؟

الجواب ہندہ کا نکاح جبکہ زید کے ساتھ ہوا تھا تو زید سے طلاق حاصل کرنے کے پہلے جو نکاح بکر کے ساتھ ہوا وہ ہرگز جائز نہ ہوا۔ ہندہ بکر اور ان دونوں کے گھر والوں کو علانیہ توبہ و استغفار کرایا جائے اور ان سب سے پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے کا عہد لیا جائے نیز میلاد شریف و قرآن خوانی کرنے غربا و مساکین کو کھانا کھلانے اور مسجد میں لوٹا و چٹائی رکھنے کی تلقین کی جائے بلکہ ہر وہ شخص جو اس غلط نکاح سے راضی ہوا یا ایسے لوگوں کے ساتھ کھاتا پیتا رہا ان سب کو توبہ کرائی جائے اور اس غلط نکاح کے گواہ و نکاح خواں کو بھی علانیہ توبہ و استغفار کرایا جائے۔ اور نکاح پڑھنے والے پر لازم ہے کہ وہ نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے اور ہندہ و بکر پر واجب ہے کہ ایک دوسرے سے الگ رہیں پھر ہندہ بعد عدت جس سنی صحیح العقیدہ سے چاہے نکاح کرے ہندہ اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت بچہ پیدا ہونے پر ختم ہوگی قال اللہ تعالیٰ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (پ ۲۸ سورۂ طلاق) اور اگر حمل والی نہیں ہے بلکہ حیض والی ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے خواہ تین حیض تین ماہ یا تین سال یا اس سے زیادہ میں آئیں اور عوام میں جو مشہور ہے طلاق والی عورت کی عدت تین مہینہ تیرہ دن ہے تو یہ بالکل غلط ہے بے بنیاد ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ ہندہ و بکر اگر نکاح صحیح سے پہلے میاں بیوی کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ رہیں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے قال اللہ تعالیٰ وَاِمَّا ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین (پ ۷ ع ۱۴) وھو تعالیٰ اعلم بالصّواب

كتبہ جلال الدّین احمد الامجدی

۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ مشتاق احمد ساکن کرنیا ڈاکخانہ شنکر پور رسیا بازار ضلع بہرائچ شریف

زید کی شادی ہندہ سے ہوئی۔ ہندہ کے والد نے بغیر طلاق دوسرے سے ہندہ کا نکاح کر دیا ازروئے شرع نکاح خواں و شرکاء نکاح اور ان کے یہاں کھانا پینا یا کھلانا پلانا کیسا ہے مفصل جواب بحوالۂ کتب معتبرہ نوازیں؟

الجواب صورت مسئولہ میں ہندہ، اس کا بننے والا شوہر اور باپ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہیں

Marfat.com

ہندہ پر لازم ہے کہ نئے بننے والے شوہر سے فوراً الگ ہوجائے اور اس کے باپ کو چاہئے کہ اپنی لڑکی کو واپس لاکر یا تو زید شوہر اول کے پاس بھیجے اور یا تو باقاعدہ طلاق لیکر شرعی طریقہ سے دوسری جگہ شادی کرے اور تینوں علانیہ توبہ و استغفار کریں۔ اگر یہ سب ایسا نہ کریں تو مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں۔ اور نکاح خواں وغیرہ جتنے لوگ بھی جان بوجھ کر اس ناجائز نکاح میں شریک ہوئے سب توبہ و استغفار کریں۔ اور نکاح خواں وگواہ نکاح کا پیسہ بھی واپس کریں اگر یہ لوگ ایسا نہ کریں تو سب مسلمان ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اور سلام وکلام بند کریں ورنہ وہ بھی گنہگار رہوں گے قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظلمین (پ ع ۱۴) وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۹ ر ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از گورکھپور

ایک عورت ہے جو کہ لاوارث ہے اور وہ کہتی ہے کہ میرا طلاق ہوچکا ہے۔ یہاں تک وہ حلف بھی اٹھانے کو تیار ہے لہٰذا کس صورت میں اس کا نکاح درست ہے۔ اور وہ مسلمان ہے بہت پریشان ہے جواب سے مطلع کریں۔

الجواب آجکل بہت سے لوگ دوسرے علاقوں سے عورتیں لے آتے ہیں اور پیسہ لے کر کسی کے سپرد کر دیتے ہیں۔ وہ شخص اپنی بیوی بنالیتا ہے۔ پھر اس قسم کی عورتیں عموماً ایک جگہ سے دوسری اور تیسری جگہ بھاگتی رہتی ہیں۔ اور غلط بیان وجھوٹی قسم کھاکر نکاح بیاہ کرتی رہتی ہیں لہٰذا تاوقتیکہ یقینی طور پر ثابت نہ ہوجائے کہ یہ عورت کسی کے نکاح یا عدت میں نہیں ہے۔ اس وقت تک صرف عورت کے بیان پر اس کے ساتھ نکاح کے جواز کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ وھو تعالیٰ وسبحانہ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۲ ر ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از محمد یوسف۔ موضع الہ باش خاص پوسٹ ہدی بازار گورکھپور

ہندہ کی شادی نابالغی کی حالت میں ہوئی۔ اور بالغ ہونے کے بعد ایک بار رخصتی ہوئی۔ پھر اس کی خالہ اس کو بھگا کر کلکتہ لے گئی۔ اور اپنے لڑکے کے ساتھ اس کا نکاح کردیا۔ کئی سال کے بعد ہندہ اپنے

Marfat.com

میکے آئی۔ تو اس کے پہلے شوہر نے طلاق دی۔ طلاق کے بعد تین سال وہ بیٹھی رہی۔ پھر اس نے اپنی شادی کرنی چاہی۔ تو اس کی خالہ نے مخالفت کی۔ مگر حافظ صاحب نے نکاح پڑھ دیا۔ تو اس کی خالہ کی حمایت کرنے والے حافظ صاحب کو مجرم ٹھہراتے ہیں۔ تو حافظ صاحب کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب اگر شوہر اول کے طلاق دینے سے پہلے ہندہ کی خالہ نے اس کا نکاح اپنے لڑکے کے ساتھ کیا تو وہ نکاح ہرگز نہ ہوا۔ لہٰذا ایسی صورت میں اس کے لڑکے سے طلاق لینے کی ضرورت نہیں۔ اور پھر نیا نکاح اگر پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد ہوا اور عدت گزر گئی تھی۔ تو نکاح جائز ہو گیا۔ اور اس صورت میں نکاح پڑھنے والے پر کوئی جرم عائد نہیں ہوتا ہے۔ وھو سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از غلام دستگیر موضع مٹھنیاں پوسٹ ہرّیا ضلع بستی۔

۱۔ زید ہندہ کو اپنی بیوی بنانے کے لئے ایک غیر معروف مقام سے لایا تو لوگوں نے اس سے طلاق نامہ مانگا۔ تو ہندہ نے یہ بیان دیا کہ میرا شوہر مرگیا ہے اسی بات پر ہندہ کا نکاح زید سے کر دیا گیا۔ پھر ہندہ کے دو بھائی آئے تو ان لوگوں نے بتایا کہ اس کا شوہر زندہ ہے لیکن طلاق دے دیا تھا۔ ایسی صورت میں ہندہ کا جو نکاح زید کے ساتھ پڑھا گیا اس کا کیا حکم ہے؟ اور ہندہ پر جھوٹ بولنے کے سبب کیا جرم عائد ہوتا ہے

۲۔ نکاح کے موقع پر ایک آدمی نے ولی بنکر گواہی دیا تھا کہ ہندہ کا شوہر مرگیا ہے اس کے اوپر شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب آج کل عام طور پر لوگوں کو اللہ و رسول جل مجدہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خوف نہیں رہ گیا ہے اور بلا کھٹک جھوٹ بولا جا رہا ہے لہٰذا صرف عورت کے بیان پر زید کے ساتھ جو اس کا نکاح کر دیا گیا۔ یا بعد میں ہندہ کے بھائیوں کے بیان پر کہ اس کے شوہر نے طلاق دے دی ہے اس نکاح کے صحیح ہونے کا حکم نہ دیا جائے گا۔ لہٰذا نکاح خواں پر لازم ہے کہ وہ نکاحانہ پیسہ واپس کریں کیونکہ پیسہ ہی کے لئے لوگ بلا تحقیق نکاح پڑھا دیا کرتے ہیں۔ اور جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے وہ عورت سے میاں بیوی کے تعلقات نہ قائم کرے۔ اور دو عادل شخص جا کر اس کے شوہر سے بیان لیں۔ اگر واقعی اس نے طلاق دی ہے۔ اور بعد عدت نکاح ہوا ہے تو اس کے صحیح ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ اور اگر طلاق نہیں دی ہے

Marfat.com

یا دی ہے مگر عدّت ختم ہونے سے پہلے نکاح ہوا ہے تو نکاح صحیح نہ ہوا۔ طلاق نہ دینے کی صورت میں شوہر کے پاس عورت کو واپس کرے۔ اور عدّت ختم ہونے سے پہلے نکاح ہوا تو بعد عدّت دوبارہ نکاح کرے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصّواب

۲۔ جس شخص نے گواہی دی تھی کہ ہندہ کا شوہر مرگیا ہے۔ اگر اس کی گواہی بعد تحقیق جھوٹی ثابت ہوا تو اس پر علانیہ توبہ و استغفار کرنا لازم ہے وھو سبحانہ اعلم بالصّواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۶؍ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ ہمکہ رئیس النّساء دختر حیدر خاں موضع گائے گھاٹ تھانہ کلواری تحصیل ضلع بستی کی ہوں میرے باپ حیدر خاں کا انتقال ہوگیا میری ماں جوان ہے عدّت پورا کرنے کے بعد دوسرا نکاح اپنا کرلیا اور اس کے گھر چلی گئیں مجھے میرے چچا وغیرہ نے اپنے گھر میں رکھا سال بھر کے بعد جب میں بالغ ہوگئی تو میری شادی نعیم الدین ولد معید موضع گنیش پور کردیا اور رخصت کردیا میں اپنے گھر سسرال میں رہنے لگی سال بھر خیریت سے بسر ہوا اس کے بعد میرے شوہر اور جیٹھ میرے ساتھ ظلم وستم کرنے لگے مارنے پیٹنے لگے ایک ایک ہفتہ مجھے کھانا نہیں دیا جب بھوک سے نہیں رہ جاتا تھا تو گھاس نوچ کر کھا کر پانی پیتی تھی تین سال اس طرح بسر ہوگیا جب اور ظلم کرنے لگے تو میں اپنی جان دینے پر تیار ہوئی میرے چچا وغیرہ نے میری خبر نہیں لیا میری پھوپھی پہونچ گئیں مجھے اپنے گھر لائیں اور سال بھر اپنے گھر رکھا اس کے بعد اپنے گاؤں میں عظیم الدین کے ساتھ نکاح کردیا طلاق ہم کو ہوا نہیں ہے اس گاؤں گوبندا پور میں ایک مولوی صاحب مکتب پڑھانے آئے ہیں کہتے ہیں کہ تمہارا نکاح درست نہیں ہے تو میں نے طلاق لینے کے لئے دو آدمی اور عظیم الدین کو گنیش پور بھیجا تو نعیم الدین کے بڑے بھائی نے منع کردیا کہ طلاق نہ دو طلاق نہیں دیا نعیم الدین نے تو آپ علماء دین سے استدعا ہے کہ مجھ کم نصیب گنہگار کو خلع دینے کا راستہ طریقہ لکھئے کہ میں خلع دے کر اپنا نکاح کروں توبہ کروں اس لفافہ کے اندر لفافہ رکھتی ہوں کہ آپ لوگ جلد خبر دو اور نعیم الدین اپنی دوسری شادی کرلیا ہے اس وقت بمبئی میں ہے نعیم الدین تو خلع کیسے ہو اور دیا جاوے تو کس طرح میں گنہگار پھنسی ہوں مصیبت میں۔

الجواب بیشک مولوی صاحب نے صحیح کہا پہلے شوہر نعیم الدین سے طلاق حاصل کئے بغیر عظیم الدین کے ساتھ نکاح ہرگز نہ ہوا رئیس النساء اور عظیم الدین پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور علانیہ

Marfat.com

توبہ واستغفار کریں اور اس نکاح کا پڑھانے والا قاضی، گواہ اور ہر وہ شخص جو اس نکاح سے راضی رہا سب توبہ کریں اور قاضی پر یہ بھی لازم ہے کہ اس نکاح کے باطل ہونے کا اعلان عام کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے اگر رئیس النساء و عظیم الدین ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے شوہر کو روپیہ دے کر طلاق حاصل کرنے کو خلع کہتے ہیں عظیم الدین کو چاہئے کہ نعیم الدین سے بمبئی میں ملے روپیہ پیسہ دے کر یا ڈرا دھمکا کر جس طرح بھی ہو سکے اس سے طلاق حاصل کرے پھر بعد عدت رئیس النساء سے نکاح کرے اور اللہ واحد قہار کے عذاب سے ڈرے رئیس النساء کے ساتھ حرام کاری نہ کرے۔ وھو اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

مسئلہ ۔ از محمد ادریس قصبہ اچھولی ضلع بارہ بنکی (یوپی)

زید کی بیوی ہندہ غیر مطلقہ اپنے میکے میں عرصے سے رہ رہی تھی زید کئی بار لینے گیا لیکن ہندہ کے والدین بھیجنے کے لئے رضامند نہ ہوئے۔ اسی اثنا میں ہندہ کے والدین نے یہ کہہ کر کہ ہم نے طلاق کا فتویٰ لے لیا اور اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ کر دیا جبکہ زید نے طلاق نہیں دیا ہے۔ لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ نکاح درست ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو اس میں دیدہ و دانستہ شرکت کرنے والوں اور ناکح جس نے جان بوجھ کر یہ نکاح پڑھایا ان سب کے لئے شریعت نے کیا حکم کیا ہے؟ نیز ناکح کی امامت کیسی ہے؟ اور جتنی نمازیں اب تک اس کے پیچھے پڑھی گئی ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے آگاہ فرمائیں؟ بینوا توجروا

الجواب حدیث شریف میں ہے الطلاق لمن اخذ بالساق لہٰذا اگر شوہر نے طلاق نہیں دی ہے تو کسی کے فتویٰ لکھ دینے سے طلاق نہیں واقع ہوئی طلاق شوہر سے حاصل کئے بغیر جو نکاح کیا گیا وہ ہرگز ہرگز درست نہ ہوا جس نے دیدہ و دانستہ نکاح مذکور پڑھا اور جو لوگ جان بوجھ کر اس نکاح میں شریک ہوئے وہ سب کے سب زنا کا دروازہ کھولنے والے سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہیں ان سب پر علانیہ توبہ و استغفار لازم ہے۔ اور نکاح خواں پر لازم ہے کہ نکاح مذکور کے ناجائز ہونے کا اعلان عام کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے۔ اس کی امامت ناجائز ہے قبل توبہ جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں ان سب کا اعادہ لازم ہے وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ۔ از محمد رفیق روضہ ضلع گونڈہ

ہندہ کی شادی زید سے ہوئی تھی عرصہ قریب ۱۵ سال ہوا زید کا انتقال ہوگیا۔ ہندہ کا ناجائز تعلق بکر سے ہوگیا۔ اور اسی سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ قریب ۱۲ سال کا ہے۔ کیا ہندہ کا نکاح بکر سے کیا جا سکتا ہے؟

الجواب جبکہ ہندہ کسی کے نکاح اور عدت میں نہیں ہے اور بکر سے اس کا ناجائز تعلق بھی ہے۔ تو فوراً اس کا نکاح بکر سے کر دیا جائے۔ تاکہ دونوں حرام کاری سے بچ جائیں۔ اور بغیر نکاح جو ہندہ اور بکر کے درمیان ناجائز تعلق رہے تو دونوں سخت گنہگار ہوئے۔ ان کو علانیہ توبہ واستغفار کرایا جائے۔ پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید کی جائے۔ اور میلاد شریف و قرآن خوانی و غربا و مساکین کو کھانا کھلاتے اور مسجد میں لوٹا، چٹائی رکھنے کی تلقین کی جائے۔ کہ اعمال صالحہ قبول توبہ میں معاون ہوتے ہیں قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللهِ مَتَابًا (پ ۱۹ ع ۴) وھو سبحانہ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲ ر صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از منشی رضا۔ مدرسہ اہلسنت نور الاسلام کندھئی بڑہرا پوسٹ پورندر پور۔ گورکھپور

ایک عورت چھپرا سے آئی ہے اور اس نے آنے کے ساتھ ساتھ یہاں یہ خبر دی کہ میرا شوہر زندہ ہے اور چونکہ یہاں پھر سے دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے اپنے قول کی تاویل میں یہ کہتی ہے کہ جب میں نے یہ کہا تھا کہ میرا شوہر زندہ ہے۔ تو اس وقت میرا دماغ صحیح نہیں تھا اور حق یہ ہے کہ میرے شوہر کو انتقال ہوئے تین سال ہو گئے اور کچھ لوگ غیر معلوم طور پر اس کے مرنے کی شہادت دینے کو تیار ہیں۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہندہ کے اس تاویل پر اور غلط شہادت کی وجہ سے ہندہ کا دوسرا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ظاہر یہ ہے کہ عورت مکر و فریب سے کام لے رہی ہے۔ اس لئے تاوقتیکہ یقینی طور پر اس کے شوہر کے مرنے اور عدت گزارنے کا علم نہ ہو جائے۔ صرف اس عورت کے بیان پر دوسرے نکاح کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اور جو لوگ غیر معلوم طور پر اس کے مرنے کی شہادت دینے کو تیار ہیں۔

Marfat.com

ان کی شہادت لغو ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۶ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از شان اللہ ڈیہرہ پوسٹ بشیر گنج ضلع سلطانپور

زید نے اپنی بیوی کو بمبئی سے طلاق لکھ کر بھیجی۔ طلاق کے تین چار ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا۔ زید ایک سال کے بعد گھر آیا۔ بیوی اس کے گھر میں ہے۔ زید کہتا ہے کہ میں اب اپنی عورت سے راضی ہوں۔ تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب طلاق کے تین چار ماہ بعد جبکہ لڑکا پیدا ہوا تو عورت کی عدت ختم ہوگئی۔ اب اگر زید اس عورت سے راضی ہے اور تین طلاق نہیں دی تھی تو عورت کی مرضی سے نئے مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر تین طلاق دی تھی تو بغیر حلالہ اس سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں اگر زید بغیر حلالہ اس کو دوبارہ رکھے تو سب مسلمان سختی کے ساتھ اس کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۱ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از نظام الدین موضع ہتھیوا پوسٹ نیوتنواں بازار ضلع گورکھپور

خالد نے اپنی بیوی جعدہ کو تین سال تک رکھا اس کے بعد جعدہ کو طلاق دے دیا پھر خالد شادی شدہ لڑکی دوسری جگہ سے بھگا کر لایا جس کا نام ہندہ ہے اس کو سال بھر رکھا جب ہندہ حاملہ ہو چکی تو اس کو اپنے گھر سے نکال دیا پھر خالد نے تیسری لڑکی شادی شدہ دوسری جگہ سے بھگا کر لایا جس کا نام ساجدہ ہے اس کو تین سال تک رکھا اس سے بھی تین سال تک حرامکاری کرتا رہا ساجدہ کے شوہر کا نام عمرو ہے اس نے بھی طلاق نہیں دیا تھا تین سال کے بعد خالد نے طلاق لینے کے لئے عمرو کے پاس گیا تو عمرو نے کہا کہ مجھے چار سو روپیہ اور ایک عدد میرا زیور لیکر گئی ہے اس کو دے دو میں طلاق دے دوں گا جب خالد نے اس بات کو سنا تو وہاں سے اپنے گھر چلا آیا تو یہ بات مشہور کر دی اپنے گاؤں میں کہ وہ دیوبندی ہے اس پر خالد نے فتویٰ منگایا اور جب فتویٰ آیا تو حامد نے سب حرکتوں کو جانتے ہوئے خالد کا نکاح پڑھا دیا اور خالد مسجد کا امام بھی

Marfat.com

ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ایسی صورت میں از روئے شرع خالد پر کیا حکم ہے اور حامد جس نے نکاح پڑھ دیا اور جو اس نکاح کے گواہ ہوئے اس پر کیا حکم ہے نیز کتب معتبرہ احادیث صحیحہ کی روشنی میں مع حوالہ تحریر فرمائیں؟

الجواب خالد سخت گنہگار، ظالم جفا کار اور مستحق عذاب نار ہے اس پر علانیہ توبہ و استغفار کرنا لازم ہے پھر ساجدہ کا شوہر عمرو اگر واقعی وہابی ہے یعنی مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی اور خلیل احمد انبیٹھی کی عبارات کفریہ قطعیہ مندرجہ حفظ الایمان ص۸ تحذیر الناس ص۳،۱۴،۲۸ اور براہین قاطعہ ص۵۱ پر یقینی اطلاع پاتے ہوئے مولویان مذکور کو کافر و مرتد نہیں کہتا یا مسلمانان اہلسنت کو کافر و مرتد جانتا ہے تو بمطابق فتاویٰ حسام الحرمین وہ وہابی مرتد ہے اس صورت میں خالد کا نکاح ساجدہ کے ساتھ ہو گیا کسی پر کوئی گناہ نہیں کہ مرتد ہونے کی وجہ سے ساجدہ کا نکاح عمرو کے ساتھ ہوا ہی نہیں تھا فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط اور اگر ساجدہ کے شوہر عمرو کو وہابیوں کے کفریات قطعیہ کی خبر نہیں صرف اس کا طریقہ کار وہابیوں جیسا ہے تو وہ وہابی گمراہ ہے اس صورت میں ساجدہ کا نکاح خالد کے ساتھ نہیں جائز ہوا اور اگر عمرو سنی ہے تو اس صورت میں بھی نکاح نہیں ہوا۔ لہٰذا ان دونوں صورتوں میں خالد پر لازم ہے کہ فوراً ساجدہ کو اپنے سے الگ کر دے اور علانیہ توبہ و استغفار کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں نہ اس کے پاس بیٹھیں اور نہ اس کو اپنے پاس بیٹھنے دیں قرآن مجید پارۂ ہفتم رکوع ۱۴ میں ہے واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ اور ان دونوں صورتوں میں مسجد کے امام حامد پر لازم ہے کہ نکاح کے جائز نہ ہونے کا اعلان عام کرے بالاعلان توبہ و استغفار کرے اور نکاحانہ بھی واپس کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا بھی مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے اور جو لوگ اس نکاح کے گواہ بنے بلکہ ہر وہ شخص جو اس نکاح سے راضی رہا سب بالاعلان توبہ و استغفار کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۸ ربیع النور ۱۳۹۸ھ

مسئلہ ۔ از عبد القادر مقام سکھا بارہ۔ ڈاکخانہ گادی بھرکڈہ ضلع گریڈیہہ (بہار)

Marfat.com

زید نے اپنی بیوی ہندہ کو اس وقت طلاق دی جبکہ وہ چار ماہ کی حاملہ تھی۔ بکر نے ہندہ سے عقد کر لیا۔ پانچ ماہ کے بعد جب ہندہ کو لڑکی پیدا ہوئی تو بکر نے اسے گھر سے نکال دیا۔ اور بکر اسے نہ کھانا وغیرہ دیتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہندہ کو بکر سے طلاق حاصل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ بکر کہتا ہے کہ ہندہ کا نکاح مجھ سے حالت حمل میں ہوا اس لئے وہ از روئے شرع ہماری بیوی نہیں ہوئی۔ طلاق دینے کی ضرورت نہیں؟

الجواب جبکہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو حالت حمل میں طلاق دی تو اس کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ پارہ ۲۸ سورۂ طلاق میں ہے واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن۔ پھر بکر نے اگر یہ جانتے ہوئے کہ عورت عدت میں ہے اس سے نکاح کیا تو وہ نکاح ہی نہ ہوا۔ اس صورت میں نہ طلاق کی ضرورت ہے نہ عدت کی۔ عورت فوراً دوسرا کر سکتی ہے۔ اور اگر بکر یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ عورت عدت میں ہے اس طرح اس سے نکاح ہوا تو نکاح فاسد ہوا۔ اس صورت میں بھی طلاق کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر بکر نے بعد نکاح فاسد اس سے وطی کی ہے تو جس دن بکر نے ہندہ کو گھر سے نکالا اس دن سے عورت پر عدت واجب ہوئی۔ عدت گذارے بغیر وہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی مگر نکاح فاسد کی عدت میں شوہر پر نفقہ واجب نہیں جیسا کہ جوہرہ نیرہ جلد دوم ص۱۲۱ کتاب النفقات میں ہے انما تجب فی النکاح الصحیح وعدته اما الفاسد وعدته فلا نفقة لها فیه۔ اور بکر نے اگر اسے بچہ پیدا ہونے کے بعد نکالا تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ خواہ تین حیض تین ماہ، تین سال یا اس سے زیادہ میں آئیں۔ قال اللہ تعالیٰ والمطلقٰت یتربصن بانفسهن ثلٰثة قروء (پ۲ ع ۱۲) اور ایسی عورت مطلقہ کے حکم میں ہے۔ هٰذا ما ظهر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسوله جل جلاله وصلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۷ ذو الحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ۔ از عبد الغنی ساکن چیتیوا ضلع بستی

سنبل حسن عرف غریب اللہ ساکن چیتیوا ضلع بستی کا نکاح سُتلی بنت برساتی ساکن مدصوا پور ضلع بستی کے ساتھ ہوا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد غریب اللہ کے گھر والوں نے لڑکی والوں سے رخصتی کا مطالبہ کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ لڑکی ابھی بچہ ہے چھ برس کے بعد گونا دیا جائے گا۔ اس پر غریب اللہ گھر سے باہر چلے

Marfat.com

گئے پھر لڑکی والوں نے غریب اللہ سے طلاق حاصل کئے بغیر ستلی مذکورکا نکاح مقام سہنیاں میں ایک دوسرے شخص سے کر دیا۔ پھر غریب اللہ چھ برس کے بعد گھر واپس ہوئے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ ستلی کا نکاح جو دوسرے شخص سے ہوا وہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور ستلی کا شوہر شرعی نقطہ نگاہ سے کون ہے؟

الجواب صورت مسئولہ میں ستلی مذکورہ کا جو نکاح دوسرے شخص سے کر دیا گیا وہ ناجائز اور باطل ہے لقولہ تعالیٰ والمحصنٰت من النساء۔ جس طرح اس باطل نکاح سے پہلے ستلی کا شوہر غریب اللہ تھا ویسے ہی اب بھی غریب اللہ ہی ستلی کا شوہر ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ بدرالدین احمد رضوی

مسئلہ ۔ از محمد صفت یارک پار ضلع بستی

ایک عورت جس کا نکاح ایک شخص کے ساتھ ہوا تھا وہ عورت اپنے اس شوہر کے پاس نہیں گئی اور نہ تو طلاق ہوئی مگر اس عورت نے دوسرا شوہر کر لیا۔ پھر اس کو ناپسند کر کے تیسرا شوہر دوسری جگہ کر لیا۔ پھر اس کو ناپسند کر دیا۔ چوتھی دفعہ ایک اور شخص کے یہاں آئی وہ اپنے لڑکے کے ساتھ منسوب کرنا چاہتا ہے ایک نکاح پڑھنے والے صاحب جو کہ اس موضع کے امام ہیں اس شخص سے جو کہ اس عورت کو اپنی بہو بنانا چاہتا ہے کہا کہ ہمیں شبہ ہے کہ یہ عورت بلا طلاقی ہے۔ اس کا نکاح پڑھنا ناجائز ہے وہ شخص اس عورت کے تیسرے شوہر کے پاس گیا اور کچھ رقم خرچ کر کے دو آدمیوں کے سامنے طلاق نامہ لکھوالیا۔ اب اس نے اسی نکاح پڑھنے والے صاحب سے کہا کہ ہم طلاق نامہ لکھوالائے ہیں اب آپ نکاح پڑھ دیجئے۔ ان نکاح پڑھنے والے امام نے کہا کہ بھائی عدت گزر جانے دو اس کی عدت تین ماہ ہے بعد عدت نکاح ہوگی حالانکہ وہ صاحب اس واقعہ سے بخوبی واقف ہیں دیدہ و دانستہ صاف جواب نہیں دیتے ہیں۔ وہ عورت اسی نئے شوہر کے پاس ہے تو کیا یہ نکاح جائز ہے اور جو نکاح پڑھنے والے صاحب نے ایسا ہی جواب دیا اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب صورت مسئولہ میں اس عورت کا شوہر اول کے بغیر طلاق یا موت دوسرے سے نکاح کر لینا قطعاً ناجائز و حرام ہوا۔ چہ جائیکہ تیسرا اور چوتھا نکاح۔ لہٰذا تیسرا شوہر اگر ہزار بار طلاق دے تو کچھ نہیں

Marfat.com

جب تک کہ پہلے شوہر سے طلاق یا اسکی موت پر اس کی عدت نہ گزر جائے دوسرا اور تیسرا اور چوتھا کوئی بھی نکاح درست نہیں ہوا اور اسی فرضی نکاح کے ذریعہ جو کچھ بھی زن و شوہری تعلقات قائم ہوئے سب حرام سخت حرام ہوئے اگر ہمبستری بھی ہوئی تو خالص زنا ہوا عورت اور مرد دونوں سخت حرامکار لائق عذاب نار باعث عقاب جبار و قہار ہیں۔ دونوں پر فرض ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات ختم کر کے فوراً الگ ہو جائیں اور ان پر نکاح پڑھانے والے اور واقعہ سے باخبر ہو کر شریک نکاح ہونے والوں پر توبہ فرض ہے جب تک یہ لوگ توبہ و بیزاری ظاہر نہ کر دیں دوسرے مسلمانوں کا ان سب سے قطع تعلق کرنا واجب ہے اور جن امام صاحب نے واقعہ کو جان کر مسئلہ گول مول کر رکھا ہے ان پر بھی توبہ لازم ہے توبہ اور اس ناجائز عمل پر بیزاری ظاہر کر دینے پر بشرائط امامت نماز پڑھا سکتے ہیں ورنہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں اور مدت عدت مطلقاً تین ماہ سمجھنا غلط ہے ایسا سمجھنے والے اور سمجھانے والے توبہ کریں مسئلہ شرعاً یوں ہے کہ اگر مطلقہ آئسہ ہو چکی ہے یعنی پچپن سال میں جا کر حیض سے بالکل ناامید ہو چکی ہے تو اس کی عدت صرف تین ماہ ہے اور اگر نابالغہ ہے یعنی ابھی حیض شروع ہی نہیں ہوا تو بھی یہی تین ماہ اور مطلقہ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل یعنی بچہ پیدا ہو جانا عدت ہے اور ان کے علاوہ کی مطلقہ عورت مکمل تین حیض سے عدت پوری کرے۔ وہ چاہے ساٹھ دن میں ہو یا چھ برس میں یا اس سے زیادہ لگ جائے قال اللہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ یعنی طلاق شدہ عورتیں مکمل تین حیض تک انتظار کریں ہاں جس کا شوہر مر جائے تو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے ھٰکذا فی الکتب والسنۃ واللہ ورسولہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم۔

کتبہ العبد نعیم الدین احمد عفی عنہ صدیقی رضوی گورکھپوری

۱۵ر رجب المرجب ۱۳۸۰ھ

مسئلہ۔ مرسلہ حبیب جمعدار ریلوے اسپتال گورکھپور

زید نے اپنی بیوی محمودہ کو طلاق دے دی عدت کے اکیسویں دن باہر سے مولوی بلا کر لوگوں نے محمودہ کا نکاح بکر سے کر دیا۔ جب پنچایت نے یہ کہا کہ محمودہ کا نکاح ناجائز ہے تو لوگوں نے کہا کہ اس مرتبہ ہم نے اس نکاح کو جائز قرار دے دیا ہے اب ناجائز نہیں قرار دیں گے اور آیندہ ایسا نہ کریں گے۔ تو شرعی حکم کیا ہے مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب اگر زید نے خلوت صحیحہ اور ہمبستری کے پہلے طلاق دی ہے تو محمودہ پر عدت نہیں اور بکر سے نکاح

Marfat.com

کرنا صحیح ہے۔ لیکن اگر زید نے خلوت صحیحہ یا ہمبستری کے بعد طلاق دی ہے تو عدت گزارنے سے پہلے شرعاً محمودہ سے بکر کا نکاح ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ خواہ کوئی مولوی نکاح پڑھے یا مفتی۔ لہٰذا اگر اس مولوی نے اور گواہوں نے یہ جانتے ہوئے کہ محمودہ کی عدت ختم نہیں ہوئی اور نکاح پڑھ دیا تو وہ مولوی اور گواہ سب علانیہ توبہ کریں اور نکاح مذکور کے غلط ہونے کا اعلان عام کریں۔ اور جن لوگوں نے یہ کہا کہ اس مرتبہ ہم نے اس نکاح کو جائز قرار دیدیا ہے اب ناجائز نہیں قرار دیں گے۔ یہ لوگ سخت گنہگار لائق عذاب قہار اور دین و دنیا میں روسیاہ و شرمسار ہوں گے۔ ان لوگوں پر علانیہ توبہ کرنا اور محمودہ کو بکر سے علیحدہ کر دینا واجب اور لازم ہے تاکہ وہ دونوں میاں بیوی کے تعلقات قائم نہ رکھیں۔ اور شرعی حکم معلوم ہو جانے کے بعد اگر ان دونوں نے آپس میں ازدواجی تعلقات کو قائم رکھا تو وہ دونوں سخت حرام کار، زناکار اور نہایت بدکار ہیں۔ مسلمانوں پر ایسے لوگوں سے قطع تعلق کرنا واجب۔ اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے قال اللہ تعالیٰ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ. وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ

مسئلہ۔ از جمعراتی ساکن خلیل آباد ضلع بستی

زینب کا نکاح ہوا کچھ دنوں بعد شوہر کا انتقال ہوگیا عدت گذرنے کے بعد زینب نے دوسرا نکاح کیا کچھ دن اس دوسرے شوہر کے ساتھ رہی پھر بغیر طلاق لئے صوبئی چودھری اور نبی بخش نے اس کا نکاح تیسرے کے ساتھ کر دیا حالانکہ ان دونوں کو معلوم تھا کہ دوسرے شوہر نے اسے طلاق نہیں دی ہے۔ اب زینب، صوبئی اور چودھری کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؛

الجواب صورت مسئولہ میں زینب کا نکاح تیسرے مرد کے ساتھ ہرگز جائز نہیں ہوا صوبئی چودھری اور اور نبی بخش علانیہ توبہ کریں۔ اور زینب کو اس تیسرے مرد سے جدا کرائیں۔ اگر صوبئی چودھری اور نبی بخش علانیہ توبہ نہ کریں اور زینب کو اس تیسرے مرد سے جدا کرنے میں حتی الامکان زور نہ لگائیں تو تمام مسلمان ان کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، سلام و کلام کرنا ہر قسم کے اسلامی تعلقات ختم کر دیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ نکاح خواں، گواہ اور دیگر حاضرین مجلس نکاح جو اس نکاح سے راضی رہے سب توبہ کریں۔ زینب پر بھی واجب ہے کہ فوراً ہی تیسرے مرد سے الگ ہو کر علانیہ توبہ کرے اور شوہری تعلقات ہرگز قائم نہ کرے ورنہ سخت گنہگار

Marfat.com

لائق عذاب قہار اور دین و دنیا میں روسیاہ و شرمسار ہوگی اور توبہ نہ کرنے اور اپنے تیسرے مرد سے جدا نہ ہونے کی صورت میں مسلمانوں پر لازم ہے کہ زینب کا بھی بائیکاٹ کریں وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۴ ر جمادی الاخری ۱۳۸۴ھ

مسئلہ۔ از عبدالرشید متعلم مدرسہ علیمیہ انوار العلوم ملحقہ خانقاہ آبادانیہ سرکانہی شریف مظفر پور

(۱) زید نے اپنی لڑکی ہندہ کا عقد بکر سے کر دیا (درحالت صحت دماغ بکر) کچھ دنوں کے بعد بکر کا دماغی توازن بگڑ گیا جنونی کیفیت طاری ہوگئی زید نے بہت دنوں بکر کا علاج کرایا لیکن دماغی توازن درست نہ ہو سکا بعد ازیں زید نے بکر کے گاؤں والوں سے ہندہ کے لئے کسی دوسرے سے نکاح کر دینے کی تحریری اجازت حاصل کر لی اور ہندہ کا نکاح خالد سے کر دیا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ بکر کے دماغی خلل کی وجہ سے اس کی بیوی کا نکاح بلا اس کے طلاق دیئے ہوئے خالد سے صحیح ہو سکتا ہے؟

(۲) بعد درستگی دماغ بکر گاؤں کے چند اشخاص کے ساتھ ہندہ کے گھر آیا اور کہا کہ میرا دماغی توازن ٹھیک ہو گیا ہے لہٰذا اپنی لڑکی ہندہ کو میرے گھر جانے دو تو زید نے کہا کہ جن لوگوں نے ہمیں ہندہ کا عقد ثانی کرنے کی تحریری اجازت دی ہے اگر وہی لوگ میرے یہاں آکر تحریری اجازت دیدیں تو میں لڑکی کو تمہارے یہاں جانے دونگا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا زید کا عذر صحیح ہے؟

الجواب (۱) صورت مسئولہ میں ہندہ شرعاً بکر کی بیوی ہے ہرگز ہرگز کسی دوسرے سے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ بکر مر نہ جائے یا جنون سے صحتیاب ہو کر ہندہ کو طلاق نہ دیدے محض گاؤں والوں کی اجازت پر خالد سے نکاح ہرگز ہرگز جائز نہ ہوا اس لئے کہ انہیں یہ حق حاصل نہیں حتی کہ بکر کا ولی بھی دوسرے سے نکاح کی اجازت نہیں دے سکتا۔ لہٰذا ہندہ کے لئے کسی دوسرے سے نکاح کر دینے کی اجازت حاصل کرنے والے، اجازت دینے والے، ہندہ کا خالد سے نکاح پڑھنے والے، گواہ، جملہ حاضرین مجلس نکاح اور جو لوگ بھی اس نئے نکاح سے راضی رہے سب علانیہ توبہ کریں۔

(۲) زید پر اپنی لڑکی ہندہ کو بکر کے گھر بھیج دینا واجب اور لازم ہے اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۶ ر صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

Marfat.com

مسئلہ ۔ از رمضان علی مقام راج منڈل خرد عرف برگدہی پوسٹ پورندرپور ضلع گورکھپور

ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ ہوا بکر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی بکر ماں اور اس کی بیوی سے برابر جھگڑا ہوتا رہا بکر کی ماں نے بکر سے کہا اگر تمہاری بیوی رہے گی تو میں نہیں رہوں گی بنا بریں بکر نے اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیا کہ میں تم کو نہیں رکھوں گا۔ ہندہ نے مسلمانوں کی پنچایت میں معاملہ پیش کیا بکر سے پنچان نے پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو گھر سے کیوں نکال دیا اس نے جواب دیا کہ اگر یہ رہے گی تو میری ماں نہیں رہے گی اس صورت میں یہ رہے یا نہ رہے مگر میں اپنی ماں کو نہیں چھوڑوں گا بکر نہ تو ہندہ کو صاف صاف طلاق دیتا ہے اور نہ ہی رکھتا ہے اور لڑکی اپنے ماموں کے یہاں رہتی ہے ہندہ نے دو سال تک انتظار کیا اس کے بعد ہندہ نے بغیر طلاق لئے زید سے نکاح کر لی اس سے تین بچے پیدا ہوئے گاؤں والے کھانا وغیرہ نہیں کھاتے زید بکر سے بار بار تقاضا کرتا ہے کہ تم طلاق دے دو مگر بکر طلاق نہیں دیتا ہے ہاں اس بات پر طلاق دینے کو تیار ہے کہ اگر ہماری لڑکی مل جائے تو میں طلاق دے دوں گا لیکن لڑکی کا ماموں لڑکی دینے کو تیار نہیں ہے ۔۔۔ زید بکر کو روپیہ بھی دیتا ہے کہ جو کہو روپیہ دے دیں مگر طلاق دے دو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ کیا کرے؟ اور از روئے شرع بکر پر کیا حکم ہے؟

الجواب صورت مسئولہ میں چونکہ ہندہ نے بکر سے طلاق حاصل کئے بغیر زید سے نکاح کیا اس لئے یہ نکاح جائز نہ ہوا لہٰذا ہندہ فوراً زید سے الگ ہو جائے اور ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ پڑھنے والے، گواہان جملہ حاضرین مجلس نکاح اور زید و ہندہ علانیہ توبہ کریں ۔۔۔ چونکہ ہندہ کے مبتلائے فسق کے بعد بکر کی لڑکی کی پرورش کا حق لڑکی کی نانی کو ہے لہٰذا اگر لڑکی نانی کی پرورش میں ہے اور لڑکی کی عمر نو سال سے کم ہے اور ماموں لڑکی کو بکر کے سپرد کرنے سے انکار کرتا ہے اور بکر اس بنیاد پر طلاق نہیں دیتا ہے تو بکر سخت گنہگار ہے اس صورت میں تاوقتیکہ بکر طلاق نہ دے تمام مسلمان بکر کا بائیکاٹ کریں اور اگر لڑکی کی نانی نہیں ہے اور لڑکی اپنے ماموں کی پرورش میں ہے یا لڑکی اپنی نانی کی پرورش میں ہے لیکن اس کی عمر نو سال ہو چکی ہے تو ایسی صورت میں ماموں پر ضروری ہے کہ لڑکی بکر کے سپرد کر دے ان دونوں صورتوں میں اگر لڑکی بکر کے سپرد نہ کرنے کے سبب بکر طلاق نہ دے گا تو ماموں گنہگار ہوگا خلاصہ یہ کہ جس طرح بھی ہو سکے بکر سے طلاق حاصل کی جائے طلاق حاصل کئے بغیر ہندہ کسی سے ہرگز نکاح نہیں کر سکتی لہٰذا زید و ہندہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں ورنہ تمام مسلمان ان دونوں کا بائیکاٹ کریں یعنی ان کے ساتھ کھانا پینا

Marfat.com

اٹھنا، بیٹھنا، سلام وکلام کرنا اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات بند کردیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲۶ر شوال ۱۳۸۵ھ

مسئلہ۔ از کلو مقام گورا پوسٹ اسکار بازار ضلع بستی

تجمل حسین نے اپنی بیوی عزیز النساء کو حالت حمل میں طلاق دے دی تو عزیز النساء کچھ دنوں میکہ میں رہ کر ایک دوسرے کے پاس چلی گئی وہیں اس کو بچہ پیدا ہوا پھر جب دوسرا حمل ہوا تو اسی شخص مذکور کے ساتھ نکاح کر لیا اب عزیز النساء، تجمل حسین کے پاس رہنا چاہتی ہے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب تجمل حسین نے جو حالت حمل میں عزیز النساء کو طلاق دی تو وہ طلاق واقع ہوگئی اور بچہ پیدا ہونے پر اس کی عدت بھی ختم ہوگئی لہٰذا ناجائز حمل ہونے کی صورت میں اس نے دوسرے شخص سے نکاح کیا وہ صحیح ہوگیا اب دوسرے شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر شوہر اول کے پاس وہ ہرگز ہرگز نہیں رہ سکتی۔ اگر شوہر ثانی سے طلاق حاصل کئے بغیر تجمل حسین عزیز النساء کو رکھے تو تمام مسلمان تجمل حسین کا بائیکاٹ کردیں یعنی اس کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، سلام وکلام ہر قسم کے اسلامی تعلقات بند کردیں واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲ر رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ

مسئلہ۔ از محمد علی جیتی پور. ضلع بستی

ایک غریب لڑکی دو سال سے میکہ میں بیٹھی ہے شوہر نہ اس کو لے جاتا ہے اور نہ ہی طلاق دیتا ہے تو کیا اس صورت میں دوسرے سے اس کا نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب جس طرح بھی ہوسکے طلاق حاصل کی جائے یا شوہر کو رخصت کرانے پر مجبور کیا جائے طلاق حاصل کئے بغیر دوسرے سے نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۵ر جمادی الاُخریٰ ۱۳۸۵ھ

مسئلہ۔ از محمد حسین ڈھوا بڑھنی بازار ضلع بستی

Marfat.com

زید نے اپنی بیوی ہندہ کو کئی سال رکھا اور اس سے ایک لڑکی بھی ہے قریب تین دفعہ ہوا کہ زید نے اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیا پنچایت کرنے پر لوگوں نے بھیجنے پر مجبور کیا اور میں نے بھیج دیا اس کے بعد پھر نکال دیا اور مسلسل تین سال ہو گیا نہ تو لے جا رہا ہے اور نہ کھانا کپڑا دیتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے آپ سے گذارش ہے کہ اسلام کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ بیّنوا توجروا

الجواب صورت مستفسرہ میں زید کو اپنی بیوی ہندہ کا نان ونفقہ دینے پر مجبور کیا جائے یا گاؤں کی پنچائیت وغیرہ کا دباؤ ڈال کر کسی طرح اس سے طلاق حاصل کی جائے۔ ھٰذا ما ظھرلی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۱۵ ربیع الآخر ۸۹ھ

مسئلہ ۔ از اقبال احمد۔ محمد حسین ہریا چندرسی بنگھسری ضلع گونڈہ

ہندہ شادی شدہ ہے کسی خانگی کشیدگی کی بنا پر زید بمبئی چلا گیا۔ ہندہ میکے ہی ہے عرصہ چار سال ہونے کو ہوا زید گھر نہیں آیا البتہ خطوط کے ذریعہ ہندہ کو بلایا کہ تم بمبئی چلی آؤ۔ ہندہ مذکورہ بمبئی جانے سے انکار کیا ہندہ منکوحہ کے والدین بدرجۂ مجبوری علمائے فرنگی محل کے نام استفتاء بھیجا علمائے فرنگی محل نے فتویٰ دیا کہ ہندہ دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے ـــ صورت مذکورہ میں کیا یہ فرنگی محل کا فتویٰ درست ہے؟ اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ اور ہندہ کا نیا شوہر سنی صحیح العقیدہ بریلوی بھی ہے یہ بھی علمائے حق اہلسنت سے معلوم ہوا ہے کہ موجودہ دور کے علمائے فرنگی محل دیوبند سے کم نہیں ہیں۔ اب قاضی اور گواہان نکاح پر کیا شرعی کوئی حکم عائد تو نہیں ہے؟ اگر کوئی جرم عائد آتا ہے تو اس کی سزا کیا ہے۔ قاضی گواہان اور ہندہ، نیز نیا شوہر، بکر کیسے صاف ستھرا ہوں گے۔ علمائے حق زحمت کر کے صحیح فتویٰ دے کر ہم لوگوں پر احسان عظیم کر کے جزائے خیر کے مستحق ہوں۔

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب صورت مسئولہ میں اگر علمائے فرنگی محل نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے تو وہ فتویٰ سراسر غلط ہے ہرگز قابل عمل نہیں۔ ہندہ اب بھی اپنے شوہر کی بدستور سابق بیوی ہے۔ دوسرا نکاح ہرگز جائز نہیں ہوا۔ نکاح خواں اور گواہوں پر علانیہ توبہ واستغفار واجب ہے۔ اور قاضی دوسرے نکاح کے باطل ہونے کا اعلان عام کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس

Marfat.com

کرے۔ اور ہندہ و بکر فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور یہ دونوں بھی علانیہ توبہ واستغفار کریں اور آپس میں ہرگز میاں بیوی کے تعلقات قائم نہ کریں کہ حرام اشد حرام ہے۔ اگر ہندہ کو بکر اپنے سے الگ نہ کرے اور میاں بیوی جیسا تعلق اس کے ساتھ باقی رکھے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ پارہ ۷ رکوع ۱۴ میں ہے وامّا ینسینّک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظلمین وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ۔ از محمد امین موضع کنو پوسٹ سنگرام پور ضلع سلطان پور
زید نے اپنے بھائی کے انتقال کے عرصہ پانچ ماہ بعد اس کی بیوی کو بالاعلان اپنی زوجہ بنا کر بغیر نکاح کئے اپنے پاس رکھ لیا۔ شرعاً زید پر کیا حکم ہے نیز زید اگر اس سے نکاح کرنا چاہے تو اس کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب صورت مسئولہ میں زید فاسق معلن ہے اس پر بالاعلان توبہ کرنا اور اس بیوہ عورت سے فوراً علیحدہ ہو جانا تاوقتیکہ نکاح نہ ہو جائے فرض ہے ۔۔۔ بیوہ عورت اگر حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت ۴ ماہ ۱۰ دن ہے اور اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے اگر اس بیوہ عورت کی عدت ختم ہو چکی ہو تو زید اس سے نکاح کر سکتا ہے وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ رحیم الدین احمد القادری الرضوی
۲۵ ذی القعدہ ۸۵ھ

ارشاد گرامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ

علم دین فقہ و حدیث ہے۔ منطق و فلسفہ کے جاننے والے علماء نہیں۔ یہ امور متعلق بہ فقہ ہیں۔ تو جو فقہ میں زیادہ ہے وہی بڑا عالم دین ہے اگرچہ دوسرا حدیث و تفسیر سے زیادہ اشتغال رکھتا ہو۔
(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص۵۴۲)

Marfat.com

بَابُ الوَلیِ وَالکفوٗ

ولی اور کفو کا بیان

مسئلہ: از شوکت علی موضع پلیا ٹیک دھرڈاکخانہ ادے راج گنج ضلع بستی۔

زید نے اپنی پہلی لڑکی کا نکاح حالت نابالغی میں ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ کئی سال پہلے کر دیا تھا لڑکا ابھی تک نابالغ ہی ہے اور لڑکی بالغ ہو گئی ہے جو اپنے شوہر کے پاس جانے کو تیار نہیں ہے۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ زید اس کا دوسرا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حالت نابالغی میں باپ یا دادا کا کیا ہوا نکاح اس طرح لازم ہو جاتا ہے کہ لڑکی کسی طرح فسخ نہیں کر سکتی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں لڑکی کا دوسرا نکاح کرنا حرام ہے ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ ہاں اگر شوہر مر جائے یا بالغ ہونے کے بعد طلاق دے تو دوسرا نکاح کر سکتی ہے کہ نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۲۶۷ میں ہے ان زوجہما الاب او الجد فلا خیار لہما بعد بلوغہما۔ اور درمختار مع شامی جلد دوم ص۳۰۸ میں ہے لزم النکاح ولو بغبن فاحش او بغیر کفؤ ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منہما سوء الاختیار۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۳۳۰ میں ہے لا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل ھکذا فی فتح القدیر۔ وھو اعلم

کتبــــــــہ جلال الدین احمد امجدی

۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: از محمد ادریس ساکن دھوبہی پوسٹ کھنڈسری بازار ضلع بستی۔

ہندہ بالغہ کی شادی اس کے باپ نے بغیر اجازت بکر کے ساتھ اپنے گھر پر ۱۱ بجے رات میں کی۔ جب سویرا ہوا اور لوگوں

Marfat.com

کو معلوم ہوا کہ بکر کو ٹی۔بی کی بیماری ہے۔یہ خبر جس وقت ہندہ کو معلوم ہوئی کہ بکر کو ٹی۔بی کی بیماری ہے۔اس پر اپنے ناپسندی کا اظہار کرتے ہوئے۔ہندہ نے کہا جس وقت میری شادی کی گئی تھی تو کیا مجھ سے پوچھا گیا تھا میں نے کسی سے کہا کہ میری شادی بکر سے کردو۔؟ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ ہوا کہ نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب بکر کے مبتلائے ٹی۔بی کی خبر سے پہلے ہندہ کو نکاح کی خبر پہونچی یا نہیں؟ اگر پہونچی تو کس نے پہونچائی؟ پھر خبر پہونچنے پر اس نے سکوت اختیار کیا یا کچھ کہا یا نہیں یا روئی؟ اور عقد کے وقت ہندہ کنواری تھی یا ثیبہ؟ اگر ہندہ کو بکر کے مبتلائے ٹی۔بی کے ساتھ نکاح کی خبر ملی اور اس نے مذکورہ بالا جملے کہے تو نکاح باطل ہے۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے لایجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکرا کانت او ثیبا فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل۔کذا فی السراج الوهاج۔اور اگر بیماری کی خبر سے پہلے ہندہ کو بکر کے ساتھ نکاح کی خبر دی گئی اور خبر دینے والا خود باپ یا اس کا قاصد یا کوئی فضولی عادل تھا اور وہ کنواری تھی پھر اس نے سکوت اختیار کیا یا ہنسی (جبکہ استہزاء نہ ہو) یا مسکرائی یا بغیر آواز کے روئی۔تو ان سب صورتوں میں اذن سمجھا جائیگا یعنی عقد ہوگیا۔اور اگر عقد ہونے کے وقت ہندہ کنواری نہیں تھی بلکہ ثیبہ تھی اور اس نے سکوت اختیار کیا تو نکاح نہ ہوا۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔لو استاذن الثیب فلابد من رضاها بالقول وکذا اذا بلغها الخبر هکذا فی الکافی۔هذا ما عندی والعلم عند الله تعالیٰ ورسوله جل جلاله وصلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

مسئلہ:۔ از شان اللہ مقام ڈیرہ ضلع سلطان پور۔

ہندہ دو بچے والی ہے ہندہ کے والد نے اپنی مرضی سے اس کا نکاح زید کے ساتھ کردیا زید کے گھر جانے پر ہندہ کو معلوم ہوا کہ وہ نشہ باز ہے اس لئے ہندہ نے ہمبستری سے انکار کردیا اور تیسرے دن زید سے طلاق لے لی۔پھر ایک ماہ بعد بکر سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ و.س نکاح میں شریک ہونے والے گواہ اور قاضی کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

بینوا توجروا۔

الجواب ہندہ اگر کسی کے نکاح یا عدت میں نہ تھی تو اس کے والد کا اپنی مرضی سے کیا ہوا نکاح

Marfat.com

فضولی ہوا کہ ہندہ کی اجازت پر موقوف تھا۔ پھر وہ بلا جبر و اکراہ شوہر کے یہاں رخصت ہو گئی تو اجازت فعلی پائی گئی نکاح صحیح ہو گیا اب اگر زید نے وطی نہیں کی مگر خلوت صحیحہ (عورت و مرد کی ایسی تنہائی کہ کوئی چیز مانع ہمبستری نہ ہو) پائی گئی اور اس کے بعد زید نے طلاق دی تو ہندہ پر عدت گذارنا واجب ہے قبل انقضاء عدت بکر سے نکاح جائز نہ ہوا فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۲۷۱ میں ہے رجل تزوج امرأة نكاحا جائزا فطلقها بعد الدخول او بعد الخلوة الصحيحة كان عليها العدة كذا في فتاوى قاضي خان۔ لہٰذا ایسی صورت میں ہندہ و بکر ایک دوسرے سے الگ رہیں اور میاں بیوی کے تعلقات آپس میں ہرگز نہ قائم کریں ورنہ دونوں سخت گنہگار و حرام کار ہونگے اور اس نکاح سے راضی رہنے والے، شریک ہونے والے، گواہ اور نکاح خواں سب علانیہ توبہ کریں اور نکاح کے ناجائز ہونے کا اعلان عام کریں۔ اور اگر خلوت صحیحہ بھی نہیں پائی گئی تو عدت واجب نہیں۔ اس صورت میں بکر کے ساتھ نکاح صحیح ہو گیا اگر کوئی اور دوسری وجہ مانع جواز نہ ہو۔ هذا ما عندي وهو تعالى اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ از جلال الدین خاں موضع بنڈریا مرزا پور اترولہ۔ گونڈہ

بکر نے اپنی بیٹی ہندہ کا عقد بغیر اس کی رضامندی کے زید کے ساتھ کر دیا تھا در انحالیکہ ہندہ بالغہ تھی اس واقعہ کو بھی تقریباً آٹھ سال گزر گئے اور ہندہ ابھی تک نہ اپنے سسرال گئی اور نہ ہی خلوت ہوئی ایسی صورت میں عقد مذکور ہوا کہ نہیں۔ اور لڑکی اپنا دوسرا عقد کرنے کی مجاز ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب: اللهم هداية الحق والصواب:۔ عاقلہ بالغہ عورت کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہو سکتا اور اگر کسی نے کر دیا تو اس کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۲۶۹ میں ہے لا يجوز نكاح احد على بالغة صحيحة العقل من اب او سلطان بغير اذنها بكرا كانت او ثيبا فان فعل ذلك فالنكاح موقوف على اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل كذا في السراج الوهاج۔ لہٰذا صورت مستفسرہ میں اگر باپ کے کئے ہوئے نکاح کو ہندہ نے رد کر دیا تھا تو اس صورت میں طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر پہلے رضامند نہ تھی مگر باپ کے کئے ہوئے نکاح کو جائز کر دیا تھا تو اس صورت میں بغیر طلاق دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔

وهو تعالى اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲۹ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

Marfat.com

مسئلہ :۔ از عبدالرشید خان موضع سنگاؤں فتح پور۔

ماموں نے اپنی نابالغ بھانجی کا نکاح اپنی اجازت سے کر دیا حالانکہ اس وقت باپ و بھائی بھی موجود تھے جس وقت لڑکی بالغ ہوئی تو اس وقت لڑکی نے کہا کہ میں اس شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اور لڑکی نے عدالت منصفی میں ایک دعوی بھی دائر کیا جس میں لڑکی نے یہ دکھلایا کہ میرا نکاح نابالغی میں ہوا تھا اور اب میں بالغ ہو گئی ہوں اور مجھے اختیار ہے کہ میں اپنا نکاح فسخ کر دوں اور عدالت منصفی نے لڑکی کا نکاح فسخ کر دیا اس صورت میں لڑکی اپنا دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ صورت مسئولہ میں نابالغ بھانجی کا نکاح باپ کی اجازت کے بغیر اگر ماموں نے غیر کفو سے کیا یا مہر میں فاحش کمی کے ساتھ کیا تو نکاح باطل ہوا درمختار مع شامی جلد اول ص۳۰۵ میں ہے ان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ لا یصح النکاح من غیر کفوٴ او بغبن فاحش اصلا اور اگر باپ کی اجازت کے بغیر صرف ماموں نے کفوٴ کے ساتھ مہر مثل کے بدلے کیا تو نکاح فضولی ہوا اس صورت میں باپ کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے نکاح کی خبر سن کر رد کر دیا مثلاً کہا کہ میں اس نکاح کو جائز نہیں ٹھہراتا یا رد کرتا ہوں یا میں راضی نہیں ہوں یا ان کے مثل اور کوئی لفظ کہا تو رد ہو گیا اس صورت میں لڑکی طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور اگر باپ نے اس نکاح کی اجازت پہلے دیدی تھی یا ماموں نے کفوٴ سے مہر مثل کے ساتھ نکاح کیا تو باپ نے بعد میں صراحۃً اجازت دیدی مثلاً کہا کہ بہتر ہوا یا میں نے پسند کیا یا مجھے منظور ہے یا ان کے مثل اور کوئی کلمہ کہا۔ یا بعد نکاح باپ نے دلالۃً اجازت دیدی مثلاً اس نے شوہر کی جانب سے لڑکی کے لئے عیدی کپڑا وغیرہ قبول کیا یا باپ نے اسی قسم کا اور کوئی کام کیا کہ جس سے رضامندی سمجھی جائے تو نکاح لازم ہو گیا درمختار میں ہے لو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔ ان تمام صورتوں میں لڑکی شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح ہرگز نہیں کر سکتی کہ کفوٴ سے مہر مثل کے ساتھ کیا ہوا ماموں کا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف تھا جب اس نے نافذ کر دیا لازم ہو گیا بشرطیکہ باپ معروف بسوء اختیار نہ ہو۔ لہٰذا اس صورت میں لڑکی کو بعد بلوغ اختیار فسخ نہ رہا اور جب اختیار فسخ نہ رہا تو بالغ ہوتے ہی لڑکی کا یہ کہنا کہ میں اس شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔ فضول ہے اور موجودہ زمانہ کی نام نہاد عدالت منصفی سے نکاح فسخ کرانا بہر صورت بے کار ہے کہ یہ دار القضاء شرعی نہیں اور نہ یہ حاکم شرعی لہٰذا ان کے فسخ کرنے سے نکاح ہرگز فسخ نہ ہوگا۔ ھکذا فی الجزء الخامس من الفتاوی الرضویہ۔ وھو سبحانہ وتعالی اعلم۔

کتبہ

جلال الدین احمد امجدی

۲۹ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

Marfat.com

مسئلہ: محمد بشیر احمد رضوی پوسٹ و مقام گودھنا ضلع گونڈہ۔

(۱) زید نے اپنے باپ کو اجازت دی کہ اس کی نابالغہ لڑکی رقیہ کا نکاح بکر سے کردے مگر لڑکی کے دادا نے بکر سے خود نکاح نہیں پڑھایا بلکہ دوسرے کو نکاح کرنے کا وکیل بنایا جب رقیہ بالغ ہوئی تو باپ نے اسے بکر کے یہاں رخصت کیا پھر لڑکی باپ کے گھر واپس آئی اور اب جانے سے انکار کرتی ہے تو تحصیل سے طلاق حاصل کی گئی اب دریافت طلب یہ ہے کہ نکاح مذکور فضولی ہوا یا نہیں اور تحصیل سے طلاق حاصل کرنے کے بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) ایک نابالغہ لڑکی کے باپ کا انتقال ہوگیا تو اس کے نانا نے ایک غیر کفو ناچنے والے سے نکاح کردیا تو یہ نکاح ہوا یا نہیں۔ اور لڑکی طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: (۱) بیشک صورت مستفسرہ میں نکاح فضولی ہوا جو حالت نابالغی میں رقیہ کے باپ کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے جائز کردیا تو نافذ ہوگیا اور بالغ ہونے کے بعد رقیہ کا رخصت کرنا فضولی کے جائز ٹھہرانے کی کھلی ہوئی دلیل ہے لہٰذا اب رقیہ شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح ہرگز نہیں کرسکتی اور تحصیل سے طلاق حاصل کرنا فضول ہے کہ شوہر کے علاوہ دوسرے کو طلاق دینے کا اختیار نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے الطلاق لمن اخذ بالساق شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر اگر رقیہ کے گھر والے اس کا دوسرا نکاح کریں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین (پ ۷ ع ۱۴) وھو اعلم بالصواب

(۲) صورت مسئولہ میں اگر باپ کے انتقال کے بعد دادا موجود تھا اور اس کی اجازت سے نانا نے نکاح کیا یا نانا کے نکاح کے بعد دادا نے جائز کردیا تو نکاح صحیح ہوگیا اس صورت میں طلاق حاصل کئے بغیر لڑکی کا دوسرا نکاح نہیں ہوسکتا ہاں اگر دادا کا سوء اختیار معلوم ہو چکا ہے مثلاً اس سے پہلے وہ اپنی لڑکی یا پوتی کا نکاح غیر کفو سے کرچکا ہے پھر یہ دوسرا نکاح غیر کفو سے جائز ٹھہرایا یا دادا ابھی نکاح سے پہلے انتقال کرچکا تھا اور نانا نے غیر کفو سے نکاح کیا تو نکاح نہ ہوا ان دونوں صورتوں میں لڑکی طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کرسکتی ہے درمختار میں ہے لزم النکاح ولو بغبن فاحش او بغیر کفو ان کان الولی المزوج بنفسہ ابا او جدا لم یعرف منھما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقا وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ لا یصح النکاح من غیر کفو اصلا اھ ملخصا۔ وھو اعلم

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

Marfat.com

مسئلہ:۔ از کرامت علی پرتاب گڈھ۔

بکر نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اس کی گود میں تین ماہ کی لڑکی بھی تھی بیوی اپنے میکہ میں گذر کر رہی ہے۔ لڑکی تقریباً سات سال کی ہوگئی۔ تو کیا اس لڑکی کا نکاح کرنے میں بکر سے اجازت ضروری ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ جب تک لڑکی نابالغ ہے اس کا نکاح کرنے کے لئے بکر کی اجازت ضروری ہے اور بالغ ہونے کے بعد کفو کے ساتھ شادی کرنے کے لئے بکر کی اجازت ضروری نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۳۰ رجمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

مسئلہ:۔ از زین العابدین اوجھاگنج ضلع بستی۔

زید کی بیوی ہندہ نے زید کی بیٹی کی شادی بغیر زید کی اجازت کے خالد کے ساتھ کر دیا اور نکاح کرنے کے بعد ہندہ نے زید کو بذریعہ خط اطلاع کیا زید نے اس عقد کو خط کے ذریعہ انکار کر دیا۔ زید کی بیٹی عقد کے وقت نابالغ تھی جس کی عمر تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴ سال کی تھی۔ ایسی صورت میں عقد ہوا کہ نہیں؟

زید اپنی لڑکی کا عقد خالد سے طلاق لئے بغیر دوسری جگہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر زید نے اپنی بیوی کو نابالغہ لڑکی کے نکاح کا اختیار نہیں دیا تھا اور بیوی نے بغیر اس کی اجازت کے نکاح کر دیا پھر اطلاع پانے پر باپ نے مسترد کر دیا تو وہ نکاح باطل ہوگیا۔ ایسی صورت میں خالد سے طلاق لئے بغیر لڑکی کا دوسرے سے نکاح کرنا جائز ہے۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۰ ر ذو القعدہ ۱۳۹۰ھ

مسئلہ:۔ از۔ محمد قدیر بیڑی دوکان گنڈی بازار بھیلواڑہ (راجستھان)

زید کی شادی ہندہ سے ۵ رسال کی عمر میں ہوئی اب ہندہ بالغہ ہے اور اپنے شوہر کے پاس ابھی تک نہ گئی اور نہ جانا ہی چاہتی ہے تو اس کے بارے میں شرعی احکام سے مطلع فرمائیں؟

الجواب:۔ اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ صورت مسئولہ میں ہندہ کا عقد

Marfat.com

پانچ سال کی عمر میں اگر اس کے باپ یا دادا نے کیا تھا یا ان میں سے کسی کی اجازت سے دوسرے نے کیا تھا یا دوسرے نے بغیر اجازت کر دیا تھا مگر بعد میں باپ یا دادا نے اسے جائز کر دیا تھا تو ان تمام صورتوں میں نکاح لازم ہو گیا۔ ہندہ کا انکار فضول ہے زید اس کا شوہر ہے اس سے طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح ہرگز نہیں کر سکتی فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۲۶۷ میں ہے ان زوجهما الاب او الجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما كذا فى الهداية یہاں تک باپ یا دادا نے اگر مہر میں بہت زیادہ کمی کے ساتھ یا غیر کفو کے ساتھ عقد کیا تو بھی نکاح لازم ہو گیا۔ ہاں اگر ہندہ کے نکاح سے پہلے اس کا باپ یا دادا دوسری لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو کے ساتھ کر چکا تھا پھر ہندہ کا نکاح غیر کفو سے کیا تو جائز نہ ہوا در مختار میں ہے لزم النكاح بغير كفو ان كان الولى ابا او جدا لم يعرف منهما سوء الاختيار وان عرف لا يصح النكاح اتفاقا اھ ملخصا۔ اور اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور نے ہندہ کا نکاح حالت نابالغی میں غیر کفو یا مہر مثل میں بہت زیادہ کمی کے ساتھ کیا تھا تو اس صورت میں بھی نکاح جائز نہ ہوا در مختار میں ہے ان كان المزوج غيرهما اى غير الاب وابيه لا يصح النكاح من غير كفو اصلا اور اگر باپ دادا کے غیر نے کفو سے مہر مثل کے ساتھ کیا تو نکاح جائز ہو گیا مگر اس صورت میں بالغ ہوتے ہی ہندہ فوراً فسخ نکاح کر سکتی تھی اور اگر کچھ بھی وقفہ ہوا تو اختیار فسخ جاتا رہا یہاں تک کہ آخری مجلس تک اختیار نہیں اور اس مسئلہ کو نہ جاننے کا عذر عند الشرع مسموع نہیں در مختار جلد دوم صفحہ ۳۱۰ میں ہے اذا بلغت وهى عالمة بالنكاح او علمت به بعد بلوغها فلا بد من الفسخ فى حال البلوغ او العلم فلو سكتت ولو قليلا بطل خيارها ولو قبل تبدل المجلس۔ وهو تعالىٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۶ر صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: نواب علی کولدہ پور ندرپور گورکھپور۔ یوپی

زید کی بیوی ہندہ ہے اس کا شوہر انتقال کر گیا ہے زید کے دو لڑکیاں نابالغ موجود ہیں عدت ختم ہونے پر زید کی بیوی اسی گھر میں اپنے سسر کے چھوٹے بھائی کے چھوٹے لڑکے عمر سے دوسرا عقد کر لیتی ہے کچھ دنوں بعد ہندہ کے پہلے شوہر کی زمین ہندہ کو مل گئی اور کاغذات میں ہندہ کا نام درج ہو گیا نصف کھیت ہندہ کے نام سے ہو گیا ابھی زید کی لڑکیاں نابالغ ہیں اور ان کی ماں ہندہ ان نابالغ لڑکیوں کا عقد کرنا چاہتی ہے جبراً ساس، سسر اور شوہر کی رائے نہیں ہے جو

Marfat.com

ہندہ کا دوسرا شوہر ہے۔ ہندہ کہتی ہے میری لڑکیاں ہیں اور ان لڑکیوں کا اصلی باپ مرگیا ہے ان لڑکیوں کا ولی میں ہوں جہاں میری طبیعت چاہے گی وہاں میں کروں گی اس معاملے میں کسی کا کوئی روکنے کا حق نہیں ہے نہ میں شوہر کا نہ سسر کا نہ ساس کا کہنا مانوں گی لڑکیوں کا وارث اور ولی میں ہوں مسئلہ ہٰذا میں حضور والا سے یہ دریافت کرنا ہے کہ شریعت میں ان دونوں لڑکیوں کا ولی اقرب ماں ہوگی یا دوسرا باپ اگر نابالغ لڑکیوں کی ماں اذن دے کر عقد کر دے ان لوگوں کو چھوڑ کر تو عقد صحیح ہوگا یا باطل جبکہ اس کا نیا شوہر زندہ ہے اور لڑکیاں ابھی نابالغ ہیں اور یہ بھی سننے میں آیا ہیکہ لڑکیوں کو پکڑ کر جبراً ہندہ اور ہندہ کی ماں باپ ہندہ کے میکے عقد کے لئے لے گئے ہیں میکے ہی میں اذن دے کر عقد کرنا چاہتی ہے ایسی صورت میں از روئے شرع مطلع فرمائیں ان لڑکیوں کا ولی اقرب کون ہے اگر ماں ہے تو تحریر فرمائیں یا دوسرا شوہر جو زندہ ہے اگر ماں نکاح کر دے تو نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں ؟

الجواب —— صورت مسئولہ میں جبکہ باپ مرگیا ہے تو نابالغ لڑکیوں کا ولی ان کا دادا ہے پھر پردادا وغیرہ اصول اگرچہ کئی پشت اوپر کا ہو۔ پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا بھائی پھر حقیقی بھائی کا بیٹا پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا پھر حقیقی چچا پھر سوتیلا چچا۔ خلاصہ یہ کہ اس خاندان میں سب سے زیادہ قریب کا رشتہ دار جو مرد ہو وہ ولی ہے جب لڑکیوں کے خاندان میں کوئی نہ ہوگا تو ان کی ماں کے ولی ہونے کا درجہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۲۶۵ میں ہے

اقرب الاولیاء الی المرأۃ الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علا کذا فی المحیط۔ ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم ابن الاخ لاب وام ثم ابن الاخ لاب وان سفلوا ثم العم لاب وام ثم العم لاب الخ وعند عدم العصبۃ کل قریب یرث الصغیر والصغیرۃ من ذوی الارحام یملک تزویجھما فی ظاھر الروایۃ۔ لہٰذا اگر دادا پردادا وغیرہ اصول میں کوئی زندہ ہے تو ان کی اجازت کے بغیر نکاح نہ ہوگا۔ اور اگر دادا وغیرہ نہیں ہیں کوئی بھائی بالغ ہے تو ان کی اجازت کے بغیر ماں کا کیا ہوا نکاح جائز نہ ہوگا۔ اور اگر بھائی یا بھائی کا بیٹا نہیں ہے تو چچا کی اجازت کے بغیر ماں کا کیا ہوا نکاح نہ ہوگا جب لڑکیوں کے خاندان میں کوئی مرد نہ ہو تو البتہ ماں کا کیا ہوا نکاح ہو جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۹ رجمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۰۰ھ

Marfat.com

مسئلہ :۔ از علی احمد عرف بتن چوڑی فروش ساکن نرہریا پوسٹ پھرانی بستی

زید اور خالد نے اپنے لڑکے اور لڑکی کی شادی طے کی جب لڑکی سے اجازت لینے گئے تو لڑکی نے اپنا دین مہر ایک سو پینتیس ۱۳۵ روپئے ساڑھے دس آنہ بتایا۔ جب لڑکے سے ایجاب وقبول کرایا گیا تو لڑکے نے انکار کر دیا اس کے بعد زید اور خالد نے آپس میں طے کر کے مبلغ پینتیس ۳۵ روپئے ساڑھے دس آنہ دین مہر پر نکاح پڑھوایا لڑکی کو اسکی کوئی خبر نہیں وہ تو یہی سمجھ رہی تھی ۔ کہ ایک سو پینتیس روپیہ ساڑھے دس آنہ پر ہی نکاح پڑھایا گیا ہے ۔ ایسی صورت میں جبکہ لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہیں ۔ تو نکاح ہوا کہ نہیں شرع کے مطابق جیسا کہ حکم ہو صادر فرمایا جاوے ۔

الجواب صورت مستفسرہ میں نکاح فضولی ہوا یعنی جس وقت لڑکی کو ۳۵ ۔۱۰ مہر پر نکاح ہونے کا علم ہوا اس وقت اگر لڑکی نے اس نکاح کو نامنظور کر دیا تو نکاح باطل ہوگیا۔ اور اگر منظور کر لیا تو ہوگیا۔ ھذا ما ظھر لی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۱۲ر من محرم الحرام ۱۳۹۳ھ

مسئلہ :۔ محمد ابراہیم ساکن مینہواں تحصیل ڈومریاگنج ضلع بستی ۔

جھنکو ساکن ٹیٹواں خالصہ نے اپنی نابالغ لڑکی مہر النساء کا نکاح اپنے بھانجے محمد صابر کے ساتھ کر دیا۔ مہر النساء اب بالغ ہو چکی ہے وہ اپنے نکاح کو فسخ کرنا چاہتی ہے ۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ شرع محمدی کے رو سے کیا مہر النساء اپنے باپ کا کیا ہوا نکاح فسخ کر سکتی ہے ؟ اور اگر مہر النساء اپنا یہ نکاح فسخ کر کے دوسرا نکاح کرے تو یہ دوسرا نکاح حلال ہوگا یا نہیں ؟ بینوا توجروا ۔

الجواب فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۶۷ میں ہے فان زوجھما الاب والجد فلا خیار لھما بعد بلوغھما وان زوجھما غیر الاب والجد فلکل واحد منھما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ یعنی نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح باپ یا دادا نے کر دیا تو بالغ ہونے کے بعد ان دونوں کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں ۔ اور اگر باپ دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے نکاح کیا ہے تو بالغ ہونے کے بعد لڑکے اور لڑکی کو اس بات کا اختیار ہے کہ چاہیں نکاح باقی رکھیں اور اگر چاہیں تو نکاح فسخ کر دیں ۔ صورت مسئولہ میں چونکہ مہر النساء کا نکاح اس کے باپ نے کیا ہے اس لئے مہر النساء بالغ ہونے کے

Marfat.com

بعد اس نکاح کو فسخ نہیں کر سکتی ہو اگر بعد البلوغ اپنے باپ کا کیا ہوا نکاح فسخ کر کے دوسرا نکاح کرے تو یہ نکاح باطل اور حرام ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ رحیم الدین احمد القادری الرضوی
لسبعۃ عشر من ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ

مسئلہ: از عاشق علی موضع بڑھیاڈالکانہ مڑلا ضلع بستی۔

ہندہ کے گھر والے سنی ہیں اس کے باپ دادا فوت ہو گئے ایک نابالغ بھائی اور چچا تھے تو ہندہ کی ماں نے حالت نابالغی میں ہندہ کا نکاح ایک وہابی سے کر دیا تو یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ ہندہ بالغ ہونے کے بعد تین چار بار اپنے شوہر کے یہاں آئی گئی۔ پھر بھاگ کر شفیع محمد کے یہاں چلی گئی۔ شخص مذکور ہندہ کو بیوی کی طرح رکھے ہوئے ہے۔ اور اب اسی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب قطع نظر اس سے کہ آج کل عام وہابی ضروریات دین کے منکر اور دائرۂ اسلام سے قطعاً خارج ہیں جن سے کسی کا نکاح ہرگز منعقد نہیں ہو سکتا۔ بالفرض جس کے ساتھ ہندہ کی ماں نے اس کا نکاح کیا اگر وہ اس درجہ کا نہ بھی ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ سنی کی لڑکی کا وہابی کفو نہیں ہو سکتا۔ درمختار مع شامی جلد دوم ص۳۲۰ میں ہے و تعتبر ای الکفاءۃ فی العرب والعجم دیانۃ ای تقوی فلیس فاسق کفوا لصالحۃ اور علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غنیہ ص۴۷۹ میں تحریر فرماتے ہیں المبتدع فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق من حیث العمل یعترف بانہ فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئاً علی خلاف ما یعتقدہ اھل السنۃ والجماعۃ۔ اور باپ دادا کے علاوہ کوئی دوسرا ولی نابالغ کا نکاح غیر کفو سے کرے تو نکاح منعقد نہیں ہوتا جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم ص۳۰۵ میں ہے ان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ لا یصح النکاح من غیر کفؤ اصلا اھ ملخصاً۔ لہٰذا صورت مستفسرہ میں اگر سنی کی لڑکی کا نکاح اس کی ماں نے وہابی سے کیا تو نہ ہوا۔ لڑکی کو وہابی کے یہاں جانا ہرگز جائز نہ تھا۔ شفیع محمد اگر اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے طلاق کی ضرورت نہیں۔ لیکن شفیع محمد نے جو اسے بغیر نکاح بیوی کی طرح رکھا تو سخت گنہگار ہوا۔ اسے اور لڑکی کو علانیہ توبہ و استغفار کرایا جائے پابندیٔ نماز کی تاکید کی جائے اور میلاد شریف و قرآن خوانی

Marfat.com

کرنے، غرباء و مساکین کو کھانا کھلانے اور مسجد میں لوٹا چٹائی رکھنے کی تلقین کی جائے کہ یہ چیزیں قبول توبہ میں معاون ہوں گی قال اللہ تعالیٰ من تاب و امن و عمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنٰت و کان اللہ غفورا رحیما (پ۱۹ ع ۴) وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبــہ جلال الدین احمد امجدی
۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ از عبد الجبار مدرسہ اہلسنت وجہ العلوم والٹر گنج ضلع بستی۔

کیا فرماتے ہیں حضرت مفتی صاحب قبلہ اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا نکاح اس کے والدین نے حالت نابالغی میں کیا لڑکی بالغ ہوگئی البتہ شوہر ابھی تک نابالغ ہے مگر لڑکی رخصت ہوکر اپنے شوہر کے گھر گئی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی۔ دریافت طلب امور یہ ہیں کیا حالت نابالغی کا نکاح لازم ہوجاتا ہے لڑکی بالغ ہونے پر اگر کہہ دے کہ میں نہیں جانتی کہ میرا نکاح ہوا تھا یا نہیں تو ایسا کہنے کے باوجود لڑکی عقد کی قید میں رہے گی یا الگ ہوجائے گی؟ اور صورت مذکورہ میں اگر شوہر طلاق دے تو عدت ہے کہ نہیں؟

الجواب ـــــــــــ حالت نابالغی میں باپ کا کیا ہوا نکاح لازم ہوجاتا ہے۔ لڑکی کا بعد بلوغ اس سے انکار کرنا فضول ہے۔ ہاں اگر باپ کا سوء اختیار معلوم ہوچکا ہو مثلاً اس سے پہلے اس نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو فاسق وغیرہ سے کیا تھا پھر یہ دوسرا نکاح اگر غیر کفو سے کیا تو صحیح نہ ہوا درمختار میں ہے لزم النکاح ولو بغبن فاحش او من غیر کفو ان کان المزوج ابا او جدا لم یعرف منھما سوء الاختیار۔ اور جبکہ باپ کا سوء اختیار نہ معلوم ہو تو اس صورت میں لڑکی کا بعد بلوغ یہ کہنا بےکار ہے کہ میں نہیں جانتی کہ میرا نکاح ہوا تھا یا نہیں۔ لڑکی بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں رہے گی۔ اور لڑکا اگر نابالغ ہے تو وہ اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا اور اگر طلاق دے تو واقع نہ ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۳۳۳ میں ہے لا یقع طلاق الصبی و ان کان یعقل۔ اور اگر واقعی شوہر سے خلوت نہ ہوئی اور بعد بلوغ اس نے طلاق دی تو اس صورت میں عدت نہیں جیسا کہ پ۲۲ رکوع ۳ میں ہے۔ اِذَا نَکَحۡتُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقۡتُمُوۡھُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡھُنَّ فَمَا لَکُمۡ عَلَیۡھِنَّ مِنۡ عِدَّۃٍ اور اگر نابالغی میں خلوت ہوئی ہے اور بالغ ہونے کے بعد طلاق دی تو عدت لازم ہے بغیر عدت دوسرا نکاح نہیں کرسکتی۔ ھکذا فی بہار شریعت عن رد المحتار۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبــہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ: از حاجی محمد حنیف منیجر مدرسہ اہلسنت بڑہر الشنپور پوسٹ تلوکپور تھانہ بستی۔

ایک بیوہ عورت ہے۔ اس کی صرف ایک نابالغہ لڑکی ہے جس کا نکاح وہ عورت اپنی ولایت سے کرنا چاہتی ہے حالانکہ لڑکی کا چچا اور اس کے چچا کا بیٹا موجود ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ چچا اور چچا کے بیٹے کی اجازت کے بغیر وہ نکاح ہوگا یا نہیں اور بیوہ مذکورہ ایک غیر مسلم سے تعلق رکھتی ہے تو مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے۔

الجواب: صورت مستفسرہ میں نابالغہ لڑکی کا ولی اس کا چچا ہے اس کے ہوتے ہوئے ماں کوئی چیز نہیں۔ لہٰذا لڑکی جب تک کہ نابالغہ ہے چچا کی اجازت کے بغیر لڑکی مذکور کا نکاح نہیں ہوگا۔ درمختار مع شامی جلد دوم ص ۳۱۱ میں ہے الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ۔ اور ص ۳۱۵ میں ہے لو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔ اور عورت جو غیر مسلم سے تعلق رکھتی ہے (العیاذ باللہ) اسے غیر مسلم سے قطع تعلق پر مجبور کیا جائے اور اسے علانیہ توبہ و استغفار کرایا جائے۔ اگر وہ غیر مسلم سے قطع تعلق نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں اس کے یہاں کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے سے سخت پرہیز کریں۔ جو لوگ اس کا اسلامی بائیکاٹ نہ کریں گے وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۶ رجادی الاخری سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: از چودھری ممتاز علی چودھری ڈیہہ۔ گوڈیہہ ضلع بستی۔

زبیدہ کی شادی حالت نابالغی میں اس کے والدین نے محمود سے کر دی۔ کچھ دنوں بعد محمود نے اپنے گھر ایک خنزیر باندھا اور بیچا تو زبیدہ کو شوہر کی اس حرکت کے سبب اس کے یہاں جانے سے انکار ہے۔ ایسی صورت میں نکاح ختم ہوگیا یا طلاق کی ضرورت ہے؟

الجواب: حالت نابالغی میں باپ کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جاتا ہے البتہ اگر باپ کا سوء اختیار معلوم ہو مثلاً اس سے پہلے باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو فاسق وغیرہ سے کیا تھا پھر یہ دوسرا نکاح غیر کفو سے کیا تو نہ ہوا۔ ھکذا فی الرد المحتار۔ اور جبکہ باپ کا سوء اختیار نہ معلوم ہو تو لڑکی کا نکاح لازم ہوگیا۔ اور اس کا شوہر محمود اپنے گھر خنزیر باندھنے اور بیچنے کے سبب سخت گنہگار ضرور ہوا مگر اس کی بیوی اس کے نکاح سے نہیں نکلی۔ لہٰذا اگر لڑکی کو اس کے یہاں جانے سے انکار ہے تو جس طرح بھی ہو سکے طلاق حاصل کرے۔ طلاق یا شوہر کی موت کے بغیر لڑکی دوسرا نکاح ہرگز نہیں کر سکتی۔ وھو اعلم بالصواب۔

Marfat.com

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲۹ رجمادی الآخریٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:- از حکدار موضع سوریا۔ راجے ڈیہا ضلع بستی۔ یوپی

ہندہ کا نکاح اس کے والدین نے کم سنی ہی میں زید کے ساتھ کردیا۔ جب ہندہ باشعور ہوئی۔ تو زید سے نکاح کرنا ناپسند قرار دیا اور قبل بلوغ ہی سے زید کے گھر جانے سے مسلسل انکار کرتی رہتی ہے۔ ایسی صورت میں ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا یا نہیں۔

الجواب:- اگر لڑکی مذکورہ کے نکاح سے پہلے باپ کا سوء اختیار معلوم ہوچکا ہو مثلاً اس سے پہلے اس نے اپنی کسی نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو سے یا مہر مثل میں فاحش کمی کے ساتھ کیا تھا۔ اور پھر اس لڑکی کا نکاح غیر کفو سے یا مہر مثل میں فاحش کمی کے ساتھ کیا تو نکاح نہ ہوا۔ اس صورت میں لڑکی طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ اور باپ کا سوء اختیار نہ معلوم ہو تو اس کا کیا ہوا نکاح نابالغہ لڑکی کے لئے لازم ہوجاتا ہے۔ بالغ ہونے کے بعد اس کا انکار کرنا لغو ہے۔ اس صورت میں طلاق حاصل کئے بغیر لڑکی دوسرا نکاح ہرگز نہیں کرسکتی۔ جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم ص۳۰۴ میں ہے۔ لزم النکاح ولو بغبن فاحش او بغیر کفؤ ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقا اھ۔ وھو سبحانہ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ:- از عبد الغفور فٹر اے۔ سی بی۔ کیور ضلع جبل پور (ایم۔ پی)

مسماۃ رفیق بنت سخاوت الدین عمر تقریباً ۱½ سال اور مسمی نثار احمد بن اظہار محمد عمر تقریباً ۴½ سال جہالت کی محبت کی بناء پر لڑکے اور لڑکی کے والدین نے بڑی خوشی کے ساتھ ولی اور شاہدوں کی شہادت سے باقاعدہ شادی کردی لیکن لڑکی کے سن بلوغ کو پہونچنے کے قبل ہی لڑکے کے والدین نے اپنے لڑکے کی شادی دوسری لڑکی کے ساتھ کرلی۔ اب چونکہ لڑکی بھی بالغ ہوچکی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مجھے اپنی شادی کا کچھ ہوش و پتہ نہیں ہے۔ اور ایسی حالت میں نہ میں اس رشتہ کو پسند کرتی ہوں اور نہ ہی اس رشتہ کو ماننے کو تیار ہوں ایسی حالت میں لڑکی کے والدین

Marfat.com

بھی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتے ہیں نکاح نامہ میں صرف نکاح ہونے کی تاریخ ۷ ارجون ۱۹۶۵ء تحریر ہے دولہا اور دولہن کے نام مع ولدیت درج ہے لیکن عمر کسی کی بھی درج نہیں ہے۔ مہر ۲۲۵ روپیہ درج ہے۔ نکاح پڑھانے والا قاضی انتقال ہوچکا ہے۔ باقی اشخاص زندہ اور موجود ہیں۔

(۱) کیا شریعت اسلام کے تحت اس قسم کی شادی جائز ہے؟ اور ارکان واصول کی پابندیاں کہاں تک درست اور ضروری ہے؟

(۲) نابالغ لڑکی کو سن بلوغ کے پہونچنے کے بعد اگر اسی شادی جو والدین کے مرضی پر ہوئی تھی پسند نہ ہو تو اپنا نکاح فسخ کرنے کا حق کن وجوہات پر ہے۔

(۳) کیا بغیر خلع یا طلاق کے لڑکی کے والدین اس کی دوسری جگہ شادی کر سکتے ہیں؟ اس کیلئے کیا سبیل کیجائے؟

الجواب —— (۱) نابالغ لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے۔ یعنی اگرچہ لڑکی نہ چاہے ولی نے جب نکاح کر دیا تو ہوگیا۔ پھر اگر باپ دادا نے نکاح کر دیا ہے تو اگرچہ مہر مثل سے بہت کم پر نکاح کیا یا غیر کفو سے کیا جب بھی ہوگیا۔ بلکہ لازم ہوگیا۔ اس کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر باپ کا سوء اختیار معلوم ہوچکا ہو مثلاً اس سے پیشتر اس نے اپنی کسی لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو فاسق وغیرہ سے کر دیا اور پھر یہ دوسرا نکاح غیر کفو سے کیا تو صحیح نہ ہوا۔ (بہار شریعت حصہ ہفتم ص۴۳)

(۲) جبکہ باپ کا سوء اختیار نہ معلوم ہوچکا ہو تو اس کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جاتا ہے۔ بالغ ہوجانے کے بعد لڑکی اسے فسخ نہیں کر سکتی۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۲۶۷ میں ہے ان زوجهما الاب والجد فلاخيار لهما بعد بلوغهما كذا في الهداية۔ وهو تعالىٰ اعلم بالصواب

(۳) اگر باپ کا سوء اختیار معلوم ہوچکا ہو تو لڑکی کو اس کے شوہر کے ساتھ رہنے پر مجبور کیا جائے۔ اور اگر لڑکی کسی طرح اس کے ساتھ رہنے پر راضی نہ ہو تو پھر جس طرح بھی ہو سکے طلاق حاصل کی جائے۔ طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۶ رذی القعدہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ:۔ از سید عبدالصمد شیوپوری۔ شیوتری بازار ضلع گورکھپور۔

Marfat.com

خالد ذات کا سید ہے ان کے پاس ایک لڑکی ہے اور عمرو ذات کا پٹھان ہے اس کے پاس ایک لڑکا ہے خالد جو ہے اپنی حقیقی لڑکی کی شادی عمرو کے لڑکے کے ساتھ کر رہا ہے جو ذات کا پٹھان ہے تمام لوگ منع کر رہے ہیں کہ یہ شادی درست نہیں ہے۔ سید اور پٹھان کی شادی نہیں درست ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں جب اسکے ماں باپ شادی کر رہے ہیں تو درست ہے اس میں کوئی شبہ کی گنجائش نہیں ہے لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ شادی درست ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا

الجواب ـــــ اگر لڑکی نابالغ ہے اور باپ کا سوء اختیار معلوم ہے یعنی اس سے پہلے اپنی کسی لڑکی کا نکاح غیر کفو سے کر چکا ہے تو یہ دوسرا نکاح غیر کفو سے صحیح نہ ہوگا اور اگر اس سے پہلے کسی لڑکی کا نکاح غیر کفو سے نہیں کیا ہے تو ہو جائیگا جیساکہ درمختار میں ہے لزم النکاح بغیر کفؤ ان کان الولی ابا اوجدا لم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقا اھ ملخصًا اور اگر لڑکی بالغ ہے اور باپ بیٹی دونوں کو اس کا پٹھان ہونا معلوم ہے اور دونوں اس عقد پر راضی ہیں تو اس صورت میں بھی نکاح ہو جائے گا۔ هكذا فى الفتاوى الرضوية۔ وهو تعالىٰ اعلم بالصواب۔

كتبہ

جلال الدین احمد الامجدی

۷ ر ذی القعدہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ:۔ از محمد داؤد پوسٹ ومقام بینوا بینئی ضلع گورکھپور۔

کیا فرماتے ہیں علمائے حق اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی شادی اس کے نانا نے طے کی اور پھر حالت نابالغی میں اپنی ولایت سے نکاح کر دیا۔ باپ بمبئی تھا جب اسکو معلوم ہوا تو اس نے نانا کے کئے ہوئے نکاح کو قبول نہ کیا بلکہ ناراض ہوا۔ سوال یہ ہے کہ نانا کا کیا ہوا نکاح ہوا یا نہیں ؟

الجواب ـــــ نانا نے جس کے ساتھ ہندہ نابالغہ کی شادی طے کی اگر وہ ہندہ کا کفو تھا اور باپ سے نکاح کی اجازت لینے تک اس رشتہ کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا اور پھر اس قسم کا اچھا رشتہ ملنا مشکل تھا اور نانا سے اقرب ہندہ کا کوئی ولی موجود نہ تھا تو نکاح ہو گیا۔ لیکن اگر لڑکا ہندہ کا کفو نہ تھا۔ یا باپ سے اجازت لینے تک رشتہ کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ تھا یا اس رشتہ کے فوت ہونے پر اس قسم کا اچھا رشتہ ملنا مشکل نہ تھا۔ یا ہندہ کے خاندان میں اس کے دادا پر دادا وغیرہ کی اولاد میں سے کوئی مرد نانا سے ولی اقرب موجود تھا یا ہندہ کی

Marfat.com

ماں دادی یانانی موجود تھی اور نانا نے اپنی ولایت سے نکاح کیا اور ولی اقرب نے صراحۃً یا دلالۃً اسے جائز نہ کیا تو ان تمام صورتوں میں نکاح نہ ہوا درمختار میں ہے ان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ لا یصح النکاح من غیر کفؤ اصلاً۔ اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۲۶۶ میں ہے ان کان الاقرب غائبًا غیبۃ منقطعۃ جاز نکاح الابعد کذا فی المحیط۔ اور غیبت منقطعہ کی تعریف میں اختلاف ہے ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۳۱۵ میں ہے قال فی الذخیرۃ الاصح انہ اذا کان فی موضع لو انتظر حضورہ او استطلاع رائہ فات کفو الذی حضر فالغیبۃ منقطعۃ وفی البحر عن المجتبیٰ والمبسوط انہ الاصح وفی النہایۃ واختارہ اکثر المشائخ وصححہ ابن الفضل وفی الھدایۃ انہ اقرب الی الفقہ وفی الفتح انہ الاشبہ بالفقہ۔ ھٰذا ما عندی وھو اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

کتبہ

جلال الدین احمد الامجدی

۷ رجب المرجب سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ از شمس الحق مقام کول پور ضلع گورکھپور۔

کیا فرماتے ہیں علمائے ملت اسلامیہ اس مسئلہ میں کہ ہندہ جو شریف خاندان کی لڑکی ہے اور خود بھی شریف ہے اس کے ددھیال اور ننھیال میں کوئی اس کا ولی نہیں ہے صرف اس کی خالہ ہے ہندہ اپنے خالہ کے یہاں گئی تو زید جو چور بدمعاش اور ڈاکو ہے اس نے ہندہ کو ایک مکان میں بند کر کے مار ڈالنے کی دھمکی دی رسّی سے باندھ دیا یہاں تک کہ گلے پر گنڑاسا رکھ کر اپنے ساتھ نکاح کا اقرار کرایا اور نکاح پڑھا لیا ہندہ اور اس کی خالہ اس نکاح سے راضی نہ رہے ہندہ تین چار روز کے بعد موقع پا کر زید کے یہاں سے بھاگ گئی اور اسکے گھر سے نکلنے کے بعد ہندہ نے کہا کہ میں اس ڈاکو کے یہاں کبھی نہیں جاؤں گی اور دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب دھمکی دے کر بھی نکاح کے قبول کرانے سے نکاح ہو جاتا ہے جیسا کہ بہار شریعت حصۂ پانزدہم صفحہ ۹ میں ہے کہ "نکاح وطلاق وعتاق پر اکراہ ہوا یعنی دھمکی دے کر ایجاب یا قبول کرا لیا یا طلاق کے الفاظ کہلوائے یا غلام کو آزاد کرایا تو یہ سب ہو جائیں گے اور فتاوی عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۳۱ میں ہے ان تصرفات المکرہ کلھا قولاً منعقدۃ عندنا کالطلاق والعتاق والنکاح والتدبیر والاستیلاد

Marfat.com

والندن رفهم لازم کن افی الکافی اھ تلخیصاً اور درمختار مع شامی جلد پنجم صـ۸۶ کتاب الاکراہ میں ہے
صح نکاحہ وطلاقہ وعتقہ بالقول لابالفعل۔ لیکن اگر ہندہ شریف خاندان کی لڑکی ہے اور خود
بھی شریف ہے جیساکہ سوال میں ظاہر کیا گیا ہے تو زید جو چور ۔ بدمعاش اور ڈاکو ہے اس کا کفو نہیں جیساکہ درمختار
مع شامی جلد دوم صـ۳۲۰ میں ہے تعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ای تقوی فلیس فاسق
کفوًالصالحۃ اوفاسقۃ بنت صالح معلنا کان اولا علی الظاھر نھر اھ۔ اور ولی
والی عورت کا نکاح صحیح ہونے کے لئے کفاءت شرط ہے یا ولی اقرب کا عقد سے پہلے جان بوجھ کر غیر کفو پر نکاح
پر اظہار رضا ضروری ہے۔ لہٰذا صورت مستفسرہ میں ہندہ کی خالہ جو اسکی ولیہ ہے اگر نکاح سے پہلے اس بدمعاش
کے ساتھ عقد پر اپنی رضا کو ظاہر نہ کیا تو نکاح نہ ہوا۔ عورت طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کر سکتی ہے فتاوی رضویہ جلد
پنجم صـ۲۹۱ میں ہے " روایت مفتی بہا پر ولی والی عورت کیلئے کفاءت شرط صحت نکاح ہے یا ولی اقرب پیش از عقد
عدم کفاءت پر دانستہ اپنی رضا ظاہر کر دے بعد عقد راضی ہو جانا بھی نفع نہیں دیتا فی ردالمحتار تعتبر الکفاءۃ
للزوم النکاح علی ظاھر الروایۃ ولصحتہ علی روایۃ الحسن المختارۃ للفتوی
اھ وفی الدرالمختار یفتی فی غیر الکفؤ بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی
فلا تحل بلا رضی ولی بعد معرفتہ ایاہ فلیحفظ اھ مختصراً۔ اور اگر اس بدمعاش کے
ساتھ نکاح ہونا ہندہ کی خالہ کے لئے ننگ وعار کا باعث نہ ہو تو اس صورت میں نکاح ہو گیا۔ طلاق حاصل
کئے بغیر وہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ ھٰذا ما ظھر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ
جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۳۰ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: شمشاد علی، نرکٹھا، بانسی، بستی (یوپی)

زید وہندہ دونوں سے محبت ہو گئی اور زید شادی شدہ ہے اور ہندہ بغیر شادی شدہ۔ زید اور ہندہ
دونوں فرار ہو گئے بعدہ ہندہ کے والد اس کو پکڑ کر اپنے گھر لائے اور کچھ دنوں ہندہ اپنے والد کے پاس رہی
اس کے بعد پھر زید وہندہ فرار ہو گئے اور کچھ دنوں بعد زید ہندہ کو اپنے گھر لایا زید نے علانیہ توبہ کی اور ہندہ سے
نکاح پڑھا لیا تو کیا زید کے گھر کھانا پینا جائز ہے؟ اور ہندہ کے والد کے گھر کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا

Marfat.com

توجروا۔

الجواب صورت مستفسرہ میں اگر ہندہ بالغہ ہے اور زید اس کا کفو ہے تو اگرچہ باپ اس نکاح سے راضی نہ رہا ہو نکاح مذکور منعقد ہوگیا اور اگر زید ہندہ کا کفو نہیں تو باپ اگرچہ نکاح کے وقت چپ رہا ہو بلکہ اگرچہ بعد نکاح اپنی رضامندی صاف صاف ظاہر کردی ہو لیکن قبل از نکاح باپ نے صراحۃً اپنی رضامندی ظاہر نہ کی تو غیر کفو کی صورت میں نکاح ہرگز جائز نہ ہوا اسی طرح فتاوی رضویہ میں ہے اور درمختار میں ہے یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی لفساد الزمان اور ردالمحتار میں ہے ھذہ روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ وھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضی بعدہ اور اسی طرح ردالمحتار میں ہے السکوت منہ لا یکون رضی کما ذکرنا اھ۔ اور زید نے جبکہ علانیہ توبہ کرلی تو اس کے یہاں کھا، پی سکتے ہیں لیکن چونکہ اس نے گناہ عظیم کیا ہے اس لئے اسکو چاہئے کہ میلاد شریف و قرآن خوانی کرے، غرباء و مساکین کو کھانا کھلائے اور مسجد میں لوٹا و چٹائی رکھے کہ یہ چیزیں قبول توبہ میں معاون ہونگی۔ اور ہندہ کا فرار اگر اس کے باپ کی لاپروائی سے ہوا تو اس کے باپ پر بھی علانیہ توبہ و استغفار لازم ہے اور بعد توبہ اس کے یہاں کھا پی سکتے ہیں۔ اور ہندہ پر بھی توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

مسئلہ:۔ از حافظ عثمان۔ نوتنواں بازار۔ گورکھپور۔ یوپی

زید کی لڑکی آمنہ جس کا نکاح ۶ سال کی عمر میں گھر والوں نے کردیا۔ اور ایک شخص جو عقیدہ کا گندہ وہابی تھا۔ اس نے لڑکی کا عقد پڑھا دیا۔ اب لڑکی بالغہ ہوگئی۔ اور اس عقد سے انکار کرتی ہے۔ لڑکی کے والدین سنی اور صحیح العقیدہ ہیں بہت پریشان ہیں لہٰذا فتویٰ مع اسناد مرحمت فرمائیں۔

الجواب وہابی سے نکاح پڑھوانا سخت ناجائز و گناہ ہے کہ اس میں اسکی تعظیم ہے لیکن اگر وہابی نے پڑھا دیا تو منعقد ہو جائے گا اس کے لئے اسلام شرط نہیں۔ بدائع الصنائع اور فتاوی رضویہ میں ہے۔ تجوز وکالۃ المرتد بان وکل مسلم مرتدا وکذا لو کان مسلما وقت التوکیل ثم ارتد فھو علی وکالتہ الا ان یلحق بدار الحرب فتبطل وکالتہ

Marfat.com

لہٰذا صورت مستفسرہ میں عقد مذکور لازم ہوگیا۔ تاوقتیکہ شوہر طلاق نہ دے آمنہ کو اس کے ساتھ زندگی گزارنا ضروری ہے
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ ؍ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

مسئلہ:۔ از سکریٹری انجمن معین الاسلام، پرانی بستی، بشہر بستی۔

ہندہ جبکہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھی تو اس کا باپ مرگیا بعد عدت ہندہ کی ماں نے دوسرے گاؤں پر شادی کرلی جب ہندہ کی عمر پانچ برس کی ہوئی جو اپنی ماں کے پاس تھی تو اس کے حقیقی چچا عبدالغفار نے ہندہ کا نکاح غریب اللہ سے کر دیا اس نکاح سے ہندہ کی ماں راضی نہیں تھی۔ ہندہ ابھی کنواری ہے غریب اللہ کی اس سے ابھی تک تنہائی نہیں ہوئی اب غریب اللہ نے پھر دوسرا نکاح کر لیا اور وہ ہندہ کو رکھنا نہیں چاہتا اور نہ طلاق ہی دیتا ہے۔ اب ہندہ کی عمر ۱۹ سال ہے۔ ہندہ کی ماں اس کا دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے تو طلاق حاصل کئے بغیر ہندہ کا دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اگر باپ نہ ہو تو دادا پھر پردادا وغیرہ پھر بھائی کو حق ولایت حاصل ہے اگر ان میں سے کوئی نہ تھا تو حقیقی چچا عبدالغفار کو حق ولایت حاصل تھا اگر اس نے اپنی بھتیجی کا نکاح غیر کفو یا مہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ کیا تو نکاح نہ ہوا۔ اس صورت میں طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ درمختار میں ہے۔ ان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ لایصح النکاح من غیر کفؤ او بغبن فاحش اصلا اھ ملخصا اور اگر کفو و مہر مثل کے ساتھ کیا تھا تو منعقد ہوگیا تھا لیکن اس صورت میں اگر لڑکی کو نکاح ہونا پہلے سے معلوم تھا تو بالغ ہوتے ہی فوراً نکاح فسخ کر سکتی تھی اگر فوراً اس نے فسخ نہ کیا تو اب اختیار فسخ جاتا رہا اور اس کے بارے میں مسئلہ معلوم نہ ہونے کا عذر شرعاً مسموع نہیں۔ اس صورت میں لڑکی غریب اللہ کی بیوی ہے اگر وہ رکھنا نہیں چاہتا تو جس طرح بھی ہو سکے طلاق حاصل کی جائے۔ طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص ۲۶۷ میں ہے ان زوجھا غیر الاب والجد فلکل واحد منھما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ۔ پھر اسی صفحہ پر چند سطر کے بعد ہے یبطل ھذا الخیار فی جانبھا بالسکوت اذا کانت بکرا ولا یمتد الی اخر المجلس حتی لو سکتت کما بلغت وھی بکر بطل الخیار اھ اور شرح وقایہ

Marfat.com

جلد دوم مجیدی صـ۲۲ میں ہے ان البکر اذا سکتت بعد البلوغ او العلم بناء علی انہا لم تعلم ان لہا الخیار یبطل خیارہا فان سکوتہا رضاء ولا تعذر بالجہل اھ۔
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۷ ر ذی القعدہ سنہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ: از مظہر حسین نوری۔ بڑا بازار بانس ڈیہہ ضلع بلیا۔
ہندہ کی شادی نابالغی میں ہوئی۔ ہندہ کا باپ بیمار تھا۔ ولی نکاح دوسرے کو منتخب کیا۔ اب ہندہ کی شادی دوسرے سے ہوگئی۔ شومئی قسمت سے زید برص زدہ ہوگیا۔ علاج کافی ہوا مگر اچھا نہ ہوا۔ ہندہ کو خوف ہے اس کی بیماری کا۔ اب دو سال بعد جب ہندہ بالغ ہونے کو ہوئی کہ پہلا حیض آتے ہی ہندہ نے اپنے نکاح کو فسخ کردیا۔ اور اپنے والدین سے زید کے گھر جانے سے انکار کردیا۔ کیا ہندہ زید کے نکاح میں ہے کہ نہیں۔

الجواب: صورت مستفسرہ میں جبکہ باپ کی اجازت سے نکاح ہوا تو وہ لازم ہوگیا۔ بالغ ہونے کے بعد لڑکی کا اس نکاح کو فسخ کرنا بیکار ہے وہ بدستور اپنے شوہر کی بیوی ہے بغیر طلاق وہ دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی ہاں باپ اگر اپنی کسی نابالغہ لڑکی کا نکاح پہلے کسی غیر کفو یا مہر مثل میں فاحش کمی کے ساتھ کیا تھا اور پھر اس لڑکی کا نکاح بھی غیر کفو یا مہر مثل میں فاحش کمی کے ساتھ کیا تو نہ ہوا۔ تو اس صورت میں لڑکی بغیر طلاق کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ درمختار جلد دوم مع شامی صـ۳۰۴ میں ہے لزم النکاح ولو بغبن فاحش او بغیر کفوٴ ان کان الولی ابا او جد الم یعرف منہما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقا اھ ملتقطا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۹ ر ربیع النور سنہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: از جلیل احمد موضع قصبہ پوسٹ دلاسی گنج ضلع فیض آباد۔
(۱) جلیل احمد کا کہنا ہے کہ محمد رفیق نے ہم کو اعلیٰ مالک بنادیا اور یہ کہہ دیا کہ جاؤ میری لڑکی کا نکاح کہیں طے کر کے کردیجئے میں نے اس کی شادی طے کیا اور رفیق کو بلوایا تو رفیق نے کہا کہ میرے پیر میں چوٹ آگئی

Marfat.com

ہے میں پریشان ہوں میں نے آپ کو مالک بنا دیا ہے آپ جا کر کر دیجئے، شادی ہوئے قریب تین سال ہوئے اب رفیق انکار کر رہے ہیں کہ میں نے جلیل کو اعلیٰ مالک نہیں بنایا تھا جلیل اپنی مرضی سے میرے لڑکی کا نکاح کر دئے ہیں۔ میں اس نکاح سے راضی نہیں ہوں آج تین سال بعد گاؤں میں پنچائت کیا گیا۔ گاؤں کے سامنے جلیل نے گواہ پیش کیا (۱) رمضان علی موضع قصبہ (۲) جنت النساء موضع قصبہ (۳) سعید النساء موضع قصبہ۔ گاؤں والوں کے سامنے یہ تینوں آدمیوں نے کہا کہ ہم سے رفیق نے کہا تھا کہ ہمارے لڑکی کا نکاح ہے تمہارے یہاں سے کون جائیگا، پھر رمضان کے یہاں جمن گئے اور جنت النساء کے یہاں سے اس کا لڑکا تاج محمد گیا اور سعید النساء کے گھر سے کوئی نہیں گیا۔ جلیل نے رفیق کے لڑکی کا نکاح کر دیا لیکن لڑکی کی رخصتی نہیں کیا۔ ابھی تک اپنے والد کے یہاں رہ رہی ہے اور نکاح ہوئے تین سال کے قریب ہو گیا آج قریب ایک ماہ کے ہوا رفیق نے اپنی اسی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کسی دوسرے لڑکے کے ساتھ کر دیا پہلے والی نکاح میں لڑکی نابالغ تھی اب اس وقت لڑکی بالغ ہو چکی ہے۔ ایسی حالت میں دوسرا نکاح ہوا کہ نہیں؟

الجواب ـــــ محمد رفیق نے اگر واقعی محمد جلیل سے کہا تھا کہ تم میری لڑکی کا نکاح کہیں طے کر کے کر دو اور جلیل نے محمد رفیق کی لڑکی کا نکاح کر دیا تو وہ لازم ہو گیا۔ پھر محمد رفیق نے اپنی اسی لڑکی کا نکاح جو دوسرے کے ساتھ کیا وہ نکاح باطل ہے۔ اس پر لازم ہے کہ اپنی لڑکی کو شوہر اول کے پاس بھیجے یا اس سے طلاق حاصل کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین (پ ۱۴)۔ وھو تعالیٰ سبحانہ اعلم بالصواب۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
یکم صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ :۔ از عبد الستار موضع بسڈیلہ پوسٹ مرونیا بازار ضلع بستی۔

ہندہ جو کہ بالغہ ہے اپنے نانہال جا رہی تھی راستہ میں اس کا بہنوئی ملا تو اپنے گاؤں پر لے گیا اور بغیر ہندہ کی اجازت کے اس کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا جو کہ نابالغ ہے۔ ہندہ برابر اس نکاح کا انکار کرتی رہی اور بکر کے ساتھ ہندہ کی تنہائی بھی نہیں ہوئی۔ صبح کے وقت جب ہندہ کے باپ کو معلوم ہوا تو اس نکاح کا اس نے بھی انکار کیا اور اپنی لڑکی ہندہ کو اس کے بہنوئی کے یہاں سے لے آیا اب سوال یہ ہے کہ نکاح مذکور منعقد ہوا یا نہیں اور طلاق حاصل کئے بغیر ہندہ

Marfat.com

دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب ــــــ صورت مستفسرہ میں ہندہ کا نکاح مذکور منعقد نہیں ہوا۔ طلاق حاصل کئے بغیر ہندہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبــــــہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۷ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

مسئلہ :۔ از عزیز احمد بیگ رضوی

زید کی لڑکی ہندہ ہے اور ہندہ نابالغہ ہے اور بلا اجازت زید کے بکر ہندہ کا حقیقی بھائی ہندہ کا عقد کر دیتا ہے اور زید انکار کر رہا ہے کہ میں اپنی لڑکی ہندہ کا عقد عمرو کے ساتھ منظور نہیں کرتا ہوں۔ اور عقد ہو جانے کے بعد بکر بھی بری الذمہ ہو رہا ہے اب اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں اور زید بلا طلاق ہندہ کا عقد کرسکتا ہے کہ نہیں ؟۔

الجواب ــــــ باپ کی موجودگی میں بھائی ولی ابعد ہے اور ولی ابعد کا کیا ہوا نکاح ولی اقرب کی موجودگی میں اس کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے لہٰذا صورت مستفسرہ میں اگر نابالغہ کا نکاح اس کے بھائی نے باپ کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کیا تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف تھا جب اس نے نامنظور کر دیا تو نکاح نہ ہوا طلاق حاصل کئے بغیر ہندہ کا دوسرا عقد کرنا جائز ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۲۶۶ میں ہے ان زوج الصغیر والصغیرۃ ابعد الاولیاء فان کان الاقرب حاضرا وھو من اھل الولایۃ توقف نکاح الابعد علی اجازتہ کذا فی المحیط۔

کتبــــــہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

مسئلہ :۔ از تاج محمد اینٹی رامپور پورہ پنہوان ضلع گونڈہ (یوپی)

فاطمہ کا نکاح اس کے باپ نے قبل بلوغ کر دیا تھا بلوغ کے بعد لڑکی نے فسخ نکاح کا اعلان کر دیا تو کیا فاطمہ کا نکاح فسخ ہوگیا اور وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــ فاطمہ کے باپ تاج محمد نے زبانی بیان دیا کہ اس سے پیشتر اس نے اپنی بڑی لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو فاسق وغیرہ سے نہیں کیا ہے یعنی وہ معروف بسوء اختیار نہیں ہے تو صورت مستفسرہ میں دوسری لڑکی فاطمہ کا نکاح باپ نے اگرچہ غیر کفو فاسق وغیرہ سے کیا لازم ہوگیا کہ بعد بلوغ فاطمہ کو اسے توڑنے کا اختیار نہیں لہٰذا طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح نہیں کرسکتی فتاویٰ عالمگیری اول مطبوعہ مصر ص۲۶۷ میں ہے ان

Marfat.com

زوجهما الاب والجد فلاخیار لھما بعد بلوغھما کما فی الھدایۃ اھ۔
درمختار میں ہے لزم النکاح ولو بغبن فاحش بزیادۃ مہرہا او بغیر کفؤ ان کان الولی
ابا او جدا لم یعرف منھما سوء الاختیار اھ تلخیصاً۔ وھو تعالیٰ وسبحانہ اعلم

کتبــــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی
۷ رشعبان المعظم ۹۹ھ

مسئلہ: از علی احمد قاضی پور خورد شہر گورکھپور۔

ہندہ کی گود میں اس کی چھوٹی لڑکی زینب تھی ہندہ اس کو اپنے ہمراہ اپنے شوہر زید کو چھوڑ کر بکر کے ساتھ چلی گئی۔
جب زینب کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو بکر نے اس کو اپنی بیٹی قرار دیکر اس کا ایک شخص سے نکاح کر دیا پھر زینب نکاح
کے بعد اپنے سسرال چلی گئی اور تقریباً تین برس سسرال رہ کر اپنے اصل باپ زید کے گھر چلی آئی اس وقت زینب
کی عمر قریب دس سال یا گیارہ سال ہے وہ اپنے سسرال قطعی نہیں جانا چاہتی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے تو کیا بغیر
طلاق دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: اگر زید کو نکاح کی اطلاع ملی اور اس نے انکار کر دیا تو نکاح جائز نہ ہوا اس صورت میں
زینب بغیر طلاق حاصل کئے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر اطلاع پانے پر زید نے منظور کر لیا تھا تو نکاح صحیح ہو گیا
اس صورت میں زینب بغیر طلاق حاصل کئے ہوئے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی ہے۔ اور اگر زید کو نکاح کی اطلاع نہ ملی
یہاں تک کہ زینب بالغ ہو گئی تو اگر اس نے بلوغ کی مجلس میں حق خیار بلوغ کو استعمال کرتے ہوئے اپنے نکاح کو رد کر دیا
تو ایسی صورت میں وہ دوسرا نکاح بغیر طلاق حاصل کئے ہوئے کر سکتی ہے۔ اور اگر مجلس بلوغ میں اس نے حق خیار بلوغ کو
استعمال نہ کیا تو نکاح برقرار رہے گا۔ اس صورت میں بغیر حصول طلاق دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ ھذا ما عندی
والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبــــــــــہ جلال الدین احمد الامجدی
۴ ر جمادی الاخریٰ ۸۹ھ

مسئلہ: از سید عبد المنان ہاشمی و شاہ محمد قادری ہاشمی بکڈ پور بڑھنی بازار ضلع بستی۔

شمس النساء بنت ابرار حسین کا عقد بچپن کی حالت میں ایک شخص کے ساتھ عقد کر دیا گیا تھا۔ اب جب کہ عرصہ

Marfat.com

چند سال کا گذرا اور شمس النساء حالت شباب میں قدم رکھ رہی ہے جس جگہ اس کا عقد ہوا تھا جانے سے انکار کر رہی ہے اب ایسی حالت میں کیا شمس النساء حسب منشا بغیر طلاق حاصل کئے دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں از روئے شرع مفصل جواب سے نوازیں۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ صورت مستفسرہ میں شمس النساء کا عقد اگر اس کے باپ دادا نے کیا تھا یا ان کی اجازت سے کسی دوسرے نے کیا تھا یا ان کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے نے عقد کر دیا تھا مگر علم ہونے پر باپ نے یا اس کے نہ ہونے کی صورت میں دادا نے اسے جائز ٹھہرا دیا تھا تو ان تمام صورتوں میں شمس النساء طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ اور اگر حالت نابالغی میں باپ دادا کے علاوہ کسی دوسرے نے نکاح کیا تھا اور باپ دادا زندہ نہ تھے یا زندہ تھے مگر ان کو نکاح کا علم نہ ہوا اور مر گئے تو ان صورتوں میں لڑکی کو بالغ ہوتے ہی فوراً فسخ نکاح کا اختیار ہے۔ اگر کچھ بھی وقفہ ہوا تو اختیار فسخ جاتا رہے گا۔ مگر فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی شرط ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۲۶۷ میں ہے ان زوجھما الاب والجد فلا خیار لھما بعد بلوغھما وان زوجھا غیر الاب والجد فلکل منھما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ وھذا عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ تعالیٰ ویشترط فیہ القضاء کذا فی الھدایہ اور جس ملک میں قاضی نہ ہو تو ضلع کا سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ عالم اس کے قائم مقام ہوگا ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد چہارم اور حدیقۂ ندیہ میں ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲ ربیع الآخر ۹۵ھ

مسئلہ: از ابوالکلام مقام و پوسٹ ڈُسّم کھور۔ ضلع فرخ آباد۔

خالدہ نابالغہ کے نکاح کا ولی کون ہو سکتا ہے۔ جبکہ خالدہ کے نہ تو والد نہ بھائی نہ حقیقی چچا موجود ہیں۔ ہاں خاندان کے لوگ موجود ہیں۔ کیا خالدہ کی ماں ولی ہو سکتی ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ خالدہ نابالغہ کی ولایت کا حق بالترتیب حسب ذیل لوگوں کو حاصل ہے۔ سب میں مقدم باپ پھر دادا پھر پردادا وغیرہم اصول اگرچہ کئی پشت اوپر کا ہو۔ پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا بھائی پھر حقیقی بھائی کا بیٹا پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا پھر حقیقی چچا پھر سوتیلا چچا پھر حقیقی چچا کا بیٹا پھر سوتیلے چچا کا بیٹا پھر باپ کا حقیقی چچا پھر سوتیلا چچا پھر باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا پھر سوتیلے چچا کا بیٹا پھر دادا کا حقیقی چچا پھر سوتیلے چچا پھر دادا

Marfat.com

کے حقیقی چچا کا بیٹا پھر سوتیلے چچا کا بیٹا خلاصہ یہ کہ اس خاندان میں سب سے زیادہ قریب کا رشتہ دار جو مرد ہو "ولی ہے" بہار شریعت ہفتم ص ۳۵ ۔ اگر عصبہ (وہ مرد جس کو اس سے قرابت کسی عورت کی وساطت سے نہ ہو یا یوں سمجھو کہ وہ وارث کہ ذوی الفروض کے بعد جو کچھ بچے سب لیلے اور اگر ذوی الفروض نہ ہوں تو سارا مال یہی لے) نہ ہو تو ماں ولی ہو سکتی ہے وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد الیاس خان

مسئلہ: از۔ محمد شفیع موضع نواری قصبہ جہانگیر گنج ضلع فیض آباد (یوپی)

زبیدہ خاتون کی شادی بعمر دس سال تجمل حسین کے ساتھ ہوئی اب زبیدہ خاتون کی عمر اکیس سال کی ہو گئی ہے اور اس کا شوہر مختلف شہروں میں اِدھر اُدھر گھوم رہا ہے بارہا اس کے پاس آدمی اور خط بھیجا گیا مگر نہ تو وہ آتا ہے اور نہ طلاق ہی دیتا ہے اور اگر خط کا جواب بھی دیتا ہے تو صرف آنے کا وعدہ کرتا ہے آتا نہیں ہے چونکہ لڑکی کے رخسار پر چھپن ہے اس لئے وہ اسے لیجانا پسند نہیں کرتا ہے گیارہ سال سے انتظار کرتے کرتے اب لڑکی بھی چاہتی ہے کہ ایسے شوہر سے فرصت مل جائے تو اچھا ہے اور لڑکی کے والدین بھی سخت حیران ہیں اور چونکہ تجمل حسین جواڑی ہونے کے باوجود اور دوسرے غلط افعال میں بھی مبتلا ہے اسے اپنے گھر کی فکر نہیں ہے لہٰذا اس سے یہ قطعی امید نہیں کہ وہ اپنی بیوی زبیدہ خاتون کو لیجائے گا تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں زبیدہ اور اس کے والدین کیا کریں؟

الجواب زبیدہ خاتون اگر بوقت نکاح نابالغہ تھی تو حالت نابالغی میں باپ یا اس کے حکم سے دوسرے کا کیا ہوا نکاح لازم ہو گیا اس صورت میں جس طرح بھی ہو سکے طلاق حاصل کی جائے۔ طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں۔ ہاں اگر باپ کا سوء اختیار معلوم ہو چکا تھا مثلاً اس سے پہلے اس نے اپنی کسی لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو فاسق وغیرہ سے کر دیا تھا اور پھر یہ دوسرا نکاح غیر کفو سے کیا تو صحیح نہ ہوا درمختار میں ہے لزم النکاح ولو بغبن فاحش بزیادۃ مھرہ او بغیر کفوٍٴ ان کان الولی ابًا او جدًا لم یعرف منھما سوء الاختیار اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۴ ربیع الآخر سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: از محمد رفیق احمد قصبہ دِلاسی گنج فیض آباد (یوپی)

جمن اور جمعراتی دو حقیقی بھائی ہیں لیکن ان دونوں کے مابین اتفاق نہیں رہتا ہے جمن کے پاس ایک نابالغ لڑکی ہے جس کی شادی جمعراتی نے ایک عمر رسیدہ لڑکے سے کر دی اس کے نکاح کے بارے میں جمن اور جمن کی اہلیہ دونوں

Marfat.com

بے خبر ہیں البتہ نکاح کے وقت جس کا ایک نابالغ لڑکا موجود تھا اس نے آکر اپنے والدین کو مطلع کیا کہ چچا صاحب نے میری بہن کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا ہے جو عمر دراز ہے۔ ایسی صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟ بغیر اس کے باپ کی اجازت و اقرار کے اگر نکاح ہو گیا تو اس کے فسخ کا کونسا طریقہ ہے۔ جس اس بات سے بہت ناراض ہے اور وہ کسی طرح اپنی لڑکی اس کے گھر بھیجنے کو تیار نہیں ہے۔ لہٰذا حضور کرم فرمائیں اور جواب باصواب سے نوازیں۔

الجواب باپ کی موجودگی میں چچا کوئی چیز نہیں۔ اگر باپ کی اجازت کے بغیر نابالغہ لڑکی کا نکاح چچا نے کر دیا تو وہ باپ کی اجازت پر موقوف تھا اگر باپ نے جائز نہ کیا اور رد کر دیا تو وہ نکاح باطل ہے۔ طلاق و فسخ کی کوئی ضرورت نہیں باپ جس سنی صحیح العقیدہ مسلمان سے چاہے دوسرا نکاح کر سکتا ہے۔ درمختار میں ہے لوزوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔ وھو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی
۸/ ربیع الغوث سنہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ محمد شفیع شہرت گڈھ ضلع بستی۔

(۱) ہندہ کی شادی ہندہ کے والد نے نابالغ حالت میں بچپن ہی میں خالد کے ساتھ کر دیا۔ اور خالد کی عمر کافی تھی اسکی شادی ہی کے وقت جب ہندہ بالغ ہوئی تو اس نے اپنے والد سے کہا کہ میں خالد کے گھر نہیں جاؤں گی تو ایسی صورت میں ہندہ بغیر خالد کے طلاق کے بکر سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اسے نکاح توڑنے کا حق ہے یا نہیں؟

(۲) ہندہ کی شادی بالغ حالت میں اس کا باپ بلا اجازت ہندہ کی شادی ایک بوڑھے سے دوسرے گاؤں جاکر کر دیا اور جب اسے بھیجنے کا ارادہ کیا تو ہندہ کو پتہ چل گیا کہ وہ بوڑھا ہے اور میں اس کے یہاں نہیں جاؤں گی اور ہندہ دوسری جگہ اب اپنی شادی کرنا چاہتی ہے اور ایسی صورت میں وہ طلاق لینا چاہتی ہے اور وہ طلاق دینا نہیں چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں ہندہ کو نکاح توڑنے کا حق ہے یا نہیں؟ اور وہ بغیر طلاق کے اپنا نکاح کر سکتی ہے کہ نہیں؟

الجواب (۱) حالت نابالغی میں باپ کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جاتا ہے۔ لڑکی طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر باپ کا سوء اختیار معلوم ہے مثلاً اس سے پہلے اس نے اپنی کسی لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو سے کر دیا تھا اور پھر یہ دوسرا نکاح غیر کفو سے کیا تو صحیح نہ ہوا درمختار میں ہے لزم النکاح

Marfat.com

ولو بغبن فاحش بزیادۃ مہرہا او بغیر کفو ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منہما سوء الاختیار اھ وھو اعلم بالصواب ۔

(۲) ہندہ بالغہ عاقلہ کا نکاح اگر اس کے باپ نے اس کی اجازت کے بغیر کیا تو وہ نکاح فضولی ہوا جو ہندہ کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر ہندہ کنواری ہے تو جس مجلس میں اسے نکاح کی خبر پہنچی اس مجلس میں وہ نکاح سے انکار کر سکتی تھی ۔ اگر اس مجلس میں اس نے باپ کے کئے ہوئے نکاح سے انکار نہ کیا تو بعد میں انکار کرنا بیکار ہے نکاح لازم ہو گیا طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح نہیں کر سکتی ۔ البتہ ثیبہ کو صراحۃً یا دلالۃً قبول کرنے سے پہلے فضولی نکاح کے رد کرنے کا اختیار ہوتا ہے اگرچہ مجلس بدل جائے ھکذا فی الکتب الفقہیۃ ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ ۔ از محمد ارمو ضع دیوریا ڈاکخانہ رام پور بستی ۔

ایک بیوہ عورت کو نصیب علی ناجائز طور پر رکھے ہوئے ہے جس کے کئی بچے بھی پیدا ہو چکے ہیں ۔ اس عورت کے پاس پہلے شوہر سے ایک نابالغ لڑکی تھی جس کا کوئی ولی نہ تھا نہ باپ نہ دادا نہ چچا ۔ ہاں اس کے تین بھائی چچازاد تھے جس میں سے ایک بالغ تھا اور دو نابالغ ۔ لڑکی مذکور کی ماں نے لڑکی کی شادی نصیب علی کے لڑکے سے کر دی ۔ لڑکی مذکور کے چچازاد بھائی اس نکاح سے نہ پہلے راضی تھے اور نہ نکاح کے بعد بھی کبھی راضی ہوئے ۔ نیز وہ لڑکی اس نکاح کا حالت نابالغی میں انکار کرتی رہی اور بالغ ہونے کے بعد بھی انکار کیا ۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ ماں کا کیا ہوا نکاح مذکور منعقد ہوا تھا یا نہیں ؟ اور لڑکی کے انکار سے وہ ختم ہو گیا کہ نہیں ؟ اور اب وہ طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟ اور نصیب علی و بیوہ عورت جو ناجائز تعلق آپس میں رکھتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے ؟

الجواب ــــــ نابالغہ لڑکی کا ولی باپ پھر دادا پھر پردادا وغیرہ ہیں اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو حقیقی بھائی پھر سوتیلا بھائی پھر حقیقی بھائی کا بیٹا ۔ پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا اگر ان میں سے بھی کوئی نہ ہو تو پھر حقیقی چچا پھر سوتیلا چچا پھر حقیقی چچا کا بیٹا پھر سوتیلے چچا کا بیٹا ھکذا فی الکتب الفقہیۃ ۔ صورت مسئولہ میں جبکہ نابالغہ کے چچازاد بھائی کی رضا حاصل کئے بغیر نکاح کیا گیا اور پھر بعد نکاح بھی وہ راضی نہ ہوا تو نکاح مذکور باطل ہے لہٰذا طلاق کی ہرگز ضرورت نہیں لڑکی مذکور طلاق حاصل کئے بغیر دوسرا نکاح کر سکتی ہے ۔

نصیب علی اور بیوہ عورت جو آپس میں ناجائز تعلق رکھتے ہیں ان پر واجب ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے

Marfat.com

الگ ہوجائیں اور ہرگز ہرگز آپس میں ناجائز تعلق نہ رکھیں اور علانیہ توبہ و استغفار بھی کریں۔ اگر وہ دونوں ایسا نہ کریں تو تمام مسلمان ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا سلام وکلام اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات بند کر دیں یعنی ان دونوں کا بائیکاٹ کریں۔ اگر مسلمان ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی سخت گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۶ر شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ

مسئلہ:۔ از سجاد علی کھوٹہنہ ضلع گورکھپور۔

باپ سے اجازت لئے بغیر ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے نانی نانا نے زید کے ساتھ کر دیا حالانکہ زید جو کفو ہے اس کے فوت کا اندیشہ نہ تھا۔ باپ بمبئی تھا اس خبر کو سن کر وہاں سے آیا اور نانا نانی کے کئے ہوئے نکاح کو نامنظور کر کے طلاق حاصل کئے بغیر ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا تو شرعاً عقد اول درست ہوا یا عقد ثانی؟

الجواب:۔ جبکہ ہندہ کے باپ دادا پر دادا وغیرہ کی اولاد کا کوئی مرد عاقل بالغ خواہ کتنے ہی دور کا ہو موجود نہ ہو۔ بلکہ اس کی ماں اور دادی بھی موجود نہ ہوں تو نانی ولی ابعد ہوتی ہے اور نانا تو نانی کے بعد کئی درجہ بعد ولی ابعد ہوتا ہے علاوہ ازیں باپ کی غیبت۔ غیبت منقطعہ نہ تھی اس لئے کہ کفو کے فوت کا اندیشہ نہیں تھا لہٰذا نانی نانا کا کیا ہوا عقد نہ ہوا اور باپ کا کیا ہوا نکاح ہو گیا درمختار باب الولی میں ہے الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب فان لم یکن عصبة فالولایة للام ثم لام الاب ثم للبنت ثم لبنت الابن وهکذا ثم للجد الفاسد اھ ملخصاً۔ اور بدائع الصنائع جلد دوم ص۲۵۱ میں ہے عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن فضل البخاری انه قال ان کان الاقرب فی موضع یفوت الکفؤ الخاطب باستطلاع رأیه فهو غیبة منقطعة و ان کان لا یفوت فلیست بمنقطعة وهذا اقرب الی الفقه۔ وفی الدر المختار لو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته۔ هذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ:۔ از مسماۃ نوادہ گونڈہ۔

میری شادی میرے خالو نے اپنے لڑکے کے ساتھ زبردستی کر دی میں نابالغ تھی اور میرے والدین کا انتقال

Marfat.com

پہلے ہو چکا تھا اور میں ننھال میں تھی گھر پر میرے ماموں نہ تھے آئے اور جب انھیں معلوم ہوا تو انھوں نے نکاح کی چوڑی توڑ دی اور کپڑا نکاح کا جلا دیا اب جبکہ ماموں اور خالو میں شادی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا تو اسی دن سے خالو نے مجھے جبرًا اپنے گھر رکھ لیا اور ان کا لڑکا بمبئی چلا گیا جس کے ساتھ میری شادی ہوئی تھی اور تقریبًا سات آٹھ سال ہو گئے گھر پر نہیں آیا اور مجھے بھی اس کے گھر سے نکلے تین سال ہو گئے میرا کوئی پرسان حال نہیں اور مجھ سے ناجائز حرکت بھی ہوئی میں ادھر ادھر مزدوری سے بسر اوقات کرتی رہی لیکن اب بسر نہیں ہو رہا ہے اور نہ تو وہ مجھے کسی قسم کا خرچ اخراجات دیتا ہے اور نہ تو طلاق ہی دیتا ہے میرے لئے شرع سے کیا حکم ہے میں کسی دوسرے سے شادی کر سکتی ہوں یا نہیں ؟

الجواب ـــــ اگر ماموں سے ولی اقرب کوئی نہ تھا تو صورت مسئولہ میں خالو کے نکاح کو اگر ماموں صحیح کر دیتا تو نکاح درست تھا لیکن ماموں چونکہ نکاح سے راضی نہ ہوا اسلئے وہ نکاح درست نہیں لہٰذا طلاق کی کوئی ضرورت نہیں لڑکی بالغ ہونے کے بعد جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

کتبہ بدر الدین احمد رضوی
۳ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ

مسئلہ :۔ از پرتاب گڈھ مرسلہ عبد القوی

زید بمبئی تھا اس کی نابالغہ لڑکی کتاب النساء کا نکاح زید کے لڑکے اور اس کی بیوی نے بغیر زید سے اجازت لئے رحم اللہ بن عبد الشکور کے ساتھ کر دیا تو یہ نکاح شرعًا صحیح ہوا یا نہیں ؟ جبکہ زید نہ پہلے راضی تھا اور نہ اب راضی ہے ۔

الجواب ـــــ صورت مستفسرہ میں زید کے لڑکے اور اس کی بیوی کو اگر پہلے سے اس بات کا علم تھا کہ کتاب النساء کا نکاح رحم اللہ کے ساتھ کرنے کے لئے زید راضی نہیں اس کے باوجود رحم اللہ کے ساتھ کر دیا یا زید کی رضا و عدم رضا کا انھیں علم نہ تھا اور زید سے اجازت لینے تک کفو خاطب کے فوت کا اندیشہ بھی نہ تھا تو شرعًا نکاح منعقد نہیں ہوا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۶ رمضان شعبان ۱۳۸۳ھ

مسئلہ :۔ از محمد سلیمان چیف انجینئر آفس این ، ای ریلوے گورکھپور ۔

ہماری بستی میں نکاح کے بارے میں انجمن اسلامیہ کی طرف سے یہ اصول بنا دیا گیا ہے کہ اگر کسی کا نکاح ہو تو انجمن اسلامیہ کے رجسٹر میں لڑکے اور لڑکی گواہ اور وکیل وغیرہ سے دستخط لی جائے بعدہ مولوی صاحب برادری کے

Marfat.com

سامنے نکاح پڑھیں۔ لیکن ابھی حال ہی میں ایک ایسا واقعہ درپیش ہوا کہ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک لڑکے سے پڑھوا دیا جس میں نہ تو برادری و محلہ کے لوگ شریک رہے اور نہ انہیں کچھ علم ہوا لڑکی کی عمر ۱۳یا ۱۴سال ہے اس کو بھی کچھ اپنے نکاح کا علم نہیں صبح جب لڑکی کے والد زید نے نکاح کا چھوہارہ لڑکی کو دیا تو اس نے پھینک دیا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ لڑکی کا نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب صورت مسئولہ میں اگر بوقت نکاح لڑکی بالغہ تھی تو نکاح جائز نہ ہوا اور اگر نابالغہ تھی تو نکاح جائز ہو گیا۔ اس لئے کہ نابالغہ لڑکی کے نکاح پر باپ کو ولایت اجبار حاصل ہے اس طرح کہ بالغ ہونے کے بعد وہ توڑ نہیں سکتی ہاں اگر باپ کا سوء اختیار معلوم ہو چکا ہو مثلاً اس سے پیشتر وہ اپنی کسی اور دوسری لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو فاسق وغیرہ سے کر چکا ہو اور اب یہ دوسرا نکاح اگر کسی غیر کفو سے کیا تو جائز نہ ہوا۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۶؍من ذی القعدہ ۱۳۸۳ھ

مسئلہ:۔ از موضع کھوٹہنہ پوسٹ کھجنی ضلع گورکھپور مرسلہ سجاد علی۔

باپ سے اجازت لئے بغیر ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے نانا نانی نے زید کے ساتھ کر دیا حالانکہ زید کفو ہے اس کے فوت کا اندیشہ نہ تھا۔ باپ بمبئی تھا اس خبر کو سن کر وہاں سے آیا اور نانا نانی کے کئے ہوئے نکاح کو نامنظور کر کے طلاق حاصل کئے بغیر ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا تو شرعاً عقد اول درست ہوا یا عقد ثانی؟

الجواب ولی اقرب اگر حاضر ہو یا غائب ہو مگر غیبت منقطعہ نہ ہو تو ولی ابعد کی ولایت سے کیا ہوا نکاح صحیح نہیں۔ بدائع الصنائع جلد دوم صفحہ ۲۵۰ میں ہے یتقدم الاقرب علی الابعد اذا کان الاقرب حاضرا او غائبا غیبۃ غیر منقطعۃ یعنی ولی اقرب ولی ابعد پر مقدم ہوگا اگر ولی اقرب حاضر ہو یا غائب ہو مگر غیبت منقطعہ نہ ہو۔ اور ولی اقرب کی غیبت اگر غیبت منقطعہ ہو تو ولی ابعد کا کیا ہوا نکاح جائز ہے عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۶ میں ہے ان کان الاقرب غائبا غیبۃ منقطعۃ جاز نکاح الابعد کذا فی المحیط۔ اور صورت مستفسرہ میں ولی اقرب کی غیبت غیبت منقطعہ نہیں۔ بدائع الصنائع مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۱ میں ہے ان کان الاقرب فی موضع یفوت الکفؤ الخاطب باستطلاع رأیہ فھو غیبۃ منقطعۃ وان لا یفوت فلیست بمنقطعۃ۔

Marfat.com

یعنی اگر ولی اقرب ایسی جگہ ہے کہ اس کی رائے معلوم کرنے سے کفو خاطب فوت ہوجائے گا تو ایسی حالت میں ولی کی غیبت غیبت منقطعہ ہے اور اگر کفو خاطب فوت نہ ہوتا ہو تو اس کی غیبت غیبت منقطعہ نہیں۔ بہار شریعت کتاب النکاح مطبوعہ لاہور صفحہ ۹۵۵ میں ہے۔ ولی کے غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس کا انتظار کیا جائے تو وہ جس نے پیغام دیا ہے اور کفو بھی ہے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

ان حوالات سے معلوم ہوگیا کہ ہندہ کے باپ کی غیبت چونکہ غیبت منقطعہ نہیں اس لئے نانا یا نانی کا کیا ہوا نکاح ناجائز ہے لہٰذا بغیر طلاق حاصل کئے ہوئے ہندہ کا جو نکاح اس کے باپ نے کیا وہ شرعاً درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۱ رصفر ۱۳۸۳ھ

مسئلہ:۔ از محمد رفیق خطیب مسجد سجا کھر ضلع پرتاب گڈھ۔

سکینہ کا نکاح اس کی والدہ اور ماموں نے سکینہ کے دادا اور چچا کی اجازت کے بغیر کردیا اس وقت دادا اور چچا کہتے ہیں کہ یہ نکاح میری راضی اور خوشی سے نہیں ہوا تو نکاح مذکور شرعاً صحیح ہوا یا نہیں؟

الجواب اگر سکینہ بوقت نکاح بالغہ تھی اور کفو کے ساتھ اس کی اجازت سے نکاح ہوا تو صحیح ہوگیا اور اگر نابالغہ تھی اور دادا غائب تھا اس طرح کہ اس کی اجازت حاصل کرنے میں کفو خاطب کے فوت کا اندیشہ تھا تو صحیح ہوگیا اور اگر اندیشہ نہ تھا تو دادا کی اجازت پر موقوف تھا نکاح کا علم ہونے کے بعد اگر دادا نے والدہ کا نکاح کیا ہوا تسلیم نہیں کیا بلکہ رد کردیا تو رد ہوگیا۔ اور اگر اس وقت تسلیم کرلیا اگرچہ ناپسندیدگی سے تو نکاح صحیح ہوگیا بعد میں رد نہیں کرسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۴ر من صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

مسئلہ:۔ از سمیع اللہ موضع ٹکری ضلع سلطان پور۔

شوہر کے انتقال کے ایک سال بعد مسماۃ بیوہ نے دوسرا شوہر کرلیا اس وقت اس کی گود میں شوہر اول سے چھ ماہ کی ایک لڑکی تھی جسے اپنے ساتھ رکھا جب اس کی عمر ڈیڑھ سال کی ہوئی تو لڑکی کا چچا اسے اپنے گھر لے آیا لڑکی تقریباً ایک سال تک اس کی پرورش میں رہی پھر مسماۃ بیوہ جاکر دھوکہ دیکر اپنے ساتھ لے آئی اور چند ہی دن میں مسماۃ بیوہ نے لڑکی کا نکاح اپنی راضی، خوشی، ہوش و حواس کے ساتھ کردیا جب لڑکی کے چچا کو معلوم ہوا تو اس کے گھر جاکر کسی طرح اپنے ہمراہ لے آیا نکاح ہوئے عرصہ دس سال ہوئے چچا ابھی تک اس کی پرورش کررہا ہے اور وہ

Marfat.com

اسی کے پاس ہے۔ جس لڑکے سے اس کا نکاح ہوا تھا تقریباً ۸ سال ہو گئے اس نے دوسرا نکاح کر لیا۔ لڑکی کا چچا لڑکی کی دوسری شادی کرنا چاہتا ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شوہر اول سے طلاق لئے بغیر یہ دوسری شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باپ کے انتقال کے بعد نابالغ لڑکی کا ولی دادا ہے پھر پردادا وغیرہ ہیں اگرچہ کئی پشت اوپر کا ہو۔ پھر حقیقی بھائی۔ پھر سوتیلا بھائی۔ پھر حقیقی بھائی کا بیٹا۔ پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا اگر ان میں سے کوئی نہ تھا تو نابالغ لڑکی کا ولی اس کا حقیقی چچا تھا ان میں سے کسی ایک کی موجودگی میں ماں ہرگز ولی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ماں نے اگر لڑکی کا نکاح اس کے ولی کی اجازت کے بغیر کیا تھا تو وہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف تھا۔ نکاح کی اطلاع کے بعد اگر ولی نے ماں کے کئے ہوئے نکاح کو منظور کر لیا تھا تو وہ نکاح لازم ہو گیا تھا۔ اس صورت میں طلاق حاصل کئے بغیر لڑکی کا دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر ولی نے ماں کے کئے ہوئے نکاح کو منظور نہیں کیا تھا بلکہ رد کر دیا تھا تو طلاق حاصل کئے بغیر لڑکی کا دوسرا نکاح کرنا شرعاً جائز ہے۔ وھو تعالٰی اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۶ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

مسئلہ: از نصیر خاں ماسٹر فراش واڑہ۔ ڈونگر پور (راجستھان)

ہندہ جو قوم سے پٹھان ہے اور لڑکا جو قوم سے گھانچی (مسلم تیلی) ہے وہ ہندہ کے لئے کفو ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہندہ کو فرار کر کے لے گیا اور دوسرے شہر میں دونوں نے اپنا نکاح کر لیا۔ اب ہندہ کے والدین اس نکاح کو غیر کفو سمجھ کر اپنے لئے عار تصور کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں نکاح فسخ کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

الجواب کفاءت کا دار و مدار عرف پر ہے۔ اگر وہاں کے عرف میں پٹھان کی لڑکی کا گھانچی یعنی مسلم تیلی سے نکاح کرنا والدین کے لئے باعث عار ہو تو فسخ نکاح کی ضرورت نہیں کہ مذہب مفتی بہ پر وہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں یہاں تک کہ بعد نکاح اگر ولی راضی ہو جائے تو اس صورت میں بھی نکاح نہیں ہوگا کہ غیر کفو سے نکاح صحیح ہونے کے لئے عقد سے پہلے ولی کا جان بوجھ کر اپنی رضا کا اظہار ضروری ہے۔ درمختار میں ہے یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی لفساد الزمان فلا تحل بلا رضی ولی بعد معرفتہ ایاہ فلیحفظ اھ تلخیصا۔ اسی کے تحت ردالمحتار جلد دوم ص ۲۹۷ میں ہے ھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضی بعدہ بحر اھ

Marfat.com

وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۷؍ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ:۔ از محمد نذیر۔ گینڈھوا تلسی پور ضلع گونڈہ

ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ نابالغیت ہی میں ہندہ کے نانا جان نے پڑھوا دیا۔ بعد چند یوم بلوغیت میں ہندہ کا تعلق بکر سے ناجائز طور پر ہوگیا جسکی وجہ سے ہندہ کے حمل قرار ہوگیا۔ جب زید کے باپ وغیرہ نے مذکورہ واقعہ سنا اور دیکھا تو ہندہ کو نے جانے سے انکار کر دیا۔ اب ہندہ بکر ہی کے ساتھ رہتی ہے اور بچہ بھی پیدا ہوگیا لیکن اب تک زید نے طلاق نہیں دیا۔ اب ایسی صورت میں از روئے شرع زید، ہندہ اور بکر کے بارے میں کیا حکم ہے؟ چونکہ زید طلاق دینے سے بھی انکار کر رہا ہے اور لے جانے سے بھی انکار کر رہا ہے۔ اور ہندہ بغیر نکاح کے بکر کے ساتھ رہتی ہے۔ لہٰذا کرم فرما کر از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ **نوٹ:۔** ہندہ کا نکاح جب سے زید کے ساتھ ہوا اسوقت سے یکر ابتک تقریباً سات سال کا عرصہ گزر گیا لیکن ہندہ اب تک زید کے پاس نہیں گئی۔

الجواب اگر نانا نے ہندہ کا نکاح کفو کے ساتھ کیا اور اس سے اقرب ہندہ کا کوئی ولی نہیں تھا۔ یا تھا مگر نانا کے کئے ہوئے نکاح کو جائز کر دیا تھا تو وہ صحیح ہوگیا۔ طلاق حاصل کئے بغیر ہندہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ اگر زید ہندہ کو نہیں لے جانا چاہتا ہے اور کسی حالت میں اس کو طلاق دینے کو بھی تیار نہیں تو وہ سخت گنہگار ہے۔ لیکن اگر وہ کسی معقول وجہ سے طلاق نہیں دیتا مثلاً لڑکی کے پاس اس کا زیور وغیرہ ہے جسے واپس مانگتا ہے یا شادی کا مناسب خرچ طلب کرتا ہے۔ تو اس صورت میں زید پر کوئی گناہ نہیں۔ بکر اور ہندہ پر لازم ہے کہ وہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور اب تک جو حرام کاریاں کی ہیں ان سے علانیہ توبہ و استغفار کریں۔ پھر ہندہ کا شوہر زید اگر اسے نہ لے جانا چاہے تو جس طرح بھی ہو سکے پیسہ وغیرہ دے کر اس سے طلاق حاصل کی جائے اس کے بعد ہندہ اگر بکر کے ساتھ رہنا چاہے تو عدت گذار کر اس سے نکاح کرے۔ اور اگر وہ دونوں شرعی طور پر نکاح کئے بغیر ایک دوسرے کے ساتھ رہیں تو سب مسلمان ان سے قطع تعلق کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہونگے۔ قال اللہ تعالیٰ وما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین (پ۷ ع۱۴)

وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۹؍ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

مسئلہ :۔ از ہرلاپور ضلع بستی مرسلہ علاقت حسین ۔

سوال کی وضاحت کے لئے شجرہ حسب ذیل ہے۔

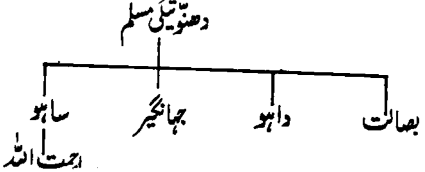

ساہو اور رحمت اللہ دونوں ہیضہ کی بیماری میں ایک ہی سال میں فوت ہو گئے رحمت اللہ کے صرف دو بہنیں تھیں اور رحمت اللہ کے کوئی بھائی نہیں تھا یہ اپنے باپ کا تنہا بیٹا تھا رحمت اللہ کی وفات کے بعد اس کی بیوی تین سال تک موضع پیرا میں اسی کے مکان میں رہی ۔ رحمت اللہ کے دو لڑکیاں تھیں ایک بچی تین سال کی اور ایک دو سال کی ۔ رحمت اللہ کے فوت کے تین سال بعد وہ عورت موضع ڈبرا چلی گئی اور وہاں پر صدیق نام کے ایک شخص کے ساتھ اپنا عقد کر لیا رحمت اللہ کی بیوی اپنے دونوں لڑکیوں کے ساتھ اپنا گھر چھوڑ کر ڈبرا میں آکر مقیم ہو گئی اس عقد ثانی کے دو سال بعد اپنی بڑی لڑکی کی شادی اپنی اور صدیق کی رائے سے خود (ماں نے) ولی بن کر ایک جگہ کر دی اس لڑکی کے عقد کے تین سال بعد ماں فوت کر گئی اب صدیق نے اس لڑکی کے نکاح کے چھ سال بعد اپنی رائے سے دوسری جگہ اسی لڑکی کا نکاح کر دیا صدیق یہ کہتا ہے کہ پہلی شادی ناجائز ہے کیونکہ اس لڑکی کا ولی نہ تو میں ہوں اور نہ اس کی ماں ۔ اس لڑکی کے ولی اس کے چچا ہیں ۔ بصالت ، جہانگیر اور داہو رحمت اللہ کے فوت ہونے کے بعد ان لڑکیوں سے ایکدم کنارہ کش تھے ان لوگوں نے کبھی بھی ان لڑکیوں کی طرف کوئی توجہ نہ کی جن صاحب نے نکاح پڑھا وہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی ماں نے جو نکاح کیا تھا وہ جائز نہیں تھا اس لئے نکاح پڑھ دیا ۔ اب ایسی صورت میں اس لڑکی اور نئے شوہر اور نکاح پڑھنے والے اور نکاح میں شامل ہونے والے صاحبان کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے تحریر فرمائیں ۔

الجواب ـــــ صورت مسئولہ میں اس لڑکی کے ولی شرعاً ساہو کے بھائی ہیں خواہ انھوں نے پرورش کی ہو یا نہ کی ہو تو صدیق اور اس کی بیوی کا کیا ہوا نکاح برادران ساہو کی اجازت پر موقوف تھا اگر ان لوگوں نے بعد اطلاع نکاح اجازت دیدی تھی تو نکاح اول صحیح ہو گیا تھا ورنہ نہیں مگر ان لوگوں کی اجازت پر صحیح شدہ نکاح کو لڑکی بعد بلوغ فوراً فسخ یعنی نکاح سے انکار کر سکتی ہے اور اگر کچھ بھی وقفہ ہوا تو اختیار فسخ جاتا رہا تو اس صورت میں اگر لڑکی نے

Marfat.com

بعد بلوغ فوراً نکاح فسخ کر دیا تو نکاح اول باطل ہوگیا بعدہ اپنی رضا اور خوشنودی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے پھر نکاح ثانی قبل بلوغ ہوا تو ساہو کے بھائیوں کی اجازت پر موقوف ہے اور اگر بالغ ہونے کے بعد لڑکی کی اجازت سے ہوا تو وہ نکاح شرعاً جائز ہوا اور اس میں شرکت کرنے والے گنہگار نہ ہوئے۔ اور اگر لڑکی نے بالغ ہوتے کے بعد فوراً نکاح فسخ نہ کیا تو نکاح اول قائم ہوگیا اور نکاح ثانی باطل ہے تو اس صورت میں نکاح ثانی کے اندر شرکت کرنے والے اور پڑھنے والے گنہگار ہوئے سب توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۱ھ

مسئلہ:- از بارک پار ضلع بستی مرسلہ قاضی نہال الدین۔

ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے سوتیلے باپ اور حقیقی ماں نے زید سے کر دیا حالانکہ لڑکی کا چچا دوسری جگہ موجود تھا بعد میں علماء سے فتویٰ لینے پر معلوم ہوا کہ یہ دونوں ہندہ نابالغہ کے ولی نہیں ہو سکتے لہٰذا ان دونوں کا کیا ہوا نکاح فاسد ہے اگر موجودہ ولی اس نکاح سے راضی ہو جائے اور اس کی اجازت ثابت ہو جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا لیکن ہندہ اگر بالغ ہو کر فوراً اس نکاح سے بیزاری ظاہر کر دے اور راضی نہ ہو تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔ چنانچہ ہندہ کے رخصتی کی بات چیت ہونے پر ہندہ نے زید کے یہاں جانے سے انکار کر دیا اور نکاح سے راضی نہ ہوئی اس پر کچھ ایام گذر گئے کہ سوتیلے باپ نے ہندہ کا دوسرا نکاح بکر سے کر دیا اور قاضی نہال الدین صاحب مقیم بارک پار نے لڑکی سے سب حال پوچھ کر نکاح پڑھا دیا چنانچہ لڑکی نے کہا کہ میں جب سمجھ والی ہوئی جبھی اس نکاح سے راضی نہیں تھی اس نکاح پڑھانے کی وجہ سے لوگ قاضی صاحب کو برا بھلا کہنے لگے اور امامت سے معزول کر دیا ایسی صورت میں قاضی صاحب مجرم ہیں یا نہیں؟

الجواب:- صورت مسئولہ میں برصدق سوال نکاح خواں قاضی پر شرعاً کوئی مواخذہ نہیں کیونکہ نکاح اول موقوفاً فاسد تھا لڑکی کے موجودہ ولی سے صراحۃً یا دلالۃً اجازت ثابت ہوتی تو وہ نکاح شرعاً نافذ ہو جاتا مگر اجازت ثابت نہ ہوئی کہ لڑکی نے بالغ ہو کر (بلکہ اس سے پہلے جیسا کہ سائل نے بیان کیا) اس نکاح سے انکار کر کے فسخ کر دیا تو اب نکاح ثانی شرعاً صحیح ہوگیا۔ کما ھو مبین فی الکتب الفقہیۃ اور اس گمان اور امکان سے کہ لڑکی کے ولی نے اجازت دیدی ہو یا لڑکی نے بالغ ہو کر علی الفور انکار نہ کیا ہو نکاح پڑھانے والے قاضی نہال الدین صاحب پر الزام قائم کرنا شرعاً بیجا اور ممنوع ہے نکاح خواں سائل قاضی صاحب کا خود بیان ہے کہ میں نے لڑکی سے تفتیش حال کر لی ہے جس میں لڑکی نے بتایا کہ میں نکاح اول سے راضی نہیں ہوں اور اپنی عدم رضا بلوغ کے قریب

Marfat.com

ہی ظاہر کرچکی ہوں گھر اور پڑوس کے لوگ جانتے ہیں۔ تو اب ایسی صورت میں بلا وجہ شرعی نکاح خواں قاضی نہال الدین صاحب کو ملزم قرار دینا اور انہیں امامت سے معزول کر دینا شرعًا درست نہیں۔ الزام سے رجوع کرنا اور ان پر طعن و تشنیع سے باز آنا لازم ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے امام مسلم نے حدیث روایت کی ہے کہ ایک شخص نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ای المسلم خیر قال من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ (مشکوٰۃ شریف) ترجمہ:۔ کون مسلمان بہتر ہیں فرمایا جس کی زبان و ہاتھ سے مسلمان امن میں رہیں یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے نہ طعن و تشنیع، سخن چینی، سب و ستم سے اذیت پائے نہ مار پیٹ سے دکھ پائے اسی طرح؟ اور بہت سی احادیث کریمہ حقوق مسلم میں وارد ہیں لہٰذا نکاح خواں قاضی نہال الدین کو امامت پر بحال رکھتے ہوئے ان پر طعن و تشنیع اور قیل وقال سے باز آئیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کتبہ
محمد نعیم الدین احمد الرضوی
۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۸۱ھ

مسئلہ۔ از عفران احمد نئی سڑک کانپور۔

اگر سیدہ بالغہ کا ولی راضی نہ ہو اور وہ خود اپنا نکاح کسی پٹھان سے کرے تو ہوگا یا نہیں؟ اور اگر نابالغہ سیدزادی کا نکاح اس کا ولی کسی پٹھان سے کر دے تو یہ نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اسی قسم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ اگر بالغہ سیدانی خود اپنا نکاح اپنی خوشی و مرضی سے کسی مغل پٹھان یا انصاری شیخ غیر عالم دین سے کرے گی تو نکاح سرے سے ہوگا ہی نہیں جب تک کہ اس کا ولی پیش از نکاح مرد کے نسب پر مطلع ہو کر صراحۃً اپنی رضامندی ظاہر نہ کر دے۔ اور اگر نابالغہ ہے اور اس کا نکاح باپ دادا کے سوا کوئی ولی اگرچہ حقیقی بھائی یا چچا یا ماں ایسے شخص سے کر دے تو وہ بھی محض باطل و مردود ہوگا۔ اور باپ دادا بھی ایک ہی بار ایسا نکاح کر سکتے ہیں دوبارہ اگر کسی دختر کا نکاح ایسے شخص سے کریں گے تو ان کا کیا ہوا بھی باطل ہوگا کل ذٰلک معروف فی کتب الفقہ کالدر المختار وغیرہ من الاسفار (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص۲۹۳) وھو تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ: غلام احمد یار علوی. ساکن پکورہ پوسٹ بھن جوت ضلع گونڈہ

(۱) بندہ پیشہ ور طائفہ ہے جو برسہا برس سے ناچنے گانے نیز دوسرے افعال بد کا ارتکاب کرتی چلی آرہی ہے بندہ مذکورہ کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو ولد الزنا ہے اس ولد الزنا کا ولی کون ہوگا۔؟

(۲) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ولد الزنا کا ولی کوئی بھی ہو سکتا ہے تو اس کا کہنا درست ہے کہ نہیں؟

(۳) بندہ پیشہ ور طائفہ ہے اس کا باپ اس سے اور اس کی بہن سے جسم فروشی کراتا ہے تو ایسے شخص کے یہاں تقریبات شادی وغمی میں شرکت کرنا کیسا ہے۔

الجواب: ولایت کے چار اسباب ہیں، قرابت، ملک، ولاء، امامت درمختار میں ہے (الولایۃ) تثبت باربع قرابۃ، ملك، ولاء، امامت. قرابت کی وجہ سے ولایت عصبہ بنفسہ کے لئے ہے اور یہاں بھی وہی ترتیب ملحوظ ہے جو وراثت میں معتبر ہے یعنی سب میں مقدم بیٹا ہے پھر پوتا پھر پرپوتا اگرچہ کئی پشت کا فاصلہ ہو یہ نہ ہوں تو باپ پھر دادا پھر پردادا وغیرہم اصول اگرچہ کئی پشت اوپر کا ہو پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا بھائی، پھر حقیقی بھائی کا بیٹا پھر سوتیلا بھائی کا بیٹا، پھر حقیقی چچا پھر سوتیلا چچا، پھر حقیقی چچا کا بیٹا پھر سوتیلے چچا کا بیٹا پھر باپ کا حقیقی چچا پھر باپ کا سوتیلا چچا. پھر باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر باپ کے سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر دادا کا حقیقی چچا پھر دادا کا سوتیلا چچا. پھر دادا کے حقیقی چچا کا بیٹا پھر دادا کے سوتیلے چچا کا بیٹا. خلاصہ یہ کہ اس خاندان میں سب سے زیادہ قریب کا رشتہ دار جو ہو ولی ہے، عصبہ نہ ہو تو ماں ولی ہے پھر دادی پھر نانی پھر بیٹی پھر پوتی پھر نواسی پھر پرپوتی، پھر نواسی کی بیٹی پھر نانا پھر حقیقی بہن، پھر سوتیلی بہن پھر اخیافی بہن، ان کے بہن وغیرہ کی اولاد، اسی ترتیب سے پھر پھوپھی پھر ماموں، پھر خالہ، پھر چچا زاد بہن. پھر اسی ترتیب سے ان کی اولاد. جب رشتہ دار موجود نہ ہوں تو ولی مولی الموالات ہے یعنی وہ جس کے ہاتھ پر اس کا باپ مشرف باسلام ہوا ہو اور یہ عہد کیا ہو کہ اس کے بعد یہ اس کا وارث ہوگا یا دونوں نے ایک دوسرے کا وارث ہونا ٹھہرالیا ہو، ان

Marfat.com

سب کے بعد بادشاہ اسلام ولی ہے۔ پھر قاضی جب کہ سلطان کی طرف سے اسے نابالغوں کے نکاح کا اختیار دیا گیا ہو (ملخص از بہار شریعت جلد ہفتم بحوالہ درمختار، وردالمحتار، عالمگیری وغیرہ

اس تفصیل کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ صورت مسؤلہ میں ہندہ ہی اپنے اس نابالغ ولدالزنا غیر ثابت النسب بچے کی ولی ہوگی۔

(۲) جواب نمبر(۱) سے یہ بات بخوبی واضح ہے کہ یہ کہنا کہ مطلقاً ولدالزنا کا کوئی بھی ولی ہوسکتا ہے درست نہیں۔

(۳) ایسا شخص سخت خبیث ومردود ودیوث ہے۔ بحکم حدیث اس پر جنت حرام ہے اور بحکم قرآن اس کے پاس بیٹھنا جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ اما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ مسلمان اس کا یک لخت تعلق چھوڑ دیں اس کی تقریبات شادی وغمی میں ہرگز ہرگز شریک نہ ہوں۔ اس سے سلام کلام میل جول سب ترک کر دیں جب تک صدق دل سے توبہ نہ کرے اس سے زیادہ یہاں کیا سزا ہوسکتی ہے۔

کتبہ غلام عبدالقادر العلوی

۲۳ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

ھکذا الجواب واللہ اعلم بالصواب

حکیم ابوالبرکات العبد محمد نعیم الدین احمد عفی عنہ

Marfat.com

بَابُ المہرِ

مہر کا بیان

مسئلہ: از عبدالرحمٰن مرسٹھوا پوسٹ گنیش پور ضلع بستی۔
مہر کم سے کم کتنے کا ہوسکتا ہے؟

الجواب: مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم چاندی ہے۔ حدیث شریف میں ہے لا مہر اقل من عشرۃ دراھم۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۲۸۳ میں ہے اقل المہر عشرۃ دراھم۔ اور دس درہم چاندی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ کے برابر ہوتی ہے۔ لہٰذا اتنی چاندی نکاح کے وقت بازار میں جتنی کی ملے کم سے کم اُتنے روپئے کا مہر ہوسکتا ہے۔ اس سے کم کا نہیں ہوسکتا۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: از منشی امام علی مقام کوئلہ بازار پوسٹ راج محل ضلع سنتھال پرگنہ (بہار)

(۱) لڑکا بالغ ہے اور لڑکی نابالغہ تو لڑکے نے لڑکی کو خط کے ذریعہ طلاق دیدیا تو اس کے مہر کا کیا حکم ہے؟

(۲) لڑکا بھی بالغ اور لڑکی بھی بالغہ لیکن دونوں میں تنہائی نہیں ہوئی اور خط کے ذریعہ طلاق دیدیا تو اس کے مہر کا کیا حکم ہے؟

الجواب: (۱) بالغ لڑکے نے اگر اپنی نابالغہ بیوی کو ہمبستری یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی ہے تو پورا مہر دینا واجب ہے۔ اور اگر ہمبستری و خلوت صحیحہ کے پہلے طلاق دی ہے تو مقررہ مہر میں سے نصف دینا واجب ہے۔ جیسا کہ پارہ دوم رکوع ۱۵ میں ہے۔ وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم۔

Marfat.com

(۲) اگر ہمبستری وخلوت صحیحہ ہونے سے پہلے طلاق دی ہے تو مقررہ مہر میں سے نصف دینا واجب ہے جیساکہ مذکورہ بالا آیت کریمہ سے واضح ہے۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۹ رمضان شوال ۱۳۸۸ھ

مسئلہ:۔ از منشی امام علی مقام کوٹلہ بازار۔ راج محل ضلع سنتھال پرگنہ (بہار)

کوئی عورت اپنے شوہر کے خلاف کوئی کام کرے یا بغیر اجازت کہیں چلی جائے تو وہ عورت مہر پائے گی یا نہیں؟

الجواب: اگر عورت شوہر کی نافرمانی کرے یا اسے اذیت پہنچائے یا اس کے حکم کے بغیر ادھر اُدھر چلی جائے تو بھی شوہر پر پورا مہر دینا واجب رہے گا۔ ضبط مہر شرعاً و قانوناً ہرگز جائز نہیں۔ البتہ بیوی اپنے شوہر کی نافرمانی کے سبب سخت گنہگار ہوئی توبہ کرے۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ نور محمد قادری یار علوی
۱۵ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ

مسئلہ:۔ از کرامت علی پرتاب گڑھ

زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدی لیکن مہر اور عدت کا خرچہ نہیں دیا۔ ہندہ مہر اور عدت کا روپیہ پانے کے لئے برادری میں عذر دار ہوئی۔ لوگوں نے کہا بہت سے لوگوں نے نہیں دیا ہے جب سب لوگ دیں گے تو زید بھی دیں گے۔ ایسی حالت میں زید اور جن لوگوں نے کہا کہ جب سب دیں گے تو وہ بھی دیں گے ان کے یہاں کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب: پارۂ چہارم سورۂ نساء کے رکوع اول میں ہے وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً۔ یعنی عورتوں کا مہر خوشی کے ساتھ ادا کرو۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نکاح کرے اور نیت یہ ہو کہ عورت کو مہر میں سے کچھ نہ دے گا تو جس روز مرے گا زانی مرے گا۔ لہٰذا زید پر اپنی مطلقہ بیوی کی عدت کا خرچہ اور مہر ادا کرنا لازم ہے۔ اگر نہیں ادا کرے گا تو حق العبد میں گرفتار اور دین و دنیا میں روسیاہ و شرمسار ہوگا۔ نہ ادا کرنے کی صورت میں زید اور اس کی غلط حمایت کرنے والوں کا مسلمانوں پر بائیکاٹ کرنا لازم ہے قال اللہ تعالیٰ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (پ ۷ ع ۱۴) وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

Marfat.com

مسئلہ:۔ مسئولہ عبدالرشید خاں پیش امام مسجد ہریا ضلع بستی۔

زید کی بیوی عارفہ ناراض ہو کر اپنے میکے چلی گئی عارفہ کے والدین بضد ہیں کہ زید طلاق دیدے لیکن وہ طلاق دینا نہیں چاہتا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر زید عارفہ کے والدین کے اصرار پر اس کو طلاق دیدے تو کیا مہر کی ادائیگی زید پر واجب ہو گی؟ اور جہیز جسے عارفہ کے والدین نے دیا تھا کیا اس کی واپسی لازم ہے؟ نیز عارفہ کے گود میں ایک ماہ کا بچہ ہے طلاق کے بعد بچے کی پرورش و اخراجات کا حق کس پر ہے؟ اور عارفہ کا نان نفقہ زید پر واجب ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــ طلاق ابغض مباحات سے ہے بلا وجہ شرعی طلاق لینا دینا اللہ تبارک و تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے چنانچہ ابو داؤد و سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ابغض الحلال الی اللہ الطلاق (مشکوٰۃ شریف) یعنی خدائے تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے نیز دار قطنی سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں یا معاذ ما خلق اللہ شیئاً علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق ولا خلق اللہ شیئاً علی وجہ الارض ابغض الیہ من الطلاق (مشکوٰۃ شریف) یعنی اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر کوئی چیز غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ نہ پیدا فرمائی اور کوئی چیز روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ نہ پیدا فرمائی نیز امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابو داؤد، دارمی سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ فخر کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ایما امرأۃ سئلت زوجہا طلاقا فی غیر ما بأس فحرام علیہا رائحۃ الجنۃ (مشکوٰۃ شریف) یعنی جس عورت نے بغیر کسی سخت تکلیف و مجبوری کے شوہر سے طلاق کا سوال کیا تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ بہر حال اگر طلاق دینا ہی پڑے تو طلاق احسن دے یعنی طہر (پاکی) کے ایام میں صرف ایک طلاق رجعی دے کہ اگر دوران عدت طرفین میں مصالحت ہو جائے اور شوہر رجعت کرے تو بہتر ہے ورنہ عدت پوری ہو جانے پر عورت آزاد اور مختار ہے اور صورت مسئولہ میں چونکہ عارفہ زید کی مدخولہ ہے لہٰذا طلاق ہو جانے پر عارفہ زید سے مقررہ مہر لے سکتی ہے زید کو ادا کرنا واجب ہے نیز زمانہ عدت کا خرچہ بھی زید کو دینا ہوگا۔ اور عارفہ کی عدت مکمل تین حیض ہے وہ چاہے کتنے ہی دن میں پورا ہو۔ عارفہ کی گود میں جو زید کا بچہ ہے وہ زید ہی کا ہے لیکن پرورش کا حق ماں کو ہے لہٰذا وہ بچہ تقریباً سات برس تک ماں کی پرورش میں رہے گا اور پرورش کے اخراجات زید کو دینے ہوں گے۔ جہیز میں دیا ہوا سامان

Marfat.com

نہ اب عارفہ کے والدین کا ہے نہ شوہر کا بلکہ وہ عارفہ کا ہے عارفہ اس کی مالک ہے چنانچہ احکام شریعت ص۳۰ میں ہے "جہیز عورت کی ملک ہے اس کے مرنے پر حسب شرائط ورثہ پر تقسیم ہوگا انتہی بقدر الحاجۃ ھکذا فی کتب الفقہ۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

کتبہ محمد نعیم الدین احمد صدیقی رضوی
۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ

مسئلہ:۔ از محمد حنیف مقام بجوہ ضلع گونڈہ۔

زید نے اپنی بیوی زینب کو رخصتی کے پہلے طلاق دیدی تو زید کو کتنی مہر ادا کرنی پڑے گی؟

الجواب صورت مسئولہ میں اگر زید مذکور نے اپنی بیوی زینب کو خلوت صحیحہ اور وطی کے پہلے طلاق دیدی ہے تو زید پر نصف مہر کی ادائیگی واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم پ۲ رکوع ۱۴ یعنی اور اگر تم نے عورتوں کو (خلوت صحیحہ اور) مباشرت کے پہلے طلاق دیدی اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا مقرر تھا اس کا آدھا واجب ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ

مسئلہ:۔ از قاضی اطیعوا الحق عثمانی رضوی علاء الدین پور، سعد اللہ نگر ضلع گونڈہ

آپ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر شریف چار سو درہم یعنی ایک سو ساڑھے سولہ تولہ چاندی بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور اشعۃ اللمعات تحریر فرمایا ہے (انوار الحدیث ص۲۶۸) اور حکیم الامۃ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی علیہ الرحمہ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر شریف چار سو مثقال چاندی یعنی ڈیڑھ سو تولہ تحریر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں چار سو مثقال چاندی نہ تھا وزن جس کا ڈیڑھ سو ہوا (اسلامی زندگی ص۱۵)۔ تو یہاں صرف سوال یہ ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہر کریم کی مقدار کے بارے میں کیا ہے؟ تحریر فرمائیں۔

الجواب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تحقیق یہ ہے کہ

Marfat.com

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو مثقال چاندی تھا جس کا وزن ایک سو ساٹھ روپئے کے برابر ہوا جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص۳۱۸ میں ہے: "حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر اقدس چار سو مثقال چاندی۔ اور چار سو مثقال ایک سو ساٹھ روپئے۔ اور اسی کتاب اسی جلد کے ص۳۳۱ میں ہے: "حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو مثقال چاندی تھا جس کے ایک سو ساٹھ روپئے بھر چاندی ہوئی۔"

یہ مسئلہ ائمہ محققین کے نزدیک مختلف فیہ ہے انوار الحدیث کے چھٹے اڈیشن سے ہم نے بھی حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا مہر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تحقیق کے مطابق کر دیا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۶ر ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ:۔ از محمد حنیف میاں سسہنیاں کلاں ضلع گونڈہ۔

عورت سے اگر مہر معاف کرائے اور وہ معاف کر دے۔ تو اس طرح مہر معاف ہو جائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب عورت اگر ہوش و حواس کی درستگی میں راضی خوشی سے مہر معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا۔ ہاں اگر مارنے کی دھمکی دیکر معاف کرایا اور عورت نے مار کے خوف سے معاف کر دیا تو اس صورت میں معاف نہیں ہوگا۔ اور اگر مرض الموت میں معاف کرایا جیسا کہ عوام میں رائج ہے کہ جب عورت مرنے لگتی ہے تو اس سے مہر معاف کراتے ہیں تو اس صورت میں ورثہ کی اجازت کے بغیر معاف نہیں ہوگا در مختار مع شامی جلد دوم ص۳۳۸ میں ہے صح حطھا۔ اور اسی کے تحت رد المحتار میں ہے لابد من رضاھا ففی ھبۃ الخلاصۃ خوفھا بضرب حتی وھبت مھرھا لم یصح لو قادرا علی الضرب۔ وان لا تکون مریضۃ مرض الموت اھ ملخصا۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۲۹۳ میں ہے لابد فی صحۃ حطھا من الرضی حتی لو کانت مکرھۃ لم یصح ومن ان لا تکون مریضۃ مرض الموت۔ ھکذا فی البحر الرائق۔ ھذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

کتاب الرضاع

دودھ کے رشتہ کا بیان

مسئلہ: از برکت اللہ مقام و پوسٹ چوکھڑہ ضلع بستی۔

ایک ماں کی دو لڑکیاں ہیں بڑی لڑکی کا نام ہاجرہ ہے اور چھوٹی کا نام آمنہ ان دونوں کی ماں کا انتقال ہوگیا۔ آمنہ گود میں تھی تو ہاجرہ نے اپنی بہن کو دودھ پلایا اب آمنہ بالغ ہوگئی اور اسکی شادی بھی ہوگئی اور ایک لڑکی پیدا ہوئی تو آمنہ کی اس لڑکی کا نکاح ہاجرہ کے لڑکے کے ساتھ کرنا کیسا ہے۔

الجواب: صورت مستفسرہ میں آمنہ کی لڑکی کا نکاح ہاجرہ کے لڑکے سے کرنا حرام ہے ہرگز جائز نہیں اسلئے کہ وہ ایک دوسرے کے رضاعی ماموں بھانجی ہیں اور ماموں بھانجی کا نکاح جیسا کہ نسبًا حرام ہے رضاعًا بھی حرام ہے۔ کما قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۱۲ رشعبان المعظم ۹۰ھ

مسئلہ: مسئولہ جمعدار نداف پوسٹ و مقام چتراشیخ بستی۔

زید نے تقریبًا ایک سال کی عمر میں اپنی دادی کا دودھ پیا تو زید کا نکاح اپنے حقیقی چچا کی بیٹی سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: صورت مستفسرہ میں زید کا اس لڑکی سے نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے اس لئے کہ دودھ پینے والے پر رضاعی ماں کے نسبی اور رضاعی اصول و فروع سب حرام ہو جاتے ہیں فتاوی

Marfat.com

عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۳۲۱ میں ہے ۔یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جمیعًا ۔ لہٰذا اگر زید کا اس لڑکی سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اسے روکا جائے اور اگر ہو چکا ہو تو اس نکاح کے حرام ہونے کا اعلان کیا جائے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
یکم محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

مسئلہ :۔ از جمیل احمد منیجر اردو بک اسٹال اینڈ نیوز ایجنسی اسلام پیٹ وجے واڑہ

حفیظ النساء اور حسین بی دونوں بہنیں ایک ہی ماں باپ سے ہیں حفیظ النساء کے دو لڑکے لطیف اور رحمت اور حسین بی کے ایک لڑکی فرحت النساء ۔ رحمت کو زمانہ شیر خواری میں حسین بی نے چند دنوں تک دودھ پلایا ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ فرحت النساء کا نکاح رحمت کے بھائی لطیف کے ساتھ درست ہے یا نہیں ؟

الجواب حسین بی نے رحمت کو دودھ پلایا تو رحمت کے بھائی لطیف کو حسین بی کی لڑکی فرحت النساء کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے اگر کوئی دوسری وجہ مانع نکاح نہ ہو کنز الدقائق اور بحر الرائق جلد ثالث ص۲۲۷ میں ہے تحل اخت اخیہ رضاعًا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۰ رمن صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

مسئلہ :۔ از عبد الرسول قادری متعلم جامعہ برکاتیہ سید العلوم کاسگنج ۔

عادلہ کے بچے زندہ نہیں رہتے تھے اس کو کسی نے بتایا کہ تو اپنے بچے کو کسی دیگر عورت کا دودھ پلوا دے ۔ عادلہ نے اپنی بہن سے کہا کہ تم اس کو دودھ پلا دو ۔ بہن نے دودھ پلانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس سے رضاعت لازم آئے گی اس نے اپنی پستان سے دودھ نکالا اور پلا دیا ۔ تو سوال یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں رضاعت لازم آئی کہ نہیں ؟ عادلہ اپنے اس لڑکے کا نکاح اپنی بہن کی لڑکی سے کرنا چاہتی ہے یہ نکاح عند الشرع جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب عادلہ کے اس لڑکے کا نکاح اس کی بہن کی کسی بھی لڑکی سے کرنا حرام ہے ہرگز جائز نہیں کہ پستان سے دودھ نکال کر پلانے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے ۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۳۲۲ میں ہے کما یحصل الرضاع بالمص من الثدی یحصل بالصب

Marfat.com

والسعوط والوجور کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ یہاں تک کہ عورت مرجائے اور اس کی پستان سے دودھ نکال کر پلایا جائے تو اس صورت میں بھی رضاعت ثابت ہوجائے گی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم ص۴۰۸ میں ہے یحرم لبن میتة ولو محلوبا اھ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: از محمد تقسیم ساکن گوراکلاں ضلع بستی۔

دو عورتیں تھیں ایک عورت کا لڑکا تھا اور دوسری عورت کی لڑکی تھی۔ لڑکی والی کی ماں نے اس عورت کے لڑکے کو اپنا دودھ پلا دیا۔ اب مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ اس لڑکے کی شادی اس عورت کی دوسری لڑکی سے ہوسکتی ہے کہ نہیں؟ دونوں دو ماں دو باپ کے لڑکا لڑکی ہیں۔

الجواب: جس عورت نے لڑکے کو دودھ پلایا ہے اس عورت کی کسی لڑکی سے اس لڑکے کا نکاح کرنا حرام حرام سخت حرام ہے۔ شرح وقایہ میں ہے از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند۔ واز جانب شیرخوارہ زوجان وفروع۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۱۱ صفر المظفر ۱۳۹۷ھ

مسئلہ: مسئولہ الطاف حسین صدیقی ہائر سکنڈری اسکول اجیار پوسٹ دودھارا ضلع بستی۔

زید شوہر ہے جس کی دو بیویاں ہندہ اور حنظلہ ہیں۔ ہندہ سے تین اولاد عمر، بکر اور سائرہ بانو ہیں حنظلہ سے پانچ اولاد رحمانی، کریمن، سبحانی، جوشانی اور سالم ہیں۔ عمر کے ایک لڑکا غلام رسول ہے سائرہ بانو کی لڑکی رحیمن ہے حنظلہ بی بی نے عمر کے لڑکے غلام رسول کو دو سال یا دو سال کے اندر دودھ پلایا ہے جیسا کہ حنظلہ بتلاتی ہے حنظلہ کے ایک لڑکا سالم پیدا ہوا تھا جس کی عمر اس وقت ۶، سات سال کی تھی جب غلام رسول کو دودھ پلایا ہے۔ دودھ پلانے کی مدت ٹھیک سے حنظلہ نہیں بتلاتی ہے اور نہ ہی غلام رسول کی ماں ہی مدت کو صاف بتلاتی ہے کہ کب اور کس عمر میں پلایا ہے۔ مسئلہ کا خاکہ مندرجہ ذیل ہے۔

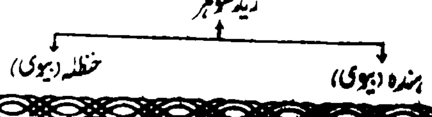

Marfat.com

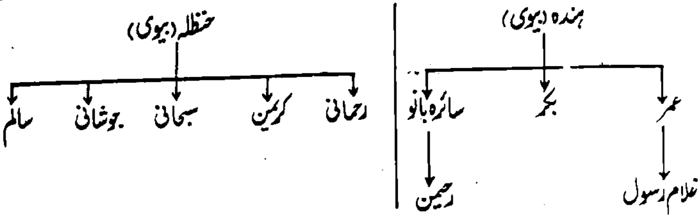

غلام رسول اور رحیمن میں شادی ہونے کے بارے میں کیا مسئلہ علماء دین فرماتے ہیں جب کہ بچپن سے دونوں میں رشتہ کی بات چیت تھی۔

الجواب صورت مستفسرہ میں غلام رسول نے اگر واقعی ڈھائی سال کی عمر ہونے سے پہلے حنظلہ کا دودھ پیا ہے تو اس کا عقد رحیمن کے ساتھ حرام سخت حرام ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۳۲۱ میں ہے یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جمیعاً اھ اگر ظن غالب ہو کہ ڈھائی سال کی عمر ہونے سے پہلے دودھ پیا ہے تو اس صورت میں بھی نکاح مذکور حرام ہے اور اگر شبہ ہو کہ ڈھائی سال کی عمر ہونے سے پہلے دودھ پیا ہے یا بعد میں تو اس صورت میں بھی احتیاطاً عقد نہ کرنے کا حکم دیا جائیگا کہ حرام کے شبہ سے بچنا چاہئے۔ خصوصاً زندگی بھر کی زناکاری کے شبہ سے۔ ھذا ما ظہر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۸ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ

مسئلہ: از محمد عمر موضع بھریندی ضلع گونڈہ۔

ہندہ نے اپنے ناتی کو جبکہ اس کی عمر تقریباً دو سال تھی دودھ پلایا تو ہندہ کی پوتی کے ساتھ اس ناتی کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب جبکہ ہندہ نے اپنے ناتی کو دودھ پلایا تو ہندہ کی پوتیاں اس ناتی پر حرام ہوگئیں لہٰذا ہندہ کی کسی پوتی سے اس کا نکاح ہرگز نہیں ہوسکتا حدیث شریف میں ہے یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۳۲۱ میں ہے یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جمیعاً اھ

Marfat.com

وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی
۲۹ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

مسئلہ: از جوہر علی موضع کسیا پوسٹ جھدو پار ضلع بستی۔

مدت رضاع کتنی ہے ائمہ کے اختلاف دلائل کے ساتھ بیان فرمائیں؟ کرم ہوگا۔

الجواب: ثبوت حرمت کے لئے مدت رضاع حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ڈھائی سال یعنی تیس ۳۰ ماہ ہے اور حضرت امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک دو ۲ برس ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صـ۳۲۱ میں ہے وقت الرضاع فی قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ مقدر بثلاثین شھرا وقالا مقدر بحولین ھکذا فی فتاوی قاضی خاں ائمہ کے اختلافات کی تفصیل و دلائل کے لئے مطولات کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۴ جمادی الاولیٰ ۸۸ھ

مسئلہ: از عبد الرؤف ساکن بھٹلا پوسٹ ڈبرا ضلع بستی۔

زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی شادی ہوئے ایک عرصہ دراز ہوگیا اس سے چار بچے بھی پیدا ہوئے۔ ہندہ رشتہ میں زید کی رضائی پھوپھی ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ درست ہے یا نہیں اگر درست ہونے کی کوئی شرعی صورت ہو تو اس سے مطلع فرمائیں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب: اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔ صورت مسئولہ میں زید کا نکاح ہندہ سے صحیح نہیں کیونکہ ہندہ زید کے لئے محرمات ابدیہ سے ہے اور محرمات ابدیہ سے نکاح کرنا درست نہیں بلکہ حرام حرام حرام ہے زید اور ہندہ دونوں پر فرض ہے کہ ایک دوسرے سے الگ ہوجائیں اور میاں بیوی کے تعلقات منقطع کردیں۔ ان دونوں کے درمیان نکاح درست ہونے کی کوئی شرعی صورت نہیں قرآن عظیم چوتھا پارہ سورۂ النساء میں ہے حرمت علیکم امھاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم الآیہ بخاری شریف جلد دوم صـ۷۶۴ میں ہے الرضاعۃ تحرم ما تحرم الولادۃ اور مسلم شریف جلد اول صـ۴۶۷ میں ہے یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب اور مشکوٰۃ شریف صـ۲۷۳ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحرم من الرضاعۃ

Marfat.com

مایحرم من الولادۃ۔ اور نوی شریف شرح مسلم شریف ص۲۶۶ پر ہے واجمعوا ایضاً علی انتشار الحرمۃ بین المرضعۃ واولاد الرضیع واولاد المرضعۃ وانہ فی ذٰلک کولدھا من النسب ھٰذہ الاحادیث اور درمختار ص۲۰۸ پر ہے واحل (بین الرضیعۃ وولد مرضعتھا) ای التی ارضعتھا (وولد ولدھا) لانہ ولد الاخ بہار شریعت حصہ ہفتم ص۳۲ پر ہے مسئلہ دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح پلانے والی کے بیٹوں پوتوں سے نہیں ہوسکتا کہ یہ اس کی بہن یا پھوپھی ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدالجبار القادری الاشرفی

بیشک جس عورت نے ہندہ کو دودھ پلایا اس کے پوتے زید سے ہندہ کا نکاح ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ہندہ زید کی رضاعی پھوپھی ہے اور رضاعی پھوپھی سے نکاح حرام اشد حرام ہے۔ زید اور ہندہ پر ایک دوسرے سے الگ ہوجانا اور علانیہ توبہ واستغفار کرنا لازم ہے اگر وہ دونوں ایسا نہ کریں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

جلال الدین احمد الامجدی
۲۹ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ:۔ از معین الحق صدیقی معرفت عبدالحئی صدیقی ستری بازار بستی۔

ہندہ نے اپنے بھائی زید کی لڑکی مریم کو دودھ پلایا اور اپنی بہن زینب النساء کے لڑکے بکر کو ایک بار جبکہ وہ لیٹی ہوئی اپنی بچی عرفانہ کو دودھ پلا رہی تھی۔ پاس میں بکر بھی لیٹا ہوا تھا۔ حالت غنودگی میں بکر نے ہندہ کی پستان اپنے منھ میں لے لیا۔ ہندہ نے فوراً بکر کو چھڑا دیا۔ ہوسکتا ہے کہ چونکہ بچی ہندہ کی دودھ پی رہی تھی کوئی قطرہ بکر کے منھ کو لگ گیا ہو۔ اب ایسی صورت میں بکر کی رضاعت ثابت ہوجاتی ہے کہ نہیں جبکہ ہندہ کا بیان ہے کہ بچے (بکر نے) دودھ نہیں پی پایا۔ اب زید کی لڑکی مریم جس کو کہ ہندہ دودھ پلاتی رہی ہے اس کی شادی زینب النساء کے لڑکے بکر سے ہوسکتی ہے کہ نہیں؟

الجواب: صورت مسئولہ میں یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ بکر نے ہندہ کا دودھ پیا ہے بلکہ پینے اور نہ پینے میں شک ہے اور شک کے صورت میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ لہٰذا شرعاً بکر اور مریم کا باہم عقد ہوسکتا ہے۔ البحرالرائق میں ہے۔ لو ادخلت امرأۃ حلمۃ ثدیھا فی فم رضیع ولا یدری ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لایحرم النکاح لان فی المانع شکا۔

Marfat.com

البحر الرائق صہ۲۲۲ ج ۳۔ لیکن چونکہ ہندہ نیند کی حالت میں تھی اس لئے ہوسکتا ہے کہ بکر نے دودھ پینا شروع کردیا ہو پھر ہندہ نے چونک کر الگ کیا ہو ایسی صورت میں ممکن ہے کہ دو چار قطرے بکر کے پیٹ میں پہونچ گئے ہوں بہرحال شک اور ایسے قوی شک کی بنیاد پر شریعت مطہرہ کا احتیاطی حکم یہ ہے کہ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔ لہذا اگرچہ بکر اور مریم کا باہم عقد ضرور جائز ہے مگر احوط یہی ہے کہ دونوں کا باہم عقد نہ کیا جائے۔ عالمگیری میں ہے۔ اذا جعلت ثدیھا فی فم الصبی ولا تعرف امص اللبن ام لا ففی القضاء لا تثبت الحرمۃ بالشک وفی الاحتیاط تثبت عالمگیری۔ کتاب الرضاع صہ۳۲۲ ج ۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد الیاس خان سالک بارہ بنکوی
۱۶ ربیع النور شریف ۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح
بدر الدین احمد

مسئلہ۔ از محمد اسحٰق چھیدی گوراکلاں ضلع بستی۔

رقیب النساء نے زید کو ایام رضاعت میں اپنی لڑکی ہندہ کے ساتھ دودھ پلایا اب ہندہ کی بہن یعنی رقیب النساء کی دوسری لڑکی کے ساتھ زید کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب صورت مستفسرہ میں زید کا نکاح ہندہ کی بہن سے ناجائز و حرام ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صہ۳۲۱ میں ہے یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولھما وفروعھما من النسب والرضاع جمیعاً۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۴ ربیع الآخر ۹۶ھ

مسئلہ۔ از محمد علی قریشی اسکن مرچنٹ پرانی بستی ضلع بستی (یوپی)

ایک ماں کی دو لڑکیاں ہیں اور دونوں لڑکیاں شادی شدہ ہیں اب ایک بہن کے ایک لڑکا ہے اور دوسری بہن کی ایک لڑکی ہے دونوں بہنیں آپس میں اپنے لڑکے اور لڑکی کی شادی کرنا چاہتی ہیں۔ مگر لڑکے نے کسی مجبوری کی بنا پر اپنی نانی کا دودھ چھ ماہ تک پیا ہے تو کیا ایسی صورت میں شرع شادی کی اجازت دیتی ہے یا نہیں؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب ــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب ۔ صورت مستفسرہ میں مذکورہ لڑکی ولڑکے کے مابین عقد جائز نہیں حرام ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۳۲۱ میں ہے یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولھما وفروعھما من النسب والرضاع جمیعاً ھذا ما ظھرلی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ۔

کتبــــــہ جلال الدین احمد امجدی
۲۱ ربیع الآخر ۱۳۹۳ھ

مسئلہ :۔ از صاحبزادہ شیخ بنکے گاؤں ضلع بستی۔

ایک عورت نے ایک لڑکی کو دودھ پلایا پھر اس لڑکی کا نکاح ایک مولوی نے عورت مذکور کے لڑکے کے ساتھ پڑھ دیا۔ تو یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب ــــــ عورت مذکور نے اگر قبل اختتام مدت رضاعت یعنی ڈھائی سال عمر ہونے سے پہلے لڑکی کو دودھ پلایا تو نکاح مذکور ہرگز ہرگز جائز نہ ہوا۔ حدیث شریف میں ہے یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۳۲۱ میں ہے یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولھما وفروعھما من النسب والرضاع جمیعاً۔ یعنی لڑکا ہو یا لڑکی ان پر رضاعی ماں باپ اور ان کے نسبی و رضائی اصول و فروع سب حرام ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا مولوی مذکور نکاح کے ناجائز ہونے کا اعلان عام کرے۔ اور اگر لڑکا لڑکی کو رضائی بھائی بہن جانتے ہوئے نکاح پڑھا ہے تو علانیہ توبہ و استغفار کرے۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبــــــہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۱ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ

مسئلہ :۔ از محمد حسن علی پوسٹ و مقام کپتان گنج۔ ضلع بستی۔

زید نے اپنی حقیقی دادی زینب کا دودھ تقریباً ڈیڑھ سال کی عمر میں پیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زینب کی حقیقی نواسی کے ساتھ زید کا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ❖ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الجواب ــــــ اللھم ھدایۃ الحق والصواب ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر بچہ یا بچی

Marfat.com

نے ایام رضاعت میں کسی عورت کا دودھ پی لیا تو اس دودھ پینے والے پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان دونوں کے (رضاعی ماں و باپ کے) نسبی اور رضاعی اصول یعنی آباء و اجداد و والدہ و جدات وغیرہ الی الاعلی اور فروع یعنی لڑکے لڑکیاں پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں الی الاسفل سب حرام ہو جاتے ہیں۔ صورت مستفسرہ میں جبکہ زید نے اپنی حقیقی دادی زینب کا دودھ ایام رضاعت میں پی لیا ہے تو زینب زید کی حقیقی دادی کے علاوہ اس کی رضاعی ماں بھی ٹھہری لہٰذا زینب کے اصول و فروع سب کے سب زید پر حرام ہیں اور زینب کی کسی بھی پوتی یا نواسی کے ساتھ زید کا نکاح کرنا ناجائز و حرام ہے۔ فتاوی عالمگیری مطبوعہ مصر جلد اول صـ ۳۲۱ میں ہے ویحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولہما وفروعہما من النسب والرضاع جمیعاً ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی اجل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ نور محمد القادری الاوجھا گنجوی البستوی
۱۳ رجمادی الاخری ۸۴ھ

مسئلہ: از جوہر علی موضع کسیا، ہدوپار ضلع بستی۔
ساجدہ نے ڈیڑھ سال کی عمر میں ہندہ کا دودھ پیا ہے ساجدہ کے والدین نے ہندہ کے لڑکے زید کے ساتھ ساجدہ کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ واضح رہے کہ ساجدہ نے زید کے ساتھ دودھ نہیں پیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب۔ صورت مستفسرہ میں بر صدق مستفتی ساجدہ نے جبکہ ڈیڑھ سال کی عمر میں ہندہ کا دودھ پیا تو ہندہ ساجدہ کی رضاعی ماں ہوگئی اس کے سب لڑکے ساجدہ پر حرام ہو گئے خواہ ساجدہ کے دودھ پینے کے بعد پیدا ہوئے ہوں یا پہلے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب اور فتاوی عالمگیری مصری صـ ۳۲۱ ج ا میں ہے یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولہما وفروعہما من النسب والرضاع جمیعاً۔ لہٰذا ہندہ کے لڑکے زید کا نکاح جو ساجدہ کے ساتھ کیا گیا وہ ہرگز ہرگز جائز نہیں ہوا۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۴ رجمادی الاولی ۸۸ھ

Marfat.com

مسئلہ :۔ از اصغر علی موضع موسوا چک پوسٹ لچھمی پور ضلع گورکھپور۔ یوپی

علیم النساء نے چھ ماہ کی عمر میں شیر علی کی ماں کا دودھ پیا تو علیم النساء کا نکاح شیر علی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر لوگوں نے ان دونوں کا نکاح ایک دوسرے کے ساتھ کر دیا تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب ـــــ علیم النساء کا نکاح شیر علی کے ساتھ حرام و ناجائز ہے قال اللہ تعالیٰ وامھٰتکم اللاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ (پ۴ ع آخر) اور حدیث شریف میں ہے یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔ اگر لوگوں نے علیم النساء کا نکاح شیر علی کیساتھ کیا تو وہ نکاح ہرگز ہرگز جائز نہ ہوا۔ ان دونوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے سے الگ رہیں اور ہرگز آپس میں میاں بیوی کا تعلق نہ قائم کریں کہ زنا ہے حرام ہے۔ اور گھر والوں پر لازم ہے کہ ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ رکھیں ورنہ وہ بھی سخت گنہگار ہوں گے۔ اگر قدرت کے باوجود ان کے گھر والے ایسا نہ کریں تو مسلمانوں پر ان سب کا بائیکاٹ کرنا لازم ہے۔ وھو اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۲ رجب المرجب سنہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ :۔ از ابوالفہیم قادری۔ موضع پوریہ بلند رام دین ڈیہہ ضلع گونڈہ۔

رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں یعنی زید نے اپنی ممانی ہندہ کا دودھ پیا تو ہندہ کے لڑکے بکر کے ساتھ زید کی بہن سلمہ کا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــ صورت مستفسرہ میں بکر کے ساتھ سلمہ کا عقد کرنا جائز ہے درمختار میں ہے۔ تحل اخت اخیہ رضاعًا کان یکون لاخیہ رضاعًا اخت نسبًا اھ ملخصًا۔ وھو تعالیٰ وسبحانہ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

۶ رجمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ :۔ از محمد سمیع الدین عرف صلاح الدین لڈن راوتپار شاہ پور گورکھپور۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ادام ظلکم المولیٰ المعین اس مسئلہ میں کہ خالدہ نے ہندہ کو دودھ پلایا تو خالدہ کے لڑکے کا نکاح ہندہ کی لڑکی سے شرعًا درست ہے یا نہیں؟

Marfat.com

الجواب صورت مسئولہ میں اگر مدت رضاعت متعلق حرمت یعنی ڈھائی سال کی مدت میں دودھ پلایا گیا تو خالدہ کے لڑکے ہندہ کے بھائی اور ہندہ کی لڑکی خالدہ کے لڑکے کی بھانجی ہوئی تو جیسے حقیقی نسبی بھانجی حرام ہے ایسے ہی رضاعی بھانجی سے نکاح حرام وباطل ہے اس مسئلہ میں اصل وہ حدیث شریف ہے جسے شیخین نے روایت کی چنانچہ مشکوٰۃ شریف کتاب النکاح باب المحرمات میں ہیں عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من الولادۃ رواہ البخاری حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو نسب سے حرام ہے رضاعت سے حرام ہے روایت کیا اس کو بخاری نے۔ نیز اسی میں ہے عن علی قال یا رسول اللہ ھل لک فی بنت عمک حمزۃ فانھا اجمل فتاۃ فی قریش فقال لہ اما علمت ان حمزۃ اخی من الرضاعۃ وان اللہ حرم من الرضاعۃ ما حرم من النسب رواہ مسلم یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا آپ کو جائز ہے کہ اپنے چچا حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی صاحبزادی کو نکاح میں لائیں؟ اس لئے کہ وہ قبیلہ قریش میں نوجوان ہونے میں زیادہ خوبصورت ہیں تو سرکار نے حضرت علی سے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے رضاعی بھائی ہیں اور بیشک اللہ نے جنھیں نسب سے حرام فرمایا رضاعت سے حرام فرمایا (روایت کیا اس کو مسلم نے) ہاں اس میں چند صورتیں مستثنیٰ ہیں جو ظاہر ہونے کی وجہ سے حدیث میں ذکر نہ ہوئیں چنانچہ شرح وقایہ جلد ثانی باب الرضاعۃ میں ہے "فیحرم منہ ما یحرم من النسب الا امّ اختہ واخت ابنہ وجدۃ ابنہ وامّ عمہ وعمتہ وام خالہ وخالتہ" (الخ انتھی بقدر الحاجۃ) یعنی جو رشتے نسب سے حرام ہیں رضاع سے حرام ہیں مگر بہن کی ماں۔ بھائی کی ماں۔ لڑکے کی بہن۔ لڑکے کی دادی۔ نانی۔ چچا۔ اور پھوپھی کی ماں۔ ماموں خالہ کی ماں یہ سب رضاع کی صورت میں حلال اور نسب میں حرام ہیں ایسے ہی درمختار، عالمگیری، بحر الرائق میں ہے تو فقہاء نے اس اصل مذکور سے جہاں چند صورتیں مستثنیٰ کی ہیں وہاں بنت الاخت یعنی بھانجی کو حرمت سے جدا نہیں کیا جس سے ثابت ہوا کہ جس طرح نسبی بھانجی حرام ہے ویسے ہی رضاعی بھانجی بھی حرام ہے اور اس مسئلہ پر مزید روشنی حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے پڑتی ہے اور بیان کردہ مسئلہ کی تائید بھی ہوتی ہے۔ الحاصل رضاعی بھانجی سے نکاح درست نہیں اور ہو گیا ہو تو تفریق ضروری ہے میاں، بیوی کے تعلق ختم کر دینا فرض ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

Marfat.com

کتبــــــــــہ نعیم الدین احمد الصدیقی
۱۶ رمضان ۱۳۷۹ھ

مسئلہ: از گھراؤ اللہ قادری رضوی پرسیا پوسٹ بانسی بستی۔

ایک لڑکے نے اپنی چچی کا دودھ پیا ہے اس کی چچی کی دو لڑکیاں ہیں ایک وہ لڑکی ہے کہ جس کے ساتھ دودھ پیا ہے اور ایک چھوٹی لڑکی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس لڑکے کا نکاح ان دونوں لڑکیوں میں کسی ایک سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب صورت مذکورہ میں اس لڑکے کا نکاح اپنی چچی کی کسی لڑکی سے نہیں ہوسکتا اگر اس لڑکے نے اپنی چچی کا دودھ اپنی ڈھائی سال کی عمر یا اس سے کم میں پیا ہو فقط واللہ ورسولہ اعلم

کتبــــــــــہ بدرالدین احمد
۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ

مسئلہ: از مولوی عبدالجبار قادری متعلم دارالعلوم ہٰذا

ہندہ اپنے بھائی زید کو دودھ پلاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب ہندہ اپنے بھائی کو زمانۂ رضاعت میں دودھ پلاسکتی ہے لانہ لم یثبت فی الشرع حرمۃ کذٰلک۔ واللہ اعلم

کتبــــــــــہ امام بخش قادری
۸ جمادی الاخریٰ ۷۹ھ

مسئلہ: از محمد اسلام موضع سرسیا ضلع بستی۔

ہندہ اور سلمہ دونوں حقیقی بہن ہیں۔ ہندہ کے لڑکے خالد نے جس کی عمر تقریباً ڈیڑھ سال ہے سلمہ کا دودھ ایک چسکی پیا یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ سلمہ سو رہی تھی آنکھ کھلنے پر فوراً خالد کو الگ کردیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ خالد کی شادی سلمہ کی لڑکی سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور ایک چسکی پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک چسکی سے حرمت رضاعت نہیں ثابت ہوتی۔ دلیل کے ساتھ جواب تحریر فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب ایک چسکی پینے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوجاتی ہے لہٰذا صورت مستفسرہ میں خالد کا نکاح سلمہ کی کسی لڑکی سے کرنا حرام ہے۔ ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اسلئے کہ قرآن مجید پارہ چہارم کی آخری

Marfat.com

آیت کریمہ وامھاتکم اللاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ اور حدیث شریف یحرم من الرضاع مایحرم من النسب میں حرمت کا حکم مطلق ہے اور حکم مطلق کو کسی تعداد وغیرہ کے ساتھ مقید کرنا جائز نہیں لان المطلق یجری علی اطلاقہ اور بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ ایک چسکی سے حرمت رضاعت نہیں ثابت ہوتی وہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ بعض حدیثوں میں جو ہے کہ ایک دو چسکی سے حرمت رضاعت نہیں ثابت ہوتی تو وہ مذکورہ بالا آیت کریمہ کے اطلاق سے رد یا منسوخ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے عن ابن عباس انہ قیل لہ ان الناس یقولون ان الرضعۃ لاتحرم فقال کان ذلک ثم نسخ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بعض لوگوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ پینے سے حرمت رضاعت نہیں ثابت ہوتی تو انھوں نے فرمایا کہ یہ حکم پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ وروی عن ابن عمران القلیل یحرم وعنہ انہ قیل لہ ان ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقول لاباس بالرضعۃ والرضعتین فقال قضاء اللہ خیر من قضاء ابن الزبیر قال تعالیٰ وامھاتکم اللاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ۔ یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ تھوڑا بھی حرمت رضاعت ثابت کرتا ہے اور انھیں سے یہ بھی مروی ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دو مرتبہ پینے سے کوئی حرج نہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ابن زبیر کے فیصلے سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وامھاتکم اللاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ اور شرح وقایہ میں ہے یثبت بمصۃ یعنی رشتۂ رضاع ایک چسکی سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ اور ہدایہ، عنایہ، کفایہ نیز فتح القدیر وغیرہ میں ہے قلیل الرضاع وکثیرہ سواء یعنی تھوڑا اور زیادہ پینے کا حکم یکساں ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۳۲۱ میں ہے قلیل الرضاع وکثیرہ اذا حصل فی مدۃ الرضاع تعلق بہ التحریم یعنی دودھ پینا مدت رضاع میں تھوڑا ہو یا زیادہ اس سے تحریم متعلق ہوتی ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جلال الدین احمد امجدی

مسئلہ:۔ از رمضان علی متصل جامع مسجد مسکنواں ضلع گونڈہ۔

زینب نے ہندہ کو دودھ پلایا تو ہندہ کی بہن خالدہ کے ساتھ زینب کے لڑکے عابد کا نکاح جائز

Marfat.com

ہے یا نہیں ؟

الجواب خالدہ کا نکاح عابد کے ساتھ جائز ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صـ۳۲۱ میں ہے تحل اخت اخیہ رضاعاً کما تحل نسباً مثل الاخ لاب اذا کانت لہ اخت من امہ یحل لاخیہ من ابیہ ان یتزوجہا کذا فی الکافی ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ :۔ مسئولہ مولوی عبد المبین خاں جمداشاہی ضلع بستی ۔

زید کی بیوی ہندہ نے حالت حمل میں اپنی پستان کو خالد کے بچے کے منھ میں ڈالدیا تھا جو ڈیڑھ ماہ کا تھا ۔ اب ہندہ کی ایک لڑکی ہے جس کا نکاح اسی بچے سے کرنا چاہتی ہے ۔ تو یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں ؟

الجواب اگر ہندہ کی پستان سے دودھ نکل کر ولد مذکور کی حلق سے نہیں اترا ہے تو ہندہ کی لڑکی کا نکاح اس بچے سے کرنا جائز ہے لان المعتبر فی ھذا الباب وصول اللبن الی الجوف اور اگر ہندہ کی پستان کا دودھ بچہ کی حلق سے اترا ہو تو نکاح مذکور جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ وامھٰتکم اللاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ ۔ وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۲۵ رجادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ

مسئلہ :۔ از جمعدار منصوری موضع چتراشیخ ضلع بستی ۔

زید نے تقریباً ایک سال کی عمر میں اپنی دادی کا دودھ پیا تو زید کا نکاح اس کے حقیقی چچا کی بیٹی سے کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب زید کا نکاح اس کے حقیقی چچا کی لڑکی سے کرنا حرام ہے اس لئے کہ دودھ پینے والے پر رضاعی ماں کے نسبی اور رضاعی اصول وفروع سب حرام ہو جاتے ہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صـ۳۲۱ میں ہے یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولھما وفروعھما من النسب والرضاع جمیعا اھ ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم ۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

مسئلہ: از جمیل احمد اسلام پیٹ۔ وجے واڑہ۔

رحمت علی نے حسین بی کا دودھ پی لیا تو رحمت علی کے بھائی لطیف کا نکاح حسین بی کی لڑکی فرحت النساء کے ساتھ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب لطیف کا نکاح فرحت النساء کے ساتھ کرنا جائز ہے درمختار میں ہے تحل اخت اخیہ رضاعاً کان یکون لہ اخ نسبی لہ اخت رضاعیۃ اھ ملخصا۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: از محمد مستقیم موضع گوراکلاں ضلع بستی۔

رقیب النساء نے زید کو ایام رضاعت میں اپنی لڑکی ہندہ کے ساتھ دودھ پلایا تو ہندہ کی بہن یعنی رقیب النساء کی دوسری لڑکی کے ساتھ زید کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا بالتحقیق۔

الجواب زید کا نکاح ہندہ کی بہن سے ناجائز و حرام ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص ۳۲۱ میں ہے یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولھما وفروعھما من النسب والرضاع جمیعا اھ۔ شرح وقایہ میں ہے ضابطتہ ما فی ھذا البیت الفارسی بیت۔ از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند۔ وز جانب شیرخوارہ زوجان وفروع۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی

مسئلہ: از عبدالغفار قادری موضع شکرولی پوسٹ علی پور۔ ضلع گونڈہ۔

ایک شخص نے ہوش کی حالت میں اپنی بیوی کا پستان منہ میں ڈال لیا۔ دودھ منہ میں اتر گیا اور اسے پی لیا تو کیا اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی اور نکاح ٹوٹ گیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب مرد اپنی بیوی کا دودھ پی جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوتی اور نہ نکاح میں کوئی خلل پیدا ہوتا ہے درمختار مع شامی جلد دوم ص ۴۱۴ میں ہے مص رجل ثدی زوجتہ لم تحرم اھ۔ لیکن بیوی کا دودھ پینا گناہ ہے لہٰذا شخص مذکور توبہ کرے۔ ھذا ما عندی وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ جلال الدین احمد الامجدی
۱۳ شوال سنہ ۱۴۰۲ھ

Marfat.com

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی کی چند اہم تصنیفات

فتاویٰ فیض الرسول ۔ یہ فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی کے پچیس سالہ فتاویٰ کا مستند ذخیرہ ہے جس میں دیگر علمائے فیض الرسول کے بھی کچھ فتاوے شامل ہیں۔ ہر فتویٰ میں حدیث شریف یا فقہی کتابوں کی عربی عبارتیں جلد و صفحہ کے ساتھ نقل کی گئی ہیں۔ اس لئے فتاویٰ کا یہ مجموعہ مفتیوں کے لئے بھی بے انتہا مفید ہے۔

جلد اول ۔ کتاب العقائد سے کتاب الرضاع تک۔ تعداد فتاویٰ ۱۰۱۲ صفحات قیمت

جلد دوم ۔ کتاب الطلاق سے کتاب الفرائض تک ۔ تعداد فتاویٰ صفحات قیمت

انوار الحدیث ۔ فقیہ ملت قبلہ کی یہ کتاب ایک سو تیرہ عنوانات پر ۵۵۴ احادیث اور ۴۷۴ مسائل کا مستند مجموعہ ہے جس میں حدیث، تفسیر، فقہ اور اصول فقہ وغیرہ ۵۷ کتابوں کی اصل عبارتیں درج ہیں۔ عمدہ کتابت۔ فوٹو آفسٹ طباعت۔ سائز ۲۲ × ۱۸ صفحات ۵۲۰ قیمت اردو۔

عجائب الفقہ ۔ (فقہی پہیلیاں) اس حیرت انگیز کتاب میں وضو، غسل، نماز اور نکاح و طلاق وغیرہ فقہ کے تمام ابواب کے مسائل پر ۵۲۳ سوالات قائم کئے گئے ہیں جنھیں پڑھ کر آدمی اچنبھے میں پڑ جاتا ہے پھر ان کے جوابات معتبر کتابوں کے جلد و صفحہ اور عربی عبارتوں کے حوالوں کے ساتھ پڑھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ مسئلہ کی یہ تفصیل میری نگاہ سے کہاں اوجھل رہ گئی تھی۔ اس طرز کی کوئی مستند کتاب عربی و فارسی وغیرہ میں اب تک نہیں دیکھی گئی۔ عمدہ کتابت۔ فوٹو آفسیٹ طباعت۔ صفحات ۲۸۰ قیمت:۔

خطبات محرم ۔ یہ کتاب بارہ تقریروں کا مجموعہ ہے جس نے محرم شریف کے مقررین کو تمام دیگر تصانیف سے بے نیاز کر دیا۔ جو ۷۰ مستند کتابوں کے حوالوں سے تیار کی گئی ہے۔ صفحات ۴۴۵ قیمت ــــــ

تعظیم نبی ۔ مسئلہ تعظیم کی نہایت اعلیٰ تحقیق جو ۳۵ معتبر کتابوں کے حوالوں سے لکھی گئی ہے قیمت ــــ

انوار شریعت ۔ نماز وغیرہ روزمرہ کے ضروری مسائل پر مشتمل ہر مسئلہ حوالے کے ساتھ۔ قیمت اردو ۔ ہندی۔

حج و زیارت ۔ حجاج کرام کے لئے بے نظیر کتاب جو ہر قدم پر ان کی رہنمائی کرتی ہے۔ قیمت ــ

علم اور علماء ۔ جو عوام و خواص کے لئے یکساں طور پر بے انتہا مفید ہے۔ قیمت ــــ

ملنے کا پتہ ۔ کتب خانہ امجدیہ مہراج گنج پن ۲۷۲۰۰۱ ۔ ضلع بستی (یو۔پی)

Marfat.com

زینت المحافل

ترجمہ

نزہت المجالس

تصنیف

امام عبد الرحمٰن بن عبد السلام

الصفوری الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ (۹۰۰ھ)

ترجمہ

علامہ محمد منشا تابش القصوری الحنفی

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناشر: شبیر برادرز، اردو بازار لاہور (پاکستان)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

200

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم

الصواعق المحرقہ

ترجمہ

برقِ سوزاں

ترجمہ: علامہ اختر فتح پوری

شبیر برادرز ٥ اردو بازار ٥ لاہور

Marfat.com

حدیثِ ایمان

مرتبہ

عالم فقری

اللہ رحمٰن پبلیکیشنز - لاہور

Marfat.com

شبیر برادرز

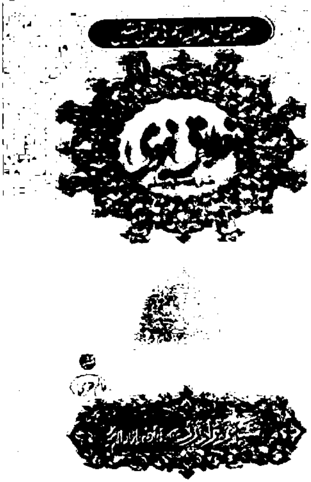

تاجدار مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا
شبیر برادرز

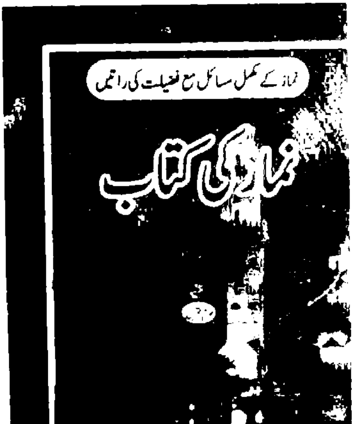
نماز کے مکمل مسائل مع فضیلت کی راتیں
نماز کی کتاب

Marfat.com